بعون خلاق کون و مکان و فضل خالق زمین و زمان جل شانہ
مرآة السلاطین
ترجمہ جلد دوم
سیر المتاخرین
[illegible] منشی نولکشور کے مطبع میں مطبوع ہوا

رحلت عالمگیر اور اوسکی اولاد کا جلوس محمد اعظم شاہ اور محمد کام بخش کا مقتول ہونا اور محمد معظم کو تخت نصیب ہونا

عالمگیر بادشاہ جو کہ مشغول تسخیر ملک دکھن تھا نہ تو وہاں کا اطمینان کلی کر سکا نہ شاہجہان آباد واپس آیا اسکا ۱۱۱۸ ہجری میں اکانوے ۹۱ برس کی عمر پاکر بانوے ۹۲ جلوس کو واقعہ بلدہ احمد نگر ایسا بیمار ہوا کہ زندگانی سے مایوس ہوا اوس وقت میں محمد کام بخش چھوٹے لڑکے کو دو شنبہ کے دن ۷ ذیقعدہ کو چار گھڑی دن نکلے صوبہ بیجاپور مرحمت فرما کر حکم دیا کہ دولت سرائے شاہی سے باتجمل سوار ہو نوبت بجتی جاوے ابھی کوچ کر کے نکل جاوے مبادا کہ اعظم شاہ سے کچھ آسیب نہ پہونچے بروز پنجشنبہ ۱۲ تاریخ ماہ مذکور کو چار گھڑی دن چڑھے محمد اعظم شاہ منجھلے بیٹے کو مالوہ کی رخصت عطا کی لیکن حکم دیا کہ ہر روز پانچ کوس طے کیا کرے اور بعد کوچ کی ہر مقام پر ۲ دو روز ٹھہر کر تیسرے دن روانہ ہوا کرے اس کوچ کرنے سے یہ غرض تھی کہ مبادا ضعف بیماری دیکھکر حضرت سے جو باپ کی ساتھ سلوک کیا تھا وہ آپکے حق میں کرے اور ٹھہر ٹھہر قطع سفر کی اجازت اس مراد سے ہوئی کہ اس شاہزادہ کی نزدیکی سے شجاع کا زور لشکر پر نہ چلیگا القصہ اعظم شاہ چند فرسخ حسب الحکم گیا تھا کہ عالمگیر بادشاہ بتاریخ ۲۸ ماہ سال مذکور روز جمعہ ایک پہر تین گھڑی دن نکلے پر کوچ فرمای سفر آخرت ہوا

اعظم شاہ کا لشکر کو پلٹ آنا اور تخت سلطنت پر جلوس فرمانا

اعظم شاہ مجرد اطلاع جلدی سے لوٹا ۲۹ تاریخ ماہ مذکور روز شنبہ کو پہر دن رہے دولت خانہ میں داخل ہوا اور دوشنبہ کو بتاریخ ۲ ذی الحجہ دو گھڑی دن نکلے تابوت عالمگیر کا چند قدم کندھے پر رکھکر روانہ دولت آباد کیا اور یکشنبہ کی صبح ۸ ذی الحجہ کو نوبت نوازی ہوئی سہ شنبہ کو دہم ماہ عید الضحی تھی بلدہ احمد نگر میں تخت نشین ہو کر تالیف قلوب رعایا برایا میں مصروف ہوا امرا اور ارکان دولت کو بار عام دیکر درخور لیاقت نوازش کی آصف الدولہ اسد خان بہادر بدستور وزیر اور اوسکا بیٹا ذو الفقار خان نصرت جنگ بہادر

سپہ سالار رہے عالمگیر کی بیماری کی خبر سنکر جو شخص جہان پر تھا اپنی چارہ سازی مین مصروف ہوا تھا بڑا
لڑکا سلطان معظم بہادر شاہ اوسوقت مین بموجب حکم پدر صوبہ کابل مین تھا اور اسکے دونون بیٹے خجستہ اختر
جہان شاہ اور رفیع القدر ہمراہ تھے بڑا لڑکا محمد معز الدین جہاندار شاہ صوبہ داری ملتان پر اور دوسرا لڑکا
عظیم الشان صوبہ داری بنگالہ مین تھا اور محمد کام بخش بموجب ایمای پدر یعنی عالمگیر کے بیجاپور مین تھا گویا عالمگیر نے
اپنے زعم مین ہند کی سلطنت سلطان معظم بہادر شاہ کو اور ملک دکہن محمد اعظم شاہ اور بیجاپور کام بخش کو دیدیا
تھا خواہش یہ تھی کہ اس حصہ پر راضی رہین دنیا کی طمع کسی نہین محمد کام بخش رحلت کی خبر پاکر اپنی فکر مین
پڑا اور اپنے جای مختصر کی حفظ مین مشغول ہوا ظاہرا محمد اعظم شاہ نے نوید اضافہ کسی دوسرے صوبہ سے
اوسکو اور اوسکی مان کو راضی کر کے حکم دیا تھا کہ اون اطراف مین کام بخش اپنا سکہ خطبہ رائج کرے

سلطان معظم بہادر شاہ کا کابل سے نہضت کرنا اور جلوس فرمانا

اس بیماری کی خبر پہونچے سلطان معظم کابل اور عظیم الشان بنگالہ سے جو سامان میسر آیا ہمراہ لیکر روانہ
اکبر آباد ہوے اثنائے راہ مین رحلت پدر کی خبر ملی اور سہ شنبہ کو سلخ ماہ محرم ۱۱۱۹ ہجری مین دو پہر کو وقت
طالع اسد مین تخت نشین ہوکر اعظم شاہ کو لکہا کہ اگر بموجب تقسیم پدر کے سلطنت دکہن پر جو کہ وسیع ملک
ہے قانع ہو کر ہندوستان مجھے دیجیے تو موجب بہتری ہے الصلح خیر مشہور ہے اعظم شاہ کو بہائی کی تحریر
نہ بہائی جواب مین لکہا دو بادشاہ در اقلیمے نگنجند بہادر شاہ طی منازل کر کے لاہور پہونچا محمد معز الدین ملتان
سے مع سامان لائق لشکر پدر ہوا باہم اکبر آباد کو روانہ ہوے اور بنگالہ سے عظیم الشان بہی سامان مناسب
سے اکبر آباد پہونچا خزانہ صوبہ بنگالہ کو جو ایک کروڑ سے کئی لاکہہ زیادہ تہا اور اثناے راہ مین قابض ہو گیا تہا
واسطے نذر پدر کے نگاہ رکہا اور مختار خان صوبہ اکبر آباد کو جو کہ شاہزادہ بیدار بخت کا سسر اور اعظم شاہ کا
خیر خواہ تہا قید کیا اور جسقدر خزاین اور سامان اکبر آباد مین تہا قبضہ مین لیکر استمالت اہالی اور اجتماع فوج
مین مصروف ہوا قلعدار اکبر آباد سے قلعہ خالی کرنیکو کہا اوسنے عذر کیا کہ تا انفصال باہمی ممکن نہین
عظیم الشان نے زیادہ کد نکیا بہی اپنے کام مین مصروف ہوا کسیقدر جاہ و حشم کی افزایش ہوئی
اسی عرصہ مین باپ اسکا آگیا عظیم الشان نے بعد پابوس خزانہ نذر کیا وہ نہایت خوش ہوا کیونکہ زر کی
قلت تہی بقدر مناسب ہر ایک کو تقسیم کیا کسیقدر پریشانی دور ہوئی

محمد اعظم شاہ کا دکہن سے کوچ کرنا بہادر شاہ کے مقابلہ کو اور میدان جاجو مین

دونون کا محاربہ ہونا

محمد اعظم شاہ نے بہادر شاہ کے دہلی جا پہونچنے کی خبر سنکر اپنا دشمن عظیم جانا معہ لشکر و سامان بسیار کے نامناسب
یلغار کر کے چلا اور اس عجلت مین اکثر لشکری اور سامان حرب و توپخانہ وغیرہ پیچھے رہ جاتا تھا گیارہوین
ربیع الاول ۱۱۱۹ھ روز یکشنبہ کو گوالیار آیا اور بہنگاہ وہان چھوڑکر خود بیشتر کو روانہ ہولہ ار ماہ مذکور روز یکشنبہ کو
میدان جاجو مین فریقین کی تلاقی ہوئی لشکر اعظم شاہی کے مقدمۃ الجیش نے پیشتر جا کر سلطان معظم بہادر شاہ
کے خیمون مین آگ لگائی جو تھوڑی سی فوج روبرو تھی پیچھا دکھلا گئی عظیم الشان جو اپنے باپ بہادر شاہ کا
ہراول تھا چند قدم جا کر ٹھہر گیا باپ کا انتظار کرنے لگا بہادر شاہ شکار مین تھا یہ نہ جانتا تھا کہ آج ہی یہ
معرکہ ہوگا جب خبر پائی بیٹے کے مدد کو باگ اوٹھائی ارادہ تقدیر تو یہ تھا کہ بہادر شاہ کی فتح اور اعظم شاہ کا زوال عمر و
دولت ہو بہادر شاہی فوج کے پس پشت اور اعظم شاہیون کے آنکھون کے رخ باد تند کے جھونکے آنے لگے
اعظم شاہ نے لشکر مرتب کر کے شاہزادہ کلان بیدار بخت کو ہراول اور شاہزادہ والاجاہ کو میمنہ اور عالی تبار کو
اپنے ہمراہ ہاتھی پر سوار کیا مستعد مقابلہ ہوا آصف الدولہ اسد خان بہادر بھی جو اسکے باپ کا اور نیز اسکا وزیر اعظم
تھا آیا ذو الفقار خان بہادر نصرت جنگ سپہ سالار نے براہ دولتخواہی عرض کیا کہ چونکہ آفتاب بلند اور ہوا تیز اور اکثر
توپخانہ سلطانی پیچھے رہگیا ہے لہذا اسیقدر پر کہ مخالف کے خیمہ جلا دیئے بس کیجئے آج قدم معرکہ مین نہ دیجئے صبح
دیکھا جائیگا مگر تقدیر کب سننے دیتی تھی اعظم شاہ کو اپنی شجاعت پر غرور تھا کچھ نہ سنا بلکہ جواب سخت دیا سپہ سالار
دانا دل نے بیتاب ہو کر عرض کیا کہ کلام مخلصانہ کی سماعت نہین فدوی مرخص ہوتا ہے اعظم شاہ نے سخت و
سست کہکر منہ پھیر لیا سپہ سالار نے اپنی راہ لی اعظم شاہ نے مقابلہ کو رخ کیا دلاوران طرفین جانفشانی پر
آمادہ ہوے باوجودیکہ ہوا کا وہ سناٹا تھا کہ سانس بھی کشاکش مین تھی مگر اعظم شاہ کی سپاہ نہایت دلاوری مین
جانبازیان کرتی تھی تند ہوا سے وہ حالت تھی کہ سنگریزہ تیر و تفنگ کی طرح سے آنکھون مین پڑتے تھے حاضرین
جنگ کا بیان ہے کہ سنگریزون کی بوچھار سے ایسا اندھا دھند تھا کہ مخالف اور موافق کی پہچان نہ تھی اور ایسا ہی
وہ معرکہ ہوا کہ آجتک اس لڑائی کی ضرب المثل ہند مین چلی آتی ہے اسوقت مین منور خان بہادر زادہ رشاد خالم
بہادر دکھنی جو اپنے قوم کے رئیس اور بڑے شجاع تھے اور ہمسے ہمکلام سخن ہوئے تھے کہ میدان رزم ہمارے نزدیک جلسہ
بزم ہے اور لباس زرتاری پہنے ہوے معہ پانچہزار ہمراہیون کے جنکے سر پر زرتار بادلے کی پگڑیان تھین اعظم شاہ
کے حضور مین آکر عرض کیا کہ حکم سواری صادر فرمایا جاوے تاکہ مراد دلی حاصل ہو اور اپنی جانبازی دوست و دشمن کو دکھلاوین
چونکہ اعظم شاہ ایسے فدویان جانباز سے بدظن تھا نا منظور فرمایا مگر نہولی اسپ کا حکم نہ پایا بیچارہ مجبور

ہاتھیون پر سوار مع ہمراہیون کے لشکر عظیم الشان پر جو ہراول تھا جا گرے اودہر سے حسین علی خان وغیرہ اولاد
سید میان عبداللہ خان کے مع جمعیت روبرو ہوئے سخت لڑائی درپیش آئی خانعالم کے ہمراہی اکثر زخمی ہوئے
حسین علی خان مع کسیا بیون اور ہمراہیون کے مجروح ہوکر میدان مین گر پڑا خانعالم نے چند نفر کے ساتھ اپنے
کو عظیم الشان کے برابر پہونچایا اور ریلم ایسا مارا کہ اوسکی سنان تختہ عقب ہودج سے پار نکل گئی مگر عظیم الشان
پہلو تہی کرکے بچ گیا خانعالم وغیرہ اکثر رفیق عظیم الشان کے مارے گئے اسی عرصہ مین شاہزادہ بیدار بخت
جو اعظم شاہ کا ہراول تھا مارا گیا اور اوسکے پیچھے شاہزادہ والاجاہ نے بھائی کی رفاقت مین قدم اوٹھایا
اعظم شاہ نے جب دونو شاہزادے خصوص بیدار بخت کی وفات کی خبر پائی آہ سرد بھر کر فرمایا اب فتح و شکست
دونون برابر ہین کہتے ہین کہ اعظم شاہ کی عماری پر اسقدر تیر پہونچے تھے گویا آسمان سے بارش ہوتی تھی باوجود اس
حال کے بحال استقلال متوجہ عدو تھا شاہزادہ عالی تبار کو جو سب سے چھوٹا لڑکا تھا اور ہاتھی پر سوار اپنے ساتھ رکھا
تھا سپر کے نیچے سولا دیا تھا اخیر روز ڈیرہ گھڑی دن باقی رہنے پر بیدار بخت اور والاجاہ اور تربیت خان
اور امان اللہ خان اور مطلب خان اور خانعالم مع اپنے بھائی منور خان اور راجہ رام سنگہ اور راجہ دلیپ وغیرہ سردار کہ
ارے گئے اور اعظم شاہ خود بھی زخم تیر و تفنگ کھاکر بیہوش ہو گیا اوسوقت رستم خان بہادر شاہ کے ہمراہی کی ہاتھی پر
چڑھ کر اعظم شاہ کا سر اوتارا اور عالی تبار کو زندہ بہادر شاہ کے پاس لے گیا سنا گیا کہ بہادر شاہ بھائی کا سر دیکھکر
متاسف اور گریان ہوا اور شاہزادہ پر رحم فرماکر نظر پرورش فرمائی حین حیات تک اپنے لڑکون کے برابر عزت
کرتا رہا تاآنکہ لڑکون کی مخالفت بھی کی جو ابدیا اگر اندیشہ عداوت ہو تبہی زیادہ سلطنت کیواسطے عداوت ہوسکتی ہے اور وہ میرا پوتا ہے

استقلال پانا بہادر شاہ کے تاجداری کا اور کام بخش کا لڑکر مارا جانا

جب زمانہ نے بہادر شاہ کی رفاقت کی ارکان سلطنت سوائے نوکران اعظم شاہ کے باقی لوگ باتفاق جملۃ الملک
اسد خان اور نصرت جنگ سپہ سالار کے دوسرے روز بہادر شاہ کے حضور مین حاضر ہوئے آصف الدولہ
اور اوسکا بیٹا ذوالفقار خان دست بستہ آداب کورنش بجالایا بہادر شاہ نے براہ مہربانی پیشتر بلایا اور اپنے
ہاتھ سے اوسکے ہاتھ کھولے اور شاہزادہ معز الدین سے ذوالفقار خان کے ہاتھ کھولائے خلعت خاصہ پہناکر
سرفراز فرمایا اور بعد معانقہ اسد خان کو حضور مین بیٹھنے کی اجازت دی او منصب نہ ہزاری ہفت ہزار سوار اور دو کرور
درم انعام فرمایا مقرر ہوا کہ اسکی پالکی دروازہ غسلخانہ تک جہان تک کہ شاہزدون کی پالکی آتی ہے آیا کرے
اور حضور مین نوبت بجائے اور وکالت بھی اسی کو تفویض ہوئی منعم خان کا خطاب پایا اور اکبرآباد کی صوبہ داری
بھی ضمیمہ وزارت ہوئی اور حکم ہوا کہ کچہری مین آصف الدولہ کی دست راست بیٹھے اپنی مہر آصف الدولہ کی مہر کے نیچے

کیا کرے چونکہ جی سنگہ زمیندار انبیر نے اعظم شاہ کی طرف سے لڑائی کی تھی مرکوز ہوا کہ اوس سے انبیر جیسنگہ
سے چھینکر بجے سنگہ کو عنایت ہو اور اجیت سنگہ ولد جسونت سنگہ راٹھور زمیندار جودہ پور سیرشہ بھی باغی ہوا تھا لہذا
شروع جلوس مین اکبرآباد سے انبیر اور جودہ پور کو کوچ فرمایا اور راجہاے مذکور کے قلعے فتح کر کے بندگان شاہی
کے حوالہ کیے اور اجیت سنگہ اور جے سنگہ کو ہمرکاب لیکر آصف الدولہ کو شاہجہان آباد کے انتظام کو روانہ کیا

محمد کام بخش نے جب اعظم شاہ کا مارا جانا سنا اور اطاعت بہادر شاہ کی اپنے حوصلہ سے دور سمجھی بہائی
جنگ و جدال ہوا بہادر شاہ تو بہت سلیم الطبع اور کم آزار بادشاہ تھا اس خبر کے سنتے ہی نصایح او رموعظت
تحریر فرمائے جب وہان سے جواب دندان شکن آئے سمجھا پند و نصیحت بیکار ہے لاجرم عزم پیکار کیا اتوار
کے دن ۲۰ شعبان ۱۱۲۰ ہجری کو دوپہر کے وقت فتحپور کی راہ سے بیجاپور کو عازم ہوا منگل کے دن تیسری تاریخ
ذیقعدہ ۱۱۲۰ کو مضافات حیدرآباد مین طرفین کا مقابلہ ہوا بعد کوشش و کشش کے ڈیڑہ گھڑی دوپہر
ہونے مین باقی تھی کہ بہادر شاہی لشکر نے غلبہ کیا اور جو تیر و تلوار سے بچے اونہون نے اپنی راہ پکڑی رفقای محمد کام بخش نے بھی
خوب جانفشانی دکھلائی آخر کو محمد کام بخش زخمی ہوکر بیہوش ہوا مردم بہادر شاہ اسی حالت مین آپہونچے
ہنوز کسیقدر جان باقی تھی کہ مع فرزندان گرفتار ہوکر حضور بہادر شاہی مین آیا بہادر شاہ نے شاہزادہ معز الدین
کو پیشوائی کیواسطے بھیجا اور بروقت ورود بعزت تمام دولتخانہ خاص مین بجاے مناسب لا اوتارا اور خود ملاقات
کو جاکر نہایت تاسف سے فرمایا کہ میری یہ خواہش نہ تھی کہ اس حالت سے آپکو دیکھتا اوسنے بھی در جواب یہی
کلمہ کہکر جان بحق ہو گیا بہادر شاہ نے اوسکی اولاد کو عالی تبار ولد شاہ اعظم کے مانند بے قید و بند [illegible] خوش رکھا

اسد خان کا وکالت مطلق اور منعم خان خانخانان کا وزارت پانا مع دیگر وقایع بادشاہی

بسبیل روایت دریافت ہوا کہ جب ممالک محروسہ ہند و دکھن بہادر شاہ کے ماتحت ہوے اظہار مکنون دلی
کو بادشاہ نے اسد خان وزیر اعظم اور اوسکے فرزند ذوالفقار خان سپہ سالار سے بحسن بیان ظاہر کیا کہ منعم خان
رفیق دیرینہ درگاہ سے عہد شاہزادگی مین ہمسے عہد ہوا تھا کہ بروقت تخت نشینی تمہین عہدہ وزارت دیا جاویگا اور
پاس خاطر تمہارا بھی ہمین منظور اور عہد شکنی بھی آئین جہانداری سے دور ہے لہذا اس بارہ مین جیسا کہ قرین
مصلحت ہو گذارش کرو آصف الدولہ اور نصرت جنگ نے حسب مرضی آقا عرض کیا کہ ہمین کچھ عذر نہین بجز اسکے
کہ ہماری بھی عزت بخشیدہ کا خیال رہے بہادر شاہ نے آصف الدولہ کو خلعت وکالت مطلق جو کہ بادشاہ کی
نیابت اور بالاے مرتبہ وزارت ہے اختصاص بخشا اور منعم خان کو خطاب خانخانانی اور عطاے قلمدان وزارت
سے سرفرازی دیکر حکم دیا کہ آصف الدولہ مسند وکالت پر بہ شاہانہ وزارت بیٹھا کرے اور منعم خان جاکر

اواسب نوکری کی ساتھ کاغذات پر آصف الدولہ کے دستخط کرایا کرے حسب الامر تعمیل ہوئی ذوالفقار خان امیر الامرائی
کے عہدہ پر مع صوبہ داری کل صوبجات دکن کے مقرر کیا گیا اس بندوبست کے بعد ہند کی عزیمت فرمائی
و ذوالفقار خان بہادر نے داؤد خان کو جو کہ قوم پنی اور مشہور امراے دکن سے تھا نیابت صوبجات پر مخصوص فرما کے
خود ذوالفقار خان ہمراہ بادشاہ کے امور سلطنت کے بندوبست کو چلا اور صوبجات بنگالہ و اوڑیسہ و عظیم آباد
و آلہ آباد بموجب سابق عظیم الشان کے سپرد رہے شاہزادہ نے بعوض جانفشانی کے جو سیدمیان کی اولاد سے
اعظم شاہ کی لڑائی مین ظاہر ہوئی صوبہ آلہ آباد عبداللہ خان کو اور صوبہ عظیم آباد اوسکے بھائی حسین علیخان کو
اور بنگالہ اور اوڑیسہ جعفر خان کو سپرد فرما کر خود صاحب اقتدار حضور پر نور رہا چونکہ بہادر شاہ نے خدا سے
عہد کیا تھا کہ بروقت حصول مدعا کسی سایل کو محروم نکرے لہذا خود مستمندون کی تمنا پوری کرنے مین مصروف
ہوا اور منعم خان کو اختیار دیا گیا کہ موجب بہبود دین عمل کرے اس سبب سے اسکے عہد مین عمدہ خطاب اور
بڑے بڑے منصب ہر ایک کو ملنے لگے کمینا اسپار نہر اہند و مسلمان ششش ہزاری ہفت ہزاری ہوگئے خطاب
جنگی ملکی راے راجگی کا پا گئے منصب و خطاب کا وہ بڑہاؤ ہوا کہ اعتبار سے گہٹ گئے چنانچہ کسی ہنگار بعض خدمات
نے درخواست بابت عطاے خطاب راے داروغہ کی وساطت سے گذرانی عظیم الشان باپ کیطرف سے
صاحب دستخط تھا اوسنے توقیع فرمائی کہ خانی در ہر خانہ ورائی در ہر بازار بپاس خاطر پہ گیدی ہم راے کیا گیا وہ شخص
اسی خطاب سے مشہور ہوا ہر شخص دور و نزدیک سے کہتا تھا کہ یہی گیدی راے ہے یارون مین انگشت نمائی ہونی
لگی وہ شخص مردم کے زبان طعنہ سے عاجز ہو کر رشوت دیتا تھا کہ اس فضیحت سے نجات پاے لیکن کچھ
سود نہ تھا جب تک زندہ رہا اسی خطاب سے اونگلیان اوٹھتی رہین دکن کے مہین نہضت ہوئی جو موسم
برسات مین کوچ ہوا تھا غازی الدین خان کو جو عہد عالمگیری سے صوبہ دار برار تھا صوبہ گجرات عنایت
فرمایا قبل ملازمی اودہر کو روانہ کیا اور راجہ جے سنگ کچھواہہ اور اجیت سنگہ راٹہور ولد مہاراجہ جسونت سنگہ
دریاے نربدہ سے بلا اجازت رکاب سے علیحدہ ہو کر اپنے گہرون کو سدہارے اور بندگان بادشاہی کو بعد
بعد مقابلہ اپنے قلعجات سے نکال دیا بہادر شاہ چند روز تک حیدرآباد مین رہکر ہند کو معاود ہوا اور واقعہ ماہ
شوال دریاے نربدہ سے پار ہو کر بارادہ تنبیہ راجپوت اجمیر کو قاصد ہوا اور اجیت سنگہ او جے سنگہ نے
جو کہ بادشاہ کے غیبت مین باغی ہو گئے تھے اور احمد سعید خان اور حسین خان اور عزت خان ہر سہ برادر
کو جو کہ سادات بارہ تھے لڑائی مین مارا تھا لہذا بادشاہ کو نہایت درجہ کی دشمنی اون کمینون سے تھی
اسی سفر مین جبکہ بادشاہ عازم شہر راجپوتانہ کا تھا گورو گوبند کی سرکشی سنی گئی اس سبب سے وہ ارادہ فسخ
ہوا گو نہ صلح ہوگئی بادشاہ گورو گوبند کی طرف متوجہ ہوا گورو ندگور و نزیر خان فوجدار سہرند سے لڑکر غالب ہوا

اور وزیر خان مارا گیا جب مخیم بادشاہی دامن کوہستان ملک راجہ برفی مین ہوا خانخانان اور رفیع القدر نے بموجب حکم قلعہ گورو کو تین طرف سے محاصرہ کیا شام کیوقت وہ فرقہ بدکار راجہ برفی کیطرف بھاگا اونمین سے چند آدمی قتل ہوئے فی الجملہ خانخانان مورد عتاب ہوا کہ راہ فرار کیون نہ بند کی اور رستم دل خان کو وہان چھوڑکر بادشاہ روانہ لاہور ہوا اسی وقت مین خانخانان ملک لقاکو سدھارا ہدایت خان ولد عنایت اللہ خان نے خلعت وزارت پایا اور غازی الدینخان فیروزجنگ بھی احمد آباد گجرات مین جان بحق ہوا ۲۶ ربیع الاول کو دریاے راوی پر خیمہ سلطانی برپا ہوئے رستم دل خان کو جو شومی بخت نے ستایا بے اجازت قلعہ گورو سے اوٹھہ آیا لہذا معزول المنصب ہوا جاگیر ضبطی مین آئی اور قید ہوکر لاہور بھیجا گیا اور محمد امین خان گوروکی تنبیہ پر مامور ہوا یہ بادشاہ خود فاضل مہذب اہل کمال سے صحبت رکھتا تھا اور فنون وعلوم سے ماہر خصوص فقہ وحدیث سے آگاہ کل سلاطین تیموریہ سے فایق تھا ہمیشہ مناظرہ علمی صاحب علمون سے کرتا چونکہ بموجب اپنی تحقیق کے مذہب امامیہ کو برحق جانتا تھا یہی راہ اختیار کی اور ہر وقت ورود لاہور کے وہان کے علماے ناصبی مذہب کو اکٹھے کر کے حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کی حقیقت دریافت کی اور بعد اتمام حجت کے چاہا کہ کلمہ علی ولی اللہ وصی رسول اللہ خطبہ مین جاری کرے چونکہ اس کام مین چندان دشواری تھی اور سلاطین ہند مخصوص تیموریہ خاندان کو کمتر میسر تھا عظیم الشان اور خجستہ اختر و نوشاہزادہ جو تسنن اور اشعریت مین نہایت عصبیت رکھتے تھے اور نیز علماے ناصبی کے سبب سے نہ ہوسکا ایکمرتبہ کسی خطیب کو مسجد جامع مین ہمراہ عظیم الشان کے بھیجا جو کہ شاہزادہ خود اس بات کا خواہان نہ تھا فقط باپ کی رضا جوئی کو ہان ہون کرتا تھا اسکی تحریک اور اشارہ سے خطیب مذکورہ ہنوز ایکحرف زبان پر نہ لایا تھا کہ مارا گیا اعاظم مذہب حنفی کے اس امر کا دفعیہ چاہتے تھے مگر بہادر شاہ مذہب شیعہ کی تقویت مین مدت تک بحث کرتا رہا کچھ پند ونصیحت کا سود نہوا

بہادر شاہ کا عالم فنا سے کوچ کرنا چارون لڑکون کا باہم کر لڑنا اور محمد معز الدین کا جہاندار ہونا

بہادر شاہ کو جب کامل پانچ برس فرمان روائی مین گذرے جسوقت کہ لاہور مین مع شاہزادگان وغیرہ کے تھا شروع ۱۱۲۴ھ ہجری مین واقعہ المطاہ محرم کو مزاج معلی مین تخلل پیدا ہوا حکم دیا کہ لشکر اور شہر لاہور مین سگ کشی ہو یہ حرکت ایسے دانا بادشاہ سے دور تھی شاید کہ کسی نے جادو کرایا ہو الغرض کتا مارنے کا ایسا گرم بازار ہوا کہ سگون کا نشان باقی نہ رہا تمام روز کتے کی پرچھائین تک نظر نہ آتی تھی شام کو

دُم وہاں سے نکالتے تھے مگر دم نہ مارتے تھے اپنی اپنی جگہہ پر رہتے تھے صبح کو دریاے راوی تیر کر جنگلوں مین
گذرانتے تھے یہ حال اور یہ جنگ عظیم الشان کا امین الدولہ سنبلی سے کے مکتوب سے جو اپنے والد کے نام
لکہا تھا اوسکے منشی کے پاس مینے لکہا دیکہا ہے ملازمان پنجاب خطیب کو قتل کے عوض مین مغضوب ہوئے
بعض قلعہ گوالیار مین اور بعض کو توال کے حوالات مین قید ہوے ناگاہ سہل سا عارضہ عارض بہادرشاہ
ہوا بہتر برس کے سن مین ۱۹ محرم کو دو گھڑی دن رہے جان بحق ہوا ہنگام نزع محمد عظیم الشان حاضر تھا
یہ حال دیکہکر مضطرب اپنی فوج کو چلا گیا اور امین الدولہ کو حکم دیا کہ وہان جاکر پایان کار کی خبر لانا ضرور ہے
جب بادشاہ نے قضا کی اوسنے لوٹکر خبر دی کہ جو کچہ مقدر تہا ہوا عظیم الشان رونے لگا اوسنے رومال
خاص سے آنسو پونچہکر عرض کیا کہ وقت درنگ نہین جلوس فرمایئے نوبت بجنے لگی مخلصان ہوا خواہ نے حسب الحکم
نذر گذرانی اسوقت مین امین الدولہ اور نعمت اسد خان بہادر وغیرہ نے عرض کیا کہ ذوالفقار خان کی
مخالفت ظاہر ہے فرصت غنیمت سمجہو اور اسوقت مین کہ وہ مع حمید الدین خان اور محفوظ خان کے
مشغول تجہیز و تکفین بادشاہ اور تنہا جالی کلال بارہ مین ہے قید کرنا چاہیئے عظیم الشان نے جواب دیا
کہ ناموس بادشاہی غارت ہوجائیگا ذوالفقار خان کیا کر سکتا ہے ہمین فضل الٰہی پر نظر ہے مشیروں نے
خاموش ہوکر زیر لب کہا کہ خدا خیر کرے اول بسم اللہ غلط ہوئی لیکن نعمت اللہ خان باوجود ممانعت کے
حضور سے رخصت ہوکر مع فوج اوسطرف دوڑا اوسوقت ذوالفقار خان اپنے خیمہ گاہ مین جا پہونچا تہا لاچار واپس آیا
عظیم الشان جو باپ کی نیابت مین امور جزوی کے کاغذات پر دستخط کرتا تہا اور ایام حیات پدر سے کل کارخانجات
شاہی پر قابض تہا جہٹ پٹ کل اسباب پر قابض ہوکر جلوس فرما ہوا لشکر مین سراسیمگی ہوئی مآل اندیشان
کم جرات جنکے عیال ہمراہ تھے یا نہ تھے باربرداری کی فکر کرکے شبا شب شہر کو گئے اور بعض کلال بارہ
مین جاکر سکونت پذیر ہوئے حکیم الملک اور حکیم صادق خان اور مہابت خان اور شاہنواز خان اور
حمید الدین خان وغیرہ عظیم الشان سے ملحق ہوئے اور رستم دل خان اور دیگر امراء جہان شاہ سے جا ملے
ذوالفقار خان بہادر سپہ سالار جنکے ساتھہ عظیم الشان کو شکراب تہا وہ اوسے رجوع نکرکے معز الدین کے پاس
گیا اور جاکر مرضی دریافت کی اوسنے کہا کہ اسباب اور زر ہمراہ نہین آیا جو کچہ میسر ہے صوبہ ملتان مجہسے متعلق
ہے مین تنہا باپ کے ملاقات کو آیا تہا چاہتا ہون کہ نکل جاؤن وہانسے جسقدر بہم ہو سامان وغیرہ
فراہم کرکے جو کچہ ہو سکے تعمیل کرون ذوالفقار خان نے اس عزیمت سے باز رکہکر زر و اسباب اپنی
سرکار سے دیکر کہا کہ رفیع القدر اور جہان شاہ اور خجستہ اختر کو فی الحال شریک کر لیجئے بعدہ جب
عظیم الشان پر دسترس ہو جائے جو کچہ مناسب ہو کیا جاویگا معز الدین جہاندار شاہ نے اس امر کو غنیمت جانا

سپہ سالار کے پشت پناہی سے ہمت ہوئی تالیف قلوب سپاہیون کے لیئے بھی سپہ سالار سے کہا تھا نہذا اور
نے اپنے لشکر مین اگر جو کچھ روپیہ اور اسباب درکار تھا معز الدین کو پہونچایا اور رفیع القدر اور خجستہ اختر کو
بھی حصہ مساوی کے اقرار سے متفق کر لیا عظیم الشان مع امراے موافق کے مستقل ہو کر مترصد وقت ہوا
کہ جب مجہیر چڑہائی کریگا مقابلہ کرونگا لشکر کے گرد خندق کہود کر چارون طرف توپین لگا دین اور
چند روز کا توقف بہتر سمجہا اس خیال سے کہ چونکہ اورون کے پاس خزانہ نہین چند روز کے بعد خود بخود
سپاہ متفرق ہو جائیگی اگرچہ تقدیر مین تو کچھ اور ہی تہا چند روز مین خاتمہ بالخیر ہوا عظیم الشان کی لاش
تک کا نشان نہ ملا تفصیل یہ ہے کہ اول جنگ شروع ہوئی سات روز تک توپون کی گولہ اندازی رہی
نعمت اللہ خان اور عزیز خان اور دیا بہادر ناگر اور راجہ محکم سنگہ کہتری اور راجہ راج سنگہ بہادر اور
شاہ نواز خان نے یکزبان ہو کر عرض کیا کہ اب دشمنون کی کچھ جمعیت نہین ایک حملہ مین پراگندہ کرتے
ہین جواب ہوا کہ توقف کرو بیچارہ دم بخود رہے عظیم الشان اس زعم مین تہا کہ جو راس جاٹ اور بیچارہ
نے غلہ ارزان کیا ہے مخالف مفلسی سے حیران ہونگے اس سبب سے لڑائی مین درنگ کرتا رہا اور
سپاہ کے داد و دہش مین بخل کیا چاہتا تہا کہ زر اندوختہ کو ہمراہ لحد مین لیجائے جب کسی نے یورش کو
کہا صبر کرو یہ جواب ہوا آٹہوین روز ذوالفقار خان نے مع ہر سہ شاہزادہ کے جو توپین کہ لاہور سے
لایا تہا اونچے مکانات پر نصب کین اونکے گولون سے اوسکے لشکر پر سخت حالت ہوئی چونکہ لاہور کی
راہ اسی دن کے واسطے صاف کر رکہی تہی عظیم الشان کے لشکریون نے غنیمت جانا راہ فرار کی راجہ
دیا بہادر ناگر اور راجہ محکم سنگہ بہادر نے مع اپنی فوج کے روبرو عظیم الشان کے دل سوختگی سے فریاد کی
کہ اب ہمکو تاب خفت نہین ضرور جا کر مخالفون سے لڑینگے ہمین حضرت اگر خبرداری کر سکین تعمیل کرین والا خیر
پہر بہی یہی حکم ہوا کہ ٹہیرو مگر دونون بہادرون نے جو کچھ زبان نے یاری دی کہسنایا اور مخالفون سے جا ٹہرے
عدو کو شکست دی اور بلندی پر جا کر توپین چہین لین شاید بے نصیب نے کچھ اعانت بہی کی بلکہ بعض نے چاہا
کہ مدد کو جاوین اونکو قراول سمجہکر ممانعت کی ذوالفقار خان اور رستم دل خان اور جانی خان نے جب دیکہا
کہ کوئی اونکی مدد نہین کرتا دوڑکر لپٹ گئے سخت آویزش کی چونکہ عظیم الشانیان کم اور یہ لوگ کثرت سے تہے
غالب آئے ہر دو راجہ مذکور سخت زخمی ہوے اور اونکے ہمراہی بہت سے زخمی اور مجروح ہوئے قبضہ السیف
راہی لاہور ہو گئے سلیمان خان برادر داؤد خان پنی بعد مغلوب ہونے دونو راجہ کے ہزار سوار سے وہان پہونچکر
نشانہ تیر بندوق ہوا ہمراہیون نے اوسکی لاش شہر مین پہونچائی فیل عظیم الشان کے آگے پیچہے ساتہہ ستر ہزار سوار
تہے بس بارہ ہزار باقی رہگئے شام کو جب لشکر سے فرودگاہ مین آئے اور عظیم الشان داخل خیمہ ہوا باقیماندہ کثیر

بھی اکثر شہر کو سدھارے دو تین ہزار آدمی سے زیادہ ہمراہ نرہا صبح کو جب عظیم الشان نے ارادہ سواری کیا فیلبان
نے ہرچند کوشش کی رام نہوا لاچار دوسرے ہاتھی پر سوار ہوا نعمت اللہ خان مع دس سوار اور امین الدولہ
مع بیس سوار اور راجہ راج سنگہ مع ہزار سوار کے بہیئت مجموعی دو ہزار حاضر تھے لڑائی مین پہونچے قضارا بادتند
کے جھونکے شروع ہوئے اور دریاے راوی کی بالو اوڑنے لگی صداے توپ کے سوا کچھہ سن نہ پڑتا تھا آنکھین
بند تھین فوج مغل نے تیرباران شروع کیا محصورون نے زخم پست حال کہا یا چونکہ عظیم الشان کو نہ بچانا خزانہ لوٹنے
کو گئے بعد اونکے گذرنے کے ایک گولہ بندوق شتر سواری پر پہونچا کہ جس مین آگ لگ اوٹھی اوسکا دہوان چہا گیا
عظیم الشان نے تکیہ کو نیچے گرا دیا امین الدولہ نے پوچھا خیریت ہے عظیم الشان نے جواب دیا آرہے اسوقت امین الدولہ
کو رقت آئی رونے لگا عظیم الشان کمال استقلال سے بولا کہ بے صبری و بیقراری عبث ہے امین الدولہ نے
کہا کہ اپنی تباہی نظر آتی ہے پھر سر پیٹنے لگا کیا کرون بیشتر جسقدر یورش کو عرض کیا منظور ہوا اسمین حضرت کا بھی قصور
نہین تقدیر کو کیا کیجیے اغلب یہ صلاح ہے کہ خود بدولت گھوڑے پر سوار ہون بنگالہ مین مرشد زادہ اور دکھن
مین داود خان پنی ہے پھر طبعیت چاہے سدھاریے بعد درستی سامان تدارک فرمائیے اوسنے جواب دیا کہ بعد
ہزیمت دارا شکوہ اور شجاع سے کیا ہوا اگر سلطنت تقدیر مین ہے فتحیابی ممکن ہے پھر امین الدولہ نے
التماس کیا کہ بائیس سوار میرے ہمراہی مین رہگئے ہین عظیم الشان نے کہا دس سوار مجھے دو تاکہ معز الدین پر
دوڑ کرون اور تم بارہ سوار سے خجستہ اختر پر چڑہو امین الدولہ اس کلام سے سخت متحیر ہوا خواجہ عاصم خاندوران
نے اسوقت امین الدولہ سے کہا کہ ہم بنگالہ جاتے ہین میرے ہمراہ ہو جیے اوسنے جواب دیا کہ عظیم الشان سے
عین حیات بندہ جدا نہین ہو سکتا خاندوران نے سلطان پور کی راہ لی اسیوقت توپ کا گولہ عظیم الشان کے ہاتھی کی
خرطوم مین لگا فیل میدان سے بہاگا مانند برق دریاے راوی کو جہکا فیلبان گر پڑا جلال خان شخص
خواص پسیان کپڑ لیکر کود پڑا چند نفر ہاتھی کے پیچہے دوڑے گئے مگر پاس نہ پہونچے اونمین امین الدولہ بھی تھا
ناگاہ دیکھا کہ فیل نے اپنے تئین اونچے کنارہ سے دریا مین ڈالا اور گرداب مین ایسا گرا کہ نہ اوبہرا جب
کسیقدر نزدیک پہونچا دیکھا کہ دریا کی کیچڑ مٹی اوپر کو آتی ہے اور کسیقدر پانی کی حرکت کی صدا سے ہوتی ہے ہم
اوٹھتی ہے معلوم ہوا کہ عظیم الشان مع ہاتھی کے ڈوب گیا اس حال کے دیکھتے ہی اپنے رستگاری کی تلاش ہوئی
لیکن امین الدولہ گرفتار ہوگیا فرخ سیر کے پہونچنے اور معز الدین و ذوالفقار کے شکست پانے تک قید رہا
جب فرخ سیر کا شقہ محمد یار خان قلعدار شاہجہان آباد کے نام صادر ہوا رہائی پائی اور مراتب عالی پر فائز ہوا اس
فتح کی بو ماہ مذکور کی ۹ تاریخ کو جہاندار شاہ جو پاس ایفاے عہد ہوا اسی جھگڑے مین تیر و تلوار کی نوبت پہونچی اسکا
سبب یہ ہوا کہ ایکسو اسی ارابہ خزانہ جنمین اسی ارابہ اشرفی اور سو ارابہ روپیہ کے بہرے تھے جہاندار شاہ کی

ہاتھہ لگے چاہتا تھا کہ تینون حصہ برابر تقسیم ہون ذوالفقار خان نے یہ فیصلہ کیا کہ پانچ حصون مین سے تین حصہ
معزالدین کو اور دو حصہ دونون دوسرے بھائیون کو دیا جاے اسی پر اتفاق ہوا چند امرا مثل مرحمت خان اور امیر خان اور
رستم دل خان وغیرہ رفیق جہان شاہ ہوکر آمادہ جنگ ہوئے تمام روز لڑائی رہی جب رات ہوئی خوابگاہ کو سدہاری
تین روز اسی رنگ سے گذرے چوتھے روز جہان شاہ کا زوال آیا اخر روز کو حکم دیا کہ مجھے دیدہ ور چہ منظور ہے
فوج طیار رہے اور ہرکارون کو حکم دیا کہ جب معزالدین معہ فوج داخل خیمہ ہو اور گھوڑے بازین اور لگام سے سبکدوش
ہون خبر دین ہرکارے تعمیل حکم مین مصروف ہوئے جب لشکریان معزالدین خیمہ گاہ مین اترے گھوڑون کو دانہ
چرایا کھانے پینے کی فکر مین ہوئے جہان شاہ بہیئت مجموعی لشکر معزالدین پر حملہ آور ہوا قلب تک جا پہونچا
ایسا حملہ کیا کہ معزالدین کے رفقا کا پاے ثبات اوکھڑ گیا بڑا معرکہ پیش آیا حتی کہ لال کنور جو کہ سایہ وار اور ملازم
سواری خاص تھا ہمراہ امراے بادشاہی کے آشفتہ حال ہوکر رستم دل خان کے ہاتھہ لگا شدہ مروارید جو اوسکے
ازار بند مین بندہا تھا کھول لیا اسوقت مین معزالدین نے دوسری عماری مین جسمین میک ڈنبر نہ تھا
چہپکر سفید چاندنی اوڑہ لی اور فیلبان سے کہا کہ سواری زنانہ کے بہانے یا کسی امیر مقتول کے حیلے سے باہر
لیجاے اور ذوالفقار خان تک پہونچاوے اوسنے معزالدین کو خان سپہ سالار تک پہونچا دیا شاہجہان شاہ
کے لشکر سے شادیانہ بجے ذوالفقار خان اس حال سے مضطرب ہوا چونکہ شام ہوگئی تھی بندوقندازان خاصہ کو
طلب کرکے فرمایا کہ جب نزدیک پہونچو ایک تفنگ اوسکے ہاتھی پر کرو اسکے بعد جو مقدر ہوگا ضرور ہوتا ہے
وے لوگ حسب الحکم تین چار سو نفر معہ سردار کے بہیئت مجموعی جہان شاہ کے حضور مین جہان دو تین سو
آدمی کھڑا تھا نذر گذراننے کے حیلہ سے جا پہونچے اور بموجب تفہیم ذوالفقار خان کے ریزش بندوق سے
جہان شاہ کا کام تمام کردیا فتح و نصرت معزالدین کے حصہ مین ہوئی معزالدین جہاندار شاہ اس خبر سے داخل
دولتخانہ ہوا اور لال کنور معشوقہ سے مصروف عیش و نشاط ہوکر شرب شراب مین سرشار ہوا جب صبح ہوئی
رفیع القدر نے اپنے بچے کو براے تہنیت کیواسطے معزالدین کے حضور مین بہیجا وہ تمام رات کا شراب پیا
ہوا مشغول استراحت تھا خواجہ سرایان شاہی نے رفیع القدر کے خواجہ سراون سے یہ اشتہار کیا کہ عظیم الشان
اور جہان شاہ کی کیا نوبت ہوئی پس تمہارا آقا کیا امید رکھتا ہے اور وہ بھی دربار کا رنگ دیکھکر واپس ہوا
اور جو کچہ معزالدین کے خواجہ سراون نے سنا تھا عرض کیا رفیع القدر خواب غفلت سے بیدار ہوکر مستعد جنگ ہوا
اور خود مسلح سوار ہوکر معہ رفقا چلا ہر ایک سوار دریا مین آپہونچا ذوالفقار خان نے یہ خبر پاکر طیاری لشکر کو
حکم دیا اور خواجہ سراے معتمد بہیجکر کہا کہ جس صورت سے ہو بادشاہ کو باہر لاوے معزالدین عین عماری مین لقمہ
سر فیل پر سوار ہوا میدان کو رخ کیا ذوالفقار خان معہ امرا وغیرہ فوج کے رفیع القدر کے مقابل ٹھہرا ہوا

رفیع القدر نے خفیف فوج سے جو کہ ہمراہ تھی اس جمع کثیر کا مقابلہ کیا خوب مردانگی دکھلائی جب کہ ہمراہی طعمۂ نہنگ
اجل ہوئے اور خود تنہا رہ گیا سپر و شمشیر در دست ہاتھی سے کودا اور چپقلش مردانہ کرکے جان بحق ہوا

ذکر استقلال سلطنت معز الدین اور اوسکے انقلاب اور طالع بیدار کا حال

محمد معز الدین جہاندار شاہ نے بعد فتح اطراف ملک مین فرامین صادر فرمائے اور خود بدولت لاہور سے شاہجہان آباد پر
آیا ۱۳ جمادی الاولے روز یکشنبہ سنہ مذکور تین گھڑی دن رہے محمد یار خان صوبہ دار شاہجہان آباد کی
استقبال کیواسطے باولی تک گیا دوشنبہ کو ملازمت کی پنجشنبہ کے روز ۱۸ ماہ مذکور داخل قلعہ ہوا
آصف الدولہ بدستور وکیل مطلق رہا اور ذوالفقار خان کو بہ نسبت وزارت کے اقتدار بڑھا سلطان کریم الدین
ولد عظیم الشان ہدایت کیش خان کی سعی سے قید ہوکر آیا اور بموجب حکم مقتول ہوا دیگر شاہزادگان اعظم شاہ
اور محمد کام بخش جو فارغ البال تھے قید ہوئے نام اونکے یہ ہین عالی تبار ولد اعظم شاہ اور محمد کام بخش کی
اولاد مین محمد محی السنہ اور محمد فیروز اور تیسرے کا نام نامعلوم معز الدین تربیت برادر رضاعی مین ساعی ہوا اور
بجائے کوکلتاش خان کے خانجہان خطاب مقرر فرمایا یہ امر موجب ملال ذوالفقار خان ہوا معز الدین کو اعتماد
کامل کوکلتاش خان پر رکھتا اور اضافہ روز مرہ کرتا جاتا تھا اور لال کنور کے عشق مین بھی ایسا پہنسا کہ اوسکی
خاطرداری مین پہسا رہتا تھا خوشحال خان اوسکے حقیقی بھائی کو ہفت ہزاری اور دوسرے بھائی نعمت خان کو
پنجہزاری کیا ارادہ یہ تھا کہ خوشحال خان کو اکبرآباد کی صوبہ داری بخشئے ذوالفقار خان نے سند جاری کی اور
لطیفہ کے طور سے درخواست حق التحریر کی کرکی ہزار دہل اور طنبور طلب کئے خوشحال خان نے لال کنور
کے وسیلہ سے اس تحریر بادشاہ کو اطلاع کیا بادشاہ نے براہ سفارش ذوالفقار خان سے فرمایا کہ ظاہرا تمہاری
درخواست دہل اور طنبور کی براہ شوخی ہوگی اوزیر الممالک نے کہا شوخی نہین بلکہ حقیقت مین ہے بطور استغنا
ومبالغہ عرض کیا کہ بند و بست امور سلطنت خانہ زادان موروثی کا کام ہے قوال اور رقاصون کی رعایت اور
ڈہب سے کرنا چاہیے جب ڈہاڑی کلاونت صوبہ داری کرینگے خانہ زادان موروثی کس مرض کی دوا ہین کام
آئینگے اسی سبب سے طنبورہ وغیرہ طلب کیا تھا کہ ہم قدریان جانباز کو کوئی مشغلہ ہاتھہ آئے اس جواب سے
معز الدین شرما کے چپ رہا اسیطرح زہرہ نام کنجڑن کا جسے اعتقاد بہنا لال کنور کی دوگانہ کہتے ہین عروج ہوا
مادۂ فیل پر سوار حرم سرائے شاہی مین لال کنور کی دید کو آیا جایا کرتے تھے اوسکے ہمراہی راستہ مین ضعفا پر
زور و بدعت کرتی تھی ایکروز فتح خان ولد غازی الدین خان فیروز جنگ تورانی جو کہ عہد عالمگیری مین سپہ سالار
صاحب اقتدار اور لڑکا بھی سوہ دالطاف شہریار تھا اور بجز ذوالفقار خان کے دوسرے کو ہمرتبہ نہین سمجھتا تہا

بعد رحلت عالمگیر دربار سے ہاتھ اوٹھا کر گوشہ گزین ہوا تھا کبھی کبھی علماے خلوت گزین کی صحبت مین آمد و رفت
جاری تھی ایک روز کسی عالم کو دیکھنے جاتا تھا اثناے راہ مین زہرہ کی سواری ملی بکمال ہوشیاری سے اپنے قلیل ہمراہیون کو
اشارہ کیا کہ اوسکی سواری کے برابر نجاوین جو کہ زہرہ اور اوسکے ہمراہی نہایت ذلیل تھے عمداً فتح خان کے آدمیون سے
مزاحم ہوئے اور جب زہرہ کا ہاتھی فتح خان کے برابر آیا اوسنے دریافت کیا کہ سواری کسکی ہے لوگون نے
کہا چین قلیچ خان کی تب اوسنے پردہ اوٹھا کر کہا کہ قلیچ خان ولد کور تو ہی ہے اس بیباکی سے قلیچ خان نے
اشارہ کیا کہ اوسکے ہمراہیون نے عورات ہمراہی زہرہ کو لکد کوب کرکے زہرہ کو ہاتھی سے گرا کر پاپیٹ ڈالا پھر
اس تہدید کی بعد سمجھا کہ بادشاہ سلب الحواس ہے مبادا اس عورت کے بہکانے سے کوئی فتنہ کھڑا کرے باوجودیکہ
عالمگیر کی رحلت کے بعد کبھی ذوالفقار خان کے گھر نگیا تھا چار ناچار جانا پڑا ذوالفقار خان نے متحیر ہوکر سبب
تشریف آوری دریافت کیا چین قلیچ خان نے مفصل ماجرا بیان کیا ذوالفقار خان نے جیسا کہ چاہیے دلجوئی
کرکے ہمت و جرأت کی تعریف کی اور بادشاہ کو پیغام بھیجا کہ آبرو ہم خانہ زادون کی یکسان ہے اور فدوی
قلیچ خان سمجھ لو وہ پھر جانی لال کنور کے پاس ہوکر زاری و نالہ کیا لال کنور نے بادشاہ کو درپے انتقام کیا قریب
تھا کہ کوئی حادثہ پیش آئے مگر ذوالفقار خان نے اس فضیحت کی ممانعت کی اسی عرصہ مین خوشحال خان برادر لال کنور
ایک ہمسایہ کی عورت پر عاشق ہوا چاہا کہ زور و ظلم سے اوسکی پردہ دری کرے اوسکا شوہر ذوالفقار خان کے
پاس مستغیث ہوا خان عادل نے فرمایا کہ خوشحال کو کشان کشان حاضر لاو حاضر ہونے تک اسقدر پٹوایا
کہ سارا غرور اوتر گیا اور مقید کرکے سلیم گڈھ روانہ فرمایا کہ ایسے ایسے حالات سے بادشاہ دل مین منافقت رکھتا تھا
مگر پاس احسان بادشاہ اوسکے رضا جوئی مین رہتا تھا

حسن علیخان کی اعانت سے فرخ سیر کا آنا اور خطبہ محمد معزالدین کا خارج کرنا

عہد عالمگیری سے جعفر خان صوبہ بنگالہ کی دیوانی پر مقرر تھا اور اوس زمانہ مین عظیم الشان ناظم صوبہ مذکور
اور بہادر شاہ صوبہ دار اڈیسہ بنگالہ عظیم آباد اور آلہ آباد کا تھا اور حسب تحریر سابق کے صوبہ عظیم آباد و آلہ آباد
حسن علی خان اور عبید اللہ خان کو اور صوبہ اڈیسہ اور بنگالہ علاوہ دیوانی کے جعفر خان کو دئیے تھے اور بعد رحلت
عالمگیر جب کہ اپنے پدر کی مدد کو جاتا تھا محمد فرخ سیر اپنے لڑکے کو مع بعضے حرم سرا اور اسباب وغیرہ کے
ہمراہی چند منصبدارون کے اکبر نگر عرف راج محل مین بھیجا اور بعد فتح پدر اور مدت سلطنت کے بعض سوانح
سے ہنوز بلایا نہ تھا کہ لاہور مین وفات پائی اور محمد معزالدین نے بعد حصول سلطنت جعفر خان کو واسطے
اسیر کرنے فرخ سیر کے تحریر فرمایا خان مذکور نے پاس حق نمک پوشیدہ فرخ سیر کو کہلا بھیجا کہ اپنی فکر کرو

فرخ سیر نے آگاہی پاکر راج محل مین ٹھہرنا مناسب نہ جانا چونکہ یہ جانتا تھا کہ حسین علیخان ناظم صوبۂ عظیم آباد
مرد مروت اور خاندان نجابت سے ہے اوسی طرف سے عظیم آباد کو آیا اور باغ جعفر خان مین جو کہ لب دریا
شہر کے اوتر طرف واقع ہے خیمون مین جا اوترا اور حسین علی خان بہادر سے بکمال عجز و نیاز پیغام دیا اپنی
بیکسی ظاہر کی چونکہ بادشاہ ہند کے مقابلہ مین آپکی تاب نہ تھی اول تو انکار کر کے کہا کہ تمہارے حق مین
حکم بادشاہ بطور دیگر صادر ہوا ہے مگر حق نمک کا پاس ہے بہتر یہ ہے کہ کسیطرف کو سد بلد ہو بندہ کسی حیلہ
سے اپنی نجات کر لیگا دوسری روایت سے بطور دیگر جلوس فرخ سیر کا حال لکھا ہے وہ بھی مذکور
ہوگا بموجب روایت اول کے یہ ہے کہ احمد بیگ مخاطب بہ غازی الدینخان کو ستہ نے دربار مین آکر اپنے
حسن بیانی سے حسن علیخان کو فرخ سیر کے پاس آنیکو راضی کیا اور حاضر لایا فرخ سیر اوس سلوک سے
پیش آیا جو کسی آقا نے نوکر کے ساتھ نکیا ہوگا حکم بیٹھنے کا دیکر حسن علیخان سے بکمال الحاح عرض کیا
اور پردہ حرم سرا سے اوسکی چھوٹی لڑکی بایمائے زبانی نکلکر حسن علیخان کی گود مین بیٹھ کر بکمال شیرین زبانی
سے اپنے باپ کی مدد خواہ ہوئی اور کہا کہ تم بڑے شجاع اور مرد ناموری ہو اگر تمنے بھی ہماری دستگیری
نکی تقدیر یا نصیب لیکن خلق اللہ آپکو کیا کہے گی دیگر حرمان نے اندر باہر سے اس کلام کی پیروی کی
فرخ سیر نے کہ اول امر خاص خلعت اپنے کا حسن علیخان کو پہنایا تھا اوٹھکر شمشیر خاصہ بھی حسن علیخان
کی کمر مین کر دی حسن علیخان سے شریک بیان ہو کر عرض کیا کہ جو کچھ حضور سے میرے حق مین صادر ہوا
شان خداوندی سے بعید ہے حالا مجھ سر سے کوئی چیز لائق نذر نہین مگر اب سامان فوج جمع کیجئے اور جلوس
فرماکر دشمن کو فرصت نہ دیجئے تقدیر کی تحریر راست ہے جو ہونا ہے ہوگا بموجب حکم حسن علیخان کے ہر ایک چھوٹا بڑا
جان و مال سے حاضر درگاہ ہوا اس حال کے دیکھتے ہی منجم اور رمال بھی حاضر ہو کر نوید سلطنت دینے لگے اور
وہ بھی ہر ایک سے سلوک ہو کر پایان کار کی خبر دریافت کرتا تھا تاکہ اوسکی دلجوئی کرتے تھے اور فی التحقیقہ
بروقت حصول مدعا اس شخص نے حسب لیاقت ہر ایک کی پرورش کی حسن علیخان کے اجماع سامان حرب
مین مصروف تھا اپنے بڑے بھائی عبید اللہ خان ناظم الہ آباد کو لکھا کہ فرخ سیر کی رفاقت مین عزم بالجزم ہے
عبید اللہ خان صاحب اس ارادہ سے متحیر ہو کر بھائی کو مانع ہوا کہ ساری عزت برباد ہو جائیگی اسنے پھر جواب مین
لکھا کہ آپ بزرگ ہین معز الدین کے رفیق رہین اور بندہ اس عہد سے پھر نہین سکتا تب عبید اللہ خان نے
بھائی کی عزیمت صادق پر آمادہ ہو کر لکھا کہ اگر یہی ارادہ ہے تو جسقدر سامان ضرور ہو لیجئے دوسری روایت
یہ ہے کہ بہادر شاہ نے اعز الدولہ خان جہان بہادر کو صوبہ دار بنگالہ مقرر کیا فرخ سیر کو حضور مین بلایا
لیکن چونکہ اوسکے بھائی سلطان کریم الدین اور ہمایون بخت باپ دادا کی نظر مین بے اعتبار تھے اسکو حضور مین

جاتا نہایت شاق گذرا عظیم آباد پٹنہ مین پہونچکر اپنی بی بی کی وضع حمل کے بہانہ سے وہین پر ٹہر کر حضور مین عرضی لکہہ بہیجی
اس درمیان مین بعض نجومیون اور فقیرون نے محمد رفیع حکیم سے متفق ہوکر فرخ سیر کو بادشاہی کی خوشخبری
دی اونہین دونون مین محمد رضا جو بہادر شاہ کے مغضوبون مین تہا آوارہ ہوکر اس صوبہ مین آیا اور ایک
فرمان جعلی بنا اس کے قلعداری کا بناکر قلعہ مذکور مین دخیل ہوا جنس وغیرہ مایحتاج پر قابض ہوکر بادشاہ کو
عرضی لکہی کہ ملازمان شاہی کی غفلت سے فدوی نے اس مکان مین دخل کر لیا اور اخبار سے یہی حال
دریافت ہوا لہذا بہادر شاہ کا فرمان اور عظیم الشان کا حکم اوسکی تادیب کو فرخ سیر کے نام صادر ہوا چونکہ
اوس قلعہ پر قبضہ پانا نہایت متعذر تہا فرخ سیر نے ہمراہیون کے صلاح سے لاچین بیگ قلماق نے جو کہ فرخ سیر
کا نوکر اور بیباک شخص اور اونلوگون جملہ مقہورون مین تہا سب سے پوشیدہ فرخ سیر کو پیغام دیا کہ اگر شاہزادہ
فرمان و خلعت بادشاہی کا آنا مشہور کر کے حکم دے یقین ہے کہ بجد و اقبال عدو مال فتح ہو اگر بندہ جانثار ہو
سیری اولاد مرہون لطف شاہی فرمائی جائے یہ مصلحت شاہزادہ نے پسند کی جو تہوڑے روز شہرت دیگئی اور قلماق
مذکور کے معرفت خلعت او رنشان فرخ سیر نے بہیجا جب قلعہ کے نیچے پہونچا تب مذکور نے آنا لاچین بیگ کا مع
[illegible] ساتھ لانے پر راضی ہوا قلماق مذکور مع ایک نفر کے بالاے قلعہ گیا بروقت پہونچنے کے
قلعہ دار نے سند لینے مین کارد کمر سے کہینچکر چند زخم لگا کے اوسے گرا دیا ہمراہی بہی زخمی ہوئے ہزاریان وغیرہ ملازمان
بادشاہی نے حمایت قلماق کر کے رفقای متعاقب کو مجروح کیا اور سر مقتول کا مع قلماق مذکور کے فرخ سیر کی
حضور مین بہیجا لاچین بیگ مورد الطاف فرخ سیر ہوا انہین دنون مین بہادر شاہ کے وفات کی خبر ملی اوس وقت
حسین علیخان بہادر بندوبست پرگنات مین مصروف تہے فرخ سیر نے دوسری حالات بہادر شاہ کا انتظار نکر کے
بتاریخ اپنے باپ عظیم الشان کے نام خطبہ پڑہایا اور جلوس اوسکا مشہور کر کے شادیانہ تہنیت بجوایا
اس کام کے بعد حسین علیخان کی نظرت سے گہبرایا خطوط عذر آمیز بہیجکر حسین علیخان کو بلایا اور والدہ فرخ سیر نے
فرخ سیر کی طرف سے مدار المہامی کا عہدہ دار اوسے کیا اور رسول اللہ صلعم کی ضامنی دی جب حسین علی خان فرخ سیر
سے ہمداستان ہوا [illegible] اوسکے اقتدار مین روز بروز متوجہ ہوا

فرخ سیر کا تخت خلافت پر جلوس کرنا اور عظیم آباد سے کوچ کرنا مع حسین علیخان بہادر کے

حسین علیخان بہادر نے فرخ سیر کو تخت سلطنت پر جلوس کرا کے مہاجنون وغیرہ سے جسقدر ممکن ہوا روپیہ قرض لیکر
فتح پیر الفای عہد کر کے ساعت سعید مین پیشتر کو روانہ ہوا عزت خان اپنے بہانجے کو عظیم آباد کی نیابت پر مقرر فرمایا
اور سید عبد اللہ خان کو منجانب خود اور نیز فرخ سیر کی طرف سے حاکم لکہا کہ خزانہ صوبہ بنگالہ مرسلہ جعفر خان داماد شجاع الدین محمد خان اکبر آباد

لے جاتا ہے لہذا آلہ آباد پہونچکر ضبط کرے اور بقدر ضرورت خرچ کرکے باقیماندہ امانت رکھے چنانچہ حسب الحکم تعمیل ہوئی اور نیز قلعہ آلہ آباد کی توپین عمدہ عمدہ میدان کے لایق ہمراہ لین

سید عبد الغفار خان گردیزی کا بموجب حکم معز الدین کے آلہ آباد آنا اور عبد اللہ خان کے بھائیون سے شکست کہانا

ہنوز حسین علیخان مع فرخ سیر کے آلہ آباد نہ پہونچا تھا کہ سید عبد الغفار خان گردیزی جو کہ راجی محمد خان کی نیابت مین عبد اللہ خان صوبہ دار آلہ آباد کے تغیر مین مقرر ہوا تھا مع دس بارہ ہزار سوار وغیرہ سامان کے عبد اللہ خان کی نایب کو مامور ہوکر جا پہونچا عبد الغفار نے انتظار برادر اور فرخ سیر کا کرنا مناسب سمجھا تا عبد الغفار نے کو لیکن قلب کے پیغام بھیجے اوسنے بنابر ترقی مراتب اور خیال افزایش منصب اپنے کے اسکا کہنا نہ مانا لڑنیکو آمادہ ہوا عبد اللہ خان نے اپنے چھوٹے بھائی سراج الدین علیخان ونجم الدین علیخان وسیف الدین علیخان کو مع ابو الحسن خان بخشی کے سارے مین ہزار سوار اور اسیقدر پیادہ سے مقابلہ کو بھیجا سید عبد الغفار نے جو اپنے زور سے شہزادہ سمجھتا تھا تینون بھائیون کو دیکھا لیکن انسے لڑنا عیب سمجھا قلعہ کی راہ لی اور کہلا بھیجا کہ لڑکون سے بازی نہین کرنا چاہتا ہون انہون نے لاچار خود لڑائی مین پیشقدمی کی چون کہ انکی جمعیت قلیل اور چندان لشکر شایستہ نتھا اول حملہ مین کسیقدر ہمراہی انکی مغلوب ہوئے اکثر مقتول اکثر مفرور ہوے برادران عبد اللہ خان نے مع دیگر سادات کے پیرگوئی اور نہایت بزدلی سے اوس جمع عظیم مین جا پہنچے شیرون کے مانند جان سے سیر ہوکر مردانگی دکہلائی ادہر مدد ایزدی نے پشت پناہی فرمائی یا دمخالف نے شور ڈالا حریف کے حواس اوڑے سادات بارہا نے دوڑ دوڑ کر تیغ آزمائی کی کوشش رستمانہ سے دشمنون کو مع برادر عبد الغفار کے مار ڈالا عبد الغفار کے کشتہ ہونیکا اشتہار ہوا ہمراہی لوگون نے راہ فرار لی عبد الغفار نے شکست فاش کہائی عبد اللہ خان کی بھائیون سے سراج الدین علیخان نے جام شہادت نوش کیا سید عبد اللہ خان نے بعد فتح نذر بسیار کہا دکہلائی شادیانہ بجنے کی نوبت آئی بعدہ بھائی کے ماتم مین اشک ریزان ہوا معز الدین کو جب خبر ملی عبد اللہ خان کی تالیف قلوب مین مصلحت معلوم ہوئی صوبہ داری آلہ آباد کی سند بھیجکر تحسین وآفرین کی اور خلعت بھیجکر عبد اللہ خان کی استمالت فرمائی اسی کے پیچھے فرخ سیر مع لشکر تازہ کے اور حسین علیخان اور صف شکن خان نایب صوبہ دار اوڑیسہ اور احمد بیگ کہ جسکا خطاب غازی الدینخان بہادر غالب جنگ کو سہ تھا اور خواجہ عاصم خاندوران وغیرہ کی آپہونچا لشکر تینون بھائیون کا فراہم ہوا سادات فضل الہی پر نظر رکھکر پیشتر کو روانہ ہوے

آنا سلطان اعز الدین کا فوج بسیار سے اور پریشان واپس ہونا

جب عظیم آباد سے فرخ سیر کی نہضت کا اشتہار ہوا معز الدین نے اپنے بیٹے سلطان اعز الدین کو پچاس ہزار سوار سے

عبد اللہ خان کی تادیب اور قلعہ الہ آباد کی تسخیر کو روانہ کیا خواجہ حسن خان بیزنہ کوکلتاش خان کو جو کہ پنجہزاری تھا
ہفت ہزاری اور خاندوران کے خطاب سے سرفراز کر کے کل فوج کی ترتیب اور شاہزادہ کی اتالیقی سپرد کی
اور چین قلیچ خان کو بھی عقب سے روانہ فرمایا اعز الدین اکبر آباد سے کھجوہ تک پہونچا تھا کہ فرخ سیر اور عبد اللہ خان
اور حسین علیخان کے اکٹھے ہو جانے کی خبر ملی بزدلی سے اوسی جگہہ مقیم ہوا اور خندق کھودنے اور مورچال درست
کرنے کو حکم دیا بمجرد خبر پہونچنے نزدیکی فرخ سیر کی باوجودیکہ وہ ہنوز دور تھا نہایت پریشان ہوا اور اپنے حرکات
ناشائستہ سے دشمن کو دلیر کر دیا تا انکہ فرخ سیر آپہونچا عبد اللہ خان ہراول اطراف مورچہ اور موضع کی
دیواریں پکڑ کر آخر روز تین پہر تک توپ اندازی کرتا رہا شہزادہ اور مدار المہام دونوں دل باختہ ہو کے بھاگنے
میں ہم سخن ہوے آخر کار جسقدر ممکن ہوا اشرفی جواہرات لیکر باقی کارخانہ خزانہ توشکخانہ وغیرہ ویسا ہی چھوڑ کر
پہر رات رہے باہم متفق ہو کر ادہر بھاگے جب یہ حال کہلا لشکر میں عجب طرحکا غدغہ پڑ گیا لوٹ مچا دی
آقاے نامدار کا مال خوب ہاتھہ لگا اور بعدہ سرکار فرخ سیر کی ضبطی میں آیا چین قلیچ خان کہ مدد کو شاہزادہ کی
عقب سے آتا تھا اکبر آباد کو لوٹ کر شاہزادہ کی فضیحت دیکھی آخر فرمان معز الدین کا منتظر تھا جب دار الخلافہ میں اعز الدین
کی شکست کی خبر پہونچی معز الدین مایوس ہو کر عازم ہوا

سلطان معز الدین کا مع ذوالفقار خان اور کوکلتاش وغیرہ ارکان شاہی کے کوچ کرنا اور اکبر آباد کو آنا

محمد معز الدین جہاندار شاہ دوازدہم[۱۲] ذیقعدہ دوشنبہ کی شب کو ساڑھے تین گھڑی گذرنے پر واقع ۱۱۲۴ ہجری
مدافعہ فرخ سیر کو شاہجہان آباد سے برآمد ہوا ذوالفقار خان کے ہراولی اور کوکلتاش خان کی ساقہ پر ست
تھے اعظم خان و حانی خان و محمد امین خان وغیرہ سرداران ایران و توران وغیرہ مع اسباب جنگ و جدال
کے ستر اسی ہزار سوار اور پیادہ بیشمار ہمرہ سپر ہوئے اثناے راہ میں سربلند خان جسنے فوجداری کیہری سے کسیقدر
روپیہ جمع کیا تھا فرخ سیر کی رفاقت سے برخاست ہو کے بہ تردد مذکور معز الدین کے حضور میں آکر مورد تحسین و
آفرین ہوا احمد آباد گجرات کی صوبہ داری پر رخص کیا گیا اور چھبیلہ رام فوجدار کورہ اور علی اصغر خان ولد کار طلب خان
فوجدار اٹاوہ اعز الدین کے ہمراہی سے رفیق فرخ سیر ہوے جب معز الدین قصبہ سموگڑہ متصل اکبر آباد میں پہونچا
فرخ سیر کی بھی رایات ظفر طراز مع رفقا کے جو اوسی قصبہ کے نزدیک جا پہونچے تھے نمودار ہوئے چونکہ معز الدین کی
زشت حرکات سے اکثر عوام خصوص تورانی امرا بھی بوجہ عبد الصمد خان کے متنفر اور کشیدہ ہو گئے تھے اکثر نے
نوشتہ مشعر ارادہ احضار فرخ سیر کے لشکر میں بہیجے تھے اگرچہ معز الدین کے دیکھتے ہوے لشکر فرخ سیر کی فتحیابی کی

اسید نہ تھی لیکن عمدہ ارکان دولت معز الدین کے یعنی کوکلتاش خان اور ذوالفقار خان باہم نہایت متفق تھے اور
انہین کے نفاق سے کار ہاے بادشاہی برہمی پاتے جاتے تھے دونو برخلاف یکدیگر صلاحین دیا کرتے تھے حتی کہ دریاے
جمن کے عبور کے مشورہ پر ہنوز اتفاق نہوا اور خود بادشاہ ساقط الحواس لال کنور کے عشق مین بیہوش تھا سید عبداللہ خان نے
ایک مقام پر پایاب پاکر رات کیوقت معز الدین کے لشکر سے چند کوس پیشتر کوچ کر کے جمنا کنارے جا پار اوتر گیا دوسرا
روز سہانی مین جو اکبرآباد سے چار کوس اودہر ہے جا ٹھہرا اور تھوڑی دیر مین فرخ سیر بھی مع ہمراہیون کے پار اوتر کر عبداللہ خان
کی برابر پہونچا اور دشمن کی راہ داری اور مغالطہ دہی کو حسین علیخان بہادر جس جگہہ تھا اوسی جگہہ بمقابلہ دشمن ٹھہرا کا جب
دن گذرا دوسری رات آئی مع فوج اور راے چھبیلہ رام ناگر کے دریا سے پار ہوا التدبیر کی پردہ داری دیکھیے کہ معز الدین اور
کل امرا اوسوقت خبردار ہوے جب لشکر فرخ سیر اوسکے عقب مین نمایان ہوا ترتیب فوج جو اول مقرر ہوی تھی بحال
نرہی نئے سر سے درستی فرمائی گئی

فرخ سیر اور سادات کی لڑائی معز الدین کے ساتھہ اور فتح پایا

تاریخ نہم ذی الحجہ سنہ مذکور کو طرفین سے مقابلہ ہوا معز الدین مع فوج اور توپخانہ اور تجملات خسروانہ کے قول
مین ٹھہرا اور ذوالفقار خان معتمد علیہ سلطنت اگرچہ بادشاہ سے کبیدہ خاطر تھا مگر اپنے نام کا خیال کر کے مع سامان
عمدہ ہراولی پر جا اور کوکلتاش خان مع اعظم خان و جانی خان وغیرہ ہمراہیان کے دست راست اور
محمد امین خان و عبدالصمد خان و چین قلیچ خان اور جانثار خان وغیرہ تورانیون کے جانب چپ اور راجی محمد خان
و اسلام خان و مرتضی خان و حفیظ اللہ خان وغیرہ بطور التمش اور رضا قلیخان داروغہ توپخانہ اسیطرح ہر ایک
بجاے مناسب مامور ہوا ادہر سے فرخ سیر ہم آئینون کے ساتھہ قول مین اور عبداللہ خان ہراولی مین اور حسین علیخان
و صف شکن خان و حسین بیگ دست راست مین ذوالفقار خان کے مقابل اور خانزمان اور چھبیلہ رام
ناگر مع چند دیگر مبارزون کے کوکلتاش خان کے برابر صف آرا ہوے اول عبداللہ خان نے آہستگی
سے تورانیون کے مقابل جا کر جہاندار شاہ معز الدین کے توپخانہ پر پہونچا اچھی کوشش کی قول خاص کے قریب
جا پہونچا اور حسین علی خان مع صف شکن خان و فتح خان داروغہ توپخانہ کے دوڑا اسی حملہ مین صف شکن خان
اور فتح علی خان اور زین الدین خان ولد بہادر خان روہیلہ اور میر مشرف اور میر اشرف وغیرہ بہادران رفقاے
حسین علی خان جان بحق ہوے چھبیلہ رام اور خانزمان منتظر تائید تھے حسین علیخان اپنے رفقاؤن پر وقت تنگ
دیکھکر بمقتضاے غیرت ہندوستانی کے ہاتھی سے کود کر جا ٹھہرا اور تیر و بندوق کے زخم کھا کر میدان مین گر پڑا
سید عبداللہ خان فوج معز الدین کے درمیان مین تھا ترکون کے تیر و بندوق کی بوچھار سے رفقاؤن کو پراگندہ

کر دیا تھا ایکسو سوار ہمراہ تھے اوسوقت سید عبد الغفار مذکور اوسکے ہاتھی کے پاس آیا اور اپنا نام لیکر عبد اللہ خان
پر تیر مارا اسکے ہمراہیون نے اوسکا پیچھا کیا اور عبد اللہ خان نے بہی تیر سے زخمی کیا سید عبد الغفار زخمی ہو کر جان بچا گیا
سید عبد اللہ خان کثرت مخالف سے نہین جانتا تھا کہ کدہر جاتا ہے اور انجام کیا ہوتا ہے اس وقت کسیقدر رفقا
کے ملنے سے قدرے تقویت ہوئی اونچی جگہہ پر پہونچکر معز الدین کو مع ہمراہی فوج کے اپنے سے نزدیک اور ہوشیاری
سے دور پاکر بہیت مجموعی اوسکے زنانہ سوارون کے ہاتھیون پر جا گرا تیر باران ہونے لگا عجب قیامت مچی معز الدین
نے اپنے تئین درست نکیا تھا کہ فیلان سواری زنانہ کے باہم یکدیگر یورش او ٹھائی لال کنور اور اوسکے ہمراہی خواجہ سرایون
کے ہاتھی صدمہ تیر سے گریزان ہوئے معز الدین نے ارادہ مدافعت کیا اوسکا بہی ہاتھی بکڑا فیلبان کا کچھ بس نہ چلا
عبد اللہ خان نے قدم جرات بڑہایا خلل عظیم معز الدین کے لشکر مین نمود ہوا باوجودیکہ شادیانہ فتح بہی بجایا گیا مگر
فوج نہ جمی چل نکلی کوکلتاش خان نے اس ارادہ سے چاہا کہ معز الدین کے پاس پہونچے خانزمان اور چبیلہ رام جو
گہات مین لگے تھے کمین گاہ سے نکلکر کوکلتاش پر جا گرے زخمہاے متنوعہ سے بیدست پاکر دیا اور رضا قلیخان
داروغہ توپخانہ کام آیا جانی خان اور مختار خان قبل اسکے حسین علیخان کے مقابلہ مین کشتہ ہو چکے تھے اعظم خان برادر
کوکلتاش خان مجروح ہو کر معز الدین کے پاس پہونچا معز الدین وقت تنگ دیکھکر لال کنور کے پاس آیا اور
دن آخر ہوتے ہوتے اکبر آباد کی راہ لی ذو الفقار خان باوجود ہجوم مخالف کے پہر رات تک میدان وغا مین مستقیم رہا
آدمیون کو تفحص جہاندار شاہ اور اعز الدین کو فرمایا تا کہ اگر پتا پاوین نہ ایسیکے تجرہ اقبال لو بارد کرین مگر نشان انکا گشتہ تقدیر ہو چکا تھا فرخ سیر
کے لشکر مین شادیانے بجے رسم مبارکباد و تہنیت ہونے لگی فرخ سیر ذو الفقار خان کی استقامت سے پریشان ہو رہا
تہا کہ اگر میری فتح ہوگی ذو الفقار خان کیون ٹہرا ہوا ہے جب مدعیون کی فراری تحقیق معلوم ہوئی ذو الفقار خان
کو پیغام دیا کہ دعویدار تو فرار ہوا تم کیون برقرار ہو اگر براے خود شاہی درکار ہے تو یہ امر جدا ہے ورنہ نسل عالمگیری
مین معز الدین نہین تو ہم ہین اس پیغام سے ذو الفقار خان نے اکبر آباد کی راہ لی جہاندار شاہ نے اکبر آباد مین رات
کاٹی داڑہی مونچہ مونڈوا تغیر بدل آخر شب کو مع لال کنور اور چند نفر معتمد کے روانہ شاہجہان آباد ہوا اور آصف الدولہ
کے پاس پہونچکر قید ہوا اسی کے پیچھے ذو الفقار خان دار الخلافہ پہونچا اور عبد اللہ خان نے بعد فتح اپنے بہائی کے تلاش
مین آدمی دوڑاے آخر خواص نے حسین علیخان کو لاشون کے درمیان مین مجروح و بیہوش پایا ایک سقے نے
عبد اللہ خان کو خبر دی لباس خاصہ اور جواہرات جو اسوقت زیب تن تہا مجھکو عطا فرمایا بعضون سے سنا گیا کہ شکر اللہ خان
اور ہا بیار خان ملازمان حسین علیخان مع اپنے ہمراہیون کے اوسکی حفاظت مین مصروف تھے محمد ہاشم عرف خواجہ
میر خافی کی تحریر سے دریافت ہوتا ہے کہ تنہا میدان رزم مین مجروح بیخبر گرا پڑا تہا لچے اوسکا لباس تک اوتار
لیگئے تھے بہر حال عبد اللہ خان نے اپنے معتمد بہائی کے پاس بہیجکر اوسے اوٹھا منگوایا جب حسین علی خان نے

فتح فرخ سیر کی خبر نے جان رفتہ تن مین آئی اور ہوش بہی بجا ہوئے عبد اللہ خان نے اپنے بہائی کو زندہ پایا اور فتح یابی سے سجدہ شکر بجالایا ذوالفقار خان باپ سے مشورہ کرکے عازم تھا کہ پہر معز الدین کو لیکر تدارک میں کمر باندہے زیراکہ فرخ سیر سے بدین وجہ کہ ذوالفقار خان اوسکے اور اوسکے باپ کے ساتھہ عداوت رکہتا تھا اور معز الدین کی حمایت کی تھی اطمینان نرکہتا تھا آصف الدولہ نے مبالغہ کرکے اس ارادہ سے باز رکہا لاچار ذوالفقار خان نے عزم دکن کیا مگر باپ نے نہ مانا فرخ سیر کی اعانت سے مانع رہا غرضکہ جب اقبال اسد خان اور ذوالفقار خان کا تمام ہوا اور اجل موعود ذوالفقار خان کے نزدیک تھی باوجود عدم اطمینان اور یقین ہونے عداوت کے بدین امید کہ حقوق ہمارے خاندان تیموریہ مین بہت ہین اور نیز عالمگیر کس مرتبہ قدر و اقتدار کرتا تھا آصف الدولہ نے ذوالفقار خان کو ہمراہ لیکر قصد حضوری فرخ سیر کا کیا

اقتدار پانا فرخ سیر کا سلطنت مین اور بہیجنا عبد اللہ خان کو بندوبست دار الخلافہ کیواسطے

جب کہ فرخ سیر مدد غیبی سے مراد یاب ہوا لڑائی کے دوسرے روز سیزدہم ذی الحجہ روز پنجشنبہ کو وقت صبح بار عام فرمایا اول چین قلیچ خان اور عبد الصمد خان اور محمد امین خان وغیرہ سرداران توران سید عبد اللہ خان کی وساطت سے بعد آداب و کورنش مورد مراحم ہوئے اور عبد اللہ خان نے مع لطف اللہ خان صادق وغیرہ امرا کے بنا بر بندوبست دار الخلافہ اور دولتخانہ شاہی اور قید خانہ سلاطین کے رخصت پائی اور فرخ سیر خود بہی ایکہفتہ کے بعد شاہجہان آباد کو عازم ہوا ۱۳ محرم کو بارہ پلہ متصل شاہجہان آباد مین نزول اقبال ہوا سید عبد اللہ خان قطب الملک سے مخاطب ہوکر منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار سے سرفراز ہوا اور مرتبہ وزارت اعظم کو فائز ہوا اور حسین علیخان بہادر خطاب امام الملکی اور منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار اور امیر الامرائی کے عہدہ پر سرفراز کیا گیا اور بخشی اول مقرر ہوا محمد امین خان بخشی دوم مع اضافہ ہزاری منصب و ہزار سوار و خطاب اعتماد الدولہ سے مفتخر ہوا اور چین قلیچ خان نے پنج ہزاری سے ہفت ہزاری کے ہفت ہزار سوار و نظام الملکی کا خطاب اور دکن کی صوبہ داری داؤد خان نایب ذوالفقار خان کی عوض مین پائی اور صوبہ داری برہان پور کی کہ داؤد خان کو بالاصالت تھی صوبہ داری احمد آباد گجرات کی پائی اور خواجہ عاصم نے خطاب صمصام الدولہ خاندوران اور منصب ہفت ہزاری شش ہزار سوار کا حاصل کیا احمد بیگ کو کہ معز الدین کا رفاقت کے عوض مین غازی الدین خان بہادر غالب جنگ سے مخاطب اور منصب شش ہزاری پنجہزار سوار اور عہدہ بخشی گری درجہ سوم سے مفتخر ہوا اور قاضی عبد اللہ تورانی کو جو جہانگیر نگر ڈہاکہ کی قضا پر رکہتا تھا میر جملہ خانخانان سے مخاطب اور منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار سے سرفراز فرمایا اور اختیار دستخط خاص کا اوسکے قبضہ اختیار مین دیا گیا لیکن ظاہر مین داروغگی خواص اور ڈاک کی کہتا تھا محمد جعفر منشی جسنے بعض خدمات سابق مفوض تہی نصرت خانی کے خطاب

اور امیر سامانی اور دار الانشا سے سرفراز فرمایا گیا سیف اللہ خان بیوتات مین مامور ہوا سیف الدین علیخان اور نجم الدین علیخان قطب الملک کے بھائی مع دیگر رفقای بادشاہی اور سادات بارہا کے جنکے خدمات جانفشانی ثابت ہوئین حسب تقدیر ولیاقت انعام وخلعت سے مفتخر ہوئے قطب الملک انتظام ارکان سلطنت اور معاملات وزارت مین مشغول ہوا ⁂

آصف الدولہ اور ذو الفقار خان کا حاضر ہونا اور ذو الفقار خان کا جان کھونا ⁂

آصف الدولہ اسد خان اور ذو الفقار خان بہادر بارہ پایہ پر جواہان ملازمت ہوئے میر جملہ عبید اللہ خان خانخانان نے جو کہ مزاج بادشاہ مین دخیل تھا اور یہ دعوے رکہتا تھا کہ سابق اور حال کے کل امرا سے اوسکا مرتبہ زیادہ اور اوسکا اقتدار نہی اثر پذیر ہے اول اول ذو الفقار خان کی قطع حیات چاہی بادشاہ کو اس امر پر زیادہ آمادہ کر دیا امیر الامرا حسین علیخان بہادر نے اس مشورہ سے آگہی پاکر ذو الفقار خان کو پیغام دیا کہ اگر میری وساطت سے حصول ملازمت کروگے کسیکی مجال نہوگی کہ سر مو تمہین آزار دے میر جملہ اس راز کے مطلع ہونے سے سمجھا کہ درحقیقت ان دونو نکے ملجا نے سے کسیکو تاب عدول نہوگی پس تقرب خان کو جو اہالی ایران مین سے تھا بسبب ہم جنسی کے ذو الفقار خان کے پاس بہیجکر نہایت دلجوئی کی اور کلام خدا کی قسم کہائی چونکہ بادشاہ باطن مین سادات سے خوش نہین لہذا تمہاری ملازمت معرفت امیر الامرا کے بے سود ہے بجز نقصان جان کے حاصل نہین اور نفس دوسرے کی اعانت کیا ضرور بعد ملازمت و رفع ملال کل امرا اور خداوندان دولت اقبال کے مرجع ہوگے ایسی ایسی باتونسے آصف الدولہ کا دل جمع کر دیا کسیقدر ذو الفقار خان کو وہم باقی تھا کہ خود میر جملہ نے جاکر تشفی کر دی اور نئے سرے سے سوگند یاد کی جب حضور فرخ سیر مین لائے ہاتھ ذو الفقار خان کے باندھے تھے روبرو کھڑا کیا اور آصف الدولہ نے چند کلمات سفارش عرض کیئے فرخ سیر نے ظاہر مین بڑی مہربانی خرچ کی ہاتھ کہلوا کر خلعت اور جواہر عطا فرمایا بعدہ آصف الدولہ کو بحیلہ ضعف رخصت کر کے فرمایا کہ ذو الفقار خان خیمہ مین رہے کچھ دریافت کرنا ہے آصف الدولہ متوہم باہر نکلا اور ذو الفقار خان جان سے ترسان ٹھہر رہا مردم مامورنے چار و نطرف سے کہیر لیا فرخ سیر نے عظیم الشان اور سلطان کریم الدین کے قتل کا دعوے کیا ذو الفقار خان نے موت کی گرم بازاری دیکھ کر زبان پر لایا کہ مین شخص بیقصور ہون مجرم بادشاہ ہے جب دیکھا کہ فرخ سیر پیاسے خون ہے عاجزی مسکینی چھوڑ کر سخت جوابی پر آیا اسی عرصہ مین لاچین قلماق بہادر دل خان نے پیچھے سے اوسکے گردن مین تسمہ ڈالا اور لوگون نے ہجوم کر کے قتل کر ڈالا اور اوسی روز کہ اتوار اور ۱۶ محرم کی تھی بموجب اشارہ فرخ سیر کے لوگون نے قلعہ مین جاکر معز الدین کو تسمہ سے پہانسی دیکر مار ڈالا فرخ سیر دوشنبہ کے روز ۱۷ ماہ مذکور ۱۱۲۵ھ کو بہ تجمل تمام داخل قلعہ شاہجہان آباد ہوا حکم دیا کہ معز الدین کا سر نیزہ پر لاش ہاتھی پر اور اسی ہاتھی کے دم سے ذو الفقار خان کی لاش اولٹی لٹکا کر تمام شہر مین تشہیر کرین اور بعد تشہیر دروازہ قلعہ پر ڈالدین اور آصف الدولہ کو پالکی پر مع سواری

زنانہ لاش کے پیچھے پہر اکر خانخانان بہادر سے مکان مین قید کین اور کل زر و مال ضبط سرکار ہوا راجہ سبہا چند دیوان ذوالفقار
خان کو آدمیون سے زبان درازی کرتا تھا حکم ہوا کہ زبان کاٹی جاوے کہتے ہین کہ باوجود زبان بریدگی کے لکنت مین تا فتح تھا
اکثر امرا شک و تہمت سے تسمہ زیب گلو گیر کر روانہ عدم ہوے اعز الدین ولد معز الدین اور عالی تبار ولد اعظم شاہ اور ہمایون بخت
برادر خورد کی آنکہین نکلوالین اس بادشاہ کی اسقدر خونریزی سے ہر ایک نہایت مخوف ہو گیا تھا گھڑی گھڑی کی خبر مانگتا تھا

شروع ہونا منازعت کا فرخ سیر اور سادات کے درمیان مین مع دیگر حالات

جب فرخ سیر نے قطب الملک کو بنا بر بندوبست شہر قلعہ دار الخلافہ کو بہیجا لطف اللہ خان صادق کو بہی ہمراہ کر دیا قطب الملک
شہر مین پہونچا دیوانی خالصہ لطف اللہ خان کو اور کل کی صدارت سید امجد خان کو مقرر کی ادہر فرخ سیر نے بعد چلے
جانے قطب الملک کے دیوانی خالصہ وطن چھبیلہ رام ناگر کے نام اور افضل خان استاد کو صدر الصدور مقرر کیا جب
بادشاہ شہر و قلعہ مین آیا اور انتظام سلطنت ملاحظہ فرمایا صدارت اور دیوانی کے تقرر مین درمیان شاہ و وزیر کے
عجب گفتگو پڑی قطب الملک کا یہ کلام تھا کہ اگر آغاز کار مین میری بات مسلم نہ رہی میری وزارت کا کیا اعتبار ہوگا
اور میر جملہ بادشاہ کے خاطر نشان کرتا تھا کہ ہر چند بادشاہ بندگان درگاہ کو صاحب مقدرت فرماتے ہین مگر ملازمین کو
چاہیے کہ اپنی حد پہچانے رہین فی الجملہ ہر چند وہ جھگڑا اس طرح پر فرو ہوا کہ دیوانی خالصہ لطف اللہ خان کو اور صدارت
افضل خان کو دی گئی لیکن طرفین کے دلمین گرہ پڑ گئی اور اصل سبب آشفتگی ارکان سلطنت اور بدنامی قطب الملک
حسین علیخان امیر الامرا اور جماعہ سادات کا یہ ہوا ہے کہ فرخ سیر مطلق عقل سے بے بہرہ اور پست ہمت و نامرد تھا کمینہ
بے ہنرون کو غیر لایق انعام دیتا تھا اسی سبب سے فرخ سیر بازاریون لچون کے روبرو مانند اعتقاد خان وغیرہ
کے ممدوح تھا اور نہ لیاقت صوبہ داری کی کچہہ بہی نہ تھی اور میر جملہ بنا بر کثرت طمع اور حسد کے کم لیاقتی مین کل افراد سے
فوق رکہتا تھا اسد خان اور ذو الفقار خان کی سو برس کی کمائی برباد کر کے سادات کے پیچھے پڑا نہین چاہتا تھا
کہ مرجع خلایق اور عمدہ سلطنت رہے اور قطب الملک بہی کثرت عیاشی سے آرام طلب ہو گیا تھا عنان اختیار راجہ
رتن چند اپنے دیوان کے ہاتھہ مین پکڑا دی تھی وہ شخص بسبب اقتدار پانے کی اور وزارت مین پہونچتے ہی روز بروز از حد زیادہ
عداوت کرتا گیا جسکے نتیجہ سے چار سو برس کی سلطنت تیموریہ برباد ہوئی اور نیز سادات بارہہ کو داغ بدنامی لگا القصہ
میر جملہ اور بادشاہ اور دیگر بدخواہون نے دونو بہائیون کے منافق ہونے مین تدبیرین کین امیر الامرا حسین علیخان
بہادر کو راجہ اجیت سنگہ راٹہور کے تنبیہ کو بہیجا بعد وفات عالمگیر کے جودہپور کی مسجدین کہود کر بتخانے تعمیر
کرادیے تھے اور بہادر شاہ مع اپنے بہائیون کے اوسکے لڑنے مین مصروف ہوا تھا اور بعد ازان واسطے استیصال
جماعہ سکہان کے جنہون نے سرحد لاہور مین سرکشی کی تھی منہضت کی تھی مقرر فرمایا حسب الحکم مع بعض دیگر امرا کے

اس بدنکال گرگو شمال کو روانہ ہوا اجیت سنگہ اسکے سطوت سے گہبرا کر عیال و اطفال کو کوہستان دشوار گذار مین پہونچا کر اپنا ملک
خالی کر گیا اور باوجود تحریک حسین علیخان کی لڑائی سے باز رہکر وکلاے معتبر مع تحفہ لایق کے بہیجکر مستدعی عفو جرایم ہوا اسی ضمن
مین چونکہ حضور مین دراندازون نے فرخ سیر اور قطب الملک کے باہم فساد کرایا اور عبد اللہ کے قید کی فکر مین
تھے اوسکی تحریر مین امیر الامرا کے نام متضمن جلد واپس ہو آنیکی پہونچین ناچار حسین علیخان نے راجہ اجیت سنگہ کو
اطاعت اور ارسال پیشکش اور دختر پر واسطے فرخ سیر کے راضی کیا اور اسکی تعمیل کی بعد حضور پہر آیا

زیادہ ہونا رنج کا فرخ سیر اور سادات کے ہمدگر مین

جب قطب الملک وزیر تھا اور حسین علیخان امیر الامرا تھا کوئی امر جہانداری کا مانند منصب و اضافہ وغیرہ کے
بدون انکی استرضا کے ناممکن تھا اور میر جملہ کے حق مین جو صاحب دستخط تھا اکثر فرخ سیر کہا کرتا تھا کہ میر جملہ
میری زبان اور ہاتھہ کا مالک ہے لہذا مردم اوس سے رجوع ہوتے اور وہ بہی انجاح مرام بکار انام سے
نیکنام ہوا تھا راجہ رتن چند دیوان قطب الملک کو یہ کینہ ہوا کہ کسواسطے میر جملہ سے رجوع ہوتے ہین جاری
نہین کرتا تھا اور جو اس سے رجوع ہوتا اپنے اور اپنے آقا کیواسطے نذرانہ لیکر اوسکا کام انجام کرتا اس سبب
سے بدنام ہوا اور قطب الملک کی حمایت سے زیادہ مغرور ہوا خلق اللہ کی کامرانی جو کہ میر جملہ کرتا تھا قطب الملک
اور امیر الامرا کو گران معلوم ہوتی تھی میر جملہ نے فرخ سیر کے حضور مین آکر شکایت کی کہ انکی پیشانی سے آثار نمکحرامی
پیدا ہین ایسی شکایت سے فرخ سیر کو انکے قید کرنے کی فکر ہوئی اسی فکر مین کبہی سیر باغ اور کبہی شکارگاہ کو نکلتا
تھا ہر چند تمہید رنگارنگ جوڑتا مگر نامردی سے کچہہ کام نکرتا تھا آخر کو خوب رنج و حسد بڑہا یہ بہی مشہور ہے کہ بادشاہ
کی والدہ بسبب عہد و پیمان کے جو کہ کلام اللہ کی ضامنی سے ہوا تھا اکثر اوقات انکے ارادہ فاسد سے امیر الامرا اور قطب الملک
کو آگاہی کر دیتی تہی اسی ضمن مین امیر الامرا نے کل ممالک دکن کی صوبہ داری کی استدعا کی اور ارادہ کیا کہ بعد حصول مدعا
داؤد خان کو بدستور سابق ذوالفقار خان کے اپنا نایب مقرر کرے اور اوس سے کسیقدر رسالیانہ ٹہراکر خود حضور ہی
مین رہے اور بادشاہ اور میر جملہ کی یہ مرضی تھی کہ خود دکن کو چلا جاے اور اوسکو منظور تھا کہ قطب الملک کو
تنہا چھوڑے آخر گفتگوی خشونت آمیز طرفین سے شروع ہوئی رفتہ رفتہ یہ حال ہوا کہ دونون بھائیون نے دربارداری
موقوف کی اپنی حفاظت کو فراہمی سپاہ اور درستی مورچال مین مصروف ہوئے بادشاہ امراے خیر اندیش
میر جملہ اور محمد امین خان اور خاندوران سے خلوت مین مشورہ طلب ہوا ہر روز تلون طبعی سے تدبیر اولٹی پلٹی
جاتی تہین اور اس خبر کے اشتہار سے غلہ کی گرانی ہو گئی بادشاہ و وزیر کے فیما بین پیامبرون کی آمدرفت تھی مگر بے سود
جب مدت تک یہی حال رہا والدہ بادشاہ نے قطب الملک کے مکان جاکر مطمئن کیا قرار ہوا کہ قلعہ مین سادات کا

بندوبست ہو اوسکے بعد دونون بہائی حاضر حضور شاہی ہوویں چنانچہ ایسی ہی تعمیل ہوئی قطب الملک
اور امیر الامرا حضور مین آئے عذر تقصیر کیا اور جو شبہہ کہ بادشاہ کیطرف سے دو تین مستعفی نے پیدا کرا دیا
تھا بیان کر کے کمر سے تلوار نکالکر روبرو رکھدی اور عرض کیا کہ اگر تقصیروار ہین سر و شمشیر حاضر ہے اور اگر
بنا بر حقوق خدمت ہمارا قتل نامنظور ہو منصب سے برطرف کیئے جاوین کہ اپنی راہ لین حج بیت اللہ کو
سدہارین اور اگر خدمت مین رکہنا منظور ہے دراندازون کے کلام اور حاسدون کی سخن انگیزی پر توجہ
نفرمائی جاوے آخر بنائے فساد اس پر دفع ہوئی کہ میر جملہ عظیم آباد کا صوبہ دار ہو اور امیر الامرا صوبہ ہا سے
دکن کے انتظام پر رخصت ہو لہذا میر جملہ عظیم آباد کو روانہ کیا گیا ظاہر مین تو خاطرداری سادات کی ہوئی
اور باطن مین گویا نائرہ فساد کو اشتعال کیا امیر الامرا کے واسطے فرمان صوبہ داری دکن صادر ہوا اور
نظام الملک کے برخاستگی کو بہی دکن سے تحریر ہوئی نظام الملک کو حضور مین طلب کیا اور لکہا کہ داؤد خان پنی
برہان پور مین جا کر انتظار امیر الامرا کا کرے جب وہ پہونچے جس کام کو حسین علی حکم دے بجا لائے اوسکے
استیصال مین ساعی ہو بعد فتح کل صوبہ ہاے دکن کا ناظم اور مورد الطاف شاہی ہوگا اسی عرصہ مین
شادی بادشاہ کی اجیت سنگہ کی لڑکی سے ہوئی ذکر اسکا عنقریب ہوگا بالفعل حال شورش گجرات کا
لکہا جاتا ہے جو کہ بسبب داؤد خان کے عدم تدین سے درمیان ہندو مسلمان کے واقع ہوا

بلدۂ گجرات مین ہندو مسلمان مین فتنۂ عظیم کا برپا ہونا داؤد خان افغان کی عدم تدین سے

سنہ احد جلوس فرخ سیر مین داؤد خان گجرات کا ناظم تھا آخر سال کو اسکی صوبہ داری مین یہ فتنہ ہوا جس رات کہ
ہندو لوگ ہولی جلاتے ہین کسی ہندو نے اپنے صحن خانہ مین جو کہ مسلمانون کے گہرون سے ملحق تھا ارادہ کیا
کہ ہولی جلاے مسلمان مانع ہوے ہندو نے اس زعم سے کہ اپنا گہر ہے ہولی جلائی دوسرے روز مسلمانون نے
وہی حجت اپنے گہر کی ہندوون پر کر کے ایک گاؤ ذبح کی تمام ہنود محلہ مسلمانون پر ہجوم کر آئے مسلمان چونکہ
کم تہے بیتاب ہو کر گہرون مین جا لگے ہندوون نے ایک قصاب بچہ کو جو چودہ برس کا تہا قید کر کے گاؤ کے
عوض مار ڈالا شہر کے مسلمانون نے جب یہ دیکہا ناراے عام دی ہزار پٹہان جو داؤد خان کے ملازم تہے مع سکنا
شہر کے بے اجازت داؤد خان کے قاضی کے مکان پر آئے قاضی نے داؤد خان کے خوف سے جو کہ رعایت ہنود
کی منظور تہی دروازہ بند کر لیا لوگون نے قاضی کا دروازہ توڑ کر گہر مین آگ لگا دی اور شریعت پناہ کو ہمراہ لیکر
دوکانات بہانک چوک سے آگ لگانا شروع کر دیا رفتہ رفتہ کپور چند جوہری کے مکان پر جو داؤد خان کا مصاحب
تہا چڑہ گئے اسنے اپنے محلہ کا دروازہ بند کر لیا مگر بندوقدارون کو اوپر بہیجا طرفین سے چند لوگ مارے گئے شدت فساد سے

چند روز تک شہر کی دوکانات بند رہین جب مسلمانون کے خاطرخواہ تدارک ہوا جب عبد العزیز عبد الواحد شیخ محمد علی واعظ جو کہ
فضیلت پناہ تھے بمع مسلمانان شہر وغیرہ کے استغاثہ کے واسطے روانہ بیت الخلافہ ہوئے جب شاہجہان آباد آئے
راجہ رتن چند نے بمقتضائے ہم مذہبی کے مسلمانون کو قید کیا اونکی فریاد کسی نے نہ سنی خواجہ محمد جعفر درویش
جوکہ صمصام الدولہ خاندوران کا حقیقی بھائی تھا اونکے حالات پر مطلع ہوکر خاندوران کی وساطت سے مسلمانان
محبوس کی رہائی مین ساعی ہوا شیخ محمد علی واعظ زیر احسان محمد جعفر ہوا اکثر رابطہ اتحاد بڑہانے کو خواجہ مذکور کی
مجلس مین جاتا تھا اور اشعار حمد ونعت قوالون سے گواتا اور نہایت رغبت سے سنتا اور ہر وقت وعظ کے
حمد ونعت کے بعد چند فقرے آئمہ اثنا عشر کے مناقب مین زبان پر لاتا اسی وجہ سے شاہجہان آباد مین بہی
مفسدہ ہوا چاہتا تھا مگر بخیر گذشت انشاء اللہ حسب موقع ذکر کیا جاویگا چونکہ اجیت سنگہ نے اپنی دختر نیک اختر
کی سفارش کامل کی تھی شفقہ بادشاہ کے جو متضمن قتل امیر الامراء تھے دکھلائے امیر الامراء شقہ ہائے شاہی
لیکر رائی کے اجرام مین مستعد ہوا ہنگام تجدید عہود کے وہ شقجات بادشاہ کو دکھلائے اسکی بہی عذرخواہی
ہوئی جب رفع کدورت ہوگئی جشن شادی مقرر ہوا یہ بات ٹھہری کہ بعد فراغت امیر الامراء بہی عازم دکن ہونگے

جشن شادی بادشاہی دختر راجہ اجیت سنگہ سے

محمد فرخ سیر نے حکم تیاری سامان نشاط فرمایا کارپردازان نے جہٹ پٹ اہتمام کردیا ادہر سے امیر الامرا
نے اسباب شادی دختر حسب رسم ہنود سرانجام کیا اوس شان وشوکت سے یہ شادی ہوئی کہ ہند اور دکن مین
کسی راجہ اور بادشاہ کے عہد مین نہوئی تھی شب پنجشنبہ ۲۲ ذی الحجہ ۱۱۲۷ ہجری کو بادشاہ امیر الامرا کے مکان پر
آیا عقد نکاح پڑہایا چراغونکی روشنی آرایش کی زیبائی آتشبازی کی لو جسقدر تھی اس صحیفہ مختصر مین گنجایش بیان نہین ہوسکتی

ذکر مناقشہ شیخ عبد اللہ ملتانی اور خواجہ محمد جعفر کا

اس عرصہ مین شیخ عبد اللہ نامے ملتان سے دار الخلافہ مین آیا مسجد جامع مین وعظ کہا کرتا تھا اسکا شہرہ سنکر
رونق افروز ہوا کسی روز محمد جعفر کے دیکہنے کو گیا دیکہا کہ بعض مرید اوسکے پابوس ہو رہے ہین اور قوال لوگ
ابیات منقبت پڑہ رہے ہین شیخ کو ابیات مناقب کا سننا گران ہوا نصیحت کرنا شروع کی کہ سجدہ علاوہ خدا
کی دوسرے کو کرنا درست نہین اور سرود سننا بہی شرع مین ممنوع ہے اور استماع مناقب اہل بیت پیغمبر
صلعم بدون ذکر نام اور اصحاب کرام کے خلاف آئین اسلام ہے خواجہ نے درجواب کہا کہ فقیر لوگ بجز خدا
کسی دوسرے کو جانتے نہین پس کیونکر دوسرے کو سجدہ کرینگے جن لوگون کو جوشش حقیقی سے ہر جگہ

زمین بوس ہوتے ہین ہمارا کیا قصور ہے بہری یار کی ہر جگہہ رنگ و بو ہے ؎ جدہر دیکہتا ہون اودہر تو ہی تو ہے ؎
قوالون نے جو کچہ اپنے استاد سے پایا گاتے ہین مجکو منع سے کیا سو اب تم جو اشعار مناقب صحابہ کی بتلاؤ گا یاکرین اس جواب
سے شیخ نے سمجہا کہ مذہب تشیع کی طرف مایل ہے آزردہ ہوگیا اور جامع مسجد مین مشغول وعظ کہا کرتا کہ جناب امیر المومنین
علی مرتضی علیہ التحیۃ والثنا داخل آل عبا نہین اور علوی کو سید لکہنا چاہیئے اور پنجتن پاک جو کہتے ہین خلاف عقیدہ اہل سنت
ہے کیونکہ دوسرے صحابہ کیا ناپاک تہے اسیطرح مذمت مذہب امامیہ کی کیا کرتا خواجہ جعفر نے اطلاع پاکر پیغام دیا کہ وعظ
مین ایسی قیل و قال برخلاف رسم مذہب اہل سنت و جماعت کی ہے اگر فقیر خانہ مین آئیے یا دوسری جگہہ تجویز فرمائیے
روبرو فضلا کے کلام شریف مین دلیل کیجا دے جو کچہ آپکو دعوے ہو از روے کتب تصدیق کیجیے شیخ عبید اللہ نے
درجواب کلمات سخت کہلا بہیجے اتفاقاً اسی قربت مین چند مغل زاد اوباش وضع مع تسبیح اور خاک کربلا گردن اور
بازو مین لگائی جب وہ وعظ کہہ رہا تہا بہیئت مجموعی حاضر مجلس ہوئے اور نگاہ بد سے جانب شیخ نظر کرنے لگے اور
تین ہزار آدمی اوسکے پیرو کار جو وعظ سن رہے تہے اس خیال سے کہ فرستادہ خواجہ قتل واعظ کو آئے ہین کلمات
زوش زبان پر لائے مغل زادون کو تاب نہ آئی مسجد سے نکل پڑے اونکے پیچہے ایک ہندو اجل رسیدہ
سپاہی وضع جو وعظ سننے کو آیا تہا اکر لوٹ گیا ایک مغل نے اس گمان سے کہ اونہین کے ساتہیون مین سے
ہے اوسپر حملہ کیا ہندو مذکور کو لوٹا اور موذن کو مار کر خود مارا گیا دو تین روز تک اوسکی لاش اس تحقیق کو
زیر مسجد پڑی رہی کہ کسکی لاش اور بہیجا ہوا کسکا ہے بعض متعصبان اور ہواخواہان شیخ عبید اللہ نے بوسیلہ بعض
مقربان درگاہ استغاثہ کیا کہ خواجہ کی یہ مراد ہے کہ اہلبیت کے دین مین خلل انداز ہو اور بہادر شاہ کے عہد مین کلمہ
وصی سے جو ہنگامہ ہوا تہا اسحال احتمال زیادہ تر ہے لہذا لازم کہ خواجہ کو شہر بدر کرایا جاوے شاہجہان اباد
کی گذرگاہون اور بازارون مین جہان مناقب ائمہ طاہرین پڑہ کر اوسکے فضایل بیان ہوتے تہے اس واقع کے
بعد ورق اولٹا بجز ذم روافض کے زبان پر نہ آتا تہا فرخ سیر نے شریعت خان کے ساتہہ جو کہ قاضی حضور تہا
اس بارہ مین سوال کیا قاضی نے کہا کہ خواجہ کی بد اعتقادی شرعاً ثابت نہین ہوتی اور جو کچہ شیخ عبید اللہ نے
کہا ہے مطابق کتب معتبرۂ اہل سنت کے نہین ہے مگر رفع گفتگو کو اگر خواجہ نقل مکان کرین مضایقہ نہین
خاندوران نے اس بات مین جو کچہ مناسب تہا خواجہ کی جناب مین عرض کر کے صلاح دی کہ چندی مزار خواجہ نظام الدین
پر شہر سے تاکہ معاندان کی زبان ساکن ہو اور شیخ عبید اللہ کو کہا کہ کس مدعا سے اس شہر مین آیا اور بعد فہمایش
مدعا دو تین روز سر انجام کر کے روانہ ملتان کیا

عبد الصمد کا بندا پیشوا سے فرقہ سکہان پر فتح پانا اور اس فرقہ کا مجمل حال

سال پنجم جلوس مین مطابق ۱۱۲۸ ہجری عبد الصمد کے زور و بازو سے بندا نام اپنی سزا کو پہونچا تفصیل یہ ہے کہ فرقہ سکہ

جو گورو گوبند کے پیرو اور ابتدائے تولد سے بال نہیں منڈاتے اکثر سیاہ پوش اور مسلح رہتے ہیں ہرچند فرقہائے مختلف سے ہوں
مگر جب یہ راہ اختیار کی ہرگز بموجب قاعدہ دیرینہ ہنود کے ہمدگر میں احتراز اور پرہیز نہیں کرتے اس مذہب کی پیدائش
عہد عالمگیر کے آخر میں ہوئی موجد اسکا گورو گوبند ہے جو نانک شاہ فقیر مشہور کے خلفا میں ہے مجمل احوال نانک شاہ
کا یہ ہے کہ اسکا باپ بقال قوم کھتری سے تھا عہد لودی میں یہ شخص حسن فصاحت میں کیفیت استعداد خداداد رکھتا
تھا سید حسن نامی درویش صاحب کمال نے اسپر نظر توجہ فرمائی تربیت کرنے لگا اسکے فیض سے فی الجملہ شعور و
دانش حاصل ہوا اکثر حقایق اور معارف پر اطلاع حاصل کی اور تعصب بزرگان چھوڑکر انہیں بزرگان تصوف
پسند کا قول زبان پنجابی میں بذریعہ دوہرہ موزون کرتا تھا اوسکے شعر و کلام موزون ہوکر ایک کتاب بنی جو
گرنتھ کے نام سے مشہور رہا ہے اور اعتبار و کثرت بابر شاہ کے عہد میں میسر ہوا اس شخص کا گرنتھ آجتک تعظیم
تکریم کے ساتھ پڑھا جاتا ہے اثر اسکی کیفیت سے خالی نہیں مقبول خلق خدا ہے اس مت کے فقیر اکثر مشابہ مسلمان ہندی
فقیروں سے ہوتے ہیں اور اب بھی یہی صورت ہے اکثر مقامات پر ان لوگوں کا ٹھکانا ہوتا ہے جسے اپنی اصطلاح
میں سنگت کہتے ہیں اور اوس سنگت میں ایک مرشد اور اوسکے مرید ہوتے ہیں بابا نانک کی اولاد دو لڑکوں سے ہے
سری چند اور لکھمی چند لکھمی چند دنیا داری میں پھنسا پسر و شکار کی توجہ ہوئی اتبک اوسکی اولاد ہے اور اسکے
خاندان میں صاحبزادگی ہے سری چند نے درویشی اختیار کی زن و فرزند سے گریزاں اور باپ کی جگہہ بیٹھا اور سجادہ
نشینی بھی نہیں کرتا تھا فقرائے نانک شاہی پر مسلمانی ہندوستانی فقیروں سے مشابہ ہیں اوسکے پیرووں میں ایک
خدمہ نانک شاہ کا انگد نام بجائے نانک شاہ کے سجادہ آرا ہوا ۱۳ برس تک سجادہ پر رہا چونکہ لاولد تھا اور
اپنے مرید کو اپنا وارث کیا اسنے بائیس برس زندگی پائی باوجود اولاد کے اپنے داماد رامداس نام کو گدی دی سات برس
زندگی کے وفا کی بعدہ اوسکا لڑکا گورو ارجن پچیس ۲۵ برس باپ کی جگہ مسند آرا رہا بعدہ اسکا بیٹا گورو ہرگوبند اڑتیس
۳۸ سال مرجع مذہب رہا بعدہ گورو ہر رائے نبیرہ ہرگوبند بسبب مرجانے باپ دادے کے جگہ پر سترہ برس صاحب مذہب رہا
بعدہ اسکا فرزند گورو ہرکشن خوردسالی میں گدی پر بیٹھا تین برس زندگی کی بعدہ تیغ بہادر ولد گورو ہرگوبند گیارہ
برس رہا پکڑا امرائے عالمگیر کا قیدی ہوا [illegible] ہجری میں مطابق سنہ ۱۸ عالمگیری کے حسب الحکم بادشاہ کشتہ ہوا
گورو گوبند ولد تیغ بہادر بجای پدر مسند آرا ہوا مدت تک ریاست کا سجادہ نشین رہا ہشتم کے جسکا نام تیغ بہادر تھا بست
دو پیرو کا پیدا ہوے صاحب اقتدار ہو گیا کئی ہزار آدمی اوسکے ہمراہ رہتے تھے اسکا ہمعصر حافظ آدم نام فقیر جو شیخ احمد
سرہندی کے مریدوں میں تھا اکثر لوگ اسکی طرف رجوع ہوئے اب دونوں نے جبر و تعدی سے اخذ زر شروع کر دیا
تیغ بہادر ہندوؤں سے اور حافظ آدم مسلمانوں سے روپیہ لیتا تھا وقایع نگاروں نے عالمگیر کو لکھا کہ دو فقیر ایک
ہندو دوسرا مسلمان ایسی ایسی حرکات کرتے ہیں کیا عجب کہ اگر قدرت حاصل ہو جائے خروج پر آمادہ ہوں

عالمگیر نے اس خبر سے حاکم لاہور کو فرمان بہیجا کہ دونو کو گرفتار کرکے حافظ آدم کو اٹک اور پشاور کے اوسطرف
چھوڑ دین اور یہ لکھین کہ پہر اسطرف عود کر سکتا ہے اور تیغ بہادر کو قید رکہین حسب الحکم تعمیل ہوئی مگر تیغ بہادر
کے ہمراہی فقیرانہ وضع سے گوشے تہے جب عالمگیر نے رحلت کی اور بہادر شاہ کو سلطنت ملی اخیر عہد عالمگیری
مین گورو گوبند تیغ بہادر بنی باپ کی جگہ پر مسند آرا ہوا مشیران مذہبی کو آہستہ آہستہ سے فراہم کیا اور سلاح اور گہوڑے
فراہم کرکے ہمراہیون کو حصہ لگا دیا کسیقدر ہاتھہ پیر نکالنے لگا جب حکام شاہی فوجدار لوگ اونکے تنبیہ پر آمادہ ہوئے
اوسنے بہاگ کر پناہ لی دو لڑکے اوسکے قید ہو کر مارے گئے جب چاہا کہ اپنے عیال و اطفال کے پاس پہونچے
حکام شہر بند کے سبب سے عبور مشکل ہوا بعض افاغنہ سے یہ وعدہ ہوا کہ اگر مکان پہونچا دین زر خطیر معاوضہ
مین دیا جائے افاغنہ اونکو اپنے طریق پر لباس پہنا کر اور ڈاڑہی مونچھہ کی وضع بنا کر راستہ مین باحتزام
لے چلے جو کوئی پوچھتا کہتے ہمارا پیر راجہ ہے جب جا کے سہر ہند مین پہونچے اور دلجمعی حاصل ہوئی اکلا چال چلن
اختیار کیا اپنے مریدون کو بہی اپنا کیا کسیقدر بیہوشی طاری ہوئی اور اسی حال مین انتقام فرزندان کے گہات مین
رہکر جان بحق ہوا اسکے بعد بندا بجائے گورو گوبند کے خاندان افروز ہوا اسکو بڑا اقتدار حاصل ہوا چونکہ اسکے دل مین
قتل تیغ بہادر اور گورو گوبند کی اولاد کا تہا مسلمانون کے سر پر تباہی لانا شروع کی جسے پایا قتل و خوار کرتا حتی کہ
مسلمان حاملہ عورتون کے شکم سے بچہ نکال کر مارتا بہادر شاہ نے یہ بدعت سنکر فوج شاہی تادیب کو مامور فرمائی
یکبار خانخانان منعم خان نے تیس ہزار سوار سے کوہ گڈہ مین محصور کیا لیکن مہم کی خوش انجامی نہوئی دوسری
مرتبہ محمد امین خان و اعز خان و رستم دلخان وغیرہ نے محصور کیا الا ناکام رہے بندا بہت کم فوج شاہی سے
مقابل ہوتا تہا اکثر بطور قطاع الطریق کے گہوما کرتا تہا جہان قابو پایا استیصال اسلام مین قصور نکرتا ہنوز یہ جہگڑا
تمام ہوا تہا کہ بہادر شاہ نے دنیا کے جہگڑے سے خلاصی پائی لاہور مین جیسا کہ ذکر ہوا شاہزادون کے باہم مقابلہ رہا
کسی کو کسیکی خبر نہ تہی اس سبب سے بندا کا اور بہی اقتدار ہوا جب معز الدین مارا گیا اور فرخ سیر کے قبضہ مین عنان
سلطنت آئی تنبیہ بندا کے واسطے اسلم خان صوبہ دار لاہور کو حکم کیا اسلم خان اوسکے لڑنے کو نکلا مگر شکست کہا کر لاہور کو
واپس ہوا اب بندا کو نخوت ہوئی بہ نسبت سابق کے زیادہ تر مسلمان آزاری پر کمر باندہی اسی عرصہ مین بایزید خان
نام فوجدار سہرند بارادہ درستگی بندا کے قصبہ ؟ کو رستے برآمد ہوا اپنے لشکر مین ٹہرا تہا اور نماز مغرب کے وقت چند آدمیون
کے ساتہہ خیمہ علیحدہ مین نماز پڑہتا تہا کہ کسی سکہہ نے صبح کے وقت عین غفلت مین خیمہ مذکور مین آکر
بایزید خان کو مار ڈالا اور خود صحیح و سالم ہمراہیون سے جا ملا جب یہ خبر حضور مین آئی عبد الصمد خان بہادر دلیر جنگ
تورانی صوبہ دار کشمیر کو حکم ہوا کہ بندا کی بیخ کنی کرے اور لاہور کی صوبہ داری اسکے لڑکے زکریا خان کو عطا ہوئی
قمر الدین خان ولد اعتماد الدولہ محمد امین خان و اعز خان وغیرہ فوج منعلیہ اور رسالہ شاہی اور احدیان اور

اور توپخانہ وغیرہ اوسکی مدد پر تعینات ہوے عبد الصمد خان بموجب ورود حکم وسند عازم لاہور ہوا عارف خان
اپنے چیلہ کو شہر کی نیابت پر بہیجا اور خود مع فوج سیر وشکار کے اوسکی لڑائی کو روانہ ہوا فوج ولایتی نے اپنے تیغ
سر چنگال سے بندا کو خوب نوچا بندا نے وہ تیز دستی دکہلائی جس سے یقین تہا کہ قریب مغلون کی شکست ہو لیکن فضل
الٰہی نے اپنا کام کیا کہ وہ قصبہ گورداس پور مین جہان اوسکا مسکن اور آبادی اور اسباب سے معمور تہا پہونچکر محصور
ہوا عبد الصمد خان نے ایسا سخت محاصرہ کیا کہ ایکدانہ غلہ مین پہونچنے کی راہ نتہی جب مدت گذری اور انبار خانہ مین
کچھ باقی نرہا ناپاک ماکولات سے گہوڑے گدہے گای وغیرہ ممنوعات مذہبی کہانے لگے لیکن تعصب سے زرہی اعانت
نامنظور تہی جب کہ تجفن بہی حد درجہ کو پہونچی بعضے گرسنگی اور اخیر کے مرض مین رکہراے ملک فنا ہوے اور اکثرون
نے استدعاے امن وامان اور لشکر مین آنے کی کی عبد الصمد نے ایک نشان میدان مین گاڑ دیا اور حکم فرمایا کہ بے
سلاح اوسکے نیچے جمع ہون بیچارون نے ناچار قبول کیا حاضر آئے بعد احضار عبد الصمد نے سب کو قید کر کے
سرداران لشکر کے حوالہ کیا کہ اونہون نے گورداس پور کے نیچے جو دریا بہتا تہا اوسکے کنارے ہر ایک کو دریاے
عدم کے کنارے لگایا اور اوس فرقہ کے روسا اور مشاہیر کو ننگی پیٹہ اونٹون پر سوار کرا کر کاغذ کی ٹوپی سر پر اور پیرون مین بیڑی
و سلاسل ڈالکر قاصد لاہور ہوا اسی صورت سے اون مغرورون کو در پیش سواری لیے ہوے داخل شہر ہوا
بایزید خان کی مان جو لاہور مین تہی اس خبر سے شادان ہوئی اور سر راہ چہت پر بیٹہی آدمیون سے کہا کہ جب میرے
لڑکے کا قاتل کہ جسنے اپنی قوم مین نارسنگہ نام پایا ہے آے مجہے بتلا دیجیو جب وہ آیا لوگون نے اوس ضعیفہ کو
خبر دی اوسنے عداوت کی راہ سے جب وہ نزدیک آیا ایک پتہر اوسکے سر پر مارا وہ پتہر کے لگتے جان سے درگذرا
عبد الصمد نے اس خبر کے سنتے ہی سکہون کو گہوڑے گدہے کی جہولین پہنا کر مخفی کیا تا کہ اکثر مارے جانے سے
محفوظ رہین اور سر بادشاہ کے حضور مین لیجاے اور چند روز کے بعد بدستور اون لوگون کو قمر الدین خان ولد
محمد امین خان اور اپنے لڑکے زکریا خان کے ہمراہ دار الخلافہ کو روانہ کیا جب شاہجہان آباد کے نزدیک پہونچے
فرخ سیر نے اعتماد الدولہ محمد امین خان سے فرمایا کہ بیرون شہر جا کر بندا کو گہنہ کلاہ اور رو سیاہ کر کے سواری فیل اور
دوسرون کو اونٹ اور گدہون پر لاد دوسرون کو نیزہ پر رکہکر شہر مین لائے بعد احضار کے بندا کو مع دو لڑکون کے
حکم حبس ہوا اور دوسرون کے نسبت ارشاد ہوا کہ روزمرہ سو نفر ایک دوسرے کے روبرو چبوترے کوتوالی اور
راستہ بازار مین قتل ہوا کرین حسب الحکم تعمیل ہوئی عجب بات یہ ہوئی کہ مرنے کیواسطے ایک دوسرے پر تفوق
چاہتا تہا بلکہ جلاد کی منت کرتے تہے جب وہ گروہ مارا گیا بندا کے لڑکے کو اوسکی زانو مین اوسیکے ہاتہون سے
ذبح کرایا آخر کار زنبور آہنی گرم کر کرا اوسکے بدن کو داغ دیا اور نہایت تکلیف سے جان لی گئی کہتے ہین کہ
محمد امین خان نے پہر اس سے کہا کہ تیرے چہرہ سے آثار خردمندی کے نمایان ہین یہ کیا تیرے دلمین آئی کہ

چند روز سے دنیا و آخرت کا وبال لیا بندا نے درجواب کہا کہ جب تمرد اور عصیان خلق اللہ کی حد سے گذرتی ہے تو خدا
مجھ جیسے ظالم کو اختیار مین اوسکی مکافات دیتا ہے اور اس حیلہ سے جزا دلاتا ہے بعد ازان تم ایسے سے اوسکی سزا دلاتا ہے

کوچ کرنا امیر الامرا حسین علی خان بہادر کا دکن کو اور داؤد خان پنی پر فتح پانا

قبل اسکے مذکور ہوا ہے کہ امیر الامرا نے بعد روکنے میر جملہ کے حضور سے عزم دکن کیا تھا چند روز بعض مرادون کیلئے
متوقف رہا بعد فراغ کل امور کے عازم دکن ہوا بادشاہ کو عرضداشت کی کہ اگر قطب الملک کے ساتھ کسیطرح کی
بدمعاملگی یا بر خلاف نمائی ظہور مین آئی بیس روز کے عرصہ مین بندہ حاضر درگاہ ہوجائیگا بعد نہضت امیر الامرا کے
بادشاہ نے داؤد خان کو جو صوبہ دار احمد آباد اور افغان شجاع مین تھا اور دکن کے سرداران مرہٹہ سے
نہایت اتحاد رکھتا تھا صوبہ داری برہانپور پر مقرر کیا اور متواتر حکم بھیجا کہ برہانپور مین اگر امیر الامرا حسین علیخان
کی اطاعت نکرے بلکہ اوسکے استیصال مین ساعی ہو در صورت تعمیل حکم کے دکن کی کل صوبہ داری عطا
ہوگی داؤد خان نے برہانپور پہونچکر دم استقلال مارا امیر الامرا نے آگاہ ہوکر پیغام دیا چونکہ کل صوبجات دکن
کے ہمسے متعلق ہین لہذا لازم ہے کہ جادۂ فرمانبری سے منحرف نہوکر استقبال کو آوے ورنہ بادشاہ کے حضور مین
چلا جاوے اور فتنہ و فساد برپا نکرے داؤد خان نے ان دونون باتون سے انکار کرکے برہانپور سے برآمد ہوا اور
باہر خیمہ کھڑا کرکے امیر الامرا کی اطاعت سے صاف باغی ہوگیا اور سرداران مرہٹہ سے ایک شخص بہاجی سندیہ
بہادر شاہ کے زمانے سے ہفت ہزاری تھا اور پرگنات پر حاصل اورنگ آباد کی اوسکی جاگیر مین تنخواہ تھی بلایا اور
وہ حاضر ہوکر خیمہ زن ہوا سنہ جلوس واقع رمضان کو امیر الامرا نے پہونچکر پند و نصیحت فرمائی مگر سودمند نہوئی
نوبت شمشیر پہونچی امیر الامرا نے بیس ہزار سوار سے صف آرائی کی اودہر سے داؤد خان مع ہمراہیان رستم فروش کے
نمودار ہوکر رزم کنان ہوا ایک بھاری لڑائی زور آزمائی ہوئی طرفین سے جوانمردی دکھلائی گئی بے سر دیا سر
سر اوتارے جاتی تھی مردان جرار زخمہاے خونبار سے زمین گلنار تھے بدنہاے نازپرور نے گرانی روح سے
سبکدوشی پائی سردون نے نیزون پر چڑہائی کی گردنون تلوار نے رسائی پائی داؤد خان نے دعوی مقابلہ مین
فیلبانان کو حکم دیا کہ امیر الامرا کے ہاتھی کے برابر لیجاوے لہذا باوجود مارے جانے ہیراول کے داؤد خان
امیر الامرا کے توپخانہ پر گرا حسین علیخان کے لشکر مین قیامت برپا ہوئی سیکڑون تہ تیغ ہوے داؤد خان مع چند
نفر کے جو پاس امیر الامرا تھا دو تین سو پٹھانون سے تیر افگنان چلا آتا تھا ہر گوشہ مین امیر الامرا کی تلاش تھی
قصد یہ تھا کہ بہر صورت حسین علیخان بہادر تک پہونچے امیر الامرا کے لشکر مین عجب تہلکہ پڑگیا رستم بیگ
اور محمد یوسف داروغہ توپخانہ اور رسالت خان وغیرہ نے جانفشانی کی اور خانزمان و عالم علیخان مع دیگر امرا کے

مجروح ہوئے اس لڑائی مین میر مشرف جو کہ امیر الامرا رفیق اور عمدہ سردار تھا اور اوس روز سراپا آہنی پوشش
ہوا تھا داؤد خان کے مقابل ہوا داؤد خان نے تیر چلایا اور چلایا کہ عورات کے طرح سے کیا منہہ چھپایا ہے جھلم
اوٹھا تا کہ چہرہ نظر آئے یہ بھی اس سبب سے تھا کہ خود و بذاتہ زرہ وغیرہ پہنے تھا وہ تیر ایسا سخت لگے مین چھپان ہو
گیا ہے وقت سے نکلا اور میر مشرف سرنگون ہودج مین گر پڑا داؤد خان کے فیلبان نے دونین کوکے میر مشرف
کے پیچھے پر اس چالاکی اور چستی سے مارے کہ تاحیات ہر مجلس مین یاد کر کے ذکر کرتا تھا اوسیوقت میر مشرف کے
فیلبان نے اپنا ہاتھی علیحدہ کیا اس صدمہ عظیم کے دیکھنے سے تمام فوج امیر الامرا کی اس خیال مین ہوئی کہ میر مشرف
کا کام تمام ہوا داؤد خان قریب امیر الامرا کے پہونچا نہایت ہراس پیدا ہوا نزدیک تھا کہ شکست فاش ہو بلکہ اکثر
کنارے ہوئے کچھ سرداران جانباز کے جمع غفیر کے پیرا اوکٹ گئے اس زد و خورد مین داؤد خان کو ایک ضرب سے
جان بحق تسلیم ہوا فیلبان نے اوسکے مرنے پر مطلع ہو کر ہاتھی کو پھیرا باقیماندون نے راہ فرار لی امیر الامرا نے
شادیانہ بجائے داؤد خان کے سواری کا ہاتھی دوبارہ طلب کیا جب حاضر آیا اوسکی لاش کو ہاتھی کے دم سے باندہ کر
شہر مین گشت کرایا اور شیاہی شدید ہیہ جو کہ میدان سے بھاگ کر طرفین مین سے کسی ایک کی فتح کا امیدوار تھا اوسنے مبارکباد
کو حاضر ہوا اور نذر تہنیت پیش کی اوسکے ہمراہیون نے داؤد خان کا مال و اسباب خوب لوٹا اور اوسکے گھوڑے
ہاتھی امیر الامرا کے سرکار مین ضبط ہوئے اونمین سے چند فیل مدت کے بعد حضور شاہی مین پہونچے

نقل عجیب

کہتے ہین کہ صوبہ داری گجرات کے زمانے مین کسی زمیندار کی لڑکی مسلمہ ہو کر داؤد خان سے منعقد ہوئی تھی اوسے
سات مہینے کا حمل تھا جب واقعہ داؤد خان پر گذرا بروقت رخصت داؤد خان کے اوسکا عہد ہے لیا تھا جب یہ بلیہ
ضربائی اس احتیاط سے اپنا پیٹ چاک کیا کہ بچہ صحیح و سلامت امانت چھوڑا جب امیر الامرا کی فتح کی خبر فرخ سیر کو
پہونچی بتاریخ ہوا قطب الملک سے فرمایا کہ ایسے سردار شجاع نامی کو بیجا قتل کیا اوسنے عرض کی کہ اگر میرا بھائی مارا جاتا
تو کیا موجب رضاے حضرت تھا

بھاگنا امیر جملہ کا صوبہ عظیم آباد سے بسبب بے عقلی و نامردی کے اور نفاق شدید پیدا ہونا سادات اور فرخ سیر کے ہمدگر

فرخ سیر نے اوایل سال پنجم اپنے جلوس کے حکم دیا تھا کہ اٹھہ ہزار سوار نوکر ہون اور تاافر جاگیر مقرر ہوا تھا کہ
پچاس ہزار روپیہ در ماہہ نقدی لیا کرین یہ گروہ سال بھر کی طلب سرکار مین رکھتے تھے اور کوئی قطعہ جاگیر کی امیدجہ

خدمت گذار تھے ناگہان انکی برطرفی کا حکم ہوا بخشیون نے اوس گروہ کو جواب دیا اونہین دنون مین میر جملہ جو عظیم آباد کا
صوبہ دار تھا اسکی بد انتظامی و بے تدبیری سے سپاہ کی طلب نملی جماعہ مغلیہ نے رعایا پر جور و جفا شروع کی میر جملہ کی
بڑی بدنامی ہوئی باوجودیکہ بہت سا روپیہ خزانہ سرکاری سے خرچ کیا مگر تنخواہ سپاہ کینہ خواہ کی بیباقی نکلی لاجرم
اپنے ملازمان سے پوشیدہ محافہ مین بیٹھ کر دار الخلافہ کو بھاگا اور عظیم آباد سے پندرہ روز مین وقت شب قلعہ شاہی
کے دروازہ پر پہونچا اتفاقاً اون دنون مین خبرین متوحش مشعر فتح کرنے قطب الملک کے اوڑی تھین اور فی الحقیقت
بادشاہ ارادہ بدی کا سادات سے رکھتا تھا اور عوام مین شہرت تھی کہ بادشاہ نے میر جملہ کو بھی اس کام کے لیے طلب
کیا تھا اسی وقت مین یہ آپہونچنا زیادہ تر بادشاہ کی بدنامی اور میر جملہ کی مطعونی ہوئی میر جملہ اس حرکت سے حضور مین
آنے نہ پایا قطب الملک کے پاس جاکر عجز و انکسار کیا اور عفو جرایم کا خواستگار ہوا لیکن یہ سب باتین مکر و فریب تجویز
ہوئین تاکہ وزیر اسیر ہو ہمیشہ آٹھ ہزار سوار مع دیگر مغل کے جو برطرف ہوگئے تھے فراہم ہوکر محمد امین خان بخشی اور
خاندوران نایب امیر الامرا اور میر جملہ کے مکان پر جاکر تقاضاے طلب کرتے تھے ان لوگون کے ہتیار بند امراے
مذکور کی حویلی پر جانے سے لوگون کو شک ہوئی کہ فتنہ جویون کی سازش سے ہے ایسے شور شنو سے قطب الملک
فوج جمع کرنے مین مصروف ہوا اسکا بھائی عزت خان جو اوسوقت مین نارنول کا فوجدار تھا مع فوج بارہہ تازہ
ملازم کے قطب الملک کے پاس آیا پانچ چھہ روز تک برخاست شدہ اور مغل کے افواج کا ہجوم بازار مین تھا
قطب الملک کے بھی سردار لوگ مسلح پھرا کرتے تھے میر جملہ نے ازبسکہ خوف کھایا محمد امین خان کی پناہ مین جا چھپا
سررشتہ کار ہاتھہ نہ آتا تھا ہر طرف سے گھبرایا تھا باوجودیکہ میر ذو الفقار خان بہادر اور حسین علیخان بہادر اور قطب الملک
سے دعوے برابری تھا مگر نامردی سے گھبرایا سب کچھ بھولا چار ناچار فرخ سیر نے رفع اتہام کے لیے میر جملہ کو معتوب
اور صوبہ عظیم آباد سے بدل دیا سربلند خان عظیم آباد کا صوبہ دار ہوا اور میر جملہ نے پنجاب کو رخصت پائی چونکہ باطن
صاف نتھا مکر و فریب کا خیال دلون سے دور نہوتا تھا جسوقت بادشاہ سیر و شکار کو جاتا قطب الملک کو پکڑنے کا غلغلہ پڑ جاتا اور
قطب الملک متوحش فوج کی بھرتی مین مصروف تھا

جملۃ الملک اسد خان آصف الدولہ وزیر عالمگیر کا انتقال کرنا

فرخ سیر کے چھٹھوین جلوس کو مطابق ۱۱۲۹ھ ہجری کے اسد خان آصف الدولہ جو چورانوے [۹۴] برس کا ہوکر جنت کو راہی ہوا
یہ شخص خاتم الامراے ہند تھا صفات حمیدہ اور مراحم اخلاق اور علو قدر وغیرہ جو کچھ چاہئے رکھتا تھا آخر وقت تک
کسی امر اسکے لیے دست بسر نہوا کافہ انام اوسکے مشکور تھے دنیا مین نیکنامی سے بسر کرنا کیا عمدہ بات ہے ع
اسطرح جی کہ بعد مرنے کے ٭ یاد کوئی تو گاہ گاہ کرے ٭ مشہور ہے کہ ذو الفقار خان امیر الامرا محمد فرخ سیر کے

ملازمت کو راضی نتھا بلکہ دوبارہ ڈھونڈ اتفاق معز الدین ارادہ جنگ رکہتا تھا بعد اصرار پدر کے ملازمت مین ایا جب ذوالفقار خانکو
توسل سے ملاقات کرنے مین فرخ سیر کی بیرحمی سے مقتول ہوا اس شخص ذی نے اپنے بیٹے کے مرنیکی تاریخ کہی ذوالفقارخان کا
نام اسمعیل اور اسدخان کا نام ابراہیم تہا ع ہاتف شام غریبان با دو چشم خونفشان + گفت ابراہیم اسمعیل را قربان نمود
کہتے ہین کہ اس شخص کے مرض الموت مین فرخ سیر نے کسی معتمد کو عیادت اور معذرت کے لیے بہیجا کہ افسوس تمہاری
قدر نجانی اب بجز ندامت کے کیا حاصل اگر دربارہ سادات کے کوئی صلاح دیجیے اشفاق سے بعید نہو کا اوسنے جواب دیا
کہ تمسے غلطی عظیم واقع ہوئی جسطرح ہمارا خاندان برباد ہوا ہے اوسکا عوض باقی ہو اب جسقدر ممکن ہو سادات
کے ساتھہ سلوک رکہکر رنجیدہ نکرنا کہ تمہاری قبضہ اختیار سے عنان اقتدار جاتی رہی ہے

زیادہ ہونا منازعات کا بادشاہ اور سادات مین

فرخ سیر مصاحبان ہواخواہ کے شورہ سے جسکو چاہتا ملک دکن کی خدمت و منصب عطا فرماتا امیر الامرا بہم
موجب اپنے سستی کا سمجہکر بطائف الحیل مین ٹالکر کچہ دخل ندیتا اور اونہین خدمات پر اپنے ہمراہیون کو بہیجتا
اس وجہ سے عناد کی افزایش ہوتی گئی حضور مین بہی قطب الملک کے ساتھہ یہی معاملہ ہوا کرتا راجہ رتن چند
قطب الملک کا دیوان اپنے آقا کی حمایت مین مغرور ہوکر کل دفتر بادشاہی مین دخل دیتا اور متصدیان حضور کو
کچہ بہی دخیل نہونے دیتا تھا مالی و ملکی مقدمات مین دیوان خالصہ و تن محض بیکار رہا اجارہ محالات کا رتن چند
کی تجویز سے ہوتا تھا اعتصام خان جو خاندوران کی تجویز سے دیوان خالصہ ہوا تھا اور راے رایان جہان شاہی کو
جسے دیوان تن کیا تھا دونون ناچار تھے کیونکہ رضا جوئی بادشاہ اور قطب الملک کی کرین اعتصام خان کو کسیقدر
بادشاہ سے اور راے رایان کو قطب الملک سے زیادہ التفات تھا اس وجہ سے دونوکو معتوب اور معزول کرنا
واجب ہوا تھا ناگہان عنایت اللہ خان جو اول جلوس فرخ سیر مین بعد کشتہ ہونے اپنے لڑکے ہدایت اللہ خان
کے معتوب ہوکر کعبہ کو گیا تھا واپس آیا فرخ سیر نے برہمی اوضاع سلطنت اور ہواخواہان کی حماقت سے نادم اور
امراے بہادر شاہی اور عالمگیر کا نظری کرنا غلط فاحش جانتا تھا عنایت اللہ خان کا آنا مغتنم جانا سرفرازی منصب اور
اضافہ سے دلجوئی کرکے مصروف خدمت کیا اس وقت مین اعتصام خان پاسداری طرفین اور ارباب طلب
کی خجالت سے مستعفی ہوا صوبہ داری کشمیر اور دیوانی تن کی تجویز عنایت اللہ خان کی نام ہوئی خان مذکور قطب الملک
کے ڈر سے انکار کرتا تھا اور قطب الملک اوسکی سخت گیریون سے جو عالمگیر کے زمانے مین دیکہین تہین راضی نہوتا تھا
اخلاص خان نومسلم بہادر شاہی نے جو مرد فاضل دانشمند تھا اور بنظر منازعت ترک خدمت کرکے تاریخ فرخ سیری
لکہا کرتا اور قطب الملک کا ندیم تھا طرفین کو اس فعل پر رضامند کیا عنایت اللہ خان بدون اطلاع عبد اللہ خانکے

کوئی امر حضور مین نہ عرض کرے اور نہ تجویز خدمت کرے اور راجہ رتن چند محالات خالصہ بادشاہی مین دخیل ہو
چونکہ قطب الملک بسبب بیدماغی بادشاہ اور اپنے عیاشی کے دستخط وغیرہ امور وزارت کے انصرام کو کچہری
مین نہین بیٹھتا تھا اور خلق اللہ کا کام انجام نہین ہوتا تھا لہذا عنایت اللہ خان نے عرض کیا کہ دوبار ورنہ ایکبار
قلعہ مین کچہری فرماکر انجاح مرام کیا کیجے اسکی عرض قبول ہوئی چندے روز اسی رنگ سے بسر ہوئی عنایت اللہ خان
نے باوجود شور رتن چند کے برخلاف اخذ جزیہ کو حکم دیا اور نیز چونکہ خواجہ سرا اور کشمیری اور ہندوؤن نے سازش
اور تغلب اور زبردستی سے بڑے بڑے منصب اور جاگیرات سیر حاصل پر متصرف ہوکر دیگر مردم پر عرصہ جاگیر
تنگ کر دیا تھا چاہا کہ از روے توجہ کے ہنود وغیرہ کا منصب کم کرے یہ امر راجہ رتن چند وغیرہ مدار المہامان دفتر کو
ناگوار گذرا قطب الملک سے مستغیث ہوئے اللہ خان اس حکم سے راضی نہوا کل ہنود وغیرہ عنایت اللہ خان کے
عدو ہوگئے ایسی کاوشون سے جو اقرار کہ درمیان قطب الملک اور عنایت اللہ خان کے ہوا تھا شکست ہوگیا آپس مین
رنجش نمود ہوئی اسی کج بحثی مین کوئی متوسل رتن چند کا جو محال خالصہ مین عامل تھا واسطے فہمائش حساب دیوانی کے
آیا زر خطیر اوسکے ذمہ باقی ہوا عنایت اللہ خان نے وصول زر کو قید کیا مگر رتن چند نے رہائی دی لیکن بے سود ہوا
ایکروز عامل مذکور قید سے مفرور ہوکر رتن چند کے گھر مین پناہ پذیر ہوا عنایت اللہ خان نے بادشاہ سے عرض
حال کرکے چیلون کو واسطے لانے عامل مفرور کے تعین کر دیا گفتگو سے فساد انگیزی کی نوبت پہونچی بادشاہ نے
بکمال غصہ سے قطب الملک کو حکم دیا کہ رتن چند برطرف کیا جاوے لیکن تعمیل نہوئی اور عمدہ جز اس فساد کی
یہ ہے کہ چوڑامن جاٹ جو زمیندار عمدہ صوبہ اکبرآباد کا تھا اور جسکے باپ دادے ہمیشہ سے مصدر شر و فساد تھے اوسکی تنبیہ کو
اوایل ماہ شوال سنہ ۱۱۲۹ ہجری کو راجہ جے سنگہ سوائی خطاب راجہ و مہراج اور اضافہ اور انعام جواہر و فیل و کئی
لکھہ روپیہ نقد سے سرفراز ہوکر مقرر ہوا اور سید خانجہان قطب الملک کا خالو جے سنگہ کے پیچھے بطور کمک روانہ
کیا گیا اور چند مہینے کے بعد خانجہان بھی جا پہونچا مگر یورش ہوئی طرفین سے زور آزمائی رہی ایک برس کے
محاصرہ مین چوڑامن تنگ ہوا فتح و ظفر کی قریب امید تھی کہ چوڑامن نے اپنا وکیل قطب الملک کے پاس بھیجکر
استدعاے صلح باقرار اداے پیشکش و حاضری حضور کی اور اس درخواست مین راجہ جے سنگہ سوائی سے
کچھ خبر نہ پائی کہ مقدمہ اوسکا سرسبز ہوگیا جے سنگہ شکستہ دل ہوکر حضور مین آیا بادشاہ بھی بشدت تمام آزردہ ہوا
چوڑامن متصل شاہجہان آباد کے قطب الملک کی ہمسائگی مین قیام پذیر ہوا ایکمرتبہ چوڑامن نے ملازمت کی
بادشاہ اس مصالحت سے نہایت دل آزردہ تھا لہذا دوسری ملازمت کو راضی نہوا اسی وقت مین دکن کی شورش اخبار گوش زد ہوکر موجب
آشوب جہان ہوئی

امیر الامرا حسین علیخان بہادر کی سرگذشت جو دکن مین گذری اور جسکے نتیجہ مین

تمام ہندوستان مخزن شر و فساد ہوا

جب امیر الامرا نے داود خان پر فتح پاکر اورنگ آباد کی راہ لی اور ملک دکن کا بندوبست ہوچکا خبر ملی کہ کہندو دہاریہ سپہ سالار
عمدہ راجہ ساہو بدین ضابطہ جو بعد انتقال عالمگیر کے بسبب ہجوم مرہٹہ اور دوری بادشاہ کے ایک ایک سردار
مرہٹہ دکن کے ہر صوبہ مین بطور صوبہ دار تھا اور زر حاصل کی چوتھ وصول کرتا تھا تہائی او سکے قبضہ مین صوبہ
خواندیس ہے اور بندر سورت کے مابین چھوٹی چھوٹی گڈہیان بناکر مقرر کیا ہے کہ جو قافلہ ادہر سے گذرا بشرط
اداے چوتھ سلامت رہا ورنہ لوٹ لیا جاتا ہے اور مردم قافلہ فی نفر کسیقدر زر دیکر رہائی پاتے ہین اس خبر
کے پاتے امیر الامرا نے ذو الفقار بیگ بخشی کو تین چار ہزار سوار اور اسیقدر برقندازون سے اوسکی سزا کو روانہ کیا
جب ذو الفقار بیگ کویل سے اورنگ آباد اور خاندیس کے درمیان مین گذرا کہندو دہاریہ خبر پاکر اٹھہ ہزار سوار
جنگی اور پندرہ سولہ ہزار سپاہی سے بگلانہ اور کالنہ کی سرحد پر اورنگ آباد کے پچھم رخ ستر کوس پر واقع ہے آنکلا ذو الفقار
نے جیو نہین چاہا کہ دہاوا کرے دہاریہ نے فرار نمودار کیا بخشی مذکور کو جنگل سخت جو بین لے گیا ہر چند ہرکارون نے کہا کہ یہ
مکان قابل تعاقب نہین غرور شجاعت نے کان بہرے کردیے کچھ نہ سنا یکایک تازہ اپنے تئین جوانان کہندو کے برابر پہونچایا کہندو
اول مقابلہ مین بطور دکنیان کے بہاگا اور چار پانچ سو ہمراہی کے دکھلانے سے فوج بخشی ادہر کو متوجہ ہوئی دوسرے
روز بہت مجموعی اگر چار و طرف سے دبا لیا کمک کی راہ نہ رہی ذو الفقار بیگ پر وقت تنگ ہوا آخر کو زندگی سے
جواب دیا جو بچے عاجزی سے جان بچا گئے امیر الامرا نے اس خبر سے راجہ محکم سنگہ اپنے دیوان مقید رکو فوج شایستہ کے
ہمراہ رخصت فرمایا اور سیف الدین علی خان اپنے بہائی صوبہ دار برہانپور کو بنابر تادیب ساہو تحریر کیا کہندو نے اس
خبر سے مطلع ہوکر راجہ ساہو کو جو قلعہ دستوار گذار مین رہتا تھا یہ کیفیت پہونچائی جو فوج پہونچتی تھی اوسکی تھانہ دار
مکان خالی کر بھاگ جاتے تھے ہر چند محکم سنگہ کو فوج مرہٹہ سے اکثر لڑائیان ہوئین اور مرہٹہ قلعہ ستارا تک فراری ہوئے
الا ذو الفقار خان کے قتل کی تلافی کہندو کو نہ ملی اور بسبب مشہور ہونے خبر منافقت سادات اور بادشاہ کے یا کہ
پہونچنے فرامین بادشاہی موسومہ ساہو کی وجہ سے دیوان و زمیندار اطراف کرناٹک کے امیر الامرا کے اطاعت
سے سرتابی کرتے تھے ہر چند مبارز خان صوبہ دار حیدر آباد نے اورنگ آباد آکر امیر الامرا کی ملاقات کی اور رخصت ہوکر
اپنے صوبہ کو لوٹ گیا مگر بندوبست قرار واقعی حیدر آباد بیجاپور اور کرناٹک مین نہوا حالات مذکورہ کی آگہی سے
امیر الامرا جو لوگ قلعہ داری اور دیوانی اور صوبہ داری پر حضور سے مقرر ہوتے اونکو دخل نہ دیتا اور ابطال الحیل سے گذران کرتا تھا

مصالحہ کرنا امیر الامرا کا غنیم سے بسبب سرکاری ملازمان حضور کی اور زیادہ ہونا فساد کا

عالمگیر نے بڑی سعی اور زر خطیر کے صرف سے تیس چالیس قلعہ مرہٹہ کے فتح کرائے تھے جب عالمگیر گذر گیا اور

اوسکی اولاد مین مخاصمت پیدا ہوئی بہادر شاہ لڑائیون مین آیام مٹہون کو فرصت ملی اپنے قلعجات کی تسخیر مین
مشغول آغاز کین بادشاہی ملک مین لوٹ کھسوٹ کرنے لگے جہان قابو پایا ہاتھہ مارا جسنے چوتہہ دی اوسے اونکے ہاتھہ
سے نجات ملی ورنہ بربادی ہوئی جہان کچہ پیش نجاتا چند روز محاصرہ کرکے پریشان ہوجاتے عالمگیر کے زمانہ مین
رام راجہ کی بی بی تارابائی نام بارہ برس بادشاہ سے برخلاف رہی اور یہی التماس کرتی رہی کہ اگر دیس مکہہ حصہ
صوبہ دکہن بدستور فیصدی دہ روپیہ پر عطا فرمائے جاوین رفع فساد ہو عالمگیر نے قبول نکیا تھا بہادر شاہ
کی عہد مین سانی مذکور اور راجہ ساہو کے وکیل نے مراد مذکور حاصل کی لیکن بسبب اختلاف راقی اور راجہ مذکورین
کی جو بندوبست بہادر شاہ کے مدنظر تھا نہ ہوسکا اور صوبہ دار داود خان کے عہد مین درمیان مرہٹہ اور اسکے صیغہ
اخوت تھا شرط یہ تھی کہ شاہزادون اور اسکی جاگیر مین مزاحم نہون باقی محالات امرا اور ارکان ہیر اسن نایب
داود خان سے بموجب استصواب چوتہہ یوین نظام الملک کی صوبہ داری مین جو کل ایک برس یا پنچ
مہینے رہی اول صلح اور اخیر مین لڑائیان رہین ایکمرتبہ قرار واقعی گوشمالی دی دو تین ماہ فیل لوٹکر مرزا بیگ کے
ہاتھہ حضور مین بہیجین بعد ازان دو سال تک امیر الامرا کی صوبہ داری سے جو فساد و عناد مین بادشاہ سے
گذرا امیر الامرا نے جانا کہ بسبب بدبہکاری فرخ سیر اور بدخواہان بے عقل کے ہر روز راجہ کے نام فرمان سرکشی
صادر ہوتے ہین اور اس وجہ سے پہر انبدوبست بخوبی نہین ہوسکتا علاوہ برین بادشاہ کیطرف سے اپنے
بہائی اور خاص اپنے حق مین اطمینان تھی لاجرم دفع فساد مصالحت پر قرار پایا جو کچہ داود خان پنی کے عہد
مین مقرر تھا باضافہ دیس مکہے فیصدی دس روپیہ کے قبول کرکے صلح کرلی اور مقرر کیا کہ پندرہ ہزار سوار مع
جمعیت شایستہ بطور نیابت اور وکالت راجہ ساہو کے واقع اورنگ آباد امیر امرا کے حضور مین حاضر ہون
اور عمال و ارکان سے حسب مقررہ چوتہہ لین اور دیس مکہے رعایا سے الغرض اسیصورت سے فساد دکن رفع ہوا
لیکن عمال اور حکام اور مال گذارون کو تین عاملون کے رہنے سے یعنی عامل حضور دوم عامل چوتہہ سوم عامل
دیس مکہے کے بڑا رنج ہوا العبد تحریر دستاویز فیصلہ اور دخل یابی مرہٹہ کی امیر الامرا نے اپنی دستاویز کے بموجب
درخواست سند فرخ سیر کے حضور مین کی فرخ سیر دولتخواہان معتمد کے بہکانے سے آزردہ ہوا اول یہ کہ غنیم
کی شرکت ملک شاہی مین خوب نہوئی دوم یہ کہ بغیر اطلاع عمل درآمد ہوا انہین دنون مین جان نثار خان کو جو کہ امیر قدیم
اور بہادر و دانا اور عبید اللہ خان کے ساتھہ رشتہ برادر خواندگی رکہتا تھا امیر الامرا کی نیابت پر صوبہ برہان پور مع
خلعت و فیل و سرپیچ مرصع کے عنایت کرکے مرخص کیا اور خلوت مین حسین علیخان کیواسطے پند و موعظت فرمائی
اس امید سے کہ جان نثار خان حسین علیخان کے چچا کی جگہ ہوتا ہے اور وہ بہی اسکی عزت کرتا ہے شاید کہ اسکی نصایح
سے حسب خواہش بادشاہی کاربند ہو اسی ایام مین اعتماد الدولہ امین خان کو مالوا کی صوبہ داری پر رخصت کیا

اور مقرر ہوا کہ بعد پہونچنے سرحد مالوا کے فرمان صوبہ داری راجہ جے سنگہ سوائی کے عوضی مین صادر ہوگا اور مشہور یہ ہے کہ خفیہ فرمان صوبہ داری عنایت کردیا جب جانباز خان دریاے نربدا پر پہونچا باوجودیکہ براہ احتیاط اصلا سوار وپیادہ کی جمعیت ہمراہ نہ رکہی تھی اور بغیر محاربہ امین خان سرونج متعلقہ مالوہ مین وارد ہوا دونون کی خبر ورود اورنگ اباد جا پہونچی محمد امین خان سات ہزار سوار اور جانباز خان کے ہمراہی سے مع سات آٹھہ ہزار سوار کے یا زیادہ یکبار سوار ہوا حسین علی خان کو بھی کسیقدر تدارک کا خیال ہوا بعد تحقیق کے بی اصلی ثابت ہوئی جانباز خان کے نام خطوط متضمن طلب کسیقدر جمعیت کے پہونچے لکہا تھا کہ سنتا ہون غنیم راجہ ساہو کے علاوہ ہند مین سرکشی کررہا ہے اور میری سرراہ بندی کی ہے حسب خط پڑھے کسیقدر آدمی واسطے تشفی کرنی جانباز خان کے مقرر ہوے اور جان نثار خان امیر الامرا کی خدمت مین کامیاب ہوا لیکن احتیاطاً صوبہ برہان پور ندیا باقی عاطفت بزرگانہ مبذول رکہین انہین دنون مین ضیاء الدین خان جو خراسانی شرفا مین تھا دیوانی دکہن پر دیانت خان نبیرہ امامت خان کے بدلے مین مقرر کیا فیض اللہ خان بخشیگری دکہن پر مامور ہوا جب کہ اورنگ آباد پہونچے ضیاء الدین خان نے قطب الملک کی سفارش کے سبب دیوانی مین دخل پایا لیکن کل کار امیر الامرا کے بیعت مین ہوتے تھے اور وہ امیر الامرا کو خوشنود رکہتا تھا امیر الامرا نے فیض اللہ بخشی کو صاف جواب دیدیا سلام تک کا روادار نہوا اور جلال الدین خان نے برہانپور کی دیوانی کی عوض چندروز دیوانی برار کی پائی اور یہ خبرین بھی موجب افراط رنج بادشاہی ہوین

اقتدار پانا رکن الدولہ اعتقاد خان کا اور فرخ سیر کے ادبار کا ظہور امراے بیشعور کے فتور سے

اسی عرصہ مین محمد مرزا نام کشمیری جو کہ عیوب و برائیون سے مشہور و مطعون عام تھا ہموطنی کے وسیلے سے صاحبہ نسوان والدہ فرخ سیر کے توسل سے خلوت مین بادشاہ سے یون ہمکلام ہوا کہ بدون حرب و ضرب کے تدابیر نیک سے دفع سادات کرسکتا ہون بادشاہ کو یہ امر گوارا معلوم ہوا کہتے ہین کہ بسبب علت ابنہ کے اعتقاد خان سے خوب موافقت کی اور تہوڑے زمانہ مین بخطاب رکن الدولہ اعتقاد خان اور ہفت ہزاری دہ ہزار سوار سے سرفراز ہوا اعلا ملا مین ہمراز ہوا کوئی دن تھا کہ خلعت جواہرین ہتیار مرصع انعام نپاتا ایسا مقرر ہوا کہ سربلند خان عظیم آباد سے اور نظام الملک فتح کو مراد آباد سے جو کہ صوبہ داری دکہن سے مراد آباد کی فوجداری پر قانع ہوا تھا اور راجہ اجیت سنگہ کو احمد آباد سے طلب کر شریک اس خدمت مین کرین عجائبات سنئے کہ جب نظام الملک حضور مین پہونچا بدون اسکے کہ دوسرے عہدہ پر سرفراز ہو سرکار مراد آباد کی فوجداری مع محال جاگیر کے اوس سے بدل کر مراد آباد کا نام رکن آباد رکہا اور علیحدہ صوبہ مقرر کرکے وہانکی صوبہ داری اور نظام الملک کی جاگیر رکن الدولہ

اعتقاد خان کو عنایت فرمائی چونکہ اکٹھا ہونا راجہ اجیت سنگھ اور سربلند خان اور نظام الملک کا ظاہر ہوا اجیت سنگھ کو
مہاراجگی کا خطاب مع دیگر عنایات کے اس شرط سے ملا کہ سادات کی بیخ کنی کرے مگر اوسنے بنظر نامردی فرخ سیر
کے انکار کیا اور قطب الملک سے ہمداستان ہوا نظام الملک اور سربلند خان بامید وزارت اور بخشی گری کی
سادات کی جانستانی پر راضی ہوے ہر روز التماس کرتے تھے کہ وزارت کا قلمدان عنایت ہو اسکے جواب مین
فرخ سیر نے فرمایا کہ وزارت کیواسطے اعتقاد خان سے بہتر کوئی معلوم نہین ہوتا اس کلام کے سننے سے دلتنگ ہوسے
اسی ترغیب امرا اور اشتہار ہونے پر کہ اسیری قطب الملک مین عید الفطر کا اتفاق ہوا قریب ستر ہزار سوار کے مع
ہمراہیون راجہ اور فوج بادشاہی کی حضور مین تھی اور قطب الملک کے پاس چار یا چھہ ہزار سوار سے زیادہ نتھے عوام مین
چرچا ہوا کہ آج قطب الملک قید مارا جائیگا باوجود اس شہرت کے کسیطرف سے کچھ صدا نہ اوٹھی اور قطب الملک
کہبراکر سپاہ نوکر رکھنے مین مصروف ہوا سوا ے مردم بارہہ کے جنپر اعتماد رکھتا تھا اور فرقہ کم نوکر رکھتا تھا آخر اس امر کو
نے تخصیص سے گذر تعمیم قبول کیا فرمایا کہ بیس ہزار سوار تک جس قوم کے ہون بھرتی کرین جب یہ اضطرار حسین علی خان کو
پہونچی بھائی کی فکر اور دشمنون کی تادیب کا خیال ہوا شاہجہان آباد کے عزیمت کا دہیان آیا قبل اسکے معین الدین نام
مجہول النسب کو جو کہ محمد اکبر بن اورنگ زیب کے ولدیت مین مشہور ہوکر راجہ ساہو کا قیدی ہوا تھا چند آدمی
بہیجکر بشان و شوکت تمام اسطرحپر کہ کوئی اوسکی صورت نہ دیکھے اپنے پاس بلاکر اوسکا حال حضور مین لکہا تھا اور ایک
عرضی مشتمل آرزوے ملازمت اور ناموافقت آب ہواے دکن کے ارسال کی تھی فرخ سیر فوج نوکر رکھنے سے جو کہ
قطب الملک نے شروع کیا تھا اور نیز اس عرضی سے ڈرا قطب الملک سے عذر خواہ ہوا مہاراجہ اجیت سنگھ
جو کہ عبد اللہ خان کی اعانت سے سرفراز ہوکر ہمراز و ہمدم ہوا تھا اس صلح کا واسطہ ہوا آخر ماہ شوال کو فرخ سیر
باتفاق اعتقاد خان اور خاندوران وغیرہ مخاصمان کے قطب الملک کے مکان پر آیا اور باہم عہد و پیمان محبت
قسمیہ ہوئی لیکن چونکہ بادشاہ کے مزاج مین تلون تھا کبھی صلح کبھی فکر عداوت تھی اور باوجود ارادۂ ثانی کی
جو لوگ اس کام کو کرسکتے تھے اونکی راے نہ مانتا تھا کیونکہ صاحب اقتدار اور مردان کاری جرار کو ذلیل و خوار
کرتا تھا ایسے ہی سمجھنا چاہیئے جیسا کہ سربلند خان مبارز جنگ اور نظام الملک سے سلوک ہوا راجہ جے سنگھ سوائی
اور مبارز الملک سربلند خان کہتے تھے کہ اگر بیڑہ از روے کار اوٹھائے اور کمر ہمت چست کیجیے قطب الملک کو
برخاست کردیجے اب وہ بے تاب و توان ہوگئے ہین جب عذر تقصیر کرینگے بادشاہ نے انکا کہنا نمانا اور جو کہ
وعدہ وزارت اور امیر الامرائی کا کیا وہ درکنار بلکہ اصلی عہدہ سابقہ یعنی مرادآباد کی فوجداری نظام الملک سے
لیکر اور کچھ اضافہ کرکے اعتقاد خان کو دیدی اور سربلند خان کو صوبہ عظیم آباد سے جو عہدہ مذکور طلب کرکے کوئی کام
بالعوض دیا اور اوسکی جاگیرات سیر کی تغیر کرکے سب جاگیر کو عطا فرمائی جب کہ قطب الملک کے گھر جاکر عذر تقصیرات اور

عہد مراعات کے تھے اخلاص خان بہادر شاہی کو جو مخلصان سادات سے تھا واسطے اطمینان کرنے امیر الامرا کے
اور نیز قلع ہونے ارادہ فاسد اور عزیمت شاہجہان آباد کے رخصت کرکے فرمایا کہ جلد پہونچے حسین علی خان جنے کہ
اخبار سابقہ کے سننے سے عزیمت شاہجہان آباد کی کی تھی بلکہ سیف الدین خان چھوٹے بھائی کو واسطے فراہم کرنے
سامان رزم کے روانہ برہانپور کیا تھا اس خبر سے کہ بادشاہ نے قطب الملک کے گھر مین آکر نئے سر سے عہد و پیمان
کیا چند روز بانتظار ورود اخبار ثانی کے متوقف رہا تھا کہ دوبارہ اخبار حسرت بار اور نیز تحریر قطب الملک کے مشعر
تاکید اکید جلد پہونچنے کی پہونچیں اور نیز عبید اللہ خان کے قریب پہونچنے کے اورنگ آباد کے گہر ونمین جا پہونچے اور
اور نیز حسین علیخان کی عرضی کا جواب اس مضمون سے پہونچا کہ اگر چاہیے تبدیل آب ہوا کو احمد آباد گجرات کی عزیمت
کریے ورنہ ہمین بھی مشتاق دیدار سمجھکر روانہ حضور ہوجیے اور نیز حکم طلب میر معین الدین معلی اکبر کے حق مین صادر ہوا
اور فوج والاشاہی اور توپخانہ بادشاہی وغیرہ فوج سلطانی نہایت پریشانی مین ہشت نہ ماہہ تنقدی کے طلبگار
اور قطب الملک اور اوسکے عملہ کے اغماض سے کچھ نپاتے تھے اور کوئی سردار کارفرما بھی نرکھتے تھے اور فوج قطب الملک
کی بیس ہزار کے قریب ہو گئی تھی سربلند خان نے تغیر جاگیر اور کمی خرچ اور تقاضاے قرضخواہان کی شدت
رکھتا تھا مال و اسباب فروخت کرکے تقسیم طلب کی اور خود خرقہ درویشی پہنکر آزاد ہوا نظام الملک نے بھی قدردانی
بادشاہ سے کہ بوعدہ وزارت طلب کیا اور خدمت سابقہ بھی اعتقاد خان کو عطا کی دل آزردہ ہوکر گوشہ اختیار کیا
قطب الملک نے دونون امرا کے گھر ونمین جاکر استمالت کی اور اپنے گھر لایا اور سربلند خان کے عوض اوسکے قرضخواہون
کو اپنے پاس سے روپیہ دیکر اوسے کل کی صوبہ داری پر مقرر کیا اور نظام الملک کی تبدیلی کرکے صوبہ داری مالوہ کا امیدوار کیا اسی
درمیان مین محمد امین خان اعتماد الدولہ بسبب نہ پہونچنے سند بوعدہ صوبہ مالوہ کی اور نیز خبر عزیمت امیر الامرا جانب
شاہجہان آباد کے بے اجازت لشکر چلا آیا اور مغضوب سلطانی اور معزول المنصب ہوا قطب الملک نے اوسکی
بھی دلجوئی کی تا بمقدور ہر ایک خاطرداری اور مہمان نوازی مین مصروف ہوا خاندوران کو جو کہ باتفاق میر جملہ کے
آتش افروز فساد تھا اپنا ہمدم و محرم بنایا ایک روز فرخ سیر شکار کو سوار ہوا ہمراہون سے کہدیا کہ شکار گاہ سے معاودت ہوکر قطب الملک
کے دید کو آونگا چونکہ مہاراجہ اجیت سنگہ کا مکان قریب ہے اور سر راہ واقع ہر وقت ہمارے پہونچنے کے راجہ مذکور واسطے
اداے رسم پیشکش اور نذر کے دروازے پر ضرور آویگا اسوقت نظر باتفاق قطب الملک گرفتار کیجیو الغرض یہ امر فرخ سیر
کو منظور نہ ہوا اور یہی گمان ہے کہ کسی محرم سے سن لیا ہو قبل مراجعت بادشاہ کے عبید اللہ خان کے مکان پر آیا بادشاہ
اس خبر سے بد دماغ ہوکر با وجودیکہ اکثر لوازم ہمراہی شاہی قطب الملک کے گھر مین پہونچے اور قطب الملک لب دریا
بعزم استقبال جاکر منتظر تھا اوسکی طرف متوجہ نہوئے فسخ عزیمت کرکے ملاحون کو حکم دیا کہ کشتی کو شتاب کرکے
روان کرین اور داخل دولت خانہ ہوئے

نقل معدلت افزا متضمن اوصاف امیر الامرا

ایک معتمد سے سنا گیا کہ سفر دکن میں امیر الامرا کے ہمراہ آدمیوں کی کثرت تھی ہر وقت ورود لشکر کے چند دیہات لشکر
کی درمیان میں واقع ہوئے کسی کی تاب نتھی کہ وہانکے رہنے والوں پر جور و جفا کرے ایکروز ایک گانون لشکر کے روبرو
واقع تھا ایک لڑکی نابالغ کسی عفیفہ پیر زن کی فلک زدہ محتاج کسی سپاہی سے قوت روزانہ کی سایل ہوئی اوسنے
کہا میرے پاس رہیگی احتیاج تو ہر شے ہوتی ہے یہ ہمراہ ہو گئی سپاہی نے بلا کسی طرح نیک و بد سمجھنے کے خیمہ میں رکھا صبح کو
بار برداری پر سوار کرا کر روانہ ہوا اوسکی والدہ ضعیفہ تمام رات بیتاب رہکر صبح کو سر راہ امیر الامرا کے پاس آکر فریاد خواہ ہوئی
کہ اپنے لشکر کے سپاہی نے میری لڑکی چھپائی ہے انصاف کیجئے دختر دلوا دیجئے امیر الامرا نے وہاں پر ٹھہر کر حکم دیا کہ جب تک
لڑکی حاضر نہو گی یہاں سے پیر نہ اوٹھاؤنگا قسم یاد کی لوگوں نے ڈھونڈ نکالا حاضر حضور لائے امیر الامرا نے حال پوچھا
اوسنے کہا کہ ملازم سرکار کا کچھ قصور نہیں میری احتیاج نے بلا جبر و اکراہ راضی کر دیا تھا رات بھر خیمہ میں رہی اوس
نیکو سیر نے عصمت دری نہیں کی امیر الامرا نے اوسکے ملجا نے اور عصمت برقرار رہنے کے شکر میں دوگانہ ادا کیا اور
لڑکی کو چند اشرفی جو جیب میں تھیں بلکہ کسی ملازم کو فرمایا کہ اسکے مکان پہونچا دے جب تک لشکر نکل نجائے وہاں ٹھہرا رہے

امیر الامرا حسین علیخان کا دکن سے عزیمت کرنا شاہجہان آباد کو اور فتنہ و فساد کا اوٹھنا

قبل ازین لکھا گیا ہے کہ حسین علیخان نے اپنے بھائی سیف الدین علیخان کو پانچہزار سوار سے اسباب حرب کے
سر انجام کو واقعہ ۱۵ شوال ۱۱۳۰ ہجری کو برہانپور جو سر راہ واقع ہے بھیجکر خبر ثانی کے پہونچنے کی انتظار کرتا تھا جب
اخبار فتنہ بار اور نیز قطب الملک کے متواتر خطوط آئے اور تنگ آ گیا دسے نکلکر چند امور ضروری کے سر انجام کو ایک ہفتہ
قیام کیا اور اوایل محرم ۱۱۳۱ کو فرخ سیر باتفاق سید اسد اللہ خان عرف نواب اولیا چچا زاد بھائی اور جانثار خان اور
عوض خان نایب صوبہ برار اور سید اسد علیخان بکہ پرست علیمردان خانی اور دلدلیر خان بابی یتی اور بہادر خان صادق
اور اختصاص خان نبیرہ خانعالم اور حاجی سیف اللہ خان اور ضیاء الدین خان دیوان دکن اور فیروز علیخان بخشی
جو باقی سادات بارہہ میں سے تھا اور راجہ نرپت سنگہ بوندیلا اور راجہ محکم سنگہ جو کہ عمدہ ملازم امیر الامرا کے تھے اسکے سوا
بائیس ۲۲ نفر نوکران شاہی تھے مع فوج وریاست جو تیس ۳۲ ہزار سوار سے ٹھہرے تھے متحرک ہوا بعض مجبور اور بعض
بضرورت چاروناچار ہمراہ ہوئے علی ہذا القیاس پیادہ ہائے برقندار اور اکثر منصبداران دکن جنکے ہمراہ کوئی آسیر
نہ آیا تھا بضرورت چارناچار ہمراہ ہوئے قلعہ احمد نگر وغیرہ میں اپنے قلعدار مقرر کئے اور بعض کو مرہٹوں کے قبضہ
میں چھوڑا برہانپور پہونچکر چند امور کے انصرام کو چار یا پانچ مقام ہوئے ۲۲ محرم کو عزیمت ہوئی ٹھیک مسافت کرتے ہوئے

اکبرپور کے گھاٹ پر سے اوترے اسی ضمن مین اخلاص خان جو کہ امیر الامرا کے پار کھنو کو روانہ کیا گیا تھا اوایل ماہ صفر مین ماندو کے قریب پہونچا اور خلوت مین بعد ملاقات صلح بے ثبات اور ہنگامہ آشوب شاہجہان آباد کا ذکر کیا اور امرا کا جمع ہونا اعتقاد خان کے پاس خاطر اور مبارز الملک اور نظام الملک کا بیدل ہونا بیان کرکے سرگرم زود رسی کیا رحمت خان ولد امیر خان نکلان صوبہ دار کابل نے جو ملک ماندو کے بندوبست کرنے کا انتظام کیا تھا امیر الامرا کے مافی الضمیر سے آگاہ ہو کر ملاقات کو نہ آیا امیر الامرا کو ناگوار ہوا ۱۴ ماہ صفر کو دار الفتح اوجین کے کنارے لشکر آ پہونچا وکیل حضور کی تحریر سے معلوم ہوا کہ فرخ سیر عزیمت امیر الامرا کی خبر سنکر ۲۵ محرم کو قطب الملک کے مکان مین آیا اور ہواثیق عہود کیواسطے کلام اللہ درمیان آئی اور اپنی سر سے دستار اوتار کر عبد اللہ خان وزیر الملک کے سر پر رکھی اور دوسرے روز عبد اللہ خان کو مع مہاراجہ اجیت سنگھ کے بولا کر نئے سر سے بھائی بنایا اور باہمدگر صفائی ہوئی اور اعتقاد خان وغیرہ امرا کو حکم دیا کہ اصلاح کار مین متوجہ ہون امیر الامرا اس رنگ سے مطلع ہو کر دربار عام مین با آواز بلند گویا ہوا کہ اگر درحقیقت بادشاہ کو ہمسے مخالفت نہین ہم لوگون کو بھی اطاعت فرمانبرداری سے گریز نہوگا بعد ملازمت جلد دکن واپس ہونگا اس اشتہار سے سکان دکن کو مسرت ہوئی الا زبان ثقات سے دریافت ہوا کہ اکثر امیر الامرا خلوت مین کہتا تھا کہ یہ سارا افسون وافسانہ ہے اصل یہ ہے کہ اگر بادشاہ ہمیر قابو پاوے رہائی مشکل ہے بعد ورود چند در ملک رانا کے اکثر دیہات تاراج لشکر ہو گئے تھے جب اوسکا وکیل مع پیشکش کے حاضر ہوا امیر الامرا نے لشکریون کو منع کیا جب راجہ جے سنگھ کے ملک مین آیا بنا بر عداوت جو اوسکے محال راستے مین پڑے تھے تلف ہو گئے ہرچند اوسکے عہدگان مین سے کوئی شخص پیشکش سے لایق لیکر پہونچا مگر قبول نفرمایا زراعت اور مویشی بکثرت اوس دیار سے لشکریون کے ہاتھ لگی جب دار الخلافہ کے تین چار منزل رہجانے پر پہونچا بادشاہ نے روشن الدولہ ظفر خان اور راجہ رتن چند وغیرہ امرا کو مع دیگر متصدیان حضوری کے استقبال کو بھیجا ہر ایک نے شرف ملازمت حاصل کیا چونکہ ظفر خان روشن الدولہ نے سواری مین بڑا تزک کیا تھا اپنی خود نمائی دکھلائی امیر الامرا کو ناخوش لگا دراندازون نے ادہر کی اودہر لگانے سے کوتاہی نکی اور بھی راجہ رتن چند نے جو نہایت کمسخن اور متعصب تھا ایسے کلمات حسین علیخان کے ذہن مین دوسرون کی نسبت دلنشین کر دیے کہ سابق کے نسبت امیر الامرا زیادہ تر کبیدہ خاطر ہوا آخر ربیع الاول کو شہر شاہجہان آباد کے کنارے فیروز شاہ کے منارہ کی طرف پہونچکر خیمہ گاہ کیا چند دن اوس خیمہ مین داخل ہوا بخلاف ضابطہ او آداب کے وقت نزول نوبت بجا کر ملوکانہ تجمل سے داخل خیمہ ہوا اور کہا کہ اب مین اپنے تئین بادشاہی ملازم نہین جانتا ہون باوجود اسکی اطلاع پانے کے بھی بادشاہ کا دل دوستی اور دشمنی کیطرف ڈانوان ڈول تھا کبھی دریاے قہر سا طلاطم امواج ہوتا کہ مخالفون کی کشتی حیات طوفانی کیجیے کبھی راہ آشتی اور صلح مین موج زن ہوتا راجہ جے سنگھ میدان جنگ مین جانے کی صلاح دیتا تھا اور کہتا کہ ببار اراد جنگ سے پیش کیا و رنگ فوج بادشاہی

بہ نسبت مخالفت کے عوض سبب ہے ابھی اونکی سزا ہوجائیگی اگر بادشاہی ارادہ اونکو ثابت ہو تو ہر ایک ابھی تحریک رفاقت کرتے ہیں بعض امراے جوان خاص خصوص جماعت مغلیہ بادشاہ کے تلون مزاجی اور اوسکے مصاحبون کے سبک مغزی سے احتیاط کرتے تھے لیکن نہ توجے سنگھ کی مصلحت قبول ہوئی نہ طریقہ آشنائی میں قدم رکھا غرض کہ دولتخواہان دانشمند کی بات فرخ سیر خود پسند او مصاحبان ابلہ نے نسنا آخرکار اسے غفلت کھکر بے بنا امرائے متقدر اس ماجرا سے خون جگر کہاتے تھے لاچار بیچارے کچھ کر نہ سکتے تھے بلکہ بموجب حکم بادشاہ کے امیر الامرا کی ملازمت کو گئے اور اوسکا اقتدار اور استقبال دیکھکر مالامال حسرت اور شکایت کے ہوکر نادم ہوے اور متنبہ ہوئے کہ قطب الملک نے بہائی کی طرف سے پیغام بھیجا کہ اگرچہ جے سنگھ کو جو ہمارا مخالف ہے وطن کی رخصت عطا ہو اور خدمات حضوری مانند توپخانہ اور داروغگی دیوان خاص اور دیگر عمدہ جائے اصالتاً ہمارے متوسل مقرر ہون اور قلعہ میں بھی ہمارا بندوبست ہو اوسوقت بلا وسوسہ حاضر ہو سکتا ہے بادشاہ نے جواب دیا کہ بالفعل خدمات مذکورہ اصالتاً قطب الملک کے نام مع دیگر سادات اور اوسکے ہمراہیون کے مقرر کرتے ہیں اور نیابت میں اعتقاد خان رہے بعد چند روز کے جب جشن نوروزی قریب آئیگا یہ نیابت موقوف ہوجائیگی ۳ ربیع الثانی کو جے سنگھ سوائی نے آٹھ کروڑ کی فرصت پائی بموجب حکم شاہجہان آباد سے روانہ آنبیر اپنے وطن کا ہوا

آغا حسین علیخان کا دربار میں اور بادشاہ کا قید ہونا زمانہ نیرنگ کی مکر و فریب کا نمونہ

چونکہ فرخ سیر فطرتی شجاعت سے معرا تھا باوجود نہایت عداوت کے اور ارادہ استیصال سادات کے کچھ نکر سکا لاچار قلعہ میں سادات کے بندوبست ہوجانے کو راضی ہوا مردم بادشاہی کو دروازون سے اوٹھا دیا ۹ ربیع الثانی سنہ مذکور کو قطب الملک نے مع راجہ اجیت سنگھ کے داخل قلعہ ہوکر جابجا اپنا بندوبست کرلیا مردمان عمدہ بادشاہی سے سوا اعتقاد خان اور امتیاز خان اشرف دیوان خاص اور ظفر خان روشن الدولہ کے جنکا عدم اور وجود برابر تھا مع دیگر چند خواص اور خواجہ سراؤن کے بادشاہ کے پاس اور کوئی قلعہ میں نرہا اور امیر الامرا شوکت و شان تمام سے آٹھویں روز کو داخل قلعہ ہوا اور ملازمت سلطانی میں چند کلمات ملال آمیز زبان پر لایا جملہ خلعت عنایتی سے اسپ و فیل و جواہر کسیقدر لیکر باقی کے حق میں عذر کیا اور تقدیم آداب میں بھی سہل انگاری کر کے لشکر میں لوٹ آیا اسپر بھی بادشاہ کو طالع خفتہ نے بیدار نکیا یا کوئی تدبیر نکی دوسری مرتبہ ۸ تاریخ سہ شنبہ کے روز قطب الملک اور مہاراجہ کی مع سعیدون کے قلعہ میں آکر بندوبست قرار واقعی کیا اور بدستور اول روز مردمان شاہی کو قلعہ سے نکال کر اپنے آدمی دروازون پر تعینات کئے اور دیوان خاص اور خوابگاہ اور عدالت حضور کی کنجیان اپنے پاس کرلیں بعد دو گھڑی جب حسین علی خان کو خبر ملی اوسی تجمل و کروفر سے مع لشکر کے آنیکا ارادہ کیا اوسکی فوج نے اول روز سے آنا شروع کیا

اور اطراف قلعہ مین ہر جگہہ تزلزل کیا سہ پہر کو خود سوار ہوکر معین الدین مجہول مشہور بسیر اکبر کو ہمراہی مین لیا مگر عماری
مین پوشیدہ نزدیک قلعہ کے باڑہ وزیری شائستہ خان کے نام سے جو مکان نامزد ہے اوسمین اوترا قطب الملک نے
فرخ سیر کے پاس جاکر مع راجہ اجیت سنگہہ کے اپنے بہائی کی طرف سے عرض کیا کہ خدمات مطلوبہ کی پذیرائی ہو
اور نیز یہ کہ جو ہر وقت پاس کے خدمتگاریان تمہاری اور تمہارے باپ دادے کی گئین نہین اوسکے عوض مین
بجز بدنامی کے کچہ نفع نہ ہوا چنانچہ شاہد اس کلام کا یہ فرمان ہے کہ متضمن عام دخل دہی اور ایسا سے قتل بندہ بے تقصیر واود حالچ
وغیرہ سرکشون کا صادر ہوا خیر الحال اطمینان ہوتا ہمارا اسی پر ہے کہ بدون قبض نیابت کے ہملوگون کو خدمت حضوری
سپرد ہو یعنی بغیر اس امر کے اندر رفت ہماری دربار مین نہین ممکن ہے بادشاہ جاہل باوجود مشاہدہ کرنے حالات مذکورہ
کی کچہ نہ سمجہا دہی ایام جشن کا وعدہ لیوچ کرتا رہا حتی کہ کلمات درشت کی نوبت پہونچی فرخ سیر بیتاب ہوکر
اعتقاد خان اور قطب الملک سے کلمات نامناسب زبان پر لایا اوسوقت اعتقاد خان نے چاہا کہ سخنان اپلہ فریبانہ سے
اصلاح کرے مگر قطب الملک نے گالیان دیکر کہا کہ اسی قلعہ سے نکال دو اعتقاد خان بدحواس جان لیکر بہاگا گہبراہٹ
ایسی ہوئی کہ اپنی پالکی تک نہ پہونچا امتیاز خان اشرف کی پالکی پر سوار ہوکر اپنے مکان کو سدہارا اوسوقت ہر گوشہ سے
آثار محشر پیدا ہوئی اگا بادشاہ برگشتہ بخت نے آثار بد ملاحظہ فرماکر محل کی راہ لی اسی قیل وقال مین رات ہوگئی قلعہ کے
دروازے بند ہوگئے قطب الملک اور راجہ اجیت سنگہ اندر را اور فرخ سیر کے ہوا خواہ باہر خون جگر کہاتے رہے اوس
رات کو کسی نے سنجہا کہ قلعہ مین کیا سر گذشت گذری امیر الامرا کی فوج تمام رات کوچہ و بازار مین مسلح استادہ رہی۔
اور مرہٹہ مع سردارون کے منتظر لطیفہ غیبی تہے جب صبح نے گریبان چاک کیا بے اصل خبر اوڑی کہ قطب الملک مارا
گیا اس عرصہ مین بعض امرائے فدویت کیش مانند سادات خان جو فرخ سیر کا سسر تہا اور غازی الدین خان کو سہ
غالب جنگ اور اعز خان بہادر تورک جنگ اس ارادہ پر کہ فرخ سیر کی فتح ہوئی جو استعداد میسر تہی لیکر گہرون سے
بیخبر سوار ہوئے لیکن نظام الملک اور صمصام الدولہ بمقتضائے دور بینی خانہ نشین رہے اعتماد الدولہ محمد امین خان
حسین علیخان کے رفاقت کے ارادے سے سوار ہوا اتفاقاً چند سوار صمصام الدولہ کے رفیقون سے نکل
اپنے آقا کے مکان پر آتے تہے راستے مین مرہٹون نے مزاحمت کی اونہون نے تیرون سے جواب دیا اسی حال مین سواری
اعتماد الدولہ کی نمایان ہوئی مرہٹے جو کہ شہر کی لڑائی سے ناواقف تہے بیقرار ہوکر بہاگے مردم بازار اور منابیہ وغیرہ سپاہ
بیکار و ملازم سرکار جو اوس گروہ سے بیزار تہی قابو پاکر اونکے مارپیٹ اور لوٹ کہسوٹ مین متوجہ ہوئے مرہٹے ایسے
گہبرائے کہ بعض تو لشکر گاہ تک بہزار خرابی جا پہونچے اور بعض مع سنتا نام سردار اور دو تین اور جماعہ دارون کے قریب
دو ہزار سوار کے مقتول اور ایک گروہ زخمی ہوئے زر بسیار و گہوڑون کے زین خوگیر سے ہاتہہ لگا محمد امین خان
حسین علیخان کے پاس پہونچا اسکے حسن خدمت امیر الامرا کے دلنشین ہوئی ایکطرف سے غازی الدین خان اور

شاداب خان مع اپنے لڑکوں کے بادشاہ کی نصرت پائی کو پہونچے دوسری طرف سے اعتقاد خان اور سید عنایت خان
داروغہ معزول توپخانہ شاہی اور سوبرہاری مع دو تین ہزار سوار کے سید اسد خان کی بازار میں معرکہ آرا ہو سے امیر الامرا کو
رفقا اور لشکر خبر قتل عبد اللہ خان کی اس سنکر نزدیک تھا کہ مفرور ہو جاویں تا کہ قطب الملک کے زندہ رہنے کی خبر تحقیق
ہوئی اور امیر الامرا کے حکم کے بموجب رفقاے ولاور چاندنی چوک میں شاداب خان اور غازی الدین خان کے
مقابلہ پر گئے اول ہی حملہ میں بان کے صدمہ سے غازی الدین خان کا ہاتھی رو گردان ہوا اور ساتھی بھی سارے ہمراہی
گریزان ہوئے شاداب خان مع فرزند دلبند کے جو زخمی ہوا تھا بجاے خود آبیٹھا اعتقاد خان کی حرکت مذبوحی کی کچھ جرأت
نہ آگے قدم نہ بڑھایا اپنے مکان کے نزدیک مورچہ باندھکر بیٹھا اوسکی حماقت سے چند دوکان چوک کے راستے کی لٹ گئیں
افغان مع اپنے جمعیت اور انبوہ مغلوں کے دروازہ لاہوری کے روبرو نمایاں ہوا حسین علی خان کے آدمیوں نے
دروازہ بند کرکے مزاحمت کی وہ لاچار واپس ہوا ہنوز اسطرح داگیر ہو رہی تھی کہ فرخ سیر اسیر ہوا شادیانہ جلوس
رفیع الدرجات بلند آوازہ ہوا

قید ہونا فرخ سیر کا اور شمس الدین ابو البرکات رفیع الدرجات کا جلوس فرمانا

ہرچند قطب الملک اور اجیت سنگھ نے چاہا کہ فرخ سیر برآمد ہو تا کہ الفضل سوالجواب کا کرکے چھوڑ دیں مگر وہ نہ نکلا اور ہر
ہنگامہ قتل نے درازی پکڑی امیر الامرا نے قطب الملک کو پیغام دیا کہ عنقریب بلواے عظیم ہوا چاہتا ہے جلد تدبیر کار کرنا
چاہیے چونکہ فرخ سیر کے نکلنے میں دیر ہوئی لاچار قطب الملک کے فدائی وغیرہ مثل اور نجم الدین علی خان کی پشت گرمی
سے حیلہ محاسرا ے میں جا گھسے خواجہ سرا اور ترکنیں جو دروازہ پر محافظت کو استادہ تھیں قتل کرکے جستجو کرنا شروع کی آخر زنجیر
تو پنج سے نشان ملا فرخ سیر کو بڑی بیحرمتی سے نکالا اسکی ماں بہن لڑکیاں سب بیگمات نہایت الحاح و زاری کرنے
لگیں مگر اسوقت میں رحم کہاں کشاں کشاں بیرون حرم لائے اور تیر پولیہ کے اوپر جانے تنگ و تاریک میں محبوس کر دیا
اسکی ایام سلطنت سواے حکم اپنے معز الدین کے چھ برس چار مہینے رہی بعض لوگوں نے اس سانحہ کی تاریخ کا مادہ یہ پایا کہ
(فاعتبروا یا اولے الابصار) الغرض فقیر ایک کتاب سے دیکھکر اسکو نقل کیا

شمس الدین ابو البرکات رفیع الدرجات کا جلوس کرنا

جب فرخ سیر کی طرف سے دلجمعی ہوئی اوسوقت کہ شہر میں بڑا شور و شر بڑھ رہا تھا ۹ ربیع الثانی روز چہارشنبہ ۱۱۳۱ ہجری
کو سہ پہر دن چڑھی شمس الدین ابو البرکات رفیع الدرجات پسر خورد رفیع القدر بن بہادر شاہ کو جو کہ اکبر نبیرہ عالمگیر کی
دختر سے بیست سالہ تھا قید سے نکالکر شہر والوں کی ہمراہی کے باعث سے بغیر اسکے کہ حمام اور پوشاک بدلا جاوے اور زینت بر

وزیبایش کیجاے اوسی لباس سے جو پہنے تھا مالاے مروارید پہنا کر تخت نشین کیا اور صداے نقارہ شادیانہ بلند ہوئی
فتنہ و آشوب فرو ہوا اطمینان ہونے لگا قطب الملک نے مع ہمراہیان خاص اور رفقاے معتمدین قلعہ مین رہنا اختیار
کیا اور قلعہ کے دروازون اور دیوان عام و خاص وغیرہ مقامات پر اپنے معتمدین مقرر کیے کل عملہ خواص و خواجہ سرا
وغیرہ اپنے متوسلون سے مقرر فرماے اول روز کی کچہری مین حسب تمناے اجیت سنگہ اور رتن چند کے معافی جزیہ کو حکم صادر
ہوا اور احکام امن و امان اور بحالی حکام اور صوبہ داران ممالک محروسہ کے روانہ ہوے اعتقاد خان کو خفت اور خواری مین
مقید کرکے اوسکا گھر اور مال و اسباب ضبط کیا اور اسقدر جواہرات اور طلا و نقرہ کے پانے سے امید دریافت دیگر خزاین نہایت
سختیان اعتقاد خان پر ہوئین اسیطرح اور ہواخواہان فرخ سیر کی جاگیرات سواے جاگیر رانی زوجہ فرخ سیر کے کہ وہ
بھی راجہ اجیت سنگہ کی دلجوئی کو بحال رہی سب لوگون کی ضبطی مین آئین منصب داران والا شاہی جو اکثر پچاس روپیہ یومیہ
تقدر ماہہ کے نوکر تھے اور بعض جاگیردار اور اکثر پاس حاضر تھے اونکو حکم ہوا کہ جسے ارادہ نوکری کا ہو حسین علیخان کے سرکار مین اپنا گھوڑا
داغ دلاکر موافق شرح دیگران پچاس روپیہ لیا کرے بخشی گری دوم اعتماد الدولہ محمد امین خان کی نام بحال رہی اور
سیف اللہ خان بخشی سوم کے تغیر مین ظفر خان مقرر ہوا نظام الملک کو مالوہ کی صوبہ داری ملی ہرچند منظور کجبازی روزگار
وہ نامنظور کرتا تھا مگر عنایت ہوئی اور سربلند خان کو جو اس انقلاب سے پیشتر مرخص ہو کر ۱۵ کوس کابل کو گیا تھا اور
انجام کار کا انتظار کر رہا تھا واپس طلب فرما کر از سر نو خلعت استقلال اور بحالی صوبہ عطا کر کے رخصت کیا مراد آباد کی فوجداری
اپنے بھائی سیف الدین علی خان کے نام کی اور محمد رضا کو جو حاضر حضور اور میر خان عالمگیری کو جو اکبر آباد کا صوبہ دار تھا
صدر الصدور اور دیانت خان خوافی کو دیوان خالصہ اور راجہ بخت مل کو دیوان تن مقرر کیا لیکن کل متصدی مالی
اور ملکی جتنے ارباب عدالت تک رتن چند کے بطور نایب کے تھے اور ہمت خان جو قطب الملک کا محرم اور معتمد تھا
دیوان خاص کی مشرفی اور بادشاہ کی اتالیقی وغیرہ خدمات مناسبہ پر سرفراز ہوا اور دور دراز کے صوبجات کے انتظام
مین نظر بہی سررشتہ بندوبست کچھ تبدل و تغیر نکیا مگر ماندو کی قلعداری مرحمت خان ولد امیر خان صوبہ دار کابل سے
بدل کر خواجم قلی خان تورانی کو عنایت کی یہ اوس حرکت کا نتیجہ ملا جو مرحمت خان نے بروقت آنے دکن کو حسین علیخان
کی ملاقات مین کی تھی اور راجہ اجیت سنگہ جو احمد آباد کی صوبہ داری پر بحال تھا چاہتا تھا کہ رفع ملال بے نیازی کو رخصت ہو مگر نامنظور ہوئی

فرخ سیر کی وفات کا بیان

دو طرح سے سنا گیا ہے وہ بیان ہوتا ہے راست دروغ بر گردن راوی فقیر نے معتبرون سے ایسا سنا ہے کہ سادات نے
فرخ سیر کو قید کر کے کچھ ضرر جسمانی اور تکلیف جانی نہیں پہونچائی ایک افغان کے اختیار مین فرخ سیر کو قید کیا تھا وہ رات
دن اسکی حفاظت کیا کرتا تھا ایک رات کو فرخ سیر نے چاہا کہ باہر جاے متصل کے دیوار سے اوتر کے [illegible]

دوسرے کوٹھے پر محبس خانہ سے دوڑا پہونچا افغان نے بعد آگاہی ثانی کے ہر طرف نگاہ کرنا شروع کی ناگاہ نظر پڑا کہ ایک
شخص ستر دیوار میں چھپ گیا افغان نے اوسطرف دوڑ کر ہاتھ کھینچ لیا اور بٹھانے کے وقت ایک طمانچہ مارا فرخ سیر
نے اس مذلت کا کچھ خیال نہ کیا اپنا سر دیوار پر دے پٹکا کہ پھٹ گیا فوراً دیار بقا کی راہ لی اور محمد ہاشم بن خواجہ میر مورخ
فرخ سیر کے کشتہ ہونے کی علت ایماء سادات سے لکھا ہے ہرچند ایسا ہو مگر احتیاطاً اوس کی عبارت لکھتا ہوں تاکہ یہ امر
ثابت ہو کہ سادات کی یا سازش ہوئی اس زمانہ میں جب کہ بادشاہ کے قید ہونے کو دو مہینے گذرے اور ایک روایت
یوں ہے کہ باوجود سلائی پھیرنے کے بخوبی نور بصارت سے معذور نہوا تھا غرض کہ اپنے سادہ لوحی اور طمع ریاست سے
اس قید شاہ پر میں بھی یہ حال تھا کہ اپنے مدعیوں سے معذرت کرتا اور استدعاے سلطنت میں ناک رگڑتا کبھی عبداللہ خان
افغان سے جو اس قید خانہ کا محافظ تھا چاپلوسی کرتا اور اعلی درجہ کی مرتبے کا وعدہ فرما کر اشارہ کرتا کہ مجھکو راجہ
جے سنگھ سوائی تک پہونچا دے یہ حمق اور چاپلوسی جان کی عداوت کرنے لگی عبداللہ خان سب ماجرا دونوں بھائیوں کے
گوش گذار کیا کرتا آخر کار سادات موصوف نے اسکی جان لینے کی فکر کی اور دو مرتبہ زہر کھلایا مگر موثر نہوا تیسری بار جبکہ
ثالث بالخیر کا معاملہ ہوا سم قاتل نے اپنا زور دکھلایا سختی جان کندنی درپیش آئی اوسوقت اون دونوں برادران کے
نمک حرامی پر غصہ آیا اور جو کلام الہی کی قسم ہوئی تھی اوسپر گران بار خاطر ہو کر سخت و سست کہنا شروع کیا کہ کلام اللہ ایسے
روسیاہوں کی سزا کیوں نہیں دیتا اور اسیطرح جناب احدیت صمدیت میں بھی زبان درازیاں کرنے لگا مثل مشہور
ہے مرتا کیا نہ کرتا امیرالامرا قطب الملک نے یہ گفتگو سنکر حکم دیا کہ گلے میں پھانسی ڈالدیں جسوقت گردن میں پھانسی
ڈالی فرخ سیر نے دونوں ہاتھ سے پکڑ لی اور بےقابو ہاتھ پھر پٹکنے لگا جابا دولت نے لکڑی سے ہاتھ پر خوب سی ضرب
لگائی تا آنکہ بصد حسرت و یاس اس دنیاے فانی سے درگذرا۔ ع نتیجہ نیستی درین دیر کہن تا تنا کند بریکے یک نفس ؛ بعض
کہتے ہیں کہ بوقت جان کنی کے دو زخم چھریوں کے بھی مارے تھے لیکن جو کہ راقم سیرالمتاخرین نے ایک صادق گو
مورخ سے تحقیق سنا ہے کہ یہ روایت زخم چھری کی محض غلط ہے بہرحال بارہ پہر کے بعد تجہیز و تکفین کر کے مقبرہ
ہمایوں میں تابوت پہونچایا گیا شہر کے لچے قریب تین ہزار عورت و مرد کے تابوت کے آگے آگے گریبان چاک اور نوحہ خوانین
پر طعنہ زبان چلے جاتے تھے دلاور علیخان بخشی اور سید علیخان برادر بخشی قطب الملک حسب الحکم جو تابوت کے ہمراہ
تھے رفتہ رفتہ کنان روان تھے اکثر لوگ ان کی سواریوں پر اینٹ پتھر کھینچ مارتے اور گالیاں سناتے تھے اور ان لوگوں
کی جرأت کسی نے قبول نہ کی تیسرے روز ایک گروہ لچوں کا اوسی چبوترہ پر جمع ہوا جہانکہ فرخ سیر کی لاش کو غسل دیا
تھا اور مولود کی مجلس تیار کی اور تمام رات بیداری میں صبح کی مشیت ایزدی دیکھا چاہیے کہ معاملات فرخ سیر
میں کیسے کیسے عجایبات دیکھنے میں آئے جبکہ اسقدر عداوت تھی لازم تھا کہ اول ہی روز جب وہ قید ہو گیا تھا قفس
عنصری سے رہا کیا جاتا لیکن آخر وبال کہاں جاے اوسنے بھی پھانسی لگانا سر کٹانا آنکھیں نکلوانا اور ایسی ہی سختیاں

بد عقیدہ کہین نہین اخر اسکا عوض ملا چاہیے کہ گندم از گندم بروید جو ز جو ز مکافات عمل غافل مشو اور اسبات یاد تھا
عمل مین سادات ہنے بھی اپنی بدکرداری کا ثمرہ پایا فقط عبارت خانے کی تمام ہوئی القصہ بعد تسلط جسنے جو چاہا خزاین اور
نقد اور جواہرات و فیل و اسپ سے اپنے اپنے کارخانہ مین شامل کرلیا اور جسطرح سے مناسب معلوم ہوا دونون
بھائیون نے تقسیم کرکے باہم گربانٹ لیا قطب الملک کو عورات سے بڑا عشق تھا کہتے ہین حرم سراے شاہی
مین جو جو حسینان صاحب جمال تہین اپنے قبضہ مین لایا واللہ اعلم اسحال کے بعد بھائیون مین بہی چندان
صفائی نرہی ہرچند ظاہر مین ایسی کچہ برائی نتھی مگر بہت سون کو کسیقدر اس راز پنہان سے اطلاع ہوئی تھی امیر الامرا
بمقتضاے دانائی اور شجاعت خداداد کے کل باتون مین اپنے بڑے بھائی سے فوقیت دہونڈتا تھا اسکا اقتدار
بہی زیادہ تھا یا یہ فرمان روایان گذشتہ کے بہ نسبت سلطنت بخش اور بادشاہ ساز ہوا افسوس اسکی عمر و دولت
ذوفانہ کی ورنہ ہندوستان کی آبرو برباد نہ جاتی چونکہ خلق اللہ کو بداعمالی کی سزا ضرور تھی لاجرم ایسے برگزیدہ
امیر جلد گذر گئے

رفیع الدرجات کا رحلت کرنا اور رفیع الدولہ کا جلوس اور جلد اس جہان سے گذرنا اور نیکوسیر کا خروج کرنا اکبرآباد مین

چونکہ رفیع الدرجات مسلول تھا تین ۳ مہینے اور چند روز تخت آرا رہکر بروز شنبہ رجب کی ۱۳ تاریخ کو جان بحق
ہوا دونون بھائیون نے جو کہ سلطنت کے مدار المہام تھے رفیع الدولہ کو جو رفیع الدرجات کا بھائی تھا بادشاہ بنایا چونکہ
ان دونون بھائیون نے زمانہ قلیل مین رحلت کی اور نیز نیکوسیر کا خروج ہوا انکا حال بخوبی معلوم نتھا لہذا
انتظام سلسلہ کے واسطے کچہ تہوڑا سا بیان کیا جاتا ہے خلاصہ یہ ہے کہ جب رفیع الدولہ کے جلوس کو تہوڑے دن
گذرے شاہزادہ نیکوسیر ولد اصغر محمد اکبر نے قلعہ اکبرآباد مین جو کہ اوسجگہ قید تھا قلعدار اور دیگر ملازمان متعینہ قلعہ
مذکورہ کی مدد سے خروج کرکے تخت سلطنت پر جلوس فرمایا اکبرآباد کے لوگ اوسکی خدمت مین حاضر ہوئے
صورت بلوہ پیدا ہوگئی امیر الامرا نے مع قطب الملک کے رفیع الدولہ کو ہمراہ لیکر جمیع ارکان دولت کے ساتھ
اکبرآباد پہونچکر قلعہ گھیر لیا نیکوسیر اپنے لوگون کے ساتھ اور مدد سے جو کچہ کرسکتا تھا نہ تھا چند روز کے بعد
قلعہ مفتوح اور نیکوسیر مغلوب اور محبوس ہوا اراکین قلعہ وغیرہ جو اس فساد کے بانی ہوے تھے سزا کو پہونچے اور دوسرے قلعہ دار
مقرر ہوے اسی ضمن مین مرض اسہال جو رفیع الدولہ کو عاید ہوا تھا بڑھ گیا ہرچند قطب الملک نے دوا معالجہ مین اہتمام
کیا گیا مگر موت و عدم سے برگشتگی تھی کچہ فایدہ نہوا ہنوز اسکی سلطنت کے ایام بھائی کی بادشاہت کے برابر نگذرے تھے
کہ اسکو گذرنے کے آثار پیدا ہوے قطب الملک اور امیر الامرا نے اسکی زندگی سے مایوس ہوکر اخیر شوال اور بقول دیگر

نجیب الدین علی خان اپنے بھائی کو اور بقول دیگر غلام علیخان ولد سید خانجہان کو واسطے لانے روشن اختر ولد خجستہ اختر
شاہ جہان بن بہادر شاہ کے جنکی عمر اٹھارہ برس کی تھی بھیجا ممکن ہے کہ غلام علیخان نجم الدین علیخان کے ہمراہ گیا ہو
اور یہ بھی کہ نجم الدین علیخان صوبہ دار شاہجہان آباد شاہزادہ مذکور کے نکالنے کو غلام علیخان کے ہمراہ گیا ہو شاہزادہ
مذکور معز الدین کے وقت سے شاہجہان آباد کے قلعہ میں مع اپنے والدہ کے بسر کرتا تھا یہ شخص نہایت ذہین اور
خوشرو تھا قبل پہونچنے روشن اختر کی اکبرآباد میں رفیع الدولہ جان بحق ہوا شاہزادہ کے پہونچنے تک رفیع الدولہ کا مرنا
ایک ہفتہ عشرہ تک چھپا رہا اور روشن اختر پہونچا اور دہ رفیع الدولہ کا تابوت خواجہ قطب الدین کے جوار میں
بموجب وصیت اپنے بھائی کے دفن ہوا

ذکر جلوس ابوالفتح ناصر الدین محمد شاہ

گیارہویں ذیقعدہ کو روشن اختر فتحپور میں رونق افروز ہوا ۱۵ ذیقعدہ ۱۱۳۱ ہجری روز شنبہ چار گھڑی دن گذرنے پر
سریر آرا ہوا نام نامی کے فیض خطبہ سے ممبر کا پایہ بلند ہوا ابوالفتح ناصر الدین محمد شاہ لقب مقرر ہوا شادیانہ فیروزی
بجنے لگے غلہ ارزان ہوا نواب قدسیہ حضرت کی والدہ نہایت دانشمند اور باشعور تھیں بمقتضائے وقت دونوں بھائی
مدار المہام کی خاطر داری کرتی تھیں ایک مہینے کے بعد لشکر کے ساتھ دار الخلافت سے لشکر میں آئیں پرانے جہان شاہ
کے نوکروں نے استقبال کرنا چاہا اسنے مطلع ہوکر ممانعت کی کہ استقبال درکنار بلکہ ملازمت بھی نکریں اور کورنش
کا ارادہ سے حرم سرا کے دروازہ پر نہ آئیں مقرر ہوا کہ محمد شاہ کے آغاز سلطنت کے سن کو فرخ سیر کے بعد سے لکھیں
بارہ ہزار روپیہ نواب قدسیہ کے ضروریات کے رفع کے واسطے ماہواری مقرر ہوا اور کلال باڑہ اور نظارت اور عہدہ
داران کا انتظام بدستور رہا اور خواجہ سرا اور خواص اور فیلبان اور مردم خاص اور باورچی اور رکاب دار اور فراش وغیرہ
سید عبد اللہ خان کے نوکروں سے منصوب رہے ہمت خان بادشاہ کے اتالیق اور صاحب اختیاری دیوان خاص و
عام میں سادات کی طرف سے مقرر تھا رفق و مدارا کرتا تھا کوئی کام اوسکے خلاف مرضی نکرتا کبھی کبھی ایک دو مہینے
کو سیر و شکار کے لیئے کوس دو کوس لیجاکر واپس لاتے تھے القصہ چھبیلہ رام ناگر صوبہ دار الہ آباد کے طرف سے بعض
اطوار ناہموار دونوں بھائیوں مدار المہام سلطنت کو معلوم ہوئے امیر الامرا نے اوسکے تنبیہ کا ارادہ کرکے الہ آباد کی
طرف پیش خیمہ نکلوایا اوس وقت چھبیلہ رام کے وفات کی خبر سنی حسین علی خان اگرچہ اس خبر سے اپنے نصیب کی
یاوری سمجھی مگر افسوس کیا لوگوں نے اوسکے سر پر غرور کو نوک سنان پر نہ پایا متعاقب اسکے معلوم ہوا کہ گردہر بہادر
چھبیلہ رام کا بھتیجا اپنے چچا کے مرنے کے بعد میراث نشین ہوکر فراہمی سپاہ اور استحکام قلعہ میں مصروف ہے اس خبر
کے سننے سے آخر ذیقعدہ کو محمد شاہ کو فتحپور سے اکبرآباد میں لاکر تسخیر الہ آباد کی شہرت دی اور حکم دیا کہ دریائے جمن میں

پل باندھا جاوے اور کسیقدر فوج بطریق ہراول کے مقرر ہوا اور اس مہم میں بہر حال کہ وہ صدر الصدور کیا لیکن رتن چند
کل امور مالی اور ملکی بلکہ شرعی میں بھی اسقدر استقلال اور اختیار رکھتا تھا کہ کل متصدیان بادشاہی بیکار رہتے تھے اسکے
کاروبار میں عہدے سے سادات بھی نحیف تھی کچھ دخل نہ تھا یہانتک کہ قضات اور ارباب عدالت کا تقرر بھی رتن چند کے برخلاف نہو سکتا
تھا کہتے ہیں کہ ایک روز رتن چند نے کسی شخص کو قطب الملک کے پاس لاکر تسلیم خدمت قضاے شہر کی قطب الملک
نے کسی ہمنشین کے طرف متبسم ہو کر کہا کہ ہمارا رتن چند قاضیوں کا تجویز و تقرر کرنے لگا رتن چند نے فرک تا خانہ ہوا سے
دیا کہ راجہ جیو امور دنیوی کے بندوبست سے فراغت کر کے امور دینی کے انتظام میں مشغول ہوے ہیں الحاصل تعین
فوج کی خبر پا کر گردھر کا وکیل حاضر دربار ہوا اور اپنے موکل کی طرف سے عفو تقصیر کی استدعا اور اظہار اطاعت کر کے
اسپہداری اودکی صوبہ الہ آباد سے لکھنے میں اونہیں خطا ہوئے صوبہ اودہ کے مع بعض خطاب منصب کے اور اقرار الہ آباد
سے نکلنے کا میں فراغت سے [illegible] ظاہر کیا عرض اوسکی قبول ہوئی صوبہ داری اودہ کا فرمان مع خطاب بہادری کے
گردھر کے نام صادر ہوا

دلاور علیخان کا راجہ بھیم کی مدد پر بوندی کے مہم کے واسطے مقرر ہونا اور حیدر قلیخان کا واسطے اخراج گردھر بہادر کے الہ آباد سے

ملک بوندی راجہ بدھ سنگھ اور راجہ بھیم کا ملک موروثی تھا لیکن باہم جھگڑا اوٹھاتے تھے بدھ سنگھ نے راجہ پر تسلط پا کر بھیم سنگھ
کو نکال دیا بھیم سنگھ امیر الامرا کے وسیلہ کا خواستگار ہوا حسین علیخان نے دلاور علیخان اپنے بخشی کو مع چھ ہزار
سوار جنگی طلبگار کے راجہ بھیم سنگھ کی مدد پر روانہ کیا اور حکم دیا کہ بدھ سنگھ کی تنبیہ کے بعد باتفاق راجہ بھیم سنگھ اور جے سنگھ
کے صوبہ مالوہ کے سرحد پر جا کر دوسرے حکم کا منتظر رہے اور اسی سبب سے کہ گردھر بہادر کے التماس پر وہ لکھی نہ تھی حیدر قلیخان
بہادر کو مع فوج روانہ الہ آباد کیا کہ اگر گردھر بدعہدی کرے تو اوسکی تنبیہ کریں حیدر قلیخان بہادر جب الہ آباد کو پہنچکر
نہ بہ ابتدا جرأت میں کوئی دقیقہ اوٹھا نہ رکھا لیکن انجام کار جب گردھر بہادر نے بھی عدم اطمینان سے مجبور ہو قلعہ خالی
کرنے کا اقرار میں گذرا سے اور چند روز جنگ اور قلعہ داری کے حیلہ میں اخیر سقدر رکھا حسین علیخان نے خود دریاے
جمن سے عبور کیا اسکے عزیمت کی خبر الہ آباد میں مشہور ہوئی گردھر بہادر زیادہ تر غلہ و ذخیرہ جمع کرنے میں مستعد ہوا اور
سواے اس قلعہ کے رہنے کے کوئی تدبیر نہ سوجھی امیر الامرا قلعہ کے دیکھنے سے کہ تینوں طرف سے گنگا اور جمنا محیط ہے
اور گردھر بھی فنا کی شجاعت سے خالی نہیں اگر پایداری کرے محاصرہ طول کو کھینچیگا و ذرا سی بات میں بڑی مدت گذریگی
اور یہ امر باعث برہمی امور خلیفہ کا ہوگا اسوقت رتن چند [illegible] دونوں بھائیوں کے درمیان میں اکبرآباد کے [illegible]
کی بابت غبار اوٹھا باہم وکلام رنجش آمیز جانبین سے ہونے لگے گر رتن چند نے خوب اخفا کیا

رتن چند کا الہ آباد جانا حسب الالتماس گردہر بہادر کے اور فرو ہونا وہان کی شورش و فساد کا

اندنون گردہر بہادر کی متواتر تحریرات صادر ہوئین کہ اگر رتن چند انکو مجھسے صادر جان کر بہ ہمراہی و جہی ہو جاوے اطاعت شاہی اختیار کرون لہذا دونون بھائیون نے الطاف سے فساد و مناسب جانکر رتن چند کو رخصت کیا کہ آخر ربیع الثانی کو مع فوج لایق روانہ الہ آباد ہوا اور بعد حصول ملاقات کے دونون نے باہمدگر عہد و قسم سے بھی انکا جی کے مضبوط کیا اور وہ کی صوبہ داری مع فوجداری قدیمہ صوبہ مذکورہ کی گردہر بہادر کو تفویض کی اور اوایل ماہ جمادی الثانی جلوس محمد شاہ کو قلعہ الہ آباد خالی ہو کر اولیاء دولت کے ہاتھ لگا اور رتن چند واپس دلی غمون کر غافہن جا پہونچا

شروع فتنہ فساد جاہ اور پیدا ہونا مشاجرت کا درمیان سادات کے

جیساکہ ذکر ہوا نظام الملک صوبہ مالوہ مین جاکر مشغول ہوا اماں کو مقرر و نیز اساف کیا چونکہ امیر الامراء حسین علی خان کو بسبب نکرنے ملاقات کے بوقت آنے دکن کے مرحمت خان سے ملال تھا اسیواسطے ارادہ کیا کہ مرحمت خان کو قلعہ داری ماندو سے معزول کیا اوسکے عوض خواجم قلیخان تورانی کو مامور کیا مرحمت خان منصب نہ تھا سے لوقلعہ کی روزگار سے دلی قلعہ مین بیٹھا جو ئی کی خواجم قلیخان حضور مین شاکی ہوا سادات نے مرحمت خان سے درپئے کی جستجو نالی کرکے کہا کہ مرحمت خان کو لازم ہے جلد قلعہ کو خواجم قلیخان کے سپرد کرے نظام الملک نے مرحمت خان کو سمجھا کہ قلعہ خواجم قلیخان کو حوالہ کرا دیا چونکہ مرحمت خان کو بسبب امیر الامراء کے حضور مین آنا میسر تھا اور نظام الملک اسکے خاندان کی نجابت اور شرافت خوب جانتا تھا لہذا اسے اپنے پاس طلب کرکے باعزاز تمام نگاہ رکھا اور انہین دنون مین حکم ہوا کہ اوس شتابی سے کہ انہو قلعہ انکا لا جاوے فتح جنگ نظام الملک نے حکم کے صادر ہوتے ہی مرحمت خان کو مع فوج شایستہ اس خدمت پر روانہ کیا اور مرحمت خان نے خدمت جانفشانی بجا لاکر قلعہ کو مسخر کیا باوجود اس خدمت کے بھی عضو جرایم نہوا فتح جنگ نے مراعات بزرگانہ کرکے صوبہ داری مالوہ کا بندوبست اوسکے سپرد کیا اور مرحمت خان نے صوبہ داری مین نہایت ہوشیاری اور تدبیر سے کارروائی کی چند موضع پرگنہ چندیری مین مفسدون کا جماو تھا اونکی تنبیہ فرمائی اخبار کے ذریعہ سے واضح ہوا کہ مرحمت خان نے جمعیت لیا لوگ رکھکر دیہات پر تاخت کی اور دوسری روایات سے یہ ثابت ہے کہ تھا والی بدلہ کے ابتدا سے جو محمد شاہ سے کبھی ترکی زبان مین گفتگو کرتا تھا سبب کثرت سے سپاہ مرحمت خان نے جمع کی تھی اور بعض کے قول بموجب انہاین دنون مین حسین خان کا نوشتہ نظام الملک کے نام اس مضمون سے پہونچا کہ ہمارا ارادہ ہے صوبہ جات دکن کے بندوبست کو صوبہ مالوہ مین اقامت گزین ہو انتظام چار صوبہ اکبرآباد و الہ آباد برہانپور ملتان سے جس جگہ منظور خاطر ہو لکہو تو تمہارے واسطے تجویز کیا جاوے نظام الملک نے اس سبب سے اور نیز پہونچنے دلاور خان کے مع فوج اور برفاقت راجہ بھیم اور راجہ گج سنگہ

کی سرحد صوبہ مالوہ پر جہان سے اسکا لشکر قریب اور باعث اضطراب سکنا کا ہوا تھا مکدر رہا اور جواب ہیچ چند کلمات تحریر کر کی
یہ شعر عنوان میں درج کیا ع سن یوقانیم بو قامیخورم قسم نہ من چون شما نیم شما میخورم قسم ۔ امیر الامرا اور قطب الملک
مضمون مذکور کے دیکھتے سمجھ گئے اور نظام الملک کے وکیل شیعہ کو خلوت میں بلا کر کلمات تند و تلخ اوسکی آقا کی حق میں کہی

نظام الملک اور سادات کے ہمدگر نفاق ہونا اور قطب الملک اور امیر الامرا کا فوت ہونا

جب سادات کے گفتگو کی خبر نظام الملک کے گوش زد ہوئی اور نیز بادشاہ کا نہانی اشارہ محمد امین خان کے معرفت پہونچا ہمدمان
جلیس کی مشورت یہ ہوئی کہ بظفر پیروزی بخت کمر کے لڑنے کو آمادہ ہوں لہذا عزم بالجزم کر کے دو کلمہ قطب الملک اور امیر الامرا کو
لکھی اور مع عبد الرحیم خان و رحمت خان و رعایت خان وغیرہ ہوا خواہان جدید و قدیم دس بارہ ہزار سوار سے وسط جمادی الثانی
۱۱۳۲ھ ہجری کو نواح سرونج سے دکن کیطرف متوجہ ہوا رفتہ رفتہ یہ خبر سادات کو ملی امیر الامرا نے دلاور علی خان اور اوسکی ہمراہی
دونون راجہ کو تعاقب کیواسطے تحریر کیا اور یہہ بھی لکھا کہ ادہر کے افاغنہ کو تالیف و ترغیب جاہ و منصب کر کے اپنا رفیق بنا دین

عبد الصمد کی فتح پانی حسین خان خویشگی پر اور اس خبر کا مشتہر ہونا

حسین خان افغان خویشگی رئیس قصبہ قصور کا چند دنون سے سرکش ہوا تھا اور نواح قصور اور لاہور پر متصرف ہو کر باغی ہوگیا
تھا اور ابتدای صوبہ داری عبد الصمد خان بہادر دلیر جنگ سے گردن کشی کرکر اوسکو مع عمال بادشاہی کے بیدخل کر کے شوخی کرنی
لگا قطب الدین خان نام عامل صوبہ دار کو قتل کر کے اوسکا مال اسباب و خزانہ لوٹ لیا اور آٹھہ نو ہزار سوار سے بقصد تاراج
گرد نواح کے برآمد ہوا عبد الصمد خان نے سات آٹھہ ہزار سوار فراہم کر کے عزم تنبیہ کیا نزدیک چھونی کے جو لاہور سے تیس کوس
پر ہے دونون لشکر صف آرا ہوئے عبد الصمد خان نے کریم قلی خان بخشی کو ہراول کیا جالی خان اور خواجہ رحمت اللہ خان
اقربا سے دلاور کو جانب راست اور حفظ اللہ خان برادر خان مذکور کو ہراول مع ہزار سوار کے تعین کیا اور چپ کیطرف اوغان خان کو بالاتفاق
عارف خان اپنے نایب کے مقرر کیا کچھہ فوج طرح کر کے آراستگی کی حسین خان نے بھی مصطفی خان اپنے بھتیجے کو ہراولی پر مع
رحمت خان اور بہلول خان کے مقرر کیا اور خود سعید خان وغیرہ افغان نامی کے ساتھہ صف آرا ہوا بمجرد شروع جنگ اور
پاسے ہوی توپ و تفنگ کے توپخانہ پر جاگرا وہان سے بڑھ کر کریم خان ہراول کو تنگ و عاجز کر دیا کہ تمام قابیان کی فوج منتشر
ہوگئی حسین خان دو تین ہزار سوار جوان سے اعز خان کے قتل میں مصروف ہوا عجب دلیری کی زد و خورد ہوئی ہمراہی تو کچھ
حفاظت اعز خان کے نکر سکے بھاگ نکلے لیکن جو تیر نکلتا تھا وہ دشمن کے دل میں جا بیٹھتا تھا تا آنکہ مصطفی خان جو مخالف کا
ہراول تھا مع چند افغان کے گوشہ عدم کو سدہارا حسین خان بیدان اعز خان سے ملتفت ہو کر عبد الصمد خان کے مقابل جا
پہونچا عرصہ کارزار تنگ ہوا اکثر ہمراہی اسکے بھاگی تزلزل پیدا ہوا کہتے ہین کہ عبد الصمد اپنی ڈاڑہی نوچتا تھا اور کہتا کہ ای

خواجہ کتا بو شاہ ٹہسک سے جو کہ حسین خان کا مرشد تھا کم ہوا ہے اسی عرصہ میں جانی خان اور حفظ علیخان نے ترددات نمایان کیے اور اعزخان نے اوسوقت اوسکی کمر چوٹ کی اوسی حال میں حسین خان کا فیلبان مع پیر و مرشد شاہ ٹہسک کے مارا گیا اور بعد اوسکے گولہ حفظ علیخان کے ہاتھ سے حسین خان کے چہاتی پر لگا کہ جان بحق تسلیم کی عماری میں آگ لگ اوٹھی عبد الصمد خان نے فتح پائی اور خوشحال ہو کر ہمراہیون کی مراعات فرمائی اور اعزخان کو فیل و خنجر و شمشیر مع اضافہ پانصدی اور دوسو سوار کے خدمت سے اور قطب الملک اور امیر الامرا نے اس نوید سے خوش ہو کر عبد الصمد خان کو سیف الدولہ کا خطاب بخشا ؀

نظام الملک کا حدود دکن میں پہونچنا اور قلعہ اسیر اور برہانپور کو قبضہ میں لانا

نظام الملک نے جب عزم سرکشی کیا دریاے نربدہ سے عبور کر کے گدر اکبر پور سے اوترا قلعہ اسیر کے ہزاری طالب خان قلعہ دار نے صلاح ہو جب طمع انعام وغیرہ استقبال کو نکلے یہ وہی قلعہ ہے جسے اکبر شاہ نے برسون کے محاصرہ میں فتح کر پایا تھا اور بالفعل امیر الامرا کے حکام یہان مامور تھے عطاے تنخواہ باقیات دو سال کا امیدوار کر کے قلعہ مذکور نظام الملک کے سپرد کیا اور اسی طور سے برہانپور کا قلعہ بھی قبضہ میں آیا عوض خان صوبہ دار برار جو مرد جرار اور شجاع باندار تھا مع سامان عمدہ کے نظام الملک کی مدد کو آپہونچا اور زبہا سردار مرہٹہ جو کہ راجہ ساہو سے مخالف تھا دو ہزار سوار سے نظام الملک کی فوج میں ملحق ہوا اور بعض زمیندار وغیرہ اوس نواح کے پہونچ کر موافق ہوے انور خان جو کہ برہانپور کا صوبہ دار اور امیر الامرا اور قطب الملک کا پرورش یافتہ تھا حق نمک فراموش کر کے بے اسکے کہ عالم علیخان برادر زادہ امیر الامرا کے حضور میں جو صاحب صوبہ کل ممالک دکن کا تھا مقیم ہو نظام الملک کا اقتدار سنکر حراست حصار کے بہانہ سے نکلا اور نظام الملک کے خدمت میں آگیا مرہٹہ لوگ جو چوتھ کیواسطے جا بجا تھے آصف جاہ کے قرب لشکر سے بہاگ کر سرواردن سے جا ملے اسی ضمن میں بیوہ سیف الدین علیخان کی والدہ مع چہوٹے چہوٹے بچون کے لڑکے کے پاس جانے کے ارادہ سے برہانپور پہونچی تھی نظام الملک کے بہائی نے اطلاع پاکر اصلا اوسکی آبروریزی کی فکر نکی اور اوسکی مان نے اسکے اقتدار کو سنکر پیغام دیا کہ اگر زر و جواہر کی طمع ہو لیجیے مگر خدا را حفظ آبرو کیجیے اسنے جواب میں حسب مناسب عرض کیا اور محمد علی پیغامبر کو عطاے خلعت سے سرفراز فرمایا بلکہ لڑکون کو میوہ جات وغیرہ بہیجے اور دوسو سوار ہمراہ کر دیے تاکہ دلاور علیخان کی فوج تک پہونچا دین بعد پہونچنے اس خبر کے امیر الامرا نے دلاور خان کو جنگ نظام الملک کی تاکید کی اور خود امیر الامرا عازم دکن ہو انتظار حشر دلاور علیخان کی کرتے تھے اور رتن چند بمعاینہ چند در چند صلاح دیتا تھا کہ دکن کی صوبہ داری عطا کرنا اور نظام سے صلح فرمانا اچہا ہے مگر حسین علی خان راضی نہوا ؀

مخنوی خان کی شوخی کردار سے کشمیر میں آشوب فساد برپا ہونا

ملا عبد النبی کشمیری جو کہ مخنوی خان کے نام سے ملقب تھا مدتون سے وہان کے ہنود کے ساتھ متعصبانہ پیش آتا اور ارادہ

کہتا تہا اب کہ گردش روزگار ہوا ہوئی مسلمانان اوباش کو اپنا رفیق بنا کر حرکتیں ظاہر کی میر احمد خان نایب صوبہ
کشمیر اور وہان کے قاضی کے پاس جا کر تکلیف دی کہ اہل ہنود کو سواری اسپ اور کپڑا پہننے اور ہتیار باندہنے اور سیر
باغ اور ایام مخصوصہ ہولی کے غسل سے مانع ہون اونہون نے کہا کہ جو حکم بادشاہ اور ارباب شرع کے حضور سے کل
ملک محروسہ کی ہنود کے نسبت صادر ہوا ہو ہم بہی اوسکے مطابقت بیان کر سکتے ہین محتوی خان فتنہ پرداز بیدماغ اونہا
او کمینون کی اعانت سے جہان ہندو کو پاتا ہزارون شرارت سے پیش آیا ایکروز مہا صاحب راے نام ہندو جو کہ کشمیری
ہندوؤن مین معزز تہا کسی باغ کی سیر کو جا کر چاہتا تہا کہ زنار داران کو کہانا کہلواتا تہا وہ مفسد جا کر بیچارون کے مارنے اور قید کرنی
مین متوجہ ہوا مہا صاحب راے مع چند نفر کے بہاگ کر میر احمد خان کے مکان پر آیا محتوی خان نے صاحب راے کے گہر پہونچکر
اوسکے اور تمام محلہ والون کے گہرون مین آگ لگا دی اور لوٹ مچائی جس کسی ہندو مسلمان نے ممانعت کی مجروح اور مقتول ہوئی
بعد ازان اوسیطور سے میر احمد خان کے مکان پر آیا مکان گہیر لیا اینٹ پتہر تیر بندوق کے مارنے شروع کی میر احمد خان
ایک رات دن برابر گہر سے نکل سکا بڑی مشکل سے سلامت رہا دوسرے روز جمعیت فراہم کر کے باتفاق میر شاہو خان
بخشی بادشاہی کے سوار ہو کر اوس مفسد پر چڑہ گیا اوسنے بدستور اوباشون کو جمع کر کے مقابلہ کیا اور سر چند بشور بختون کی
جس پل سے میر احمد خان نے عبور کیا تہا جا کر جلا دیا اور ہر دو طرف بازار کے رستے جدہر سے میر احمد خان گذرا تہا جلا
دئیے او زمقابلہ اور گہرون سے اینٹ پتہر تیر و بندوق چلانے لگے اونکے عورات بہی جو کچہ باقی تہین مکانون سے
پہینک مارتی تہین طرفہ بلوہ ہو گیا اس ہنگامہ مین سید ولی خواہر زادہ میر احمد خان اور ذوالفقار بیگ نایب چبوترہ کوتوالی
وغیرہ مجروح ہوے میر احمد خان پر ہو کہ نہ پیچہے جانے اور نہ آگے بڑہنے کی راہ پاتا تہا نہایت تنگ وقت نمود ہوا کہ آخر کو
لاچاری اور عجز و زاری کر کے نجات حاصل کی اور دوبارہ محتوی خان نے میر مذکور کے گہر پر دہاوا کر کے صاحب راے
کو مع ہمراہیون کے باہر نکال کر کان کاٹے اور ختنہ کیا بلکہ بعض کے قطع آلت تناسل کرا دئیے اور قید مین رکہا دوسرے
روز اوسی ہنگامہ کے ساتہہ مسجد مین آیا اور میر احمد خان کو نیابت سے معزول کر کے اپنا لقب دیندار خان اور حاکم مسلمان
مقرر کیا کہ دوسرے نایب کے پہونچنے تک احکام شرعی کیا کرے میر احمد خان بیچارہ پانچ مہینے تک معطل رہا اور دیندار خان
حاکم مسجد مین بیٹہہ کر اجراے حکم اور انفصال مقدمات کرتا تہا جب حضور مین خبر پہونچی مومن خان نجم الدولہ کو نیابت
کشمیر پر مقرر کیا اور وہ شوال کی آخرین کشمیر سے تین کوس پر پہونچا محتوی خان دیندار جو اپنے ناشایستہ کامون سے
منفعل اور ہراسان تہا عبد اللہ خان سے جو مشاہیرون مین تہا اور اسکا دوست تہا جا کر مع دو پسر خورد سال کے
کہا کہ تمہارے اور چند فضلا کے رفاقت کا خواستگار ہون تا کہ استقبال کو جاون خواجہ مذکور نے صلاح دی کہ اول
شاہ نور خان بخشی کے مکان مین جا کر عذر خواہی کرنا چاہیئے بعدہ مومن خان کے لانے کو چلین گے محتوی خان نے بخشی مذکور
کی گہر کی راہ لی وہان بخشی نے محلہ جدری پل کے لوگ اپنے مکان مین چہپا رکہے تہے کہ ہر وقت فرصت کام کرین جب محتوی خان

محتوی خان

پہونچا وہین باتون کے بعد بخشی کسی کام کے حیلہ سے اوٹھہ گیا پوشیدہ لوگون پر جب یہ موقع ظاہر ہوا انکا کمر اول و نیدار خان کی
رد بہر دا او سکے لڑکے مارے پہر اوسکو بہی عذاب زندگی سے رہائی دی دوسرے روز اوسکے پیر وکارون نے بلوہ مچادیا بعد ی ایل
مین حشر برپا ہوا وہین ہزار آدمی اوس محلہ کے مارے گئے لاکہون کا اسباب لوٹ گیا اس جہاد کے بعد جہاد ثانی کی عزیمت
ہوئی قاضی اور بخشی کے گہرون پر جا پہونچے بخشی تو روپوش ہوا اور قاضی جی بہی منہہ بہاگ گئے باغیون نے اینٹ سے
اینٹ بجادی موسن خان نایب حضور نے پہونچکر میرا احمد خان کو ہین آباد روانہ کیا اور چار ناچار بدکاران کشمیر
کی ساتھہ موافقت پیدا کر لی +

دلاور علی خان بخشی امیر الامرا کا نظام الملک سے لڑنا اور انجام کار شکست کہانا

جب دلاور علی خان برہانپور سے چودہ کوس پر پہونچا نظام الملک نے بعض سرداران لشکر کو مع فوج عوض خان وغیرہ
سرداران کے محمد عنایت خان کو سردار بنا کر روانہ کیا اور خود بہی مع عوض خان وغیرہ کے برہانپور سے نکلکر اس تفاوت
سے کہ بروقت غیاث خان کے مدد کر سکے جا ٹہرا جب دلاور علیخان سے مقابلہ نزدیک آیا غیاث خان صف آرا ہوا
اور بموجب حکم نظام الملک کے توپخانہ دستی اور شتر جن توپون مین چہرہ بہرتے ہین اپنے معتمد بہادرون کے ہمراہ نالہ مین
بطور مناسب بٹہلا یا دلاور علیخان بمقتضاے شجاعت ذاتی اور جہالت فطری کے جو اکثر مردم بارہہ مین ہے گیارہ ہزار
سوار ہمراہی اور نیز فوج راجپوتہ ہمراہی راجہ بہیم سنگہہ و راجہ گج سنگہہ اور دوست محمد افغان کے مسلح ہو کر صف آرا ہوا ظرفین
سے بان اور توپ کی شررزیان ہونے لگین غیاث خان مردمان کمین گاہ کے پیچہے اس انتظار پر کہ دلاور علی خان آگے کو
آئے کہڑا تہا آخر دلاور علیخان کو تو اس گہات سے آگاہی نہ تہی چند قدم جا کر دفعتہ حملہ کیا اور ہمراہیون کی ساتھہ توپخانہ
کمین گاہ کے برابر جا پہونچا مردم کمین گاہ نے پایداری کر کے یکبارگی توپ اور بندوق دستی فیر کی ایک ہی فیر سے جمع کثیر
خاک ہو گئے جو پیچہے رہگئے تہے اس حال کے دیکہنے سے متزلزل ہوئے بارود کے دہوئین مین روسیاہ کر کے بہاگ گئے دلاور علیخان
اور دونو راجہ چار پانسو سوار سے ٹہرے رہے چونکہ راہ ناہموار اور روبرو توپخانہ آتشبار تہا گہوڑے ہاتہی کے قدم نہ اوٹہہ
سکتے تہی اسی عرصہ مین اکثر بارہہ اور راجپوتیہ اور دوست محمد خان افغان بہی نام و ننگ خاک مین ملا کر بہاگ نکلے پہر چالیس
نصیبہ تو جواب دے چکا تہا بہادران نامی کی بہادری کچہہ کام نہ آئی دلاور علیخان مع راجہ اور جمعیت باقیماندہ کے اوسی
میدان مین پیوند فنا ہوئے بہادری سخت اسے کہتے ہین نظام الملک کا کوئی سردار مارا نہ پڑا اور شادیانہ بلند آواز ہوئے
شہر مین لوٹ کر رعایاے خاندیس کی دلجمعی اور لشکر کی تسلی کی مجروحون کو مرہم نوازش سے چنگا کیا اس اخبار فتح سے
بادشاہ اور محمد امین خان معتمد الدولہ وغیرہ باطن مین خوش ہو کر شکرانہ بجالائے اور قطب الملک اور امیر الامرا کو نہایت
ملال ہوا اپنے چارہ کار کے فکر مین اسیر ہوئے کبہی ارادہ کرتے کہ ہم دونو بہائی بادشاہ کو ہمراہ لیکر دکن جاوین اور نظام الملک

کی تلافی کرین کبھی کہتے کہ امیر الامرا تنہا روانہ ہو کبھی یہ کہ بادشاہ امیر الامرا کی ہمراہی کرے اور محمد امین خان کے مقدمہ
مین مشورہ ہوا کبھی صلح کرنے کی راے ہوتی تھی کہ متعلقان امیر الامرا کو دکن سے طلب کر لینا چاہیے اوسکے بعد تدارک کیا جاویگا
محمد امین خان کے بارہ مین کبھی قتل و قید کی شہرت ہوتی کبھی رتق و مدارا کیا جاتا امیر الامرا چاہتا تھا کہ محمد امین خان کو قتل
کرے قطب الملک چونکہ اوس سے قول و قرار کر چکا تھا لہذا مانع آیا تھا بلکہ یہ اکثر کہا کہ اوسکی جان کے ساتھ میری جان ہے
بہر حال چونکہ وہ حسین علیخان کا قاتل تھا کیونکر مارا جاتا بہر حال انہین دنون مین واقعہ ۲۲ ماہ رمضان ۱۱۳۲ ہجری روز جمعہ کو
جبکہ اکثر لوگ نماز مین مصروف تھے عجب طرح کا زلزلہ آیا اکثر عمارات شاہجہان آباد اور دہلی کی گر پڑین تو مرتفع زمین و
عمارت کو تزلزل ہوا چالیس روز تک یہی نوبت رہی کہ زمین ہلتی اور آواز پیدا ہوتی تھی آدمیون کو خوف سمایا تھا بعد
مدت مذکورہ اگرچہ زلزلہ موقوف ہوا چار پانچ مہینے تک کبھی کبھی لرزہ سا آجاتا تھا القصہ مقرر ہوا تھا کہ غرہ ماہ ذیقعدہ
کو پیش خیمہ بادشاہ اور قطب الملک کا شاہجہان آباد کو لیجا دین اور حسین علیخان مع مردان رزم آزما کے روانہ دکن ہو
اسی عرصہ مین پھر محمد امین خان کے ساتھ بسبب دراندازون کے منازعت درپیش ہوئی چند روز تک گفتگوے مخاصمت
بلند رہی یہانتک کہ اعتماد الدولہ مع اپنے بہادرون کے منتظر معرکہ مسلح بیٹھا رہا کرتا تھا تا آنکہ رفع کدورت ہوئی باہم
سخت سوگندون سے اقرار رفاقت ہوا ایفاے عہد جو کچھ محمد امین خان سے ہوا عنقریب بیان ہوگا کہتے ہین کہ فوج
دلاور علیخان جو باقی رہ گئی تھی پریشان حال عالم علیخان بہادر سے جا ملی اور نظام الملک سرانجام کار اور درستی مجروحان
اور ترغیب اور تحریص مردم مین مصروف رہا اور عالم علیخان کے رفقا کو خوب بہکایا انورخان ناحق شناس سادات کا حق
پرورش فراموش کرکے نظام الملک سے جا ملا یہان بہی خبث باطن ظاہر کیا کہ عالم علیخان کو لکھا کہ ہنوز نظام الملک
فی الحال قوت نہین پکڑی جلد پہونچیے وقت فرصت ہاتھ سے نہ دیجیے اتفاقاً وہ خط نظام الملک کے ہاتھ لگا اور انورخان
کی عزت خاک مین ملگئی جلد جزاے اعمال کو پہونچا عالم علیخان اوایل ماہ رمضان مین مع فوج قریب پچیس ہزار سوار کے
چلا جسمین بارہ تیرہ ہزار سوار مرہٹہ راجہ ساہو کے ملازم تھے اور کنڈو دہاریا و سنکراجی ملہار وغیرہ سرداران مرہٹہ جو کہ
مرہون احسان تھے ہمراہ ہوے اور بعض امراے مشہورہ دکن بہی ظاہری اطاعت کے رو سے مجبور ہمراہ ہوگئے تھے القصہ
کتل فردا پور مین جو صوبہ خاندیس اور بالا گھاٹ اورنگ آباد کے مابین واقع ہے ٹھہرا فوج مرہٹہ حسب ضابطہ
خود غنیمات کی لوٹ مار مین منتشر ہوئی نظام الملک نے اسباب فاضل اور ناموس کو قلعہ اسیر مین روانہ کرکے
عالم علیخان کی لڑائی کو آمادہ ہوا چونکہ دریاے پورنا جو کہ برہانپور سے ۱۰ کوس پر واقع ہے نہایت طغیانی مین تھا عبور
مین توقف ہوا آخر نظام الملک عوض خان کے رہنمائی سے سترہ کوس بائین جانب سے پایاب پاکر بلاتاخیر بے سمجھے بلغار کر گیا
عالم علیخان اس عبور سے آگاہ ہوکر مقابلہ کو متحرک ہوا اپنی وسعت مقدور کیواسطے پیشقدمی کر گیا نظام الملک کا لشکر
گہیر کر شوخیان کرنے لگا ایک تو بارش کا برابر تار لگا تھا دوسرے مرہٹہ محیط تھے چند روز تک نظام الملک کے لشکر مین

قلعہ کی گرانی اور کمیابی ظاہر ہوئی مرہٹہ بھیر و بنگاہ مین چپاولی کی لڑائی کیے جاتے تھے عوض خان اور مرہٹہ جو نظام الملک کو رفیق تھے اور حسین علیخان کے مخالف تھے تدارک کرتے تھے اور نظام الملک تامل کے ساتھ جنگ کنان اُس موقع کا جویان چلا آتا تھا کہ کوئی عمدہ موقع لڑائی کا ہاتھ لگے تا آنکہ قصبہ بالاپور جا پہونچا اور وہان پر موقع دلخواہ پاکر لشکر گاہ کیا

عالم علی خان کا نظام الملک سے مقابلہ کرنا اور نہایت بہادری سے راہی عدم ہونا

عالم علیخان بہادر پانچویں شوال کو نظام الملک کے مقابلے پر پہونچا مشہور خان اور غالب خان ولد رستم خان دکنی کو ہراول کر کے امین خان برادر خان عالم اور عمر خان بنی عم داؤد خان اور شمشیر خان اور محمد اشرف خان بخشی اور فرزند خان دلیوان اور حبشی خان اور محمدی بیگ کی کشتی شاہی بہ ہمراہی اور رعایت طلب خان اور خواجہ رحمت اللہ خان وغیرہ دلاوران نامی اور سرداران گرامی کو یمین و یسار مین جگہہ دیکر توپخانہ کو بجائے شایستہ لگا یا دس بارہ ہزار سوا پیادہ کرناٹکی روہیلہ کیکر فیلان مست غرق آہن کو توپخانہ کے پیچھے مقرر کیا چونکہ جوان نو رسیدہ ناتجربہ کار تھا باوجودیکہ دلاور علیخان کی لڑائی کا حال سن چکا تھا کہ نظام الملک نے کمین گاہ مقرر کی تھی اور اوسی کے پوچھا رسے دلاور علیخان نے شکست کھائی اپنی فکر نہ کی اور بلا مین گرفتار ہوا سچ ہے سب پیش آتی ہی وہی جو کچھ کہ پیشانی پہ ہے القصہ ماہ مذکور عرصہ کارزار گرم ہوا نظام الملک نے رحمت خان بہادر کو ہراول کر کے غازی الدین خان اپنے لڑکے کو ہمراہ کیا اور عبدالرحیم خان اور رعایت خان اور سعد الدین خان اور داراب خان اور کامیاب خان اور غیاث خان اور قادر داد خان اور اختصاص خان اور دلیر خان اور فتح اللہ خان اور انور خان وغیرہ کو مع چندر اجاؤن کے میمنہ اور میسرہ پہ تعین فرمایا اور خود مع عوض خان کے قول مین آیا اور تنہا مرہٹہ کو مع بعض زمینداروں کے پیشگاہ مین چھوڑ کر ہنگامہ مخالف کے یورش و قمع کرنے کو حکم دیا اور توپخانہ اور بان جو کچھ ہمراہی مین تھا اور جسقدر قلعہ اسیر اور برہانپور اور دلاور علیخان کے لشکر سے حاصل کیا تھا اول روز قوولیاہی لگا رہا رات کو گوشہائے مخفی مین واقعہ مین ویسار لگا دیا اور دلاوران متہورین کو مع چہرہ دار توپ اور بان کے کمین گاہ مین کھڑا کر دیا اور خود اونکے زیر پناہ ہوا فوج عالم علی خان کی متحرک ہوئی مشہور خان ہراول دس بارہ ہزار سوار ہمراہی سے نظام الملک کے توپخانہ پر بہ حملہ آور ہوا لیکن جبکہ پہلی ہی بار مین ہزاروں بار ہے اور کہنی خاک مین ملگئے مبارزان مغلیہ جو نظام الملک کے نوکر تھے دلاوری کر کے ہراول کے مقابلہ مین جا پہونچے عالم علیخان کی فوج مین عجب طرح کا زلزلہ آیا عالم علیخان اپنے فوج کی سراسیمگی دیکھکر مع عیاث خان ہمنشین کے مدد کو آپہونچا حملات بہادرانہ سے نظام الملک کی سپاہ پر عرصہ تنگ کیا فوج مشہور رو گردان اور اوسکے تعاقب مین عالم علیخان مع رفقا کے شتابان ہوا اگرچہ مان ہوشیاری ہاتھ سے چھوڑ دی آگے پیچھے کا خیال نرہا جلد جلد قدم بڑہاتا آتا تھا تقدیر برگشتہ کی رہبری سے توپخانہ کمین گاہ اور فوج مغل کے برابر جا پہونچا ناگہان او دہر سے یکبارگی بان اور توپ چہرہ دار کی فیر سے قیامت برپا ہوئی دوم

باروت سے تاریکی چھا گئی گویا موت کی بدلے اوندائی چہروں کی بوچھار سے موسلا دھار خون برسنے لگا بعد رفع تاریکی معلوم ہوا
کہ سہو خان ہراول اور غالب خان اور شمشیر خان اور محمد اشرف خان اور خواجہ رحمت اللہ اور ہاشمی خان اور محمد بیگ
وغیرہ جانباز مجروح و مقتول اور اکثر سوار و پیادہ افغان کا خاتمہ ہو گیا ان عالم علیخان بہادر باوجود مجروحی چند بہادران جانفشان کی
ساتھ مستقیم الحال رہا اور مسیدم آگے کو بڑھتا جاتا تھا اس وقت میں اختصاص خان نیز کہ غالماً اور میر غیاث خان
جسکی ایک آنکھ تیر سے زخمی ہوئی تھی جسارت کرتے ہوئے عالم علی خان کے روبرو ہوئے اور دیگر
سرداران نظام الملک بھی جو اس سے قرابت رکھتے تھے مدد کو پہونچے عجب طرح کی زد و خورد ہوئی آخر کار اختصاص خان
نے دو تلوار کا ہاتھ مارا کہ سر بدست عالم علی خان کا ہاتھ حرکت سے معطل ہوا اور فوج نظام الملک کی یورش
متواتر سے بہادر نوجوان کہ قدم بقدم ساتھ تھے جنمیں اکثر فیل نشین اور باقی گھوڑے والے اور پیادہ تھے سرخرو ہو کر شہید
ہوئے سنکراجی ملہار زخمی مع چند سرداروں کے گرفتار ہوا اور عمر خان بہادر زادہ داود خان اور اسد خان بہادر جانا عالم
ہتھیوں نے دو تین لاکھ روپیہ اور تین چار ہاتھی اس لشکر میں خان مرحوم کے لیے تھے ہر وقت مقابلہ کرتے جاتا ہو کر
مع بعض دیگر رفقاء پیشہ کے لشکر نظام الملک میں ملحق ہوئے اور خیمہ وغیرہ کل کارخانہ جو کہ اوسکے ہمراہ تھے سب نظام الملک
کے قبضہ اختیار میں آیا اس لڑائی میں بجگوجی نامی سردار نظام الملک کا آفت جانی ہوا اسپر ہوا چند زخم مجروح ہوئے
تھی مرہم لطف و مدارا سے جلد چنگے ہو گئے اس خبر کے سننے سے جسقدر رنج و غم قطب الملک اور امیر الامرا کو ہوا بیان
سے باہر ہے خصوصاً امیر الامرا کے گھر میں کا نا سا نقش کرنے لگا ایسے ناموس کی فکر سے جو دکن میں تھے نہایت
مشوش تھا ہفتہ بعد خبر پہونچی کہ حسین علی خان کے قبائل کو مع مال و اسباب کے قلعہ دار دولت آباد نے قبل پہونچنے
فوج نظام الملک کے قلعہ میں گھیر لیا تھا اور باوجود کمال آزردگی کے جو حسین علی خان سے رکھتا تھا لوازمہ غمخواری
کی مراعات کی اس خبر سے کسیقدر دلجمعی امیر الامرا بہادر کی ہوئی اور نیز اسی ہفتہ میں خبر پہونچی کہ مبارز خان صوبہ دار
حیدرآباد اور دلاور خان جو باہم ہم زلف ہیں سات آٹھ ہزار سوار سے رفیق نظام الملک ہوئے ہیں

امیر الامرا کا دکن کو جانا اور قطب الملک کا شاہجہان آباد آنا اور دیگر سوانحات کا بیان

انجام کو یہ صلاح ہوئی کہ قطب الملک بادشاہ کی نیابت پر دار الخلافہ میں رہے اور حسین علیخان بادشاہ کی معیت
میں جاکر نظام الملک کی سزا کرے جب یہ عزم بالجزم ہوا امیر الامرا نے محمد سید سعادت خان ولد اسد اللہ خان کے زر دیکر
بہیجا کہ جماعہ داران عمدہ افغانی اور بارہہ کو طلب کیا تا انکہ قریب پچاس ہزار سوار قدیم اور جدید نوکر رکھکر مع بادشاہ اور افواج شاہی اور
راجہ وغیرہ اور توپخانہ جہان آشوب اور گولہ انداز قضا و سہ ساتھ ہمراہ لئے اخر شوال کو دکن کا ارادہ پیش خیمہ کیا اور خود امیر الامرا کوچ کرکر
اکبر آباد سے دس کوس پر مقام کیا چونکہ اہل سفر لگا رہی تھی امیر الامرا نے چند امور صریح بر خلاف کئے چنانچہ اوائل ذیقعدہ میں

میر آتش کی خدمت سید خانجہان سے لیکر جو حسین علی خان کے اقربا میں تھا حیدر قلیخان کو دی اور ۹ ذیقعدہ [illegible]ھ کو
محمد شاہ نے اکبر آباد سے کوچ کرکے تین کوس پر جاکر مقام فرمایا اور سید عبد اللہ خان نے بطریق مشایعت رفاقت کی
رخصت لی پندرہ ذیقعدہ کو جشن بادشاہی تھا قطب الملک جانا چاہتا تھا کہ بعد فراغ رخصت ہو حسین علی خان راضی نہوا
چار کوس سے رخصت کر دیا اور اوسی مہینے کی چودہویں تاریخ کو حسین علی خان بادشاہ کو ہمراہ لیکر فتحپور میں جا منزل گزین ہوا
اور تین چار مقام واسطے سرانجام جشن جلوس کے فرمائے قطب الملک نے مع حامد خان عموی نظام الملک کے اور [illegible]
اور غازی الدین خان غالب جنگ اور ابراہیم خان اور نعمت اللہ خان اور میر خان اور سید صلابت خان وغیرہ امرا کے ساتھ
پیروبال کے وہاں رکھکر ۱۹ کو شاہجہان آباد کی راہ لی اثناے راہ میں محمد خان بنگش نے ملاقات کی اور بہ تقریب [illegible]
بادشاہ اور تمہید مستی ظاہر کرکے چالیس ہزار روپیہ علاوہ چھ لاکھ روپیہ کے جو حسین علی خان سے بوعدہ ہمراہی [illegible]
لیکر اپنی راہ لیکا شرکت کا فقط بہانہ تھا

مارا جانا امیر الامرا حسین علیخان بہادر کا اثناے راہ دکن میں امراے ترمن کے مکر و فریب سے اور زوال دولت بارہہ

جب کہ قطب الملک شاہجہان آباد کے چالیس کوس پر پہونچا امیر الامرا حسین علیخان بہادر اور غیرت خان بہادر اور بہا [illegible]
خان مذکور اور نور الدین علیخان برادر امیر الامرا کے کشتہ ہونے کا حال رتن چند کے خط سے جو نہایت اضطرار میں تحریر کیا تھا
مطلع ہوا شرح اسکی یہ ہے کہ جب بادشاہ کو چند ایام اختیار نہ رہا دست تسلط سادات کا ہوا امراے قدیم نظام الملک اور [illegible]
اور اعتماد الدولہ کو رشک ہوا ہر وقت سادات کی فکر میں رہتے تھے اور محمد امین خان نے بادشاہ سے [illegible]
اجازت حاصل کی نظام الملک کو شورش پر آمادہ کیا اور اوسکی کوشش کا اثر عالم علیخان اور دلاور خان پر گذرا جب محمد امین خان نے امیر الامرا کا [illegible]
نظام الملک کی استیصال پر دیکھا سمجھا کہ اپنی ذلت اور مخصوص تورانیوں کی بھی اور یہ یقین تھا کہ ہر وقت مقابلہ امیر الامرا غالب ہوگا لہذا یہی فکر تھا
روز و شب رہتا تھا کہ امیر الامرا کو اثناے راہ میں غافل پاکر مار ڈالے مگر یہ امر دشوار دوسرے کی اعانت بغیر ناممکن تھا کہتے ہیں کہ میر محمد امین
المعروف سعادت خان جو سادات نیشاپور خراسانی میں تھا اور جسنے عہد فرخ سیر میں عہدہ ہفت ہزاری حاصل کیا تھا بعد اوسکے
ہندون بیانہ کی فوجداری پر جو عمدہ محالات اکبر آباد میں سے مقرر ہوا اور وہاں زیادہ سپاہ فراہم کی اور سید
عبد اللہ خان سے مدد لیکر وہاں کا بندوبست کیا اور سرکوبی مخالفین کے جلد میں اضافہ پانصدی سے مقرر ہوا
اس سفر میں کسی اپنے مدعا کو ہمراہ لشکر محمد شاہ کے تھا محمد امین خان نے بمناسبت وجہ اوسکو اپنا ہمراز و ہمدم بنا کر
باہمدگر میر حیدر خان کاشغری سے جو قوم چغتا اور بسبب ہمشیری کے میر کا خطاب رکھتا تھا درخواست صلاح
کی میر مذکور نے جو نہایت بیباک اور مرد شجاع تھا قبول کیا [illegible] اور صلاح کی کہ [illegible]

اس مہم کو انجام دیجیے بالآخر یہ اس امر کا میر حیدر کے نام پڑا اور اس نے عرضی متضمن شکایت محمد امین خان کے لکھی اور ایک
کو اپنے ہمراہیوں سے ہمراہ لیکر روز چہارشنبہ ۶ ذی الحجہ ۱۱۳۱ ہجری کو جب کہ فتحپور سے ۳۵ کوس پر مقام ہوا تھا آیا اور محمد امین خان
ڈیوڑھی پر پہنچ کر ایک دولتخانہ شاہی کے بھی خراج والا ظاہر کرکے اپنے تئیں حیدر قلی کے پیش خیمہ میں پہونچایا اور اوسکو بھی
اس ارادے سے آگاہ کرکے متفق کیا امیر الامرا بادشاہ کو خیمہ میں اوتار کر داخل محلسرائے کرکے خود خیمہ سے نکلا اور عازم اپنے لشکر کا
ہوا چونکہ اپنا ڈیرا اوسی ایک کوس پر ہوا کرتا تھا جب دروازہ گلال بارہ کے نزدیک پہونچا میر حیدر نے دور سے نمایاں ہو کر کاغذ عرضی
کو نمایاں کیا چیلہ اور چوبدار روبرو آنیکو مانع ہوئے قضا و قدر نے امیر الامرا کے دل میں ڈالدیا کہ حکم روبرو آنیکا صادر فرمایا
میر حیدر خان نے دوڑ کر عرضی گذرانی اور متصل پالکی عرض حال کرتا ہوا چلا جاتا تھا چونکہ امیر الامرا متوجہ ملاحظہ عرضی ہوا
میر حیدر خان نے پیش قبض کمر سے نکال کر اس زور سے اوسکی جگر پر ماری کہ دوسری طرف برآمد ہوئی اور اوس ضرب سے شہید
ہو گیا لیکن اوسی جلدی میں امیر الامرا نے قاتل کو لات مار کر فرمایا کہ بادشاہ کو قتل کر ولات کے صدمہ سے پالکی لڑکی اور
لاش امیر الامرا کی زمین پر گر پڑی اسکے دیکھتے ہی نور اللہ خان ولد اسد اللہ خان نے جو امیر الامرا کا عمزادہ تھا اور پیادہ پالکی
کے ہمراہ چلا جاتا تھا اپنی تلوار سے قاتل کو قتل کیا اور ایک روایت یوں بھی ہے کہ اسکے قتل میں میر مشرف بھی شریک ہوا
اور دوسرے مغل کو جسنے نور اللہ خان کو مارا میر مشرف نے روانہ عدم کیا اور خود زخمی ہوکر جان بچا گیا دوسرے مغل ہجوم کرکے
امیر الامرا اور نور اللہ خان کا سر کاٹ کر بادشاہ کے روبرو لائے خواجہ مقبول خان ناظر امیر الامرا نے جانفشانی کی زخمی ہو کر
تین چار روز کے بعد حق نمک سے ادا ہوا امیر الامرا کے سقے اور خاکروب نے بھی شرط رفاقت کی ادا کرنے میں شمشیر برہنہ
بادشاہ پر دوڑے مگر تسبیح خانہ کے نزدیک دست مغل و ایرانی الملک کے تیغ سے مارے گئے کسقدر ہمراہیان محکم سنگھ
دیوان امیر الامرا نے گلال بارہ کے دروازہ پر پہونچکر راہ مسدود کی اور راجہ دیوان خاص کے پھاٹک پر شمشیر عریان جا پہونچے
دو تین نفر زخمی اوٹھاکر اور امیر الامرا کو کشتہ پاکر واپس ہوئے بعض مردم برقنداز حسین علیخان بہادر کے برقنداز بھی
کرکے پریشان و فرار ہوئے

خبر قتل امیر الامرا عزت خان کو پہونچنا اور بادشاہ کے مقابلہ میں آکر جان دینا

جب امیر الامرا کی خبر قتل عزت خان بہادر خواہرزادہ امیر الامرا کو پہونچی مطلق آراستگی فوج اور توپخانہ اور طلب رفقا
اور درستگی سامان لشکر کے رومال سے آنسو پونچھکر ہاتھی پر سوار ہوا اور بادشاہ کے مقابلہ پر دو تین ہزار سوار سے آپہونچا
اوسوقت سعادت خان نے محمد امین خان اور حیدر قلیخان کی رہنمائی سے حرم سرائے شاہی کے دروازہ پر پہونچکر رفقائے
امیر الامرا کو جو بغرض ازدحام کے ہوئے تھے دفع کیا اور ہر چند والدہ شہریار بمقتضائے رأفت مادری بادشاہ کے باہر نکلنے پر
راضی نتھی مگر سعادت خان نے بمقتضائے دولتخواہی بکمال الحاح بادشاہ کا ہاتھ پکڑ کر محل سے باہر لایا اور اعتماد الدولہ
اپنے ہاتھی پر سوار کرا کر خود خواصی میں بیٹھا چونکہ فوج اور بادشاہی رسالہ اور امرائے موافق دستور ہر روز کے اپنی اپنی جگہ پر

کو گئے تھے اوسوقت قلیل جمعیت تھی مغل محمد امین خان کے ہمراہیون سے اور کسیقدر مردمان سعادت خان کے کام
شاہی مین تھے حیدر قلیخان جنے حسن لیاقت سے آج کے واسطے مردم توپخانہ کو مشغول کر رکھا تھا عین آشوب و رستخیز مین
آیا عزت خان بہادر کہ جو کہ دو ہزار سوار سے نہایت نزدیک آگیا تھا احضار مردم اور توپخانہ اور فیل خانہ بادشاہی مین بسرعت کی
اور عین اضطراب مین درستگی فوج کر کے مستعد مبارزی ہوا اور عزت خان شیر ژیان کی طرح جان سے ہاتھ دہوکے
نہایت بیقراری سے چلا آتا تھا گویا کہ کمان کا تیر تھا اوس بہادر کو مد نظر یہ تھا کہ اول قاتل کو قتل کرے بادشاہ اور
محمد امین خان اور حیدر قلیخان کو پیچھے حیدر قلیخان کی کافرمائی سے گولہ اولے کی طرح سے برستا تھا اور حیدر قلیخان نے
معرکہ کارزار کو ایسا گرم کیا کہ چار سو سے صداے احسنت احسنت آنی لگی امراے بادشاہی بتواتر مدد کو پہونچے جاتے تھے اور کم لوگ
عزت خان کی مدد کو بھی پہونچے تھے خلاصہ عزت خان نہایت نزدیک حیدر قلیخان اور بادشاہ سے آگیا عزت خان سے ہزار اگر اجل
تو دور بھی ایسا پشت سپر مین تیر لگا ہوا کہ بعد فتح نہایت دشواری سے برآمد ہوا تھا قمر الدین خان اور سعادت خان حیدر قلیخان
کی مدد پر پہونچے تھے شرط وفا ادا کی بادشاہ اپنے دست مبارک سے تیر افگن تھا اس عرصہ مین لوٹیرون نے امیر الامرا وغیرہ
سادات کے خیمون مین آگ لگادی اور اوسکے مال و اسباب کو جو کہ وہ رستے زیادہ تھا لوٹ لیا اور صمصام الدولہ خاندوران بہادر منصور
جنگ بادشاہ کی مدد پر حاضر ہوا عزت خان نے بعد دو تین زخم تیر کہانے کے حیدر قلی خان کے خواص کی گولی کہا کر راہ عدم لیا
خزانہ وغیرہ اوسکا خوب لوٹا گیا اور جو کچھ راہ مین رہگیا تھا لوٹ سے محفوظ رہکر داخل خزانہ بادشاہی ہوا

بعد قتل امیر الامرا کے اوسکے ہمراہیون پر جو ایسا آنیکا اظہار

بعد فتح و نصرت کے حیدر قلیخان نے محکم سنگہ کو پیغام جان بخشی کا بادشاہ کی طرف سے دیکر اپنے پاس بلوایا اور عفو تقصیر کی بعد منصب شش ہزاری
سے سرفراز کر دیا اور تین چند کو اعتماد الدولہ کی طرف سے مکرر پیغام پہونچے کر اوسکو یہ خیال ہوا کہ جان کا بچنا محال ہے پس
ایک شقہ مشتمل باجرا قطب الملک کے نام لکھکر شتر سوار کو رخصت روانہ کیا اور خود سواری پالکی اپنے گھر کو چلا کہ وہ مغل اور
کچہ پاسند بازاری نے جو کہ اوسکے اطوار ناشایستہ سے بیزار تھے اوسکے سر پر پہونچکر پالکی سے اوتارا اور عریان اوسکے احوال سے محمد امین خان کی
پاس لا کر حاضر کیا اوسوقت جان کا امان خواہ ہوا محمد امین خان نے لباس پہنوا کر قید مین رکہا راے سرونمل جو قطب الملک
کا وکیل تھا وقت کی نیرنگ سازی دیکھکر ڈاڑھی منڈوا کر صورت مخنث بنائی اور کسیقدر مال و اسباب لوٹا کر بقدر حاجت
نقد و جنس ہمراہ لے آشنایون کے گھر مین بسر کرنے لگا اور سروقت قابو آکر جدا گیا اور حیدر الہ یار خان کے پاس جا پہونچا اعظم علیخان
خدمتگار مقرب حسین علیخان جو صاحب فیل اور داروغہ داغ و تصحیحہ اور لڑائی کے دن عزت خان کا رفیق ہوا تہا
دو تین روز تاخت و تاراج کی آفت سے محفوظ رہا آخر کار مال و آبرو دونو برباد ہو کر قید ہو گیا اور [illegible] باوجود
وعدہ عطاے اضافہ اور رعایت نقد کو پاس [illegible] ایک جماعت کو فوج بادشاہی ہمراہ اور محمد امین خان [illegible]

کی رفع تشنیع عوام کے واسطے جنازہ امیر الامرا کو غیرت خان ولد نواب اولیا کا زیارت مین لیکر گیا ٹہری اور بنابر جرأت و تہور داد المہار شجاعت
کی وہان مخاطب سے فرمایا پایا دن یہ لوگ شہر مین کہ سہو ت پہنچ بعد ازان جنازہ روانہ اجمیر کیا تاکہ اونکو میر عبد اللہ خان کے جوار مین دفن کرین
جنازہ آرائی سے یہ غرض تھی کہ راستے مین رہزن لوگ لوٹ کر غارت نکرین لیکن یہ امر ہوا جسجگہ تابوت پہونچتا وہان کے لوگ
احترام کے ساتھ پیش آتے آخر اجمیر پہونچا کر پیوند خاک کیا سے زمانے کا رسم ہے رنگ دگر کبھی شام ہے اور کبھی ہے سحر
عوض داد و دانش سے رکھ صبح شام فکر لحد فنا تا رہے نیک نام یہ معتمدین سے دریافت ہوا کہ داد و دہش یہ دونون صفات امیر الامرا
مین تھے اور جو کچھ فرخ سیر اور امیر الامرا کے بعد گذرا اخبار سے معلوم ہوتا ہے کہ بار رحم اہلکاری اسرز د ہوا و رنہ کون ہے کہ
حفظ آبرو اور جان کو نچاہے دنیا طالب البتہ حفظ آبرو نہین کرتے بلکہ بالعیان جدا ہیولی سے ہوی حفظ ناموس اسے لوگ ہوتی
ہین جنکا یہ مقولہ ہے سے آبرو جگ مین رہے او رجان جانا تم ہے الغرض اسد اللہ خان معروف بہ نواب اولیا جو کہ فراغت یافتہ ہوا تھا زیارت
بیت اللہ کی حاصل کرکر اپنے مقصد کو روانہ ہو گیا اور غلام علیخان کو خطر کچھ فرق شامت تھا جو ہر وقت کرانے بادشاہ کے
اوس سے ظاہر ہوتی تہین بے آبروئی سے محفوظ رکر کہ بوقت فرصت عبد اللہ خان کے پاس چلا گیا نصرت یار خان نوجہ
سادات نامے اور عبد اللہ خان سے غبار رکہتا تھا اور بموجب طلب حسین علیخان کے لشکر کو آتا تھا تین کوس پر خبر امیر الامرا کی
سنی چونکہ صمصام الدولہ سے محبت تھی اپنے آنے کی اطلاع کی صمصام الدولہ نے اسکو بلا کر اپنے ہمراہ بادشاہ کے حضور مین پہونچایا دو ہزاری کا اضافہ
پنجہزاری پر ہوا اعتماد الدولہ محمد امین خان کو منصب ہشت ہزاری ہشت ہزار سوار عنایت ہوا اور دو کرور دام انعام اور خدمت
وزارت مع لقب وزیر الملک بہادر ظفر جنگ کے مرحمت فرمایا اور خدمت میر بخشی کی صمصام الدولہ کو ملی منصب ہفت ہزاری اور
خطاب امیر الامرائی کا دیا قمر الدین خان ولد محمد امین خان بخشی دوم اور داروغہ غسلخانہ اور صاحب خزانات دیگر مقرر ہوا اور اضافہ ہزاری سے
منصب ہفت ہزاری کیا گیا حیدر قلی خان نے منصب ہفت ہزاری اور ششہزار سوار دو اسپہ یکہ اسپہ پاکر خطاب ناصر جنگ کا پایا سعادتخان
پنجہزاری ہوا اور خطاب بہادری او رعطاے نقارہ سے معزز ہوا اسیطرح جیسے ظفر خان وغیرہ ملازمان قدیم وجدید کی حوصلہ پوری فرمائے گئے

عبد اللہ خان کا بادشاہ سے لڑنا اور سادات کا روسیاہ ہونا

سید عبد اللہ خان شاہجہان آباد سے چالیس کوس نکل گیا تھا عزت خان بہادر کا شتر سوار مع نوشتہ خطر ناک چند
کہ متضمن سانحہ جانکاہ امیر الامرا کے آپہونچا بدریافت ماجراے گذشتہ عبد اللہ خان کے نظر مین جہان تیرہ ہوا اور رنجبر صبر و
شکیبائی چارہ کار نہ دیکھا خاموش دلمین قلق کا جوش ہوا شاہجہان آباد کو لوٹا بعض مشیرون نے ترغیب دی کہ
ہنوز اطراف کی فوجین بادشاہ تک نہین پہونچین اور حسین علیخان کا لشکر اوس سے متعلق نہین ہوا اسی عرصہ مین
پہونچنا چاہیے قطب الملک نے یہ گفتگو پسند کی صلاح ہوئی چونکہ بادشاہ مستقل اور اوسکے دل میل ہوتی ہین اور اس
سبب سے ہماری فوج شکستہ خاطر ہے بدون ہمراہی کسی شاہزادہ کے جو نسل عالمگیر سے ہو مقابلہ کرنا بہتر نہین لہذا

دار الخلافت کو کوچ کیا اس خبر کی شہرت سے گنوار مفسد اور میواتی اور زمیندارون نے متفق ہوکر بر وقت قابو پاکر جو اسباب
پہنچی سپاہ و خیمہ کو ریا لوٹنا شروع کر دیا ہر چند تادیب اور تنبیہ بھی اونکی ہوتی جاتی تھی مگر اس حرکت سے باز نہ آتے تھے ایکروز ہمراہیان پیش خیمہ
مین سے کوئی جماعہ دار مع اپنی جماعت کے مقتول ہوا اور ایک قافلہ شاہجہان آباد کا جسمین بعض اسباب حسین علیخان کا تھا
اور ہمراہ لیے جاتا جو لشکر سے دو تین کوس پیچھے پہونچا تھا تمام مال اسباب اوسکا غارت ہوگیا عمال محالات جاگیر نے رسیدان
مفسدون کو بے دخل کرکے محصول حریف کا خورد و نوش کر لیا سید عبد اللہ خان نے شجاعت اللہ خانکو مع میر تقی خانکے اس غرض سے شاہجہان آباد
بھیجا کہ کسی شاہزادہ کو منتخب کرین اور نیز اپنے بھائی نجم الدین علیخان صوبہ دار شاہجہان آباد کو تحریر کیا کہ اوسکی مدد سے اور
آراستگی اور فراہمی سپاہ اور سامان جنگ مین ساعی ہو آخر روز تاریخ آٹھوین ذی الحجہ کو یہہ خبر نجم الدین علیخان کو پہونچی قبل
اسکے کہ یہہ خبر مشتہر ہو ایک جماعت کوتوال کی ہمراہ محمد امین خان کے مکان پر پہونچی ایک ثلث رات گذری تھی تب اوسکا مکان گھیر لیا
اور اوسکے آدمی بنا بر اطلاع یا بخیال وفاداری اپنی جگہہ پر تہی رہے اور دروازون کے نگاہبان رہے آخر بموجب ممانعت عبد اللہ خان
یا بطور خود متنبہ ہوکر اس حرکت سے باز آیا اور نجم الدین علیخان نے عید قربان کی روز عیدگاہ جاکر نماز پڑھی بعد ازان عبد اللہ خان
کی بیٹھے ہوئے لوگ معز الدین کے لڑکونکی دروازہ پر آکر مستدعی اندر آنے کے ہوئے مگر اونہون نے نامنظور کیا اور شاہزادونکو سیر سے
بھی یہی معاملہ ہوا بعدہ سلطان ابراہیم ولد رفیع القدر نبیرہ بہادر شاہ کو راضی کیا

چندروز کیواسطے ابراہیم کا جلوس کرنا

گیارہوین ذی الحجہ سنہ ۱۱۳۲ ہجری کو سلطان محمد ابراہیم تخت نشین ہوا ابو الفتح ظہیر الدین محمد ابراہیم لقب مقرر کیا سید عبد اللہ خان
نے دو روز کے بعد شاہجہان آباد مین آکر بلازمت شاہ محمد ابراہیم حاصل کی غازی الدین خان کو منصب ہشت ہزاری اور خطاب امیر الامرائی
اور میر بخشی کی خدمت مقرر ہوئی اور نجم الدین علیخان بخشی دوم اور صلابت خان بخشی سوم اور بیرم خان بخشی چہارم مقرر ہوا
ہر ایک امرائے قدیم کی دلجوئی ہوئی جو اشخاص کہ رفیع الدرجات کے عہد مین معزول ہوئے تھے طلب ہوکر بعطائے منصب
و نقد خوشنود ہوئے اکثرون کو حکم ہوا کہ اپنی روپیہ در ماہہ پر رسالے بھرتی کرین اکثرون کے ساتھہ چالیس پچاس ہزار
روپیہ سے لاکھہ تک کی مدد ہوئی اور چاندخان محمودی نظام الملک کو محال جاگیر اور عطائے نقد سے تسلی دی بعض امرائے فرخ سیری مانند
اعتقاد خان و شایستہ خان و سیف خان و اسلام خان و صفی خان کو جو ذلیل پاتے تھے طلب کرکے امیدوار مکارم فرماکر رفاقت
کی ترغیب دی اسلام خان و صفی خان و محمد یار خان نے معذرت ناسازی مزاج ظاہر کی اور اعتقاد خان و سیف خان نے قبول منصب کرکے مدد خرچ
کو بقدر روپیہ بھی لیا لیکن اعتقاد خان وغیرہ منصبداران شاہی نے خیانت کی جو ایک منزل ہمراہ جاکر لوٹ پڑے اور نئے منصبداران کم
منصب کو ساتھہ مانند جلو خانہ وغیرہ کی ہفت صدی اور ہزاری تک بہت سی رعایات کین از آنکہ ان قدیم جو پچاس روپیہ کی تنخواہ کو نہی تھی ہشتاد روپیہ ماہیہ
سے خوشنود ہوگئے لیکن اب اس ایسی روپیہ مین پانسو سوار اور جدید بھرتی کیے ہوئے شریک ہوے اس سبب سے ملازمان

قدیم کی دل آزردگی ہوئی چونکہ فکر نگاہداشت سپاہ میں تاکید ہوئی نو ہزار سوار سرکار قطب الملک میں ملازم ہو گیا دو کروڑ تخمیناً ایک کروڑ روپیہ اس آراستگی سپاہ میں صرف ہوا

قطب الملک کا مع سلطان ابراہیم کے بعزم رزم محمد شاہ کے شاہجہان آباد سے نہضت کرنا

بادوی حجہ سنہ مذکور کو قطب الملک سلطان ابراہیم کو جو ہمیشہ کیر و فر تقریباً کراوسوقت میں میسر آیا ہمراہ لیکر شاہجہان آباد میں آیا اول عید گاہ میں مقام ہوا یہانپر غلام علیخان بشکر محمد شاہ اور نور علیخان اکبر آبادی آکر قطب الملک کی سپاہ سے ملحق ہوا اس شخص کو مع نجابت علیخان کی سوکہ بھیجا اور نشینی قطب الملک کا تھا اور جو وہ برس کی عمر پائی تھی قلعہ شاہجہان آباد کے بندوبست کو رخصت کیا چونکہ اول خبر پہونچی تھی کہ محمد شاہ ملک راجپوتانہ کی راہ سے متوجہ بیت الخلافہ ہے قطب الملک نے تیسرے کوچ میں خواجہ قطب الدین کے مزار کے پاس مقیم کیا بعد ازان سنا کہ اکبر آباد کی راہ آتا ہے لہذا فرید الدین فرید آباد میں آیا اور سیف الدین علیخان اور شہامت خان اور سید محمد خان و ذو الفقار علیخان وغیرہ رؤسائے بارہہ کا انتظار کرتے ہوئے طے مسافت میں تامل کرتا تھا ہر منزل میں فوج بارہہ اور افاغنہ وغیرہ داخل معسکر ہوتی تھی علی ہذا القیاس حسین علی خان کے سبھی نوکرون سے جو بادشاہ کے نوکر تھے بکا ہے لیکن وقت فرصت جلد سے ہر روز سو دو سو سوار آتا جاتا تھا جب کہ موضع پلول میں قطب الملک کا لشکر پہونچا سیف الدین علیخان اور شہامت خان اور سید محمد خان ولد اسد اللہ خان معروف نواب اولیا مع دیگر برادران وافواج بارہہ کے جو دس بارہ ہزار سوار کے قریب ہونگے اور ڈیڑھ سو اراب چنبر سادات بارہہ ساتھ ہمراہی میں آپہونچا انکے بعد چورامن جاٹ بدر بدل سنگہ چند ہزار جنود رمنار سورج مل کی جو زمینداران عمدہ اکبر آباد و متھرا کا تھا مع نکلم سنگہ اور کیقدر ہمراہیان حسین علیخان اور زمینداران اطراف کے ملحق ہوا علاوہ افواج سابقہ کی جو افتاب نظر کام کرتی تھی زمین نظر نہ آتی تھی اوسی روز چورامن نے دو تین زنجیر فیل اور چند قطار شتر جو لشکر محمد شاہ سے بیگ گیا تھا بطریق رہ آورد کی قطب الملک کو دیے قطب الملک نے اوسکو انعام میں دیا خلاصہ یہ کہ نوین محرم کو فوج محمد شاہ نے موضع شاہپور سے نکلکر متصل او رنخیم بنایا دونون لشکر کا فاصلہ کم رہگیا محمد شاہ نے ہر چند انتظار عبد الصمد خان سیف الدولہ بہادر دلیر جنگ اور راجہ دھیراج جے سنگہ کا کیا مگر یہ دو اور دیگر موانع کے سبب سے نہ پہونچ سکے ہان محمد خان بنگش تین ہزار سوار او رعزیز خان روہیلہ اور بایزید خان میواتی کے ساتھ حاضر حضور رہا اور جے سنگہ سوائی نے کہ چار ہزار سوار آنکر ملحق فوج شاہی ہو گئے ٭٭

جانبین کی صف آرائی اور محمد شاہ کی فتح و فیروزی سادات کی تیرہ روزی خاندان بارہہ کا زوال

نوین اور دسوین محرم سے طرفین کے لشکر ون میں حزم و ہوشیاری ہونے لگی حسب الحکم قطب الملک کے چورامن نے بہت کچھ سعی کی کہ بارود خانہ بادشاہی میں آگ لگا دے تاکہ توپخانہ کے سرگا و اڑ جائے مگر حیدر قلی خان میر آتش کی خبرداری

سے کچھ نہو سکا محمد شاہ کے لشکر کا سر اول حیدر قلیخان مقرر ہوا اور سعادت خان بہادر اور محمد خان بنگش دہنی طرف اور صمصام الدولہ اور نصرت یارخان اور ثابت خان مع دیگر فوج کے بائین طرف مقرر ہوے اور اعظم خان کہ ہمراہ سرداران جنگ آزمودہ کو طرح مین اور اعتماد الدولہ محمد امین خان کو مع ہادی خان اور قمر الدین خان اور عظیم اللہ خان اور طالع یار خان وغیرہ کے التمش پر ٹھہرایا اور شیر افگن خان اور ترتیب خان وغیرہ حضور خاص مین رہے اور میر جملہ اور عنایت اللہ خان اور ظفر خان اور اخلاص خان اور راجہ گوپال سنگہ بہدوریہ وغیرہ بہیر و بنگاہ کے محافظ ہوئے اور اسد علیخان وسیف اللہ خان و مجاہد خان و امین الدین خان وغیرہ مع فوج راجہ دہراج کے جرار غازی و جرار العادی مددگار و ہراول خدمہ محل کے قوت افزا ہوئے فیلان کوہ شکوہ کو یراق جنگ سے آراستہ اور عقب مین جوانان جرار توپخانہ لشکر آشوب کی مدد پر آمادہ ہوئے قطب الملک نے حسن پور پہونچکے مقام کیا ۱۲ محرم کو ترتیب لشکر مین مصروف ہوا سرداران بارہہ بموجب اپنے خوے رعونت انگیز کے جیسا کہ چاہیے مطیع تھے لہذا چند بار ترتیب ہوئے اور پہر برہم ہوئے بہرصورت نجم الدین علیخان اور سیف الدین علیخان اور غالب جنگ بہادر غازی الدین خان اور مظفر خان وغیرہ بارہہ ہراول پر مقرر رہے اور چاند خان وسیف خان و بہرام خان و نصرت اللہ خان و امیر خان و سید صلابت خان اور عبد الغنی خان اور اخلاص خان افغان و عمر خان روہیلہ و دیدار خان و عبد القدیر خان و صبغۃ اللہ خان و غلام محی الدین خان و دلیر خان و شجاع خان بلوچ و عبد اللہ خان ترین وغیرہ افغان صاحب الوس اور زمینداران فیل مع انبوہ بیشمار اور شتر فیل سوار مین ولیکن قطب الملک و سلطان ابراہیم کے مقابل پر پیدا ہوئے اور ابو الحسن خان بخشی رسالہ اور سید علیخان بخشی رسالہ اور ہمراہ مین بخشی مردم بارہہ پچیس ہزار سوار قدیم و جدید سے مع پیادگان بارہہ کے ہمرکاب قطب الملک کے سوار ہوئے ۱۳ تاریخ کی رات پاسداری اور حفاظت مین گذری صبح ہوتے تیر و کمان نے پیغام اجل پہونچانا شروع کیا بادشاہ نے فیل سوار ہو کر فرمایا کہ بموجب حکم رتن چند کا سر کاٹکر اوسکے ہاتھی کے نیچے پایمال کرین فوج دریا موج نے پیش آہنگی کے توپخانہ نے دہوئین اوڑانا شروع کیا اور کوس کی آواز کوسون تک پہونچین امن و امان گوشہ سلامت کو سدھارے عشق انگیز زبون ہلکو گوش کر دیبان کر کیا تو توپ کی گرج رعد کا کلیجہ پھاڑتی تھی بان کی آن بان سے شہاب ثاقب کی جان جاتی تھی توپخانہ مین حیدر قلیخان کا اہتمام تھا آتش افروزی مین ید بیضا کی کرامات روشن تھی ہر دم قدم بقدم پیشتر کو والا تھا بکسران بیدم کا چھکلتا تھا خصوصا نجم الدین علیخان نے دس بارہ ہزار سوار اور توپخانہ برق آثار سے درختان کنجان کی سایہ تلے جاکر ایسی آتش باری کی کہ طایر خیال کے پر جلنے لگے فوج بادشاہی پر ایسی آگ برسائی کہ عرصہ نبرد تنگ کر دیا بہادران نامی کے چہرون پر ہوائیان اوڑنے لگے بے شرم و بے حیاؤن نے راہ گریز لی بے حیائی کا پہلا سنا یا حیدر قلیخان مع صمصام الدولہ اس حال کے دیکہتے ہی نصرت خان اور ثابت خان وغیرہ بہادرون کے ہراول پر آئے نجم الدین علیخان کے مورچہ مین بعد شتر افتاقی سے آگ لگادی وہ مورچہ اوسکے ہاتھہ سے نکل گیا آفتاب کے ڈوبتے وقت قطب الملک نے فرمایا کہ مختصر خیمہ استراحت کے لیے آراستہ ہو چونکہ آسایش دنیوی انجام کو پہونچی تھی مقرون بصلاح نسمجہکر موقوف کیا جس وقت تھوڑی

[illegible]

چلا تمام رات قطب الملک کی فوج پر گولہ برستا رہا اکثر ہمراہی مجروح اور مقتول ہوئے خلاصہ یہ ہے کہ عجب طرح کا تحمل اون لوگون سے ظاہر ہوا بہت سی فوج نے بیقرار ہوکر امن و پناہ کی جستجو مین کنارہ کیا اکثر فیل سوار اور جماعہ داران معتبر نے فرار کرکے اپنے تئین گوارون کے لوٹ مار مین ڈالا اخیر شب کو جب راجہ محکم سنگھ نے فیل سواری پر گولہ لگا محکم سنگھ گھوڑے پر سوار ہوکر اس رنگ سے باہر نکل گیا کہ دیر تک اوسکے موت حیات کی خبر کسیکو معلوم نہوئی تا آنکہ ۱۴ تاریخ روز جمعہ کے صبح ہوتے ہی صرف دہ سولہ ہزار سوار منجملہ ایک لاکھہ سوار کے جو کہ تمام شب بیدار اور آٹھہ پہر توپخانہ آتشبار کے مقابلہ مین دوچار رہے اور گرسنہ اور تشنہ بسبب محرومی آب کے جو کہ بہت دور اور قوم جاٹ کے تصرف مین تھا حاضر رہے تھے اور بپاس آبروئی ہمراہ قطب الملک و غازی الدین خان وغیرہ سرداران وحامد خان و سیف خان و امیر خان و روح اللہ خان و نعمت اللہ خان و بیرام خان وغیرہ اور چند جماعہ دار قدیم الخدمت مثل صبغۃ اللہ خان و شیخ بہلا کے رہگئے تھے محمد شاہ بادشاہ پسند ہاتھی پر سوار مع امرا و رفقا کے تمام شب زینت افزا رہا ناگہان نجم الدین علیخان نے مع سرداران بارہہ کے قدم دلیری بڑہایا اور باوجود تشنگی اور صدمۂ آتشباری توپخانہ شاہی کی کچھہ پروا نکرکے بمقتضائے شجاعت آبائی قیامت اوٹہائی رفقائے محمد شاہ خصوص حیدر قلیخان و صمصام الدولہ نصرت یار خان کہ وہ بھی سرداران بارہہ سے تھا اور نجم الدین علیخان اور قطب الملک سے دعوی ہمسری کا رکھتے تھے آب شمشیر سے غبار کدورت دہونے لگے دونون طرف سے ایک دوسرے پر جا گرے وہ شور و شین ہوا کہ قیامت کی انتظار جاتی رہی تیر و تفنگ سے آگ برسنے لگی ہتھیارون کے دل جلنے لگے سعادت خان لی تحصیل ننگ کی نام و نشان کو جانثاران شاہی کی مدد پر قدم اوٹھایا شیر افگن خان مدد پادشاہ سے مقابل کو دکمند پیچان اور نوک سنان سے اولجھایا درویش علیخان داروغہ توپخانہ صمصام الدولہ اور عبد الغنی داروغہ توپخانہ حیدر قلیخان اور میارام منشی اور محمد جعفر نبیرہ حسین خان نے مع دیگر چند آدمیون کے جان نثاری کی نصرت یار خان نے بھی دو زخم تیر کے کہائے اور دوست علیخان مع دیگر ہمراہیون کے مجروح ہوا قطب الملک کی طرف سے شہامت خان با نام و نشان مع فتح یار خان اور تہور علیخان اور عبد القدیر خان برادر قاضی میر بہادر شاہی اور عبد الغنی خان ولد عبد الرحیم خان عالمگیری اور غلام محی الدین خان اور صبغۃ اللہ خان عرف شیخا مع پسر شجاع خان بلوچی کے رہرو عدم ہوئے اور اونکے ہمراہی بھی اس معرکہ تنگ آرا مین آقا کے خدمتگذاریون کو ساتھہ ہوئے نجم الدین علیخان بہادر جنکے ذات سے گرمی بازار معرکہ آرائی تھی زخمی ہوا اور زخم پیشانی کے چشم زخم سے دیدہ نے نور بصر سے چشم پوشی کی قطب الملک نے اپنے بھائی کا وقت تنگ دیکھکر باقیماندہ دلاوران بارہہ کے ہمراہ نجم الدین علیخان کے مدد پر قدم زن ہوا اسی وقت چورامن نے لشکر بادشاہ کے عقب مین بہو نچکر شورش اوٹھائی اور قریب ایکہزار اونٹ بیل آریل کی جو جمنا کنارے تھے مع چند شتر لنگر خانہ اور دفتر کے لوٹ کر فوج بادشاہی کے مقابل جو کہ بنگاہ کی حفاظت پر مامور تھی ہو ا پیدا ہوا بادشاہ نے بھی تیر جگر دوز اوسطرف کو چلایا محمد امین خان نے مع ہادی خان داروغہ تیر قندازان خاص کے اوسکی مدافعت کی اودہر قطب الملک کی پشت گرمی سے باقیماندہ فوج بارہہ اور نجم الدین علیخان کے رفقائے نیم جان

کی قوت طبعی باوجود بیماری صمصام الدولہ وغیرہ امرا کے لشکر بادشاہی مین بدحواسی چھا گئی حیدر قلیخان اور سعادت خان اور
محمد خان بنگش نے یہ حال دیکھکر چاہا کہ قطب الملک کی کمر توڑدین قطب الملک اس ارادہ سے آگاہ ہوکر حیدر قلی خان
کے مقابل آگیا اور حیدر قلی خان مع دیگر امرا کے دست بگریبان ہوا تیر کے سناٹے سے عجب طرح کی کشاکش پڑ گئی اس اخیر وقت کے
دار وگیر مین سید علی خان ابوالحسن بخشی کا بھائی زخمی اور اسیر ہوا اور طالع یار خان کی سعی سے شیخ ہٹیلا جان سے گذرا حیدر قلی خان
مع افواج آراستہ اور صمصام الدولہ اور اسکے رفیقون کے اتفاق سے قطب الملک پر حملہ آور ہوا باوجودیکہ بارہا سابقہ لڑائیون
مین عرصہ کارزار تنگ ہوا تھا مگر بطور بہلوانان مشہور ہندوستان کے کبھی ہاتھی سے نہ اترتا تھا اور سرداران نامی شجاعت پیکان جب
تمکین کی راہ رسم نچھوڑی تھی اب دیکھیے جبکہ بخت و دولت نے مددگاری سے رخ پھیرا ہو ون ایسے خیالات کے حواس باختہ
تدبیر مین خطا کرنے لگا باوجودیکہ دو تین ہزار سوار جرار ہمرکاب تھے مگر اس خیال سے کہ شاید سواران ہمراہی گھوڑون سے زیادہ
پیادہ ہوکر جانفشانی کو آمادہ ہون ہاتھی سے اتر گھوڑے پر سوار ہوا تقدیر تو برخلاف ہو گئی تھی بجز اس عمل کے سیف الدین علیخان
و شجاعت اللہ خان و ذوالفقار علیخان و عبداللہ خان ترین و ابوالحسن خان بخشی فوج وغیرہ مع سرداران بارہہ کے اس گمان سے
کہ شاید قطب الملک مارا گیا یا اس امید سے کہ انجام کو شکست ہوگی قطب الملک سپہ سالار کو تنہا چھوڑ کر فرار کر گئے اور دوسرا
قول یہ ہے کہ قبل اترنے قطب الملک کے ہاتھی سے سیف الدین علیخان نے اولاً بھاگنے کا اظہار اختیار کیا قطب الملک
نیرنگی تقدیر سے حیران تن تنہا میدان رزم مین دلیرانہ کھڑا ہوا چونکہ سر سے پیر تک غرق آہن تھا اس لڑائی مین پیشانی پر
زخم تیر اور ہاتھ پر صدمہ شمشیر اوٹھاکر اسیر پنجہ تقدیر ہوا اوسوقت حیدر قلی خان نے قطب الملک کو پہچانا اور نجم الدین علیخان
بھی قطب الملک کے حال مین شریک ہوا دونون بھائیون کے زبان پر یہ اشعار روان تھے ع من آنم کہ چون حملہ آوردمی
برہ از کف انگشتری بردمی ؛ و سے چون نگہ داختر یاوری ؛ گرفتہ گرد مہ چو انگشتری ؛ بہ بیہار کی کند مفقر وخوشتم ؛ چو یاری
نکرد اختر روشنم ؛ کلید ظفر چون نباشد بدست ؛ بہ بازو در فتح نتوان شکست ؛ حیدر قلیخان نے دونون بھائیون کو ہاتھی پر سوار کراکے
حضور مین حاضر کیا چونکہ محمد شاہ کی طبعیت جبلی مین رحم تھا بنظر شفقت ملاحظہ فرماکے حیدر قلیخان کے حوالہ کیا شادیانہ فتح کے بجوائے بعض امرائے
مغلوب داخل لشکر شاہی ہوکر محظوظ ہوئے غازی الدین خان بہادر غالب جنگ اس ماجرے کے بعد لوٹ کر قطب الملک کے
تیگاہ مین متوقف ہوا اور بنگاہ کو جو حضور لوٹ سے بچے تھے لیکر راہی ہوا امرائے حضور نے اوسکے کورنش کی مبارکباد کی نذرین
گذرانین سجدہ شکر خداوندی ادا ہوا اسباب و اموال مخالف جو لوٹ سے بچا تھا خزانہ شاہی مین داخل ہوا

ذکر حروف جفر جو کسی بزرگ سے نسبت بزرگی امیر الامرا کے سوال کیا گیا تھا

معتمدین سے سنا گیا ہے کہ جب امیر الامرا اور قطب الملک کو جماعہ تورانیون سے لڑائی درپیش ہوئی کسی سادات دولتخواہ نے کسی عارف
سے سوال فتح و شکست کیا اوسنے بقاعدہ جفر سائل کا سوال استخراج کیا یہ حرف نکلے (غ ل س ع و ک) جسوقت مرتب کرین

کلمہ غایب عدد کا تھا اور عنوان حروف کا قلب کرین بلیغ اور عدد کی سرا ہو فی الحقیقت خالی عجائبات سے نہیں ہے القصہ جب سلطان ابراہیم قید
ہو کر آیا جب شور بہت بپا رہا آخر روز جمعہ ۱۴ ماہ محرم کو یہ خبر دار الخلافہ مین پہونچی کسیکو خوشی کسیکو رنج ہوا بعض شادمان بعض گریان
ہوئے بادشاہی دولتخواہون نے شادیانے بجائے قہقہے مچائے سادات کے گھرون مین چراغ تک نہ جلا ہی رنج و غم مین جی جلا
نجم الدین خان اور قطب الملک کی عورات پریشان و مضطرب ہوئین بعضون نے تا پہونچنے فوج بادشاہی کے جو ہوسکا زر و
مال میرتی چادرون مین لپیٹ کر پوشیدہ سلامت نکل گئین بعض کوتوال کے قید مین پہنسین اور عورات سیادہ نے غیر وصبوری کی
چادر اوڑھ کر جو جامۂ عصمت ہے باہر قدم نہ رکھا عبد اللہ خان کاشی جو قدیم نوکران قطب الملک مین تھا اور حرم سرا کی محافظت
پر تعینات تھا نگہبانون کے اتفاق سے خیانت پرست ہو گیا حرص و طمع اپنی جی دوڑانے لگا جو کچھ چاہا آگے سے بیون کے ہمراہ لوٹ
گھسوٹ کر کے چلدیا اور اپنے تئین مطعون خاص و عام کیا غلام علیخان و نجابت علیخان جو قطب الملک کا بھتیجا اور بھتیجی تھا
تغیر وضع کر کے قصد چلنے وطن اصلی کو سدہارے مگر راستے مین مردمان شاہی نے قید کر لیا

شروع اقتدار سلطنت محمد شاہ و ارتفاع درجات امراے دولتخواہ

بعد حصول اطمینان کے محمد شاہ فارغ البال ہو کر جاہ و جلال مین مصروف ہوا امراے جان نثار کو شمول عواطف فرمایا ۱۶ ماہ
محرم کو سوار ہو کر طے منازل کرتے ہوے ۱۹ ماہ مذکور کو خواجہ نظام الدین کے مزار کے قریب نزول فرمایا اور بعد زیارت مزار
خواجہ مذکور کے خادمہ مزار کو انعام و عطا سے سرفراز فرمایا دو روز تقرر ساعت کیواسطے مقام ہوا اثنا ے سواری حیدر قلی خان کے منصب
پر اضافہ فرما کر ہفت ہزاری ہشت ہزار سوار کیا اور سعادت خان بہادر کو بہادر جنگ کا خطاب دیکر بعطاے ماہی مراتب سرفرازی
بخشی اور دیگر امرا بھی مورد لطف و عنایت ہوے نجابت علی خان مقید حضور مین پہونچکر حیدر قلی خان کے حوالے ہوا کہ
عبد الصمد خان کی ساتھ لگا کر بہجا وے اور بتاریخ ۲۲ ماہ مذکور روز دوشنبہ ۱۱۳۳ ہجری کو بادشاہ بنہایت شان و شوکت سے
روانہ ہوا ہاتھیون پر زربفت کی جھولین نقرہ و طلائی پاکھر سے آراستہ نشان زرافشان طلا کار زر لگا جسپر آنکھہ نہین ٹھہرتی تھی
دستہ دستہ فوج بادشاہی اور امراے ہمراہی [illegible] یراق نو ساختہ سے پیراستہ کوتل گھوڑے مرصع سامان سے مزین قدم بقدم
دیٹ دکھلاتے تھے اسی شوکت و شان سے آن و بان سے اجمیری دروازہ ہوتے ہوے داخل دار الخلافہ ہوا
اور تصدق و نثار سے غربا اور مساکین کی جھولی بہر ہوئی دو چار روز کے بعد ساعت سعید سے داخل دولتخانہ ہوا ہر طرف سے
مبارکباد بلند ہوئے نواب قدسیہ والدہ بادشاہ وغیرہ بیگمان حرم سرا نے طلا و نقرہ کے خوانچے جواہرات سے ملا کر نثار فرمائے

بعضے امرا کا حضور مین پہونچنا اور خدمات لائقہ پر سرفراز ہونا

ماہ مذکور کے آخر مین سیف الدولہ عبد الصمد خان بہادر دلیر جنگ اور زکریا خان ولد عبد الصمد خان و اغرخان وغیرہ جو کہ حسب الطلب

لاہور سے عازم حضور ہوئے اور بعد مسافت سے پہونچ نسکے تھے شرف یاب ملازمت ہوکر عطاء خلعت و خنجر و سرپیچ مرصع
وغیرہ سے سرفراز ہوئے زکریا خان نے ہزاری اضافہ ہفت ہزاری پر پایا اور راجہ جے سنگہ اور راجہ گردہر صوبہ دار اودہ بروقت
نہ پہونچا آخر ماہ صفر میں حاضری سے مشرف ہوا جزیہ شرعیہ کی تحصیل کا حکم ہوا تھا مگر جے سنگہ کی عذر سے معاف ہوگیا
نظام الملک کی عرضی درجواب فرمان مبارکباد نظر سے گذری اور صوبہ دار بنگالہ مرشد قلی خان کی عرضداشت متضمن
مبارکباد و نیز کسیقدر نذر نقد کی پہونچی حیدر قلی خان کو معز الدولہ کا خطاب ناصر جنگ پر اضافہ عطا ہوا ظفر خان بہادر
روشن الدولہ مخاطب ہوا سعادت خان بہادر بہادر جنگ کو خواصیون کی داروغگی ملی اور زکریا خان عنایت اللہ خان
کی جگہ پہ صوبہ دار کشمیر ہوا اسنگل کے روز ۲۲ ربیع الاول کو بادشاہ نیلہ گاو کے شکار کو سوار ہوا تھا کہ ہرکارہ نے خبر
دی کہ اعتماد الدولہ بسبب عوارض بدنی کے رکاب سے محروم رہا دوسرے روز بشارت مرض سے عجب حالت ہوئی
تھی کہ منہہ کی راہ سے فضلات برآمد ہوئے اور عدم کو سدہارا تین مہینے بیس [۱۲] روز اس شخص نے وزارت کی اوسکا مال
واسباب جو کروڑون سے زیادہ تھا ورثا کو معاف ہوا اور خلق خدا اوسکی ایذا رسانی سے بچ گئی کہتے ہین کہ سات سو گہر اوسکی
ہمسایہ تھے جب اپنا گہر زیادہ کرنا چاہتا تھا ایک حکم مین خالی ہوگئے اور لوگ قفل لگا کر چلدیے بعد وفات اوسکے لڑکے
قمر الدین خان نے نیک اندیشی کی مالکون کو اونکے گہر دلوا دیے محمد شاہ اگرچہ بخیل و ممسک مشہور ہے مگر بعض
تحریرات سے ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ جیسا مشہور ہے نہین تھا چنانچہ اسوقت مین محمد امین خان مرا اور چندان خزانہ
بہی نتھا بلکہ لشکر کشی کے باعث بہت روپیہ خرچ ہوگیا تھا اور جو کچہ خزانہ مین باقی تھا وہ لوٹ مین جاتا رہا تھا
بادشاہ کو کچہ نہ ملا تہا حتی کہ دیوان خاص و عام کے تیجرہ جو طلائی و نقرئی تھے مسلوک ہوگئے تھے انکی بہی تعمیر کی ضرورت تھی اور
مخبرون نے بہت سا مال و اسباب نقد و جنس محمد امین خان کا اظہار کیا مگر کچہ طمع کی باوجودیکہ خاندان بابریہ بلکہ
تیموریہ کا معمول تھا کہ امرا اور دیگر ملازمین فوت ہوئے جو کہ اونکا ترکہ سرکار مین داخل کرتے اور ورثا کو محروم فرماتے تھے
ہان بعد پسند لیاقت ورثا کسیقدر اپنی طرف سے بطور انعام عطا فرماتے تھے مگر یہ رسم نہایت مذموم تھی کہ کسینے اپنی جفا
ومشقت سے تمام عمر مین کسیقدر روپیہ پیسا جمع کیا اوسکی بعد مرگ اوسکی اولاد اوس دولت آبائی سے محروم اور
اور دربدر مظلوم کیجاوے کہتے ہین کہ اس امر مین محمد اعظم شاہ کو اس امر سے نہایت نفرت رہی بلکہ قطعی ممانعت تھی کہ
کہ اس بدعت کا ذکر حضور مین نہو

ذکر میر محمد حسین المعروف نود و نہ نود اور اونکا ذکریا مذہب باطن کا

میر محمد حسین نام رہنے والا مشہد مقدس رضوی کا ظاہرا سید تھا عمدۃ الملک امیر خان صوبہ دار کابل کے استقرار
اقتدار سے جسکے احسان و فضل کی شہرت اہل ایران کے ساتھ بہت کچہ تھی بامید رفاہ اور افزایش جاہ وطن سے
چلا کر کابل آیا چونکہ علوم منطق اور عربیت سے محروم تھا اوسکی لیاقت مشہور ہوئی سنتے ہی امیر خان کے لڑکے نے استفادہ

لینا شروع کیا کسی تقریب سے اوسکی فضیلت کا ذکر امیر خان کی مجلس مین ہوا امیر خان نے اوسکے پیشہ سے ماہر ہوکر اپنی
بی بی صاحب جی کو مطلع کیا اس سبب سے کہ صاحب جی کی کوئی اولاد نہ تھی اونسے ایک لڑکی سید کی جسکا باپ اوسکے شوہر
کا ملازم تھا لیکر متبنّی کی تھی اور یہ خواہش تھی کہ اگر کوئی شریف ایران سے آوے اوسکے مناکحت کی تدبیر ہوجاوے صاحب جی نے
یہ خبر سنکر شوہر سے کہا کہ اوسکی کیفیت خوب دریافت کرین لہذا امیر خان نے اوسکو بلاکر معاینہ کیا اور اوسکے آداب لیاقت کو
پسند فرمایا اور بی بی کو آگاہ کیا آخر کو سرِ غنا سنا ہی فیما بین ازدواج کر دیا اسی وسیلہ سے سید مذکور کی رفاقت امیر خان سے پیدا
ہوئی اور چند دن کے بعد رفتہ رفتہ بادشاہی خوشبو خانہ کی داروغگی کا منصب پایا اور عمدۃ الملک کے دیگر اولاد سے جو علاوہ
صاحب جی کے دوسری عورتون سے بہی اتفاق پیدا ہوا تھا یہ شخص نہایت عیار جاہ طلب تہا چند طرح کے شعبدہ اور نیرنگ
سازیان دکھلا کر امیر خان کے لڑکے ہادی علیخان وغیرہ کو اپنا معتقد کر لیا مگر ہادی علیخان زیادہ معتقد ہوگیا اس زمانہ مین امیر خان
نے داعی اجل سے لبیک کہا اور اوسکے اہل و عیال حضور مین آئے میر محمد حسین مذکور اپنے عہدہ پر وہین رہا بعد مدت کے
عطر و گلاب پشاور وغیرہ کا اچھی طرح ہمراہ لیکر قاصد حضور ہوا تاکہ عزوجاہ بخوبی حاصل کرے لاہور پہونچا تھا کہ عالمگیر بادشاہ
کی رحلت کرنے کی خبر سنی جو توقع کہ افزائش جاہ کی تھی منقطع ہوئی عطر مذکور اوسی شہر مین ساٹھہ ستر ہزار روپیہ کو بیچا اور اسقدر
سرمایہ بہم پہونچا کر فقیر ہوگیا چون کہ طالع اور جاہ طلب تہا پرانی تقلید پسند نہوئی ایک نئے راہ نکالی جو کبھی کسینے سنی نتھی اور
اوسی منشی زادہ اپنے شاگرد کو موافق کیا صلاح کی کہ ہم تم ایک نیا مذہب نئے قواعد اور نئی زبان سے ایجاد کرکے الہام
اور نزول کلام کا دعوے کرین تاکہ اولیا و انبیا کی شان پائی جائے اول عوام کو بہکا کر کسیقدر ہجوم خلائق کرین بعدہ مرجع
انام ہوجاوینگے چونکہ دونون کی طبیعت یکسان تھی شاگرد نے بہی قبول کیا ایک کتاب عمدہ دلچسپ مضامین سے بنا کر
اوسکا نام اقوزہ مقدس رکھا تیز تو تہا ہی اکثر الفاظ غیر مانوس فارسی کے بہی کسیقدر ترجمہ کرکے اکثر درج کئے بیگوگیات کا دعوے
کیا اور کہا کہ یہ رتبہ مابین امامت اور نبوت کے ہے ہر پیغمبر الوالعزم کو تو بیگوگ ہوئے ہین اور خاتم الانبیا کو اول بیگوگ
حضرت ختمی پناہ سید اوصیا و شاہ اولیا علی ابن ابی طالب ہے اور ہشتم امام رضا سے امام ثامن ضامن تک امامت
اور بیگوگیت دونون باہم جمع تہے بعد ازان بیگوگیت مجہی ملی اور امامت امام محمد تقی کو حضرت صاحب الامر علیہ السلام تک
اور مین خاتم البیگوگیت ہون تعداد بیگوگیت کی اس ترتیب سے کہ ذکر ہوئی یہ امامیہ مذہب کے روبرو تہا اور جسوقت اہل سنت
کے روبرو کرتا خلفاے اربعہ اور چار کس دیگر یعنی اموی و عباسی کو جنکی نیکی مذکور ہے گنکر نوین بیگوگ اپنے نام بیان کرتا تہا
اور کہتا کہ مجہے کسیکے مذہب سے غرض نہین مین ہر مذہب کا چراغ روشن کرنیوالا ہون وحی مجہپر بہی نازل ہوگئی ہے اور چند
ضوابط مقرر کرکے بعض ایام کو مانند عید اسلام کے جنہین مذہب اسلام مین محترم سمجہا تہا اپنے پیرو کارون پر جنہین فرقو کہتا تہا
ملزم کر دیا تہا تاکہ اون دنون کی حرمت نگاہ رکہین جیساکہ ماثر نبوی مین درج ہے کہ دو قسم کی وحی حضرت پر نازل ہوئی تہی
سو وہی اسی تشبیہ پر کہا کرتا تہا کہ ایک وحی بادا مین قسم ہوتی ہے کہ آفتاب کی طرح جیسے ایک گردہ نورانی دکھلایا اوسکے حروف

برابر اسکے بیٹھے ہاین آتے اور وہی قرص نورانی اسپر محیط ہوکر بیہوش کر دیتا ہے اور ایک شخص اس قسم کی کہ ازآنی اور
وہی فرخرفات سنتا اور اسلام ہین یہ جب ہم اسلام کے السلام علیک کہتا اور کلمہ خفقان ہنوز نو وال زیادہ بڑھاتا اور جس روز کہ
اول اول بموجب اوسکے اعتقاد کے اوسپر وحی نازل ہوئی اوسکا نام روز جشن کر لیا تھا اور اوسی روز عوام کے تحفہ عطر کی
عبیر و خوشبو اوسکے امتی اوسپر چھڑکتے تھے اور زرد علم اور خود دکلاہ مانند کلاہ ارامنہ کے مگر سپید راوس سے طویل سر پر رکھا منع کی
فرہو دون کے اون پہاڑون کے طرف جہان دیول رانی کی عمارت دہولی بھٹیارین کی محلونکے نام سے مشہور ہین جاتا تھا اوسکا
اظہار یہ ہے کہ اول مرتبہ نزول وحی کا اوس پہاڑ پر ہوا ہے اور چھ روز قبل روز جشن کے غرہ ذیحجہ سے روزہ رکھتا اور گونگا ہو جاتا
کچھ کلام نکرتا اور کسی دن کا نام روز رسولان رکھا تھا اسدن بھی اژدحام ہوتا تھا مگر اسکی کیفیت یاد نہین ہے

ذکر اوقات و آداب جو بمنزلہ نماز مقرر کیے تھے

ہر روز سواے نماز پنجگانہ کے تین مرتبہ وید مقرر کی تھی کہ تعمیل ہو اوسکی اوقات اول وقت طلوع آفتاب بعد نماز صبح
دوم نصف النہار سوم وقت غروب کہ ہنوز شفق کی سرخی مشرق ہین ہو اور تعمیل وید کے آداب کی یہ تھی کہ خود مع خلیفہ
کے درمیان ہین استادہ ہوتا اور جسقدر آدمی حاضر ہوتے چار صف مربع چار دیواری کی طرح سے باہم متصل ہوتے اور ہر صف اسکی
طرف رخ کر کے چند کلمہ جو اسکے اختراعی تھے پڑھتی اور بعد خواندن اوسطرف سر جھکا کر دست چپ کی طرف پھر جاتے تاکہ صف
شمال مغرب [illegible] جنوب ہو اور مغربی جنوبی اور جنوبی مشرقی اور مشرقی شمالی ہو جائے جب مقابلہ چارون سمت کا چارون صف کر چکے
زمین کی طرف دیکھتے بعد ازان آسمان کو بعد ازان شش جہت کو تکتے بعد وید تمام ہوتی جمعیت متفرق ہو جاتی آپکے دوسرا اوسکا
یہ تھا کہ مین وہی محسن ہون جو حضرت فاطمہ زہرا کی شکم سے اسقاط حمل ہوا تھا اسکے علاوہ اور بھی کفر ہو گا مگر فقیر کو معلوم نہین اسقدر
جب کہ راقم اواخر عہد محمد شاہ اور آغاز احمد شاہ مین شاہجہان آباد آیا تھا اوسکی اولاد اور پیرون سے [illegible] سنا گیا تھا القصہ اوس
کافر نے چار خلیفہ بمقابل خلفاے اربعہ اپنے واسطے مقرر کیے تھے اونمین سے ایک وہی شاکر درشید تھا جسکا نام روح پیار رکھا تھا
دوسرا امیر یا قمر اوسکا سالا اور دوسرے اور بھی جنکا نام نمود الله اور نمود وا تھا اسطرح اپنی اولاد و اقارب کی نام مخترع سوا قوم کی
اپنی کیے تھے اور جو کوئی اوسکا فرزند ہوتا سواے اوسکے پہلے نام کے اپنی طرف سے بھی لقب دیتا تھا اسکے لڑکے تین تھے اول ثنا سود
دوم فقار سعد [illegible] دید اور دو لڑکیان نمانہ کلان اور نمانہ خورد اور اقربا بی بی کے نام حق نما اور نما پا اور نمود یا اور جا فلاد نمود فر
تھے القصہ لاہور سے آکر شاہجہان آباد مین مقیم ہوا چونکہ بہادر شاہ لاہور مین تھا مگر ابلہ فریبی کرکے لوگون کو دام
تزویر مین اولجھا یا تھا اور بے پروائی اپنی بوجہ مالداری کے ظاہر کرتا کسی سے کچھ سوال نکرتا اسی استغنا سے اور بھی
لوگون کو مریدی کی تمنا ہوئی رفتہ رفتہ ہجوم ہوا اسی ضمن مین بہادر شاہ کا انتقال ہوا اور شاہزادون مین مخالفت ہوئی
اس ہنگامہ مین اس تیرہ دل نے [illegible] خیال پھیلایا جو کوئی مناظرہ کرتا چونکہ خود بدولت معقول و منقول مین [illegible]

مہارت رکہتا تہا قایل کر دیتا اسی وجہ سے خوب گرم بازاری ہوئی تا آنکہ فرخ سیر کی تاجوری ہوئی یہ خود نادان تہا امیر الامرا حسین علی خان سپاہ گری اکثر حرب و ضرب مین رہا اور قطب الملک عیاشی مین مقید تہا اور کبہی کبہی بادشاہ کے نفاق سے اپنی فکر مین غرقاب رہتا اسوجہ سے کسی نے اوسکی فکر نکی ہادی علیخان ولد امیر علیخان جو عمدہ امرا مین تہا اوسکی پیروکار نہین تہا ظاہر ہے کہ عوام کو امرا کے مرشد دلکار زیادہ اعتقاد ہوتا ہی اسکی مریدی کا آوازہ ہر ایک ہزار جان و دل سے رجوع ہوگیا قریب تیس ہزار مرید کی گرد ہوئی

فرخ سیر کا نمود سے ملاقات کرنا اور اوسکی بنیاد کا مستحکم ہونا

بعض خوانین متدین کی رہنمائی کے بموجب ایکرات فرخ سیر کو مع بعض خواجہ سرایان کے مخفی اس مکار کی ملاقات کو آیا اور نمود نے رسوخ شاہی غنیمت سمجہا دروازہ حجرہ کا بند کر لیا اور کسیقدر دیر کی فرخ سیر نے نہایت الحاج کی اور مہر بادشاہ کے ساتھ فرزندون کی بہی لجاجت کی اوسوقت دروازہ کہولا بادشاہ نے نہایت فروتنی سے سر جہکایا اوسنے مرگ چہالا بادشاہ کی بیٹہنے کو بچہوا کر کہا شعر پوست تخت و گدائے و شاہی ما ہمہ داریم انچہ میخواہی ما فرخ سیر بے عقل تو تہا ہی اسکا استغنا دیکہکر معتقد ہوگیا اور چند ہزار روپیہ اور اشرفی جو نذر کو لیگیا تہا نذر گذرانی اوس مدبر نے اوس نقد کو قبول نکیا اور بہزار سماجت اپنے ہاتہ کی لکہی ہوئی قرآن بادشاہ کو دی اور کتابت کے عوض مین ستر روپیہ جو کہ مقرر تہی لیے اور بادشاہ نے تعظیم کر کے قرآن کو سر پر رکہا اور رخصت ہوا جب حجرہ سے باہر نکلا اوسکے عاکفان در دولت پر وہ روپیہ انثار کر دیا یہ حرکت زیادہ تر موجب اعتقاد ہوا اور عموماً لوگون کا اسکی مکاری نے اثر سہم پہونچایا اب کہتا تہا یہ تدبیر اپنی مقرری عیدون کے دن جاے معبودین کیطے ہندون ڈہول بجا کر جایا آیا کرنا اور نقارہ کی چوب اپنے کفر مین پہلاتا تہا

محمد امین خان کا ارادہ تادیب کرنا اور اجل سے مہلت نپانا

جب فرخ سیر کی سلطنت کو زوال آیا اور حسین علیخان و عبد اللہ خان نے زمانے نیرو گردانی کی محمد شاہ کے عدل و عدالت سے تاجداری کی رونق ہوئی اور محمد امین خان نے پایہ وزارت حاصل کیا محمد خان نے بعد دو مہینے چند روز کی جبکہ بیماری شروع ہوئی تہی اس مکار کا حال سنکر حکم دیا کہ حاضرین دروازہ جاکر اوس ملعون کو قید کر لاوین یا وہین پر قتل کرین چونکہ دوپہر نزدیک تہی لوگ اپنے گہرون کو چلے گئے تہے بموجب حکم حاضرین ہر ایک کے گہر گئے اوسوقت سمی خفتان نمود بہی اپنے گہر مین کچہ کہہ رہا تہا بمجرد سننے کے بیہوش ہو کر حیران ہوا اور استقلال کر کے چہوٹی لڑکے وہیر جاتی کو جو صاحب جمال تہا مع چند قرص نان جو و گندم کے باہر بہیجکر پیغام دیا کہ آپکی تکلیف کی ہے لہذا کچہ تناول کیجیے فقیر بہی آتا ہے لوگون نے اوس لڑکے کی صورت پر ترس کہایا کسیقدر توقف کیا مردم امین خان نے ناگہان خبر سنی کہ حالت قیام کی بدی ہوئی آنکہ سننے ہی اولے پیرون وزیر کو دروازہ پر آئی محمد امین خان قد لنج مین ہیبار رہتا بیہوش ہو گیا تہا اور حالت بیہوشی

جب آفاقہ ہوا الانے کی خبر پوچھی لوگون نے عذر تشویش بیماری کا بیان کیا آپ نے حکم دیا کہ کل صبح کو فرو تعجیل ہوا دہر موت نے گرم بازاری
کی صبح ہوتے شام ہات کی سیاہی ہوئی نمود کو ہادی علیخان وغیرہ گھڑی گھڑی کی خبر دیتے تھے اوسنے ارادہ کر لیا تھا کہ صبح کو
روانہ ہو جاے بلکہ اپنے مریدون کو جمع کر رکھا تھا جب خبر مرگ وزیر بہی دلشاد ہو کر بدلجمعی تمام مسجد کہ برابر دروازہ مکان اوسکے
تھی بیٹھا فقرا وغیرہ معتقدین نے گرد ہجوم کر لیا قمرالدینخان ولد محمد امین خان نے باپ کی حالت ردی دیکھکر عورتون کی تنخواہ سے اپنے
دیوان کو مع پانچہزار روپیہ کے نذر کے واسطے اور عفو جرایم اور طلب تعویذ مین بہیجا وہ مکار اوسوقت خبر جانکنی تو سن چکا تھا
حاضرین جلسہ سے کہ رہا تھا کہ مینے ایک تیر اسکے جگر مین مارا ہے ہرگز جان بر نہو گا اور مین بہی شہادت کے انتظار مین ہون کہ
میرا ارادہ ابہی مسجد مین شہید ہو بیٹھا ہون ہر چند سبب اسکے کہ اکثر تیرہ شہید ہو چکا ہون امید شہادت کی نہین رہی ہی ضمن
مین دیوان قمرالدین خان کا پہونچا اور کیسہ زر نذر گذرانکر استدعاے تعویذ کی اوسنے درجواب کہا کہ تیر از شست جستہ و آب
ازجوی رفتہ باز نمی آید جب زیادہ الحاح سماجت کی دوجی بار مریدسے کہا کہ لکھہ (وننزل من القران ما ہو شفاء و رحمۃ للمومنین
ولا یزید الظالمین الا خسارا) جب لکھہ چکا دیوان کو دیکر کہا لیجا مگر یقین جانتا ہون کہ تیرے پہونچنے تک وہ زندہ نرہیگا دیوان
نے نذر قبول فرمانے مین بہت سا اصرار کیا اوسنے کہا مجھے منظور نہین ہان فقرا سے حاضرین اگر چاہین تو لیوین آخر
ان لوگون نے لے لیا دیوان نے راستہ مین سنا کہ محمد امین خان جہان گذران سے چل بسا جب یہ خبر نمود کو پہونچی خوشحال ہو کر
مسجد سے گھر گیا اور یہ کرامات اوسکی شاہجہان آباد مین مشتہر ہو کر موجب اعتقاد ہوے

نمود کا مرنا اور اوسکے اولاد کے باہم بگڑ کر منازعت کا ہونا

دو تین سال کے بعد نمود جہنم واصل ہوا اوسکا بڑا لڑکا نامنود گدی پر بیٹھا لالچ تو بری بلاے ہوتی ہے اس شخص نے
تہوڑی حصہ جو نمود نے زمین حیات رازداری کے واسطے دوجی بار اور نامنود وغیرہ کے مقرر کیے تہے جھگڑا کھڑا کیا ہر چند
دوجی بار نے سماجت کی کہ محض چند روزہ سے لڑائی اچہی نہین نامنود نے کچھ التفات نکیا دوجی بار نے کہ اوسکا ولد الحرام
رکھا الا چار ہو کر ایکروز جماعہ فقرا دون مین کھڑے ہو کہ فرمایا کہ یاران تم لوگ نمود کا اور ہمارا خط جو پہچانتے ہو جو لوگ پہچانتے تھے
اونہین نے اقرار کیا جب اقرار ہو چکا جو مسودات کہ دونون نے باہم مگر کی صلاح سے مرتب کیے تھے اور باہم صلاح و مشورہ
مین کم و بیشی دونون کے قلم سے ہوتی تھی نکالکر دکھلا دی اور کہا کہ اس عہدہ کی بنیاد نمود اور بندہ کی اعانت سے ہوتی ہے اگر خدا
کی طرف سے ہوتا کم و بیشی کی ضرورت ہوتی لوگون نے کاغذ کو دیکھکر دوجی بار کی باتین سچ جانین کچھ شعور رکھتا متنبہ ہو کر منحرف
ہوے اور حاضرین جلسہ نے غیر حاضرون کو خبر پہونچا کر منحرف کر دیا کسادبازاری ہو گئی اوسوقت ضرورتاً نمود نے دوجی بار کو
اپنا یار بنایا لیکن وہ بات جاتی رہے چند روز کے بعد نمود ہادی علی خان کے موقع مین جو اوسنے اپنی جاگیر مین دیا تھا
جا بیٹھا اور وہین پر مر گیا اوسکے بعد شاہ غفار سجادہ نشین ہوا

شاہ فقار کا حال اور پایان کار

شاہ فقار سفر پابن اور خوش گفتار متواضع اور علوم متداولہ سے بہی ماہر تھا راقم نے اوسے اور اوسکے بہائی لطف شاہ دیدار دوجی یار اور میر باقر خلیفہ اول و دوم تہران چاروں کو دیکہا اور اسقدر کلامات دریافت کیے اور شاہ فقار محمد شاہ کے عہد مین ابتدا سے احمد شاہ مین زندہ تھا اور محمد شاہ کے حضور مین آمد و رفت رکہتا تھا بعد نادر شاہ کے صحبت فقرا کا ذوق ہوا اور احمد شاہ کے عہد مین نواب بہادر جاوید خان کی مصاحبت مین پہونچا الہامات جاوید کی تالیف مین چند آدمی جو خوشامد کی راہ سے معروف تھے یہ بہی شریک ہوا اور فقار بہی بیشتر اسنے موت پائی اور فقار بہی اوسط احمد شاہی مین سحر فقار کی آخر زمانہ مین اکثر اوسکے باپ کے مرید لوگ مر گئے اور اکثر منحرف کسیقدر رحمت مریدی مین رہگئی تہی بعد رحلت فقار اور شاہجہان آباد کی خرابی کے چند آدمی سہو کے اقربا مین رہگئے سو بنگالہ پہونچے میرن ولد جعفر علی خان ناظم بنگالہ جو مذہب سے بیگانہ تھا منظر سفارش چند بیدینون کے مہربان ہوا اس فرقہ کے اخراجات کیواسطے پانچ روپیہ یومیہ مقرر کر دیے اونمین سے بہی چند لوگ مر گئے سنجلہ اوسکے نامنو دیار مع بعض عورات کے ہنوز کہ سنہ ۱۱۹۴ ہجری تک زندہ انتظار مالک کا کرتا تھا اور دوسرا اونمین سے کوئی باقی نہ رہا

محمد امین خان کا سفر کرنا اس جہان بیوفا سے اور اوسکی شدت عداوت اہلبیت پیغمبر آخر الزمان سے

جب محمد امین خان پر عارضہ مذکور زور لایا اور اطبا وغیرہ کی دوا اثر پذیر نہوئی آخر الامر اطبا کی یہ رائے ہوئی کہ حقنہ دیا جاوے مگر اجابت نہوئی مُنہ کی راہ سے فضلات برآمد ہوئی اور راہ عدم کی لی کہتے ہین کہ اس شخص کو اہلبیت اور حضرت ولایت مآب سے ایسی عداوت تہی کہ اس نے کسی شارک کو سنا تہا کہ کلمہ ولی اللہ پڑہتا ہے اوسکو طلب کر کے اوسکی زبان کہنچوا ڈالی اور یہ بہی مشہور ہے کہ اکثر کے زعم مین بعض مردم حضرت شاہ مردان کا دسترخوان کرتے ہین اوسپر غیب سے نشان ہو جاتا ہے جیسا کہ ہندوستان مین معمول اور بکثرت مردان ہوشیار نے اپنی آنکہہ سے دیکہا اور یہ کرامات راقم نے بہی دیکہی تہی وہ بدبخت اس ماجرا کو سنکر بیتاب ہوا زید و عمر کا نام لیکر ہم صحبتون سے کہا کہ مین بہی انکا دسترخوان کرتا ہون البتہ نشان ہو جاویگا اور بموجب ارادہ عمل فرمایا جب اسباب دسترخوان کا کسی خلوت گاہ مین آراستہ ہوا مع چند آدمیون کے وہان جا کر فاتحہ مقتدایان مذکور اور اپنے خود کے نام پڑہکر دروازہ بند کر دیا اور ایک عورت معتمد کو تعینات فرمایا تاکہ بعد تہوڑی دیر کے دروازہ کہول دے اور جو نشان دیکہے اطلاع کرے اتفاقاً وہ عورت شیعہ مذہب تہی چونکہ اپنا ملت پوشیدہ رکہتی تہی بعد تہوڑی دیر کے جب اوسنے دروازہ کہولا دیکہا کہ ایک کالا کتہ دسترخوان سے ہر قسم کا کہانا کہا رہا ہے شدت شعف سے خودداری نکر سکی دوڑ کر کہا کہ نشان کی کون بات ہے خود بدولت تشریف لا کر نوشجان کر رہے ہین محمد امین خان مع ہمراہیون کے اودہر چلا اور وہ عورت خوف جان سے گہبرا کر نکل گئی جب وہان پہونچا کتہ نظر آیا نہایت غضب سے عورت کی تلاش کی مگر وہ نکلی ہمیشہ اوسکا جویان رہا تاکہ اس جستجو مین جہان گذران چہوڑ کر ملک عدم کو سدہارا اور یہ بہی نہایت مشہور ہے کہ جب میر جملہ عظیم آباد کی

صوبہ داری پر مامور ہوا امرا حقیقی سلام کو جاتے تھے نعمت اللہ خان مرحوم ولد روح اللہ خان بسبب ایام عاشورہ اور
اشتغال مراسم تعزیہ داری کی چند روز نہ پہونچ سکا بعد انقضای ایام مذکور حاضر ہوا اتفاقاً محمد امین خان حاضر مجلس تھا ایک طرف میر جملہ نعمت اللہ خان کی جا کر
بیٹھا اور دوسری طرف محمد امین خان بیٹھا ہوا تھا نعمت اللہ خان نے عذر کیا کہ مجھے بسبب ماتم داری کے دیر ہوئی قصور غیر حاضری
معاف فرمایا جائے محمد امین خان نے کہا کہ یہ کیا بات ہے یزید اور حسین بن علی دونوں صاحبزادے تھے ہمیں کب پہونچتا ہے
کہ ایک کا ماتم کریں اور دوسرے کا نہ کریں نعمت اللہ خان نے جواب میں کہا کہ ہمارا صاحبزادہ مارا گیا اوسکا ماتم ہم کرتے ہیں اور تمہارے صاحبزادے
نے فتح پائی تم خوشیاں کرو اس گفتگو میں خانہ جنگی کی نوبت ہوئی مگر میر جملہ نے درمیان میں آکر اصلاح کر دی

عنایت اللہ خان کا وزیر ہونا اور اوسکے عہد کی کیفیت

بائیسویں ربیع الثانی ۱۱۳۳ھ ہجری کو عنایت اللہ خان عالمگیری کو محمد امین خان کے مرنیکے بعد عہدہ وزارت ملا اسی عرصہ میں
بحضور بادشاہ خبر لگی کہ نظام الملک بعد انتظام اورنگ آباد کے بعزم حضوری روانہ ہو کر نزدیک نربدا پور کے پہونچا تھا کہ خبر فساد
بیجاپور اور کرناٹک وافاغنہ وغیرہ کی سنکر لوٹ گیا اور عرضداشت راجہ ساہو کی مع پانسو اشرفی نذر بہادر کیا دکھ ملاحظہ میں گذری
سیف الدولہ عبد الصمد خان اپنے صوبہ لاہور کو رخصت ہوا اور قمر الدین خان اپنے باپ کے خطاب اعتماد الدولہ سے مخاطب ہوا
معز الدولہ حیدر قلی خان بہادر کو فیروز جنگی کا خطاب ناصر جنگ کے عوض میں عطا ہوا اور سعادت خان بہادر بہادر جنگ
اکبر آباد کی صوبہ داری سے معزول کیا گیا اور محمد خان بنگش الہ آباد کی صوبہ داری کو رخصت ہوا شہر سے باہر نکلنے کے بعد کچھ
زیادہ طلبی جاگیر اور دیگر تکالیف مالا یطاق کی مکرر مصدر ہو کر مورد تفضلات ہوا اسی عرصہ میں از روی اخبار حیدر آباد کے معلوم ہوا کہ
ضلع کرناٹک میں ہفتم ماہ صفر کو دو مرتبہ ایسی غیر موسم بارش ہوئی کہ ندی نالے چڑھ گئے اور اس طغیانی بارش کے بدولت
بارہ کوس تک اکثر موضع اور قصبہ اور جانوروں کی تباہی ہوئی اور نیز اسی عرصہ میں ایک پہاڑ پھٹ گرا جسکے صدمہ سے اکثر
جانور ضایع ہو گئے اثر آبادی باقی نہ رہا ایکروز بادشاہ نے شکارگاہ میں بزبان ترکی اعز خان کی تعریف کی اور دو تین روز کے
بعد بسعی دوسری کے اضافہ ہزاری پانصدی ہزار سوار اور نقارہ و سرپیچ عنایت فرمایا چند روز کے بعد ہزاری ہزار سوار اور بہادری کا خطاب
ملا صوبہ اکبر آباد کے سوانح سے آگہی پائی کہ دلیر خان جو محمد خان بنگش کا منشی تھا ماہ رجب کے اخیر میں مع دو ہزار سوار کے واقع
سودہ مودہ متعلقہ بوندیل کھنڈ جبکہ وہان کے زمیندار سے معاملہ جاگیر میں گفتگو ہو رہی تھی اور لڑائی ہوئی اور دلیر خان مع
سات آٹھ سو سوار پیادہ کے مارا گیا پسر محمد خان بنگش کو خلعت اور سرپیچ ماتمی لطف ہوا

راجہ اجیت سنگہ راٹھور سے منازعت کا ظہور میں آنا اور ملازمان شاہی کا سستی کرنا

صوبہ اجمیر اور گجرات اور احمد آباد کی رعایا راجہ اجیت سنگہ کے ظلم و جور سے دربار حضور میں مستغیث ہوئے چونکہ اول تو وہ کہنہ تھا جو

وہ امیر الامرا اور قطب الملک کا رفیق ہوا تھا دوسرے راجہ کو بہی مذہبی تعصب تھا دونوں صوبہ راجہ مسطورسے تغیر کرکے
گجرات کی صوبہ داری مع ایلچی اور دیوانی اور فوجداری کل محالات خالصہ صوبہ مذکورہ کی معز الدولہ حیدر قلی خان کو عطا ہوئی اور کاظم خان
شجاعت خانی کو جو احمد آباد کے متعینہ منصبداران مین تہا صوبہ گجرات کی نیابت ملی اصل و اضافہ سے سہ ہزاری اور دو ہزار سوار کرکے
شجاعت خان خطاب عطا فرمایا علم و نقارہ سے بہی سرفراز کیا گیا اور مرتضی قلی بیگ اوسکا بہائی اضافہ ہزاری و پانصد سوار اور
خطاب رستم علیخان سے سرفراز ہوا اور فوجداری پرگنات بڑودہ کی نیابت ملی اور رائے رگہناتہہ دیوان حیدر قلی خان بہی مورد
عنایت اور اضافہ منصب ذات و سوار سے معزز ہوا اور واسطے بندوبست مالی بندر سورت اور صوبہ مذکور کی رخصت دی سرکار مراداباد
کی فوجداری معز الدولہ کے تغیر سے اعتماد الدولہ نے پائی اور صوبہ اجمیر مظفر علیخان کو جو صمصام الدولہ کا متوسل تہا اور راجہ جے سنگہ
سوائی سے بہی نفرت رکہتا تہا خلعت سرپیچ مرصع اور ہاتہی عطا کرکے مرخص فرمایا عطیہ اللہ خان ولد عنایت اللہ خان بخدمت داروغگی ڈاک اور
فضل علی خان داروغگی فیلخانہ پر مقرر ہوا اور خلعت عنایت ہوا اسد اللہ خان کو جو نظام الملک کے پاس آیا تہا بموجب تجویز نظام الملک کے
خلعت عرضی عطا فرمایا احمد آباد کی اخبار سے ظاہر ہوا کہ جب راجہ اجیت سنگہ کے عزل کی خبر اوسکے نایب کو پہونچی اور یہ بہی خبر
تہی کہ ہنوز شجاعت خان نے نیابت کی سند نہین پائی نایب نے چاہا کہ صوبہ کو تاخت و تاراج کرکے نکل جائے مہر علیخان اور بجگہ
کی بخشی معزول کے جو خسر اور راجہ کا نایب اور آخر کو اوسکے محاسبہ سے آزردہ رہا کرتا تہا اور حیدر قلیخان اور صفدر خان بہی اوس سے
ملول تہے پس ہر دو باہم متفق ہو کر اس نظر سے کہ ادہی راجپوت کی تعدی حیدر قلی خان کی خوشنودی سے بدل ہوجائے
اور حسن خدمت اوسکی حیدر قلی خان کو معلوم ہو کسیقدر افاغنہ اور رعایائے شہر کو متفق کرکے نایب کے سر پر چڑہ گئے اور بعد زد
و خورد کے نایب کو مغلوب کرکے حویلی مین محصور کر دیا اور وہ صفدر خان کے بہانجی کی مدد سے بکمال خفت شہر سے نکل بعض مواضع
مابین راہ پر دست درازی کرکے اپنے وطن اصلی جودہ پور کو چلا گیا اور مہر علیخان اور صفدر خان بعد دلجمعی کے ناہر خان
دیوان احمد آباد کو جو کہ رفقائے سادات مین تہا پیغام دیا کہ خزانہ موجودہ حاضر کرے اور محال دخل سے ہاتہہ اوٹہا لے
چونکہ یہ شخص جمعیت فراوان رکہتا تہا بعد رد و بدل سند لڑائی پر آمادہ ہوا اسی ضمن مین شجاعت خان مع دستاویز مہری معز الدولہ
حیدر قلی خان کے مفصل سے پہونچا اور ناہر خان نے صلح کی شہر سے نکلا سید نصرت یار خان بارہہ صوبہ دار عظیم آباد رکن الدولہ
کا خطاب مع اضافہ ہزار سوار دو اسپہ کے عنایت ہوا اور شیر افگن خان نے عزۃ الدولہ کا خطاب اور ملتان کی صوبہ داری
پائی سوانح اکبر آباد سے عرض ہوا کہ تین چار قلعہ ماسن مفسدان اطراف متہرا اور دار الخلافت کے اثنائے راہ مین واقع
تہی سعادت خان بہادر بہادر جنگ نے بعد محاصرہ او مقابلہ عظیم کے جسمین قریب چار سو نفر کے سعادت خان کیطرف سے مارے
گئی تسخیر کر لیا خلعت اور خنجر مرصع مع فرمان کے صادر ہوا ہرچند محمد شاہ چندان ایسی امور پر متوجہ نہ تہا مگر معدلت گستری کی
ساعت کیواسطے ایک زنجیر ہوائی کہ مع گہنٹہ کے برج مثمن سے ملحق ہے اور ایک کنارہ اوسکا دریا کے اوس پار ہے اور
منادی کرا دی جسکو استغاثہ کرنا ہو برج مذکور کے نیچے آکر زنجیر ہلائے داد پائیگا ۹ شوال کو جشن معمولی برپا کرکے فرسنے (؟)

اس سال مین مظفر علیخان جو اجمیر کی صوبہ داری پر مامور ہوا تھا بسبب عسرت و سلیقہ سرانجامی کے ہنوز قصبہ داری سے
کہ جو بیس کوس پر دار الخلافت سے واقع ہے نکلا نتھا کہ خبر پائی کہ راجہ جو دہپور تیس ہزار سوار سے اجمیر کو آتا ہے حسب خبر ہو بعد دو
چند روز مقیم رہا اور اجیت سنگہ نے اجمیر مین داخل ہو کر منادی کرادی کہ قصائی وغیرہ اہل پیشہ بلا اندیشہ اپنے اپنے
کام مین مصروف رہین اور اظہار بیعت اسلام کیواسطے موذن مسجد کو طلب کر کے رواج رسم مذہب کی تاکید کی اور اکثر
مسجدین اجمیر کرا دین بعد ازان عملہ اور ارکان بادشاہی کو حاضر کر کے قول نامہ اور فرمان بادشاہ کا متضمن نشان پنجہ دکھلایا
جسمین یہ عہد تھا کہ دونون صوبہ اجمیر و احمد آباد کے بقاے عمر و دولت محمد شاہ تک بحال رہینگے اور نہ فرمان عہد نامہ وسوقت
ملاقات ایلچی الخ نہ ہوا اور روشن اختر محمد شاہ کی سلطنت کا شہرہ ہوا تھا نظر برانیکہ راجہ کو جو سادات کا رفیق ہے اسطرف
بلانا چاہیے والدہ بادشاہ نے لکھوا کر بھجوا دیا الغرض بعد دکھلانے کے اوسکی نقل مع اپنے عرایض کے مصحوب دیوان
بادشاہی صمصام الدولہ اور روشن الدولہ کے پاس مع عرضی حضور بھیجی اس مضمون سے کہ اگرچہ دونون صوبون کا تغیر
خلاف عہد و پیمان ہے مگر صوبہ داری احمد آباد کی بنا بر مرضی حضور نذر ہے مگر صوبہ اجمیر میری عزت و آبرو کیواسطے بحال رہے یہین
خاوندی ہے ورنہ صورت بے آبروئی اہل غیرت کو جان تک عزیز نہین امیدوار ہون کہ دونون صوبہ مجھے معاف ہون ذی الحجہ کی
چودھوین بادشاہ بیگم دختر عالمگیر بادشاہ جسکا نام زیب النسا تھا اس جہان فانی سے گذر گئی بعد ورود عرایض راجہ کی صمصام الدولہ
نے بنظر قلت زر و صرف کثیر کے صلح کرنی اور کہا کہ چونکہ صوبہ اجمیر مین اکثر بزرگون کے مزار اوس دار الخلافت سے ملحق ہین راجہ کی
نام صوبہ گجرات بحال رکہنا چاہیے اور اجمیر کسی مسلمان کو دینا لازم ہے اور بادشاہ خصوص حیدر قلیخان کا ارادہ یہ ہوا کہ اوسکی
تادیب و تنبیہ کرنا چاہیے بعد مصلحت بسیار کے کہ کسی امرا حضور نے اوسکی مہم منظور نکی حیدر قلیخان کی تجویز سے سعادتخان بہادر کو
آگرہ آباد سے تاکید بلایا سعادتخان بموجب حکم پہونچنے کے جرات کر کے آخر ذیقعدہ کو حاضر ہوا اور اپنے کارکنان لشکر کو حکم دیا کہ ڈیرا لی
کا مستعد انصرام جلد پہونچنے سے ہو چکے بعد ملازمت چاہا کہ استدعاے اسباب مہم کی ورپیش لاے لیکن بعض امرا نے
رفاقت سے پہلو تہی کی اور حضور سے بھی کسیقدر اعانت مین قصور ظاہر ہوا الا جرم فسخ عزیمت پہ ظاہر ہولی آسی ضمن مین خبر ہو گئی
کہ مظفر علیخان نے بسبب عسرت اور تہیدستی سپاہ کے تقاضاے تنخواہ سے مجبور ہو کر دو تین موضع معتبر نواح اجمیر کے لوٹ لیے
اور اونکا مال اور مواشی بھی غارتگران لشکر لیگئے اور تقاضاے تنخواہ بدستور جاری رہا نب بیچارہ نے ہاتھی گھوڑے دیکر نجات
حاصل کی اور سپاہ ملازم کے خوف اور راجپوتانہ کے غلبہ سے انبیر مین نایب راجہ جے سنگہ کے پاس گیا اور
خلعت اور فرمان صوبہ داری صمصام الدولہ کے پاس واپس کیا اسی حالت مین دونون لڑکون راجہ اجیت سنگہ نے
مع فوج کثیر پانچ چار دیہات بادشاہی لوٹ لیے اور اوسی قرب مین مفسدان اور زمینداران اوس نواحی نے آشوب
زمانہ اور اجیت سنگہ کے کارخانہ پر نظر کر کے قصبہ نارنول پر دوا کیا اور ابایزید خان وہان کا فوجدار جو گشت کے واسطے
نکلا تھا اونکے مقابلہ سے بھاگا اور اوسکا بھائی جو قصبہ کو ملین تھا حمیت مذبوحی کر کے ماسون کا رفیق ہوا نارنول کے شہر

ناموس ننگ کے لیے لڑے اور اپنے ناموس کو جوہر کر کے شہید کر دیا مفسدوں نے تمام قصبہ اپنے دلخواہ لوٹا کر ایک عورت
ومرد کے بدن میں نہ چھوڑا اور ایک جماعت کو قید بھی کر لیگئے اس خبر کے بعد صمصام الدولہ نے راجہ اجیت سنگھ کی تادیب کیلئے
ومدد کی پیش خیمہ روانہ ہوا لیکن چونکہ ابتدا سے درمیان مغل اور صمصام الدولہ کے نفاق تھا اور نیز قلت زر کا بھی خیال تھا
لیت و لعل میں گذرانتا تھا اور حیدر قلی خان نے باوجود بدمزاجی سابقہ کے جو خاندوران سے تھی اس مہم میں یکدل ہو کر موافقت
کی بارہ میں سخت سخت قسمیں کی اور سوگند کھائی اور بجان و دل بہت منظور کی اور اپنا خیمہ باہر نکالکر بلا اختیاری کی خاندوران
صمصام الدولہ نے اجیت سنگھ کے لڑنے میں صلاح نہ دیکھی خلوت میں بادشاہ سے کہا کہ خدا نخواستہ اگر وہ فتحیاب ہو تو تدارک
اسکا نہایت مشکل ہوگا اور درصورت اپنی فتح کے اگر راجہ کوہستان دشوار گذار میں فرار کرے تو ایسا وہ یہ کہاں سے کہ اوسکا تعاقب
کیا جاوے فی الحقیقت بموجب قول مشہور کہ چنین او جہان میں رہکر قدم بطریا قصر للایجان (جب کہ عزم کی بلندی) اس مہم کا متکفل ہوا
اور قطب الملک و نجم الدین علیخان کی رہائی کا مستدعی ہوا یہ امر بادشاہ کو ناگوار ہوا اور دیگر ارکان دولت کو بھی نامنظور تھا اس کے عدم قبول
ہو جانے سے بھی فسخ عزیمت کی اوسوقت میں ایلچی کا ذہاب درمیان میں دیکھکر خاندوران نے خوانخواہ دربار کی آمد و رفت موقوف کردی
بادشاہ نے مدار المہاموں کی صلح و آشتی مقدم جانی ہر ایک کی رفع کدورت فرمائی اور ارادہ مہم راجہ اجیت سنگھ کا اوٹھا
ظاہرا صمصام الدولہ کے نوشتہ متضمن دلجمعی راجہ کے پاس پہونچے اور وہ اپنے ارادہ فاسدہ سے باز رہا اسی ضمن میں خبر
آمد آمد نظام الملک کی جو کہ بعد بندوبست کرناٹک اوایل ذی الحجہ کو اورنگ آباد میں داخل ہو گیا تھا اور دہلی اورنگ آباد دہم
ماہ مذکور عازم حضور ہوا اور برہانپور میں پہونچکر دیانت خان جو کہ سابق دکن کی دیوانی پر حضور سے مامور تھا خلعت و فیل
عطا فرما کر اوسی کام پر رخصت دی اور خود حضور میں چلا اس خبر سے کل تدابیر مہم وغیرہ اوسکے آنے پر ملتوی ہو میں پڑتیا ور
وکابل کی وقایع سے واضح ہوا کہ مبارز الملک سربلند خان نے خانہ زاد خان اپنے لڑکے کو کابل بھیجا تھا اور وہ بعد
بندوبست پشاور کے باپ کے پاس آیا تھا واقع منزل جریان کہ محمد امین خان ولد خانخانان مرحوم غارت ہوا تھا افغان سدراہ
ہو کر لڑے بڑی لڑائی ہوئی خانہ زاد خان نے اپنے ہمراہیوں کے ساتھ اچھی جانفشانیاں کیں اور شیخ مجاہد جو کہ
ہراول کا جماعہ دار تھا زخمی ہو کر قید ہوا قریب سات آٹھ سو نفر کے کام آئے سربلند خانکی فوج کی ہزیمت ہوئی اور خانہ زاد خان
کی سواری کے دو گھوڑے بندوق سے غلطان ہوئے خانہ زاد خان کی بھی زخم پوست مال پہونچا جب جانا کہ کیا مجال اقامت
نہیں ناچار چند آدمیوں کے ساتھ راہ فرار لی اور تمام فیلان اور توپخانہ وغیرہ پٹھانوں نے لوٹ لیا اور عبد الصمد خان
اسی سبب سے کہ زکریا خان اوسکا لڑکا کشمیر کا صوبہ دار ہوا تھا اشرف الدین ولد محوی خان کے شور و فساد
اور نایب مذکور کے مغلوب و محصور ہونے کی خبر سنکر تین چار ہزار سوار مغلیہ وغیرہ سے بطور یلغار آپہونچا اور شرف الدین خان
خوفزدہ ہو کر مقابل نہ آیا بڑے بڑے شہر سے منفعل اور نادم حاضر ہو کر اظہار الطاعت کی ہوا فساد کی تسکین پائی عبد الصمد خان نے
کل منصبدار اور سپاہیہ اور روزینہ دار اور وظیفہ خواروں کو اس فساد انگیزی کے پاداش میں سیاست کر کے اونکی جاگیر

اور مدد معاش ضبط کرلی

ذکر تولد صبیہ حرم سرائے شاہی مین اور ملکہ زمانی کی کتخدائی محمد شاہ سے

۲۹ محرم الحرام ۱۱۳۳ ہجری کو پنجشنبہ کے روز وقت شب محمد شاہ کے گھر مین لڑکی پیدا ہوئی اور سہ شنبہ کی رات کو ۱۹ صفر ۱۱۳۳ ہجری مین محمد شاہ بادشاہ کی شادی ملکہ زمانی دختر محمد فرخ سیر سے بکمال زیب و زینت عمل مین آئی اور طالع اسد مین نکاح پڑہایا گیا آرایش و آتشبازی و رقص و سرود ہندوستانی طور پر بڑے کر و فر سے ہوا اور ملکہ مذکور داخل سرای شاہی ہوئی

نظام الملک کا حضور مین آنا اور وزارت پر مامور ہونا

نظام الملک بندوبست ممالک دکن و کچھی صلاح فساد کرناٹک وغیرہ سے کوچ کر کے حاضر حضور ہو کر روز پنجشنبہ ۱۳ ربیع الثانی سنہ مذکور کو شرف ملازمت ہوا پانچوین جمادی الاولی یکشنبہ کے روز دو پہر کے وقت عہدہ وزارت اور عطاے خلعت چارقب اور قلمدان سے سرفراز ہو اتفنبہ کے روز تیسری جمادی الاخری سنہ مذکور کو جشن نوروز حسب معمول ہوا بادشاہ کا لقب ابوالظفر سے تبدیل ہو کر ابو الفتح ناصر الدین مقرر ہوا پنجشنبہ کے روز چھبیسوین رجب کو دیوانی خالصہ راجہ گوجرمل کو ملی اور یکشنبہ کو شیخ سعد الدین نے دیوانی تن پائی لیکن بعض امراے حضور نے خصوص حیدر قلی خان اکثر مقدمات مالی اور ملکی مین برخلاف راے آصف جاہ کے دخل دیا تھا بادشاہ نے آصف خان کی پاسخاطر ضروری سمجھی حیدر قلی خان کو گجرات کی صوبہ داری پر رخصت کیا حیدر قلی خان نے وہان جا کر ایسا بندوبست کیا کہ کسیکے عہد مین نہوا تھا نظام الملک نے جو امیر قدیم سال مزاج گرفتہ جاہ طلب صاحب اقتدار تھا بعد وزارت کے چاہا کہ اپنے خاطر خواہ رائق و فائق ہو کر انتظام کرے اور بادشاہ کو بھی کرانباری اور وقار اور تہذیب اخلاق اور تقسیم اوقات اور تادیب اتباع اور انفصال مقدمات وغیرہ امور سلطنت مین تعلیم کرتا تھا اور بادشاہ کو جوانی اور دولت کی غرور مین اچھا معلوم نہوتا تھا امراے دیگر خصوص صمصام الدولہ اور خود نظام الملک اپنی کسا و بازاری کو حضور مین نہین چاہتی تھی ہمیشہ اسیطرح کچھ مین وقت بسر ہوتا تھا تا آنکہ بعضے امرا اور خواجہ سراؤن کی تحریک سی حیدر قلیخان نی اپنے عہد سے پیر پایا تھا چونکہ وہ بہی مرد شجاع جاہ طلب صاحب جرأت تھا صوبہ گجرات مین خوب سا روپیہ تحصیل صوبہ اور جاگیر اور ضبطی خانہ عبد الغفور بوہرہ سے بہم پہونچایا جسکا حساب کروڑون سے گذر گیا اسقدر دولت پاکر غرور پیدا کیا کہ اپنے دل مین یہ خیال کرتا تھا کہ امیر الامرا حسین علیخان بہادر کے مرتبہ پر فایز ہونگا امراے حضور کے اغوا سے بغرض استیصال نظام الملک روانہ ہوا اور بادشاہ اور دیگر امرا بہی نظام کے نکالنے مین اس ارادہ سے خوش ہوے کہ نظام الملک کے ہاتھون سے امیر حیدر قلی خان کا گجرات سے عزل کر دیا اسی عرصہ مین واقعہ شب دوشنبہ غرہ محرم کو کہ صبح کاذب کے قریب ملکہ زمانی کے بطن سے دختر پیدا ہوئی دوشنبہ کے روز ۱۵ محرم ۱۱۳۵ کو صوبہ داری گجرات کا خلعت نظام الملک کو حیدر قلی خان کے بدلے مین عطا ہوا اور

پنجشنبہ کے روز دوم ماہ صفر سنہ مذکور کو دوپہر کے بعد نظام الملک احمد آباد گجرات کو روانہ ہوا

مارا جانا نیل کنٹھ ناگر نایب سعادت خان بہادر کا اکبرآباد میں اور صوبہ اکبرآباد راجہ جے سنگہ کو ملنا اور چوڑامن کی مہم فتح ہونا

خاص برہان الملک سعادت خان بہادر کو علاوہ صوبہ اکبرآباد کے صوبہ اودھ جو راجہ گردھر سے متعلق تھا مقرر ہوا برہان الملک ساتھ بندوبست صوبہ جدید لینے کے روانہ ہوا راے نیل کنٹھ اپنے نایب کو اکبرآباد میں چھوڑا ایک روز نیل کنٹھ جو فیل سوار راہ میں چلا جاتا تھا کسی عمدہ مشیدار کے انتا میں ایک جاٹ درخت نیم دلجمعی سے بیٹھا ہوا تھا اسپر پہونچتے ہی اوسنے اپنی بندوق ماری کہ فوراً چھاتی سے پار ہوگئی برہان الملک عازم تھا کہ دونوں صوبہ کا مالک ہوکر اپنے نایب کا انتقام لے صمصام الدولہ نے فرصت پاکر صوبہ اکبرآباد کو برہان الملک سے تغیر کرکے جے سنگہ سوائی کو دلوا دیا اور برہان الملک کو فقط اودھ کی صوبہ داری ملی راجہ جے سنگہ بعد عطاے صوبہ داری اکبرآباد کے چوڑامن جاٹ کی سزا پر مامور ہوکر اوسکے اخراج پر آمادہ ہوا بدن سنگہ اپنے بھتیجے کو موافق کرکے ایک مدت تک اوسکی فکر میں مصروف رہا اثنا میں محکم سنگہ نے اپنے باپ چوڑامن کے روبرو خلاف شان پسر کے گستاخی کی باپ کو خفت ہوئی مگر شفقت پدری سے درپے انتقام نہوا لیکن مارے رنج کے زہر کھاکر ہلاک ہوگیا محکم سنگہ نے بجاے پدر بیٹھکر استمالت رعایا کرکے راجہ جے سنگہ کو اپنا دشمن کر دیا اور بدن سنگہ نے خوب تالیف قلوب کرکے رفقاے محکم سنگہ کو موافق کر لیا محکم سنگہ اس حال سے ماہر ہوکر قلعہ خالی کرکے بھاگا اور صفر ۱۱۳۵ھ ہجری پنجشنبہ کی شب مذکور کو قلعہ تھون فتح ہوا اور بدن سنگہ بجاے محکم سنگہ کے مقرر ہوا اور راجہ گردھر بہادر صوبہ مالوہ پاکر اوجین میں پہنچکر انتظام کرنے لگا

حیدر قلی خان اور نظام الملک کے شوریدگی انجام کو نظام الملک کا غالب ہونا

بہ طبق تحریر بالا نظام الملک کو جب صوبہ گجرات تفویض ہوا بالعزم تسخیر اوس ملک کے روانہ ہوا اور سامان سرانجام مناسب ترتیب دیکر اثناے راہ سے سوچا کہ حیدر قلیخان کے ملازمین کو منحرف کرو اور بذریعہ خطوط کے سلسلے سے اکثر اوسکی افواج کو جو کہ افاغنہ او رہابی اور عربی اور مغل ہی کے لشکر میں جو کہ اس قوم سے تھے سب کو اپنی طرف مایل کر لیا اور حیدر قلیخان سے منحرف کر دیا چنانچہ شجاعت خان رستم علیخان جعفر علیخان گجراتی صلابت خان زبردست خان نائطی اسد خان غوری و دیگر سرداران مغلیہ و توابع اوس سے منحرف ہوئے اور نظام الملک نے چھاوہ تک قریب گجرات کی پہونچ گیا معز الدولہ حیدر قلیخان اس حال کی مشاہدہ سے گھبرا گیا مقاومت کی تاب نہ لاکر آصفجاہ کی ملاقات کو مالیخولیا کی علت پیدا ہوئی رفقاے دیرینہ لیجا کر میں بیٹھا کر حضوری کی راہ لی آصفجاہ گجرات پہنچکر وہاں کے انتظام میں مصروف ہوا بعد فراغ امور ضروریہ کے صوبہ گجرات اپنے چچا حامد خان کو جو شاہزادہ جنگلی

کو نام سے مشہور تھا حوالہ کیا اور خود صوبہ مالوہ کے بندوبست کو جو گردہر کے تغیر سے ابتر ہو رہا تھا آیا اور یہاں کا انتظام
کر کے عظیم اللہ خان اپنے بھتیجے کو نیابت میں چھوڑ کر حضور کو سعادت کی حیدر قلی خان مع زر و مال حاضر حضور ہو کر
چند روز معطل رہا آخر بست و دوم جمادی الاخری ۱۱۳۵ھ کو جشن نوروز ہوا اور اوسی روز اوسکو سپہر نے رحلت فرمائی اور گیارھویں
رجب سنہ مذکور کے سنیچر کی شب کو روشن آبادی پادشاہ کی بیگم کے شکم سے صاحب جہان افروز بانو بیگم نام پیدا ہوئی
ظاہرا حیدر قلی خان بعد سعادت گجرات کے نظام الملک کی غیبت میں صوبہ دار احمد آباد ہوا چونکہ اجیت سنگھ کی
تادیب ملحوظ تھی صوبہ داری اجمیر کی ملی اور حیدر قلیخان نے بھی بسبب شجاعت اور راگی عداوت کے جو اجیت سنگھ
سے تھی قبول کی اور حسب الامر اوسکی مہم پر روانہ ہوا آخر شعبان سنہ مذکور کو راجہ مذکور بھاگا اور اسی سال میں سید قاسم
کوتوال کے لڑکے کو کسی نے سرخ پوش کے جماعہ میں سے مار ڈالا اور قاتل بھی مقتول کے زخم شمشیر سے مجروح
ہوا اتوار کے روز غرہ شوال سنہ مذکور کو نظام الملک بعد فراغ انتظام مالوہ و گجرات کے ملازمت میں آیا اور پنجشنبہ
۲۴ ذیقعدہ سال مذکور کو جبکہ ایک گھڑی گذری تھی پادشاہ کے لڑکا پیدا ہوا اور نصف آخر ماہ محرم ۱۱۳۶ھ سحر گاہی میں ستارہ ذو ذنب
برج دلو میں نمودار ہو کر دس بارہ روز تک آشکار رہا اور اسی مہینے میں بادشاہ کی لڑکی نے انتقال فرمایا—

بادشاہ سے نظام الملک کا آزردہ ہونا اور قمر الدین خان ولد محمد امین خان کو وزارت ملنا

ارکان سلطنت مانند اعتماد الدولہ قمر الدین خان بخشی دوم اور داروغہ غسلخانہ اور صمصام الدولہ امیر الامرا بخشی اول
اور صاحب رسالہ شاہی اور اعلی شاہی اور روشن الدولہ ظفر خان بخشی سوم اور سید صلابت خان بخشی چہارم اور خانسامان
عزت الدولہ شیر افگن خان اور اوسکے بعد اوسکا بھائی لطف اللہ خان بہادر رسالہ دار رسالہ والا شانی اور صدر الصدور میر جملہ ترخان
اور ناظر اور داروغہ صرف خاص حافظ خدمتگار خان خواجہ سرا سے عالمگیری اور بعد اوسکے روز افزون خان اور دیوان
خالصہ راجہ گوجر مل اور اوسکے بعد اشرف الدولہ ارادتمند خان اور بعد ازان راجہ بخت مل اور دیوان تن شیخ سعد اللہ اور
میر آتش اول حیدر قلیخان اور بعدہ سعد الدین خان اور بعد ازین حیدر قلی خان اور پس ازان مظفر خان برادر صمصام الدولہ
اور داروغہ جواہر خانہ برہان الملک اور اوسکا باپ احمد قلیخان اور میر توزک اول امین الدولہ اور رومی داور داد خان
اور داروغہ گرز برداران مبارز خان اور اسکے بعد اعز خان اور داروغہ خاص چیلہ اور چیلہ خانہ قدیم میر حسن خان کوکہ اور
عرض مکرر یعنی احمد خان کوکہ اور داروغہ مہر فیض علی حامد خان داروغہ فراش خانہ نور علی قور بیگی اور بخشی احدیان
معز خان برادر روشن الدولہ بخشی شاگرد پیشہ متانت اللہ خان راسخ ولد خان صادق قراول بیگی آلہ دردیخان اور خدمت صاحب خان
فیض کی مہرور خان کو اور حبیب خاص کی جاوید خان خواجہ سرا یون کو جواہر خان داروغہ جواہر خانہ تھا اور بجان داروغہ باورچی خانہ
داروغہ قہوہ خانہ فضل علیخان داروغہ فیلخانہ سید قطب الدین علیخان سکھو داروغہ حبشی یاسمین خان داروغہ سرخ پوشان قولادان

الہ یار خان قلعہ دار شاہجہان آباد قایم خان ولد روشن الدولہ داروغہ وقائع کل وڈاک حکیم معصوم علی خان داروغہ سوانح
ہر ایک ایک ایک کام پر مقرر تھی لیکن روشن الدولہ حسب مزاج بادشاہ ہوکر ہر آمد کار متعلق
خلائق کرتا تھا اور شاہجان محمد فقیر کے لڑکی کوکی نام نے محمد شاہ کے حضور مین نہایت ادب حاصل کیا بادشاہ کا قلمدان
اوسکے سپرد تھا بادشاہ کی طرف سے صاحب دستخط تھی محل کے اندر رہا جتنے عہدون کی عرضی توقیع کرتی تھی بعقل و دین
ایسے اور سے حیرت زدہ ہوکر یہ نکتہ گاتی تھی رباعی نوبت زکیان بہ ناکیان افتادہ است ¤ بازوی شگرفی بمیان افتادہ است
شاید کہ سپہر سفلہ قصد نشاط ¤ شمشیر زدن بدرف زنان افتادہ است ¤ بادشاہ چونکہ جوان اور کم جرات تھا عیش و عشرت
مین مصروف رہتا ہان کوئی ایسا ہی کار سخت و ضروری ہوتا تو البتہ اس طرف متوجہ ہوتا اور عمدۃ الملک امیر خان وغیرہ امرا اور امرا زادہ خوش طبع و
رنگین مزاج کی طرف طبیعت کو اپنے رغبت دی کار سلطنت سے بیغرض تھا اس سبب سے کچھ خوف و ہراس امرا کبار
عوام کے دلون سے دور ہوئے لکھا شخص اپنے اپنے خیالی پلاؤ پکانے مین مصروف ہوا بجائے خود دم استقلال بھرتے تھے
و نظام الملک چاہتا تھا کہ بادشاہ اوسکی رائے کے بموجب تعمیل کرے اور صحبت رنگین مزاجان نازنین بخش و اختیار مدار المہامی
زنان نازک سرشت مثل کوکی وغیرہ دل بادشاہ اور کاروبار ملکی مالی سے نکل جاوے اس سبب سے ہر ایک امیر و امرا
اور بادشاہ اسکے طرف سے بدظن اور مسخرگی کرتے تھے اور غیبت مین اوسکے حق مین کلمات رکیک زبان پر لاتے تھے ایسے
وجوہ سے نظام الملک ملک دکن اور گجرات کو عازم ہوا جیدے آمد و رفت دربار کی موقوف کر کے گھر مین بیٹھ رہا محمد شاہ
اوسکے مافی الضمیر سے آگاہ ہوکر تالیف قلوب مین متوجہ ہوا مقصد یہ تھا کہ کیسے راضی ہوکر جاوے اوسنے بھی یہ ارادہ معلوم کیا
بجہت واسطہ و وسایل درمیان لاکر دفع رنج ظاہری کیا پس نظام الملک دوشنبہ کے روز مطابق دوم ماہ صفر سنہ ۱۱۳۶
ہجری کو مشرف ملازمت ہوکر ساختہ مہربانیوں سے خوشنود ہوا

مبارز خان صوبہ دار برہان پور کو آصفجاہ پر ورغلانا اور مبارز خان کا مارا جانا

امراے حضور نے آصفجاہ کی آزردگی پاکر نشقہ خاص بادشاہی نہایت اخفا کے ساتھ مبارز خان ناظم برہانپور کے نام
صادر کیا کہ اگر ممکن ہو صوبہ ہاے مذکور آصفجاہ کے گماشتون سے چھین لیوے اور عنقریب نظامت دکن کا فرمان صادر کیا
جاویگا اور نظام الملک نے امراے حضور کی فتنہ انگیزی ان سے اطلاع پاکر مخالفت آب وہواے شاہجہان آباد کا اظہار
کیا اور سازگاری عناصر مراد آباد کی بیان کر کے بہ بہانہ سرکار سے اودہر کی رخصت حاصل کی اور روز یکشنبہ ۲۲ ربیع الاول
سنہ ۱۱۳۶ ہجری کو تھوڑی دور اودہر جاکر سیدہی دکن کی راہ لی اور یلغار کر کے ملک دکن مین جا پہونچا اور مشغول ارادہ اسباب
کار زار و پیکار کا ہوا مبارز خان طمع دنیوی مین آکر بالاتفاق ابراہیم خان برادر داود خان پنی اور اولاد شیخ نظام اور شیخ
منہاج سرداران دکن کے جو آصفجاہ کے دشمن تھے بعزم رزم آصفجاہ بر آمد ہوا آصف جاہ برادر زادہ مبارز خان نے لکھی باتی

لڑائی کو اوٹھکر اہوا روز پنجشنبہ ۲۴ محرم الحرام ۱۱۳۷ کو سخت لڑائی ہوئی چار ہزار مرد خنجر گذار و چار ہاتھی مارے گئے آصف جاہ کو فتح نصیب ہوئی مبارز خان مع رفقا کے عدم کو روانہ ہوا آصفجاہ نے اس فتح کی عرضی مع فہرست نام مقتولان و اموال ضبط شدہ اور اشرفی نذر مبارکباد کی ارسال حضور کی اور خود فارغ البال سب صوبجات دکن پر متصرف ہوکر دیرپا ہوا امرا ے دون ہمت اور بادشاہ کم جرأت ہوا اور قمر الدین خان بعد سات مہینے کے حجابۃ الملکی اور وزارت پر سرفراز ہوا اور اوسنے استمزاج آصف جاہ کا قبول کرکے کہا

حیدر قلی خان کا اجمیر سے آکر میر آتشی حضور پر سرفراز ہونا

آصف جاہ اور بادشاہ کے صحبت کی ناچاقی روز بروز پدید ہوئی ہر چند دونوں طرف سے دلجوئی ظہور میں آئی تھی خصوص بعد جنگ مبارز خان کے کہ کسیقدر پردہ اوٹھہ گیا تھا بادشاہ نے حیدر قلی خان معز الدولہ کو مخلص یگانہ مرد شجاع سمجھکر اپنے پاس طلب کیا اور وہ تمبہ کی روز چودہوین ۱۴ ربیع الاول سنہ مذکور کو اجمیر سے روانہ ہوکر دو گھڑی دن چڑہے مستفیض ملازمت ہوا میر آتشی کی خدمت مع خلعت عنایت ہوئی اور سعد الدین خان تورانی جو آصف جاہ کا متوسل اور دست گرفتہ تھا خدمت مذکور سے برطرف کیا گیا اور نیز راجہ گردہر بہادر کہ بعد اولی نظام الملک کی تغیری پر مالوہ کا صوبہ دار ہوکر ملک اوجین کو گیا اور جیسا کہ چاہیے منتظم ہوا اعظم اللہ خان جو نظام الملک کی طرف سے وہان پر کار فرما تھا شاہجہان آباد کو چلا آیا

آصف جاہ نے اپنے چچا حامد خان کو باغی ہونے پر آمادہ کیا

آصف جاہ نے بعد فتح اور مشاہدہ حرکات امرا ے حضور کے بیباکی اور کشتاخی سرداران مرہٹہ کو اپنے چچا حامد خان سے موافق کرکے اشارہ کیا کہ تعاقب اختیار کرین حامد خان نے بموجب ایما کے جاگیرداران کے گماشتے اور حضور کی فوجدار کو برطرف کرکے اپنا قبضہ کرنا شروع کردیا اور انظار اس تمرد اور نافرمانی اور مرہٹہ کی اعانت سے حضور مین پہنچا ارکان دولت کو تدارک اسکا مشکل ہوا بادشاہ نے تو رانیون کا غلبہ دیکھکر قطب الملک کی رہائی فرمائی اور کسی معتمد کے توسل سے پیغام دیا کہ اب تمسے کچھ ہوسکتا ہے اسنے درجواب عرض کیا اگر عنایت شاہی نمایان ہو ہر وقت حصول ملازمت پانچ چھہ ہزار سوار مہیا اور خود پیش حضور آمادہ ہون مخالفون نے اس خبر سے اوسکا کہ فریب سمجھکر بیچارہ کو مسموم کرکے جان لی سربلند خان کا مقرر ہونا حامد خان کی تادیب کو اور نجم الدین علیخان بہادر کی رہائی اور حامد خان کا فرار مبارز الملک سربلند خان بعد تغیری صوبہ کابل کے ایک مدت خانہ نشین رہا اور دربار مین بہت کم جاتا تھا جب قطب الملک حسب الحکم مخصوص حافظ خدمتگار خان کی عرضی سے مقرر ہوا کہ مبارز الملک واسطے سزا ے حامد خان باغی کے اوجین اور گجرات کی صوبہ داری عنایت ہو خان مذکور چونکہ مدت سے بیکار رہا اوسکا ساز و سامان محض بیکار ہو رہا تھا تیس ۳۰ لاکھ روپیہ نقد مساعدہ کے طور پر خزانہ عامرہ سے لیکر حامد خان کی تادیب اور تسخیر گجرات کو مامور ہوا اور پوشیدہ امید وزارت بھی

سند دل کہنا تھا التماس قبول فرمایا روز جمعہ ۲۲ رجب ۱۱۳۳ ہجری کو آخر روز قید سے رہائی دیکر خلعت مع شمشیر کے نجم الدین علیخان
بہادر کو دی اور سربلند خان اور نجم الدین علیخان کو رخصت عطا ہوئی دونون امیر ایک ہاتھی پر سوار ہوکر داخل خیمہ ہوئے
رفقاے قدیم عزیز سادات کی فوج نجم الدین علیخان کی پاس فراہم آئی کسیقدر اقتدار پایا اور مبارز الملک سپاہ دوست
تھا کوئی صوبہ ایسا ہندوستان مین نتھا جہان چند برس صوبہ داری نکی ہو اوسکے رفیق اور ملازم سالہا سے بیکاری
مین اس روز کے منتظر تھے تھوڑے عرصہ مین آحاضر ہوئے مبارز الملک نے نیابت کی سند شجاعت خان گجراتی کو
بھیجی اور حامد خان عدم مقدرت سے گجرات چھوڑ نکلا اور موضع دہد مین مقیم ہوکر کنتہا نام غنیم کو اپنی کمک پر بلایا اور
اوسکے باتفاق خود بھی گجرات پر چڑھا شجاعت خان گجرات سے برآمد ہوا اور حامد خان کی ساتھ جنگ کرکے جان بحق ہوا
رستم علیخان حاکم بندر سورت اپنے بھائی شجاعت خان کے قتل کی خبر سنکر سامان حرب مین مصروف ہوا
اور پیلاجی گائیکوار کو جو اوسپر حملہ کنان تھا متفق کرکے بندر سورت سے برآمد ہوا حامد خان مع اپنی جمیعت لشکر کنتہا
کے لشکر کے جو بیس ہزار سوار کے قریب تھے احمد آباد سے کوچ کرکے دریا کے کنارے آیا دونون لشکر مقابل ہوا پیلاجی
گائیکوار اگرچہ رستم علیخان کا رفیق تھا مگر کنتہا جی کی والدہ سے حامد خان کی موافقت کرنے لگا رستم علیخان بھی
اوس مرہٹہ کی دغا سے مارا گیا جب یہ خبر مبارز الملک کو آگاہ کیا اور اجمیر کے دورہ پر جہان وہ وزارت کی امید پر
مقیم تھا [illegible] اوسنے سفر [illegible] بادشاہ سے استمزاج کیا چونکہ تو انہون کا [illegible] عروج پر تھا [illegible]
ہوئے گجرات کی طرف حکم کوچ دیا اور راجہ گردھر بہادر نظام الملک کی تغیری مین مالوہ کی صوبہ داری پر مخصوص کیا گیا
اور نجم الدین علیخان نے بعارضہ بیماری چند روز حاضر حضور رہکر بعد رخصت اجمیر کی صوبہ داری پائی اور بادشاہ نظام الملک
کی فتنہ سازی سے بدظن اور آزردہ خاطر ہوکر الکا عدہ ہوا بعض خدمات اور صوبہ داری جو اعتماد الدولہ قمر الدین خان
کی نام تھین دوسرون کی نام مقرر ہوئین اور برہان الملک نے بندوبست صوبہ کو رخصت پائی اور سربلند خان اوسی
سال گجرات کو گیا اور نجم الدین علیخان بسبب بے اسبابی کے چند روز کو توقف مین پڑا نئے رفیقون کو جمع کرکے سربلند خانکی رفاقت مین
روانہ ہوکر اوس سے جا ملا حامد خان کنتہا اور پیلاجی گائیکوار برادرون مرہٹہ کی ساتھ متفق ہوکر بقصد محاربہ گجرات سے نکلا مبارز الملک
نے حامد خان کو نصیحتین تحریر فرمائین مگر کچھ فائدہ نہوا حامد خان نے اپنے بخشی امان بیگ کو مع فوج کے مقابلہ پر بھیجا اونھون نے لشکر کو
بھگا دیا اور امان خان میدان جنگ مین مارا گیا اور شیخ اللہ یار بلگرامی بخشی اور سردار معتمد مبارز الملک کا دوسری راہ سے
احمد آباد کے قلعہ مین داخل ہوا شہر کو قبضہ مین لایا حامد خان شکست کھا کر نظام الملک کی پاس گیا دوسرے سال نظام الملک
نے مرہٹون کو سربلند خانکی لڑائی پر آمادہ کیا اور حامد خانکو شریک [illegible] گجرات بھیجا اوسکی پہنچنے کی [illegible] حدود گجرات مین سخت سخت لڑائیان
ہوئین مرہٹون [illegible] اور [illegible] جاگیر [illegible] سربلند خان اور نجم الدین علیخان نے سات ہزار سوار
پیادہ کو میدان [illegible] مقابل ہوکر ان مرہٹون کو بھگا دیا اور [illegible] گجرات صاف کردیا چونکہ مبارز الملک کی پاس سے [illegible] فوج بھی

پانچ لاکھ روپیہ ماہ بماہ برسبیل ہنڈوی کے حضور سے معرفت ناظر خان بنگار خان اور لوہا
مل نے ناظر کے معرفت بخشی سوم روشن الدولہ مبارز الملک کے ہاتھ بھیجتے تھے تاکہ
خلل تسلط اسکے کا بیچ اس ملک کے نہو اور مقرر ہوا تھا کہ جب تک بندوبست صوبہ [illegible]
قرار واقعی نہووے بداخل صوبہ مذکور کا پھیرنے والا سرکار مبارز الملک کا نہو جب خبر فتح مذکور کی
حضور میں پہونچی صمصام الدولہ کی صلاح بموجب فوج زیادہ کے برطرفی کا حکم اور صوبہ داری
دربارہ سربلند خان کے نام صادر ہوا —

گرنا روشن الدولہ کا مرتبۂ اقتدار سے بسبب خیانت کے اور کوکی اور شاہ عبدالغفور کا اور معزولی سربلند خان کی گجرات سے باعث سعی صمصام الدولہ کے اور منصوب ہونا ابہی سنگہ کا اور قوی ہونا مرہٹوں کا بسبب سستی ابہی سنگہ کا اور معاودت کرنا سربلند خانکا شاہجہان آباد کو

روشن الدولہ بہادر بہ صفت موصوف تھا لیکن جو بنای کار اسکی اوپر رشوت کے تھی بارہ لاکھ روپیہ
نقد بابت صوبہ کابل کی جو سال بسال روشن الدولہ کی حوالہ ہوا تھا نصف بہ خود متصرف ہوکر نصف باقی
ارسال کرتا تھا اور اسیطرح اکثر امور میں دخل خیانت ہوتا رہا امرا لوگ بہی کشیدہ ہوئے پردہ کھل گیا بادشاہ نے
عتاب فرمایا حکم فہمید حساب صادر ہوا متصدیان حضور نے دو کرور روپیہ اسکی ذمہ برآمد کئے حسب الحکم بادشاہ وہ
روپیہ روشن الدولہ سے طلب ہوا اور اوسنے چار ناچار داخل سرکار کیا نظر سے گرا یہ کاروائی صمصام الدولہ
کی ہیر دیہولی امیر الامرا کی ساری قدر عالی رہی اور شاہ عبدالغفور جو دخیل مزاج شاہی ہوکر مختار بحالی و برطرفی
خالصہ کا اور مرتشی تھا فی الحقیقت ایسی اوٹہ نا شایستہ بہ غرور عبدالغفور غافل سے ظاہر ہوئے تھے مرتبۂ اقتدار
سے خارج ہوکر محبوس روانہ بنگالہ کیا گیا اوسکے مکان کی ضبطی سے دو کرور روپیہ نقد سوای جنس کے داخل خزانہ ہوئے
اور کوکی بہی دونوں راشیوں کی شریک اور مختار دستخط تھی اس غضب میں اسیر ہوئی اسکا بہی اندوختہ بیت المال
حضور میں آیا صمصام الدولہ کو سبب اقتدار کلی حاصل ہوا سربلند خانکو جو روشن الدولہ کا متوسل تھا معزول کرکے راجہ ابہی سنگہ
راٹہور کو گجرات کی صوبہ داری پر بھیجا اور تاکید کی جلد تر گجرات پر پہونچکر سربلند خانکو روانہ حضور کرے ابہی سنگہ نے
آرام طلبی اور غرور و قدامت سے نایب اپنے کو گجرات بھیجا مبارز الملک نے نایب کی اچھی طرح گوشمالی دیکر بہگا دیا ابہی سنگہ
نے دوسرے بار دوسرا نایب بھیجا وہ بہی بلی نیل مرام ناکام واپس آیا تب ابہی سنگہ نہایت نادم ہوا اور خود بجمعیت
پچاس ہزار سوار اور دیگر سامان پیکار کے گجرات آیا مبارز الملک بہ مرضی بادشاہ اور آصفجاہ کی طرف سے تشویش

رکھتا تھا مگر بسبب قلت زر اور اسباب سفر کے قاصد مقابلہ ہوا شہر سے چند کوس نکل کر خیمہ برپا کیا مقابلہ کی
نوبت آئی خوب جنگ آزمائی ہوئی مبارز الملک نے وہ پیشقدمی کی کہ ناچار راجہ کے پیر ہٹنے پیچھے ہٹ گیا مبارز الملک
اسی برگشتگی کو اچھی یاوری بخت سمجھا مصالحت کا خواہان ہوا اخیر روز کو چند چوبدار اور خدمتگار کے ہمراہ دستار سفید
اور لباس سادہ پہنکر راجہ کی ملاقات کو گیا راجہ بسبب تغیر ہوا آخر یہ حرکت اپنے موافق مرضی پاکر استقبال کو آیا
دروازہ پر ملاقات کی اور باحترام تمام لاکر مسند پر بٹھایا مبارز الملک نے کہنا شروع کیا کہ ہمارے تمہارے پرانی
دوستی ہے مہاراجہ اجیت سنگہ سے دستار بدلی تھی اور برادری متحقق تھی تمہیں بجائے برادرزادہ اپنے کے ہم
جانتے ہیں اسقدر جنگ و آویزش بپاس ناموس و ننگ مردمی کے ہوئی کوئی عداوت نہیں غرض تو کار بادشاہی
کی سرانجام سے تھی بندہ بھی اسی کام کو ادہر آیا تھا اب آپ کو مبارک ہو حالا اسقدر امیدوار ہوں کہ کچھ اسباب
سفر اور زاد راہ عنایت فرمائیے ابہی سنگہ ایسے کلمات سے شاداں ہوا اپنے عملہ کو حکم دیا کہ جلد ساز و سرانجام کر دیں
مبارز الملک نے پہر از سر نو اوس تقریر کا اعادہ کیا اور سر نو ابہی سنگہ سے دستار بدل ہو کر اوسکی دستار کو جو مرصع
گرانبہا اور بر سر اسکیکے تھی خلوص سے اوٹھا کر اپنے سر پر رکھی اور اپنی دستار سفید اوسے دی اور باہم گرانخوت کی باتیں
دینے لگے بعد ازاں اپنے لشکر کو رخصت ہوا جب سامان مطلوب ابہی سنگہ کے حضور سے عنایت ہوا دار الخلافت
شاہجہان آباد کو عازم ہوا صمصام الدولہ کو جب یہ خبر ملی کہ بعد لڑائی کے مبارز الملک نے راجہ ابہی سنگہ سے خلاف
مرضی اور فرمان شاہی کے ملاقات کی آزردہ ہو کر بادشاہ سے تحریک کی کہ سربلند خان کی معاتبت کو گرز داریں
کئے جاویں تاکہ جلد روانہ ہو کر جہان اوسکو پاویں اوسی جگہہ موقوف کریں جب اوسکا قصور معاف ہوگا اپنے گھر
چلا جاویگا لہذا دو سو نفر گرز دار بسفر ہوئے ایک سو نفر گجرات کی راہ پر اور ایک سو نفر اکبر آباد کی راہ پر پہونچکر منتظر ہوئے
جب وہ اکبر آباد پہونچا بموجب حکم حضور کے اوسکے سد راہ ہوئے مبارز الملک بضرورت اکبر آباد میں منتظر عفو تقصیر مقام
کرتا ہوا سپاہ ہمراہی جو اکثر نوکری سے برطرف ہونے کی طالب تنخواہ میں گستاخی کرتے تھے برہان الملک جو ان دنوں
اکبر آباد کا صوبہ دار تھا اور پیشتر مبارز الملک کا نوکر رہا تھا ملتمس ہوا اگر تنخواہ ملازمان قدیم کی میرے ذمہ فرمائی جائے
احسن ہوگا یہ کلام سربلند خان کو گران ہوا فرمایا کہ فضل الہی سے ابہی یہ حال نہیں ہوا کہ دوستوں کا احسانمند ہوں
اور جو خزانہ کہ حرم سرا میں پوشیدہ رکھتا تھا اوس میں سے اشرفیاں نکالکر سپاہ کی تنخواہ دی

آصف جاہ کا مرہٹوں کو شہ کا تسخیر ہندوستان پر اور ورشکی اس کوشش کی

جب آصف جاہ نے قدردانی حضور کی دیکہی تو مرہٹوں کو ترغیب دینا شروع کیا اول باجی راؤ جو سپہ سالار راجہ ساہو کا
تھا اور ہر راجہ سے بڑہا ہوا اور سیوا کا مشہور سردار ان مرہٹہ کے اولاد میں تھا بہڑکایا کہ صوبہ مالوہ کو راجہ گردہر بہادر

ناگہ سے اور گجرات کو نواب راجہ ابھی سنگھ راٹھور سے لوٹ مار کرنا چاہا کیونکہ باجی راو وغیرہ سرداران مرہٹہ نے لشکر گران لیکر راجہ گردھر بہادر اور راجہ ابھی سنگھ کے کماشتوں پر چڑھائی کی حدود دونون صوبون کے محالات کو لوٹنا شروع کیا راجہ گردھر بہادر خالی شجاعت سے تھا الرٹے کو شستہ ہوا اور لشکر اقامت سپاہ ہمراہ تھی حضور شاہی سے استدعا طلب کی بیمانی کسی نے خبر لی اور وہ بہادر ایسے نزد و خورد مین مدد کی حسرت مین جان بحق ہوا کوئی اشخص راجہ چھبیلہ رام کا فرزند دیا بہادر نام تو دم گردھر سے تھا وہ گردھر بہادر کی جگہ پر جانشین ہوا لیکن مرہٹون کے ہاتھ سے عاجز ہو کر سکا اور حضور مین لکھا کرتا تھا کہ اپنی زندگانی مین مرہٹون کو ہندوستان پر یورش کرنا دشوار و محال ہے لیکن پیسے ضرور انکا اثر ہندمین شایع ہوگا باوجود ایسے تحریرات کے کچھ فایدہ نہوا آخر الامر وہ بھی مارا گیا سنہ ۱۱۴۴ ہجری مین محمد خان بنگش مالوہ کا صوبہ دار ہو کر اجین پہونچا لیکن مرہٹہ کے دست برد سے اوسکی سیر او کہر گئے آخر اوسکی تغیری پر صوبہ مذکور راجہ جے سنگھ سوائی کو ملا الا بپاس مذہب باجی راو کے تقویت کرتا تھا اور جے سنگھ کی سفارش سے مالوہ کی صوبہ داری باجی راو کو عطا ہوئی ابتدا اسکا ذکر کیا جاویگا صوبہ مالوہ بھی مرہٹون کی قبضہ مین آیا اور ملک گجرات بھی ابھی سنگھ کی سستی سے مرہٹون نے لیلیا بہت سی خرابیان درپیش ہوئین سلطنت کا کام ضعف کو پہونچا یہانتک کہ تدارک اوسکا محال ہوا ایسے کام تھا جون اور دلاوروں سے آگے مین رہنا بادشاہ کو بخل بھی ہوا شیر و کنین شہا و نجی وشمن و چین جیسے لکین مین کا نشتر آتش لاوی صمصام الدولہ جیسی کاریگری پیدا ہوا انکا بند و بست کرنا چاہا کہ اللہ اللہ سر انجام اور مرہٹون کو عاجز کرے افسوس کوئی تدبیر کارگر نہوئی جو تدبیر کرتا بر عکس ہو جاتی امراے دولت کی سستی سے کمال کو زوال ہونے لگا ایسے مقام پر ذو الفقار خان اور حسین علیخان یاد آتے ہین سچ ہے بقول

سے جو شکل زمان بیت مین گردن نہ تو مردی ہے کہ بد شمنو لیے لہو لن

رعایا کی سرکشی شروع ہوتا اور محمد خان بنگش کا عاجز ہونا مرہٹہ اور بندیلون سے صوبہ الہ آباد مین

جب افواج مرہٹہ نے صوبہ مالوہ اور گجرات پر تسلط پایا اور حضور سے کچھ تدارک نہوا تب مشاہدہ سے دیگر سرداران مرہٹہ کو ملک ستانی اور منازعت سلطانی کی ہوس ہوئی جی راو وغیرہ نے جو گجرات و مالوہ پر قابض تھے آہستہ آہستہ صوبہ الہ آباد و اکبر آباد کے قرب و جوار کے فوجداریون پر دخیل ہوئے روز بروز ترقی دولت ہونے لگی انہین دنون مین محمد خان بہادر غضنفر جنگ بنگش صوبہ دار الہ آباد کا قصبہ بوندیلہ کو چھتر سال کا راجہ چھتر سال ونگہا تھا گیا اور رعایا افاغنہ کی فوج لیکر جا پہونچا اکثر مقامات بوندیل کھنڈ کے مسخر کئے اور اپنی اقامت اوس دیار مین مناسب سمجھکر راجہ کی دار الحکومت مین مقیم ہوا راجہ مذکور اور نیز دیگر لوگ جنکا ملک قبضہ بنگش مین آیا ملا حظہ حقیقت سلطنت مرہٹون سے رجوع ہوئے ناگپور کلان کے مرہٹون سے جو کہ ظاہرا صوبہ برار اور راہ جنگل آباد کی

توابع مین ملک بوندیل کھنڈ کے پشت پر واقع ہے یا کہ سرداران باجے راو سے جو اطراف اجین مین سے سکھے مستدعی ہوئے اور اونھون نے نقد اور نیز کسیقدر ملک دینے کا وعدہ کرکے اپنا مددگار بنا لیا محمد خان بنگش نے غلبہ اور نیز اس فتح تازہ سے مغرور ہو کر بقدر ضرورت فوج رکھ لی باقی ماندہ کو جواب صاف دیا چونکہ اوس ملک تازہ کی راہون سے آگاہی تھی راجہ مقہور مذکور مع فوج مرہٹہ غفلت کی حالت مین محمد خان بنگش کے سر پر آ پہونچا محمد خان گھبرا گیا کر لڑنیکو مستعد ہوا جو کہ مرہٹہ اور بوندیلہ کی کثرت بیشمار تھی حضرت عاجز ہوئے جائے امن کی تلاش ہوئی دو تین روز کے بعد قلعہ جیت گڈہ مین پہونچکر مع فوج کے اندر قلعہ مذکور کے محصور ہوا راجہ نے مع مرہٹہ ایسا سخت گھیرا کہ ہوا بھی قلعہ مین نہ جا سکتی تھی کسیقدر فوج بنگش کی زیادہ تھی آذوقہ نے جواب دیا تا یابی ماکولات سے وہ نوبت پہونچی کہ حرام حلال مین تمیز نہ رہی باہر آنے کی کوئی راہ نتھی غضنفر جنگ کی عیال و اطفال جو فرخ آباد مین تھے درگاہ شاہی مین مدد کو التماس کرتے تھے مگر کون سنتا تھا آخر قایم جنگ اوسکے لڑکے نے لاچار ہو کر اپنی قوم سے رجوع کی اور اوسکی والدہ نے بھی استخلاص شوہر کیواسطے عاجزی کی لاجرم پہاس ہزار قومی افاغنہ کا مجمع ہوا اور جسقدر روپیہ غضنفر جنگ کے لینے سے سرانجام ہو سکا اوسی مین راضی ہو کر قایم جنگ کو اپنا سردار بنایا اور جا پہونچی اور غضنفر جنگ کو دشمنون کے درمیان سے نکال کر قلعہ آلہ آباد مین پہونچایا درحقیقت یہ بڑا کام تھا جو لڑکے نے باپ کی واسطے کیا الغرض امرائے حضور نے قصور مغلوب ہونیکا بوندیلہ اور مرہٹہ سے اوپر غضنفر جنگ کے ثابت کیا پس حضور نے غضنفر جنگ کو صوبہ داری الہ آباد سے معزول کر دیا اور مبارز الملک کی عفو تقصیر فرمائی الہ آباد کی صوبہ داری پر بھیجا یہ شخص خانہ زاد خان بہادر غالب جنگ اپنے بیٹے کو نایب صوبہ مقرر کرکے خود اکثر حضوری مین رہا کرتا تھا لیکن شکستہ دلی سے دربار مین بہت کم جاتا انہین دنون مین حیدر قلیخان آگ مین جلکر جان بجان آفرین ہوا اور روز چہارشنبہ ۱۸ جمادی الاولے ۱۱۳۸ ہجری کو چار پانچ گھڑی دن نکلے محمد یار خان جو عہد عالمگیر سے شاہجہان آباد کا صوبہ دار رہا تھا مگر اسکے ملک عدم ہوا جو کہ روز سیر التنی کی خدمت مظفر خان برادر صمصام الدولہ کو سپرد ہوئی اس سال کی چوتھی شوال کو برہان الملک کے توپخانہ مین آگ لگی منارہ فیروز شاہی کو مع لوازمہ عمارت پایون اوسکے گرا دیا اسی وقت مین نجم الدین علیخان نے دنیا سے کوچ کیا اسکے مرنے سے اجمیر کی صوبہ داری بھی علاوہ میر التنی کے مظفر خانکو عطا ہوئی منگل کے روز دوسری جمادی الاخری ۱۱۴۲ ہجری کو بادشاہ صفدرجنگ سا بیمار ہو کر صحیح و تندرست ہوا ساتوین شعبان روز سہ شنبہ مذکور کو راجہ ابھی سنگھ ولد راجہ اجیت سنگھ کو گجرات سے حضور مین آیا تھا مہتون نے شورش اپنے وطن مین لشکر جو جدہ وہ گجرات مین واقع تھا روانہ ہو کر جودپور میرٹھہ اپنے دار الحکومت کو پہونچا اور اسی مہینے کی دسوین تاریخ روز جمعہ کو بنجالی چوپڑہ فروش و بعضے اہل اسلام جمع ہو کر دعوے یہ تھا کہ اونکی جماعت مین سے ایک شخص حاجی کو کسی ہندو نے ہنگامہ ہولی مین خانہ جنگی کرکے مار ڈالا

استغاثہ کو اوسکی لاش بھی کھلی پڑی رہی تاکہ دفن ہوئی خدا معلوم کیا سبب ہوا مستحق ایمان یا کسی کی طرفداری ہوئی جو کسی نے
اوٹھا نالیک اور داوندی ناچار اونہون نے ہجوم کرکے مانع نماز جمعہ ہوئے قاضی کو بھی خفت دی دوسرے جمعہ کو بھی یہی حال
ہوا لہذا قمرالدین خان وزیر اور روشن الدولہ نماز جمعہ کو مع اپنی جمعیت کے سوار ہوئے مستغیثان دل سوختہ نے فریاد
مچائی اور ایسی جسارت کی کہ روشن الدولہ مع اپنے رفیقون کے جماعت مین شامل ہو گیا فریادیون دل سوختہ نے اول نفرین
و ملامت بہت کی اور غیرت او حمیت دین دکھلائی امراے مذکورہ کو کچھ خیال نہوا ایسا تھا کہ مستغیثان غازی نے روشن الدولہ
اور ہمراہیون اوسکی کو زیر پاپوش کاری و کلوخ اندازی رکہ لیا اعتماد الدولہ قمرالدین خان نے اندک پامی استقامت
بچایا اور یان سے وسے تہر کر انسے اونکے تخویف سے ہوا نیون کی ہمت گہٹی کسیقدر ہوا فرو ہوئی انکی تربیت و تفہیم اور
انکی تالیف اور تسلی فرمائی بلوہ کی آتش مشتعل بجہائی لیکن اس ہنگامہ مین اکثرون کی عزت خاک مین ملگئی اس سال
مین شوال کے آخر سے تمام ذیقعد تک ہوا متعفن ہو گئی سکان شاہجہان آباد تپ کے عارضہ سے کانپ اوٹھے
ایسی حالت ہوئی کہ بازار و دکان خالی تختہ بند ہو گئین رونق شہر کی جاتی رہی لوگ کہتے تھے کہ کبھی ایسی گرم بازاری اس
بیماری کی نہین ہوئی تھی کہتے ہین کہ شروع اس عارضہ کا پٹنہ الہ آباد و اکبرآباد سے ہوا آخر کار دہلی اور شاہجہان آباد
سے پانی پت او سرہند او لاہور مین جا پہونچا الحمد للہ کہ آغاز بد کا انجام بالخیر ہوا ہر ایک نے شفا پائی مگر کسیقدر سینکڑون اجل
سے موعود مین کچھ عرصہ نہ رہا تھا جان نثار ہوئے سنہ ۱۱۴۴ ہجری مین واقع ماہ رجب پنجشنبہ و جمعہ او شنبہ اور اتوار کی رات
کو بارش کی وہ شدت ہوئی کہ شاہجہان آباد اور دہلی کہنہ مین جسقدر گہر سے و غیرہ مین پانی بہرا تہا ایسا تہا کہ بہ صورت
پیچ بستہ ہوا اور آسمان نے بہی کوچون اور مکانون پر برف گرائی

بادشاہ کی عزیمت اکبرآباد اور سیر و شکار کو بطریق سیر و شکار اور وہان تو دریاے جمن کے پار باہر شہر کی تفریح کو
روز سہ شنبہ پانچوین رجب سنہ ۱۱۴۵ ہجری کو وقت طلوع آفتاب محمد شاہ بادشاہ بطالع سعدی قلعہ دارالخلافہ شاہجہان آباد
سے سیر و شکار کے لئے طرف اکبرآباد و سہرونتہہ کے کوچ فرمایا ہوا ایک مہینہ کے قریب پیچ سونپت اور سہرونتہہ کی سمت
اعتماد الدولہ قمرالدین خان اور امیر الامرا صمصام الدولہ وغیرہ امرا کی شکار مین مشغول با تعداد ان پانچ تا لکہ سوار مین مقیم ہو کر
چند روز سیر و شکار مین گذارے اور دریاے جمن کے پار ہو کر فرح بخش مین بارہ روز قیام فرمایا مرہٹون کی شورش اکبرآباد کی گرد
و نواح تک گوشمال کو ارادہ سے ایک منزل کوچ کرکے بکنار دریاے ہنڈل قریب سراے ہوڈل مین قیام کیا سات رمضان سنہ ۱۱۴۵ کو
ہوئی جب دس گروہ کی نکلجانے کی خبر ملی جلد و مذکور دو تلپٹ کے نزدیک فریدآباد آ کر شوال کو پہنچے اوسی سال کو داخل دارالخلافہ ہوا

صمصام الدولہ مظفر خان کا مرہٹون کی تنبیہ پر جانا

۱۶ رمضان سنہ ۱۱۴۵ ہجری روز یکشنبہ کو ساڑہے تین گہڑی دن نکلے مظفر خان بہادر میر آتش برادر صمصام الدولہ خلعت پایا
اور تنبیہ مرہٹہ کو رخصت ہوا اوسیوقت بارہ پلہ کے نزدیک پہونچا اس کو باغچہ مین بدون گہر آنے کی اقامت کی مدین سبب کہ مرہٹہ

صوبہ گجرات و مالوہ کو جو تدارک حضور سے عمل میں نہ آیا تھا اور لوٹ مار کو دست ہوس اونکا دراز ہو رہا تھا آہستہ آہستہ قدم بڑھانا
شروع کیا اور گذر ایک زمانہ ماہ و سال کے اونہوں نے رفتہ رفتہ سہل مدت میں اکید و محال لیتے ہوئے حصار
گوالیار تک جو نہایت قرب و جوار اکبرآباد میں واقع ہے آپہونچے اور متصرف ہوکر دم استقلال مار رہے تھے آصفجاہ بھی مرہٹوں
کی اغوا پر ساعی ہوکر آتش عناد و فساد خوب بھڑکاوی مرہٹہ تو ولیں بھی ارادہ رکھتے تھے آصفجاہ کی تحریک سے
خاطر خواہ بہانہ ہاتھ لگا زیادہ تر قدم بڑہاسے جاگیرات امیرالامرا اور محالات خالصہ کو لوٹ مار میں بھی حیراتی کی جب
گوالیار سے بھی گذر کر اجمیر و اکبرآباد کے متعلقات میں بھی قدم زن ہوئے امیرالامرا نے لاعلاج و لاچار ہوکر اپنے بھائی
مظفرخان کو جو گھر میں تنہا شجاعت کا دم بھر رہا تھا جنگ مرہٹہ پر مقرر کرا کر حضور سے اجازت دلوائی اور نیز دیگر امرای
بادشاہی اور بعض اپنے ہمراہی رسالوں کے اوسکے ساتھ کر دئے سپہ سالار مذکور مع فوج بیشمار اور اسباب شایستہ
پیکار کے بعزم رزم مرہٹہ سوار ہوا مرہٹہ لوگ جنکا ضابطہ جنگ چپاولی اور قزاولی کے طور پر ہے اثنای راہ میں کسی جگہ
اوس سے نہ بھڑے مظفرخان سرونج تک جا پہونچا مرہٹہ نے جیتے جیتے تک میں میدان میں اوسے محصور کیا رسد کی راہ
بند کردی اور لڑائی پر ہر وقت آمادہ رہے مظفرخان اپنی خودداری میں رہکر حکم شاہی اور ایمای برادر کا انتظار کرتا
تھا [illegible] حکم مصالحت کا صادر ہوا شکر الہی کر کے بادشاہ کی ملازمت میں آیا بیسویں محرم ۱۱۴۳ھ [illegible] روز سہ شنبہ کو
مشرف ملازمت ہوکر لشکر جواہر سے مشرف ہوا شاہجہان آباد میں پہونچکر مدارات و نازجسب معتقد و اتبار ہوئے اور
ہواخواہوں نے اسکی سلامتی حال پر شکرگذاری کی اکثر اوقات مصاحبان خردمند کی زبان پر یہ مصرع جاری ہوا
این کار از تو آید و مردان چنین کنند اسی سال میں شاہزادہ عالی تبار ولد محمد اعظم شاہ مرحوم نے وفات پائی مقبرہ والدہ
اپنی میں کہ بیاور [illegible] میں واقع تھا دفن ہوا اور نیز اول یکشنبہ کو روز ۲۴ جمادی الثانی کو امیرالامرا صمصام الدولہ اور
اعتماد الدولہ قمرالدین خان نے مرہٹہ کی سزا کو رخصت پائی دونوں بہادروں نے کوشش مردانہ کرکے مظفرخان کی
مانند [illegible] دست فرمائی اور غنیم لئیم سے روز شنبہ ۱۲ شوال سنہ مذکور قصبہ [illegible] میں جو کہ شاہجہان آباد سے سو کوس
[illegible] لاکھ روپیہ کے قریب مال و اسباب مرہٹہ کے [illegible]
جاتی مرہٹہ نے [illegible] غارت کیا [illegible]
قصبہ کی قاضی [illegible]
لیکن [illegible] ربیع الثانی ۱۱۴۳ھ [illegible] ایسی سخت بارش ہوئی کہ اسکی [illegible]
عمارت [illegible]

ازاں رو جیکہ بہادر گوڑ [illegible] کی کمر دیکھی اور جانسپار خان کا مارا جانا اور برہان الملک سے انتقام پانا

اسی حالات میں مسمی [illegible] شاہجہان کو روانہ [illegible]

ضبط کیا اور اوسکا مال و اسباب جو لشکرگاہ میں تھا عیال پر قابض ہو گیا اعتماد الدولہ نے یہ خبر پاکر عظیم اللہ خان کو بنا بر تنبیہ بھیجا مینار
مذکور نے اسکی آمد سنکر دشوار گذار جنگلوں کی راہ لی مکان خالی کر گیا عظیم اللہ خان بجمعیت اوسکا گوشمال سہل سمجھکر
خود چکلہ مذکور میں قیام کیا بعدہ خواجم بیگ خان تورانی وغیرہ کو چکلہ مذکور کی حکومت دی اور اوس مغرور کی سزا کو فرمایش
کر کے خود شاہجہان آباد واپس آیا اراڑہ مغرور یہ سمجھکر کہ عظیم اللہ خان کی معاودت کے آگے پہونچا اور خواجم بیگ خان وغیرہ کو جان
سے مار ڈالا اعتماد الدولہ وزیر نے خبر پاتے ہی لاچار ہو کر برہان الملک صوبہ دار اودھ سے اس معاملہ کو رجوع کیا اور مبالغہ سے تاکید
لکھی کہ پاس آبروی سلطنت و اسلام کر کے جسطور کہ چاہیے کرے برہان الملک نہایت شجاع اور نشہ مردانگی سے مخمور تھا
سنہ ۱۱۴۸ ہجری میں عازم حضور ہو کر شاہجہان آباد آتا تھا اثنای راہ سے غرہ دوم جمادی الاخری میں بھگونت اراڑہ کی سر پر پہونچا
زمیندار نابکار نے چاہا کہ فریب سے اسکو بھی اپنی طرف کر لے مگر یہاں فریب نچلا تب وہ آمادہ رزم ہوا جسوقت برہان الملک
راہ سے پہونچکر داخل خیمہ ہوا اتفاقاً جامہ رنگ سبز پہنے تھا جاسوسوں نے زمیندار کو خبر دی کہ آج برہان الملک لباس
سبز سے خیمہ میں پہونچا ہے ڈاڑھی سفید دراز ہے اراڑہ اوس خبر کے سنتے ہی کمینگاہ سے نکل مع فوج ظاہر ہوا برہان الملک
[illegible] بھی مستعد ہو کر آیا اسکی فوج کا حملہ [illegible] جسطرح ہوا کسقدر لشکر
ہمراہی [illegible] ہوا اوسوقت برہان الملک [illegible] سفید لباس پہنے ہوئے تھا اور ابو تراب خان تورانی جو
اسکے عمدہ سرداروں میں تھا قضارا اوس روز لباس سبز و ریش سفید رکھتا تھا اراڑہ نے ابو تراب خان کو
برہان الملک تصور کر کے اسکے فیل پر متوجہ ہوا اور مع ہمراہیان جان باز کے مثال برق پہونچا اور فیل سواری کی پاس آکر
گھوڑے کو کودا کے برچھی اس زور سے ماری کہ اوسکی سنان ابو تراب خان کی پشت سے نکل گئی اکثر برہان الملک کی ہمراہی
اوسکی دبدبہ آمد سے رو بفرار ہوے برہان الملک چند نفر سے بمقتضای شجاعت اراڑہ کے رو برو ٹھہرا رہا تیر و کمان کی ضرب
میں اراڑہ کو گھیر لیا اور رفقای جانثار نے تیغ و تیر کی زرافشانی دکھلائی درجن سنگھ جو اراڑہ کا رفیق تھا اور پہر برہان الملک سے موافق
ہو گیا تھا برہان الملک کو جتلا دیا کہ وہ اراڑہ ہے اوسکے گھوڑے کو دوڑا کر اوسکی مقابل جا پہونچا تیار ہونے لگا شجاعت کی نوک جھونک دکھانی لگی
آخر اراڑہ کی چھاتی میں ہنولی درجن کی ہاتھ سے اور برہان الملک کے تیر سے چھید کر سینہ با جہنم واصل ہوا برہان الملک نے سجدہ شکر
ایزدی ادا کیا اراڑہ کا سر کاٹ کر بادشاہ کے نذر کیا اور اوسکی پوست [illegible] سے بہر کے قمر الدین خان کے لیے روانہ فرمایا اور
چند روز کے بعد سرداری لشکر کی صفدر جنگ بہادر کو دیکر خود دار الخلافت کو آیا [illegible] مذکور کو شرف یاب
حضوری ہوا ایک ہزار نو اشرفی اور ایک خنجر اور ایک شمشیر نذر دی اور خلعت و سرپیچ مرصع و شمشیر و اسپ و فیل سے سرفرازی
پائی روز پنجشنبہ ۸ شوال سنہ مذکور کو حسب التماس ابو المنصور خان بہادر صفدر جنگ کہ جو کہ داماد و خواہرزادہ برہان الملک کا تھا
اور شیخ عبد اللہ وغیرہ اور سرداران لشکر کے رخصت ہوا سبب اسکا یہ ہوا کہ مرہٹہ کے آنے کی خبر جیسے اراڑہ کا اپنی مدد میں لایا تھا لوگ
[illegible] ذیقعدہ کو بادشاہ [illegible] زبان [illegible] امیر الامرا صمصام الدولہ کی رفاقت میں تھا

راجہ جے سنگہ سوائی اور باجی راو سپہ سالار مرہٹہ کے پاس جو کہ راجہ ساہو کیطرف سے تسخیر ہندوستان پر مامور تھا مع اسناد مہر و
صوبہ مالوہ اور گجرات کے مرخص فرمایا اور حکم دیا کہ جلد جا کر تالیف قلوب اور مطیع شاہی کرے اور اسی سال میں واقعہ شب پنجشنبہ ۱۳
ذی الحجہ کو پہر رات گذرے روشن الدولہ ظفر خان بہادر نے رحلت کی شخص مذکور فیاض و صفات حمیدہ رکھتا تھا و رشتہ ارادت شاہ بھیک نام
فقیر سے بہم پہونچائی تھی چنانچہ رضا جوئی مرشد میں تا دم زیست رہا

کسیقدر ذکر فخر الدولہ برادر روشن الدولہ کا کیا جاتا ہے

نصرت یار خان کے بعد فقیر کو معلوم نہیں کہ کون کون عظیم آباد پٹنہ کا صوبہ دار ہوا اسقدر معلوم ہے کہ اغلب سنہ ۱۱۴۰ ہجری میں یا کچھ پیشتر
ہو فخر الدولہ برادر حقیقی روشن الدولہ کا صوبہ دار عظیم آباد ہوا پانچ چھ برس تک صوبہ داری میں مشغول رہا بعدہ چونکہ یہ شخص محض
بیہودہ و احمق تھا اور نہایت زود رنج اور اعمال اسکے بھی ساتھ بیوقوفی و کمینگی کے ملے ہوئے جو شیخ عبد الصمد جو ایک مدت تک اوس
صوبہ کا مدار المہام اور مرجع انام رہا اور وہاں کا صوبہ دار اسکو نایب بھی کیا کرتے تھے اور اکثر زمیندار وغیرہ اوسکے مطیع تھے ایک سہل
سی بات میں کاوش ہو گئی ایذا رسانی کے درپے ہوا ناچار اپنے مکان واقع عظیم آباد سے گنگا پار ہو کر قلعہ سوانچ میں جو اوسکا بنوایا ہوا
اور وہیں پر چند گانوں زر خرید تھے جا کر آزردہ بیٹھا فخر الدولہ نے اوس سے ہاتھ نہ اوٹھایا پیچھے سے خود ہی پار ہو کر شیخ مذکور کو
قلعہ میں محصور کیا اور درپے تخریب عزت و آبرو ہوا اوسنے لاچار ہو کر برہان الملک صوبہ دار اودہ سے توسل ڈھونڈہا اور بعد
طلب برہان الملک کو مردانہ نکل پڑا اور برہان الملک کے صوبہ کے حدود میں جا پہونچا اور فخر الدولہ کی آسیب رسانی
سے محفوظ ہو کر برہان الملک کے حضور میں آیا عزت شایستہ حاصل ہوئی اور فخر الدولہ نامرد الیس ہوا چند روز کے بعد خواجہ معتصم
برادر امیر الامرا سے جو بظاہر لباس فقر اور مشایخ ہند کے مشغلے میں باشان و شوکت بسر کرتا تھا حرکات ناشایستہ کیے اسکو
آزردہ خاطر کیا خواجہ مذکور بدرجہ نہایت آزردہ ہو کر روانہ شاہجہان آباد ہوا اور بروقت ملاقات اپنے بھائی صمصام الدولہ سے
احوال فخر الدولہ کا بیان کیا صمصام الدولہ بمجرد استماع برہم ہو گیا فخر الدولہ کو تغیر کر دیا اور عظیم آباد کی صوبہ داری متعلق صوبہ بنگالہ
کر کے سند صوبہ مذکور کی موتمن الملک شجاع الدولہ شجاع الدین محمد خان بہادر اسد جنگ داماد جعفر خان کے نام جو اپنے
خسر کی جگہہ پر بنگالہ کا صوبہ دار تھا بھیجی اور فخر الدولہ تغیر ہو کر شاہجہان آباد کو چلا

ذکر احوال پر اختلال شجاع الدولہ داماد جعفر خان ناظم بنگالہ

پوشیدہ نہ رہے کہ شجاع الدولہ کی اصل برہانپور صوبہ دکن سے ہے اور نسب اوسکا قوم افشار کیطرف پہونچتا ہے جو خراسانی
ترکوں میں سے ہیں جب اورنگ زیب صوبہ دکن میں تھا جعفر خان دیوان صوبہ بنگالہ کی دامادی میں جو آخر وقت میں
اوسجگہہ کی نظامت کرتا تھا ہمراہ تھا جب جعفر خان کا اعتماد بڑہا اسکا بھی مرتبہ درجہ بدرجہ ترقی پر آیا تا آنکہ جعفر خان صوبہ بنگالہ اور اوڑیسہ کی
دیوانی اور نظامت پر سرفراز ہوا شجاع الدولہ اوسوقت میں صوبہ دار اوڑیسہ اور وہاں کے انتظام میں مصروف
تھا اسکا سبب یہ تھا کہ خسر داماد کی باہم صحبت برابر نہ تھی اکثر جدائی میں راضی تھا شجاع الدولہ نہایت جود آور

معدلت اور اخلاق حمیدہ وغیرہ صفات پسندیدہ سے موصوف تھا و جعفر خان بر خلاف اوصاف اسکی شجاع الدولہ
کی بی بی زیب النسا بیگم مع اپنے لڑکے علاءالدولہ سرفراز خان بہادر حیدر جنگ کے باوجودیکہ شایستہ اور حمیدہ اطوار
تھی برلہ اطاعت پذیر یا اس وجہ سے کہ شجاع الدولہ کو دیگر عورات سے بھی رغبت تھی اپنے باپ کے گھر میں رہا
کرتی تھی شہر مرشد آباد میں جو جعفر خان کا بسایا ہوا ہے اور سابق میں اسکا نام مرشد قلیخان تھا مقیم تھی چونکہ
محمد علی وردیخان بہادر مہابت جنگ کی ماں بھی قوم افشار اور شجاع الدولہ کی قرابتی تھی اور مہابت جنگ
مع اپنے باپ مرزا محمد اور اوسکے بھائی حاجی احمد کے اعظم شاہ مغفور کی رفاقت میں تھا بعد قتل آقا خانہ نشینی
کی بدولت افلاس میں اسیر ہوا عہد محمد شاہ کے اوائل میں اول مہابت جنگ کا باپ شجاع الدولہ کے
پاس آیا او سنے مرزا محمد کا آنا غنیمت جانا سلوک شایستہ سے پیش آکر اپنا رفیق بنایا اس خبر سے مہابت جنگ
مرزا محمد علی بھی بنگالہ اور اوڑیسہ کا عازم ہوا نہایت صعوبت مفلسی سے شجاع الدولہ کی خدمت میں گیا یہ شخص
نہایت ہوشیار مزاج شناس آداب دان شجاع دلاور تھا شجاع الدولہ نے اسکا ہونچنا مددگاری اقبال سے
سمجھا رفاقت میں رکھا اب روز بروز زیادتی پائی اور ترقی پاتا ہوا مدارج علیا پر پہونچا جب شجاع الدولہ اور مرزا محمد علی کی
سمجھ کر بکمال درجہ کے اتحاد ہوے اپنے بھائی حاجی احمد کو مع متعلقان وعیال و اطفال کے بلا لیا دونوں بھائی
شجاع الدولہ کے ترقی دولت میں مصروف ہوئے بندوبست صوبہ اوڑیسہ کا نہایت توفیر سے کیا مرزا محمد علی
جو جوہر شجاعت اور کاردانی سے بنہایت آگاہ تھا اپنے باپ اور بھائی اور دیگر رفقاے شجاع الدولہ سے زیادہ
نام آور ہوا شجاع الدولہ نے اسکے لائق منصب اور خطاب محمد علی وردیخان حضور سے طلب کیا چونکہ جعفر خان
شجاع الدولہ سے کسیقدر سرگردان تھا چاہا کہ علاءالدولہ کو جو اوسکا پوتہ تھا بعد اپنے نظامت اور دیوانی صوبہ
بنگالہ کی ہی اس مقدمہ میں اپنے وکلا کو تحریک کی اور شجاع الدولہ اس مدعا سے ماہر ہو کر محمد علی وردیخان
اور حاجی احمد سے مصلح ہوا اونھوں نے تدبیر مناسب وقت تجویز کر کے اپنی تجویز سے چند نفر زبان آور ہوشیار
حضور کی وکالت میں بھیجے اور عرضی کے مسودے واسطے بادشاہ اور امیر الامرا کے بانداز عجیب و لطائف غریب
تحریر فرمائے اونھیں پیدا استدعا کی کہ سند صوبہ بنگالہ و اوڑیسہ مع دیوانی وغیرہ کے بنام شجاع الدولہ کی عنایت
ہو اور مردم معتمد فتح سپاہ رفقاے دیرینہ شجاع الدولہ کو ظاہر میں ہر طرف کرا کر رخصت کیا کہ مرشد آباد جا کر
متفرق دار الامارہ کے نزدیک منتظر خبر ورود شجاع الدولہ کے رہیں چونکہ موسم برسات قریب آگیا تھا اور یہ
اندیشہ تھا کہ کٹک سے مرشد آباد کا انسداد راہ ہو جائیگا اپنے اور سپاہ کے سواری کے واسطے کشتیاں مہیا کرکے
بہت سے ملاح بھی ملازم رکھے تاکہ جسوقت جعفر خان کی نہضت کی خبر دریافت ہو فورا روانہ مرشد آباد
ہو جاویں اور نیز ایک پوشیدہ ڈاک شاہجہان آباد تک بٹھائی تھی تاکہ جسوقت اسناد صوبہ داری صادر ہو

فوراً خبر پہونچی اور نیز روزمرہ خط خطوط شاہجہان آباد کے پہونچا کرین جب یقین ہوا کہ دو چار روز جعفر خان اور بھی دنیا
کا مہمان ہے شجاع الدولہ مع علی وردیخان وغیرہ رفقا کے بقدر مناسب بعض جگہہ خشکی اور بعض جگہہ کشتیون سے
گذر کر مرشد آباد کو چلا اور اپنے لڑکے محمد تقی خان کو جو کسی دوسری عورت کے شکم سے سواے زیب النسا کی تھا نایب
مقرر کیا راستے مین جعفر خان کے انتقال کی خبر پائی جب چھہ منزل اور بڑا صوبہ داری کی مسند مین بھی داخل ہوئین
جسکا گستر فرمان حضور بادشاہ کا پہونچا تھا اوسکا نام مبارک منزل رکھا اور رات دن یلغار کرکے نہایت شتابی
سے جعفر خان کے دار الامارت مین پہونچا چہل ستون دیوان عام ساختہ جعفر خان مین مع اپنے رفقا کے نزول اجلال
فرمایا بمجرد پہونچنے کے اپنے آدمی بھیجکر عملہ وقائع نگار و سوانح نگار وغیرہ کو بلایا بالعبد حاضری مسند امارت پر جلوس
فرماکر حکم دیا کہ قوانین استادٹہ بہین اور شادیانہ دولت خداداد بجانا نذرین لینا شروع کین اوسکا لڑکا علاء الدولہ
سرفراز خان جو کہ محض نادان اور اپنے زعم مین ولیعہد اور جانشین جعفر خان کا تھا اور خاطر جمع رکھتا تھا کہ میرے
کی مجال تصرف نہین سوتا اوسوقت خواب غفلت سے چونکا جبکہ باپ کے نقارہ دولت کی دہون دہون کان مین سمائی
چونکہ دار الحکومت سے ایکدو کوس کا فاصلہ تھا بعد وصول خبر متنبہ ہوکر عملہ فوج سے مشورہ طلب کیا اکثر امراہیون
نے ایکدل ہوکر عرض کیا کہ جب فرمان شاہی اور خزائن و دفائن جعفر خان کے تمہارے باپ کے پاس اور قبضہ مین
آگئے بجز اطاعت کے مفر نظر نہین آتا لاچار طوعاً و کرہاً تنہا سوار ہوا اور بعد شرف یابی ملازمت پدر نذر مبارکباد
پیش کی شجاع الدولہ نے مالی ملکی مہم اپنے ذمہ لیے بعد ازان حسب صلاح محمد علی وردیخان اور حاجی احمد اور رای
میان عالم چند جو اونکا دیوان قدیم تھا اور فی الحقیقت فرقہ ہنود مین لیاقت دار اور عمدہ دانشمند تھا وزیر
دیگر دو نتھواہان مانند جگت سیٹھ فتح چند جسکی دولت اور ساہوکاری کروڑون سے بڑہ گئی تھی اور اپنے زمانہ مین
بینظیر تھا سرکار دربار کی بنیاد ڈالی انکے سوا کسی پر اعتماد نہ تھا تا بامکان ہر امر کی تفتیش خود ہی کرتا تھا حق و انصاف کو
خوب ہی سمجھتا تھا حق حقدار کو ملتا تھا جعفر خان کے عہد مین جتنے زمیندار اور مالگذار صوبہ بنگالہ کے قید ہوا کرتے تھے
جو جو اذیت اونپر جاری ہوتی تھی افسوس آتا ہے کہ اوسکی بدگوئی سے زبان قلم پریشان تقریر ہو بموجب بیت منا ایسے برے طور پر
یاد ہین نکہ پس ماندگان اوسپہ نفرین کرین ۔ الغرض شجاع الدولہ نے زمیندار وغیرہ قیدیونکو طلب کرکے جنکی بہتری تھی رہائی دی اور دوسرے دن انکو
بلاکر کہا کہ اگر تم لوگ رہائی پاؤ اداے مال سرکار اور اطاعت و فرمانبرداری مین پیش آؤ گے یا نہین اونہون نے عرض کیا کہ اللہ تعالی عمر دولت کی
افزایش کرے ہم لوگ رہائی پاکر اس وقت سے ہرچند زیادہ زیر اطاعت رہینگے اور اس قول و قرار پر سوگندین کھائین
اور ضمانت کے نشان از سیٹھ جگت سنگہ کے بوساطت پر چھوڑ کر شجاع الدولہ نے ہر ایک کو خلعت فاخرہ سے بقدر لیاقت سرفراز کرکے
رخصت کیا اس عدالت نوشیروانی سے بنگالہ جسکا نام جنۃ البلاد تھا اوسکے عہد مین اسم بامسمی تھا بندگان خدا اسکے عہد
خداوندی مین دست بدعا رہے سرفراز خان کو بدستور دیوان صوبہ مقرر کیا اور محمد تقی خان پسر دوم کو اوڑیسہ کی صوبہ داری

پھر چھوڑا اور جہانگیر نگر ڈھاکہ پر سید قلیخان بہادر رستم جنگ اپنے داماد کو مقرر کیا اور رنگپور کی فوجداری سید احمد خان اپنے
بھتیجے کو جو مہابت جنگ پسر حاجی احمد بہادر اور زین الدین احمد خان چھوٹے بھتیجے کو اکبر نگر راج محل کی فوجداری علی اکبر [illegible]
فوج کی نوازش محمد خان بھتیجے اور داماد کلان مہابت جنگ کو تفویض کی اور کل امور ملکی و مالی میں محمد علی وردیخان اور
حاجی احمد اور رائے رایان عالم چند اور جگت سیٹھ فتح چند صاحب مشورہ شجاع الدولہ کے مقرر ہوئے تا آنکہ فخر الدولہ تغیر ہوا
صوبہ عظیم آباد بھی ضمیمہ صوبہ بنگالہ ہو گیا اور امیر الامرا صمصام الدولہ نے اوسکی سند شجاع الدولہ کے نام صادر فرمائی

صوبہ بنگالہ میں عظیم آباد کا ملنا اور اوسکی نظامت مہابت جنگ کے نام ہونا اور شروع دولت اقبال

شجاع الدولہ نے نائب عظیم آباد کے تجویز میں دولتخواہوں سے مشورہ طلب کیا چند نفر کا گذر ہوا شجاع الدولہ نے
کسیکو لائق نہ دیکھا چاہا کہ اپنے دونوں لڑکوں میں سے کسیکو وہاں کی نیابت پر مقرر کرے مگر سرفراز خان کی ماں زوجہ
شجاع الدولہ نے جدائی گوارا نکی اور تقی محمد تقی کی مہاجرت لی بھی جسکو یگانہ سمجھتے تھے روادار نہوئی آخر الامر
شجاع الدولہ کی رائے نہوئی کہ اوس ملک زور طلب کو صوبہ اودہ اور الہ آباد اور برار اور اورنگ آباد سے
ملحق کر کے اوسکا سوال جواب اور اوسکا بندوبست کرنا بجز محمد علی وردیخان سے دوسرے سے ممکن نہیں اور
دولتخواہان بیغرض نے بھی اس رائے کی تصدیق کی شجاع الدولہ نے نیابت صوبہ عظیم آباد کی مع اضافہ منصب
پنجہزاری اور خطاب مہابت جنگی اور بہادری اور عطاے پالکی جہالردار اور علم و نقارہ کے محمد علی وردیخان کے
واسطے تجویز کیا اور اپنے وکیل کے معرفت حضور میں التماس کیا کہ بتاریخ عنایت ہوا اور امیر الامرا کو بھی
لکھا شجاع الدولہ نے اظہار احسان کیواسطے خان مذکور کو حرم سرا میں بلا کر عظیم آباد کی صوبہ داری کا خلعت
اپنی طرف سے دیا اور اپنی فوج ملازم سے کسیقدر ہمراہ کر دیا چند روز قبل اس عروج کے جب مہابت جنگ
کی لڑکی سے جو زین الدین احمد خان کو بیاہی تھی ایک لڑکا پیدا ہوا مرزا محمد نام چونکہ مہابت جنگ لاولد تھا
اس لڑکے کو اپنی ولدیت میں قبول کر کے پرورش کرتا تھا اب کہ اس دولت کو پہونچا اوسکا میں قدم سمجھکر
زیادہ تر محبت کرنے لگا اور اپنے دونوں داماد ون کو مع دیگر بعض اقربا کے ہمراہ لیکر مرشد آباد سے عظیم آباد آیا
ایکسال کے بعد شجاع الدولہ کی ملازمت میں اکرمورد الطاف ہو العہدہ اپنے صوبہ کو چلا گیا انھیں دنون
میں سابقہ منصب پنجہزاری مع پالکی جہالردار و نقارہ و علم وغیرہ کے جسکے درخواست شجاع الدولہ نے کی
تھی حضور شاہی سے مہابت جنگ خان کو پہونچی چونکہ مہابت جنگ مرد ہوشیار تجربہ کار تھا شروع انتظام
کر کے آراستگی فوج اور تالیف قلوب رعایا اور سپاہ اور تادیب مفسدین متمردین میں مشغول ہوا تھوڑے
سے زمانے میں عمدہ سامان سرداری پیدا کر لیا جسکی طرف سے ذرا بھی تمرد پایا فوراً تادیب کرنا شروع کی عبد الکریم خان

نامے افغان روہیلہ جسکے پاس ڈیڑہ ہزار ہم قوم رفیق تھے اور اپنے برابر دوسرے کو شجاع و دلیر نجانتا تھا اور
درحقیقت ایسا ہی تھا مہابت جنگ چاہتا تھا کہ یہ شخص اسکا رفیق اور مطیع رہے مگر اوسکو اپنے غرور مین
دوسرے کی اطاعت سے کچہ غرض نہوئی تخود سری پر آمادہ ہوا مہابت جنگ نے دیکھا کہ اسکے ساتھ طرح دینا
درحقیقت مایۂ فساد کی افزائش کرنا ہے صلاح یہ ہے اسکی سزا کیجاوے تا دیگر گردن کشون کی ہمت شکست ہو
ایکروز بعض ہمراہیون مانند والد راقم اور چندکس دیگر سے مشورہ کیا کہ جب وہ ستمرد کل صبح کو آئے تقصیرات
سرکشی وگردنکشی بسنہ کرکے سرکاٹ لو چونکہ وہ مغرور دس آدمی سے مجرے کو حاضر ہوتا تھا اور بیرون دروازہ سو
دوسو اوسکے ہمراہی کھڑے رہتے تھے اور خود بھی نہایت شجاع بیباک تھا ہر شخص کا جیبہ تھا کہ اوسکا سامنا کرے
لہذا دو تین آدمی جو اسکام کے لائق نظر آئے مامور ہوئے صبح ہوتے حسب الحکم تعمیل ہوئی اور رعب مہابت جنگکا جیسا چاہیے
نوکرون کے دلمین جانشین ہوا دیگر زمینداران صوبہ جو کہ مغرور اور مفسد تھے اور بعض سے کسیقدر گستاخی
بھی ظاہر ہوئی سزاے لائق کو پہونچے اور چندکس جنکی پیشانی حال سے آثار دولتخواہی پائے ممنون
احسان الطاف بے پایان ہوئے یہ شخص شجاع الدولہ کو راضی اور خوشنود رکھکر اپنے استحکام دولت مین
مصروف تہا اب پہر احوال دار الخلافت کا لکہا جاتا ہے باقی احوال مہابت جنگ کا دوسرے مقام پر درج کیا جائیگا انشاء اللہ

ذکر تقرری امیر الامرا صمصام الدولہ اور وزیر الممالک اعتماد الدولہ کا باجی راو مرہٹہ کی تنبیہ کو

بیشتر لکہا گیا ہے کہ محمد شاہ یادگار خان کشمیری سوالجواب کیواسطے راجہ جے سنگہ سوائی کی وساطت
سے مرہٹہ کے پاس بہیجے گئے اور صوبہ داری مالوہ اور گجرات کی بہی مرہٹہ کو دی گئی تہی جب مرہٹون نے پند
و نصیحت شاہی ہمہ نسنی اور سرکشی سے باز نہ آئے ہفتم ذیقعدہ ۱۱۴۹ ہجری روز یکشنبہ کو گیارہ گہڑی روز
گذرنے پر امیر الامرا صمصام الدولہ نے تنبیہ غنیم کو رخصت پائی اور ایک بالابند مرحمت ہوا امیر الامرا نے اسکی
گہرکو جانے شاہجہان آباد سے نوکوس پر واقع تلپٹ مین جاکر مقیم ہوا اور سنیچر کے دن اوسی ماہ و
شہر کو دو پہر کے قبل اعتماد الدولہ بہی ایک بالابند پاکرتادیب مخالف کو مرخص فرمایا گیا اسنے جا باغ
مین جاکر نقل مکان کیا امیر الامرا صمصام الدولہ خاندوران خان بہادر منصور جنگ گوشمال مخالف کی
ارادہ سے مع فوج ملازم خود اور رسالہ ہاے شاہی جملہ چالیس ہزار سوار کے ہمراہ اور توپخانہ وغیرہ
سامان حرب وپیکار کے لشکر آراستہ کرکے نواح اکبرآباد مین بعض راجہ ہاے ہندوستانی کو ہمراہ
لیتے ہوئے روانہ ہوا اکثر اوقات اسکے ہمراہی خوف و امید مین رہتے تھے اور اعتماد الدولہ مع سرداران
مغل و ہندوستانی کہ جو اوسکے ملازم تھے اور غیرہ دیگر مغل اور تورانی ملازمین شاہی وغیرہ پیکران

رفیقون کے ساتہ اجمیر کے راستہ مین انتظار تعلیم کرتا تہا اور محمد خان بنگش بھی فرخ آباد سے ہمراہ لشکر اور فرخ سیر کا بسایا ہوا نکلا حسب الحکم بادشاہ روبراہ مرہٹہ تہا لیکن ایسے امرا سے مقتدر ہوتے کیبکی جرات تہی کہ خود مرہٹون پر چڑہکر کچہ کام کرین اور دشمنون کو شکست دیکر صفحہ روزگار سے نام دلیری و بہادری قلم تہور سے لکہین صمصام الدولہ بجاے خود تدبیرات خیال کرتا تہا اور اوسکا خلاصہ جی سنگہ کو لکہتا تہا اور جو کچہ اوسکے دل مین گذرتا وہ امیر الامرا کو بہی اطلاعاً حوالہ زبان قلم کرتا اور راجہ ابہی سنگہ راٹہور اپنے وطن مین دنکو تو نشہ افیون مین اور رات اس پیچ تاب مین بسر کرتا تہا کہ کیا کرنا چاہیے جب امیر الامرا طلب کرتا ایک نہ ایک عذر و حیلہ لکہہ بہیجتا — اسیطرح اعتماد الدولہ کبہی غافل از کار اور کبہی خوف و دہشت مین گرفتار رہتا تہا اور ہمیشہ مشورہ اپنے رفیقون و ہمقومون سے کرتا مگر عقدہ کشائی نہوتی تہی اور امداد و اعانت نظام الملک سے چاہتا پس نظام الملک کہ صمصام الدولہ اور بادشاہ سے ہاتہ سے نہایت آزردہ ہوکر دکن چلا گیا تہا اس فساد کی اصلاح مین کچہ ساعی نہوتا تہا بلکہ چاہتا تہا کہ ارکان دولت کی جس طرح سے ہو اوسکے تذلیل اور کسر شان ہو اور بادشاہ بسبب بدطینتی کے جو آصفجاہ سے رکہتا تہا اور نیز امیر الامرا کی ممانعت سے اس مقدمہ کی صلاح نظام الملک سے کچہ ظہور مین نہ آتی بلکہ امرا سے تورانی کو اپنی مدد پر نہین چاہتا تہا رات دن تذبذب مین بسر کرتا تہا کسی کام کی بنیاد درست نہین ہوتی تہی امرا سے بیمقدور و منصبداران معذور جو بادشاہ کے حضور مین دم مار سکتے تہے اور بعضون کو تو دراصل کچہ لیاقت بہی نتہی اور بعضے مانند عمدۃ الملک وغیرہ بنظر ناراضی امیر الامرا کے کوئی تقریر خلاف اوسکے عرض نہین کر سکتے تہے اور جو مبارز الملک سربلند خان کہ مرد لیاقت شعار و جرار تہا کبہی کبہی کچہ کہتا تہا کبہی بادشاہ بہی کسیکا کہنا امیر الامرا کے برخلاف نہین سنتا تہا ہان بادشاہ کی دلمین جو کچہ عبور کرتا وہ امیر الامرا اور اعتماد الدولہ کو لکہتا اور یہ بہی عذر آمیز عرائض ارسال کیا کرتا تہا ہر ایک امرا اور بادشاہ مرہٹہ کی صلح پر راضی تہے امیر الامرا نے بہی استیصال مرہٹون کا بہی اپنی طاقت سے باہر سمجہکر واسطے شورہ جنگ و صلح کو چندروز انفصال مقدمہ ملتوی و زمانہ آیندہ پر چہوڑکر معاودت بدار الخلافت کی اس ضمن مین خبر تسلی افزا پہنچی کہ برہان الملک نے مرہٹون کی سزا جیسا کہ چاہیے دی اس خبر سے کسیقدر امرا سے ہراسان کی دلجمعی ہو گی

صف آرائی برہان الملک کی جماعت غنیم سے اور بہاگنا اوس سیہ گلیم کا کمال خوف و بیم سے و بیم سے و برہمکاری صمصام الدولہ امیر الامرا کی باعث کجی راے مستقیم سے

برہان الملک سعادت خان بہادر بہادر جنگ باوجود دیکہ صرف صوبہ اودہ اور خواہش بادشاہی کی ذرا دوعگی رکہتا تہا

اور یہ نسبت امراے ثلثہ مذکورہ کے نہایت چھوٹے رتبہ مین تہا مگر نہایت دلیر اور صاحب شعور جو باعث
نام تہا امرا کی بدنامی اور مرہٹہ کی چیرہ دستی دیکھکر باوجودیکہ اسکے ہونٹون پہ کچہ غرض نتہی کیونکہ اسکے صوبہ
کی سرحد شمال رویہ گنگا کی تھی مگر بپاس عزت لشکر آرا ہوا اور مع اپنی داماد ابو المنصور خان بہادر صفدر جنگ
اور سامان ضروریات لڑائی کے دار الامارۃ سے نہضت کرکے عبور گنگ فرمایا عزم تہا کہ دریاے
جمن سے بھی گذرے اور راجہ بہدا ورکی کمک کرے کہ ہمارا ہی متوسل ہے ہرچند کہ مرہٹون نے راجہ مذکور کو قلعہ
بند کیا تہا اسی سبب سے برہان الملک نے راجہ کو بروفق تمنا ازلی مدد کی اور جواب عرضی بہیجا کہ تو ہرگز
دل تنگ نہو اور ایک حبہ مخالفین کو نہ دے عنقریب یہین دائرہ دولت پہنچتا ہی ــ چونکہ مرہٹہ اور بوندیلہ
جماعت کثیر سے باتفاق باہمی دریاے جمن کے گہاٹون پر محافظ تہے آسانی سے جلدی یہین عبور میسر نہوا
اور راجہ مذکور نے مرہٹہ کے ہاتہ سے سخت صدمہ پایا اور راو ملہار جو عمدہ سردار باجی راو کا تہا پایاب کی
راہ دریاے جمن سے اوترکر غفلت مین برہان الملک کی عقب مین آکر جیکلہ اٹاوہ سے موتی بلغ واقعہ
اکبرآباد تک جہان آبادی پائی آتش نادانی مین جلادی اور قصبہ سعد آباد اور جالیسہ کو لوٹ لیا ــ
برہان الملک روز دوشنبہ ۲۴ ذیقعدہ ۱۱۴۹ کو ناگہانی بلا کی طرح راو ملہار کے سر پر جا پہونچا
اکثرون کو قتل اور اوسکے تین عمدہ سردارون کو اسیر کرکے اعتماد پور تک جو چار کوس پر تہا تعاقب
کیا راستہ مین کشتونکے پشتے ہوگئے راو ملہار زخمی ہوکر فرار کرگیا بہاگتے وقت جو نہایت گہبراہٹ اور بدحواسی
مین واقع ہوا ارادہ ہوا کہ دریاے جمن جہان سے پایاب گذرے تہے عبور کرین مگر بیہوشی مین راہ
بہول کے کرہٹ گہاٹ مین جا گرا زنجیر موج نے سیکڑون کے ہاتہ پیر باندہ باندہ کر دریاے عدم کے
کنارے لگادیا ملہار راو مع قلیل جماعت کے جو ہمراہ اوسکے نیم جان کو بانند رکہے تہے باجی راو
کی بارگاہ مین جو سپہ سالار فوج دکن اور قصبہ کوٹلہ آبادی سادات گوالیار کے متصل مقیم تہا آیا
برہان الملک اوسکے تعاقب مین دس دس کوس بلکہ زیادہ چلتا تہا واقع دہولپور باڑی جو دار الخلافہ
تہی اٹہارہ کوس دریاے چنبل کی اسطرف ہی یہ خبر سنی کہ باجی راو وہان پر ٹہرا ہی اس ارادہ سے
کہ جہان ملجاوے مقابل ہوجاتا گیا جب کچہ اثر اوس بدگوہر کا نہ ملا دو روز آرام لیکر تیسری روز پہر لشکر مین منادی کی
کہ سواران لشکر ہر ایک چار روز کا ماکولات ہمراہ لیکر ہمرکاب ہوون اور خود بہی مشک وغیرہ نان
و آب بافراط مناسب ہمراہ رکہا اور نیز یہ بہی صدا دی کہ جو ملازمین شاہی سے رہجاویگا گہوڑی کی
اوسکے دم کا نکر تشہیر کیا جاوے گا خزائن گران اور ہاتہی اور گہوڑے اور اونٹ و اضراب توپ
قدر حاجت وقت ہمراہ لیکر دلین یہ قرار دیا کہ اگر وہ ملعون دریاے چنبل کی اوس پار ہوگا مع

فوج پار ہوکر جاوینگا پس سارا سامان ضروری فراہم کرکے روانگی کا ارادہ ہوا۔

صمصام الدولہ کا مانع ہونا برہان الملک کو تنبیہ اعدا سے اور جلوریز پہچان بذات اونکا شاہجہان آباد پر اور غارت کرنا اور لوٹ لینا شہر کو

جب برہان الملک کی جرات اور تہوری اور مرہٹہ کی مغلوبی کی خبر صمصام الدولہ کو معلوم ہوئی شرمندہ ہوکر چاہا کہ اسکے ہمراہی مین اپنا نام پیدا کرے یا کہ اسے بھی مانع ہوکر بدنام کرے لہذا شترسوارونکو متواتر بتعاقب مع خطوط کے اس مضمون سے بھیجا کہ ہم بھی عنقریب آپ سے ملتے ہین تا ہمارے پہونچنے تک توقف کرو تاکہ ہم تم باتفاق ہمدیگر غنیم کی گوشمالی مین ساعی ہون ہرگز جلدی نہ کیجیگا برہان الملک نے عین وقت سواری جو یہ آگاہی پائی بمجرد ملاحظہ مضامین مذکورہ کے متوقف ہوگیا تین چار روز کے بعد امیر الامرا بھی پہونچا حسب الحکم بادشاہ کے جو قرب مرہٹہ سے اندیشہ مند تہا اور امرا سے صاحب فوج کو اس مہم کے مدافعہ پر مامور فرمایا تہا قمر الدین خان بھی مع فوج اپنی کے دار الخلافت سے تین کوس پر صوبہ اجمیر کی راہ پر تہا اور محمد خان بہادر غضنفر جنگ بنگش بھی مع اپنی جمعیت کے کسیطرف مامور تہا جب صمصام الدولہ اور برہان الملک کی ملاقاتین ہوئین اور مہمانون کی ضیافتین ہوچکین اس عرصہ مین چہ سات روز کی دلجمعی غنیم کو ملی اور برہان الملک کے تعاقب کا ڈر دل سے نکل گیا شاہجہان آباد کو فوج سے خالی سمجھکر اوسیہ روز سہ شنبہ ہشتم ذی الحجہ سنہ مذکور کو باجی راو سپہ سالار مرہٹہ نے تعلق آباد مین پہونچکر شاہجہان آباد کے آدمیون کو جو ہندو مسلمان معبد کالکا مین واسطے تماشا کے جمع ہوئے تہے خوب لوٹا اور خواجہ قطب الدین کے مزار پر رات کاٹ کر بدہ کی صبح کو مینا بازار اور دیگر دوکانات کو جلا کر خاک سیاہ کردیا اور دوپہر کے قریب قصبہ بالم کو تاراج کیا کالکا کے بہاگے ہوئے لوگ شہر مین جاکر پہونچے اور ورود مرہٹہ کی خبر لگر دی شہر والون کو عجب طرح کا دغدغہ اور امید وبیم پیدا ہوا بادشاہ نے مصاحبین سپاہ امرا اور آراکین جانفزا کو حکم دیا کہ دفع مخالفین کو عازم ہون امیر خان اور راجہ بختمل اور میر حسن خان کو کلتاش اور منور خان برادر روشن الدولہ اور عبد المعبود خان اور شیو سنگہ سردار رسالہ عنبری وغیرہ سرداران حسب الحکم شاہی سرائے قاضی اور تال کٹورہ مین جگہہ مناسب متصل شہر کو دیکھکر صفین آراستہ کرکے روبروے غنیم استادہ ہوئے اونمین سے میر حسن خان اور شیو سنگہ نے جو کہ جرات بے تجربہ اونکی عقل رکہتی تہی قدم بیشتر کو بڑہایا ہرچند عمدۃ الملک نے جو مرد ہوشیار تجربہ کار تہا ممانعت کی کہ مرہٹہ کی لڑائی بخصوص ایسے وقت مین پیش روی مناسب نہین یکجائی خوب ہے مگر ان دونون مغرورون نے مشورون

سنے نہ سُنا چند قدم چلے تھے کہ تھوڑے سے مرہٹہ دور سے نمایان ہوئے اور ان سب مین اپنی قلت
دکھلاکر دور تر تعاقب مین لے گئے پھر بکثرت چار و نطرف سے گھیر لیا سیف و سنان چلنے لگی کسی شخص نے
ہمراہیان میر حسن خان سے مجروح نکلکر امیر خان کے پاس آکر کہا کہ کہڑے کیا کرتے ہو ہمارا سید امام مارا
جاتا ہے — امیر خان نے جوکہ خوش طبع بذلہ گو لطیفہ سنج تھا او سوقت مین اپنا طریقہ کلام ظہور کیا کہ مجھے بارہ امام
سے غرض ہے اگر تیرہوان مارا جاے کچہ ممانعت ضرور نہین — چونکہ ہندوستانی لوگ گھوڑے کی سواری
مین مہارت نہین رکھتے تھے اکثر مقتول ہوے میر حسن خان مع بعض باقیماندگان کے مجروح میدان سے پھر کر
سلامت آیا اور ہمراہی اوس لڑائی کے بھاگے ہوے بے سر و سامان برہنہ پا بک بینی و دو گوش پریشان
سے بہدوش اپنے اپنے گھرون مین پہنچے امیر خان وغیرہ امرا شام تک مسلح کھڑے رہے رات کو خیمہ مین گئے
شاہجہان آباد کے ہنگامہ کی خبر بسبب عدم مسافت اور قرب دار الخلافہ کے سنکر یا کہ مرہٹون کو
اپنے روبرو نپاکر مخوف تنہائی بادشاہ امراے متعینہ بیرونی نے شاہجہان آباد کی جانب یلغار کیا —
اعتماد الدولہ جو بہ نسبت دیگر امرا کے بہت قریب تھا جلد پہونچا اور ۹ ذی الحجہ روز چہارشنبہ کو مرہٹہ سے
تخفیف لڑائی کی مرہٹہ ہٹکر پیچھے جا پڑا برہان الملک اکبر آباد سے منگل کے دن ۸ ذی الحجہ کو یلغار کرکے
بدہ کے روز بعد طے مسافت کے قصبہ تلپٹ مین کہ متصل دار الخلافہ کے ہے آیا اور دوسرے روز
عید الضحی کو دار الخلافہ مین داخل ہوا صمصام الدولہ بھی ہمراہی مین آپہونچا تیسرے روز نبگش بھی
آکر ملحق ہوا چونکہ غنیم شمشیر آبدار برہان الملک کی غنیم کو ایک مرتبہ آسودہ کر چکی تھی اسکی خبر سُننے سے
بیتاب ہوکر قصبہ ریواڑی اور پاٹودی کی طرف چلے اور دونو قصبون کو من مانا لوٹا اور اوس راہ سے
گجرات و مالوہ کو پہنچے چونکہ سواے برہان الملک کے دوسرے کو تعاقب کی ہوس نتھی ہر ایک معذرت
خواہ ہوا کسی نے اونکے تعاقب مین پیش قدمی نکی بادشاہ اور وزیر اور امیر الامرا نے چوتہ دینے پر
رضامندی اظہار فرمائی صلح کرکے آتش فساد بجھائی — بادشاہ نے آصف جاہ نظام الملک کو بانی
مبانی فساد مرہٹہ اور پریشانی بھی سمجھکر دلجوئی اوسکی ضرور جانی آخر سنہ ۱۱۵۰ مین شقہ عنایت اور عطاے
خطاب آصفجاہی اور منصب وکالت مطلق اور اضافہ منصب ہشت ہزاری وغیرہ رعایات سے
دلداری کرکے طلب حضور کیا اوسنے دکن مین اپنے لڑکے نظام الدولہ ناصر جنگ کو نائب مقرر
کرکے حضوری کی راہ لی ہنوز اسکے آنے کی خبر آئی تھی کہ صمصام الدولہ نے مرہٹہ سے صلح کر لی باین خیال
کہ اسکا توسل نہو اور اقرار یہ ہوا کہ مرہٹہ لوگ تابع بادشاہ اور امراے حضوری رہین
آصفجاہ کی سبھا آوری نہ کریں — مرہٹہ نے بدتمیزی امرا کی دیکھکر طرفین سے اپنا کام سجنتہ کیا الجملہ

چندے آصفجاہ دار الخلافہ مین آیا دوشنبہ کے دن سولھوین ربیع الاول سنہ ۱۱۵۰ ہجری کو
پہر دن چڑہے مستفیض ملازمت ہوا اور پنجشنبہ ہفدہم ربیع الثانی کو خلعت صوبہ داری اکبر آباد
اور مالوہ کی جی سنگہ اور باجی راو کی تغیری پر نظام الدین خان پسر آصفجاہ کو مرحمت ہوئی اور روز
جمعہ ۱۱ ربیع الثانی کو عبدالصمد خان کی وفات کی خبر سنی اعتماد الدولہ کو خلعت ماتمی مرحمت ہوا
اور نیز خلاع ماتمی اور بحالی صوبہ لاہور اور ملتان کی زکریا خان پسر عبدالصمد خان وغیرہ ورثہ کے نام لاہور
کو ارسال ہوا حسب الحکم حضور بادشاہ آصفجاہ نے باجی راو کی تنبیہ کا عزم کر کے اکبر آباد آیا اور
عازم مالوہ ہوا اکبر آباد کے گہاٹ سے گذر کر اٹاوہ اور مکنپور ہو کر کالپی سے دوبارہ عبور جمن کر کے ملک
بوندیلہ مین آیا وہان کے راجہ کو مع فوج ہمراہ لیا اور بعد طے منازل بہوپال جو توابع صوبہ مالوہ مین تھا
آیا باجی راو نے فوج سنگین کے ساتھ دکن سے استقبال کیا سنہ مذکورہ بالا واقع ماہ رمضان بہوپال
مین مقابلہ ہوا لڑائی سخت آزمائی شروع ہوئی اس عرصہ مین خبر پہنچی کہ نادر شاہ بہت نزدیک آگیا پس
آصفجاہ نے مصالحہ کر کے جلد شاہجہان آباد کی راہ لی۔

سیف الدین علیخان کا مقتول ہونا اعتماد الدولہ کی عداوت سے اور عظیم اللہ خان کی شقاوت

امراے نفاق پیشہ حضور نے کہ سمجھ بوجھ نہ رکھتے تھے ایسی مہم سخت مرہٹہ کو تو ایک چھوٹا سہل سا
کام سمجھتے تھے ہان باہمی عداوت کی فکر مین رہا کرتے تھے کہ غلا نے کی جڑ کسطرح کھود پھینکیے انہین
دنون مین سیف الدین خان قطب الملک سے کنارہ کش ہو کر خانہ نشین ہوا تھا جاگیر اور تعلقہ
قدیم سے روزی مین گذر اوقات کرتا تھا کسی سے کچھ غرض نہ رکھتا تھا جسقدر بیلدن رازق حقیقی نے دیا تھا مع
چند ضعیف و ناتوان خاندانی کے بسر کرتا تھا اعتماد الدولہ وغیرہ تورانی سادات سے عداوت جبلی رکھتے تھے
اور امیر الامرا حسین علیخان بہادر مرحوم کے کسی اقربا کی وجود کے خواہان نتھے ہمیشہ اسی غریب کو مارنے
مین بہانہ جو تھے اس سبب سے اعتماد الدولہ نے حشمت خان نامی کو چکلہ سہارنپور دیدیا کہ سیف الدین علیخان
وغیرہ متوسلان امیر الامرا مغفور کے ضیاع و اقطاع کی ضبطی کرے اوس بدذات نے فوجدار ہو کر سید کی
اولاد پر دست درازی کرنے کا ارادہ کیا کہ سیف الدین علیخان وغیرہ سادات کو قوت روزمرہ سے
عاجز و محتاج کرے نوبت باینجا رسید کہ جب بیچارون نے کسیطرح اپنا رفاہ نہ پایا اور مثل مشہور ہے
مرتا کیا نہ کرتا مقابلہ مین طیار ہوے اور اوس بدبخت سے لڑ بہڑ کر جب کچھ زور نچلا عدم کی راہ
لی اعتماد الدولہ عظیم اللہ خان نے بعد کشتہ ہونے جان نثار خان اور دخلہا بھگونت داراڑو کو

عار سمجھا اور تدارک اونکا ضرور نہ ہوا اور اب کہ حشمت خان اپنی خودسری اور ظلم پروری سے
سادات کے ہاتہ سے مارا گیا اعتماد الدولہ کو نہایت بڑا معلوم ہوا انتقام کی فکر ہوئی فوراً عظیم اللہ خان کو
کہ نایب ابی سفیان کہنا چاہیے سالار لشکر بناکر مع باقیماندہ فوج توران اور علی محمد خان روہیلہ اور فرید الدین
خان اور عظیم اللہ خان فاروقی شیخ زادہ ہاے لکہنؤ سے جو قمر الدین خان کی طرف سے فوجدار مراداباد کے
تہے واسطے قتل و غارت سادات بارہہ مامور کیا اور یہہ بد سر پہونچکر صف آرا ہوے — سیف الدین علیخان
مع چند بہائیوں برادروں کے جو ایسے نازک وقت مین شریک ہوے چار ناچار بپاس حفظ آبرو و مقابلہ
کو نکلا اور با وجود کمی لشکر اور تہوڑی توپ و تفنگ وغیرہ دیگر سامان جنگ و جدال کے تشنگان آبرو
کی خواری اور ذلت مین کوئی دقیقہ اوٹہا نرکہا قریب تہا کہ فی النار والسقر ہو جاوے ناگہان دوسری فوج
روہیلہ کی مدد پر آ پہنچی اور آتے ہی طرف پہلو و پشت سے بندوق اور بان سر کیے آن کی آن میں سیف الدین
علیخان اور اوسکے ہمراہیوں کو شربت شہادت نوش کرایا بعد ازین بدحیائی سے زور دکہلایا قصبہ جانسٹھ
جو سیف الدین علی خان اور اوسکے باپ دادے کا مسکن قدیمی تہا آگر خانہ سادات مین غارتگری شروع کردی
کہ سیدہاے پریشان حال کو تکلیف پہونچائی عیال و اطفال کی نوبت بری دکہلائی قصبہ مین حشر کا واویلا
تہی اوسکے ظلم و جفا سے اولاد پیغمبر کی آہ و نالہ چرخ نہم پر کروبیوں کے کان کہڑے کرتی تہی اوسی زار
نالی کے خیال مین آجتک صبح و شام چرخ بے پیر خون آنسوون سے روتا ہے نمود شفق کا فقط بہانہ ہی ہوتا ہے
اون دنون شفق کی سرخی اس کثرت سے نمود ہوتی تہی کہ دیکہنے والون کی آنکہہ مین خون نکل آتا تہا نجومی لوگ
اس خون ریزی اور شفق انگیزی کی علامت سے کہتے تہے کہ عنقریب قتل عام ہوتا ہے تلافی مافات مین خلق
کثیر کا کام ہوتا ہے —

کابل کے بند و بست مین خلل ہونا اور نادر شاہی کا حادثہ ظاہر ہونا

جب صمصام الدولہ کا اقتدار حضور مین بڑہا جس کام کو چاہتا اپنی عقل کے بموجب کر ڈالتا اور اوسکا اثر
جلد ظاہر ہو کر موجب فساد ہوتا منجملہ ان سب امر کے جو مرہٹون کے ساتہ گذرا لکہا گیا اور جن تفرقات
سے کہ صوبہ کابل کی مصارف مین اور اوسکے استحکام کی عدم ضوابط مین مفسدہ برپا ہوا یعنی نادرشاہ
کا ورود ہندوستان مین ہوا اور اوس صوبہ کے حالات اور انسداد عبور سے جو غافل نرہتا امکان تہا کہ نادرشاہ
کا عبور اس آسانی سے نہوتا ناصر جنگ صوبہ دار کابل مرد صالح غفلت و زرا اکثر شکار دوست تہا جب شکار
سے واپس آتا تلاوت و عبادت مین مصروف ہوتا تنخواہ نقدی صوبہ کابل کی جو حضور سے جاتی تہی

صمصام الدولہ نے اوسکا بہیجنا بوجہ جانکر مسدود کیا اور اوسکی راہون کی خبر اور درہاے گذارہ کی
کیفیت سے نہ تو صوبہ دار خبر لیتا نہ امیر الامرا کو پروا ہوتی اس سبب سے محافظ راہ سے برخاستہ ہوے
سستی کار سلطنت اور غفلت عملہ بادشاہی کی شہرت جو ہوئی کسیکو خوف جزا یہ خیاش سزا نہ رہا ہر شخص
اپنا من مانا قول و فعل کرنے لگا راہ سے جو چاہتا آتا جاتا بادشاہ و امرا کو خبر بھی نہ ہوتی اور نہ اسکا تدارک
تھا کہ کیون خبر رسانی نہین ہوتی عجایب واقعات سے یہ ہے کہ سلاطین سلسلہ علیہ صفویہ کو مطلقاً
سلاطین ہند سے کسی مقدمہ مین رجوع نہین رہا اور بابر بادشاہ اور اوسکا لڑکا ہمایون جو مورد الطاف
خاقان صفویہ ہوے ظاہر اور انکار ہے اودہر سے بلا غرض استحکام رسم صوری کی سبب سے سلسلہ ارسال
رسل و رسایل منظم تھے و نوبت متحرک تھا اور ادہر سے نسبت فقدان ادمیت کی یہ سلوک مبذول نہوتی
تھے چنانچہ باوجود ظاہر نہونے حوادثات کے ملک ایران مین اور متسلط ہونے شاہ طہماسپ ثانی کے
تخت موروثی پر بعد تہنیہ مفسدان کے محمد شاہ بادشاہ ہند کو ہرگز رسم پرسش اور تہنیت کی یاد نہ آئی
بلکہ پیر ویس افغان سے لطنت اشنائی خرچ ہوا اور اوسکی لڑکی حسین کے ساتھ بھی ادا خر مین
جبکہ قندہار پر ضابطہ ہوا تھا باوجودیکہ ملتان پر چڑھکر موجب غارتگری ہوا خط بھیجوایا گیا — اور شاہ
طہماسپ نے بلا غرض باوجود مسافت دور کے بعد فتح اصفہان اور استیصال افغان کی کسی امیر کو
ہندوستان بھیجا اور اوس ایام کا سارا وقایع لکھا اور یہ بھی خط مین اشعار فرمایا کہ چونکہ افغان
بقیۃ السیف یہان سے فرار ہوے ہین بجز ہندوستان کی کوئی معاون انکا نہین اگر وہان آئین
راہ نہ پائین — اسکا جواب چند روز کی بعد محمد شاہ نے عنوان مفرح سے لکھکر ایلچی کو مرخص فرمایا اور
جب شاہزادہ عباس مرزا بجاے پدر تخت نشین ہوا ایک ایلچی ہند کو آیا اوس خط مین بھی ایسے
ہی کلمات درج تھے اوسے بھی بطرز اول رخصت ملی جب نادر شاہ تخت نشین ایران ہوا کسی معتمد
قزلباش کو برہان الملک کے پاس جو اعظم امرا تھا بھیجا اور اوسکے اور پھر محمد شاہ کے نام خطوط
لکھے تھے فرستادہ مذکور کو بعد پہونچنے ملک ہندوستان کے چورون نے غارت کیا اوسنے
ہزارون خوشامد سے نامہ لیکر بمشقت تمام خط مذکور پہونچایا لیکن لوٹ لیجانے کی تاب نہ پائی —
محمد شاہ اور امراے ہند ایلچی ایران کے بار بار آتی اور حسین افغان کے بادشاہ ہوتی اور قلعہ قندہار
کی ضبطی اور صوبہ ملتان کی چڑہائی سے مشوش ہوکر آصفجاہ کو اوسکے صوبہ مین نجانی دیا حضور مین رکھا
تاکہ بروقت ضرورت بموجب اوسکے صلاح و پند کی تعمیل ہو یہ آصفجاہ گرگ باران دیدہ سرد و گرم
روزگار چشیدہ بجربہ کار مرد ہوشیار محمد اورنگ زیب کی عمدہ اقربائون سے تھا جب نادر شاہ نے

قندہار آکر قلعہ تسخیر کیا محمد خان ترکمان کو جو امرا سے صفویہ سے تھا برسم سفارت ہندوستان کو
بھیجا اور شکایت سخنان گذشتہ کی تحریر کی جب وہ دار الخلافت میں آیا خط دکھلایا اوسکو مقیم
کر کر تحریر جواب سے ساکت ہوے چند بار وہ درخواست رخصت کی کرتا تھا کہ سو وقت ٹالا کا ہو
اصل جواب کے لکھنے میں اندیشناک ہوتا کبھی یہ خیال ہوتا کہ اگر لکھیے القاب کیا لکھنا ہوگا متحیر
اور سرگرداں تھے مقیم رہے کبھی ایلچی سے تدبیر کاری یہ سمجھے تھے کہ شاید حسین خان مع متحصنان قندہار
کے نادر شاہ پر فتحیاب ہوں اور چونکہ محاصرہ قندہار کو طول ہوا اور محمد خان کی بھی مراجعت
میں دیر ہوئی نادر شاہ نے اوسکے نام ایک فرمان چند نفر سواران سبا تنگ کے ہاتھ روانہ کیا
لکھا تھا کہ حقیقت اور سبب تعویق لکھکر جلد روانہ ہو چونکہ جواب نہ ملتا تھا نہ رخصت پاتا تھا اس پر
بھی کچھ حصول مدعا نہوا بالجملہ جب قندہار کے محاصرہ کو ایک برس گذرا اور شہر نادر آباد کی تعمیر
تمام ہوئی نادر شاہ نے فرمایا کہ لشکر قزلباش نے دہاوہ کرکے پٹھانوں کو بیدست و پا قتل و مجروح
کرکے قلعہ مذکور تسخیر کر لیا حسین افغان مذکور قید ہوا اسکے چند سال بعد افغان ہر طرف سے ہندوستان
آئے اکثر افغان سرکار روہیلہ میں ملازم ہوکر داخل سپاہ ہوے علی محمد خان معروف بہ روہیلہ جو کہ
اعظم اللہ خان کی جنگ میں سید سیف الدین علیخان کی رفاقت میں عظیم اللہ خان کی اعانت
کی اور مورد عنایت اعتماد الدولہ ہوا بعض محالات جاگیرات خالصہ سیف الدینخان پر بطور ملکیت
کے قابض ہو گیا اگرچہ اصل میں گرچھ جاٹ اور کسی پٹھان کا پسر خواندہ تھا لیکن چونکہ وہ شجاع
صاحب جرات تھا روہیلہ ہا سے گریختہ قندہار کو اپنا رفیق کر لیا اور اونکا اجتماع سے روہیلہ کے
نام سے مشہور ہوا اور اکثر ملک مانند انولہ اور سنبل اور مرادآباد اور بداؤن اور بریلی وغیرہ
پر متصرف ہوا لیکن جو لوگ کہ باعث تکلیف ہجوم افغان محمد شاہ کو کرتے تھے بیرون حوصلہ اور اوسکے انضباط
سے باہر تھا کیونکہ دریا سے کابل اور اوسکا ضبط نارسائی صوبہ دار اور بے خبری امرا اور بادشاہ
اور عدم التفات اور موقوفی تنخواہ مقررہ سے واقع ہوا کسی کو کسیکے عبور و مرور سے خبر نتھی خود
صوبہ دار تو پشاور میں رہا کرتا تھا ایک ادنی صوبہ دار کابل پر مقرر کر دیا تھا مجال ضبط راہ کی
کسکو مجال تھی اور مترددین اور مسافرین کی احوال سے کون آگاہ تھا کہ تدارک اوسکا کیا جاتا ہر گاہ
نادر شاہ ایسا بادشاہ سالہا سال پہلو بہ پہلو رہا ہو اور کوئی اوسکے ارادہ سے مطلع نہوا ہو پھر کہ
دوسرے خبروں کا احوال ان بےخبروں کے نزدیک کیا ہوگا — نادر شاہ نے قلعہ قندہار کو
خراب کرکے حکم دیا کہ لوگ وہاں کی نادر آباد میں اقامت کریں اور کابل و غزنین کے طرف حرکت

سکے کوتوال کابل کو پیغام دیا کہ ہمین محمد شاہ کی ملک سے کام نہین لیکن جو اسطرف پہاہون کا مسکن ہے اور کسیقدر مغرور بھی ادہر آملے ہین پس غرض اونکی سزا سے ہے لہذا چاہیئے کہ سب بے ہراس ہوکر رسم مہمانداری بجالائیے اور خود کنار شہر کابل خیمہ زن ہوا کوتوال اور کابلیون نے نصیحت نہ مانی آمادہ پیکار ہوئے قزلباشون کو حکم ہوا کہ سزا دین محصورین بموجب حملہ ہونے کے امان خواہ ہوئے اور پناہ پاکر اطاعت قبول کی قلعہ خالی کردیا اوس سرزمین مین جہان جہان قوم افغان فراہم ہوئے تھے تیغ نادری جانفشان ہوئے ۔ نادر شاہ محمد خان ایلچی کی زیادہ توقف سے نہایت آزردہ ہوا چند نفر کابلی کو زبانی پیغام دیکر روانہ شاہجہان آباد کیا فرستادہ لوگ لاہور ہوتے ہوئے شاہجہان آباد آئے کسی نے انکی بات نہ سنی اور جسنے سُنی اوسنے کچھ نہ سمجھا معتمدین سے سنا گیا ہے کہ جسوقت کابلیان مذکور کے زبان سے دوسرے مسافر باشعور جو اوسطرف سے آتا تھا اور کوئی اخبار اور پیغام نادرشاہ کا سُنکر امیر الامرا تک پہونچاتا تھا خاندوران کچھ ملتفت نہوکر بطور استہزا کہتا تھا کہ یہان کی آدمیونکی کوٹھی اونچی ہین کہ مغل اور قزلباش کو دیکھتے ہین اور اوسکے مصاحبین اور رفقا کو ۔ کابلیون کو بھیجا اعتماد الدولہ اور آصفجاہ کا فریب سمجھا تھا اور نادرشاہی ایلچی کو فرستادہ زکریا خان تورانی جو کہ اعتماد الدولہ صوبہ دار لاہور کا بہنہ تھا جانتا تھا جو لوگ اس خبر کی تصدیق کرتے تھے استہزا مین ٹالتا جب کہ امیر الامرا کی یہ فہمید تھی جسکے اختیار مین کل پیغام سلطنت تھی تب اورون کا خدا حافظ غور سے دیکھو اے صاحبان بنائی خبر نادرشاہ نے پہر کابل سے کسی لشکری کو مع دس سوار کی سفارت مین بھیجا جب جلال آباد پہونچکر فرود آئے جماعۂ حرامیون نے گہر کو گہیر لیا اول ہتہیار رکہالئے اور آخر کو دس آدمی مار ڈالے ایک نے بہاگکر یہ ماجرا اظہار دیا کابل مین سات مہینے نادرشاہ مقیم رہا جب اپنے دس سوار کے قتل سے خبردار ہوا نہایت بیقرار ہوکر جلال آباد کو کوچ کیا اور شہر مین پہونچکر قتل عام کیا خلق کثیر رایگان ہوئی ایک غریب و عجیب امر یہ کہ جنہون نے اون دس نفر ہمراہیان سفیر کو مارا تہا اونکے سردار کو محمد شاہ کے حضور سے خلعت تیار ہوکر ارادہ تہا کہ ارسال ہو مگر قتل عام جلال آباد کے باعث توقف ہوا عجب روز سے کہ ہندوستان مین ورود نادرشاہ کی خبر کابل مین پہونچی تہی خاندوران اور نظام الملک اوسکی لڑائی پر ناصرد ہوکر شاہجہان آباد مین مقیم تہے اور آوازہ عزیمت کابل مشتہر کرتے تہے اور اسکو سمجھا تہا کہ ہمارا آوازہ عزم سُنکر نادرشاہ جلال آباد سے پیشاور کو چلا جاوے ۔

لڑنا ناصر خان کا نادرشاہ سے اور مغلوب ہونا اور نادرشاہ کا لاہور آنا اور زکریا خان کا مغلوب ہونا اور محمد شاہ کو تنہا بین کے معاملہ

ناصر خان حاکم صوبہ کابل مع فوج موجودہ سدراہ ہو بیٹہا اور بہت سے افاغنہ کو فراہم کرکے ۔۔۔ اگرچہ دشوار گذار کہ

مانند درہ خیبر وغیرہ کے اپنی دانست میں محکم اور مضبوط کر دیا اور آمادہ محاربہ نادر شاہ بیٹھا تھا نادر شاہ
نے اوسے پیغام دیا کہ ہم فلانے روز پہنچیں گے بہتر ہے کہ سر راہ چھوڑ دے اس نے کچھ نہ سنا ناچار گذر سے
بند اوٹھانا نادر شاہ روز موعود کو آپہونچا ناصر خان کی فوج سے اکثر لوگ قتل کرتا تھا [illegible] ناصر خان زندہ
مجروح کسی قزلباش کے ہاتھ سے قید ہو کر اپنے کو ظاہر کیا اوسنے نادر [illegible] کیا لکھنؤ میں حاضر کیا چند روز
کے بعد خلعت فاخرہ پایا اور نادر شاہ پیشاور میں نزول فرما کر دریائے اٹک [illegible] کے پار اوترا مملکت
پنجاب بخصوص شہر لاہور میں قیامت ظاہر ہوئی ہر شخص نے لوٹ مار شروع کر دی اور بہتوں نے ہزاروں
نے راہوں کو گھیرا تھا اور آپس میں ستیز اور آویز کو رائج کیا لاہور کے حاکم نے غرور فوج کثیر
سے دریائے راوی پر لشکر آرائی کی کیا خوب یہ مثل راست ہوئی کہ کیفیت صلح اور جنگ احمقوں کی
مثل لڑکوں کی عجائب و غرائب ہے القصہ نادر شاہ مع فوج کے گھوڑے دریا میں ڈال کر پار اوترا چند سوار
قزلباش سپاہ لاہور پر دوڑا اوسکے لاہوری سپاہ و سوار بہ غلبۂ نادری دیکھکر پسپا ہو
ہوئے آخر کار حاکم مع ہمراہیوں و مشیروں کو قلعہ بند ہوا نادر شاہ نے متصل شہر خیمہ کیا ناچار امان لے
عرضداشت نیاز مندی ارسال کر کے امان چاہی اور حضور نادری میں آکر خلعت یاب ہوا نادر شاہ
کسیقدر لوگ قلعہ لاہور میں چھوڑ کر شاہجہان آباد کو چلا

محمد شاہ کا نہضت کرنا شاہجہان آباد سے اور کرنال پہونچنا اور مجادلہ نادر شاہ کی سرگذشت

چند روز پیشتر سے محمد شاہ مع امرا و لشکر کے شہر سے نکل کر آہستہ آہستہ رہ نوردتا دو مہینے میں چار منزل
طے کر کے کرنال میں آیا اور جو نہر علیمردان کی لائی ہوئی تھی اوسکے کنارے خیمہ زن ہوا گرد لشکر کے
توپخانہ چنا اور زنجیروں کے سلسلے سے خوب جکڑا نادر شاہ نے دو تین بار لاہور سے لشکر ہندوستانی
کے دوچار ہونے تک محمد خان ایلچی کی واپسی کو پیغام بھیجا مگر یہاں سے رخصت نہ دی جاتی تھی خدا
معلوم اوسکے ٹھہرا رکھنے سے کیا غرض تھی صمصام الدولہ نے ہر چند راجہ جی سنگھ سوائی وغیرہ راجہائے
راجپوتیہ کہ محل اعتماد تھے مدد پر بلایا مگر وہ عذر کر گئے اور آجکل کا حیلہ لگا رکھا تھا۔ اور نادر شاہ اور
امرا کی آنکھیں برہان الملک کی راہ دیکھ رہی تھیں وائے غفلت کہ نادر شاہ مع لشکر نہایت قریب آگیا تھا
اور لشکریان محمد شاہی کو اوسکے کوچ و مقام کی کچھ خبر نہ تھی تا آنکہ ایک روز چند گھسیارے جو گھاس لانے کو
چار پانچ کوس لشکر سے نکل جاتے تھے پانچ چھ گھڑی دن چڑھے مجروح و خستہ آکر مظہر ہوئے
کہ قزلباشوں نے آگھیرا اوسوقت نادر شاہ کی آمد گرم ہوئی اور فوج میں تہلکہ عظیم و خوف و بیم جلوہ

جانب خیمہ دکھلانے لگا اسوقت اس طوفان طغیانی سے آتش انتظار برہان الملک بھی بجھ گئی —

برہان الملک کا لشکر محمد شاہی مین آنا اور لڑائی کا آہنگ ہونا

اسوقت مین برہان الملک کے قریب آجانے کی خبر بادشاہ اور امیر الامرا کو معلوم ہوئی روز یکشنبہ یازدہم ذی القعدہ سنہ ۱۱۵۱ ہجری کو خاندوران لشکر سے نیم کوس پر استقبال کو گیا اور برہان الملک کو ہمراہ ملازمت شاہی مین لایا حکم ہوا متصل امیر الامرا کے خیمہ زن ہو برہان الملک وہان پہونچکر انتظار لشکر و خیمہ گاہ کرتا تھا ناگہان خبر آئی کہ بعض نادرشاہیون نے اوسکی بنگاہ لوٹ لی برہان الملک نے اس خبر سے مضطر ہوکر امیر الامرا کو پیغام دیا کہ اب بندہ اپنی فوج واسباب کی حمایت کو جاتا ہے یہ کہکر حرکت کی صمصام الدولہ نے پیغام بادشاہ سے اور بادشاہ نے آصفجاہ سے کہلا بھیجا آصفجاہ نے جواب دیا کہ ایک تہائی دن سے باقی رہگیا ہے اور ہنوز لشکر برہان الملک کا آسودہ نہین ہوا لڑائی کی صلاح نہین اوسے حکم دیجیے کہ شتابی نہ کرے صبح کو بہیئت مجموعی دشمن پر چڑھ جاوینگے بادشاہ نے بھی جواب صمصام الدولہ کو کہلا بھیجا صمصام الدولہ نے آصفجاہ کی سہل انکاری پر خیال کرکے کہلا بھیجا کہ اب برہان الملک دور نکل گیا کچھ عجب نہین کہ دشمنون سے بھی اویزش ہوگئی ہو اسپر جان نثار سے قدر مرد جرار کی مدد نہ کرنا خلاف مصلحت ہے اور رکونی چاہیے یا نہ چاہیے بندہ اوسکی کمک پر روانہ ہوتا ہے یہ کہکر ہاتھی پر سوار ہوکر مع ہمراہیان اور توپخانہ موجود جلوس وغیرہ مختصر سامان سے متوجہ لشکر ہوا پہردن رہا تھا کہ برہان الملک کے پاس جا پہونچا برابر آدہ کوس کے فاصلہ پر جا ٹھہرا نادرشاہ نے لشکر کو دو حصہ کیے بعض کو اپنے ہمراہ رکھکر ان کے مقابلہ پر بھیجا اور لشکر سواری کے تین حصہ کرکے ایک اپنے ہمراہ لیا اور دو حصہ دونو امرا کی جنگ کو روانہ کیے قزلباش امیر الامرا کے سر پر جا پہونچے دو گھڑی مین تمام لشکر برہان الملک اور صمصام الدولہ کا بگڑ گیا اور ہمراہیان امیر الامرا انمین اکثر نامور مانند اوسکے بھائی مظفر خان کے تھے مارے گئے اونین سے بڑا لڑکا صمصام الدولہ کا اور علی حامد خان اور شاہزاد خان اور یادگار خان اور مرزا عاقل بیگ کمل پوش مع اپنے رفقا کے اور میر کلو پسر میر شریف اور رتن چند خلف رائے خوشحال چند پیشکار میر بخشی وغیرہ تھے اور امیر الامرا مجروح مع چند رفقا کے باقیماندہ کی تلوار میدان رزم سے لوٹکر سر شام لشکر مین آئے بندوبست سلاطین ہند کی خوبی دیکھیے قبل اسکے دیکھنے کے خیمہ وغیرہ سامان بنگاہ غارت ہوگیا تھا جب یہ پہونچا کوئی جگہ نتھی کہ اسمین آرام سے استراحت پذیر ہو آخر کہین سے بچھونا لاکر استادہ کیا اور امیر الامرا نے وہین شب بسر کی اعتماد الدولہ و آصفجاہ و خواجہ سرایان محلی بادشاہ پرسش اور عیادت کو آئے اور نہایت

افسوس سے دعاے بقاے عمر مین مصروف ہوے صمصام الدولہ مجھکو سیقدر ہوش رکھتا تھا
آنکھ کھولکر نہایت ضعف سے جواب دیا کہ مینے اپنا کام تمام کیا اب تم اپنی خبر لو مصرعہ نکیا ہئے تم کرو پرہیز
اسقدر البتہ کہتا ہون کہ بادشاہ کو نادرشاہ کی ملاقات کو اور نادرشاہ کو شاہجہان آباد لیجانا باقی
جسطرح سے سمجھو اسی جگہہ بلا کر دور کرو آصف جاہ اور اعتماد الدولہ بعد گفت و شنید کے اپنے خیمون مین
اٹھہ گئی اور صمصام الدولہ نے روز سہ شنبہ ۱۹ ماہ مذکور کو رحلت فرمائی - اور برہان الملک کو
جو میدان مین کھڑا اور اوسکے ہمراہیون مین بعض مقتول اور باقیماندہ مضطرب باہم مجتمع نہ تھے
لشکر قزلباش نے چارون طرف سے گھیر لیا ایک ترک نیشاپوری جو برہان الملک کا ہموطن تھا جرات کرکے
برہان الملک کی ہاتھی کے برابر جا پہونچا برہان الملک نی جو تھین تیر مارا خان مذکور نی آواز دی کہ او
محمد امین دیوانہ ہوا ہے کسسے لڑتا ہے اور اپنی فوج مین کس سے اعتماد رکھتا ہے یہ کہکر نیزہ زمین مین گاڑکر گھوڑے کو
باندہ دیا اور ہاتھی کا رسیمان پکڑکر برہان الملک کی عماری پر جا پہونچا برہان الملک چونکہ ضابطہ ایران سے
آگاہ تھا بموجب اوسکے اطاعت بجا لایا اور اسیر پنجہ تقدیر ہوکر اوسکے ہمراہ حضور نادری مین گیا نادرشاہ
نے عفو تقصیر فرمائی چونکہ شام ہو گئی تھی نادرشاہ خیمہ کو گیا برہان الملک صمصام الدولہ کا فوت ہونا
سنکر امیر الامرائی کا امیدوار ہوا سخنان مصلحت آمیز نادرشاہ سے کہے سنکر دو کروڑ روپیہ دینے پر
مصالحہ کرسکے سعادت کی اور یہ قرار کیا کہ آصفجاہ آنکو دو کروڑ روپیہ انعام دے اور نادرشاہ
معاودت کرے پس ایک رقعہ متضمن اس نوید کا بادشاہ اور آصفجاہ کو لکھہ بھیجا جب یہ رقعہ پہونچا آصف جاہ
اور نادرشاہ جو سر بہ گریبان تردد تھی نہایت شادان ہوے محمد شاہ نے جلد آصفجاہ کو رخصت دی اور
آصفجاہ نے بوساطت برہان الملک مشرف ملازمت ہوکر اوسے زر معہود کیا اور خوشی خوشی منزل
مقصود کو واپس آیا اور بادشاہ کے حضور مین پہونچکر اپنی کاروائی اور دولتخواہی ظاہر کی چونکہ عہد و پیمان
صلح کا کر آیا تھا امیدوار امیر الامرائی کا ہوا بادشاہ نے خوف جان سے اور سلامتی سلطنت سمجھکر استرضا سے
آصفجاہ لازم سمجھی اوسوقت آخر روز شنبہ نوزدہم ماہ مذکور کی تھی خلعت امیر الامرائی عنایت فرمایا
اور روز یکشنبہ تاریخ بستم کو نادرشاہ کی حسب الطلب محمد شاہ بموجب صلاح آصفجاہ کی ملاقات کو
روانہ ہوا جب قریب لشکر ایران کے پہونچا شاہزادہ نصر اللہ میرزا پیشوائی کی جب نزدیک آیا محمد شاہ
نے تخت روان زمین پر رکھا کر نصر اللہ سے معانقہ بزرگانہ فرمایا اور نصر اللہ نے بھی فرزندانہ القاب
تقدیم کی بعد ازان وہان سے آگے کو چلے لب فرش تک نادرشاہ نے پیشوائی کی اور ہاتھہ پکڑ مسند پر
بٹھا لیا اور نہایت خوشنودی کی ساتھ رخصت ملی برہان الملک نے جو صمصام الدولہ کے عہدہ امیر الامرائی

پیر آصفجاہ کا سنبھال ہونا سنا بیقرار ہو گیا نادر شاہ سے عرض کی کہ محمد شاہ کے لشکر مین آصفجاہ کے
سوا کوئی کچھ نہین کر سکتا اوسکے نزدیک دو کروڑ روپیہ کی کچھ حقیقت نہین اسقدر تو غلام فقط
اپنے گھر سے دے سکتا ہی باقی امرا اور خزانہ بادشاہی اور جواہر وغیرہ کا کیا ذکر اگر شاہجہان آباد تک جو
تیس ۳۰ چالیس کوس سے زیادہ دور نہین نہضت کیجاوے حصول مدعا ممکن ہی نادر شاہ نے اس خبر سے
خوشنود ہو کر آصفجاہ کو بلایا اور آصفجاہ باطمینان عہد و پیمان سابق حاضر آیا تب حکم دیا کہ محمد شاہ کو بلانا ضرور
ہی اُسنے عرض کیا کہ ایسا عہد و پیمان نہین ہوا نادر شاہ نے جواب دیا کہ نقض عہد اب منظور ہی مگر کچھ ضرورت
ایسی ہی عائد ہے لاجرم آصفجاہ نے بادشاہ کو عرضی کی اور بادشاہ مع عمدۃ الملک اور موتمن الدولہ
محمد اسحق خان اور بعضی خواص خواجہ سرایان وعملہ شاگرد پیشہ کی تخت روان پر سوار ہو کر چلا دیگر منصبداران
وغیرہ کو جو ہمراہی تھے بازرکھا جب جا پہونچا دوسرے خیمہ مین جو پیشتر سے اوسکے واسطے نصب کیا تھا اوتارا
اور کہلا بھیجا کہ اسباب تجمل سلطنت اپنے اور مستورات حرم سرا اپنی کو مع وابستگان مقربان و ملازمان
خدمت وغیرہ کو بلا تامل بلا لیوین اور تحفگا وغیرہ مع غلہ و فعلہ کی منگا کے اسی لشکر مین آرام فرماوین اور عموم
لشکر محمد شاہی کو حکم دیا کہ جسکا جی چاہی لشکر مین رہی جسے جانا ہو شاہجہان آباد جاوے موافق حکم کے عمل مین
آیا اور جو کچھ محمد شاہ کو مطلوب تھا حاضر کیا اور رقم نادر شاہی بنام اعتماد الدولہ واسطے طلب اُسکی صادر
ہوا اعتماد الدولہ مع قمر الدین خان کے حضور مین پہونچا برہان الملک مع طہماسپ
جلایر کے جو سردار فرقہ جلایر اور نادر شاہ کا مقرب تھا مع شقہ محمد شاہ اور رقم نادری کے
متضمن اس کی کہ کلید قلعہ اور خزاین وغیرہ کارخانجات کی لطف اللہ خان صادق ثابت دار الخلافہ کو دیجاوے
پیشتر سے روانہ ہوا اور متعاقب انکی نادر شاہ نے مع محمد شاہ کے نہضت کی اور بعزم شاہجہان آباد ہوا
محمد شاہ کے لشکر مین بھیجوا آسنے اوسکی آگی نادر شاہ کی اور جانے اعتماد الدولہ کی اسے اردوی شاہی کو
سخت اضطراب و تردد واقع ہوا کوئی راستہ مین قزلباشیون کی ہاتھ سے مارا گیا اُسنے بچا تو جاٹ
ہند نے جان لی اگر کہگہانی سے جان بچا لے گئی تا ہم ننگ و ننگا مادر زاد کرکے چھوڑ دیا القصہ
نادر شاہ مع محمد شاہ کے شہر مین پہونچے اول ذی الحجہ کے عشرہ کو بتاریخ ہشتم روز پنجشنبہ محمد شاہ
اور روز جمعہ نہم کو نادر شاہ قلعہ شاہجہان آباد مین رونق افروز ہوے اور محمد شاہ اور امرا وغیرہ بطور سابق
قلعہ مین جا پذیر ہو کے روز شنبہ عید الاضحی کہ اسی روز نو روز بھی تھا نادری خطبہ مسجدون مین پڑہا گیا
جب تاریخ اس شہر مذکور کو وقت عصر آیا ہندوستانیون نے غضب اوڑادی کہ نادر شاہ مر گیا بعض
کہنے لگے کہ موت سے مرا کتنون نے جہکے مارا کہ کسی قلماقنی کی ہاتھ سے مارا گیا غرضکہ ایک گھڑی مین اوسکی

خبر موت سارے شہر مین مشہور ہوئی اور حال آنکہ وہ صحیح و سلامت قلعہ مین مشغول عیش و طرب تے بعض شہر کے مکانون مین بعض فرودخانہ مین غلبہ کر آئے قزلباشی تو ہندی زبان کچہ نہ سمجہتے تہے متفرق دو دو چار چار ہر گلی کوچہ مین سرگردان تہے ان لوگون نے بہو نچکر اونکے سر اوڑانا شروع کیا تاکہ سیاہی شام نمودار ہوئی مگر بلوائیون کی وہی شورش تہی جب مکرر نادر شاہ کو یہ فساد معلوم ہوا حکم دیا کہ ہر شخص اپنی جگہہ پر مستقیم رہے ہندیون کے درپے انتقام نہو ہان اگر ہندی آنکے سر پر چڑہین تو اونکا مدافعہ کرے اس رات کو کسی امراے ہند نے اس شور و فساد کا انسداد نکیا بلکہ چند قزلباشیون کو جو استمداد کر کے اپنے حفظ مکانات کو طلب کئے تہے اونکو بہی قتل کر ڈالا باوجودیکہ کرنال کی لڑائی مین قریب بیس نفر قزلباش کے زخمی اور تین نفر سے زیادہ مقتول نہوے تہے اور اس ہنگامہ مین قریب سات سو آدمی کے قزلباشیہ کا مارا گیا خیر جب صبح ہوئی وہی آشوب تزاید مین تہا نادر شاہ نے قلعہ سے نکلکر قتل عام کا حکم دیا سوار و پیادہ کی فوج تعینات ہوئی کہ جہان تک قزلباش مارا گیا ہو کوئی نہ بچے قزلباشی چست و چالاک ہوکر شہر مین پہیلے دوپہر تک وہ زدو کشت ہوئی کہ خون کی نالی بہی اور مقتولون کا شمار اندازہ قیاس سے باہر ہوا تب حکم معافی صادر ہوا اور باقیماندون کی جان سلامت رہی لاشونکی کثرت سے راہ مین وہ تعفن تہا کہ گذر دشوار ہوا آخر صفائی کا حکم ہوا اور کوتوال شہر نے سب لاشین جمع کرا کر بے تلاش ہندو مسلمان کے خس و خاشاک مین جلوا دین چند روز کے بعد برہان الملک مرض سرطان مین جو اوسکے پیر مین عاید ہوا تہا راہی ملک بقا ہوا اور شیر جنگ جو کہ ہزار سوار قزلباشی سے واسطے لانے دو کڑور روپیہ موعود کے صفدر جنگ صوبہ دار اودہ کے پاس گیا تہا زر نذر کو حاضر لایا اور داخل خزانہ نادر شاہی ہوا اور نادر شاہ نے خوب ساز تہیہ جمع کر دیا اور خاندان شاہجہانی سے ایک لڑکی اپنے چہوٹے بیٹے نصر اللہ میرزا کو بیاہ دی اور ملک سندہ اور صوبہ کابل کو مع دیگر بعض محالات پنجاب کے ہندوستان اور محمد شاہ کے توابع سے نکالکر ملحق ایران کیا محمد شاہ نے بڑے تورک سے ضیافت نادری کی خدمت پر امرا مقرر ہوے عمدۃ الملک کو قہوہ نوشانی سپرد ہوئی اوسوقت بادشاہ اور نادر شاہ باہم بیٹہے تہے دلمین خیال کیا کہ اول پیالہ کسے دون اگر محمد شاہ کو دیتا ہون نادر شاہ بڑا سفاک ہے دشمن جان ہوگا اگر نادر شاہ کو دون اپنے آقا کی خدمتمین بےادبی ہوتی ہے پس اول اپنے آقا محمد شاہ کے ہاتہ مین پیالہ دیکر کہا کہ فدوی کو پیالہ دینے کی لیاقت ایسے شہنشاہ کے حضور مین نہین حضور اپنے ہاتہ سے دین اس طرز ادب عمدہ سے دونو بادشاہ نہایت خوش ہوے اور آشناے بیگانہ نے آفرین فرمائی بعد ازان نادر شاہ نے محمد شاہ کی تواضع کی اور باہمدستارا

اور جہرامیاں کو خلعت عطا ہوئے اور ایصا پچ ملک مارچی کر کے ساتوین تاریخ ماہ صفر کو سنہ ۱۱۵۲ ہجری میں معاودت فرما ہوا۔

بعد جانے نادر شاہ کے واقعات ہند کا بیان ہوتا ہے

جب نادر شاہ کی معاودت ہوئی محمد شاہ مع آصفجاہ اور اعتماد الدولہ کے عمدۃ الملک و موتمن الدولہ اسحق خان بہادر تازہ وارد کے جو نسبت کارگذاری جنگ کرنال کے نصرت مآب ہوا تہا سرگرم کار سلطنت ہوا روز جمعہ بستم ماہ صفر سنہ مذکور کو امیر خان عمدۃ الملک کے خطاب اور بخشی گری سوم سے سرفراز ہوا اور دیوانی خالصہ اور خطاب موتمن الدولہ کا محمد اسحق خان بہادر کو ملا اور خدمت صدارت کی عظیم اللہ خان کو تفویض ہوئی اور روز یکشنبہ ۲۹ ماہ مذکور کو میر توزکی کی خدمت مرتضی خان کو اور قراول بیگی نعمت اللہ خان کو عنایت ہوئی اور دو شنبہ تاریخ ہشتم ربیع الاول سنہ مذکور کو فیل خانہ کی داروغگی مع خلعت شش پارچہ کے ہادی علی خان برادر عمدۃ الملک کو اور احدیوں کی بخشی گری سید صلابت خان پسر سادات خان کو مرحمت ہوئی اور داروغگی گرز داروں کی عظیم اللہ خان کو اور داروغگی توپخانہ کی تربیت خان کو اور بخشی گری [illegible] شاہیان کی عمدۃ الملک کو اور ڈاک سوانح حکیم معصوم علی خان کو عنایت ہوئین روز پنجشنبہ ہفدہم شعبان مذکور کو ماہی و مراتب اسحاق خان اور صلابت خان کو اور روز یکشنبہ [illegible] کو عطایات مذکور سعد الدین خان میر آتش کو عنایت ہوا۔ محمد شاہ کو ابتدا سے بدظنی تورانیون کے ساتھ تھی اب اس سانحہ نادر شاہی کے ظہور سے اور بھی زیادہ بڑھ گئی اب نادر ہی تقویت پر آصفجاہ اور اعتماد الدولہ کی تذلیل کا قصد کیا عمدۃ الملک اور اسحق خان وغیرہ سے مشورہ طلب کیا کرتا تہا۔ عمدۃ الملک نے جو کہ مرد صاحب جرات و فطنت تہا بادشاہ کی ولایت کر کے اوسکو عزل پر اعتماد الدولہ کو وزارت سے اور دلیر کر دیا خلوت میں عرض کی کہ اگر سایہ السلطان مجہپر ہوگا انشاء اللہ خاطر خواہ سب یہ سرانجام ہوگا چونکہ بادشاہ اُسکی عقل و دانش پر اعتماد رکہتا تہا ارادہ عزل قمر الدین خان کا وزارت سے مصمم کیا بروقت معاودت آصفجاہ کے پیش نہاد خاطر کیا ایک برس چند مہینے کے بعد آصفجاہ تجدید بند و بست دکن کیواسطے کہ باعث آنے نادر شاہ و ظہور فساد شاہجہان آباد کا نا صر جنگ خلف آصفجاہ نایب اوسکا تہا محمد شاہ سے رخصت ہوا اور اپنے بڑے لڑکے غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ کو جو اعتماد الدولہ کا داماد تہا نیابت امیر الامرائی کی خلعت حضور سے دلائی اور خود عازم دکن ہوا اور کوچ کر کے داخل خیمہ ہوا ادہر بادشاہ نے مخفی قلمدان وزارت عمدۃ الملک کے حوالہ کیا قصد یہ تہا کہ جب آصفجاہ دور ہو خلعت وزارت کی مرحمت کرے

عمدۃ الملک کی طبیعت مین کسیقدر تیز روی تھی سب بے پردہ ہوگیا کلمات رکیک خلاف شان اعتماد الدولہ
کے نسبت کہنے لگا اوسکے مخلصان جان نثار نے یہ کلمات اعتماد الدولہ کو جا سنائے ہنوز آصفجاہ بیرون
شہر مقیم تھا اوسنے بجہت اس امر کے اطلاع آصفجاہ کو دیکر صلاح پوچھی آصفجاہ نے کہلا بھیجا کہ بادشاہ اور
خداوند نعمت سے مخالفت کرنا قرین صلاح نہین البتہ بادشاہ سے رخصت ہوکر ہمارے ہمراہ ہونا چاہیے اعتماد الدولہ
نے حسب الامر آصفجاہ کے حضور والا مین اس مضمون سے عرضی ارسال کی کہ میری دانست مین فقیر سے
کوئی خطا سرزد نہین ہوئی مگر بعض غرض بندون کی دراندازی سے مزاج والا منحرف ہوا چونکہ ارادہ نمکحرامی
کا نہین رہا فدوی آصفجاہ کے ہمراہ دکن کو جاتا ہے خداوند جو چاہین اس کام سے سرفراز فرماوین —
یہ عرضی بھیجکر خود داخل پیشخانہ ہوکر آصفجاہ سے ملحق ہوگیا بادشاہ کہ محض بے استقلال تھا گھبرا کر عمدۃ الملک
اور موتمن الدولہ سے استشارہ کیا عمدۃ الملک نے گذشتہ حکایات کا اعادہ کرکے بادشاہ کو مایوس کیا
لاچار عمدۃ الملک کو رخصت کرکے تنہائی مین موتمن الدولہ سے استفسار فرمایا اور اپنے سر مبارک کی سوگند
دی کہ جو امر قرین مصلحت ہو بلاحیف وخواہش عرض کرے — موتمن الدولہ چونکہ عمدۃ الملک کا متوسل
اور باہم متعہد تھا کہ برخلاف اوسکی مرضی کی کوئی بات حضور مین نہ کہسکتا تھا بیچ جواب مین متحیر ہوا بادشاہ نے
دوبارہ قسمین دلاکر استفسار کیا تب موتمن الدولہ نے عرض کیا کہ اگر برخلاف قول عمدۃ الملک کہتا ہون خلاف
بیان سے جب زیادہ اصرار ہوا اسیقدر کہا کہ ہرچند عمدۃ الملک امیر بن امیر صاحب جرات صاحب تدبیر ہے
مگر عمدہاے ہند کے روبرو خصوص راجہاے ہندوستانی کی نظر مین اعتماد الدولہ اور آصفجاہ کے برابر نہین
ہے بندہ اور نیز دیگر متوسل عمدۃ الملک کے ہندیون کی نگاہ مین کچھ نہین ٹھہرتے برخلاف اعتماد الدولہ کے
کہ اوسکی اطاعت اور فرمان برداری کو موجب فخر جانتے ہین بادشاہ نے اس جواب سے متنبہ ہوکر
اعتماد الدولہ اور آصفجاہ کی دلجوئی شروع کی دوسرے روز اعتماد الملک نے مزاج بادشاہ کا منحرف دیکھا مستعفی
ہوا در جواب حکم ہوا کہ بالفعل امراے تورانی کا آزردہ کرنا مناسب نہین تمہین بھی لازم ہے کہ بمقتضاے
دولتخواہی نفاق سے احتراز کرو — عمدۃ الملک بادشاہ کی مرضی پاکر آصفجاہ کی خدمت مین آیا اور عرض کی کہ جو کچھ
مرضی ہو تعمیل کیجاوے آصفجاہ نے بعد مدح وثنا کے فرمایا کہ چونکہ بالفعل اعتماد الملک اور معتمد الدولہ کے
خفا ہین ملال سے بہتر ہوگا اگر چند روز کیواسطے اپنے صوبہ الہ آباد کو تشریف لیجائیے پس عمدۃ الملک ان کی خدمت
سے رخصت ہوکر بادشاہ سے بھی مرخص ہوا اور صوبہ الہ آباد کی راہ لی بیرون شہر آکر چند روز انفصال مقدمہ
کے سوال جواب اور سامان سفر مین مصروف رہا بعد ازان وکیل مقرر کرکے خود الہ آباد کو سدھارا اور
موتمن الدولہ کی جگہہ بادشاہ اور آصفجاہ اور اعتماد الدولہ کی دلمین ہوئی — ابو المنصور خان بہادر صفدر جنگ

بعد رحلت برہان الملک کے اودہ کی صوبہ داری پر سرفراز ہوا اور اس شخص نے بڑا اقتدار پایا۔ زکریا خان بدستور صوبہ لاہور اور ملتان مین زیر حمایت نادر شاہ بے خوف رہا اوسکا چھوٹا لڑکا جو کہ چندان دلیر و بیباک تہا نور محمد خان لٹی کی تادیب مین شاہنواز خانی کے خطاب سے سرفراز ہوا اور ممالک پنجاب مین اپنے علاقہ کے انتظام مین مصروف رہا۔

رحلت کرنا شجاع الدولہ صوبہ دار بنگالہ کا اور جھگڑا اوٹھانا مہابت جنگ نائب صوبہ عظیم آباد کا علاء الدولہ سرفراز خان پسر شجاع الدولہ سے اور مہابت جنگ کو حاصل ہونا فرمان سند صوبہ بنگالہ کی مع اجازت جنگ سے مؤتمن الدولہ اسحاق خان کے توسل سے

شجاع الدولہ کہ صوبہ دار بنگالہ تہا جب کہ شاہجہان آباد مین نادر شاہ آیا تہا اجل طبعی مین جان بحق ہوا اسکے محامد کے بیان مین زبان قاصر ہے کوئی اوسکے ملازمین سے ایسا نتہا جسکے ساتھ مراعات شایستہ نہ کیجی ہون مرتے وقت سوار و پیادہ و عمدہ و عمدہ زادہ اور خدمہ وغیرہ کو دو ماہہ دیکر عفو تقصیرات چاہا اسکے ایام دولت مین جو کسیقدر اوسکی خدمت مین بہی آشنا ہوا خواہان احسان سے بہرہ کافی اوٹہایا برہاپنور کی ہمیان وغیرہ جو اسکا مولد تہا وظیفہ سالیانہ پاتی تہین عدالت ایسی کرتا تہا کہ لڑکی بہی طرفداری کا روادار نتہا باز و کبوتر ایک آشیانہ مین آبدانہ کرتے تہے ہوشیاری اور انتظام او خبرداری کی یہ نوبت تہی جو شخص وارد بنگالہ ہوتا تہا اور کسیقدر اوسکی لیاقت جیسی چاہئے ہوتی اس شخص کو اوسکے پہونچنے کی اطلاع فوراً ہو جاتی اور جسوقت وہ شہر مرشد آباد مین پہونچتا تین روز اس امر کا منتظر رہتا کہ وہ شخص اس ملک مین کسی ارکان دولت سے توسل رکہتا ہے یا نہین اگر متوسل کسیکا ہوا اور کسیقدر اوسکا ذکر حضور مین کیا اسنے مجلس مین بلا کر کامیاب مدعا کرتا اور اگر بے توسل محض ہوتا چوتہے روز اپنے محفل مین اوسکا ذکر کرکے فرماتا کہ شاید حاضرین دربار سے تعرف نہین رکہتا ورنہ ضرور تم لوگون مین اوسکا ذکر ہوتا اگر اس پر بہی کسی نے دم نمارا تو خود اوسکو پیغام دیتا کہ بر وقت اوسکے آنے کے ہماری بہی ملاقات کیجیو اور اوسکی وجہ معاش اور مقدار و مصارف وغیرہ کی خبر مخبرون سے لگاتار رہتا اوسکے ملازمون کی مجال نتہی کہ کوئی دروغ امر اظہار کرین اس ہند مین یہ رسم لغو ہے کہ جو شخص کسی ارکین و امرا و بادشاہ کے دربار مین کسی چیز یا دوسرے وسیلہ سے کچہ انعام حاصل کرے اوسکی عملہ وغیرہ اوس شخص سے خواہان رشوت بطور انعام کے ہوتی ہین شجاع الدولہ کے نوکرون خصوص انفار اور چوبداروں کے جو اکثر طامع اور مصدر ایسے حرکات کے ہوتے ہین مجال نتہی بمجرد اطلاع ایسی خطا کے

پر طرف اور معتوب ہوجاتے تہے خود ایسی اعانت و رعایت اپنے نوکرون سے کرتا تہا کہ دوسرے کی حاجت
کی حاجت نتہی القصہ جب اوس نو مزاد کی ملاقات ہوتی استفسار و استمزاج مدعا سے دلی
کرتا اگر اوسکو نوکری کی طمع ہوتی بکمال دلجوئی و اعزاز بوجہ مناسب اپنی نوکری مین رکھہ لیتا
اور صورت متعذر بہ واسطے مصارف اسکے کوئی حوالہ تہیہ دیتا کہ اس ملک مین اسقدر پر کفایت کیجئے
اللہ تعالی قادر ہے کیا عجب کہ کچہ وسعت بخشے اور حملہ ملازمین روشناس کو ہر روز دستار خوان عنایت
ہوا کرتا اکثرون کو روزمرہ اور بعض کو کبہی کبہی اوسکی زیست تک کسی سے یہ فیض قطع نہوا اور اسم نویسی
روشناس عملہ شاگرد پیشہ و مصاحبان وغیرہ کی ایک بیاض مین جسکے ورق عاج کے تہے تحریری اپنے
پاس رکہتا تہا اور جب خوابگاہ کو جاتا بیاض مرقومہ کو دیکہتا اور چند اسامی منتخب کرکے ہر نام کے مابین
پر مبلغ کلی جو لایق حال اونکے ہو لکہتا تہا اور ہر ایک کو زمیداران خالصہ کے مالگذاری پر بطور سزاولی
وغیرہ متعین کرتا اور اوسے یا اوسکے وکیل کو ظاہر کرتا کہ اسقدر رعایت کرنا اس عزیز سے ہماری خوشنودی
کا موجب ہے زمیدار لوگ اپنی سعادت سمجہکر اوس سے بہی زیادہ تعمیل کرتے جب وہ شخص واپس ہوتا اوس سے
دریافت حال کرتا اگر اوسنے ظاہر کردیا زیادہ قدر و منزلت پاتا ورنہ بنابر ناراستی نظر سے گرجاتا
اور جب اوسقدر کی رعایت ہوجاتی دوسرون کے نام بہی تحریر ہوتی تا بہ حیات اسیطرح برکار روائی
کرتا رہا اللھم اغفر لہ والحقہ بالصالحین — القصہ علاء الدولہ سرفراز خان بجاے پدر مسند آرا ہوا مہابت جنگ
جو اوسکے باپ کی طرف سے صوبہ عظیم آباد کی نیابت پر مامور تہا انقلاب سلطنت دیکہکر سر حد عظیم آباد پر
مقیم تہا فرمان نادری جو شجاع الدولہ کے نام صادر ہوا تہا بعد اوسکے مرنے کے سرفراز خان کے پاس پہونچا —
مہابت جنگ جسکو سرفراز خان سے اطمینان نتہا اپنے کار کی فکر مین غرق ہوا اور سرفراز خان ہر چند صلح
و رادار رکہتا تہا اور رمضان کی روزے اور رجب و شعبان اور ایام البیض ہر مہینے کے اور اکثر نوافل
معینہ ہر ماہ و سال کو ادا کرتا تہا مگر جو عقل و شعور سرداروں کو چاہیے نرکہتا تہا امور مرجوعہ مین جیسا کہ چاہیے
نہین پہونچتا تہا بنابر وجہات مذکورہ ہر چند متوسلان بہ خصوص راے رایان عالم چند او جگت سیٹہہ
اور حاجی احمد جو کہ عمدہ مقربان اور موجب حل و عقد امور نظامت کے تہے کچہ معترض نہوتا مگر بوجہ مذکورہ
بالا کے اگر اسکے مصاحبان قدیم مانند میر مرتضی اور حاجی لطف علی خان اور مردان علیخان وغیرہ کے جو
حاجی احمد سے پرانی عداوتین رکہتے تہے اوسکی اہانت اور تذلیل منظور کرکے توہینات زبانی بیان کرتے تہے کوئی
دقیقہ اونہا نرکہتے اور ہمیشہ حاجی احمد کی مخالفت علاء الدولہ سے ظاہر کرکے حاجی مذکور کی طرف سے مزاج علاء الدولہ
منحرف کرنے پر آمادہ ہوتے تہے تا آنکہ علاء الدولہ نے مہر دیوانی جو شجاع الدولہ کے عہد سے حاجی احمد کے قبضہ میں

تھی حاجی احمد سے لیکر میر مرتضی کی سپرد کی اور چاہا کہ راج محل کی فوجداری عطاء اللہ خان سے لیکر اپنے
داماد حسن محمد خان کو دی حاجی احمد نے اس سبب سے اپنے دشمنون کے طرف سے متوہم ہوکر مہابت جنگ
کو ایک کی عوض دس لکھ بھیجا کرتا تھا اور سرفراز خان کو دولتخواہی ظاہری دکھلاکر سرطرفی سپاہ کی اشتعالک
کی اوسنے کسیقدر باوجود عدم اعتماد کے پذیرا کیا اس عرصہ مین کہ زین الدین احمد خان عظیم آباد سے اور
سعید احمد خان رنگپور سے حضور علاء الدولہ مین حاضر ہوئے منوچہر خان نے علاء الدولہ کو یہ صلاح دی
کہ حاجی مذکور کو مع دونو لڑکون مذکورہ بالا کے محبوس کرے علاء الدولہ نے یہ امر نامنظور کرکے حاجی احمد
سے ظاہر کردیا اور اپنی دانست مین آسکا اظہار موجب صفائی اتحاد سمجھا انہین حالات سے عطاء اللہ خان
کی لڑکی کو جو کہ حاجی احمد کے بھانجے اور سراج الدولہ نواسہ مہابت جنگ سے جسکا نام مرزا محمد تھا منسوب
تھی چاہا کہ فسخ عقد سابقہ ہوکر میرے لڑکے سے منسوب ہو اور نیز صوبہ عظیم آباد کا محاسبہ چاہتا تھا
اور جو سپاہ کہ بدلون اور حضور پدر سے متعینہ ہمراہی مہابت جنگ تھی اوسکے حاضر ہونے کا حکم دیا
جب اونہون نے آنیمین کسیقدر تعلل کیا ارادہ استرداد مانند اوس عطا کے جو شجاع الدولہ نے اونہین
عطا فرمایا تھا فرمایا کہ حاجی احمد نے امور مذکورہ کو مفصل بلکہ مع کچھ اور بھی گڑھ گڑھا کر لکھا اور سعید احمد خان
نے بھی متوہم ہوکر اپنے چچا مہابت جنگ کو جملہ امور متذکرہ بالا سے مطلع کیا اور علاء الدین باوجود ایسے سلوک
کرنے کے امیدوار وفاداری کا حاجی احمد اور اوسکے بھائیون اور لڑکون سے تھا بموجب اس مصرع
کے سہ زہی تصور باطل زہی خیال محال + مہابت جنگ نے جب اس خبر کی تصدیق و تحقیق پائی درنگ
کرنیمین اپنے مضرت دیکھی مؤتمن الدولہ محمد اسحق خان بہادر کو جو آشنائے دیرینہ اور بتقرب حضور مین
نہایت درجہ تھا لکھا اور عیاری سے درپردہ یہ اقرار کیا کہ اگر تینون صوبون کی سند عنایت ہووے ایک کروڑ روپیہ
پیشکش اور جملہ مال جو سرفراز خان کا ضبط ہو حضور مین پہونچاوے اور نیز یہ کہ شقہ بادشاہی اس حکم
مین کہ سرفراز خان سے لڑے اور اوسکے ہاتھ سے صوبجات نکال لینے کا اقرار کرے فقط یہ تدبیر کرکے خود تیاری
فوج مین آمادہ ہوا یہ اشتہار دیا کہ زمینداران بھوجپور کے جو صوبہ عظیم آباد مین نہایت متمرد و سرکش
مشہور ہے تادیب کرنا منظور ہے سرفراز خان ظاہرداری کرکے دفع الوقت کرتا تھا تا آنکہ دس مہینے
نادر شاہ کی ایران لوٹ جانے سے اور ایکسال وفات پدر سے گذرے اور حسب خواہش شقہ بادشاہی
پاس مہابت جنگ کے صادر ہوا مہابت جنگ نے ساعت روانگی عزم جنگ منجم معتمد سے دریافت کی
اور اس ہوشیاری سے مرشدآباد کی راہ مسدود کی کہ کوئی مسافر وغیرہ نجانے پاوے اور کسی اپنے
معتمد کو مع خط جگت سیٹھ فتح چند کے نام بھیجا کہ فلانے تاریخ کو کوچ کرے اور اوسنے سمجھا دیا کہ فلان

تاریخ تک یہ خط سیٹھ جی کو پہونچا دیا اور خود آخر ذی الحجہ سنہ ۱۱۵۲ ہجری کو بھوجپور کی عزیمت کا شہر عظیم آباد
سے نکلا اور وارث خان کے تالاب پر جو شہر کے مغرب طرف واقع ہے خیمہ زن ہوا اور وہیں سے
ساری فوج کو جمع کر لیا اور اپنے چھوٹے داماد زین الدین احمد خان کو شہر عظیم آباد میں نائب مقرر
کیا اور سید ہدایت علی خان بہادر اسد جنگ والد مؤلف کو پرگنہ سرسن وکثینہ وغیرہ کی حکومت دیکر مرخص کیا اور کہا
کہ تمہیں اور زین الدین احمد خان کو خدا کے سپرد کیا عازم مرشد آباد ہو اور جو صورت کہ پیش آئے باتفاق
مناسب کرو جس روز جانا کہ کل روانہ مرشد آباد ہوں سرداران سپاہ ہندو و مسلمان کو روبرو بلا کر
جمع کیا جب سب لشکر جمع ہوا مصحف مجید ایک مسلمان کے ہاتھ اور گنگا جل مع تانبہ اور ریحان سیاہ یعنی تلسی
ایک برہمن کے ہاتھ منگوائی مسلمانوں سے قرآن کی اور ہندوؤں سے گنگا جل مذکور کا خواہان قسم
ہوا بدین اقرار کہ مجھے اپنے مخالفوں سے آویزش کرنا ہے تم لوگوں سے اپنے اطمینان خاطر کے واسطے قسم
کا خواہاں ہوں کہ اگر ہماری رفاقت اور اعانت منظور ہو سوگند یاد کرو کہ اگر ہم آگ میں کہیں جانے کو
دریا پانی پر اشارہ کریں تو کو دیر و کسی طرح پر تم لوگوں کو دریغ نہ ہو اور جس سے کہ مجھے لڑنا ہو خواہ وہ رستم ہو یا
افراسیاب ہو ہمراہی سے نہ ہٹو اور میرے دشمن کو دشمن اور دوست کے دوست رہو سپاہ
جو کہ نمک پروردہ اور توقعات لاحقہ رکھتی تھے عہد مذکور کو بجان و دل منظور کیا اور مسلمان و ہندو نے
قرآن و گنگا کی قسم کھائی اور یکدل و یکزبان ہو کر رفاقت کا اقرار کیا اور نئے ملازموں نے بھی دیکھا دیکھی رفاقت کی
عہد و پیمان کئے وقت شام یہ مجلس برخاست ہوئی جب عہد و پیمان سے دلجمعی ہوئی ارادہ جنگ و
جدال ظاہر کر دیا صبح کو بر وقت ساعت مسعود مع سامان سپاہ بایان جانب مرشد آباد نہضت فرمائی
اور منزل بمنزل بلا توقف قطع راہ کرتا ہوا جب درہ شاہ آباد میں پہونچا چونکہ راہ دشوار گذار تھی چند روز
میں لشکر متوقف ہوا اور مصطفی خان افغان کو جو کہ دلاوران و سرداران جانفشاں سے تھا مع ایک سوار
اور پروانہ اور دستک مہری سرفراز خان کے متضمن طلب کسی جاگیردار کے جو کہیں سے اوسکے ہاتھ
لگا تھا پیشتر بھیجکر حکم دیا کہ اس پروانہ اور دستک کو محافظان درہ مذکور کو جو زیادہ سے دو سو پیادہ برقنداز
انداز سے ہونگے دیکر داخل درہ مذکور ہو اور علامت دخول کی یہ کہ وہاں پہونچکر اپنے اونٹ کا نقارہ
بجاتا تا اوسکے متعاقب فوج ہمراہی بلا مزاحمت عبور کر جاویگی مصطفی خان نے حسب ارشاد تعمیل
کی جو نزدیک درہ کے پہونچا محافظوں نے دور سے موافق ضابطہ تعمیل حکم کیا بعد توقف کے مستفسر احوال
ہوئے مصطفی خان نے دستک و پروانہ ایک اپنے ہمراہی کو دیا کہ دکھا دے پروانہ کو دیکھتے ہی
متصدیان متعینہ نے درہ میں جانے کو اجازت دیدی مصطفی خان نے وہاں جاکر نقارہ پیشتر بجا دیا

مہابت جنگ کی فوج ہراول نہایت کر و فر سے نمایاں ہوئی محافظ درہ نہایت مضطرب ہوئے چاہا
کہ سامنا کرین مصطفی خان نے بانگ ماری کہ خبردار اگر کچہ حرکت کی سزا کو پہونچو گے اس صدا نے
پر ہیبت سے پیادہ بیحواس ہو گئے اور مردم مصطفی خان کے دروازہ کہولکر مستعد ایستادہ ہوئے فوج
پہنچکر داخل درہ ہوئی چونکہ اوس روز جگت سیٹہہ کے خط پہونچنے کا عہد تہا اوسنے اوس روز خط پہنچایا
اور جگت سیٹہہ نے یوم روانگی کا حساب کرکے سمجہ لیا کہ آج مہابت جنگ درہ تلیا سے گذر کر پانچ
چہہ روز مین مرشد آباد پہنچا چاہتا ہی ــ پس نہایت مضطرب سوار ہو کر سرفراز خان کے پاس
آیا اور مہابت جنگ کا خط دکہلایا اور اوسکے پہنچنے کا حال راج محل کے قرب بیان کیا اور جو خط
کہ مہابت جنگ نے سرفراز خان کو بہیجا تہا پیش کیا اوسکا خلاصہ مضمون یہ تہا کہ چونکہ میرے بہائی
کی خفت اور مذلت حد کو پہونچی فدوی بپاس ناموس و عزت کے لاعلاج ہو کر اس جگہہ تک آپہونچا
غیر از بندگی اور فدویت کے کوئی غرض نہین امیدوار ہون کہ حاجی احمد کو مع توابع اور علائق کے
رخصت فرمایئے بمجرد اس اطلاع کے حیرت عظیم ہر ایک خورد و کلان کو لاحق ہوئی ــ سرفراز خان نے
سرداران لشکر کے احضار کو حکم دیا اور حاجی احمد برادر مہابت جنگ کو بہی بلایا جب سب جمع ہوئے
ہر ایک کو باریاب کرکے حاجی احمد کو تہدید سے ڈرایا حاجی احمد نے ملائم گفتگو حسب تقاضائے وقت
عرض کرکے اقرار کیا کہ اگر اجازت پاؤن مہابت جنگ کے پاس جاکر اوسے واپس کرون بعضون
نے یہ تقریر حاجی احمد کی مکر و تزویر سمجہکر رخصت کرنے کی صلاح نہ دی اور بعضون نے اوسکا کلام سچ جانا
آخر اوسکی رخصت تذبذب مین رہی محمد غوث خان رفیق قدیم شجاع الدولہ اور سرفراز خان مخمور
شجاعت نے سرفراز خان سے کہا کہ حاجی احمد کے قید کرنے سے کچہ حاصل نہین اور حاجی احمد کو قید کرنے
کے ارادہ سے فوج مہابت جنگ لڑائی کی باز نہین آتی ہی اگر رخصت کیا جاوے اور بر خلاف وعدہ
تعمیل کرے کیا ہوگا پس جب کہ مہابت جنگ سے آپ نبرد آمادہ ہون حاجی احمد تن تنہا سے کیا سرداری مہابت جنگ
حاجی احمد کے ہونے نہونے سے کچہ کم و بیش نہین ہوتی یہ کہنا اسکا موثر ہو گیا سرفراز خان نے حاجی احمد
کو رخصت دی اور وہ اپنے بہائی کے پاس گیا اور بوسیلہ عرض کیا کہ محمد علی وردیخان بجان و دل
مطیع و فرمان بردار ہے ہرگز حضور نوکر کے مقابلہ کو دولتخانہ سے باہر تشریف نہ لاوینگے وہ خود حاضر حضور
ہو کر اظہار اطاعت کرے گا اگر احیاناً برخلاف التماس فدوی کے نمک حرامون کی ورغلانے سے برآمد ہوئی
خوف ہی کہ بنا بر حفظ آبرو کوئی ایسا امر نہ سرزد ہو کہ دنیا و عقبیٰ کی روسیاہی کا موجب ہو چونکہ تحسین
حاجی احمد کے لکہنے پر اعتماد تہا اس امر مین چند راتے لی گئین آخر کو برآمد ہونے کی راے ٹہہری

اور مرد انعلیخان کی سعی سے جو حاجی احمد کو اور مہابت جنگ کا عدو تہا ۲۲ محرم الحرام ۱۱۵۳ ہجری روز
چہارشنبہ کو علاء الدولہ برآمد ہوکر بعد تین چار کوچ کی منزل کمرہ مین خیمہ زن ہوا اور اسی منزل مین
بسنت خواجہ سرا اور شجاع قلیخان فوجدار ہوگلی کا جو کہ واسطے استمزاج مہابت جنگ کی پیشتر روانہ
ہوا تہا مع حکیم محمد علی سفیر قزلباشی کی واپس آکر مشرف ملازمت ہوے اور عرض کیا کہ مہابت جنگ تابع
اور فرمان بردار سے التماس کرتا ہے کہ جو عالی ہمت لوگ کسیکی پرورش کرکر رتبہ عالی کو پہونچاتے ہین
اوسکی پاس پرورش اور حفظ مراتب لازم جانتے ہین لیس یہ فدوی پرورش یافتہ اسی آستانہ
دولت کا ہے اور جسقدر کہ حقوق پرورش اپنے ذمہ رکہتا ہے اوسیقدر بہ نسبت دوسرون کی دعوی ...
اور فرمان برداری بہی ہے اب دو التماس فدوی کی ہین اول یہ کہ مرد انعلیخان اور میر مرتضی اور حاجی
لطف علیخان اور محمد غوث خان جو غبار وکینہ انگیزون کی سرگروہ ہین خارج فرمائے جاوین اور کمترین کی التماس
مشرف اجابت ہو دوسرا یہ کہ اگر یہ امر متعذر ہو تو خود بدولت اون سے جدائی کرین اور اون لوگون
کو میرے مقابلہ پر مقرر فرماوین اگر وہ غالب ہوے اونکا مدعا حاصل ہوا اور اگر مغلوب ہوے بندہ
اسی وقت کہان حاضر خدمت ہوگا اور اسی گفتگو کو بقسم مستحکم کرکے ایک کلام مجید بہی حکیم محمد علی کے ہاتہ
بہیجا — لیکن چونکہ سرداران مذکور حضور علاء الدولہ مین نہایت صاحب اقتدار اور معتمد تہے اور اوسیقدر
حاجی احمد اور اوسکے قرابتیون سے عداوت رکہتے تہے کوئی صورت مصالحہ کی نہوئی اور نہ شجاعان دانشمند
کے رنگ پر مجادلہ کا ظہور ہوا — حاجی احمد نے راج محل کے نزدیک پہونچکر سواری ہاتہی سے ملاقات کی اور
مہابت جنگ کو ہاتہی پر سوار ہوکر بنا بر ایفاے عہد چند قدم لوٹاکر پہر دو پہر کو آمادہ تہا راہی ہوے
اور اودہر سے سرفراز خان مع فوج کے نکلکر موضع گریا مین جو براستہ بہاگیرتی پر مشہور و معمور
ہے پہونچا اور اسطرف سے غوث خان بہاگیرتی پر مقابل لشکر مخالف کے خیمہ زن ہوا اور سرفراز خان
نے درمیان اپنے لشکر اور غوث خان کے دریا کو حائل رکہا لیکن دریا پایاب اور اوسکا پاٹ ایک
تیر مسافت کا فاصلہ رکہتا تہا اور مہابت جنگ اور سرفراز خان کے لشکر کا فاصلہ تخمیناً پانچ چہہ کوس کا
ہوگا مقامات مذکورہ کے پہونچنے تک صلح کے بارہ مین سوال جواب ہوے اور رغبت ملاقات کی
سرفراز خانکی طرف سے متواتر وقوع مین آگئی مہابت جنگ نے یہی ایک بات کہی کہ مین بپاس حقوق
باپ تمہارے کے داعیہ بدخواہی نہین رکہتا ہون بشرطیکہ جو لوگ کہ موجب نفاق وشقاق طرفین ہوئے
ہین میرے سپرد کیے جاوین تاکہ خود بدولت کسی اونچے مقام پر رونق افروز ہوکر اونہین میرے مقابلہ پر
حکم دین اگر بندہ نے ظفر پائی ملازمت مین حاضر ہوگا اور اگر اونکی فتحیابی ہوئی مدعا سے حضور

حاصل ہوگا چونکہ دونو امر سرفراز خان پر گران تہی ملاقات کی صورت نہوئی اور سرافراز خان کی طرف سے باوجود پیغام آشتی اور نیز ورود نوشتہا سے جگت سیٹہہ کی جنکو اصطلاح ہند مین شیٹ کہتے ہین اور جنمین یہ مضمون لکہا تہا کہ اگر سرداران لشکر مہابت جنگ اوسکو گرفتار کرین تو ہر ایک کو بہت کچہ روپیہ انعام دیا جایگا ایسے مقام پر بوقت شام ہجو صادر ہوا مصطفی خان وغیرہ رفقا کی نوشتہ مذکور مہابت جنگ کو دکہلا کر عرض کیا کہ اگر لڑنا ہی توکل عزم فرمایئے ورنہ پس فردا دگرگون رنگ ہو جایگا مہابت جنگ نے مخلصان خیراندیش کی صلاح پسند فرما کر اوسیوقت گولی بارود تقسیم کرکے صبح پر عزم جنگ مصمم فرمایا اور فوج کو تین حصہ کیا نندلال کو جو فوج کا عمدہ سردار تہا مع اپنے نشان کے مقابل محمد غوث خان کی مقرر کرکے فرمایا اسی طرف دریا کی رہکر اوسپر دوڑ کرے اور دو حصہ فوج کو دریا سے عبور کرا کر فرمایا کہ ایک حصہ سرفراز خان کے لشکر کی عقب مین ٹہہرے اور خود مع دوسرے حصہ فوج کی رہ بروے لشکر سرفراز خان کی روانہ ہوا اور اپنے اور فوج کی درمیان مین یہ حکم دیا کہ جسوقت توپ کا سر ہونے کی آواز تم سنو فوراً سرفراز خان کے لشکر پر دوڑ کر ملجاؤ عبد العلیخان بہادر اور مصطفی خان اور شمشیر خان وغیرہ افغان ہمراہ نوازش محمد خان کی جو مہابت جنگ کا داماد کلان پیشوا سے لشکر تہا ایک ثلث رات باقی رہی حسب الحکم پیشتر کو روانہ ہوا اور اوسکے متعاقب تہوڑے فاصلہ پر مہابت جنگ بہی چلا اور نندلال نے بہی بموجب ایما قدم بقدم مہابت جنگ کی محمد غوث خان کی مقابل پر راہ ہی صبح صادق کی ہوتے ملاقی ہوئے اور مہابت جنگ جب سرفراز خان کی لشکر کے پاس پہونچا ایک توپ اپنے لشکر مین سر کی بمجرد اوسکے آواز کی سرفراز خان کے لشکر پر ہراول کی فوج جا گری اور نندلال محمد غوث خان سے مقابل ہوا سرفراز خان مضطرب اپنے منزل سے اوٹہکر فیل پر سوار ہوا مہابت جنگ کی مقابلہ کو روانہ ہوا مہابت جنگ کی فوج ہراول نے بعض مردم عقب لشکر سرفراز خان کو مانند محمد ایرج خان اور اوسکے لڑکے کو ہلاک کرکے لشکر پر لوٹ پڑے اور سرفراز خان چند قدم جاکر نقارخانہ کے نزدیک بندوق کی گولی کہاکر راہ آخرت کو روانہ ہوا اور اکثر اوسکے ہمراہی مانند میر کامل اور میر گدائی اور میر احمد اور میر سراج الدین اور محمد ایرج خان کا لڑکا اور حاجی لطف علیخان اور باقر علیخان وغیرہ نے خدمتگزاری کی لیے اخیر ہی رفاقت اختیار کی اور راے رایان عالم چند اور محمد ایرج خان زخمی شہر مین آگئے اور محمد غوث خان دریا کے اوسپار نندلال سے لڑکے فتح یاب ہوا اور نندلال مارا گیا سرفراز خان کے فیلبان اولنعمی اپنی کو کشتہ دیکہکر فیل کو مرشد آباد کی راہ دکہلائی محمد غوث خان نے دور سے دیکہا کہ آقا کی نابرابر کے سواری کا ہاتہی گریزان ہی عدم دلیری آقا کا احتمال ہوا کسی سوار کو دوڑایا اور پیغام دیا کہ

مین حریف کو مارڈالا مجسے طرح ہو جیو کہ باقیماندون کو بہی راستے عدم کرون ــ مہابت جنگ نے احتیاط فرمائی باوجودیکہ سرفراز خان کے مارے جانے کا یقین تہا مگر غوث خان کے زندہ رہنے اور اوسکے فوج کے حملے سے اپنے قول کے آدمیونکو متفرق ہونے دیا ہراول کی فوج ظفر پائی اور سرفراز خان کی تیاری جانی اور لشکر کے زر و جواہر کی کثرت سے مطمئن ہوکر غارتگری مین اپنے سرداران سے متفرق ہوگئی محمد غوث خان نے زبانی سوار فرستادہ کی آقا سے نامدار کے کشتہ ہونے سے بیخبر ہوکر اپنی عزت و آبرو کے خیال سے جو منجانب مہابت جنگ کے رکہتا تہا مرنے کو آمادہ ہوا اپنے لڑکون محمد قطب اور محمد پیر کو فرمایا کہ درِیغ و خفتان دور کرو اب وقت حفظ آبرو ہے اور پاس ننگ و نام جانفشانی ہے پس مہابت جنگ کے قول پر دہاوا کرنا چاہیے چونکہ محمد غوث خان وغیرہ اوسکے بیٹے فی الحقیقت شیر زیان اور رستم زمان تہے اس کلام کے سنتے ہی محمد غوث خان مع اپنے لڑکون اور باقیماندہ حاضرین کے بکمال استقلال روانہ ہوا اکثر لوگ سرفراز خان کا جان دینا سنکر علیحدہ ہوگئے مہابت جنگ کے قول تک پہونچتے پہونچتے چند نفر ہمراہ رہگئے اور نزدیک پہونچتے ہی محمد غوث خان گولیون سے مجروح ہوا باوجود اسکے گہوڑا طلب کیا کہ مہابت جنگ پر اوٹہے دوڑے مگر ہاتہی سے اوترتے متواتر دو زخم گولی کے کہاکر دل سپر روانہ میدان آخرت ہوا بعد پدر لڑکون نے پیادہ پا ڈہال تلوار لیکر حریف کے مقابلہ کو رخ کیا مگر گولیون کی بوچہار سے پیالہ روح مین رنگ اوڑا کہ نقد جان کیسہ بدن سے نکل گیا محمد قطب کہ نہایت شجاعت اور قوت بدنی رکہتا تہا جس طور پر کہ تلوار و سپر ہاتہہ مین تہی اوسی طرز و ہیئت سے میدان مین بیٹہا اور اوسی طریق و دستور سے روح نے انتقال فرمایا واہ زہے اسی روش و صورت سے دفن بہی ہوا میر دلیر علی بہی مع سو نفر بہائی بندونسے بعد وفات سرفراز خان کے پاس آپرو لڑکے حق خدمت سے ادا ہوا فی الحقیقت ہندوستان مین سرفراز خان کی نوکرون کے مانند کم کسی نے جرات اور حلال نمکی کی ہے میر شرف الدین نے بھی اورون کی طرح جوہر نمایان کرکے مراجعت کی میر شرف الدین کے دو تیر مہابت جنگ کے لگے ایک جس ہاتہہ مین کمان تہی اور دوسرا دوش راست پر کسی قدر زخم آیا سرفراز خان کے ہمراہیون نے بقدر حوصلہ نمک حلالی کی مگر تقدیر کی دوا نکر سکے مہابت جنگ نے فتح پاتے حاجی احمد اپنے چہوٹے بہائی کو خاطر دلجوئی رعایا پیشتر شہر کو بہیجا اور اوسنے جلد پہونچکر مہابت جنگ کی شہر مین منادی کراکر فتنہ فرو کیا ـ

داخل ہونا مہابت جنگ کا شہر مین

دو روز کے بعد باتجمل و شان و شوکت مہابت جنگ ما بین شہر صفر سنہ ۱۱۵۳ مین شہر مرشد آباد مین داخل ہوا اور قبل مسند نشینی کے نفیسہ بیگم بنت شجاع الدولہ کے در حرم سرا پر حاضر ہوکر التماس عفو تقصیر کی اور

عرض کیا کہ جو کچھ تقدیر میں ہونا تھا ہوا اب اور ہمیشہ کیواسطے اس بدنامی کا داغ مجھے نصیب ہوا لیکن اسوقت سے تا بزندگی کسی ادنی ملازم سرکار کی خدمت میں بے ادبی نہوگی امید ہے کہ قصور اس غلام پیر کے صفحۂ خاطر سے محو یا فراموش فرما لئے جاویں بعد ازان دار الامارۃ میں آکر واقعے چہل ستون پر شجاع الدولہ مرحوم میں آگر مسند آرا ہوا نذریں مبارکباد کی گذرین اول تو بندگان خدا کو بسبب اس حرکت قبیح کے کہ آقا کشی کی مہابت جنگ سے نہایت نفرت ہوئی آخر کار اسکی غربا پروری اور اخلاق عام اور پاس حقوق خورد و کلان سے لوگون نے قبول کیا اور مہابت جنگ نے بھی اپنی قدر شناسی اور ترحم و عفو جرائم و پاس حقوق کو لگا ہاتھ سے اسقدر اتحاد بڑھایا کہ جس سے زیادہ متصور نہیں حقیقت تو یہ ہے کہ اگرچہ سرفراز خان کا مارا جانا جو کہ آقازادہ تھا نہایت برائی کی مگر سرفراز خان کو ملکداری کی لیاقت کچھ بھی نتھی کچھ عجب نتھا کہ اگر اوسکے زمانہ دولت کو درازی ہوتی تمام صوبجات میں خرابی پیدا ہو جاتی مہابت جنگ ہی کا یہ کام تھا کہ حوادث عظیمہ کو فرو کیا جسکا بیان انشاء اللہ کیا جاویگا

تسلط پانا مہابت جنگ کا اور ارسال پیشکش مع ضبطی سرفراز خان وغیرہ

جب مہابت جنگ نے تسلط پایا اور خزاین و اموال سرفراز خان اور شجاع الدولہ کو جو کروڑون پر پہونچے ضبط کیے حضور سے بخطاب حسام الدولہ اور منصب ہفت ہزاری اور ماہی و مراتب سے سرفراز ہوا زین الدین احمد خان چھوٹے داماد کو جو عظیم آباد کی نیابت پر تھا او سکو اصالتاً اوسی صوبہ کا صوبہ دار بنایا اور احترام الدولہ بہادر ہیبت جنگ کا خطاب اور منصب ہفت ہزاری مع ماہی و مراتب و پالکی جھالردار و نوبت و علم اوسکے لیے طلب کیا اور بڑے داماد نوازش محمد خان کو چکلہ جہانگیر نگر اور فوجداری سلہٹ اور اسلام آباد چٹگانون اور تمام دیوانی صوبہ بنگالہ کی مع منصب ہفت ہزاری اور مراتب مذکورہ مع خطاب احتشام الدولہ بہادر کی طلب کر کر دلا دیا اور تیسرے بھتیجے منجھلے سعید احمد خان نام کو جو شجاع الدولہ اور سرفراز خان کے عہد میں رنگپور کا فوجدار تھا مراتب مذکور مع خطاب صہام الدولہ بہادر صولت جنگ کے دلوایا اور نیز صوبہ داری اوڑیسہ کی امید بعد انتزاع مرشد قلیخان کی دی ۔ مرشد قلیخان جو شجاع الدولہ کا داماد اور سرفراز خان کا بہنوئی تھا مرد سخن فہم شاعر تھا سرشار تخلص اور رستم جنگ بہادر خطاب اور میرزا محمد نام کو جو کہ مہابت جنگ کا پوتا اور ہیبت جنگ کا پسر کلان تھا اور جسے مہابت جنگ نے فرزندی میں قبول کیا تھا سراج الدولہ شاہ قلیخان بہادر کا خطاب مع خدمت نوارہ جہانگیر نگر ڈھاکہ کی لی اور اوسکے

بہائی شہامت جنگ کیواسطے اکرام الدولہ بادشاہ قلیخان بہادر کا خطاب اور وہان کی انتظام کی خدمت طلب کر کے یہ دونو بہائی منصب ہفت ہزاری پر مع مراتب وغیرہ لازمہ کی چہوٹی عمر مین امیر کبیر رہے سے عطاء اللہ خان نے جو چہوٹا داماد حاجی احمد کا اور جو کہ عہد شجاع الدولہ اور سرفراز خان میں فوجدار تہا بہاگلپور کی فوجداری کی اضافہ اور رسالہ سہ ہزار سوار اور پیادہ اور منصب ہفت ہزاری مع لوازمہ اور خطاب اعزاز الدولہ بہادر ثابت جنگ میں سرفراز ہوا اور شہامت جنگ کا نائب حسین قلیخان خطاب بہادری اور منصب چار ہزاری اور علم اور نقارہ سے ممتاز ہوا اور اسد یار خان برادر علاتی مہابت جنگ کا اور فقیر اللہ بیگ خان اور نور اللہ بیگ خان اور میر جعفر خان اور مصطفی خان وغیرہ بہائی بند خدمات بہادری اور مناصب لائقہ پر سرفراز کیے گئے اور چین رائے جو کہ شجاع الدولہ کے دیوان رائے رایان رتن چند کا پیشکار تہا بخطاب رائے رایانی اور دیوانی مہابت جنگ سے مفتخر و ممتاز ہوا اور راجہ جانکی رام جو قدیم خانہ مہابت جنگ کا دیوان تہا دیوانی تن پر مقرر ہوا عبد العلیخان راقم تاریخ کا چچا جو مہابت جنگ کے ہمراہ اس سفر مین شہامت جنگ کا ہمراہ اول تہا اور برادر زادگی کی قرابت اوس سے رکہتا تہا اسطرح پر کہ عبد العلیخان کا باپ سید زین العابدین راقم تاریخ کی مان کا جد اور مہابت جنگ کا پسر عمہ تہا تمام سپاہ کی بخشی گری مع خطاب بہادری اور منصب سہ ہزاری کا تجویز ہوا تہا مگر خان مذکور چونکہ دیگر برادرزادون کی برابر امید رکہتا تہا خوش ہوکر بعد رخصت عظیم آباد کو معاود ہوا احترام الدولہ بہادر ہیبت جنگ نے اسکا مقدم غنیمت سمجہا اور بہار و بسوک کی پرگنات پر پرگنہ نرہٹ اضافہ کر دی اور مہابت جنگ نے عبد العلیخان بہادر کے نصرت علیخان کو جو راقم کا خالو تہا اپنی فوج کا بخشی بنایا اور بخشی دوم فقیر اللہ بیگ خان بہادر کو اور مبلغ کڑور روپیہ پیشکش موعودہ روانہ حضور کیا اور موتمن الدولہ اسحق خان بہادر کے توسل سے داخل خزانہ شاہی ہوا اور ضبطی سرفراز خان کا مال و اسباب اخذ جو مناسب بادشاہ کیواسطے علیحدہ کر رکہا تہا مو یہ خان بہادر بنا بر اپنے اموال ضبط شدہ اور خزانہ سالیانہ بنگالہ کے جو سرفراز خان کی عملداری مین ارسال ہوا تہا دربار حضور شاہی میں عظیم آباد پہونچا اسنے اوسکا آنا بنگالہ مین نامناسب جانکر لکہا کہ واقع بسکر بنگلی متوقف ہوجیے نیاز مند مع مال حاضر ہوکر تفویض کرتا ہے اور حسب اسکے چلنے مین اکبر نگر راج محل کی طرف جاکر چند روز خان مذکور کی انتظاری کی گئی لاکہ روپیہ نقد اور ستر لاکہ روپیہ کی جنس مانند جواہر و فیل و اسپ اور ظروف طلائی و نقرہ وغیرہ نفائس دیکر رخصت کیا اور اوسکے ساتہ بہی رعایت لائق کی گئی بعدہ عزم

کہ صوبہ اوڑیسہ مرشد قلیخان سے لیا جاوے پس نہضت کٹک مصمم ہوئی۔

فتح پانا مہابت جنگ کا مرشد قلیخان پر اور صوبہ اوڑیسا اپنے بھتیجے صمصام الدولہ صولت جنگ بہادر سعید احمد خان کو دینا

بعد استقلال مسند حکومت کے سامان لائق آراستہ کرکے چاہا کہ مرشد قلیخان کی حقیقت کی دریافت کرے اس اثنا میں مرشد قلیخان نے مہابت جنگ سے لڑنا اپنی طاقت سے زیادہ سمجھکر درخواست مصالحہ کی آقا محمد تقی سورتی کو برسم رسالت بھیجا مہابت جنگ نے بنظر حقوق سابقہ اور اپنے حسن اخلاق کے قبول کیا لیکن مرزا باقر خان اصفہانی نے جو ماں کے طرف سے علویہ صفویہ سے نسبت رکھتا تھا اور اور مرشد قلیخان کا داماد تھا سرداری بنگالہ کی طمع سے باوجودیکہ اسکے لائق نتھا مصالحہ پر راضی نہوا اور اپنی ساس کے تحریک سے انتقام علاء الدولہ کا مشہور کرکے متمرد ہو گیا مہابت جنگ نے اس جہت سے مرشد قلیخان کو لکھا کہ میں کسیطور سے ایذا رسانی آپکی نہیں چاہتا لیکن قیام کرنا اس جوار کا طرفین کے موجب اعتبار نہیں لہذا لازم ہے کہ اوسطرف سے دکن کو تشریف لیجائیے مرشد قلیخان نے جو کہ مرد مآل اندیش تھا مقابلہ مہابت جنگ کا قرین صلاح نسمجھا چاہا کہ ترک عناد کرے مگر مرزا باقر نے اسقدر لڑائی کی تحریک کی جسکا بیان نہیں ہو سکتا اور نیز اوسکی بی بی نے طعنہ اور تشنیع کرنا اپنے شوہر سے شروع کیا بلکہ یہ ارادہ کیا کہ اگر نمانے تو شوہر کو ریاست سے خارج کرکے خزانہ وغیرہ کل داماد کے مفوض کرے اور مہابت جنگ سے آمادہ پیکار ہو مرشد قلیخان نے چار ناچار نقض کرنے عہد اور آمادہ کارزار ہونے سے مہابت جنگ کو اطلاع دے مہابت جنگ نے اطلاع پاتے حاجی احمد اور مہابت جنگ کو نیابت مرشد آباد میں چھوڑ کر دس بارہ ہزار سوار سے اوائل ماہ شوال میں کٹک کو نہضت فرمائی مرشد قلیخان نے اول جملہ رفقا سے مجلس آراستہ کرکے اپنی تلوار رکھکر مجمع سے کہا کہ اگر تم لوگ عزم جزم کرو تو عزم رزم کیا جاوے والا بندہ اپنی راہ لے عابد خان وغیرہ نے عہد و پیمان سے اسکی دلجمعی کی اور حسب التماس مرشد قلیخان کے سرداران لشکر نے اوسکو اوسکی تلوار کمر سے لگا دی جب اس طرف سے اطمینان ہوا مع باقر علیخان کے کٹک سے برآمد ہوا اور بالیسر بندر سے گذر کر اوسکے رود خانہ کے قریب موضع بلوار میں پہونچا اور ایک مقام دشوار گذار میں جسکے اطراف میں ندیاں اور جنگل گھرے ہوے تھے اور مخالف کا عبور وہاں سے غیر ممکن تھا مقیم ہوا اور لشکر کے گرد تین سو چھوٹی بڑی توپیں لگا دیں ادہر مہابت جنگ بعد قطع راہ

سید لی پورا اور جالیسر ہوتے ہوئے رود خانہ کے اسطرف چند کوس پر اقامت پذیر ہوا چند روز تک اسی تدبیر مین رہا کہ مخالف کو کس نیرنگ سے اوس دشوار گذار مکان سے باہر نکالے چونکہ وہ سرزمین مخالف تہی زمینداران اطراف غلہ وغیرہ سامان رسد کے پہونچانے مین قاصر ہوے بلکہ جو غلہ مہابت جنگ کے عمال نراین گڈہ وغیرہ سے بہیجتے راہ مین لوٹ کر ڈالتے تہے اس سبب سے کہی اجنا س کی فکر زیادہ ہوئی نہایت تشویش رسد کے نہ پہونچنے کی مشہور ہوئی میرزا باقر خان نے اس اضطراب کے سنتے ہی باہر نکلنے کا ارادہ کیا ہرچند مرشد قلیخان نے ممانعت کی مگر نہ سنی آخر ذی قعدہ بعزم مقابلہ برآمد ہوا مہابت جنگ بہی اس خبر سے مدافعہ کو سوار ہوا جب طرفین مین قریب ہوے جانب تو پخانہ مخالف کسی حال سے وہ لوگ غافل اور مقابلہ کو چلے آئے تہے فوج مہابت جنگ نے حملہ کیا اور اول ہی حملہ مین متصرف ہوگئے طرفین سے بندوق اور بان کی جنگ شروع ہوئی خلق کثیر اس آتشبازی مین تلف ہوئی مرشد قلیخان نے باوجودیکہ اکثر ہمراہی متفرق ہوگئے کمال پایداری کی اس عرصہ مین عابد خان نامی افغان جو مرشد قلیخان کا ساختہ پرداختہ اور معتمد علیہ تہا بموجب تقاضای جبلی کے مصطفی خان رسالہ دار مہابت جنگ سے متفق ہوکر آقا کی خدمت مین غدر و نفاق کرکے جسطرف رسالہ دار مذکور نے بتایا تہا گیا اور آسودہ ہوا لیکن دیگر گروہ سادات نے ایسی حملہ آور دلیریان دکہلائین کہ اکثر مہابت جنگ کے لشکریون کی چہکے چہوٹے نامردی سے بہاگنے لگے اس کشمکش و پیچ مین نزدیک تہا کہ مہابت جنگ دورنگی روزگار سے دوچار ہوا اسی عرصہ مین میرزا باقر خان نے چاہا کہ فتح اوسکے نام ہو کمین سے نکلا اور مہابت جنگ کے یسار کیطرف آکر جعفر خان وغیرہ سے لڑا اکثرون کے پاے ثبات مین تزلزل آگیا اس حال کو دیکہنے سے میر محمد جعفر خان چند لوگون کے ہمراہ پاپیادہ مصاحب خان اور اصالت خان پسر عمر خان رسالہ دار کے اعانت سے ناموری کررہا تہا آخر الامر سادات کی جماعت سے جو مرشد قلیخان کے رفیق تہے میر علی اکبر و میر مجتبی علی وغیرہ نے جام سرشار رضا نوش فرمایا اور باقر علیخان زخمہاے منکر سے سر گردن برداشتہ واپس ہوا باقی لشکر پر شکست پڑی مرشد قلیخان مع باقر علیخان وغیرہ کے سلامت چل نکلا بالیسر کی آبادی مین پناہ لی اوسوقت مین دو تین ہزار آدمی ہمراہ تہے اور مرشد قلیخان کو ان لوگون سے اطمینان تہا لہذا اس بہانہ سے کہ شہر مین محصور ہوکر ہم لڑنا چاہتے ہین مردم ہمراہی کو شوارع آبادی پر تعنات کرکے اپنے پاس سے دور کیا اور خود لب دریا پہونچکر ہاتہی سے اوترا مرشد قلیخان کے دوستون مین ایک شخص سورت کا رہنے والا ہمیشہ جہاز کی تجارت کرتا تہا سوداگری کا مال و اسباب جہازون پر ہر ایک جگہ بہنچا اور وہ شخص

حاجی محسن نام ہمراہ اس لڑائی مین تہا قضارا اس شخص کا ایک جہاز مال تجارت سے بہرا ہوا دریا
کنارے آمادہ روانگی تہا عملہ جہاز نے دریا کنارے ہجوم دیکہکر واسطے خبر لانے مرشد قلیخان اور
اپنے آقا حاجی محسن کے فانس یعنی پلنسولی جو اکثر کنارے پر آنے جانے کو جہاز کے ہمراہ رکہتے ہین بہیجا
حاجی محسن نے مرشد قلیخان کو اطلاع دیکر کہا کہ کشتی کا اسوقت مین آنا موجب آپکی بخشی غیب سے ہے
مرشد قلیخان بلا تامل ببہانہ سیر و تفرج مع باقر علیخان داماد اور حاجی محسن اور بعض خدمہ ضروری
کشتی کے توسل سے جہاز پر جا پہونچا پانچ چہہ روز کے عرصہ مین مچہلی بندر آپہونچا لیکن متعلقان
اور زر و مال خطیر تہی جو کہ کٹک مین چہوڑ آیا تہا نہایت تشویش رکہتا تہا لہذا باقر علیخان کو واسطے
خبر لانے اور نیز تدارک کرنے کی سیکاکول اور گنجام کی طرف جو کٹک سے نہایت ملحق تہا بہیجا
تقدیر کی کارسازیان دیکہی رگی پور خوردہ راجہ مالک تہانہ جگرناتہ جو ہنود کے مشہورہ معابد سے ہی حقوق
محبت مرشد قلیخان کی گرانبار رہی سے جبکہ خان مذکور کی عزیمت بطور سرگذشت سنی محمد مراد
کو بہیجا اور اوسنے بیگم اور اوسکی لڑکی زوجہ باقر علیخان کو مع جمیع توابع اور لواحق اور خزاین
اور اسباب کے حدود کٹک سے اچہاپور مین جو سیکاکول اور گنجام کے تابع تہا پہونچایا اور ہر طرح
اور آرام ہر گونہ مقیم کرایا انور الدین خان وہان کے حاکم نے بہی بپاس معرفت سابقہ کی مہمانداری
کین اسی ضمن مین باقر علیخان آپہونچا اور حفظ ناموس وننگ کو دیکہکے سپاسگذار خدای برحق
ہوا خود واسطے استخبار احوال صوبہ کٹک کے چندے مقیم ہوا اور اپنی بی بی اور ساس کو مع اموال
وغیرہ مرشد قلیخان کے حضور مین روانہ کیا خسر اور داماد نے دار الملک آصفجاہ مین پناہ لینا
غنیمت سمجہا مہابت جنگ نے کٹک پہونچکر چند روز قریب چالیس روز کی اقامت کی چونکہ ابتدا سے
عہد شجاع الدولہ ہی اسطرف کے زمیندار و تنخواہ گاہ تہا ہر ایک سے جیساکہ چاہیے سلوک اور دلجوی
سے پیش آیا اور اپنے برادرزادہ منجہلے حسام الدولہ سعید احمد خان بہادر صولت جنگ کو وہانکا صوبہ دار
بنایا اور رگہو جی خان جماعہ دار کو مع سرداران رسالہ کے وہان پر متعین فرمایا اور صولت جنگ کو
حکم دیا کہ جسقدر فوج کی ضرورت ہو مقرر کرلے اور مہابت جنگ بعد بند و بست صوبہ اوڑیسہ کے
مرشدآباد کو جو عہد جعفر خان سے دار الحکومت صوبہ دار مستقر تہا معاودت فرما ہوا اور آرام و راحت دیتی حال
رعایا مین موافقت کی شہامت جنگ اور سراج الدولہ اور نیز دیگر منتسبان خاندان مہابت جنگ کا
مع امراے دولت مرشدآباد مین بحضور مہابت جنگ حاضر ہوی اور باقماندگان سرافراز خانکو
شہامت جنگ نے زیر سایہ خود کرلیا اور نفیسہ بیگم سرفراز خان کی حقیقی بہن کو بعزت تمام اپنے گہر مین لایا

اور نسبت فرزندی دیکر اوسکو اپنے حرم سرا کا مالک بنایا اور نفیسہ بیگم کے اموال اور خادمہ اور اسباب
وغیرہ محل خاص سے کچہ تعرض نکیا اور ادب اور تعظیم وقت تکلم کی جیسا کہ چاہیے مہابت جنگ اور
شہامت جنگ وغیرہ بجا لاتے تہے جس روز کہ سرفراز خان مارا گیا تہا اوسکے کسی مدخولہ کو لڑکا پیدا ہوا
نفیسہ بیگم نے اوسے اپنی فرزندی مین قبول کیا شہامت جنگ نے اپنے لڑکے سے زیادہ اوسکی خاطرداری
اور عزت ملحوظ کی چونکہ سرفراز خان کوئی عورت اپنے ہمسرون کی حبالہ نکاح مین نہین رکہتا تہا اکثر جواری
تہین اور بعض ممتوعہ اونمین سے جو کہ صاحب اولاد تہین اونہین مع اونکے اولاد اور دیگر منتسبان سرفراز
خان کے جہانگیر نگر بہیجدیا اور وظیفہ لایق گذران مقرر کردیا کسیکی تکلیف کا روادار نتہا ہر ایک سے
بہ اعانت پیش آیا کہتے ہین کہ مبلغ تیس ہزار روپیہ ضعیفان اور بیوہ عورتونکو دفتر دیوانی سے علیحدہ
ماہ بماہ عطا فرماتا تہا اور شہامت جنگ کا نایب حسین قلیخان بہادر اور اوسکے طرف سے راے گوکل چند
ضلع جہانگیر نگر اور اسلام آباد اور سلہٹ وغیرہ پر مقرر ہوا اور رنگپور کی فوجداری قاسم علی خان جو
برادر زادہ مہابت جنگ کی بی بی کا تہا مقرر ہوئی — معین الدولہ سیف خان بہادر سیف جنگ
برادر عمدۃ الملک جو جعفر خان کے عہد سے پورنیہ وغیرہ کا فوجدار تہا چند روز تک مہابت جنگ کو
باغی سمجہا اور اوسکے تادیب کا منتظر رہا بدین امید کہ بادشاہ کے حضور سے ضرور اوسکی تادیب کو
فوج مقرر ہوگی جب اسکا کچہ اثر نہ ملا تب تو نہایت نادم ہوکر بر خلاف اول کے اظہار اطاعت جاری
کی مہابت جنگ بپاس خاطر عمدۃ الملک کے کچہ نہ بولے

ہیبت جنگ اور صوبہ عظیم آباد کا حال

احترام الدولہ زین الدین احمد خان بہادر ہیبت جنگ پسر حاجی احمد جو مہابت جنگ کا چہوٹا داماد تہا بعد
فتح بنگالہ عظیم آباد کے صوبہ داری پر مقرر ہوا اور خلعت مع خطاب مذکور اور منصب ہفت ہزاری اور
ماہی مراتب اور نوبت اور پالکی جہالردار حضور سے طلب کرکے عنایت ہوئی اور ہیبت جنگ نے سید ہدایت
علی خان بہادر والد مورخ کو جو اپنے فوجداری پرگنات مین تہے طلب فرماکر نہایت شفقت مبذول
کی اور تکلیف بخشی گری لشکر کی دیکر فرمایا کہ چونکہ حق تعالی نے یہ ملک و دولت تمہارے بہائی کو یعنی اپنی
ستین عطا فرمائی چاہیے کہ باتفاق ہمدیگر انتظام معاملات مین مصروف ہون اسیطرح اور بہی چند کلمے
جو موجب ازدیاد رسم محبت ہون فرماکر ہمیشہ یہ معمول ہوا کہ نہایت شفقت فرماتا اور رائے عقیدت سے اسکو
جو مہابت خان کا قدیم دیوان تہا اپنے شغل سے لیکر اپنے سرکار کا دیوان مقرر کیا ہیبت جنگ

اگرچہ نوجوان تہا مگر میدان جرات اور ہوشیاری اور آداب مناسب اور تہذیب اخلاق سے بخوبی
واقف تہا جب تسخیر مرشدآباد کو گیا تہا اوسکے حسن سلوک اور احسانون سے اکثر زمیندار صوبہ عظیم آباد
کے مانند راجہ سندر سنگہ برہمن زمیندار پرگنات ٹکہ اور زمینداران پرگنہ ترہٹ سہائی جان قوم
سے اور نومسلم تہے اوسوقت چارون بہائی نامدار خان وسردار خان وکامگار خان ورستم خان کی
رفاقت کی اور فرقہ سپاہ سے بہی اکثر متوطنان عظیم آباد ہمراہ ہو لیے بعد فتح وظفر کے جب واپس
آئے استدعا اپنے وطن کی ظاہر کی ہر ایک کو ہاتہی گہوڑے سے خلعت فاخرہ عطا فرماکر رخصت فرمایا اور
وہ لوگ اپنے وطن مالوف میں پہونچکر ہیبت جنگ کی ملازمین میں مقرر اور معتمد ہوگئے درحقیقت ہیبت جنگ
کے خاندانیون میں جیسا کہ چاہیے حسن اخلاق اور سلوک بہت تہا اور پاس حقوق ایسا تہا کہ راقم نے
اپنے زمانہ میں کسیکو نہ دیکہا ہیبت جنگ کو والدہ مورخ سے سررشتہ رضاع تہا بدین وجہ کہ جد مادری
مورخ نے ہیبت جنگ کو صغیرسنی میں بمقتضاے شفقت کبہی کبہی دودہ پلایا تہا بپاس سررشتہ مذکور
محبت برادرانہ مورخ سے ایسی کرتا تہا کہ برادران حقیقی بہی اوس مرتبہ نکرینگے ابتک ہیبت جنگ بکمال
جاہ وجلال باتفاق والدہ وعم وخال مورخ کو نہایت عدل وداد میں بسر کرتا تہا اگر ادنی ادنی اوسکے
بیٹون بہتیجون کے صفات وحالات تحریر ہون سررشتہ مورخی جاتا ہے اور بیان طول ہوتا ہے۔

صولت جنگ کا قید ہونا باقر علیخان کے ہاتہ سے اور صابت جنگ کا رہا کرانا

جب صابت جنگ بہادر مرشدآباد پہونچا اونکا بہتیجا صولت جنگ جو اوڑیسہ کا صوبہ دار تہا لالچ میں آکر
چاہا کہ تنخواہ سپاہ میں تخفیف کرے جو لوگ کہ غریب الدیار رفیق قدیم مرشدآباد سے ہمراہ آئے تہے
قبول نہین کرتے تہے اور شہر کٹک وغیرہ کے لوگ جو صوبہ اوڑیسہ کے رہنے والے تہے مکان کی نوکری سمجہکر
اوسیقدر میں راضی تہے اس سبب سے اکثر لوگ اوس ملک کے ملازم ہوگئے اور رفقاے دیرینہ
برطرف ہوئے اور بعض دیگر سرداران مرشد قلیخان کے شہر کٹک میں نے نوکری صولت جنگ کے مقیم
تہے اور باقر علیخان کی تخم محبت اپنے دل میں بوتے تہے شاہ تقی نام درویش جو صولت جنگ کا ساتہہ
دہلی میں باہم پرورش تہا اسوقت میں دکن سے آکر مصاحب اور معتمد ہوا چونکہ یہ شخص بدسرشت تہا اور
صولت جنگ شروع جوانی میں سرگران اوسنے ایسی تحریک کی کہ شہر والون کو ضرر پہونچا سکے حسین
وجمیل عورتون کو ہر ایک گہر سے بلا لئے اکثر سپاہ سے مرشد قلیخان کا بچا ہوا روپیہ جو تنخواہ وصول کیا
ایسی ایسے امور سے مردم شہر اسیقدر ناراض وجان بلب ہوگئے کہ صولت جنگ کے عدم وجود کی

خواہان ہوسے قدیم رفیقون سے تو کوئی نتہا مگر کسیقدر تلنگی اور گوجر خان مع اپنی رفیقون دو تین سو لشکر کی
چہسپاہی بین تہا اور وہان کی جہلہ آدمی جو نوکر ہوے تہے اکثر مرشد قلیخان اور باقر علیخان اور انکی ہمشیرہ اور منتسبونکی
نوکر ہو چکا سے تہ ایکسال تک تو صولت جنگ نے مع عیال و اطفال کی بڑی عیش عشرت مین بسر کی ناگاہ
فلک شعبدہ باز نیرنگ ساز نے سر نو بنای فتنہ آغاز کی باقر علیخان نے اپنی خسر مرشد قلیخان کو یہ
تحریص کی کہ صوبہ اوڑیسہ صولت جنگ سے چہین لی اور سرفراز خان کا انتقام لی مگر مرشد قلیخان زمانہ
کا رنگ دیکہکر خاموش تہا باقر علیخان نے جب دیکہا کہ التماس میرا قبول نہین ہوتا خود عازم ہوا بعض
دکہنون سے توسل چاہا کہ شاید اونکی دستگیری سے کچہ دسترس ہو تدبیر یہ کی کہ بعض فوجدار یونین
جو صوبہ کٹک سے ملحق تہین آکر بیٹہا اور صولت جنگ اور اوسکے رفقا کی کیفیت دریافت کی اور وہان کے
حکام اور زمیندار و مہاجنون سے رابطہ بڑہایا جب معلوم ہوا کہ قدیم معتمد رفیقون مین بہت کم لوگ صولت جنگ
کے ساتہ رہگئی ہین اور جو لوگ ہین وہ اکثر پرانی نوکر مرشد قلیخان اور اپنی اوسکے رہی ہین اون لوگون
سے خط خطوط کا سلسلہ نکالا اور اپنی رفاقت اور صولت جنگ کی منافقت کی تقریرین لکہا جب معلوم
ہوا کہ کسیقدر ادہر توجہ ہوئی مردم کو وعدہ اور لالچ سے موافق کرکی کہا کہ جو لوگ مانند گوجر خان وغیرہ
کے تمہی موافق نہین خانہ جنگی یا اور کسی بہانہ سے اونکو مار ڈالو تب آرزو ہی دلی میسر ہوگی یہ رای اونکو پسند
ہوئی اگرچہ یہ مجمع عام بطور ہوا اگرچہ آہستہ آہستہ بڑہ چلی صولت جنگ نے گوجر خان کو واسطی بجہانے
آتش فساد کے پیغام دیا ہرچند خوب پیغام آسے لیکن شہر والی تو بالکل صولت جنگ سے نسبت باقر علیخان
اور محمد مراد چابک سوار سے منحرف ہوگئی تہے کچہ سود نہوا دوسرے روز جبکہ بازار سے گوجر خان
واسطی تقدیم سلام صولت جنگ کے دربار کو تنہا جاتا تہا غفلت مین آکر لوگون نے کام تمام کردیا اور
بجرد اس حرکت کی باقر علیخان کے آنیکا شہرہ قرب جوار مین بلند کردیا ایکبارگی ہلوا سے عام کی صورت ہوگئی
اور یہہ اشتعال اس آتش فساد کی سارا حال باقر علیخان کو پہنچا مع دیگر بلایا وہ تو ایسی فکر کا امیدوار ہی تہا
فورا آ پہنچا اور شہر کٹک مین پہونچکر جو اوڑیسہ کا دار الملک تہا آیا شہر والون اور دیگر مخلصان کو حکم دیا کہ جسطرح
سے بنی صولت جنگ کو قید کرین مردم شہر نی جو صولت جنگ کی نوکر اور باقر علیخان کی دوست تہی
صولت جنگ کی قدیم نوکرون کو جو اوسکی حراست مین تہی پیغام دیا کہ اگر براہ اطاعت دروازہ کہولدو
تمہاری جان مال کی سلامتی ہی ورنہ آمادہ سیاست رہو بیچارہ جان سے ڈرسے ہرچند صولت جنگ نے
دلجوئی کی مگر کچہ پیدا نہوا کنجیان لیکر مفسدون کی حوالہ کین اور خود بہی اونمین ملگئی باقر علیخان نے جو نہایت نزدیک
تہا پہونچکر صولت جنگ کو قید کیا اور خود بجاے اوسکی مسند آرا ہوا خزائن وغیرہ پر متصرف ہوا اور

عیال اطفال صولت جنگ کی قلعہ باڑہ بہاتی مین قید ہوئے اور صولت جنگ حضور مین مقید رہا۔
صولت جنگ نے چند روز پیشتر اس سانحہ کے مہابت جنگ کو اطلاع دی تہی اور مہابت جنگ نے
شہر سے باہر خیمہ کیا تہا قصد تہا کہ عنقریب صولت جنگ کی مدد کو جاؤنگا ناگہان قید ہو جانے کی خبر آئی
اور ہرکارون سے بہی اوسکی تصدیق ہوئی عزم روانگی مین توقف ہوا کیونکہ یہ خیال ہوا کہ ایسی
حرکت بدون تحریک آصفجاہ کے نہین ہوسکتی اور تدارک اوسکا بڑی تامل سے ہوگا لہذا مشورہ ہونے لگا
صولت جنگ کی مان نہایت لڑکے سے تعشق رکہتی تہی اور مہابت جنگ اونکی رضامندی اپنی مان کی
برابر جانتا تہا حاجی احمد کو اور صولت جنگ کی مان نے یہ صلاح دی کہ صوبہ اوڑیسہ باقر علیخان کو دیا جائے
اور اوسکے عوض مین صولت جنگ کی رہائی ہو اور مہابت جنگ باقر علیخان کی پیروی مین موجب
سستی اپنے ارکان دولت کا جانتا تہا اور مصطفی خان نے جو عمدہ سردار اور دو لتخواہ مہابت جنگ تہا
رائے آقا کی پسند کی آخر الامر چند روز کے بعد سرانجام سامان فوج و سپاہ ہونے لگا۔

مہابت جنگ کا مع فوج آراستہ جانب کٹک آنا صولت جنگ کی رہائی کیواسطے قبضہ باقر علیخان سے

چونکہ یہ خیال تہا کہ باقر علیخان کی شان و شوکت آصفجاہی کی پشت پناہی سے ہوگی مہابت جنگ نے
ہر ایک سردار لشکر کو حکم دیا کہ تمہارے دوست و بہائی عزیز جو موجود ہون ملازم کرنا چاہیے اور جو لوگ
کہ چند روزہ راہ پر بہی ہون طلب کرکے رفیق بناؤ اسیطرح مصطفی خان کو پانچ ہزار سوار کی تقرر
کا حکم دیا اور شمشیر خان کو بنابر سہ ہزار سوار اور سردار خان کو دو ہزار سوار کیواسطے اور عمر خان کو
تین ہزار کیلیے اور عبد العلی کو دو ہزار اور حیدر علیخان کو ہزار سوار اور فقیر اللہ بیگ کو ہزار سوار اور میر جعفر خان
کو ہزار سوار اور میر شرف الدین کو پانچ سو سوار اور شیخ محمد معصوم کو پانچ سو سوار اور امانت خان وغیرہ نارنولیان کو
ایک ہزار پانچ سو سوار اور میر کاظم خان کو دو سو سوار اور بہادر علیخان داروغہ توپخانہ جلسنی کو پانچ سو
سوار کیواسطے حکم دیا اور فتح راو بخشی اور چندن بہلیہ وغیرہ ہزاریون کو مع پچاس ہزار پیادہ تفنگچی
بہلیہ کے ہمراہ لیکر حاجی احمد اپنے بہائی کو اور صولت جنگ کے مان سے وقت رخصت عرض کیا
کہ بندہ مع صولت جنگ کے منہہ دکہلاویگا ورنہ خیر شہامت جنگ کو پانچ ہزار سوار اور تفنگچی دس
ہزار پیادہ کے اپنی نیابت پر مرشدآباد مین چہوڑکر ساعت سعید کو مع بیس ہزار سوار کے روانہ ہوا
اور آہستہ آہستہ مع توپ و توپخانہ وغیرہ کے چلا جاتا تمام قوم ہمراہی سے وعدہ کیا کہ جو شخص اول
صولت جنگ کے پاس پہونچکر اوسے رہا کریگا لاکہہ روپیہ انعام پاویگا اور اگر صاحب رسالہ ہوگا

اوسکے ہمراہیون کو بھی دو ماہہ انعام ہوگا باقرعلیخان کو مہابت جنگ اور فوج کثیر کی آمد آمد سے نہایت
گھبرایا حیرت تہی کہ کیا کرے آخر کو دریاے مہاندا کے کنارے سورچہ اور توپخانہ لگاکر مع ہمراہیونکے
آمادہ مقابلہ بیٹھا اور لشکر سے پیچھے تین چار کوس پر بنگاہ کو ٹہیرایا اور صولت جنگ کو ایک رتھہ مین
جسکے غلاف پر سفید چاندنی اور سفید ڈوریون سے جال بندی کردی مع دو مغل تورانی کی بٹھاکر حکم دیا
کہ جسوقت مہابت جنگ کی آدمی نزدیک آوین تم چہریون سے اسکا کام تمام کرنا اور پانسو سوار و پیادہ
دکہنی کو اوسکے گرد مقرر کیا کہ جب مہابت جنگ کی فوج نمایان ہو تم لوگ دوڑکر ایک ایک نیزہ اس
رتھہ پر مارنا اُسکے بعد جسکا جو قابو چلے تعمیل کرے مہابت جنگ نے نزدیک پہونچکر بندسش مورچال
و مستعدی توپخانہ اور صولت جنگ کی بنگاہ مین قید رکہنے کا حال سُنا بعض افواج کو مقرر کیا کہ
بمجرد شروع جنگ جب فوج دشمن مین گھبراہٹ دیکہنا فوراً دوسری راہ سے بنگاہ پر پہونچکر صولت جنگ
کی رہائی مین ساعی ہونا اور آدہی رات کو روانہ ہوکر قریب صبح دریاے مہاندہ پر پہنچا لشکر باقرعلیخان
کا بمجرد معاینہ فوج کہ عازم پیکار ہوسے جب ادہر سے دو تین بان اور توپ سر ہوئین اودہر بہادر
پیری مہابت جنگ کی فوج نے دلیری کرکے دریا سے گذر باقرعلیخان کے لشکر پر چڑہ گئی بمجرد پہونچنے
اس فوج کے باقرعلیخان نے بہاگنے کا ارادہ کیا مصطفی خان اور میر جعفر خان جو صولت جنگ کی رہائی
پر مقرر تھے بنگاہ پر تیز قدم ہوئے اور باقرعلی کے لشکر سے آدہ گہڑی مین کچہ نشان نرہا محمد امین خان
برادر مہابت جنگ جو میر محمد جعفر خان کی زوجہ کا حقیقی بہائی تہا مع اصالت خان اور دلیر خان دونونکے
عمر خان وغیرہ ہمراہیان کے جو دس نفر سے زیادہ نتھے سب سے اول بنگاہ مین پہونچکر صولت جنگ
کے متلاشی ہوئے ایک نوجوان عملہ کارخانہ ملازم صولت جنگ نے حاضر ہوکر بتلادیا کہ اوس رتھہ
مین نواب کو قید کے لیے جاتی ہین انہون نے اوسیطرف سے رجوع کیا مرہٹون نے مہابت جنگ کو
قریب دیکہکر رتھہ پر نیزہ لگاکر راہ پکڑی اینکے زخم نہان سے منجملہ دو مغل کہ جو صولت جنگ کے
قتل پر مامور تھے ایک مقتول ہوا دوسرے مغل نے اوسکی نعش بطور سپر اپنے سر پر حفاظت
زخم کو اوٹہالی قضارا خواستہ جناب باری تہا صولت جنگ دونون کے نیچے ہوگیا اور راونکے
جراحات سے محفوظ ہوا دوسرے مغل کے بھی کسیقدر جراحت پہونچی اسی عرصہ مین سواران
مذکور رتھہ کے پاس آپہونچے اور پردہ پھاڑ ڈالا صولت جنگ نے جب اصالت خان اور محمد امین خان
وغیرہ کو پہچانا ثنا و صفت کی محمد امین خان نے گھوڑے سے اوترا اشارہ صولت جنگ سے کیا کہ سوار
ہو مغل مجروح رتھہ سے جست کرکے نہایت چستی و چالاکی اوس گھوڑے پر سوار ہوکر بہاگا اور راپنے

لشکر مین جا ملا دیکھنے والون کو حیرت ہوئی اور اس چالاکی پر اوسکی تحسین کی بالآخر دلیر خان سنے اپنے
گھوڑے پر سوار کردیا فوج مہابت جنگ کی متواتر آرہی تھی تھوڑی دیر مین میر محمد جعفر خان مع چند ہمراہی
کے فیل سوار آپہونچا محمد امین اور دلیر خان نے آگی بڑہکر مقدم صولت جنگ کی خوشخبری سنائی میر محمد
جعفر خان بجرد دیکھا سننے کے اپنی ہاتھی پر سوار کرالیا اور خود خواصی مین جا بیٹھا واہ ری قدرت یا تو کچھ دیر
مین جان کی خیر دشوار تھی یا کہ اب ہر طرف سے لوگ قدمبوسی کو آنے لگی بموجب اس حکم جلیل خداوند
قدیر کے اللہ شہنشاہ ممالک ہی دیتا ہے ملک جسکو چاہی اور چھین لے ملک جس سے چاہتا ہے توقیر و عزت دی
جسکو چاہی ذلیل و خوار کرے جسکو چاہی اوسکی دست قدرت اور قبضہ اقتدار مین ہر چیز ہی اور وہی کل چیزون
پر قادر اور توانا ہی غور کرو اے صاحبان بینائی و دانائی مخبرون نے یہ خبر مہابت جنگ کو پہونچائی اور
متعاقب صولت جنگ بھی پہونچا چچا کی ملازمت سے سرفراز ہوا مہابت جنگ نے آغوش پدری مین لیکر زیادہ
حد سے مسرور و خوشحال ہوا اور صولت جنگ کا حمام اور تبدیل پوشاک کرائی سرپیچ جیغہ کلگی مروارید
کے مالا وغیرہ سے زیب تن بڑہا کر مسند آرا کیا سرداران فوج کو نذر دینے کیوا سطے ارشاد فرمایا حسب الحکم
تعمیل ہوئی بہت سا روپیہ مستحقین اور صدقہ و خیرات نذر نثار مین صرف ہوا اور اسیوقت ایک فوج
واسطے لانے عیال و اطفال کے مع سواری قلعہ بارہ بہاٹی روانہ ہوی جو لوگ باقر علیخان کی طرف
سے محافظ تھے اونمین سے جنھون نے خدمت کی تھی بامید عنایت وکفایت برقرار رہی اور ایذا رسانون
نے بنظر تشدید براہ فرار لی مردم متعین نے اہل و عیال مقیدہ صولت جنگ کو لشکر مین پہونچایا
صولت جنگ اور حرم سرا کے واسطے جو خیمے نصب کیے گئے تھے لیجا کر اوتارا مہاجرت کشیدہ باہم
وصل مہابت جنگ کی ہوی بعد چند روز کے جو اسباب اور سامان صولت جنگ کو ضرور تھا مانند
ہاتھی گھوڑے اور توشک خانہ اور جواہر اور اسلحہ اور یراق وغیرہ کی اپنے پاس سے دیکر روانہ مرشدآباد
فرمایا تاکہ منزل مقصود پہونچکر والدین کی ملاقات سے مسرت اندوز ہو خصوص اپنی سنیم جان منتظر مان
کو از سرنو زندہ کرے جب صولت جنگ روانہ مرشدآباد ہوا اکثر اسباب اور فوج مہابت جنگ کی اوسکی
ہمراہ مرشدآباد روانہ ہوی اور مہابت جنگ مع کل سرداران جان فشان [illegible] پانچ چھہ ہزار سوار کی
جریدہ رہکر بعد انتظام ارادہ معاودت فرمایا اور مخلص علی خان داماد حاجی احمد کو صولت جنگ کی نیابت پر
مقرر کرکے وہان پر معین فرمایا بعد چند روز کے اثنا سے راہ میں حسب التماس مصطفی خان کی شیخ محمد معصوم
پانی پتی کو جو سردار دیرینہ اور شجاعت و تہوری مین موصوف و مشہور تھا صوبہ مذکور کی نیابت پر مامور
کیا اور چند منزل واسطے انفصال سوانحات کے ہمراہ رکھا بعدہ تشخیص اور تقرر کل معاملات کی شیخ مذکور کو

صوبہ اوڑیسہ کی نیابت کی خلعت دیکر مع کسیقدر سوار و پیادہ سکے رخصت کیا شیخ معصوم کٹک کو چلا اور مہابت جنگ شکار کھیلتے ہوسے پانچ چھ ہزار سوار اور سراج الدولہ اور اپنی بیگم مرشد آباد کو چلا

ہیبت جنگ کا ارادہ ہونا بہوجپوریونکی سزا کا اور اول اول آنا جماعہ مرہٹہ کا ملک اوڑیسہ وغیرہ مین اور پہونچنا بہاسکر پنڈت کا مع چالیس ہزار سوار دکھنی مرسلہ رگھوجی بہوسلہ راجہ ناگپور کلان کی مہابت جنگ کے سرپر اور اوسکے تدارک کا بیان

انہین دنون مین جب صولت جنگ اسیر پنجہ تقدیر ہوکر مہابت جنگ کے ذریعہ سے رہا ہوا احترام الدولہ بہادر ہیبت جنگ صوبہ دار عظیم آباد پٹنہ کا یہ ارادہ ہوا کہ ملک بہوجپور فتح کرے اور راجہ بہورل سنگہ اور بابو اودونت سنگہ قوم اوجین زمیداران سرکار شاہ آباد کو جو مدت سے سرکش ہو رہے تھے سزا دیکر راہ رکھتا من دراسی جو دیوان صوبہ اور قدیمی معتمد تہا مورخ کی والد سید ہدایت علیخان بہادر سے جو بسبب قرب و منزلت کہ بیچ خدمت ہیبت جنگ کے علاوہ قرابت بہم پہنچاکر مرجع تمام زمیداران صوبہ ورسا اور کل فوج کے بخشی تہے اکثر لوگون نے حسد کیا اور ہیبت جنگ کو دلمین یہ بات ڈالی کہ ہدایت علیخان بہمہ وجوہ حضور عالی مین نہایت معتبر اور صاحب اقتدار اور کہنا اونکا زمیداران حضور ہر امر مین خواہ نیک ہو خواہ بد منظور فرماتی ہین اور انکی طرف توجہ ہوتی ہین پس جسوقت کہ حضور نے بہوجپوریون کے استیصال کا عزم فرمایا وہ لوگ بعد مقہوری اور مایوسی کی البتہ میر ہدایت علیخان سے رجوع کرینگے اور میر صاحب ضرور اونکے پاس خاطر خواہان عفو انکیلیے ہونگے اور حضور کو معاف فرمانے مین صرف کثیر کا نقصان عاید ہوگا پس بہتر ہے کہ میر ہدایت علیخان کو حضوری سے بہ لطائف الحیل دور کر دیجیے ہیبت جنگ نے اسکا التماس کرنا موجب بہبودی سمجھکر والد مورخ کو پرگنہ سنوٹ وغیرہ تعلقہ مگہہ کی فوجداری دیکر وہان کی زمیدارون کی معاملات کا مختار کیا اور ارشاد فرمایا کہ راجہ سندر سنگہ کہ عمدہ اور اوسکا ملک کوہستان سے ملا ہوا ہے بغیر تمہارے وہان نجانیکے ہمارا اطمینان دلی نہین ہوتا لہذا بہتر ہے کہ تم وہان پر رہو تاکہ ہم بدلجمعی تمام سرکار رہتاس اور شاہ آباد کا انتظام کرین اور اپنے بہائی مہدی نثار خان کو اپنی اس عہدہ بخشی گری پر مقرر کرکے ہمراہ میری کر دو والد مورخ نے موجب امر خوشنودی اپنے آقا کا سمجھکر کار مامور پر روانہ ہونا مناسب سمجہا اور اپنے بہائی مہدی نثار خان مرحوم کو ہیبت جنگ کی ہمراہ چھوڑا ہیبت جنگ جس ساز و سامان سے کہ چاہتا تہا شاہ آباد پہونچکر بہوجپوریونکی استیصال مین ساعی ہوا ان لوگون کی دست تعدی سے مسافرون کی راہ بند تہی اس سے زیادہ کیا اور

اور تحریر کیمپن خلاصہ یہ ہے بعد بڑی جنگ و یورش کے زمیداران مذکور کو نکال دیا اور قلعہ مذکور کو
خس و خاشاک سے شہر کو صاف کردیا اس عرصہ میں روشن خان تیراہی نے فرقہ افاغنہ سے کہ جو عظیم آباد
اور الہ آباد میں مدتوں سے صاحب نام و نشان تھا اور سرکار شاہ آباد کی حکومت کرتا تھا اور وہان کے
زمیداران مشہور سے کسیقدر اتحاد رکھتا تھا اسوقت میں کہ ہیبت جنگ نے وہان کے زمیداران کو بسبب سرکشی
کو خراب و برباد ہی سے خارج کردیا اس شخص نے بنظر قدامت اور اتحاد کے ہیبت جنگ سے مکرر حضور مجالس
میں عرض کیا کہ اونمین ملکر مشمول عنایت کرنا چاہیے یہ امر ہیبت جنگ کو ناپسند ہوا اس سبب سے
روز بروز روشن خان کے طرف سے خان مذکور کو افسردگی ہوتی تھی اور وہ خود پسند استقدر
مبالغہ پر آمادہ ہوا کہ بعض کلمات نالایم کبھی ہیبت جنگ کے روبرو زبان پر لایا ایکروز جیسی و چالاکی کرکے کہنے
لگا کہ ابھی آپ صاحب زادے ہیں دنیا کی رنگ و ڈھنگ سے محض ناواقف میری نصیحت سن لیجیے ورنہ
اسکا انجام کار اچھا نہیں ہوگا ہیبت جنگ کو یہ سخن نہایت مفت معلوم ہوا اُسکے قتل کا قصد کیا اور
مرقد رست العالیہ شاہ شکر اللہ قادری کے چیلہ جیا عمدہ داروں سے صاحب جرات تھا اور حسن بیگ ان قلعہ دار
مونگیر کو اس باب میں کشتہ کے قتل پر مامور فرمایا ایکروز روشن خان بدستور معہود دربار عام کے
خیمہ میں عصر کے وقت ہیبت جنگ کو سلام کو آکر بیٹھا اور دو نوجوان مذکور نے آکر کام تمام کیا روشن خان
کہ صاحب فربہی و قوی جثہ تھا کچھ ہاتھ پیر نہ ہلا سکا بیٹھا کا بیٹھا رہ گیا اس حرب و سفر میں مورخ کے چچا
مہدی نثار خان نے کہ صفات حمیدہ و حقیقت پسندیدہ یگانہ روزگار اور جوان سنجیدہ ہوشیار تھے
اچھی اچھی خدمت اور جرات ظاہر کیں سبکے ثمرہ میں ہیبت جنگ کی منظور نظر ہوئے اور ہیبت جنگ نے
بعد استرضاے والد مورخ کے بخشی گری کی خدمت اصالۃً مورخ کے چچا کو مع خلعت و فیل و اسپ
و شمشیر و دیگر عطایا کے مرحمت فرمایا اور اپنا رفیق بنایا اور اسکی پاس خاطری کا نہایت ساعی رہا
اور اپنے کل رفیقوں پر اسے ترجیح دی اور یہ صاحب حقوق شناسی اور فروتنی اور تواضع و صلہ
ارحام اور احسان و انعام و پاس آشنائی و دادگری و شجاعت و عزت و تحمل و بردباری میں منتخب
تھا اللہم اغفرلہ وارحمہ والد مورخ نے حسب الامر سرکار مامور پر افزایش نام و نشان کیواسطے راجہ سندر سنگھ
[illegible]
اور راجہ جگت سنگھ رام کے ساتھ ملائیان اور نیز دیگر زمیداران سرکش کشتہ اور جگانوان وغیرہ کے
اتفاق سے تنبیہ پر امر آگے اور وہان کی زمیدار کی تادیب کا ارادہ کیا کہ عمدہ زمیداران کوہستان سے تھا
اور بہت کام کا فرمایا کہ بے تکلف ایسا تھا نہفت کرکے اوسکا قلعہ جترا جو کہ درہ کوہ اور رام گڑھ کی
راہ میں واقع ہے محاصرہ کیا اور بعد فتح قلعہ مذکور کے آگے کو چلا خبرداران معتبر نے آگہی دی کہ گھوچی ہیبت

پنڈت نے اپنے پردہان یعنی بہاسکر نام کو مع چالیس ہزار سوار کے تسخیر بنگالہ کو رخصت کیا ہے عنقریب
فوج مذکور اس راہ سے گذر کر بنگالہ کو جایگی والد مورخ نے یہ خبر ہیبت جنگ کو لکھی ہیبت جنگ نے وہ
عرضی بجنسہ مہابت جنگ کے پاس بذریعہ اپنے خط کے بھیجدی مہابت جنگ نے بیہودہ سمجھا اور کچھ باور
نکیا اور جواب مین لکھا کہ تم بدلجمعی تمام اپنا کام کرو جسوقت مرہٹہ ادہر آویگا تنبیہ اور تدارک جیساکہ
چاہیے کیا جائیگا جب ایسا جواب مورخ کے والد کو معلوم ہوا اور اوسوقت کچھ فوج ہمراہ نتھی کہ مرہٹہ
کا سدراہ ہوسکتی صلاح رفقا و خیر طلبان سے کوہستان کے نیچے آکر جا سے مناسب دیکھکر مقیم ہوئے
اور چند روز کے بعد مرہٹہ جلوریز پچیٹہ اور موربھنج کے طرف آکر میدنی پور کے موضع مین ظاہر
ہوئے مہابت جنگ جیساکہ مذکور ہوچکا ہے پانچ چھہ ہزار سوار سے بے اندیشہ مرشد آباد کو آیا نزدیک
میدنی پور کے جب آپہنچے کسی عامل معتمد نے ورود مرہٹہ کی خبر جا سنائی اوسوقت مہابت جنگ نماز ظہر مین مشغول
تہا اور عرض کیا کہ بہاسکر پنڈت چالیس ہزار سوار سے بہت نزدیک آگیا ہے یقین ہے کہ کل پایہ بوس
جمع ہوتے اوسکا لشکر ظاہر ہو چونکہ حضور کا نمک خوار ہون اطلاع کرنا مناسب سمجھا اب حضور کو
اختیار ہے جیسا چاہین بندوبست کرین مہابت جنگ نے باوجودیکہ بہت کم فوج ہمراہ تھی بلا تامل
جواب دیا کہ ان کافرون کو کس مقام پر مارا چاہیے جس شخص نے کہ یہ خبر مہابت جنگ کو پہونچائی تھی
مورخ کے روبرو قسم یاد کرکے کہتا تہا کہ کسیطرحکی تشویش مہابت جنگ کے چہرہ پر اصلا ظاہر نتھی
مین نہایت تعجب اسکی فرط استقلال اور دلیری کا کرتا ہون —

پہونچنا مرہٹون کا مہابت جنگ کے سرپر اور اُسکی آویزش کا حال

مفصل اس کیفیت کا حال یہ ہے کہ رگھوجی بہوسلہ بنی عم راجہ ساہو کا تہا جو کہ صوبہ برار کے عمدہ مرہٹون
مین تہا اسکا دار الملک ناگپور کلان ہے بنابر ضعف ارکان سلطنت یا آصفجاہ کی ترغیب سے تسخیر بنگالہ کا
عازم ہوا اور نہ چوتھہ دینے کے سبب سے بنگالہ اس بلا سے محفوظ تہا بہاسکر پنڈت اپنے مدار المہام کو
پچیس ۲۵ ہزار سوار سے جسکی شہرت چالیس ہزار کی ہوئی تہی روانہ کیا اور ادہر سے بموجب تحریر بالا
کے کچھ درہ ہاے دشوار گذار کے عبور سے انسداد نکیا گیا بہاسکر مذکور نے کٹک کے پہاڑون سے راہ
بنائی جب درہ پچیٹہ سے جو آٹھہ منزل دکن مرشد آباد سے واقع ہے متوجہ ہوا اور یہ خبر منزل جکیڈہ مین
مہابت جنگ نے پائی جب مبارک منزل مین پہونچا عبور مرہٹہ کی خبر درہ پچیٹہ سے قریب بسرحد بردوان
کے ملی اس سبب سے کہ کچھ تو برطرفی کا حکم دیا تہا اور اکثر ملازم بخیال انہونے کسی شورش کے

صولت جنگ کے ہمراہ مرشدآباد گئے تہی زیادہ تین چار ہزار سوار اور چار پانچ ہزار پیادہ برقانداز
سے ہمراہ تہا قصبہ بردوان جو کثرت غلہ اور معموری مین کل پرگنات بنگالہ سے فوقیت رکہتا ہی اپنا
مسکن قرار دیا کہ یہان شہر کر مدافعہ غنیم مین ساعی ہو اس ارادہ کے ساتہ دوسرے روز کوچ کر کے
بردوان کے اوسی موضع مین مخیم ہوا اور مرہٹہ نے بہی جلد ہو پہنچکر بعض آبادی مین آگ لگادی اور
بعض محفوظ رہا اس مقام مین ہلکی ہلکی لڑائیان ہوکر اپنے خیمون کو لوٹ آتے تہے اسی ضمن مین مہابت جنگ
کی شجاعت اور اسکے لشکریون کی تہور و جلادت دیکہ بہاسکر نے چاہا کہ بے لڑائی لڑے جو کچہ
ملجاوے لیکر واپس ہو اور اسی غرض سے مہابت جنگ کو پیغام دیا کہ ہم لوگ راہ دور سے محنت پہنچکر
اس جگہہ آئے ہین اگر دس لاکہہ روپیہ برسم ضیافت عطا فرمایا جاوے ابہی واپس ہوتے ہین کہنا
اسکا نواب نے بمقتضاے غیرت اور مصطفی خان کی مشورت سے جو ہمیشہ خواہان جنگ و جدال رہتا تہا
سراسر نامنظور فرمایا اور جواب صاف کہلا بہیجا کہ ہمکو نہین منظور ہی جب چند روز اسی رنگ مین
گذرے مہابت جنگ نے عزم کیا کہ زوائد سامان مانند رتہہ اور ارابہ اور باربرداری اور بارود
وغیرہ لشکر مین چہوڑکر جریدہ مرہٹون پر ترکتازی کرے اسی خیال سے اول صبح کو سوار ہوکر تاکید کی کہ مردم
بنگاہ سے کوئی شخص شریک فوج نہو لیکن خوف مرہٹہ تو دلونمین ساری تہا بے اختیار داخل فوج ہوگئی
جب کسیقدر راہ طی ہوئی اور خیمہ گاہ دور چہوٹا فوج مرہٹہ نے چارون طرف سے گہیر کر حملہ کیا طرفین
سے کشاکش ہونے لگی چنانچہ مصاحب خان جو کہ پسر الٹ کا عمر خان کا اور مرد جوان صاحب نام و نشان و
آبروے خاندان تہا میدان رزم مین خونفشان ہوکر مردمی دکہائی آخرکار جان نثار ہوا اسی وتیرہ سے
قطع مسافت بنگاہ مرہٹہ سے ہوئی تاآنکہ وقت عصر نمود ہوا اور شمشیر خان اور مصطفی خان اور سردار خان
اور رحیم خان سے جو پشت پناہ مہابت جنگ کے تہے جیسا کہ چاہیے کچہ جانفشانی نہ کرسکے جب تو مہابت جنگ
متحیر اور خبردار ہوا کہ سرداران ہمراہی مجہسے سرگران ہین اور ارادہ دیگر رکہتے ہین چونکہ اپنا لشکرگاہ تو
دور رہا تہا اور ادہر مرہٹون کا بہی مخیم دور تہا دیکہا کہ نہ تو لوٹ جانے کی طاقت ہی نہ آگے بڑہنے کی مجال
ناچار جس جگہہ کہ پہنچے تہے اور حسب اتفاق وہ جگہہ نہایت ناپاک کیچڑ دلدل ہو رہی تہی بجز اقامت کی چارہ
ندیکہا چار پانچ پالکی اور خیمہ مختصر سفری کہ ہمراہ مہابت جنگ کیواسطے اور کچہ نہ رہا تہا اوس خیمہ کو بلندی پر بردوان
سے کئی پانچ چہہ کوس پر نصب کیا اور سرے تمام لشکر کا مال و اسباب لٹ گیا اور جو فوج کہ پیچہے
رہگئی تہی اونمین سے بہی اکثر مجروح و مقتول ہوے اور بعض صحیح و سالم نے اپنی راہ لی اور مہابت جنگ
کی ہمراہی فوج بہت مجموعی مرہٹون کی محصور ہوئی شام تک وار دشمنون کے روکتے رہے جب

رات ہوئی اوسی جا منزل کی اوس رات کو انقلاب قیامت پیدا تہا مصطفی خان اور شمشیر خان اور
سردار خان وغیرہ اکثر افاغنہ چند وجہون سے دل آزردہ تہے اسی وجہ سے لڑائی مین سچے ہوکر نہ لڑے ساری
وجوہات سے بڑی وجہ یہ تہی کہ جب لڑائی مین مہابت جنگ فوج نوکر رکہتا تہا بعد انفصال نوملازم
کو برطرف کر دیتا اور یہ امر موجب ناراضگی سپاہ کا تہا اسی لڑائی مین جو صولت جنگ کی رہائی کیواسطے
روانہ نہین ہوے مصطفی خان نے عرض کیا کہ مکرر دلاسا دیکر فوج نوکر ہوتی ہے اور پہر برطرف فرمائی جاتی ہے
اس مرتبہ امیدوار ہون کہ برخلاف عہد و پیمان کے تعمیل نفرمائی جاوے مہابت جنگ نے تسلی سپاہ اور
مصطفی خان کی خاطرداری کو فرمایا کہ اس مرتبہ ایسا نہوگا اور بعد رہائی صولت جنگ اور ظفریاب و باقر علیخان
کے بدستور برطرفی کر دی اور یہی امر موجب دلشکنی سپاہ خصوص مصطفی خان کا ہوا الحق کہ یہ امر نہایت
مذموم خصوص سردار اور حاکمون کو عہد و قرار کے برخلاف ہونا نہایت نازیبا۔ دوسری وجہ یہ کہ
اس زمانہ مین ہیبت جنگ ناظم عظیم آباد نے جو مہابت جنگ کا چہوٹا بہتیجا اور داماد تہا جنگ بہوجپور مین
روشن خان افغان کو جو سرکار شاہ آباد کا فوجدار اور بہوجپور پر حاکم تہا ذرا سی تقصیر پر مروا ڈالا
یہ امر بہی باعث آزردگی فرقۂ افغان بلکہ کل سپاہ کی رنجش کا ہوا اور یہ کام ایسا ہی بد و زبون تہا
تیسری وجہ یہ کہ راجہ موربہنج نے جب کہ مہابت جنگ کا لشکر صولت جنگ کی رہائی کو کٹک کی طرف آیا
اور یہ راجہ باقر علیخان کا طرفدار تہا اور اسی سبب سے مہابت جنگ نے اسکی بہی گوشمالی کا ارادہ کیا اور
نے مصطفی خان کے توسل سے براہ عجز و نیاز سمجہکر عرض کیا مگر مہابت جنگ نے مصطفی خان کی [illegible]
برابر کی چونکہ چاہتا تہا کہ مصطفی خان دل سے اسکا طرفدار ہے میر محمد جعفر خان سے کہا تہا کہ جب راجہ در دولت
پر آوے قبل ازان کہ افشا ہے راز ہو کام تمام کرنا اور ایسا ہی ہوا کہ جب راجہ نے درخواست اجازت
انصراف پائی اور دربار کو چلا میر محمد جعفر خان یہ خبر سنکر مع ہمراہیون کے مسلح ہو آپہنچا اور پیچہے پیچہے
کے جعفر خان کے آدمیون نے اوسکا کام تمام کیا اور اوسکے ہمراہیون کو بہی جیسے جہان پایا مارنے
لگایا۔ انہین عداوتون اور رنجشون سے اسوقت مین فوج نے بدخلائی کی مہابت جنگ سپاہ کی اطراف
خصوص مصطفی خان کی سرگرانی سے جو کہ بڑے رفیقون مین تہا ایسی ہوئی کہ کوئی تدبیر خیال مین نہین آتی تہی
نے اوس میدان مین مہابت جنگ کو مع ہمراہی آدمیون کے محصور کر دیا تہا اور اطراف مین اپنے سرداران
لشکر کو تعینات کر دیا تہا کہ لشکر اور جنس رسد وغیرہ کے پہنچنے مین انسداد کرین مہابت جنگ نے
دفع الوقتی کے واسطے مرہٹہ سے سوال جواب کیا کہ پیشتر کے میر حبیب اللہ کو جو بخشی راجہ بردوان کا
تہا اور دکن کا رہنے والا ہے رسم رسالت بہیجا کہ [illegible] حال سے

جواب دیا کہ الحال تمہاری فوج مین تاب مقاومت نہین رہی اور تمامی لشکر محصور ہے پس مصالحہ کی
کیا ضرورت ہے لیکن چونکہ تم امراے ہند مین شمار کیے جاتے ہو لہذا اگر اس تہلکہ سے نجات منظور
ہے ایک کروڑ روپیہ نقد اور کل ہاتھی موجودہ لشکر تسلیم کیجیے اور مرشدآباد کی راہ لیجیے اس صورت مین
البتہ ہماری جانب سے مزاحمت نہوگی راجہ جانکی رام جو کہ دیوان تن اور صاحب اختیار سررشتہ سپاہ اور دولتخواہ معتمد تھا بمشاہدہ حقیقت
دیروزہ اور پہلو تہی کرنے سرداران معتمد کی اور باقی رہجانیمین ہزار سوار کے رکاب مین جنمین بھی اکثر خوف و ہراس
سے غنیم مین ملجانے کی آرزو رکھتے ہین عرض پیرا ہوا کہ دشمنون کا غلبہ نہایت درجہ ہے اور جسقدر
فوج رکاب دولت مین ہے اس حال سے دریافت ہے مخالف کے طرفدار ہین پس ایسی صورت مین
صلاح ہے کہ التماس بہاسکر کا قبول ہو ہاتھیون کی بنگالہ مین کچھ قدر نہین اس سے عمدہ فیل خانہ مین
سو بند ہین اور چالیس لاکھ روپیہ خزانہ مین ہے باقی ساٹھ لاکھ جس طرح سے ہوگا بندہ فراہم کرکے
پہونچاتا ہے مہابت جنگ نے بمقتضاے عزت شجاعت کے نامنظور فرماکر فرمایا کہ تا زندگی اسطرح کی
اہانت سے راضی نہین ہون انشاءاللہ مخالف مغرور کو سزا دیتا ہون خفت مین روپیہ دینے سے
کیا فائدہ انشاءاللہ بعد فتح و ظفر جانثارون کی معاوضہ مین عطا فرمایا جاویگا جو لوگ اس معرکہ مین ساعی
ہون دس لاکھ روپیہ انعام پاوینگے بہرصورت دن تمام ہوا شام ناکامی نے سیاہی کی رات
کی سپاہی مین اکثر سیہ بخت سردار مہابت جنگ کی رفاقت سے کالا منہ کرکے مرہٹون مین جا ملے
غیر جماعہ داران مشہور اور عزیزون وغیرہ وند با اور چند رفیق کی کوئی نرہا جب میر خیراللہ مذکور کے
تکرار آمد و رفت ہوئی اور لوگ بھی اپنی فکر مین ہوے میر حبیب اللہ بھی مع بعض روساے مرہٹہ کہ جو کچھ
مہابت جنگ سے ناراض تھا مگر ارادہ گریز رکھتا تمام مرہٹون نے شام کیوقت نشان دہرم دہار محصورون
کے مقابلہ مین نصب کرکے منادی کی کہ جو کوئی اسکے نیچے آئیگا سلامت جان پاوے گا نامردون نے
حیلہ اور بہانہ سے اوسکے زیر سایہ جاکر پناہ لی اور مرہٹون نے اونکو غارت کر دیا اور اس حرکت سے
وہ راہ بھی مسدود ہوئی مہابت جنگ ہر طرح سے لاچار ہوکر جاندہی پر آمادہ ہوا ایکبار اپنے کو تنہا بے
خدمتگار اور مشعلچی کے سراج الدولہ کو ہمراہ لیے ہوے مصطفی خان کے خیمہ مین آیا اور کہا مجھے تمسے کچھ
کہنا ہے مصطفی خان اس وضع مین دیکھکر نہایت حیران ہوکر اوٹھکر ہمراہ لیجاکر دوسرے خیمہ مین بٹھلایا اور
کہا جو ارشاد ہو بجا لاؤن مہابت جنگ نے کہا کہ انسان کو جان سے زیادہ کوئی چیز عزیز نہین مجھے اب
اسوقت جنگ مین جان بھی پیاری نہین ہے اگر تمکو کسی امر سے جو درحقیقت ملنے کیا ہو اور تمکو
میری طرف سے ملال ہو تو بندہ مع سراج الدولہ کے حاضر ہے شوق سے سر جدا کیجے اور اگر کچھ میری

حقوق کا پاس ہو تو سب نے سر کو بہ غول بیابانی میں جان فشانی کیجیے تا کہ بدبختی تمام مرہٹوں کی تدارک میں مصروف
ہوں مصطفی خان نے جواب دیا کہ میں اسکا جواب تن تنہا نہیں دے سکتا ہوں اور بھی میرے فرقہ کے
لوگ آویں تو جواب دوں آخر مہابت جنگ نے اسکے ایما بموجب جواب دیا کہ کیا مضایقہ ہے مصطفی خان
نے کسی کو بھیجکر شمشیر خان اور سردار خان وغیرہ جماعہ داران افغان کو بلایا سب بموجب الطلب کے حاضر ہوئے
مصطفی خان نے مہابت جنگ کے کلام گذشتہ کا اعادہ فرمایا لوگ سنکر چپ رہے مصطفی خان نے کہا بہائیو
جو منظور ہو جواب دو شمشیر خان وغیرہ نے جواب دیا کہ تم ہمارے سردار ہو تمہارا اقبال و انکار
ہمارے جان و دل کو منظور ہے مصطفی خان نے کہا یارو ! اسوقت تک جو کچھ ارادہ تہا مگر اب قدیم
ولی نعمت پر جان نثاری کا عزم ہوا اور جب تک اپنی جان میں جان ہے مہابت جنگ اور انکے آل و اولاد کی
عزت و آبرو پر نثار ہوں مشہور ہے کہ چالیس نفر سے ملک فتح ہو جاتا ہے ہم لوگ تو تین ہزار سے زیادہ
ہونگے پہر بہاگنا نامردی اور بزدلی ہے ہوں آؤ دشمنوں سے لڑائی کریں انشاء اللہ تعالے غالب آئینگے اور
تم سے جو مناسب جانو کرو اس کلام کو سنکر سبھوں نے ہر ایک نے مصطفی خان کی پیروی کی مہابت جنگ اس عہد و پیمان سے
خوش ہو کر خیمہ گاہ کو واپس آیا بالفعل تمام رات بسر کی اور غلام علی خان کو جو سابق میں دیوان
خالصہ عظیم آباد اور ندیم اور مقرب مہابت جنگ کا تہا اوسکے مکان پر بہیجا کہ اب غائبانہ اوسکی کیفیت
دریافت کرے غلام علیخان مصطفی خان کے گہر آیا اودہر اودہر کا ذکر ہونے لگا کہ اس درمیان میں شمشیر خان
کا پیغام آیا کہ بموجب بندوبست سابقہ کے جو نشان کہ مرہٹہ سے چاہتی تہی آج آنیوالے ہیں اس بارہ
میں آپکی کیا مرضی ہے مصطفی خان نے گفتگوئے شب کا اعادہ فرماکر کہا کہ جو کوئی پٹہان ہوگی نسب سے
ہوگا اوسی قرار پر قائم رہیگا غلام علیخان یہ کلمات سنکر اوٹہا اور سب کم و کاست مہابت جنگ سے
بیان کی مہابت جنگ نے اس جواب کو سنکر عزم رزم مضبوط کیا مصلحت یہ ہوئی کہ مرشدآباد میں
اسباب درست کرکے دفعیہ اعدا کرنا چاہیے جب پہر شام ہوئی مرہٹوں نے وہ توپ کہ جو اول لوٹ
میں لیگئے تہے کسی درخت پر نصب کرکے گولہ برسانے لگے اور بان کو سن سن برپا کی اس آتشبازی
سے بڑی سوزش ہوئی حتی کہ دیوان مانکچند جو راجہ بردوان کا دیوان تہا قریب صبح اپنے گہر کو فرار
ہوگیا اس درمیان میں مرہٹہ نے چاروں طرف سے شورش کی مہابت جنگ ہاتہی پر سوار ہوکر متوجہ
انسداد غنیم ہوا چونکہ مرہٹہ بہت چیرہ آگئے تہے ترتیب فوج کی مہلت نہ ملی اور مرہٹہ آپڑے میر حبیب نے
عمداً سواری میں دیر کی دو تین زخم کہاکر مرہٹہ کے ہاتہ میں قید ہوا اوس روز حیدر علیخان
داروغہ توپخانہ دستی نے خوب شجاعت اور جوانمردی دکہلائی مرہٹوں کو خاک میں ملایا اور مصطفی خان

و میر جعفر خان و شمشیر خان و سردار خان و رحیم خان و عمر خان وغیرہ ابھی نہایت جی کہولکر شمشیر زنی کی جمعیت مرہٹہ کی پریشان کردی۔ روسا مرہٹہ نے سپاہیوں کی دست ضرب اور سپہ اپنی متفرق اور فوج کی کثرت دیکھکر یورش کو موقوف کیا اور اپنے ساتھیں جمع کرکے ساتھ کیطرف رجوع ہوئی اور مہابت جنگ کی برہم خوردہ فوج جمع ہوکر کٹوہ کیطرف روان ہوئی اور جو کچھہ اسباب بیچ رہا تہا وہ سبھی مرہٹون کے ہاتھہ لگا زوائد تو کیسا ماکولات اور ملبوسات اور ضروریات کچھہ بہی نہ رہا دو تین ہزار آدمی آگے اور پیچھے اور چند فیل سوار اور پانچ چھہ ہزار بہیلہ برق انداز پیادہ جنگ کنان راہ طی کرتے تہے مرہٹہ کی فوج چارون طرف سے کوشش کنان تہی اور مہابت جنگ ستے قلیل لشکر پر متواتر حملہ کنان ادہر سے بہی شجاعان رستم دل دفعہ غنیم مین یدبیضا دکھلاتے تہے نہایت استقلال سے چلے جاتی تہے جب شام ہوتی کسی تالاب کے کنارے زمین مرتفع پر مقیم رہتے اور کٹک کی راہ مین جو جگر ناتہہ کی راہ ہے اور وہین پر ہنود کا پڑاو ہوا کرتا ہے یہ لوگ بہی اقامت کرتے آسمان کا سایبان اور فرش عنبرا کے سوا کچھہ میسر نہتا مرہٹہ روزمرہ دیہات گرد و نواح کو لوٹتے اور دس دس کوس تک چارو طرف سے آگ لگا کر خاک کر دیتے اور غلہ اور آبادی کا نام باقی نرکہتے تھے اس سبب سے مہابت جنگ کی لشکر مین بڑا ہرج واقع تہا امید زندگی اور فتح کی نہ رہی تہی بسبب فاقہ روزمرہ کے تاب و طاقت زائل ہوئی اور دنرات مین ایکوقت مقررہ پر جنس ماکول ارباب دولت کو بقدر سد رمق نصیب ہوتی تہی اور سب آدمی درخت ماروکی جڑ سے پیٹ بہرتے تہے جیسا کہ یوسف علیخان مرحوم پسر غلام علیخان مرحوم کی تقریر سے ظاہر ہوا کہ تین روز مین جب کہ کٹوہ کی قطع راہ ہوتی تہی ایکروز مین پاو بہر کہچڑی میسر آئی جسمین سات آدمی شریک تہے اور دوسرے روز سات عدد شکرپارہ مین تین آدمی سیر ہوے اور تیسرے روز آدہ سیر گوشت گاو ملا جسکے کہانے مین چند آدمی شریک تہے اور اس سفر مین جیسا کہ بردوان سے مرشد آباد آتے تہے مرہٹہ کی فوج نے بسبب نرہنے توپ و رہکلہ کے مہابت جنگ کی فوج مین قریب فاصلہ کے کہ گولی نہین پہونچتی تہی احاطہ کرکے اوترنا شروع کیا۔ ایکروز مصطفی خان نے مرہٹہ کو اپنے قریب لشکر کے اوترا ہوا دیکھکر نہایت غیظ و غضب سے ہمراہیون کو ڈانٹا کہ بہائی ہو چکی سوا ہے ترک من مناز کرتر کے تمام شد افسوس کہ بہوکھہ و پیاس کی صدمہ مین جان دے رہے ہو اور یہ نہین ہوتا کہ بہیئت مجموعی زندگانی سے ہاتہہ اوٹھا کر ان کافرونکو دل توڑ دو اوسکے ہمراہی جو کہ اکثر پٹہان اور شجاع تہے اس کلام سے متغیر ہوکر بولے کہ جو حکم ہو اور جس امر مین آپ اقدام کرین ہم بہی شریک ہین مصطفی خان نے ہمراہیون کا عازم جازم دیکھکر سپر اور شمشیر اوٹہالی اور آہستہ آہستہ بطور تماشائیون کے روش کرنے لگا۔ مرہٹہ تو مہابت جنگ کی فوج سے

ایسی شجاعت کا گمان نرکہتی تہے طبخ طعام مین سلے سلاح و قزلباش مشغول اور آرام مین مصروف تہے
جب مصطفی خان مع ہمراہیون کی نزدیک پہونچا یکبارگی شمشیر عریان کرکے جا پڑا اکثرون کے خون سی
زمین سرخ رو ہوئی اور بعض کہانا پینا چہوڑکر روسیاہ فرار ہوی چراپیان مصطفی خان نے یہ غلبہ
مبارک سمجہا غنیم کے ماکولات سے جسقدر ممکن ہوا اپنے لشکر کو اوٹہا لائے اور دیگر سپاہ نے بہی فرصت
پاکر جتنا ہوسکا اوٹہا لیگئے باری دو تین روز کے کہانے پینے سے بعضون کو پہر طاقت آگئی اب مرہٹہ نے
مصطفی خان کی دست ضرب دیکہکر دور رہنا اور تنا اختیار کیا مہابت جنگ اوسی حالتمین ہمیشہ کوچ کرتا تہا تا کہ
کٹوہ مین پہونچے کسی منزل مین وقت صبح کہ ہنوز مہابت جنگ فیل پر سوار ہوکر لشکر مین نہ جا ملا تہا مرہٹہ
فوج پر جا گرے جو جہان تہا وہیں سے وہین پر گہیر لیا ہر ایک نہایت مضطرب اور لا علاج ہوا یہ بات
نتہی کہ ایک دوسرے کی مدد کرے یا کہ مہابت جنگ کے حافظ ہون واہ حافظ حقیقی کی حمایت
دیکہیے کہ مہابت جنگ کے ہاتہی کے برابر مین نشان والا ہاتہی تہا اور ان دونون کی سونڈون مین زنجیر تہا
تہین ہاتہیون نے اونہین زنجیرون سے سواران مرہٹہ کو مارنا شروع کیا جسپر مارتے اوسی خاک مین
ملا دیتے تہے اس جنگ آسمانی کے ظاہر ہوتے ہی مرہٹون کو نہایت سراسیمگی ہوئی اور خالی سر و پا بہاگے
اور انکے سر براہ ہونے سے کسیقدر وسعت حاصل ہوئی اور ملازمین دوڑکر ہاتہی کے پاس آپہونچے
اور جو مرہٹہ لوگ کہ سرداران مہابت جنگ کو گہیرے ہوی تہے اونپر حملہ کیا اور ہر جگہ سے اونکے پاون اوکہڑ گئے
اور مار ہٹایا اور بفضل خدا اسی ایسی جمعیت فوج ہو گئی اور بعادت معہود کوچ کی ٹہری خلاصہ یہ کہ
نہایت سختی سے قطع منازل ہوتی تہی ہر قدم پر خوف دشمن روبرو تہا مگر تائید غیبی مدد پر تہی یہانتک کہ قصبہ کٹوہ
مین جو کہ مرشدآباد سے جنوب رویہ دو منزل پر واقع ہے مع الخیر جا پہونچے اہل لشکر نے یہ بہی خیال کہ
کٹوہ مین غلہ وغیرہ ہر قسم کی چیز میسر آئیگی قطع راہ مین جلدی کی لیکن مرہٹہ نے قبل انکے ورود کے پہونچکر
اوس گانو کو قرار واقعی تاخت و تاراج کر دیا اور غلہ کے انبار مین جسکا اوٹہانا دشوار تہا آگ لگا دی باوجود
اسکے حیوان و انسان نے جو کہ فاقہ رسیدہ تہے جلا غلہ کو غنیمت سمجھے کہ مہابت جنگ نے کٹوہ مین ٹہرکر حاجی
احمد اور شہامت جنگ کو بنا بر حفظ و حراست تحریر کرکے صولت جنگ کو مع غلات وغیرہ ضروری
سامان کے طلب فرمایا اول خود ایکمدت تک شہامت جنگ اور صولت جنگ اور حاجی احمد وغیرہ
مہابت جنگ کے حال سے بیخبر اور صحت سلامتی اوسکی سے متردد تہے بارے خبر بہبودی پاکر سجدہ گذار
خداوندی ہوئے اور صولت جنگ کو مع فوج شایستہ اور توپخانہ اور غلہ وغیرہ کے رخصت کیا
صولت جنگ بعد چند روز کے روانہ ہوکر منزل مقصود مین مہابت جنگ سے جا ملا مہابت جنگ اور

اوسکے ہمراہی اُسکے پاس جا پہونچنے سے نہایت خوش اور سرِ نو زندہ دل ہوئے اور غلہ وغیرہ سامان ضروریہ
کے ملنے سے اور بھی اطراف وجوانب سے غلہ پہونچنے کی بامن وامان تمام شکر خدا بجا لاکر قصبہ کٹوہ مین مقیم
ہوئے بہاسکر پنڈت قریب ایام بارش کہ مہابت جنگ کے دست ضرب کہائی ہوئی تہا ملک
بنگالہ مین ٹہرنا دشوار سمجہا اور بیربہوم کی راہ سے اپنے ملک کو عازم ہوا میر حبیب نے شدت عداوت
سے جو مہابت جنگ کی ساتہہ رکہتا تہا مانع معاودت ہوکر کہا کہ اگر روپیہ حاصل کرنا ہو چند ہزار سوار
میرے ہمراہ کردو تاکہ مرشدآباد جاکر چونکہ شہر بے حصار ہے اور مہابت جنگ کٹوہ مین لہذا جگت سیٹھ
کی کوٹہی وغیرہ لوٹ مار کر مال فراوان حاضر کرون بہاسکر نے اس آگاہی سے چند ہزار سوار جرار خوش آئیند
ہمراہ کردیئے اور مہابت جنگ نے جو اس راز سے آگہی پائی اور خوب جانتا تہا کہ شہامت جنگ وغیرہ
سے حفاظت نہو سکیگی جلد یلغار کرکے مرشدآباد کو مراجعت کی مرہٹہ نے قبل اُسکے پہونچنے کے ایکروز
مین پہونچکر جگت سیٹہہ کے کوٹہی سے تین لاکہہ روپیہ کے قریب نقد اور کسیقدر جنس لوٹ لیا اور نزدیک
محلون مین بہی دست برد کی اور میر حبیب نے اپنے بہائی میر شریف کو گہر سے ہمراہ لیکر باہر نکالا چونکہ
دارالامارۃ اور شہامت جنگ اور عطا اللہ خان کے مکانات بسبب ہونے فوج کی نہایت حفاظت مین
تہے وہان ہاتہہ اونکا نہ پہونچا بمجرد استماع خبر آپہونچنے مہابت جنگ کی مرہٹہ نے راہ فرار لی اور تہیں از انکہ
کہ مرہٹہ نے لوٹ مار کر راہ فرار لی تہی اوسکے شام کو مہابت جنگ داخل مرشدآباد ہوا یہ ساری
سرگذشت سنہ ۱۱۵۵ ہجری مین واقع ماہ صفر جاری ہوئی —

بہاسکر پنڈت سپہ سالار مرہٹہ کا کٹوہ مین مقیم ہونا اور ہوگلی بندر پر جو بنگالہ کی عمدہ بنیاد ہے تسلط پانا

جبکہ مہابت جنگ مرشدآباد آیا بہاسکر پنڈت بارادہ معاودت بیربہوم کے طرف روانہ ہو گیا تہا
میر حبیب بہی اوسکی پاس جا پہونچا اور عزم کرنے جانب دکن کی سرزنش کی اور مہم بنگالہ کی اپنے کفالت
مین لیکر بڑے اصرار و مبالغہ سے واپس لاکر کٹوہ مین آیا اور بہاسکر کو کٹوہ مین مقیم کراکر کہا کہ غلات وغیرہ
ضروریات کے بہیجنے سے غافل نہوا اور مردم ہوگلی اور زمینداران اطراف سے راہ رسم پیدا کی
واقعہ طلبان ہوگلی وغیرہ نے آہستہ آہستہ مرہٹہ سے خط کتابت جاری کی اور میر حبیب کو واسطہ بنایا
تا آنکہ میر ابو الحسن اور میر ابو القاسم وغیرہ ساکنان ہوگلی نے جو کہ محمد یار خان مہابت جنگ کے برادر
علاتی سے جو اوس بندر کا حاکم تہا نہایت اتحاد اور رسم دوستی رکہتے تہے میر حبیب کے اشارہ بموجب
ایکروز وقت شب مع چند آدمیون کے دروازہ قلعہ ہوگلی پر آئے دروازہ بند پاکر پیغام دیا کہ کچہ

ضروری عرض کرنا ہی محمد یار خان فریب مین آگیا اوسیوقت حکم احضار دیا چونکہ تنہا تہا قید ہوگیا ان مکارون نے سیس راو نام مرہٹہ کو میر حبیب کی وسیلہ سی جو بہاسکر کے لشکر مین رئیس تہا بلا کر ہوگلی کے قریب بٹہالا تہا بعد مقید کرنے محمد یار خان کی سیس راو مذکور کو بولاکر مسند دولت پر جانشین کردیا بعض دیگر تجار مغلیہ ساکن ہوگلی بہی میر حبیب کی اغوا سے ساتہہ اوسکے ملگی اب کیا تہا مرہٹہ کا تسلط ہوگیا اور کسیقدر روپیہ بہی بطور خراج اور دہیک کے وصول ہوا بہاسکر راو بنگالہ کے عزم سے کٹوہ مین مقیم رہا اور سیس راو ہوگلی مین اور میر حبیب بطور مدار المہام کی کبہی ہوگلی اور کبہی کٹوہ مین رہتا تہا۔ مہابت جنگ نے دیکہا کہ فوج قلیل رہگئی اور کچہی سفر شدیدہ تکلیف رسیدہ ہو اور بارش سر پر پہونچگئی بہرحال اوس سال مرہٹہ کا اخراج ناممکن سمجہا مرشد آباد کی حفاظت مین کوشش کرکے امانی کچہ اور تار کیپور مین شکارگاہ کو مرہٹہ کی فوج نے دو ایکمرتبہ پیدا سی داو دیو ہونک آکر دیہات اطراف کو جلاکر کٹوہ کو چلے گئے ایک مہینہ کے بعد دریای بہاگیرتی نے طغیانی کی اور چونکہ کٹوہ اس پار دریا سے مذکورہ کی ہی مرہٹون کی تاخت تاراج سی اودہر کے دیہات محفوظ ہو گئے مگر اور پرگنون پر دست درازی شروع ہوئی تمام جنگلہ بردوان اور میدنی پور کو بالیسر تک زیر قبضہ لائے میدنی پور کا فوجدار میر قلندر نے جبطرح ہو سکا اس مہلکہ سی رہا ہوکر گوشہ اختیار کیا اور نائب صوبہ کٹک شیخ معصوم نے بہی غنیم کے ہجوم سی تنگ ہوکر اپنی راہ لی اضلاع ہوگلی اور اکثر پرگنات راج شاہی اور قصبہ اکبرنگر بہی مرہٹون کی زیر حکومت ہوگئی مرشد آباد اور گنگا کی اوسطرف کے مملکت مہابت جنگ کی قبضہ مین رہی ساکنان مرشد آباد کہ جنہون نے مدت سی ایسا معاملہ دیکہا کیا بلکہ کانون سی سنا تہا عین برسات مین گہبرا گہبراکر بسواری ناو مع عیال و اطفال گنگا کی اوسپار مانند جہانگیر نگر اور مالوہ اور رامپور بولیا وغیرہ مین جاکر مقیم ہوے حتی کہ شہامت جنگ نے بہی گنگا پار مکان گودہ کاری مین جو ایکروز رہ تہی تعمیر مکان کرائی اور مع لڑکے بالے مال و اسباب کے وہان پر جاکر سکونت پذیر ہوا اور چند روز کے بعد شہامت جنگ نے خاص خاص آدمیونکی ساتہہ مرشد آباد کی معاودت کی اور مہابت جنگ نے تالیف قلوب سپاہ مین مصروف رہکر دسہرا تک جسکا وعدہ کیا تہا انعام فرمایا۔

مہابت جنگ کی بموجب طلب ہیبت جنگ احترام الدولہ بہادر اور عبد العلیخان بہادر کا عظیم آباد سے آنا اور نیز بادشاہ سی استعانت کرنا مہابت جنگ کا

مہابت جنگ نے بعد ورود مرشد آباد کے احترام الدولہ بہادر ہیبت جنگ اپنے چہوٹے داماد کو

جو عظیم آباد کا صوبہ دار تھا خط لکھا اور ایک خط عبد العلی خان بہادر مورخ کی خالو کے نام بھیجا کہ جسقدر
فوج ہو ارسال کرو اور خود بھی مدد کو آؤ اور گوشہ خط مین عبد العلی کی نام یہ فقرہ نظم خاص تحریر کیا کہ اگر
توفیق رفیق ہو اپنے ضعیف چچا کی ایسے وقت مین رفاقت کرو ہیبت جنگ اخبار مذکورہ کے سُننی سے
متحیر اور مضطر ہوا بدین وجہ کہ بڑی مشکل سے استقبال ہو جو ریون کا میسر ہوا تھا اور اب نفع اوٹھانی کا
وقت نزدیک آیا تھا کہ مایوس ہوا اور اوس پر مزید یہ ہوئی کہ تنخواہ سپاہ کی بیباقی کی فکر زیر تجویز ہے
بہر حال عظیم آباد آیا اور بعد چندے بارادہ مرشد آباد داخل باغ جعفر خان ہوا والد مورخ ہدایت علیخان
بہادر سے اپنے دولتخواہ سے مشورہ کیا کہ کسطرح ادا سے تنخواہ لشکر ہو اور صوبہ کیطرف سے کیونکر دلجمعی
ہاتھ لگی کوئی صورت نظر نہ آتی تھی آخر ایکروز خلوت مین والد مورخ سے ارشاد فرمایا مجھی اوس بزرگ
کی ملک پر جانا ضرور ہے مگر سپاہ کے طرف سے بہت تنخواہ چاہیے اور صوبہ کا انتظام کیطرف سے
طبیعت کو نہایت ہراسانی ہوئی اسمقدمہ مین تمہاری مصلحت کیا ہوگی بیان کرو اگر تمہاری مصلحت
سے ہر طرح دلجمعی ہو کر ملک کی جانے کی صورت ہو جائے نہایت احسان ہو والد مورخ نی جواب دیا
کہ بندہ دولتخواہ ہی جو کچھ حضور ارشاد فرماوین اوسکی تعمیل مین حتی المقدور قاصر نہونگا ہیبت جنگ نی
فرمایا کہ مجھے اسوقتمین دو امر سے زیادہ کوئی تمنّی نہین اول اداے تنخواہ سپاہ دوم بندوبست صوبہ
اگر ان دونون امرون کے طرف سے میری دلجمعی کردیجئے بخاطر جمع صاحب جنگ کی اعانت کو روانہ
ہون والد مورخ نی جواب دیا کہ جو روپیہ کل سپاہ کی تنخواہ ملتقی نہو ظاہر ہی کہ فدوی کو میسر نہین ہان
اسقدر ہو سکتا ہی کہ کسیقدر مالگذاران صوبہ اور کچھ قرض و وام سے سر انجام کردیا جاوے اور باقیماندہ
تنخواہ کا فدوی اپنا ذمہ کرے گا رہا بندوبست صوبہ انشاء اللہ جبتک جان باقی تن مین ہی مخالف کا
گذر مشکل ہوگا ہیبت جنگ نے اس تدبیر سے خوشنود ہو کر فرمایا کہ اسیقدر خواہش ہی کہ جسطرح ممکن
ہو سپاہ کو میری رفاقت پر راضی کردیجئے اور صوبہ کی حفاظت اور حراست اپنے ذمہ لیجئے والد مورخ
اسکی تعمیل کا متعہد ہو کر گھر آیا اور مہدی نثار خان اپنے بہائی سے جو فوج کا بخشی اور رسالدار تھا اس مقدمہ
کی گفتگو جو ہیبت جنگ سے درمیان مین آئی تھی بیان کی اور باتفاق ہمدیگر سرداران فوج کو بلا کر باٰئین
مناسب ہر ایک کو ہیبت جنگ کی رفاقت مین راضی کیا اور مالگذار اور مہاجنون سے روپیہ لیکر سپاہ کو
تقسیم کیا اور باقیماندہ کا تمسک لکھ دیئے اور خود ذمہ دار اوسکے پہونچا دینے کا ہوا اور ہر ایک سے
ایک ایک سند سپرد زر کے واسطے لی تا کہ اوسکو روپیہ دیکر رسید حاصل کر لے جب ہیبت جنگ
کی اسطرف سے دلجمعی ہوئی والد مورخ کو خلعت نیابت صوبہ عظیم آباد کی لطف فرمائی اور جو تاریخ

مسعود کو جعفر خان کے باغ سے مع مہدی نثار خان اور کل سرداران لشکر کے مع پانچ ہزار سوار
اور چھ سات ہزار پیادہ کے مرشد آباد کو نہضت فرمائی متعاقب اسکے عبد العلیخان بہادر نے بھی اپنے
مکان سے جسقدر ہوسکا روپیہ نکال کر بقدر اپنے طاقت کے سپاہ مجتمع کرکر مرشد آباد کو عازم ہوا قبل
حرکت عبد العلیخان کے دوسرا خط مہابت جنگ کا متضمن سابق پر آیا اور اوسمین خط خاص سے یہ مصرعہ لکھا تھا
سہ ما ز یاران چشم یاری داشتیم اور مصرعہ دوسرا نہ لکھا بعد قطع منازل دونو بزرگ مرشد آباد پہونچے اور مہابت جنگ نے
عند الملاقات عبد العلیخان بہادر کے معانقہ کے وقت دوسرا مصرعہ پڑہا سہ خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم
الغرض شجاع الملک بہادر نگاہداشت فوج مین مصروف ہوا رسالہ داران لشکر کی بقدر لیاقت ترقی
کی چنانچہ مصطفی خان جسکے رسالہ مین پانچہزار سوار تھے آٹھ ہزار سوار مقرر اور اوسکو منصب پنجہزاری
اور نوبت اور پالکی جہالردار اور خطاب ببر جنگ بہادر کا عطا فرمایا اور اسیطرح فقیر اللہ بیگ خان
اور نور اللہ جنگ خان اور حیدر علیخان برادر حسین قلیخان اور میر محمد جعفر خان خطاب بہادری
اور افزایش رسالہ سے سرفراز ہوئے اور عمر خان اور شمشیر خان اور سردار خان اور بہادر علیخان
وغیرہ جماعہ داران سائر اور توپخانہ کے جماعہ ہمراہی کی افزایش اور مردم رسالہ کی زیادہ اور
اضافہ تنخواہ ذاتی سے سرفراز ہوئے اور اسباب توپخانہ وغیرہ کا درست کیا گیا اور چند زنجیر فیل
بھی مقرر ہوئی تاکہ ہنگام سواری پیشرو رہین سارا سامان جو راہون مین درکار ہوتا ہے مہیا کیا گیا اب
انتظار انجام بارش کا ہونے لگا اور مرید خان کو جو خزانہ بنگالہ کے لیجانے کو حضور سے آیا تھا اور
مہابت جنگ اوس سے سرگرانی رکھتا تھا عظیم آباد مین ٹھہرنے کی رخصت تا انفصال ہنگامہ مرہٹہ
کے صادر فرمائے اور خود بادشاہ کو عرضی لکھی کہ بالفعل بسبب ہنگامہ اس قوم مرہٹہ کو فدوی
سے ارسال خزانہ متعذر ہے لہذا مرید خان بہادر کو اس آشوب گاہ سے عظیم آباد مین ٹھہرایا ہے تاکہ تا انفصال
مرہٹہ آرام کرے اور فدوی امیدوار ہے کہ اپنے وقت حضور والا سے کوئی سردار مدد پر تعین
فرمایا جاوے اگر خدانخواستہ فدوی جانثار ہوا سلطنت کی شان و شوکت مین خلل آجائیگا
اور اگر مصارف حضور جو موقوف خزانہ بنگالہ کے وصول پر منحصر ہے مرفوع اور موقوف القلم ہوگا
خبرگیری فدوی کی ضرور غفلت اس مقدمہ مین خلاف آئین خداوندی ہے جب مہابت جنگ کی
عرضی بادشاہ کے ملاحظہ سے گذری محمد شاہ نے متوحش ہوکر امراے حضور سے مشورہ لیا اور
نیز عمدۃ الملک صوبہ دار الہ آباد کو جو کہ حضور سے دور اور مخلصان عاقل مین تھا لکھا عمدۃ الملک
اور جمیع دولتخواہون نے تصدیق کلام مہابت جنگ کی کی اور اعانت دینے کی اطلاع فدوی لہذا

بادشاہ نے نہایت جلد شقہ خاص متضمن تاکید زود رسی اور کمک دینے کی بنام ابو المنصور خان
بہادر صفدر جنگ داماد برہان الملک جو صوبہ دار اودہ کا تہا صادر فرمایا اور عمدۃ الملک بہادر صوبہ دار
الہ آباد کو بہی تحریر کیا کہ جسطرح ممکن ہو ابو المنصور خان کو مہابت جنگ کی مدد پر روانہ کر کے
حیلہ نہ کرنے پاوے اور نیز حکم حضور بالاجی راو کے نام جو جمیع لشکر دکن کا سپہ سالار تہا صادر
ہوا کہ حضور والا سے مبلغ کلی بابتہ چوتہ کی عنایت ہوا کرتا ہے الحال رگہوجی بہوسلہ نے مصدر فساد
ہوکر بہاسکر پنڈت کو مع مفسدوں کے صوبہ بنگالہ میں بہیجا ہے اور انہوں نے فساد اوٹہایا ہے
لہذا چاہیے کہ صوبہ مذکور میں پہونچکر بہوسلہ مذکور کو سزا دے تاکہ آیندہ ایسی گستاخیوں سے باز رہے

مہابت جنگ کا مرشدآباد سے آنا بہاسکر کی رزم کو اور بہگانا پنڈت کو بلاد کٹک سے چلکا تک اور آنا رگہوجی اور بالاجی راو کا

مہابت جنگ نے اسباب حرب اور فوجیں جرار آراستہ کر کے بعد ایام برسات کے باتفاق
ہیبت جنگ اور صولت جنگ اور عبد العلی خان اور جمیع ہمراہیان وغیرہ فوج جرار اور سامان
بیشمار کے متوجہ رزم بہاسکر پنڈت کا ہوا ہنوز دسہرہ ہوا تہا کہ یہ عزم کیا اور شہامت جنگ کو مع
اوسکی فوج کے شہر میں چہوڑا اور خود دریاے بہاگیرتی کٹوہ کے برابر آپہونچا اور بہاسکر کی اقامت گاہ
کے مقابلہ میں خود بہی مقیم ہوا آٹہہ روز تک توپ کی لڑائی رہی بہاسکر کے لشکر کو دو طرف سے دریا
گہیرے ہوے تہا اور مقابل کی طرف سے مہابت جنگ کی دریا اور پہلو چپ میں لشکر مرہٹہ اجی نام نالہ اور
میر حبیب کی سعی سے ایک بجرا مقابل لشکر مہابت جنگ کے ٹہرا ہوا تہا اور اوسپر جو توپیں تہیں اونکی
گولی برابر مہابت جنگ کے فوج پر برستی تہی اور مہابت جنگ عبور کی راہ ڈہونڈہ رہا تہا تا آنکہ یہ
صلاح ٹہری کہ شب تاریک میں دریاے بہاگیرتی سے پار ہوکر دریاے اجی پر پہونچے اور وہان ناو
کا پل باندہ کر بے خبر اوتر جاوے چونکہ دریاے اجی سے دونو طرف کنگارے دریاے بہاگیرتی کے مرہٹہ کی
ہاتہ سے دور اور مہابت جنگ کے قبضہ میں تہے لہذا بڑی بڑی ناونکا پل باندہ کر بدلجمعی تمام مع فوج
دریاے بہاگیرتی سے عبور کیا اور متوسط کشتیان جو پل باندہنے کو مرتب کی تہیں آہستہ آہستہ
ایک ایک دو دو فوج سے لیکر کنارہ بہاگیرتی سے دریاے اجی کے کنارے تک کہینچ لاے
تقدیر سے کسی مرہٹہ کے آنکہ نہ کہلی اور اگر کسی نے بیدار ہوکر پوچہا بہی تو اہل کشتی نے جواب دیا کہ سب دہی
لشکر غافل ہو رہا تہا یہانتک آخر ہونے آدہی رات تک دریاے اجی پر پل طیار ہوا اور مہابت جنگ بہادر

سے عبور کا حکم افاغنہ وغیرہ جو انمردون کو دیا حیدر علی خان اور مصطفی خان اور شمشیر خان اور عمر خان
اور سردار خان اور میر محمد جعفر خان وغیرہ سردار پا پیادہ بڑی احتیاط و ہوشیاری سے مع ہمراہیون
کے لب دریا پہنچے اور اپنے رفقاے معتمدین کو منتخب کرکے حکم دیا کہ چونکہ مرہٹہ اوس طرف اژدحام
رکھتا ہے چاہیئے کہ تاریکی شب مین عبور کرو مقصد یہ کہ پیشتر سے چھپا کر مزاحمت اعدا کی مانع ہون اور
باقی فوج دلجمعی سے عبور کرکے ملحق ہو یکہ تازون اوزیام جو یون نے عزم عبور شروع کیا اتفاقاً
بسبب اژدحام مردم اور کثرت عبور کے کہ ایک کے بعد دوسرا چلا آتا تھا ایک کشتی درمیان مین غرقاب
ہوگئی اور جوانان تہمتن شعار تو سبقت کرتے ہوئے چلے آتے تھے اور راوس غار سے خبر نتھی اکثر اوسی
غار مین گرے اور دریاے عدم مین جا سماے معتمدان خیر اندیش سے سنا گیا ہے کہ قریب ڈیڑہ ہزار
جرار کے اس بحر غفلت مین ڈوب گئے اور یہ حال کب ظاہر ہوا کہ اسیطرح کا رخنہ پل مین نمودار ہوا
اور اوسکے بند و بست مین جمع کثیر ڈوب گئی اوسوقت اوتر نے مین اضطراب نہوا اور چابکدستان
عذوبیت منش نے اوسیوقت تازہ کشتیان لاکر رخنہ بندی اونکی اور پل کی تجدید کردی اور پھر
آشنایان بحر و غازی پار اوترنا شروع فرمایا نزدیک صبح صادق کے قریب دو تین ہزار جرار کے پار
اوتر گئے دیکھا کہ اگر روز روشن ہوا اور مرہٹہ تیرہ بخت نے ہماری قلت دریافت کرلی تو اندیشہ ہے
کردینگے کچھ بنائے نہ بنیگا لاجرم تائید غیبی پر تکیہ کرکے شمشیر برہنہ بہئیت مجموعی اوس بے شمار لشکر
مکار پر جا گرے اور بمجرد اسکے غلغلہ پڑگیا کہ مہابت جنگ آپہونچا فوج مرہٹہ ایسی مضطرب ہوئی کہ
بلا شمار قلت و کثرت غازیان بخت بلند کے فرار ہوئی اور بہادران شیر صفت نے ہزارون مدبر کو شمشیر
خون فشان کے گھاٹ اوتارا مہابت جنگ نے ہمراہی ناوین دریا سے اسی پر چھوڑائین اور لشکر نے بیہم اوترنا
شروع کیا تھوڑی سے توپ و فیل و اسپ وغیرہ مع آدمیون کے پار پہونچکر صف آرا ہوے اور مہابت جنگ
مع کل سرداران لشکر کے متعاقب اپنے لشکر کے پہونچا اور کسیقدر تعاقب کیا مرہٹہ جسقدر کہ اقتدار
والے اور رئیس تھے سب تہ تیغ ہوسئے باقیماندہ شمشیر ایسی مضطرب فرار ہوسے کہ باوجودیکہ
چندان کثرت تھی جلدی مین جو لیتے بنا تھوڑا بہت لے لیا باقی اسباب چھوڑ کر راہ فرار لی جب
مرہٹہ دور تر نکل گئے اور پھر دلجمعی سے دیکھا کہ چندان کثرت نہین عود کرکے قریب نصف یا ثلث
میل کے پہونچے اور مہابت جنگ کی فوج آراستہ اور بھاری بھاری توپین گرو ون شکوہ پیرا
دیکھتے ہی جو اسس کہو دسے دُم دبا کے اپنی راہ لی مہابت جنگ کو جو کسیقدر سپاہ کے
غرقاب ہوجانے سے ملال تھا اس فتح کے ہونیسے بکمال مسرت و شادمانی حاصل ہوئی اور مرہٹہ کے

خیمہ مین اس رو سپر اپنا مقام کیا دریا مین جو لوگ ڈوبے تہے اونکے ورثا نی لاشین نکلوالین اور
ہتہیار اور لباس علیحدہ کرکے بعد تجہیز و تکفین کے دفن کیا اور مُردون کا رنگ زرد اور تمام بدن کا
کبود تہا ظاہرا سبب یہ ہوگا کہ ہوا نہایت حرارت مین تہی اور آخیر موسم برشکال ہند و بنگالہ تہا اور ہتہیار
بہی تو بہر تو سپنے ہوی تہے اور مرنا بہی حالت غرق سے ہوا تہا زیادہ خدا آگاہ ہے حقیقت حال اون سب
طعمہ غرق آجال ہے یہ فتح ماہ شوال سنہ ۱۱۵۵ ہجری مین واقع ہوئی بہاسکر پنڈت نے زیادہ ٹہرنے کی تاب نلاکر
پچہیہ کی راہ لی اور اوسکی فوجین جو کہ بردوان اور ہوگلی اور ہجلی وغیرہ اطراف کی تہین اس خبر سے
متوحش ہوکر اپنی اپنی راہ لگین اور مہابت جنگ تعاقب سے گہڑی بہر بہی باز نہین رہتا تہا اور بہاسکر
پنڈت خوار جنگلون مین سات آٹہ کوس کے فاصلہ پر چلا جاتا تہا چند روز تک ایسی جگہ پہونچا جہان
انبوہی درختان سے وہم و خیال کا گذر دشوار تہا نہ کہ فوج کا بہاسکر بہی اوس درخت زار مین نجا سکا
لاچار میر حبیب کی رہنمائی سے جنگل بشن پور کو چلا اور وہان سے چندر کونہ لیجاکر میدانی پور سے
نکلا اور ایک فوج شیخ معصوم کے دفعیہ کو کٹک روانہ کی اور فوج مذکور رہ نوردی کرکے شیخ
مسطور کو جو قلیل لشکر سے حاجی پور مین تہا جا گہیرا شیخ مذکور نے باوجود دلجوئی کے اطاعت مرہٹہ کی
نامنظور کی اور بمقتضاے شجاعت اوسی قلیل فوج سے مستعد محاربہ ہوا اور اپنی طاقت سے
زیادہ لڑکر مقتول ہوا جب مہابت جنگ کو میدنی پور مین بہاسکر کے پہونچنے کی خبر ملی اطراف بردوان
کے جنگل سے نکل کر میدانی پور کی راہ لی بمجرد پہونچنے مہابت جنگ کے بہاسکر کشوہ ہوتی ہی مضطربانہ حال
میدنی پور سے بالیسر کو روانہ ہوا اور مہابت جنگ نے بلا توقف پیچہا پکڑا بہاسکر نے میدنی پور سے
دو کوس پر جاکر لڑائی پہر استقبال کیا جب کسیقدر لوگ طرفین سے کام آئے بہاسکر کی بیڑا اوکہڑ گیو
بہاگ نکلا اور مہابت جنگ مع صولت جنگ اور ہیبت جنگ اور عبد العلی خان بہادر شجاع جنگ اور
عطاء اللہ خان بہادر نایب جنگ اور مصطفی خان بہادر ببر جنگ اور میر محمد جعفر خان بہادر اور شمشیر خان
اور سردار خان اور عمر خان اور حیدر علی خان بہادر اور فقیر اللہ بیگ خان بہادر اور نور اللہ بیگ خان
بہادر وغیرہ فوج ظفر موج اور توپخانہ قیامت آشوب کے لایق تعاقب کنان ہوا بہاسکر کے پیچہے چلا جاتا
تہا مرہٹہ کو لڑائی کی ہوس نہ تہی اسیطرح سے برابر مرہٹہ کو سرحد کٹک بلکہ سرحد دکن تک بہگایا اور
خود دریاے چلکا تک پہونچا جب مرہٹہ کا نشان نپایا معاودت کی اور کٹک مین کہ صوبہ اوڑیسہ کا
دار الملک ہے چند روز تک مقیم رہا مگر شیخ معصوم کی مارے جانے کی خبر اور رفاقت سے جان دی
بہت متاسف ہوا عبد النبی خان کو جو کہ مصطفی خان کا [illegible] اپنی [illegible]

خلاف صوبہ لاہور سے مع رفقائے چند کے اگر ملازم مہابت جنگ ہوا مہابت جنگ نے صوبہ داری کٹک پر مامور
فرمایا اور عطا سے منصب سہ ہزاری اور خطاب بہادری اور پالکی جھالردار سے حسب التماس
مصطفی خان کے سرفراز ہوا اور پانچہزار سوار کا رسالہ اوسکے نام مقرر ہوا اور راجہ دولبہ رام پسر
راجہ جانکی رام اوسکی پیشکاری پر مقرر ہوا اسی درمیان مین خبر آئی ہیبت جنگ اور بعض حرکات ناملائم کی
مہابت جنگ کو ملی مقتضی ہوا کہ مرشدآباد کو معاودت فرمائی جاوے اگر صفدر جنگ خواہان معاودت
ہو اوسکا تدارک کیا جاوے لہذا عبد النبی خان کو بطور مدد کو نصیحتین کہ موافق وقت ہون گوش گذار کین
اور کٹک کی صوبہ داری پر مامور کیا اور خود مع برادرزادون اور باقیماندہ فوج اور رفیقون
کے معاودت ہوا جب نزدیک بردوان کے پہونچا تو صفدر جنگ کی عزیمت اپنی دار الملک کے
طرف سنی اوسوقتین بعض حرکات صفدر جنگ کی سنکر تدارک کی تدبیر مین تھا ایکروز مصطفی خان
سے پوچھا کہ صفدر جنگ کے وضع مخالفانہ ہو اور ہم مین مرہٹہ کی مدافعت مین مصروف پس اگر
اوس سے بھی لڑنا پڑے کیا کرنا ہوگا مصطفی خان نے عرض کیا کہ چندان تشویش کا مقام نہین
ایک کو حضور تنبیہ کرین دوسرے کیواسطے غلام مامور فرمایا جاوے اگر خواستہ خدا ہے
تدارک بخوبی ہوگا اسیوقت مین مہابت جنگ نے سنا کہ بموجب حکم بادشاہی بالاجی راو ملک
کو آیا ہے مرشدآباد کے قریب پہونچا کہ بالاجی راو آگیا جب مہابت جنگ کی فتحیابی کا اخبار دربار
محمد شاہی مین پہونچا قدردانی کی راہ سے فرمان عطوفت عنوان مع تحسین و آفرین اور خطاب
حسام الدولہ اور شمشیر اور خنجر مرصع و عقد مروارید اور سرپیچ مرصع اور خلعت ملبوس خاص
کے صادر فرمایا اور اسیوقت مین بموجب استدعا سے مہابت جنگ کے شہامت جنگ کو
خطاب احتشام الدولہ اور صولت جنگ کو صمصام الدولہ اور ہیبت جنگ کو احترام الدولہ اور
عطاء اللہ خان ثابت جنگ کو اعزاز الدولہ اور مصطفی خان کو منصب سہ ہزاری اور خطاب خانی
با بہادری کے حضور بادشاہی سے عطا ہوئے سنہ ۱۱۵۵ ہجری مین آخر شوال یا اول ذی قعدہ
صفدر جنگ عظیم آباد مین معاودت کرکے وارد مرکز دولت دار الامارۃ کے ہوی سنہ مذکور کو
بھاسکر پنڈت کو حدود کٹک سے نکال کر صفدر جنگ کی آنے کی خبر سنکر مرشدآباد کے قریب وارد
ہوا اور اوایل صفر یا آخر محرم کو رگھوجی بھوسلہ اور بھاسکر پنڈت سنہ ۱۱۵۶ ہجری مین وارد قرب وجوار
مرشدآباد ہوئے اور چند روز کے فاصلہ سے بالاجی راو بھی بموجب حکم حضور کے پہونچا اور بسبب
ملاقات صفدر جنگ کے مرید خان کے توسل اور ہیبت جنگ اور مہابت جنگ کی دراندازون

کے سبب سے والد مورخ سے دل آزردہ ہوکر اخلاص سابقہ فراموش کر دیا تفصیل اسکی اپنے محل زیب تحریر ہوگی۔

آنا صفدر جنگ کا عظیم آباد میں اور چند روز کی بعد حسب الحکم حضور اور اندیشہ ورود بالاجی راو کی اپنے صوبہ کو واپس ہونا

جب برسات گذر گئی راستہ خشک ہوا صفدر جنگ آخر ماہ شوال یا اول ذی قعدہ سنہ ۱۱۵۵ ہجری کو مع فوج مغل اور ہندوستانی اور نیز کسیقدر باز ماندہ مغلیہ فوج نادری کی جو سات ہزار کے قریب ہونگی اور ہندوستانی دس ہزار اور دیگر سامان توپخانہ وغیرہ کی اپنے صوبہ فیض آباد سے کوچ کرکے عمدۃ الملک بہادر کو عرضداشت کی کہ فدوی بموجب حکم حضور صلابت جنگ کی مدد کو جاتا ہے مگر مرہٹونکا جنگ و جدال آسان نہیں اور میرا صوبہ زمیداران متمرد اور مفسدون کا آرام گاہ ہی اونکے خیال سے ناموس کے بارہ میں بڑا اندیشہ ہے نہ تو صوبہ چھوڑ جا سکتا ہون کیونکہ کوئی مستحکم جگہہ اس صوبہ مین نہین اور نہ ہمراہ لے سکتا ہون پس امیدوار ہون کہ قلعہ رہتاس اور چنہارہ عنایت ہو تاکہ عیال و اطفال کے طرف سے دلجمعی کر کے سرکوبی مرہٹہ مین مصروف ہون عمدۃ الملک نے یہ امر منظور کر کے لکہا کہ بادشاہ کو عرض کرے اور اوسکے مطابق مین بھی تحریک کرونگا جب بادشاہ کو عرضداشت ہوئی بادشاہ نے قلعہ رہتاس اور چنہارہ کی قلعداری کی سند صفدر جنگ کی نام لکہی اور قلعداران سابق کو حکم پہونچا کہ قلعہ مذکورات اوسکے حوالہ کرین صفدر جنگ بنارس تک پہونچکر پل باندہ کر دریا سے گنگا سے اوترا اور قلعہ چنہارہ مین عیال و اطفال کو چھوڑ کر اپنے طرف سے کوئی عمدہ معتمد محافظ مقرر کیا اور آپ بکمال شوکت و جاہ عظیم آباد کا قصد کیا اور متعلقون کو عظیم آباد تک ہمراہ لیگیا اس ارادہ سے کہ اگر احیاناً عظیم آباد کی گرد و نواح مین مرہٹوں سے ملاقی ہو بہر صورت متعلقون کو قلعہ مذکورہ مین پہونچا سکتا ہے اور ہیبت جنگ کی طرف سے والد مورخ کو حکم پہونچا کہ حسب الحکم حضور صفدر جنگ مدد کو آتے ہین بروقت قرب استقبال کیا جاوے تاکہ کسی طرح انکو ملال نہو۔ عظیم آباد مین صفدر جنگ کی قشون مغلیہ کی آمد آمد سے عجب طرح کا زلزلہ اور غلغلہ پڑ رہا تہا گویا ایک قیامت برپا تہی بدین سبب کہ خبر قتل عام نادری جب کہ دہلی مین ہوا تہا یہان کے لوگون نے سنی تہی۔ الغرض والد مورخ ہرچند اسباب اور فوج لایق نظامت کی ہمراہ رکہتا تہا مگر صفدر جنگ کی ساز و سامان فوج کی آن بان کے روبرو کیا حقیقت تہی چونکہ سابق

آشنائی صفدر جنگ اور اوسکے ہمراہیون سے تھی بخیال حفظ آبرو خیال ہوا کہ کسیکو وسیلہ کرنا چاہیے
مرید خان بہادر بموجب ایماے مہابت جنگ کے عظیم آباد مین انفصال مرہٹہ کر رہا تہا اتفاقاً یہ شخص
فرقہ سادات طباطبا سے تہا اور والد مورخ بہی اسی زمرہ مین تہا اس سبب سے باہمد گر شرائط وداد واتحاد
تہا اور مرید خان چونکہ امراے حضور مین تہا اور صفدر جنگ سے سابقہ آشنائی رکہتا تہا پس ایسے
وقتین اس سے بہتر کوئی وسیلہ نظر نہ آیا لاجرم والد مورخ نے کسی تقریب سے یہ ذکر مرید خان بہادر سے
کیا خانمذکور نے دلجوئی کی اور خود واسطے ملاقات کرنے والد مورخ پیشتر سے اور بہی صفدر جنگ کی ملاقات
کو گیا اور صفدر جنگ کا پروانہ متضمن دلداری تنخواہ اور بکمال مبالغہ مین اپنا خط لکہا کہ دلجمعی سے استقبال
کرے والد مورخ جو کہ سامان موجود تہا لیکر منیر تک استقبال کو آیا اور اثناے راہ مین ملازمت
کرکے مورد الطاف وعنایات ہوا اور ہمعنان عظیم آباد تک آیا فرمان برداری سے بوجہ احسن خوشنود
کیا صفدر جنگ نے حکم دیا کہ ہیبت جنگ کے اسباب و مال وغیرہ سے قلعہ خالی کیا جاوے اور پیشتر اس
حکم کے صفدر جنگ کے محافظ قلعہ کے دروازون پر بیٹھہ گئے تھے آدمیونکا نکلنا اور اسباب کا نکالنا متعذر
ہوا حسب الحکم والد مورخ نے رات کیوقت خواص و جواری وغیرہ مع بعض اموال خلاصہ کو پوشیدہ
باحتیاط تمام نکالکر مکان مقررہ مین لایا اور بعد ازان لاچار دیگر اسباب وغیرہ بہی علیحدہ مکان مین
متصل اپنے گہر کے لارکہا صفدر جنگ کمال جاہ اقبال سے داخل شہر عظیم آباد ہوا اور قلعہ کو بنظر اجمالی
ملاحظہ فرماکر چند ہمراہیون کو تعینات کیا اور خود واسطے زیارت اور فاتحہ قبہ جد مادری کے جو عظیم آباد
مین دفن تہی اور وہ مکان سعادت خان کے باپ کے مقبرہ کے نام سے مشہور ہے آیا اور وہان سے باقی پور مین
جہان لشکر تہا گیا کُل منصبداران اور امراے وغیرہ زمینداروں نے سعادت ملازمت دریافت کی چونکہ اس
شخص کو غرور و نخوت بہت تہی اکثر مرحوم عالی شان سے نہایت کینہ اخلاص سے پیش آتا کہ اکثر بیدل و ناراض
ہوتے تہے بعض عمدہ منتخب ہاتہی اور بڑی بڑی توپین مرہٹہ کی لڑائی کو ہیبت جنگ عظیم آباد مین چہوڑ گیا
تہا صفدر جنگ نے اونکی تعریف سنکر والد مورخ سے فرمایا کہ وہ ہاتہی اور توپین ہمین دو اور اونکی
قیمت لو والد مورخ نے جواب دیا کہ نہ تو آقا میرا سوداگر ہے اور نہ بندہ گماشتہ وہ بہی امیر اور
حضور بہی امیر ہین اور باہم رابطہ اتحاد پس اونکا اور آپکا مال و اسباب جدا نہین جو چاہیے تصرف
مین لایئے مگر بندہ اپنی طرف سے بدون اجازت مالک کے نہین دے سکتا۔ صفدر جنگ نے
اس جواب پر کچہہ التفات نہ کیا اور دو تین زنجیر فیل اور تین چار ضرب توپ ہر چند لایق اوسکے
شان کے نہتی اپنی سرکار مین داخل کرلین ایسے حرکات مہابت جنگ کو نہایت برے معلوم ہوے صفدر جنگ کو

خط ممانعت اس مضمون کا تحریر کیا کہ مرشد آباد کو نہ آیئے اپنے صوبہ کو معاودت فرمائی اور بادشاہ کو بھی عرضی لکھی کہ مجھے صفدر جنگ ایسے لوگون سے مدد کی حاجت نہین باقبال حضور جو کچھ ہوگا اپنی جانفشانی سے تعمیل کرونگا امیدوار ہون کہ صفدر جنگ کو حکم واپسی صادر فرمایا جاوے ورنہ میرے اور اونکی صحبت موافق نہوگی بادشاہ نے بموجب التماس مہابت جنگ کی صفدر جنگ کو شقہ خاص جاری کیا کہ بہت جلد اپنے صوبہ کو معاودت ہووے اور نیز اوسکے وکلا کو تاکید سخت ہوئی خط مہابت جنگ اور عرضداشت کا جانا اور اوسپر حسب مرضی سائل کے حکم ہو جانیکا حال قبل ورود شقہ بادشاہی کی تحریر وکلا سے صفدر جنگ کو معلوم ہوگیا اسی عرصہ مین صفدر جنگ کو ہرکارون نے اطلاع دی کہ بالاجی راو بہ ارادہ کمک مہابت جنگ کی اپنے مقر دولت سے متحرک ہوا ہے چونکہ بنا بر سابقہ جھگڑے کی جو کہ باجی راو والد بالاجی راو کو برہان الملک سے محقق تھا اور چند سے سرداران مرہٹہ عین جنگ مین برہان الملک کے قیدی ہوکر ہنوز صفدر جنگ کی قید مین تھے صفدر جنگ تو بالاجی راو سے اندیشہ رکھتا تھا صفدر جنگ نے اپنا لوٹ جانا مصلحت سمجھا اور بہت جلد عظیم آباد سے کوچ کرکے گھاٹ منیر سے پل باندھکر اوتر گیا اور والد مورخ کو منیر سے رخصت کر دیا۔

ذکر آزردگی مہابت جنگ اور ہیبت جنگ کی سید ہدایت علیخان والد مورخ سے اور آنا بالاجی راو کا عظیم آباد کی نواح مین اور ایک تہلکہ کا ہونا مگر محفوظ رہنا شہر کا اور بالاجی راو کا مرشد آباد مین پہونچکر مہابت جنگ سے ملاقات کرنا

دراندازون اور غمازون نے ملاقات والد مورخ کی کہ نائب صوبہ عظیم آباد کا تھا ساتھ صفدر جنگ کی وساطت مرید خان سے جسطرح ذکر ہوچکا ہے بطور دیگر ارادہ فاسد سے کہ بیچ خیال والد مورخ کی نہ تھا ہیبت جنگ اور مہابت جنگ سے کہا کہ سید ہدایت علیخان نے مرید خان کی وساطت سے صفدر جنگ کی ملاقات کی مہابت جنگ چونکہ مرید خان اور نیز صفدر جنگ سے بوقوع اوسکے چند حرکات کی ملال رکھتا تھا چغل خورون کی بات مان لی اور ہیبت جنگ بھی والد مورخ سے دل آزردہ ہوگیا لیکن مصلحتاً چند روز ظاہر نکیا بعد ازان جبکہ مہابت جنگ نے اپنے چچا کو جنگ مرہٹہ پر مستقل پایا اور دوسرے کی مدد سے مستغنی ہوا از دلی ظاہر کرکے راے جنتا من داس کو صوبہ عظیم آباد کی نیابت پر بھیجا اور وہ چند روز کے بعد سہل سے عارضہ مین فوت ہوا چند مدت تک شہر عظیم آباد مین کوئی حاکم نرہا کہ ناگہان

بالاجی راو انبوہ بیشمار سے آیا یقین ہی کہ اوس فوج مین چالیس پچاس ہزار سوار ہوگا آتنا سے
مسافرت مین جسنے اطاعت کرکے پیشکش گذرانا اوسکا مسکن فتنہ و آشوب اوس کہینون کی لوٹ مار
سے سلامت رہا جسنے کچہ بہی سرکشی کی پایمال ہوا چنانچہ احمد خان نبیرہ داود خان قریشی جوکہ
دو پرگنہ اچہا اور کوہ صوبہ عظیم آباد مین اختیار رکہتا تہا اور قصبہ داؤد نگر آباد اوسکے دادا کا بسایا
ہوا تہا بگمان اسکے کہ بالاجی راو مہابت جنگ کی کمک کو جاتا ہی ہمارے قلعہ کے محاصرہ سے اوسکو
کیا غرض اور غوث گڈہ جو داؤد نگر کے قریب اوسکا بسایا ہوا تہا اور اوسکو نہایت مستحکم جانتا تہا
مع مہاجنان قصبہ اور افاغنہ ساکنان داؤد نگر کے وہان جا بیٹہا اور اطاعت و فرمان برداری مین نجاحن
ہوا بالاجی راو نے اوسکے تخریب کو فوج بہیجی فوج مذکور نے داؤد نگر جلا کر خاک کر دیا اور اوسکے خندق خاک
سے غوث گڈہ کے خندق کو ہموار کرکے قلعہ کو لے لیا احمد خان کے دماغ سے دون کی جاتی رہی لاعلاج
ہوکر مہاجنون سے صلاح خواہ ہوا اور پچاس ہزار روپیہ پیشکش دیکر جان بچائی اس خبر کے اوڑنے سے عظیم آباد
کے لوگ بیجان و ہراسان ہوگئے اور والد مورخ سے رجوع ہوکر عرض کیا کہ اس شہر مین آپ کے سوا کوئی
رئیس نہین آپکو لازم ہی کہ شہر کے حفظ ناموس کی تدبیر فرمائیے والد مورخ نے اپنے لڑکے بالے دریا پار
روانہ کر دیئے اور نیز صاحبان دوست کو ایما کیا کہ ناموس کو گنگا پار بہیجنا چاہیے باقی بندہ بہرحال آپ
لوگون کا شریک ہی چنانچہ ساکنان شہر اپنے اپنے عیال و اطفال کو گنگا پار بہیجکر منتظر لطیفہ غیبی بیٹہے
بسبب اتفاق مورخ کے دادا سید علیم اللہ طباطبا اسکنہ اللہ فی فرادیس الجنان بہی قبل اس
انقلاب کی شاہجہان آباد سے آکر وارد عظیم آباد تہے ہر چند والد نے مبالغہ کیا کہ آپ بہی گنگا پار
جا بیٹہے مگر فرط غیرت سے منظور نفرمایا چونکہ علم معرفت کی ذریعہ سے واقف حال استقبال تہے اونہون نے صاحبزادہ یعنی والد مورخ کی
بہی دلجمعی فرمائی اور خود تنہا سوار ہوکر برخلاف عادت کے شہر کے گرد پہرکر واپس آئے اور والد مورخ
سے کہا کہ انشاء اللہ تعالے جو بلا کہ آتی ہے اس شہر مین اوسکا اثر بہی نہ پہونچیگا۔ شکر خدا کا کہ ویسا ہی
دیکہنے مین آیا اگر مورخ اپنے دادا کے علو مقامات و سمو کرامات بیان کرے تو تقریر طول ہوتی ہی مثنوی بشارۃ
الامامۃ مین جوکہ مورخ نے تصنیف کی ہی بعض خوارق عادات اونکے درج کیے ہین من شاء فلیرجع الیہ القصہ
بہ یمن افضال ایزدی یہ لطیفہ غیبی ظاہر ہوا بالاجی راو کے اقربا مین ایک شخص گوبندجی نایک نام بنارس
وغیرہ قصبات عظیم آباد مین مہاجنی کرتا تہا اتفاقاً جب والد مورخ وہان کے حاکم تہے چند وجوہات
سے اوسپر احسان کیے گئے تہے اسوقتین بمقتضائے ہل جزاء الاحسان الا الاحسان وہی نایک مذکور
کام آیا جلد بنارس سے بالاجی راو کے پاس آیا اور احسانہا ے گذشتہ بیان کرکے کہا کہ اب خوب

سلہ جگہ دیدہ اور اوسکو زیب پاؤن جنت کے ۱۲

سلہ جوکہ چاہیے دیکہنا حالات اوس صاحب کرامت کی پس چاہیے رجوع کرنا طرف اوس کتاب تصنیف مورخ کے ۱۲

سلہ بدلہ نیکی کا نیکی ہی ہی ۱۲ مولوی سید محمد صادق علی سلمہ

احسان کا وقت عمدہ ہاتھ آیا ہی ایسا تدارک کرنا چاہیئے کہ بار احسان سی مجھو سبکدوشی حاصل ہو بالاجی راو نے اس کلام کو سنکر ایک خط مملو سے شفقت و کرم مع بعض تحف تحائف دکن سکے والد مورخ سکے نام صادر فرمایا اور تحریر کیا کہ آپ مع جملہ ساکنان شہر کے دلجمعی اور فراغ خاطر سی آرام کیجیے کہ مجھکو آپ سے اور شہر عظیم آباد میں کسیطرحکا تعرض نہو گا بفضل الٰہی اور انفاس مبارک بزرگان پاک نفس کے یہ شہر ایسی بلاسے ناگہانی سے محفوظ رہا حمداً ثم حمداً لہ الحمد اللہ کہ جس جس مقامات پر والد بزرگوار رونق بخش رہی وہان کی خلق اللہ کو راقم نی مشکور و ممنون اخلاق پایا اور اکثر وقتون مین خود مورخ اور نیز دیگر اولاد کے ساتھ احسانمندون نی خدمات شایستہ بجا لاین اس قول مشہور کی مثل سے ہوا کرتی ہی نیکی جانشین نیکون کی غالب بعد مرنیکی بہت اخبار یادہ آدمی جسکی رہین ہین نیکیان باقی ۔ القصہ بالاجی راو داؤد نگر سی بالا بالا انکار ہی اور گیا اچھوار اور بہار ہوتا ہوا مونگیر اور بہاگلپور پہونچا ان دونو قصبون ناوسکی پہونچ سی آفت عظیم نازل ہوئی محمد غوث خان کی بی بی جو فی الحقیقت شیر زیان تہی بسبب تہیدستی اور پریشانی کی طاقت عبور و مرور دریا نکر سکی ناچار اپنی مکان کا دروازہ بند کرکے مع چند قرابتیون اور ملنشیون کو جو اس تہیدستی اور پریشانی مین رفیق تہی بیٹھی اور حفظ عصمت کو مستعد دافعہ ہی جب اوس خانہ در بستہ سی آتش جنگ و جدال اور صدا سے تفنگ مشتعل ہوئی غارتگرون کو حیرت آئی بعضون نے محاصرہ کیا اور بعض سردار لشکر کو خبر دینی گئی بالاجی راو نے بعد جستجو پتا پایا کہ محمد غوث خان کی بی بی بپاس حفظ آبرو مع چند رفیقون کو مستعد جنگ ہے ابتک کسیکو جرات نہین ہوئی کہ اوس خانہ ناموس مین قدم رکھی بالاجی راو اوسکی اس جسارت اور حفظ عفت سی خوش ہوا اور کسیقدر لباس دکن سی عطا فرمایا اور چند معتمد سوار بٹھا دیے کہ جبتک سارا لشکر عبور نکر جاوے اوسکے دروازے پر حاضر ہین اور حفاظت مکان مین ساعی ہون کچہ تکلیف اوس بیچارہ ضعیفہ کو نہ پہونچی اور خود بیشتر سی کوہستان کو چلا جب کل فوج بہاگلپور سی گذری سواران متعینہ بھی ضعیفہ شجاعہ سی رخصت ہوکر داخل لشکر ہو لیے بالاجی راو نواح بیربہوم سے ہوتا ہوا وارد مرشدآباد ہوا اور ناگپور کلان کی طرف سی رگھوجی بہوسلہ بھی بہاسکر پنڈت کی مغلوب ہونیکا حال سنکر حسب طلب روانہ ہوا اور نواح مرشدآباد مین آپہونچا

ذکر مہابت جنگ کی بالاجی راو سی ملاقات ہونا اور رگھوجی کو حدود بنگالہ سے نکالنا

جب کہ بالاجی راو نے قریب مہابت جنگ کے پہونچکر نگر کے اطراف مین معسکر کیا مہابت جنگ بھی کہ اسوقت مین لب دریا خیمہ زن تہا ملاقات کو گیا بالاجی راو استقبال بجا لایا اور بحال

شان و شوکت اپنے خیمہ میں لیگیا دونو ایک مسند پر بیٹھے گویا کہ اقتران مریخ و زحل نمود تھا کہ مراسم
خون ریزی کا نتیجہ بجا لایا بعد تکلفات اور رسومات عطر و پان کو سعادت کی دوسرے روز بالاجی راو برسم
بازدید سوار ہوا صاحبت جنگ بھی لب فرش تک آکر بکمال خاطر داری مسند پر لیگیا اور اکثر
انتظام سلطنت اور اخراج رگھو مخالف کے مقدمہ میں گفتگو رہی بعد تواضع عطر پان کو موافق
ضابطہ فیل و جواہر اپنا کو خوانچہ اور ملبوسات وغیرہ بالاجی راو کو دیکر رخصت کیا صبح کو مداخلہ غنیم کی استدعا
بالاجی راو نے جواب دیا کہ کئی برس کی چوتھ نہ ملنے کی وجہ اول بتلانا چاہیے مصطفی خان اور صاحبت جنگ
نے اس سوال و جواب میں حرف زیر زبان کیں آخر روپیہ کا حساب ہوکر صاحبت جنگ نے اوسکے ادا
کرنے کا ذمہ کیا اور استدعا سے سواری کرکے تنبیہ رگھوجی بھوسلہ کو خود عازم ہوا مگر بالاجی راو
نے مخالفت کی صاحبت جنگ بھی بمقتضاے وقت خاموش ہوا اور ناچار زر معہودہ بالاجی کو
بھیجکر التماس تنبیہ و اخراج رگھوجی کا کیا — رگھوجی بھوسلہ جو کہ مابین کٹوہ اور بردوان کے مقیم تھا
اس اتفاق ہوجانے سے خبردار ہوکر اور اونکے مقابلہ کی تاب نہ پاکر غربی بنگالہ کے جنگلوں سے روانہ ہوا
دوسرے روز موافق وعدہ کے افواج ظفر امواج رگھو کی تعاقب میں موج زن ہوئی رود خانہ
بھاگیرتی سے بنگالہ کو عزیمت ہوئی بعد ایک دو کوچ کے بالاجی راو نے صاحبت جنگ کو کہلا بھیجا کہ آپ کی
فوج جیسا کہ چاہیے سریع القدمی نہیں کرسکتی لہذا بندہ مرخص ہوتا ہے عنقریب مدافعہ رگھو بھوسلہ کی
خبر معلوم ہوگی بعد اس پیغام کے بالاجی راو نے ہوا کے گھوڑے پر کاٹھی باندھی نہایت شتابی سے
رگھوجی کے سر پر پہونچا رگھوجی نے بعد محاربہ شکست کھائی پہاڑوں کی درہ سے اپنے ملک کی راہ لی
اور بھاسکر جو مید نی پور گیا تھا اس خبر شکست کے سنتے ہی سراسیمہ ہوکر درہاے [illegible] سے نکل بھاگا
اور بالاجی راو بھی فایز المرام دکن کو لوٹا جس وقت کہ بالاجی راو رخصت ہوکر دکن کو چلا اوسکا وکیل
کہ بعض مقدمہ کے سوال جواب کو مصطفی خان کے پاس آیا تھا اور گفتگو تا وقت بحال تسلط اور اقتدار
اپنے موکل کے کچھ کلمہ نا مناسب زبان پر لایا مصطفی خان کو نہایت ناگوار ہوا غصہ سے پیچ و تاب وہ آزردہ
ہوکر چاہتا تھا کہ بالاجی راو کے پاس جا کر فساد اوٹھائے مگر صاحبت جنگ نے مع خلعت و اسپ وغیرہ بہ دو
کرم سے خوشنود کرکے رخصت فرمایا اور راستے نہایت خوش ہوکر صاحبت جنگ کی تعریف بالاجی سے
کی کہ صاحبت جنگ کا معتقد دلی حاصل ہوا کہ رگھوجی اسی ملک کو عازم ہوکر پھر اسے معتقد ہوا اور
صاحبت جنگ نے مصطفی خان سے کہا کہ یہ بہت بڑی حرکت ہوئی تھی اوسنے عرض کیا کہ اگر کچھ حرکت کرتا حضور
رگھوجی کو سمجھتے اور بندہ بالاجی راو کو عدم کی بستی دکھلاتا سید سانحہ آخر محرم الحرام یا اول صفر سنہ ۱۱۵۶ ہجری میں

واقع ہوا۔ القصہ بالاجی راو کے بعد جانے کے مہابت جنگ وغیرہ کی خاطر جمع ہوئی چونکہ گھوجی
بہونسلہ اور بہاسکر پنڈت کے معاودت کرنیکا خیال تہا مہابت جنگ عازم مرشدآباد ہوکر اپنے
مرکز دولت پر پہونچا اور ہیبت جنگ مرشدآباد سے رخصت ہوکر اپنے دار الملک عظیم آباد کو چلا
انہین دنون مین گوکل چند نے جو سرکار حسین قلیخان کا ٹہراکوارتہا اونکے وسیلہ سے جہانگیر نگر کی پیشکاری
پائی اپنے مربی کو بازی دیکر شہامت جنگ کے پاس آیا حسین قلیخان کے نام مبلغ کثیر لکھے حسین قلیخان
معزول ومعتوب ہوا اور جہانگیر نگر کی نیابت یسین خان فوجدار کے نام مقرر ہوئی اور فوجداری
میر قلندر نے پائی حسین قلیخان وارد مرشدآباد ہوکر اپنی تدبیرون کی اصلاح مین پڑا اور بہت سا
روپیہ دیکر گہسیٹی بیگم زوجہ شہامت جنگ کا مزاج جو مہابت جنگ کے لڑکی تہی اپنے طرف متوجہ
کرلیا اور اوسنے حسین قلیخان کے کام کی اصلاح اپنے ذمہ لی اور اپنے باپ اور شوہر سے اوسکی
قصورات کی عفو کی خواستگار ہوئی اور پہر جہانگیر نگر کی نیابت مع خلعت وپارچہ وغیرہ کے
دلوادی اس مرتبہ حسین قلیخان اپنے مربی شہامت جنگ کے مسند پر بکمال استقلال واستبداد روانہ
منزل مقصود ہوا یسین خان جو کہ رنجیدہ خاطر ہوگیا تہا عطاء اللہ خان کو اپنی طرف سے بہاگلپور کا
فوجدار بنایا اور حسین قلیخان نے جہانگیر نگر پہونچتے ہی گوکل چند کو معزول اور معتوب فرمایا اور اوسکی
بیخ وبنیاد کہود کر بلبہ کو پیشکاری پر مقرر فرمایا بعد انتظام اپنی نیابت پر حسین الدین خان اپنے بہتیجے کو
مقرر کرکے رکہا اور خود مرشدآباد چلا آیا اور جب تک رہا بکمال اقتدار رہا تا آنکہ نصیب نے پلٹے کہائے
اور سراج الدولہ نے ناحق مار ڈالا اور اوسکا خون بھی مانند خون سیاوش کے کہ اوسوقت مین
واقع ہوا تمام بنگالہ اور خاندان مہابت جنگ کا برباد کردیا۔

آنا ہیبت جنگ کا عظیم آباد مین اور قطع ہونا سررشتہ رفاقت والد مورخ کا اوس سے مع دیگر سوانحات کے

جب ہیبت جنگ نے بعد اطمینان حدود عظیم آباد مین آکر بنا بر انتظام پرگنات سنوٹ اور ٹکاری کی
اقامت کی بایں وجہ کہ چونکہ والد مورخ سے سرگران تہا اور پرگنات مذکورہ بالا [illegible] تا گیا
کے کوہستان تک اسکے زیر علاقہ تہے اور سرس اور کٹنبہ اور جہنگانوان اور شیرگھاٹی اور کوٹی
کنڈہ کی انہی کے قبضہ مین تہی جو وہان کے زمیندارون کو آپ کے ساتہ توسل تہا یعنی
راجہ سندر سنگہ نایب اخلاص رکہتا تہا ہیبت جنگ چاہتا تہا کہ ان لوگون کو اپنا مطیع کرلے

اور والد سے منحرف اور نیز تنبیہ اکثر رعایا کو کہ صوبہ کا بندوبست انہیں وساطت سے کرتا اور نیز راجہ کیرت چند پسر راے رایان عالم چند کے کہ دیوان شجاع الدولہ مغفور کے تھے اُسے ہمراہ لایا تھا اور اپنا مدار المہام و دیوان خاص بنایا چاہتا تھا کہ جسکو جو عرض حال کرنا ہو دیوان مذکور کے وسیلے سے کیا کرے بہر حال والد نے عریضہ مشعر اپنے ارادہ احضار کے ارسال کیا جواب میں لکھا کہ ہم خود عنقریب شہر میں آتے ہیں وہیں پر ملاقات ہوگی تم تکلیف نہ کرو والد مورخ حسب مرضی مقیم رہے ناگہان ہیبت جنگ کی آمد کا پرگنہ مذکور کے نواح میں غلغلہ ہوا اور ہیبت جنگ نے اس خبر کے سنتے بدین وجہ کہ فوج اور اسباب کی قلت اور بسبب مہم بنگالہ کے تاب و طاقت باقی تھی وہاں کا ٹھہرنا مناسب نجانا تا شب قطع راہ کرکے اول صبح عظیم آباد کے قریب آپہونچا والد مع ہمراہیوں کے سوار ہوکر متصل تالاب میٹھی پور کے ہیبت جنگ سے جا ملا ہیبت جنگ نے جو گھوڑے پر سوار تالاب کے لگر کی آڑ میں ٹھہرا تھا اور والد مورخ کو دیکھا راجہ کیرت چند کو پیشتر سے واسطے استقبال و ملاقات والد مورخ کے روانہ کیا جب نزدیک پہونچا والد اور راجہ کیرت چند گھوڑوں سے اوترے اور باہم بگر معانقہ کیا اور باتفاق ہیبت جنگ کی ملاقات کو روانہ ہوے ہیبت جنگ نے حجاب مذکور سے نکلکر گھوڑے کو آگے بڑھایا والد نے جب سلام کیا باگ پکڑکر ٹھہر گیا اور والد نے ٹہر کر نذر دکھلائی ہیبت جنگ نے سوار ہی قدم خم ہوکر معانقہ کیا اور دو تین کلمہ کے بعد حکم سواری دیا اور خود پیشتر کو بڑہا والد نے تھوڑی دیر ٹھہر کر اپنے بھائی مہدی نثار خان بخشی اور دیگر سرداران سپاہ سے معانقہ کیا اور سوار ہوکر ہمراہ سواری ہیبت جنگ کے داخل شہر ہوا چند روز تک آمد رفت دربار اور اعادہ کلمات سابقہ اور عذر خواہی وغیرہ ہوتی رہی ہیبت جنگ نے کہا کہ صاحب جنگ تمہاری طرف سے بدگمان ہیں اور مجھ کو انکی استرضا منظور ہے پس بعد چند روز کے جب اونکا ملال دور ہوگا بدستور جملہ مقدمات تمکو تفویض کیے جاوینگے والد نے نظر بہ آبرو قبول نکیا اور بنابر غیرت و حدت کے کہ خصلت جبلی رکھتا تھا راضی نہوا تا آنکہ لاچار ایکروز واسطے ملاقات اپنے والد کو مورخ حرم سرا میں آیا اور نہایت درجہ اپنے والد کی دلجوئی اور عذر خواہی کی ولیکن والد اطاعت سے باہر ہوکر اپنے مذلت پر راضی نہوا وکیل ناظم ہیبت جنگ سے رخصت ہوکر بعد چند روز کے تہیہ سفر کیا اور ساعت مختار کو کہ نیمہ ہوین رجب المرجب سنہ ۱۱۵۶ ہجری تھی مع چند رفقا کے برخلاف ضابطہ ملازمت عین شہر میں نقارہ کوچ بجاکر سوار ہوا اور ترک رفاقت ولینعمی اور آقا اپنے کا تصور کیا اور ارادہ دہلی جانے کا کرکے باغ راجی بالکشن وکیل ناظم میں نقل مکان کیا مہدی نثار خان مورخ کا چچا باوجودیکہ

ہیبت جنگ اوسکی نہایت دلجوئی کرتا اور اسپنے دولتخواہون مین جانتا تہا مگر اسپنے بڑے بہائی کی مفارقت سے شکستہ دل ہوکر بخشیگری سے مستعفی ہوا ہرچند ہیبت جنگ نے بہت کچہ ترغیب رفاقت دی اور معتمدون سے بھی نصیحت و پند کہلا بہیجے اور چاہا کہ خود اوسکے مکان مین آکر ہمراہ لیجاوے مہدی نثار خان نے معذرت کرکے گوشہ گزین ہوا چونکہ یہ اندیشہ رکھتے کہ ایسا نہو ہیبت جنگ جو پور سپہ سالار کہ نہایت سرکش اور حرامزادہ ہین درمیان راہ دشمنون کے اغوا سے والد کے ساتہ کچہ مکر و فساد کرین مہدی نثار خان نے صوبہ عظیم آباد کی حد یعنی بکسر تک والد کو پہونچا کر لوٹ گیا اور والد عین برسات مین طے مسافت کرکے فیض آباد صوبہ اودہ مین کہ دار الملک صفدر جنگ کا تہا آئے اور اوسی روز صفدر جنگ کی ملازمت حاصل کی چونکہ صفدر جنگ کے بدولت والد کی معاش مین خلل ہوا تہا اسی شرم سے نہایت دلجوئی اور تسلی کرکے خوشخبری دی لیکن اوس روز اوسکے کوچ کی ساعت محمد شاہ کے حضور مین جانے کی مقرر تھی دو تین گہڑے کے بعد داخل پیش خیمہ ہوا انشاء اللہ باقی حال والد اور صفدر جنگ کا محمد شاہ اور احمد شاہ اور امراے شاہجہان آباد کے ذیل مین درج ہوگا اب ایسا مناسب ہے کہ خاندان مہابت جنگ وغیرہ کا حال جو کہ اس ملک بنگالہ و بہار مین عروج پاکر ایک زمانہ دراز کا اوکے گذرنا پایا تھا تا امروز کہ ۱۱۹۴ ہجری ہے مین سلسلہ وار انتظام بسیار ایک دفتر مین تحریر ہو اور باقی حال محمد شاہ اور احمد شاہ اور عالمگیر ثانی اور شاہ عالم کا مع امراے شاہجہان آباد و لاہور و اودہ و الہ آباد و اکبرآباد کا دوسرے دفتر مین اور دکن کا حال جسقدر مجملاً معلوم ہوا دونون دفتر کے موقع مناسب پر بیان کیا جاوے انشاء اللہ بدرجۂ انجام پہونچیگی اور اوسی پر اعتماد ہے سب کا ——

ہیبت جنگ کا حصار گلی بنانا شہر عظیم آباد مین اور لوگون کی رنج و خوشی اوسکے بنانے پر

جب ہیبت جنگ شہر عظیم آباد مین وارد ہوا اور مرہٹہ کے آمد کی شہرت پکڑی ہیبت جنگ نے بنانا ایک گڑہی کا واسطے حفاظت عموم سکنہ اور رعایا کے مصلحت وقت و مناسب سمجہکر حکم دیا کہ حصار قدیم کے بنا پر نئی دیوارین بنائی جاوین اور اوسکے گرد خندق کہود کر اوسکی مٹی سے دیوار کا پشتہ بنا دین حصار قدیم کا یہ حال تہا کہ مدتون سے افتادہ تہا اور لوگون نے وہان پر مکانات تعمیر کر لیے تہے حصار کا کچہ بہی آثار باقی نرہا تہا اب اس بنا کے شروع ہونے سے اکثرون کے مکان منہدم ہوے جن لوگون کے مکان تہے باوجود ضروری کہودنے کے غربا دکہ شروع کی چونکہ غرض تو حفظ عام سے تہا کچہ بہی شنوائی نہوئی تعمیر ہونی شروع ہوئی تہوڑے عرصہ مین قلعہ متین نہایت استوار بنکر تیار ہوا بعد ازان مرہٹہ کی لڑائی مین

کہ مکرر گروہ مذکور کا گذر ہوا اور ایک خلق کثیر شہر اور نیز بیرونجات کے اوس حصار مین آکر صدمہ
حوادث سے محفوظ رہی اور بیرون شہر کے عمارات سے بھی گولہ توپ کے صدمہ نے مرہٹہ کا ہاتھ
نہ پہونچنے دیا وہی لوگ جو اول آزردہ ہوے تھے بہت شکرگذار ہوئے اور ہیبت جنگ کی تدبیر
بنای قلعہ سے نہایت محظوظ و محفوظ رہے ہیبت جنگ کمال عزت اور احترام مین صبح و شام بسر کرنے لگا
اکثر اوقات بندہ مورخ کو مکان پر آکر والدہ کی دلجوئی کرتا تھا اور تمام سرکار ترہت کی حضور سے لیکر
ارادہ آبادی پرگنات مذکور کا نہایت رکھتا تھا لہذا ترہت جانے کا یعنی گنگا پار ہی عازم ہوا چونکہ مورخ
کے چچا مہدی نثار خان سے نہایت اعتقاد اور اخلاص رکھتا تھا اور اوسکی مفارقت گوارا نتھی اوسکو
مکان پر آیا اور ساتھ لیکر بعد عبور دریا جب مقامات مذکور مین پہونچا بھنوارہ مین جو کہ مقام سکونت
راجہاے گذشتہ کا تھا اقامت گزین ہوا اور بعض پرگنہ سرکار مذکور کے مہدی نثار خان اور نیز
دیگر لوگون کو سپرد کیے آبادی کی کثرت اور توفیر حاصلات مین ساعی تھا بعد ازان جب اوس قصبہ
مین بڑا عرصہ گذرا اپنی بی بی آمنہ بیگم بنت مہابت جنگ اور عیال و اطفال و خدمہ محل وغیرہ کو
اپنے پاس بلا لیا اور نیز والدہ مورخ کو تحریر کیا کہ آرزوے ملاقات بہت ہی اگرچہ ہرج نہو مع
فرزندان دلبند کے اسی مقام پر چند روز بسر کرو بندہ مورخ اور برادر علی نقی خان اون دنون ہمراہ
والدہ شاہجہان آباد مین تھا اور مصطفی خان بنابر نیکو خدمتی اور کمال جرات سے مہابت جنگ کے
پاس تھا اور کوئی مانند اور مثل میرا اوسکے ندیمون اور ہمنشینون مین دوسرا نظر نہ آیا۔

مصطفی خان بہادر ہیبت جنگ کا خروج اور بہاسکر پنڈت کا مقتول ہونا مصطفی خان کے ذریعہ سے

مصطفی خان جیسے سابق کی لڑائیون مین بہ نسبت دیگر رفیقون کی کمال درجہ جانفشانی اور شجاعت
دکھلائی تھی اور مہابت جنگ کے منظور نظر ہوکر زر نقد و فیل اسپ وغیرہ سامان انعام پایا اور
اسکے بعد پھر مکرر بارہ لاکھ روپیہ عطا ہوا اور سات ہزار سوار اوسکے رسالہ کی اور پانچہزار سوار
اوسکے چچا عبد النبی خان صوبہ دار کٹک کے تھے اور بعد وفات عبد النبی خان کی اوسکا لڑکا عبد الرسول
خان منصب پدر پر سرفراز ہوکر صوبہ مذکور کا حاکم بالاستقلال ہوا اور خود مصطفی خان پنجہزاری
اور پالکی جھالردار اور علم اور نوبت اور رسالہ ہفت ہزار سوار اور قریب چالیس پچاس ہاتھی وغیرہ
اسباب امارت اسکے جمع ہوا تھا ساتھ کمال استقلال اور نہایت اقتدار اور دخل امور ملکی
اور مالی مین دخیل اور فرقہ سپاہ کا تو اسقدر پیشوا تھا کہ مہابت جنگ کے عزیز و اقربا وغیرہ اسکا

توسل ڈہونڈتے تہی خلاصہ یہ ہے کہ اوس مرتبہ کو فایز ہوا جسکا حسد ہونے لگا یا نہایت تہا
مہابت جنگ کا بڑا بہائی باوجودیکہ تین لڑکے ہفت ہزاری تہو مگر مصطفی خان کی اقتدار سی عاجز اور
حیران ہوا لاچار بہائی سی رخصت ہو کر وطن دیرینہ اپنے سے کہ محمد شجاع الدولہ مرحوم سی وہان مقیم تہا اور
اختیار کلی رکہتا تہا مہاجرت کی اور اپنے چہوٹے بیٹے احترام الدولہ زین الدین احمد خان بہادر
ہیبت جنگ کے پاس عظیم آباد گیا اور نیز حاجی احمد کی آزردگی کا باعث ہوگلی کی خدمت ہوئی جو
صولت جنگ بہادر کو عطا ہوئی جیسا کہ حاجی احمد اپنے واسطے چاہتا تہا اور صولت جنگ چونکہ ہنگام
کنک کی بعد تہوڑی سی بہی فایدہ کی خدمت نکرتا تہا مہابت جنگ نی اسکا پاس خاطر کیا او حاجی محمد
کو کسیقدر محال سائر مرشدآباد سے بقدر ضرورت حاجت کی میسر تہا دنیا خدمت ہوگلی کا منفصل جانا
جب حاجی احمد بوجہ مذکورہ کی آزردہ خاطر ہو کر عظیم آباد آیا اس سال بعد انقضاء برشگال کی [illegible]
بہاسکر پنڈت نے علی قراول کو جو کہ سرداران مشہورہ ممالک دکن مین تہا اپنی رفاقت مین رکہکر
چہہ سات ہزار سوار کا سردار بنایا شروع سال مذکور مین حسب الحکم رگہوجی بہوسلہ کی نہایت اقتدار
مین بیس ہزار سوار سے اوڑیسہ اور بنگالہ مین داخل ہوا مقصد یہ تہا کہ اگر مصالحہ ہو جاوے فبہا ورنہ
عزم رزم ہو مہابت جنگ جو کہ متواتر سفر اور حرب و قتل سی ملول اور عاجز ہو رہا تہا اس مرتبہ ایسی تدبیر
چاہی کہ بے جنگ کی بہاسکر کا کام تمام کرے اور باطمینان تمام بسر کرے اور مصطفی خان سی مشورہ
کیا کہ کوئی ایسی ہی تدبیر کرے کہ مع کل سرداران مرہٹہ کی بہاسکر راو کی جان جاوے لیکن یہ کام بے جنگ
سے نا ممکن تہا لہذا مصطفی خان کو کہا کہ اگر تیری تدبیر و تذویر سے بہاسکر راو مع سرداران ہمراہی کے
حاضر حضور ہو تو عظیم آباد کی صوبہ داری عطا فرمائی جاوی مصطفی خان تو نہایت صاحب عزم اور دلاور
اور ہوشیار اور زبان آور تہا طمع مین آکر آمادہ کار ہوا جب بہاسکر نی اسکی دام مین آکر استدعای
حضوری مہابت جنگ کی کی تہا مہابت جنگ نی مصطفی خان کو مع راجہ جانکی رام کی جو اوسکا معتمد علیہ تہا
ساتہ دلاسے واقعی فرماکر بہاسکر کے پاس بہیجکر کہا کہ اوسکو مع سرداران لشکر کی لانا چاہئے
تاکہ یکبارگی ہر ایک کا بار گران اوتارا جاوے مشار الیہ بہاسکر کی پاس جو کہ حوالی کٹوہ مین وارد تہا حاضر ہو کر
اور ادہر مہابت جنگ بارادہ اپنے مافی الضمیر کے خود مرشدآباد سے نہضت کر کے محال منکرا مین
کہ کنارے دریا سے بہاگیرتی کا ہو آکر خیمہ کیا تہا اور ادہر مصطفی خان اور راجہ جانکی رام نی تمہید مقدمہ کی
کتنی افسانہ و افسون پڑہے کہ بہاسکر ملاقات کو مہابت جنگ سے راضی ہوا اور علی قراول کو
جو اوسکا معتمد تہا مہابت جنگ پاس بہیجا قرار یہ ہوا کہ جب علی قراول مطمئن ہو کر واپس ہو جاوے تب بہی

ملاقات کو آوے مصطفی خان اور راجہ جانکی رام نے جب دیکھا کہ نقش مراد کرسی نشین ہوا علی قراول
کو ہمراہ لیکر معاود ہوئے اور مصطفی خان اثنای راہ مین بیان باہم قومی کی باتین کرتا ہوا مہابت جنگ
کے پاس لایا مورد الطاف فرمایا مہابت جنگ تو حسن خلق اور تقریر دلپذیر مین بے نظیر تہا وہ عنقا
قاز ملا کہ وہ ہزار جان سے فریفتہ ہوا باتون شیرین کا ہوا اور وقت مراجعت مصطفی خان کو ہمراہ کر دیا ادہر جبتک یہ سوال جواب
رہی مہابت جنگ ہمیشہ تحفجات اور سوغات مانند میوہ ولایتی و بنگالہ اور یراق وغیرہ ہمہ اشیاء دلفریب
بہاسکر کو بہیجکر وحشت جنگ و مخالفت دور کرتا رہا ایسا اوسکے دلکو جذب ہوا کہ کیا عجب تہا اگر ایسی
ہم نہوتے تو خود بخود سے طالب مہابت جنگ کا اوسکے ملاقات کو چلا آتا جب طرفین سے آمد و رفت
مین تکرار پائی راجہ جانکی رام کو کہ دیوان ان مہابت جنگ تہا واسطے تسلی بہاسکر پنڈت کے بلایا تہا
آخر الامر بناے مصالحہ و ملاقات فیمابین مہابت جنگ و بہاسکر پنڈت مقرر ہوئی اور میدان منکرا ہوکے
ملاقات قرار پایا الغرض جب یہ کچھ ٹہرا کہ مکان ملاقات میدان منکرا ہوگا مہابت جنگ امانی گنج
مین اور بہاسکر پنڈت کٹوہ مین خیمہ زن تہا۔ آخر صفر یا اوایل شہر ربیع الاول مین جس روز
کہ ملاقات فیمابین کا تعہد تہا ایک خیمہ کلان نصب کیا گیا اور اوسکے بڑے بڑے فاصلہ سے سراپردہ
لگاکر درمیان مین میدان وسیع وطویل بنایا گیا مہابت جنگ جب مع اپنی فوج کے وہان پہونچا خود
مع صولت جنگ اور عطاء اللہ خان ثابت جنگ اور میر محمد کاظم خان وغیرہ معتمد کے داخل خیمہ ہوکر
مسند نشین ہوا چونکہ کوئی شخص سواے راجہ جانکی رام اور مصطفی خان اور حکیم بیگ کے
اس سر کے مخفی سے آگاہ نتہا اعیان شہر بہی اکثر اس تماشا کے واسطے مصاحبت مین بیٹہتے تہے
اور مصطفی خان اور راجہ جانکی رام کہ واسطے جواب و سوال کے صاحب عہد و پیمان تہے بہاسکر کے لینے کو
گئے باقی سرداران لشکر مع ہمراہیون کے عقب خیمہ مہابت جنگ مین استادہ سوار و تیار تہے اور
معتمد جانفشان لوگ بعض ستون خیمہ کے متصل اور بعض مہابت جنگ کے پیچہے منتظر فرمان استادہ تہے
اوسوقت مین مہابت جنگ نے اس امر کی اطلاع صولت جنگ اور عطاء اللہ خان کو واسطے
تنبیہ کرنے اور ہوشیار ہونے کی ضروری سمجہی حکیم بیگ سے فرمایا کہ جو خیمہ دوسرا واسطے ملاقات
بہاسکر کے اوسکے سوا کہڑا کیا گیا ہے وہ صولت جنگ بہادر کو ملاحظہ کرا دو حکیم بیگ نے خیمہ دکہلانیکے
حیلہ سے صولت جنگ کو علیحدہ لیجاکر مکنون خاطر مہابت جنگ سے آگاہ کیا صولت جنگ نے بعد معاودت
تحسین و آفرین خیمہ کرکے بیٹہا معلوم ہوا کہ وہ راے اوسکو بہی پسند ہوئی القصہ مہابت جنگ
بہاسکر کے انتظام مین دمبدم خبر لیتا تہا ہر کارہ متواتر خبر رسانی مین مصروف تہے یہانتک کہ بہاسکر

دم دروازہ پر پہونچا اوسکی فوج کی دستہ دروازے کے روبرو مہابت جنگ کی لشکر کی مقابل
ایک تیر کے فاصلے سے جا بجا کہڑے ہوی تھے اور مہابت جنگ کی سواری کا ہاتھی سراپردہ کی
اندر پشت کے طرف استادہ تہا لشکر بہاسکر کے سردار پیادہ پا ہوکر مع دیگر معتمدین کی جنکے دارا
ہمراہی کے بہانے سے قریب چالیس پچاس آدمی کے تہین بائیس ۲۲ سردار اور باقی اونکے تہی تابعین
مذکورہ داخل سراپردہ ہوئے مہابت جنگ فراہم آیا جب بہاسکر پادیان سے اوترا اوسکی ایک طرف مصطفی خان
اور دوسرے طرف راجہ جانکی رام کا ہاتہ پکڑے ہوی داخل سراپردہ ہوی علی قرادل ودسرے دیگر اشخاص
یمین و یسار عقب مین دامن بستہ شمشیر در دست نہایت تکبر و نخوت سے چلے مصطفی خان اور
راجہ جانکی رام کوئی عذر معقول کرکے باہر نکل گئے چہارم حصہ سراپردہ کی میدان کا طے ہوا تہا
کہ مہابت جنگ نے پوچہا کہ بہاسکر کون ہی لوگون نے جو پہچانتے تہی مانند حکیم بیگ وغیرہ کی انہون نے
کہا کہ وہ ہی اسیطور سے جب تین مرتبہ تحقیق ہوا حکم دیا کہ سر اس کا خود سر کا کاٹ ڈالو حاضرین تو
اس امر سے ناواقف تہے کچہ نہ سمجہے حیران سے رہگئی مگر میر کاظم خان سے عرض کیا کہ کیا حکم ہوتا ہی
جب مکرر تاکیداً ارشاد فرمایا میر محمد کاظم خان اور برخوردار بیگ وغیرہ جانثار شمشیر کشیدہ دوڑے
اور مصطفی خان نے پانچ چہ نفر مانند اودل شاہ و حکیم شاہ وغیرہ کے مقرر کئے تہی کہ جو حکم
حضور مہابت جنگ سے صادر ہو فوراً تعمیل کرنا رفقای مصطفی خان نے اس حال کو دیکہتے ہی بہاسکر
اور اوسکے ہمراہیون پر جا گرے اور میر محمد کاظم خان نے سبقت کرکے ایک ایسا ہاتہ بہاسکر
پر مارا کہ اوسکا کام تمام ہو گیا بہاسکر کے بہی ہمراہی تلوارین نکال کر مہابت جنگ پر دوڑے
شہر والے جو تماشا کو آئے تہی نہایت اضطراب مین ہوئے لیے نامردون نے فرار کی راہ لی فراشون
نے صحن کے سراپردہ گرا دیے مصطفی خان اپنی فوج کی طرف دیکہکر فوج مرہٹہ پر جا گرا
اور مہابت جنگ کو بہی کہلا بہیجا کہ حضور بہی سوار ہوکر تعاقب فرماوین مہابت جنگ اوس ہنگامہ
رستخیز مین کہ کوئی کسیکو نہین پہچانتا تہا سپر اور شمشیر لیے استادہ تہا چند نفر اوسکے محافظ تہی فیل سواری
کے طرف اشارہ کرتے تہی اور مہابت جنگ کفش بردار کا انتظار کرتا تہا کسی نے عرض کیا کہ یہ وقت
انتظار کفش کا نہین جواب دیا کہ اسیوقت تہوڑی دیر مین کہوگے کہ مہابت جنگ ایسا گہبرا یا کہ
جوتی کی بہی خبر نہ رہی تا آنکہ کفش بردار حاضر ہوا اوسوقت ہاتہی پر سوار ہوا مرہٹہ کی سردار کا کام
آخر ہوا مہابت جنگ نے مصطفی خان کی خبر پوچہی لوگون نے کہا کہ تعاقب مرہٹہ مین روانہ ہوگیا
اور کہہ گیا ہی کہ حضور سوار ہون اوسوقت مہابت جنگ نے باستقلال تمام بہاسکر کا سر دیکہکر

حکم شادیانہ بجانے کا صادر فرمایا اور بعد تنقیح ہو جانے گذشتہ ہونی بہاسکر کی تعاقب پر رخ کیا کٹوہ پر
برابر چلا گیا مگر کہین مرہٹہ کا سراغ نہ پایا اسکا سبب یہ ہوا کہ جب مصطفیٰ خان نے بہاسکر وغیرہ سرداران
مرہٹہ کو عہد و پیمان سے مطمئن کرکے چاہتا تھا کہ دام بلا مین پہنساوے ہر ایک اسکی جعلی باتونمین
آکر ملاقات کو ہمراہ ہوئے مگر ایک سردار رگہوگاہی کوار نے ہرچند مصطفیٰ خان و علی قراول نے
اسکو بھی فقیر سے دسیہ کہ مہابت جنگ کی ملاقات کو چلے مگر وہ نہ آیا اور مع اپنے گروہ کے باز رہکر کہا
کہ جب بہاسکر وغیرہ ملاقات کرکے واپس ہونگے صبح کو بندہ بھی کامیاب ملازمت ہوگا پس بمجرد
انقلاب اس واردات کے وہ مع اپنے ہمراہیون اور بنگاہ بہاسکر کے چلدیا اگرچہ اثنائے راہ
مین صدمہ مہابت جنگ سے محفوظ رہا مگر رعایا وغیرہ کے دست برد سے ضرر پہونچا بہرحال افغان
و غیرہ ان حدود بنگالہ اور کٹک سے باہر نکل گیا اور مہابت جنگ مع لشکر وغیرہ کو صبح و شام اپنے
مرکز دولت کو آیا اور باطمینان تمام مشغول کاروبار ہوا اور اس خدمت کی عوض مین افزایش
تنخواہ سے سپاہ کو خوشنود فرمایا اور دس لاکھ روپیہ بطور انعام کے عطا کیا اور بادشاہ کو فتح مذکور
کی عرضی بہیجکر التماس کیا کہ اضافہ منصب اور خطاب ہزبر جنگی اور نوبت واسطے مصطفیٰ خان اور نیز دیگر
رفقائے جانفشان مانند میر محمد جعفر خان نے تلوار کا زخم کہایا تہا اور رفیق الدین بیگ خان اور حیدر علیخان
وغیرہ کے لئے عنایت ہو بر طبق التجا فرمان شاہی مشعر عطائے خلعت خاص اور جواہر اور خطاب شجاع الملک و اسپ
و شمشیر کے مہابت جنگ کے نام صادر ہوا اور مصطفیٰ خان کو خطاب ہزبر جنگی اور نوبت و منصب پنجہزاری
اور دیگر اشخاص کو بہادری کا لقب عطا ہوا اور موجب خوشنودی کا واسطے سب کے ہوا ــ

مہابت جنگ اور مصطفیٰ خان کی ناچاقی اور مصطفیٰ خان کا مرشدآباد سے برآمد ہونا اور احترام الدولہ زین الدین
احمد خان بہادر ہیبت جنگ سے لڑنا اور فتحیاب ہونا احترام الدولہ کا مصطفیٰ خان پر

جبکہ مصطفیٰ خان کا رتبہ نوکری سے بڑہکر سررشتہ ہمسری بلکہ برتری کو پہونچا تہا اور جمعیت و تشویش
افغان کی بلکہ بنگالہ اور مہابت جنگ کی سرکار مین ایسا اثر دوام رکہتی تہی کہ کسیکو ایک افغان
سے بھی مجال نفس زدن کی نتہی ہرچند کہ ایک نفر انکا برابر ایک جماعت اونکے کی تہا مگر بسبب
استیلائے فرقہ مذکورہ کے کچہ بھی نتہا اور فی الحقیقت یہ قوم اپنی کثرت اور عقل کی قلت سے جنگل
اور پہاڑون مین درندون کی مانند دلیر ہوتی ہی بنا بر علی ذالک لہذا ذرا بھی نان و نمک کا پاس نہین کرتی
ذرا سے استعداد پر آمادہ فساد و شر ہو جاتے ہین اور ادنی سی طمع پر سالہاسال دیرینہ کا حقوق

بہولجاتے ہین خصوص اگر کوئی افغان مارا جائے او سکے انتقام مین نہایت سخت ہوتی ہین ہرچند مدتین گذر جائین بغض و عداوت اونکے دل سے نہین دور ہوتی مصطفی خان ہرچند عقل سے خالی تہا مگر لالچی تہا دولتہا سے بنگالہ کو دیکہکر ہمیشہ حسد مین رہا کرتا تہا یہانتک کہ استعداد جماعہ افغان بہی اور مہابت جنگ کے مقابلہ مین برابر بلکہ اوس سے بڑہکر نظر آئے آتش دیرینہ مشتعل ہوئی اور مہابت جنگ سے ایفاے عہد کیواسطے جو بروقت عرض واسطے دینے صوبہ عظیم آباد کے اقرار کیا تہا مہابت جنگ نے اوسوقت تو بموجب مثل مشہورہ کے صاحب الغرض مجنون باولا ہوکر مقر ہوا تہا اب بڑی فکر ہوئی کیونکہ اوسکا چھوٹا داماد احترام الدولہ بہادر وہان کا صوبہ دار تہا چاہا کہ حسن بیان اور سحر سازی سے ایسے امر دشوار کو آسان کرے چند مہینے تقریری دلجوئی کرتا رہا لیکن جب اسکے کہ مستقی کی پیاس اوس سے نہین بجہتی خان مذکور اپنی تدبیر مین رہا آخر کار آہستہ آہستہ بداخلاقی پر کاربندہی رفتہ رفتہ آخر محرم الحرام ۱۱۵۸ ہجری مین آمد و رفت دربار کی موقوف ہوئی اسکی وجہ یہ ہوئی کہ مصطفی خان کے آنے سے دربار تقریر یوسف علی خان مرحوم کا بند ہوا یہانتک کہ مہابت جنگ ظاہر مین اوسکی دلجوئی کرتا اور باطن مین اوسکے مدافعت کی تدبیر کرنے سے غافل نتہا چنانچہ ایکروز مصطفی خان نے اور دل شاہ اور حکیم شاہ اپنے دونون رفیقون کے کہنے سے بموجب قاعدہ مستمرہ کہ دربار پہنچکر خود بہی آنے کا ارادہ رکہتا تہا کہ وہ لوگ دربار مین پہونچ مجرا کرکے بیٹھے تہے یوسف علی خان بہی حاضر دربار ہوا اور یہ حالات دیکہہ رہا تہا اوسکے زبانی ہے کہ سواے چند نفر کے اور کوئی شخص حاضر نتہا جب وہ دونو آکر بیٹھے اور اونکے بیٹھتے ہی کسی خواجہ سرا نے محل سے آکر خبر دی کہ نواب بیگم کو کہ مہابت جنگ کی بی بی تہی ظاہر کیا کہ ہیضہ ہوا اور اس خبر کے ساتہ قریب پہونچے مصطفی خان کی خبر لگی مہابت جنگ محلسرا مین چلا گیا اور دل شاہ اور حکیم شاہ کو فرمایا کہ ٹہرو اسی حال مین ان دونون کو دولت سرا سے کوئی حرکت ستوحش احساس ہوئی تو وہم ہوا کہ شاید کچہ مسلح لوگ محفوظ ہین تاکہ مصطفی خان کا کام تمام کرین یہ خیال کرکے اپنے اپنے گہرونکو چلدیے اور راستہ مین مصطفی خان سے تمام سرگذشت کو بیان کر دیا خان مذکور جو مدت سے متمرد اور مہابت جنگ سے غیر مطمئن تہا فوراً اس صدا کو سنتے ہی اپنے ملک کو گیا مہابت جنگ کو یہ خبر پہونچی فوراً شہامت جنگ بہادر کو بہیجا کہ بہرنوع اوسکی تسلی اور تصفیہ کرکے حضور مین لاوے شہامت جنگ فوراً اوسکے پاس پہونچا اور راستہ مین ملاقات ہوئی پس شہامت جنگ نے ہرچند چاہا کہ دم دلاسے سے رضامند کرین مگر وہ راضی نہوا اور اپنے مکان کا راستہ لیا اور وہان پہونچکر اپنے رسالہ کو جو نو ہزار سوار و پیادہ سے تیار تہا متفق کیا اور باغی ہوکر استعفاے نوکری اور استدعاے

عطا سے تنخواہ کی مہابت جنگ نے شہامت جنگ کی توسل سے جو کہ سپاہ کی نزدیک معتبر تہا ہرچند چاہا کہ اوسکی وحشت دور ہو مگر کچہہ سود نہوا بلکہ مصطفی خان نے خشونت آمیز کلام و پیغام میں شروع کر دی مہابت جنگ اور شہامت جنگ اور صولت جنگ وغیرہ مضطرب و حیران ہو کر نہایت پریشان خاطر ہوئے اوسکے تہور اور شجاعت سے تو بخوبی آگاہ تہے سالہا سال ملاحظہ کیے تہے لڑائی کے اسباب و کارخانے ہونے لگے شہر مرشدآباد میں مہابت جنگ کی ملازمان دو لتخواہ جمع ہوئے دارالامارۃ سے چہاونی تک سپاہ و لشکر کے لوگ مانند صولت جنگ اور ثابت جنگ اور شہامت جنگ اور میر محمد جعفرخان اور حیدر علیخان اور فقیر اللہ بیگ خان اور نور اللہ بیگ خان و عمر خان اور اوسکے لڑکے اور دیگر امرا ئے متفرق اور ہزاری وغیرہ برق انداز مانند فتح راو اور بخشی و چیدن اور نیز بہلیہ اور خاص برادر وغیرہ مہابت جنگ کی حویلی کے گرد مسلح رات دن ہوشیار رہتے تہے اور شمشیر خان اور سردار خان آمدورفت دربار کی کیا کرتے ظاہر میں مہابت جنگ اور باطن میں مصطفی خان سے ملکر دونو کو خوشنود رکہتے تہے مہابت جنگ بہی بنابر عدم اعتماد فرقہ افغان سے بخوبی آگاہ ہو کر ظاہر میں تالیف قلوب سرداران مذکور کی کیا کرتا تہا اور مہابت جنگ عجب دغدغہ میں تہا اول یہ کہ مصطفی خان کی اصلاح چاہتا تہا اور بنابر ملاحظہ خدمتگذاری اور اوسکی جانبازیوں کے مفارقت بہی گوارا نتہی اور لڑنا بہی امر دشوار تہا کیونکہ مخلصان شجاع اوسکے رفیق تہے ایکروز چاہا کہ بموجب گذشتہ کی تمنا مع سراج الدولہ کے اوسکے مکان پر جاوے بلکہ پالکی طلب کر کے سوار ہونا چاہتا تہا کہ اوسکے بہتیجون نے مانند شہامت جنگ اور صولت جنگ اور نیز دیگر ہوا خواہ مانند میر محمد جعفرخان اور حسین قلیخان بہادر اور فقیر اللہ بیگ خان وغیرہ نے نہایت مبالغہ سے مانع ہو کر کہا کہ اب وہ باتین باقی رہین اب مصطفی خان کو ملک گیری کا دعوی ہے حضور کے زوال میں اپنا اقبال چاہتا ہے پس اگر عزم جزم تشریف بری کا ہے اول ہم لوگون کو ذبح کر ڈالیے بعدہ اوسکی گہر کی طرف قدم ا٘ٹہائیے مہابت جنگ نے اون سبہون کی التماس پر خیال کر کے فسخ عزیمت کی اس عرصہ مین رحیم خان نام مصطفی خان کا ہمراول بحسب تقدیر اوسکی رفاقت چہوڑ کر مہابت جنگ سے آملا اور شمشیر خان اور سردار خان بہی اپنا عروج مصطفی خان کے اخراج مین چاہتے تہے لہذا مہابت جنگ کے رفیق ہوئے مصطفی خان نے مرشدآباد کی لڑائی اسی وجہ سے مناسب نہ سمجہی یا بحسب تقدیر پروا ہی گواہی نہ کی بہرحال مصطفی خان نے صوبہ عظیم آباد کا حاصل کرنا سہل سمجہکر اوسطرف کی عزیمت کی اور مہابت جنگ نے اوسکا یہ ارادہ غنیمت جانا مصطفی خان نے اپنے وکیل کو مع فرد حساب مشاہرہ خود مع سپاہ وغیرہ کی خط بخرخواہ بدون دیے تصحیح اور موجودات کے بہیجکر درخواست عطا سے مبالغ مذکور کی مہابت جنگ نے بلا تامل بطور صدقہ رد بلا کی

سترہ لاکھ روپیہ بھیجا اور مصطفیٰ خان سنے اپنے آدمی بھیجکر چودھری سے گاڑی وغیرہ باربرداری منگواکر اسباب
لدایا اور تاریخ معہود کو کوچ کیا جب مرشدآباد سے دور نکل گیا شہر والون کے جان مین جان آئی مہابتجنگ
سنے رحیم خان کی دلجوئی قرار واقعی کی اور شمشیر خان اور سردار خان کو بھی مشمول عاطفت فرماکر خوشنود
ومطمئن کردیا اور باوجودیکہ دل شیر خان برادر مراد شیر خان خواہرزادہ کہتر شمشیر خان اور الف خان
داماد سردار خان کے مصطفیٰ خان کے رفیق ہوسے مگر اسکا ذکر جب عقل مین آتا مہابت جنگ کہتا کہ یہ اونکی
جہل جوانی ہے جب مصطفیٰ خان نے راج محل پہونچکر بعض توپین اور ہاتھی جو وہان تھے مع سازوسرانجام
منتخب کرکے لے لیے اور بہانہ باغی ہوگیا — مخفی نرہے کہ جب مصطفیٰ خان نے ایفاے عہد مین مہابت جنگ
کا حیلہ دیکھا تھا اپنے بھائی چچازاد عبدالرسول خان صوبہ دار کٹک کو باہمی رفاقت کیواسطے بلایا تھا
لہذا عبدالرسول مذکور نے مسمی داوود خان افغان کو نائب اپنا مقرر کرکے مع اپنے رسالہ کے مصطفیٰ خان
سے آملا — اسکا باپ عبدالنبی خان شیعہ مذہب محمد اعظم شاہ خلف عالمگیر اورنگ زیب کا رفیق
تھا میر عبدالعزیز جوکہ سادات سمانہ مضافات صوبہ لاہور سے تھا اور سرکار مہابت جنگ کی رسالہ دارون مین
منجملہ افواج متعینہ کٹک کے ہمراہ تھا مورخ سے نقل کرتا تھا کہ عبدالنبی خان ہمارا ہم وطن ہمراہ تھا
جسوقت کہ مصطفیٰ خان نے داعیہ مخالفت کیا ایکروز خلوت مین بندہ سے کہا کہ سید صاحب کو خبر ہوگی
مصطفیٰ خان کو داعیہ نمکحرامی ہوا ہے بندہ عجب مخمصہ مین گرفتار ہے اگر مصطفیٰ خان سے شریک ہو بخلاف
رسم اپنے خاندان کے نمکحرام ہوتا ہون اور اگر مہابت جنگ کا رفیق ہوا آشنا دیگانہ کی طعنہ سننا
پڑینگے لوگ کہین گے کہ مہابت جنگ کی رفاقت مین دولت وآرام پاکر بیٹھہ رہا جسکے بدولت
اس رتبہ کو پہونچا اوسکا ساتھ نہ دیا — کیا خوب ہو کہ قبل اس حادثہ کے حضرت ملک الموت تشریف
لاوین تاکہ دونو ندامتون سے رہائی پاؤن اور پنجشنبہ کے روز قدم شریف مزار پر جو کٹک مین ہے
جاکر یہی دعا کی اور بلاناغہ روز پنجشنبہ کو یہ معمول ہوا تا آنکہ دعا مستجاب ہوئی اور قبل شروع مخالفت
مصطفیٰ خان کے ایک عارضہ مین مبتلا ہوکر پنجشنبہ کے روز روانہ ملک عدم ہوا اور اوسی قدم شریف
مین مدفون ہوا — اور واسطے زیارت قبر اوسکی کے روز پنجشنبہ معین ہوا تھا الی الآن موقوف نہین
ہوا ہے — القصہ جب مصطفیٰ خان نے ترک رفاقت مہابت جنگ اختیار کی اور عبدالرسول خان جو زور
بازو سے برادر تھا رفیق ہوا مہابت جنگ نے کٹک کو اپنے نائب سے خالی پاکر راجہ دولبھ رام پسر راجہ
جانکی رام کو جو پیشتر عبدالنبی خان کے عہد سے اوس صوبہ کا پیشکار رہتا اور اسکے بعد عبدالرسول خان
کی بھی نیابت مین اوسی عہدہ پر بحال رہا صوبہ داری کٹک پر مقرر اور منصب سہ ہزاری اور پالکی جہالردار

اور دو ہزار سوار کے رسالہ سے سرفراز فرمایا اور سند بھی لکھدی صابت جنگ نے اپنے چہوٹے داماد
زین الدین احمد خان کو کہ بہت پیار کرتا تہا لہذا اوسکو لکہا کہ مصطفی خان سے لڑنا نچاہیے بلکہ لازم ہے کہ بہت
جلد دریا ے گنگا کو شمال کی طرف سے میرے پاس چلے آؤ اور جو احتیاج ہو باتفاق ہمدیگر مدافعہ
مصطفی خان کا کرینگے اور جو تم تنہا لڑو گے مفت لقمہ اجل کے ہوگے اور کچہ حاصل نہوگا۔

آنا ہیبت جنگ کا سرکار ترہٹ سے عظیم آباد مین و میدان باغ جعفر خان مین مقیم رہنا اور مصطفی خان سے لڑکر فتحیاب ہونا

اس نفاق کی خبرین کہ درمیان مصطفی خان بہر جنگ اور صابت جنگ کے درمیان مین واقع تہین
برابر ہیبت جنگ کو پہونچا کرتی تہین جب اوسکے عزیمت کی خبر بعزم ترود شہر سنی اور نیز صابت جنگ کی
تحریر مشعر عدم ہنگامہ آرائی صادر ہوئی ہیبت جنگ نے رفقاے دولتخواہ سے صلاح کی ہر ایک
نے حسب مرضی کہنا شروع کیا اکثرون کی رضا یہ بہی ہوئی کہ بموجب تحریر صابت جنگ کے تعمیل ہو
کیونکہ مصطفی خان سے فتحیابی ناممکن تہی مصطفی خان کے ہمراہ چودہ پندرہ ہزار سوار جرار ملازم اور
غیر ملازم اوسکے ہمراہ تہے اور وہ لوگ سیکڑون حرب و ضرب مین دست زور دکہلا چکے تہے اور مصطفی خان
بذات خود نہایت دلیر اور شجاع اور تجربہ کار اور قواعد رزم و پیکار سے خبردار تہا تیر و شمشیر مین وہ
دست زور تہا کہ توپ بندوق کی حاجت نتہی مگر اوسکے ہمقوم بندوق ہمراہ رکہتے اور بر وقت مناسب
سوار خواہ پیادہ ہوکر سر کرتے تہے علاوہ اسکے پچاس ضرب توپ اور ڈیڑہ سو سے زیادہ ہاتہی وغیرہ
تہا خلاصہ یہ ہے کہ جملہ سامان رزم و سپاہ و توپخانہ وغیرہ نہایت درستی مین تہا کہ اوسی زمانے مین اکثرونکے
پاس ویسا اسباب و سامان نتہا اور ہیبت جنگ کے پاس بہمہ جہت تین ہزار سوار اور چہ ہزار پیادہ
تفنگچی سے زیادہ نتہے انہین بہی بعض سیر و نجات مین متعین اور کسیقدر ہمراہ رکاب تہے اور بعض رفقا نے
احترام الدولہ کہ شجاعت اور دلیری مین بےنظیر تہے مانند مہدی نثار خان مورخ کے چچا نے عرض کیا کہ ہر
امر مین مشیت ایزدی ضرور ہے بلبیش و کم پر موقوف نہین خدا معلوم کسکے حصہ مین فتح و شکست ہے
بموجب آیہ کریمہ کہ کما قال اللہ تعالی عزوجل کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ باذن اللہ یہ دل کا ولولہ
کہون رہجائے سے بہتر ہے کہ عزم رزم ہو دیکہین کسکو دکہ سکہ ہنسی ہوتی ہے تقدیر کسکی سرنوشت
کو روتی ہے ہیبت جنگ چونکہ نہایت غیور اور صاحب شعور تہا عازم جنگ ہوکر ترہٹ سے کوچ فرمایا
اور برابر آتے تہے جعفر خان کے باغ مین اُتہرا عبدالعلی خان بہادر اور نیز دیگر معززان شہر نے

مانند عقیدتمند خان بہادر برادر عمدۃ الملک امیر خان وغیرہ منصبدار انکی ملاقات کو حاضر ہوے ہیبت جنگ
نے ہر ایک سے اخلاق کمال ظاہر فرمایا اور سر انجام اسباب اور فراہمی سپاہ مین ساعی ہوا
فایز علی خان بخشی تہا لہذا مہدی نثار خان اور عبد العلی کو تالیف قلوب جماعہ داران اور جواب و
سوال سرداران سپاہ پر مامور فرمایا احمد خان قریشی نبیرہ داؤد خان مشہور اور شیخ جہان یار
اور شیخ حمید الدین اور شیخ امیر اللہ اور کرم خان اور غلام جیلانی خان اور خادم حسین خان اور
راجہ کیرت سنگہ اور راجہ رام نراین وغیرہ رفقا سے خیر اندیش کو مامور کیا کہ راتدن جوانان خوش یراق
وخوش اسپ کی بہرتی کی جاوے اسکے بعد بدرجہ لاچاری جیسے حاضر ہون مقرر کرین اور
زمینداروں کو بھی طلب کیا از انجملہ راجہ سندر سنگہ مع اپنے ملازمین کے اور نامدار خان زمیندار پرگنہ
ترہٹ مع اپنے برادران جانفشان کے اور سردار خان اور کامگار خان اور رستم خان سارہ سیرہ
کے کہ وہ بھی برابر ہمراہیان سندر سنگہ کو تہا اور کشن سنگہ زمیندار سرس کٹنبہ اور پہلوان سنگہ اور
توہد سنگہ برادر زمینداران پرگنہ ترہٹ اور جلین پور کے اور سربا سنگہ زمیندار اردل وغیرہ کے حاضر آنے
تہوڑے عرصہ مین چودہ پندرہ ہزار سوار و پیادہ علاوہ پہلے ملازمین کے مقرر و معین ہو گئے اب
دولتخواہون کی صلاح کے بموجب یہ راے ہوئی کہ میدان مین بدون سنگر کے مصطفی خان سے
عہدہ برائی نہو گی لہذا حکم ہوا اور بیلدار وغیرہ طلب ہوئے جعفر خان کے باغ کے برج سے سنگر کی آغاز
ہوئی اور جہان پر کہ دریا کے پانی کی حفاظت کو شہر عظیم آباد کے خارج پر سد بنائی گئی تہی وہان تک سنگر
بنائی اور سنگر کے باہر بہت گہرا خندق اور اوسکی مٹی سے سد باندہکر قلعہ تعمیر کر لیا اور اوسکے برجون پر
توپین چڑہا دین اور ایک برج سے دوسرے برج تک ایک نہ ایک جماعہ دار کی حفاظت ہوئی اور
فوج کی سرداری چند آدمیون کو مقرر ہوئی اور چند جماعہ دار اوسکے ماتحت کر دیے اول عبد العلیخان
بہادر مورخ کے خالو دوم احمد خان قریشی سوم راجہ کیرت چند دیوان خالصہ راے رایان چہارم
راجہ رام نراین پنجم خادم حسین خان ششم ناصر علیخان وغیرہ سنگر کے پیچہے مع اپنی اپنی جماعت کے اقامت
گزین ہوئے اور خیمہ اور رہنگاہ لشکر کے پیچہے برپا ہوے اور روز و شب انتظار مصطفی خان کا ہونے لگا
مورخ مع اپنے چہوٹے بہائی علی نقی خان کے تین مہینے اس سے پیشتر غرہ ذی قعدہ الحرام سنہ ۱۱۵۸ ہجری
کو شاہجہان آباد سے بموجب حکم اپنے والد کے واسطے انصرام شادی کتخدائی کے عظیم آباد پہونچکر
ماہ محرم سنہ ۱۱۵۹ کو اپنے خالو کی لڑکی سے کتخدا کیا گیا اور ۱۴ ماہ صفر کو صاحبت جنگ کے لشکر مین
اگر شریک عبد العلیخان اپنے خالو کا ہوا اور نقی علیخان اپنے چچا مہدی نثار خان کی رفاقت مین کار

ہیبت جنگ مین وارد ہوا اوسکے ہمراہی مین زیادہ سو سوار سے نتھے اور مورخ بلا علاقہ نوکری کے
بپاس آبرو اور نیز محبت خال اور عزیزان دیگر کے ۱۹ برس کے سن مین مہابت جنگ کا رفیق ہوا۔
الغرض ہیبت جنگ نے دروازہ ہاے شہر اور بعض بروج پر لوگ تعنات کردیے تاکہ کوئی شخص
اوسکے لشکر کا مغرور ہوکر شہر مین نجاسکے اور نیز مصطفی خان کی رسائی بہی نہو اور نیز دریافت مافی الضمیر
اور اتمام حجت کو دو تین آدمی برسم قاصدی تعنات کیے اونمین ایک حاجی عالم کشمیری جو آخر مین حاجی
محمد خان کے لقب سے سرفراز ہوا اور دوسرے مولوی تاج الدین جسکی اصل صوبہ اودہ سے تہی
اور عمدۃ الملک کے طرف سے سیف خان کے مدرسہ کی مین جو لب دریا قلعہ کی متصل مغرب کو واقع
اور جاے قضا ہی مقرر اور وظیفہ پاتا تہا اور ایک شخص جسکی یاد نہین رہی غالب ملا کے محمد خان دیوان صوبہ
کابل کے خاندان کا چشم و چراغ تہا بہرطور یہ لوگ مصطفی خان کی پاس جاکر پیغام رسان ہوے کہ اگر آپکا
مرشدآباد سے حرکت کرنا بسبب ترک رفاقت مہابت جنگ کی ہو چونکہ حقوق خدمت ہمارے تمہارے
ذمہ ہین بر سم مہمان خانہ افروز ہوجیے جو کچہ سامان اور باربرداری کی حاجت ہوگی دو تین روز مین سرانجام
کردیا جاویگا اور اگر کوئی ملال مہابت جنگ سے ہوا ہو اطلاع دیجیے کہ بندہ واسطہ ہوکر رفع
کدورت کرا دیوے اور اگر کوئی سند اس صوبہ کی حضور شاہی سے حاصل کی ہو دکہلا دیجیے کہ بدون
حرب و ضرب کے اب راہ لون اور جواب لیکر جلد معاودت کی یہ جواب لائے کہ نہ تو جانیکا ارادہ
ہے نہ مہابت جنگ سے عزم رزم و مصاف بلکہ ارادہ حاصل کرنے تمہارے صوبہ کا ہے اور جو سند طلب
کرتے ہو اوسکا جواب یہ ہے کہ جو سند سرفراز خان کی صوبہ بنگالہ کی لیے لیتے ہین تمہارے چچا کو پاس تہی
وہی سند ہمارے پاس بہی موجود ہے دیکہا چاہیے مصرع تا درمیان خواستہ کردگار چیست۔
اس جواب دینے کی بعد مولوی مذکور سے سوال کیا کہ مولوی جی صاحب اگر ایک طرف سے بت پرست
اور دوسری طرف سے رافضی سر پورش ہون اور مجہی دونو فرقہ کی سرکوبی کی قدرت ہو پس اول
کس گروہ پر ہاتہ صاف کرنا ضرور ہے مولوی صاحب مطلب سمجہکر بولے اول کافرون کا قتل روا ہے
اور اہل قبلہ کو ہرچند رافضی ہین مگر قتل کرنا واجب نہین لیکن ولالت بخیر و ممانعت منا ہی ہمارا مکین کا
مستحسن ہے ہاے مصطفی خان نے کہا کہ یا اعتقاد اور ارشاد ہمارے مشایخ کے رفض کفر سے بدتر ہے اول رفض
کو سمجہنا چاہیے بعدہ کفر کو یہ کلام سنکر مولوی انکے خموش ہو رہے اور رخصت ہو کے وہان سے آن کر سارا
حال ہیبت جنگ کو پہونچایا یہ کلام جلتی ہوئی آگ مین روغن کا چہڑکاو ہوگیا یہ بہی شہرت تہی کہ
مصطفی خان نے ہر ایک شہر والون کے مکان ہر ایک اپنے سردار لشکر کو تقسیم و نامزد کرو کہے تاکہ بعد

فتح خیالی کو جو جس جگہ نامزد ہوا مع اپنے عیال و اطفال کے ساکن تہا ۔ سوسخن نے نہایت متشوش ہو کر دیوان لسان الغیب
حافظ شیرازی میں فال دیکھی یہ شعر برآمد ہوا مصرع اولی ۔ تو با خدای خود انداز کار و دل خوش دار ۔ کہ رحم اگر نکند مدعی خدا بکند
اور شکر اللہ کہ اسیطرح پر سرگذشت ہوئی القصہ جب مصطفی خان مونگیر پہونچا عبدالرسول خان اپنے بہائی کو
مع فوج ہمراہی کے قلعہ مونگیر کی تسخیر پر مامور کیا حسن بیگخان قلعدار مع بندوقچیان محافظ کے کہ ساتھ حراست کے قیام
کرتے تہے سرگرم مدافعہ ہوا مگر اسقدر کہ عام اونکی نظر دیکھنے میں کچھ حقیقت نرکہتا تہا تنگی پاون ساتھ جماعت رفقا وغیرہ کے
قلعہ میں یورش کی اور لوگون کو باہر نکال دیا اور قلعہ کو چہین لیا لیکن تقدیر کو دیکھیے جبکہ عبدالرسول خان
قلعہ کے دروازہ پر کہڑا ہوا لوگون کو لڑائی پر تحریص کر رہا تہا کسی قلعہ والے نے ایک پتھر مارا اس سنگدل کا سر جو پر
ہوا شیشہ حیات کو ٹہیس لگی بادۂ روح بہہ نکلی اگرچہ فتح ہو گئی مگر اس حادثہ کی مکافات کا تدارک الیقہ قلعہ ہی پر ساں نہ تہا
ہر چند بظاہر مصطفی خان نے شیر اکبہ استقلال دکہلایا مگر کمر قوت کمزور ہو گئی چار و ناچار وہان پر تین مقام کیے تعزیت میں نوبت نہ بجائی
چوتہے روز توپخانہ وغیرہ جو سامان ضروری تہا قلعہ مذکور سے لیکر آگے کی راہ پکڑی جب ہیبت جنگ کو اوسکے نزدیک
آپہونچنے کی خبر ملی رات دن لشکر کی حفاظت میں مصروف ہوا اور مہدی نثار خان کو حکم دیا کہ رات دن گرد لشکر
گشت کرکے تالیف قلوب لشکر میں مصروف رہے تا آنکہ پنجشنبہ کے روز ۱۷ ۔ یا کہ ۱۸ ۔ ماہ صفر کو سب لوگ طیار ہو کر
بیٹہے تہے کہ دو گہڑی دن نکلے پر مصطفی خان لشکر کے قریب آ گیا اور باغہای انبہ کے درمیان میں سکونت کی اور فوج کے دو حصے
کیے ایک حصہ بلند خان روہیلہ کی سرداری میں اور دوسرا اپنے ہمراہی میں لیا اور اون باغات سے نکلکر بلند خان
کو پتیدستی میں بہیجا تاکہ اوسیطرف سے مخالف کے لشکر اور لشکر کے عقب سے آوے اور ہیبت جنگ کے لشکر کی پشت پر آ پڑے
یہ تدبیر کرکے خود بہی اخیر لشکر سے کہ راجہ سندر سنگہ اور کیرت سنگہ وغیرہ اوسطرف محافظ تہے گہس جانیکا ارادہ کیا
بلند خان حسب الامر نخاس ہو کے جعفر خان کے بڑے باغ سے جہان بیچارہ قید ہوتے تہے نکلکر ناصر علیخان مجروح
اور اوسکے بیٹے سید علی اور مرتضوی خان کے داماد مرزا رمضانی سے جا بہڑا ناصر علیخان زخمی ہو کر بیکار ہو گیا اور
سید علی اور مرزا رمضانی جان سے گئے اور ناہر خان موالی زخمی ہو کر رو بفرار ہوا اور بلند خان ہیبت جنگ کے
لشکر میں جا پہونچا اوسکے ہمراہی روہیلہ لشکر کی معموری دیکہکر لوٹ مار میں راغب ہوے ادہر سے مصطفی خان
نے راجہ سندر سنگہ پر حملہ کرکے جماعت کثیر مانند غازیخان بابوزئی اور سندر سنگہ کے داماد وغیرہ کے میدان
ہلاک میں مار ڈالا سندر سنگہ چند نفر کے ہمراہی میں فوج مصطفی کے ازدحام میں جو چہ سات ہزار سے کم نہ تہے
اوسکی تلاش کرنے لگا اور مصطفی خان کچہ بہی ادہر سے خبر نہوا آگے کو بڑہا بمجرد دخول لشکر کے ذوالفقار خان موالی کے
تیر باران سے گلہ پر اور راجہ کیرت چند کے پہلو میں زخم آیا اور بمجرد مجروح ہونے کے پیر اوٹہ گئے اور
لشکر میں عجب پریشانی کی بہگدر پڑ گئی ہیبت جنگ کے روبرو میدان خالی پاکر مصطفی خان مع ہمراہیان

بسیاری کے نمایاں ہوا ہیبت جنگ ہاتھی پر سوار ہو کر چند آدمیون سے جو تخمیناً دو سو سوار اور ڈیڑھ سو پیادہ خاص
سردار تھے مقابل ہوا جملہ سوارون سے نامدار خان اور کامگار خان اور سردار خان ور رستم خان مئین مع اپنے ہمراہی
ایک سو سوار کے اور انھی سوار متفرق رسالہ میر بدر الدین مخاطب بسیادت علیخان کے اور کتنے لوگ ملازم سرکار جیسے
رکاب بنصرت انتساب کے تھے اور مہدی نثار خان مع نقی علیخان اور میر اکرام اور پانچ چھ اور آدمیون کے مورچہ
مین شیخ حمید الدین حاجی لکھنؤ والے ہیبت جنگ کے بائین طرف گفتگو اور دلجوئی اُسکی مین تھا کہ اس معرکہ نے رونق پائی
کی ہر چند مہدی نثار خان نے انکو اور نیز شیخ محمد اسعد لکھنؤ والے کو سواری کیواسطے کہا مگر کسی نے نہ سنا مہدی نثار خان
اونہین پانچ چھ آدمیون سے ہیبت جنگ کے بائین طرف کھڑا ہو گیا مصطفی خان نے پہونچتے ہی لوگون کو اشارہ کیا کہ
دونو ہاتھ سے ہیبت جنگ کو پکڑ لیوین بلکہ آواز سے کہا کہ ہیبت جنگ یہی ہے زندہ گرفتار کرو حکیم شاہ نے مقابل مہدی نثار خان
کے آکر پیادہ ہوا اور مہدی نثار خان کے تین چار آدمی پا پیادہ ہو کر مقابل ہوئے ہیبت جنگ کمال استقلال سے تیر زنان
ہوا اور کسی شخص کی معرفت عبد العلیخان کو مع فوج طلب کیا عبد العلی خان وغیرہ جو مصطفی خان کا جا پہونچنا نہ جانتا تھا
متحیر ہوا کہ لشکر کا قاعدہ نہین کہ سوار ہون اور اپنی جگہہ سے متحرک جو جہان ہو وہین کی حفاظت مین مصروف
رہتا ہے ہیبت جنگ نے دوسرا پیغام دیا جو جب مضمون بہ پس ازان کہ من تنہا تم سمجھ کار رہتا ہی آمدنا اس خبر سے
عبد العلی خان متحیر ہو کر سوار ہوا اور صاحب کتاب ہذا بھی چند نفر کے ساتھ ہمراہ تھا دیکھا کہ مصطفی خان شکست کھا کر
لشکر کے باہر گریزان ہو گیا اور ہیبت جنگ کی طرف سے بان اور توپ چل رہے ہین عبد العلیخان اس واقعہ سے سخت
نادم ہوا کہ ایسے وقت مین مجھ سے کوئی خدمت نہ ہو سکی چاہا کہ انھین چند ہمراہیون کے ساتھ مصطفی خان کی فوج پر
جو دور ہو کر بکمال استقلال شادیانہ فتح بجا رہے تھے جا گرے دوستان دلربا نے ممانعت کی مگر ضبط جو آیا ایک ثانی
بیساختہ قدم اوٹھایا اوسوقت ہیبت جنگ نے ممانعت کی کہ آگے بڑھنے مین اس فتح خداداد کا قضیہ بالعکس ہو گا پس ٹھہر کر شروع شکر گذاری
کیجئے لاجرم آگے نہ بڑھا اور پھر آیا اور مصطفی خان دو پہر تک استادہ رہا جو سپاہ و سکہ ہمراہی مین تھی اوسکے اکثرون کو مجروح پایا اور
اور بعض معتمدون کے مارے جانے کی خبر پائی لہذا اوسوقت یورش موقوف کر کے اپنی خیمہ گاہ کو لب دریا
پر جہان تھا کہ چلا گیا اور لشکر کے مقابلہ پر دریا کنارے اپنی توپین لگا کر گولہ اندازی شروع کی مصطفی خان
کی لشکر پر شکست کھانے کی یہ صورت ہوئی کہ جب ہیبت جنگ نے مصطفی خان کا لشکر مین پہونچنا
دیکھا زندگی سے مایوس ہو کر بڑے استقلال سے جنگ آور ہوا دست خاص سے تیر افگن تھا اور پھر
تفنگچیان خاصہ اور راجپوت میان نے بندوق و شمشیر سے مصطفی خان کے سر راہ بند کر دی اس عرصہ مین
حکیم شاہ کہ جوانان با نام نشان سے تھا اور جملہ معتمدان مصطفی خان مین فوق رکھتا تھا روبرو مہدی نثار خان
اور ابدل شاہ اور اسکے بھائی اور بعض بہادران دیگر کے روبرو ہیبت جنگ کے زخم شمشیر و تفنگ سے

مارا گیا مصطفی خان نہایت نزدیک آگیا تہا کہ اوسکا فیلبان زخم تفنگ سے برروے زمین آیا اس واردات سے
مصطفی خان کو اضطراب ہوا کہ ایسا نہو اوسکا ہاتہی گریزان ہو جہٹ سواری سے اوترکر پیادہ پا ہوا
تا کہ اسکے ہمراہ اور لوگ بہی جانفشانی کرین مگر اوسکے اوترنے کا سبب لوگون نے یہہ سمجہا کہ شاید فیلبان سے
ہم آغوشی ہوئی فوج بہاگ نکلی وربہ لاچاری کو خود حضرت بہی پیادہ پا دوڑے مع ہمراہیونکے لشکر کے باہر آئے جب لوگون
نے پہنچایا تو ہوش مین آئے اور ایک نہایت عمدہ گہوڑا واسطے سواری کے حاضر لائے اور اوسپر سوار کیا چونکہ عین
ہنگامہ انقلاب اور وقت اضطراب تہا ٹہرنا مصلحت نہ سمجہا دور تر جاکر شادیانہ بجانے کا حکم دیا اور مقابلہ
پر استادہ کہڑا ہوا اور جسطرح کہ ذکر ہوچکا ہے ویسا ہی عمل مین لایا اور ہیبت جنگ نے مع تمام سرداروں
و افواج باقیماندون کے تمام رات دن حفاظت کی اطمینان کے بعد معلوم ہوا کہ راجہ سندر سنگہ تا مقدور مع
اپنے ہمراہیون کے سرگرم جانفشانی رہا آخر کار مصطفی خان کی دستبرد سے آکر اپنے رفقا کو مقتول و مجروح دیکہکر
راہی ہوگیا اور راجہ کیرت چند بہی اپنے راہ لگا اور بلند خان نے لشکر کے بازار اور بنگاہ لوٹ لی سندر سنگہ
نے مصطفی خان کی فتح اور ہیبت جنگ کا مارا جانا خیال کرکے اپنی راہ لی اوسکے ہمراہ بشن سنگہ اور محمد جمال
اور نصر اللہ زمیندار پرگنہ سرس کٹہنہ اور ترار وغیرہ کے بہی چلے گئے اور جنہون نے مصطفی خان کی ضرب کہائی تہی
اکثر حصار عظیم آباد کے گہرون مین اور بعض دریا کنارے اور انہون کے باغ مین جا چہپے نصف لشکر کے قریب مجادلون
سے خالی ہوگیا بازار اور خیمون کے نشان تک نہ تہے جہانتک نگاہ کام کرتی کفدست میدان نظر آتا تہا لاچاری سے
شہر کے طرف لشکر جانب مغرب چہوڑ دیا اور مشرق کی طرف غنیم کے مقابل مین حفاظت ضرور جانی ہیبت جنگ
تمام دن مختصر خیمہ مین جو عبد العلی کے خیمہ سے تہوڑے فاصلہ پر نصب تہا قیام کرتا تہا اور رات کو عبد العلیخان کے
خیمہ مین شب باش ہوتا تہا عبد العلیخان اور مہدی نثار خان اور نیز مو سرخ اور اسکے رفیق وغیرہ اور ہمراہیان
عبد العلیخان اور اکثر مہدی نثار خان کے نوکر اور علی نقی خان یہہ سب لوگ اسکی پاسداری کرتے تہے ایک رات
پٹہانون نے قریب لشکر پہونچکر بان مارے اور چاپہ مارنے کا ارادہ کیا مگر بیاوری اقبال مہدی نثار خان و عبد العلیخان
کی حسن سعی سے کچہ پیش نہ گئی انہون نے جہٹ پٹ سب کو ہوشیار کرکے حکم دیا کہ اپنی اپنی جگہہ پر خبردار
طیار رہو جب غنیم پیشقدمی کرے سزا دو تمام دن غنیم کی توپین چلا کرتی تہین گہوڑے آدمی جو لشکر کے
ہم لوگون سے دور رہتے مجروح اور ضایع ہوتے اور جو لوگ کہ دامن لشکر مین رہتے وہ محفوظ تہے پانچ دن تک
کامل یہی دار مدار رہا ساتوین رات کو کہ آخر ماہ صفر کی چہارشنبہ کی شب تہی ہرکارون نے خبر دی کہ مصطفی خان
کل کوچ کریگا ہیبت جنگ نے لوگون سے مصلحت کی یہہ رائے قرار پائی کہ مصطفی خان کو بجز جنگ کے کچہ بہی منظور
نہین صبح ہوتے حتی الامکان آمادہ پیکار ہونا چاہیے جو مقدور مین ہے ہوگا اور یہہ صلاح ہوئی کہ ہم لشکر

سابق میں مغلوب ہوئے او سی سنگر میں کرد یجئے اور جو محفوظ رہی ہیں اونکو ساتھ لیکر جنگ کیجئے عبد العلیخان
بہادر کو مع احمد خان قریشی اور شیخ جہانباز اور خادم حسن خان اور سید عرب خان کو مقدمۃ الجیش کیا اور
جسونت ناگر او نامدار خان راجہ سیٹن کو مع اوسکے چارون بہائی اور کل اور رسالہ خاص اور مہدی نثار خان
اور شیخ حمید الدین وغیرہ کو اپنے ہمراہ لیا اور سب لوگ ہمراہ احترام الدولہ ہیبت جنگ بہادر کے ساتھ مقرر ہوئے
اور راجہ کیرت چند اور راجہ رام نراین اور ذو الفقار خان وغیرہ جو پہلی مرتبہ منہزم ہوئے تھے سنگر میں تعین کئے گئے
اول صبح کو ہیبت جنگ نے نماز پڑہ کر توکل باری اور بہ رہنمائی الہی پر کر کے سواری کی و نا صیہ عجز آستان خداوند
کریم پر کر کے فتح و ظفر اوپر دشمن کے کی تہی عبد العلی خان کے ہمراہ ڈیرہ ہزار آدمی اور ہیبت جنگ کے ساتھ
دو ہزار سوار یکہزار پیادہ اور کچھ تہوڑے سے بان اور دو تین ضرب بنگلہ جلو میں موجود ہوئے مصطفی خان کے ہمراہ
سوار با تہا وا اپنے جو سنگر کے دکن کی طرف واقع تہی مع توپون کے ضرب دستان روانہ ہوئے مہدی نثار خان نے
عبد العلی خان سے کہا کہ پیشتر جا کر سد پر جلد قبضہ کیا چاہئے ایسا نہو مصطفی خان وہان پہونچکر سد کی حفاظت میں
ہو اور ہمکو میدان نہ ملے پا کر فتنہ برپا کرے عبد العلی نے منظور کیا اور مہابت جنگ کے روبرو سے جنوب طرف راہی ہوا
اور ہیبت جنگ شارع عام سے عبد العلی کے عقب دست راست کو جہکے ہوئے روانہ ہوئے با ہمدگر ایک گولہ کا فاصلہ تہا
عبد العلیخان مع دیگر رفقا اور نیز مورخ کے قریب سد مذکور کے نہ پہونچا تہا کہ مصطفی خان اوس سد کے میدان میں
عقب کی طرف داخل ہوا اور اوس جگہ پر قابض ہو گیا توپون کو ہمارے رخ لگا کر گولہ افگنی شروع کی اور ہمارے
روبرو مرتضی خان خلف الصدق مصطفی خان مع جمعیت فراوان سد کی آڑ میں استادہ ہوا اور مصطفی خان
تنہا سر سد پر پہونچکر باغ جعفر خان کے سر راہ ہیبت جنگ کے مقابل ٹہرا دشمن کی فوج سے ایک تیر کا فاصلہ تہا تہوڑی
دیر میں بہت سے ہمارے ہمراہی مجروح اور مقتول ہوئے اور اکثر سوارون کے گہوڑے مرے سوار پیدل ہو گئے عبد العلیخان
کے کسی رفیق کا گہوڑا گولہ سے گرا مورخ کتاب ہذا نے حسب التجا اپنے ہاتہی پر جگہ دی جب ہاتہی اوٹہنے لگا
اوسکے کمر میں گولی لگی احتمال ہوا کہ عزیز مذکور پر آ لگی گر گولی اوسکے کمر بند میں ٹہنڈی ہو گئی اور نیز مورخ کے بازو کی
جیب میں گولی آ لگی چمڑا چہل گیا مگر ہڈی محفوظ رہی عبد العلی خان کے فیلبان نے دو گولی کہائین بیکار ہو گیا
عبد العلیخان نے اپنے خواص رحمان خان کو بجائے فیلبان کے بٹہلایا اور فیلبان مجروح کو دوسرے ہاتہی کے
ہودج میں لٹوا دیا ایک عبد اللہ خان کے رفقا میں فتح اللہ نام ایک شخص نیا رستم شان اسفندیار زمانہ
باوجودیکہ خود مجروح اور بیکار ہو گیا تہا مگر عبد العلیخان کے باقیماندہ تفنگچیون کو ہمراہ لیکر اونکی بندوقین تیار
کر دیتا اور اون سے فیر کراتا تہا نہایت نازک وقت تہا اکثر لوگ نکل گئے عبد العلیخان اور احمد خان قریشی
اور شیخ جہانباز اور خادم حسن خان ہر چہار سرداروں کے پاس قریب تین سو سوار کے رہگئے باقی کل

جمعیت چلی گئی اوسوقتین عبد العلی خان نے ہیبت جنگ کو پیغام دیا کہ ہمپر وقت تنگ ہے بے مدد پیشقدمی نہین ہوسکتی اگر آپ جنبش کرین ہماری پشت گرمی ہوتی ہے ورنہ جو گذرتا ہے وہ ہمپر گذریگا الا لڑائی کا انتظام بہی برہم ہوجایگا ہیبت جنگ چاہتا تہا کہ اقدام کرے مگر حاجی احمد اوسکا باپ اوسکو مانع ہوا اور لوگ یہ خبر سنکر نہایت مایوس ہوے مدد ایزدی سے رجوع کیا اسی ضمن مین مصطفی خان کا نشان بردار ہاتہی عقب سد سے بر آمد ہوا یقین ہوا کہ غنیم کا حملہ ہوا چاہتا ہے واہ واہ قدرت ایزوی دیکہیے کہ اوسیوقت مرزا فتح اسد نے مع تفنگچیون کے پہونچکر بارہ ماریا ایک گولی نشان بردار پر پہونچی اوسکا کام تمام ہوا دو گز پر مع نشان اوجہل کرجا گرا اوسوقت اوسوقت مورخ ہذا کی زبان سے نکلا کہ وہ مارا — چار پانچ سرداروں نے دلیر ہوکر ہاتہیون کو بڑہایا اور سد سے گذر کر مرتضی خان کی فوج سے کہ سامنے تہی جا ٹہرے اسی عرصہ مین ہیبت جنگ نے عبد العلی خان کی راے اور اوسکا پیغام مذکورہ پسند کیا بدرون نے چاپ مرضی والد کا اقدام کرگیا پیغامبر کے والیسی کے بعد تہوڑے سے عرصہ مین ہاتی کو پیشقدمی پر لایا ہاتہی وغیرہ بہی ہمراہ لیے گولہ اندازون نے راہ چلنے مین بہی پہر مار شروع کی ہمارا حملہ اور ہیبت جنگ کا پہونچنا غنیم کے سر پر ایک ہی وقت پر ہوا ہمارے رفقا اور مرتضی خان سے ہنگامہ رزم گرم تہا چالیس آدمی جرار غنیم کے ہمارے روبرو مارے گئے تہے کہ یکایک مدد غیبی نے اپنا کام کیا بموجب اس آیت کے تعز من تشاء وتذل من تشاء ہوا بدلی مغربی سے مشرقی ہوئی ہیبت جنگ کے کسی پیشقدم کی گولی مصطفی خان کی چشم راست مین جا پہونچی اور وہ بن گوش سے نکل گئی مردہ کی طرح سے ہاتی پر لیٹ گیا رفیقون کو یقین ہوا کہ یہ تیرہ باطن جہان گذران سے چشم پوشی کرگیا اس چشم زخم سے ہر ایک کی شوخ دیدی دور ہوئی طرفۃ العین مین بہاگ نکلے مرتضی خان نے جب باپ کا یہ حال مشاہدہ کیا ہوش رخصت ہو گم ہو گئے مصطفی خان نے چونکہ بے ادبی حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام اور محبان آنجناب تصور کی تہی اوسکے باعث سے اس سزا کو پہونچا اور جو کچہ کہ دیکہا خوب دیکہا ہیبت جنگ اور عبد العلی خان وغیرہ سرداران منصور نے شکر گذاری باری کی احترام الدولہ نے حکم نوبت صادر کیا آہستہ آہستہ تعاقب کرنا اختیار کیا چونکہ غنیم کے ہمراہ ناموس بہی تہا یہان لوگ بلا اضطراب کمال استقلال سے ہر ایک کو فراہم لئے جاتے تہے اگر گاڑیان پیچہے رہجاتین دو تین ہزار جرار کہرے ہوجاتے جب وہ دور آگے کو نکل جاتین یہ بہی روانہ ہوتے ہیبت جنگ اور حاجی احمد نے تاکیدی حکم دیا کہ تعاقب مین شتابی نکیجاوے حتی کہ دو پہر مین ایک کوس تعاقب ہوا بعد ازان قیام کیا معلوم ہوا کہ مصطفی خان زندہ ہے اور تالاب ایلچی پر اقامت گزین ہوا بعد افاقہ کے پوچہا کہ کیا ماجرا ہوا جب اس معرکہ سے خبر پائی بخت واقبال کی نامساعدت پر جبین کیا ہیبت جنگ کے خیمہ مین پہونچنے ہی مبارکباد کی نذرین گذرین ہر ایک حسب خدمت مورد الطاف و آفرین ہوا اور مورخ کو آغوش مین لیکر تمام رات خیمہ مین رکہا

صبح مصطفی خان کی کوچ کی خبر پائی خود بہی سوار ہوا تا لاب امیٹھی مین پہونچکر خیمہ زن ہوا اور مصطفی خان نے
نوبت پور پہونچا اسیطرح سے محب علی پور تک تعاقب ہوا تہا کہ مہابت جنگ عظیم آباد پہونچا رگہو بہوسلہ
کی نکلنے کی خبر بموجب طلب مصطفی خان کی سُنی پس ہیبت جنگ کو لکہا کہ احوال اسطور پر ہے اگر خدا نخواستہ
مصطفی خان اور مرہٹہ متفق ہو گئی مدافعہ مشکل ہوگا پس نہ مجہہ مین اتنی طاقت اور نہ تم مین اتنی وسعت
بہتر یہ ہے کہ چونکہ الحال وہ مغلوب ہے تم اوسکی مدافعت مین رہو اور ہم مرشد آباد کو معاودہ ہو کر کسی تدبیر سے
مرہٹہ کو متوقف کرین ہیبت جنگ نے اس خبر کو سنکر لشکر کی سرداری عبد العلیخان کو سپرد کی اور کہدیا کہ
جو مناسب جانو عمل کرو اور خود وقت شب عبد العلیخان کی پالکی مین سوار ہو کر اور بہت سے کہار ہمراہ
لیکر شبا شب راہ طے کر کے صبح ہوتے مہابت جنگ کے پاس پہونچا اور چند منزل سے آنے کا وعدہ لیکر
بطریق ضمان سراج الدولہ کو ہمراہ لئے اپنے لشکر کو آیا مہابت جنگ بہی دو ایکروز کے بعد پہونچا اور
مصطفی خان کے تعاقب مین قصبہ زمنیا تک جو کہ غازی پور کے مقابل لب گنگا واقع ہے اور صفدر جنگ
کے عمل کی سرحد ہے گیا اور قصبہ مذکور کو تاخت و تاراج کر کے معاودت کی مصطفی خان نے قصبہ چنارہ
مین جو قلعجات مشہورہ ہند مین ہے جا کر تیاری لشکر اور اسباب سلاح وغیرہ مین ساعی ہوا اور
ہیبت جنگ اور مہابت جنگ باتفاق ہمدیگر عظیم آباد کو معاودہ ہوے وہان سے مہابت جنگ بارادہ تنبیہ
مرہٹہ عازم مرشد آباد ہوا اور ہیبت جنگ شہر عظیم آباد مین متوقف ہو کر تالیف رعایا اور فراہمی
سامان حرب اور اجتماع لشکر مین مصروف ہوا۔

جانا مہابت جنگ کا مرشد آباد اور توقف کرنا مرہٹون کا بردوان مین اور انجام ولت مصطفی خان اور ہیبت جنگ کی فتح پانا

مہابت جنگ جعفر خان کے باغ مین بعض امور ضروریہ کے واسطے دو تین روز مقیم رہا اور منعم علیخان نام ایک شخص کو جو کہ تیز زبان
آور تہا برسم رسالت رگہوجی بہوسلہ کے پاس بہیجا اور خود متعاقب اُسکے مرشد آباد جا پہونچا اور رحیم خان
جماعہ دار عمدہ و معتمد اپنے کو ہیبت جنگ کی رفاقت پر مقرر کیا رگہوجی بردوان پہونچا تہا کہ منعم علی خان نے
ملاقات کی اور پیغام مصالحہ کا ذکر شروع کیا رگہو نے اس پیغام صلح التیام سے مغلوبی اور مسلوب الحواسی مہابت جنگ
کی سمجہکر بدین قرار پیغام دیا کہ اگر تین کروڑ روپیہ پیشکش کرے البتہ مصالحہ منظور ہے اور مہابت جنگ نے
بمقتضاے وقت ہان ہون مین چند روز ٹالے سلسلہ تقریر مین ایسا اولجہایا کہ حرکت کی مجال
نہو سکی ڈہائی مہینے اسی رنگ مین قطع ہوے جب ہیبت جنگ کی فتح و نصرت کی خبر گوش زد ہوئی شکر
الٰہی بجالایا اور رگہوجی کو صاف جواب دیدیا تفصیل اس اجمال کی عنقریب صفحہ آیندہ مین

کمال فصاحت سے لکھتا ہون۔

مصطفی خان کا پرگنات سرکار شاہ آباد مین پہنچنا اور ہیبت جنگ سے لڑائی قصبہ کرہنی مین اور ہیبت جنگ کی فتحیابی

احترام الدولہ بہادر ہیبت جنگ آخر جمادی الاول کو کہ پایان گرمی اور شروع برشکال تہی مصطفی خان کی عزیمت سنکر شہر عظیم آباد سے برآمد ہوا اور اسلحہ حرب کو آراستہ کرکے گوشمالی اوس بدمآل کو عازم ہوا اور مصطفی خان نے اپنی قوم کو قصبہ چہاڑہ مین فراہم کرکے جو کچہ روپیہ تہا خرچ کیا جب دیکہا کہ موسم برسات سر پر آگیا اور رگہو بہی آپہونچا اپنے تئین صوبہ عظیم آباد کے حدود مین پابو اودیت سنگہ اوجین والک جگدیس پور کی حدود مین جو کہ ہیبت جنگ کا بڑا مخالف تہا پہونچایا اور خیال کیا کہ اگر ہیبت جنگ نے آکر فتح پائی مدعا حاصل ہوگا اور اگر ہار گیا مراد ملی قصہ گیا کیونکہ اب سپاہ نوکر رکہنے کی طاقت نہ رہی تہی اور اگر ہیبت جنگ نے توقف کیا تو پہر دریاے سوہن کی طغیانی سے عبور دشوار ہوجائیگا پس وہان کے زمیدار بدکار سے ملک سرکار شاہ آباد کسیقدر روپیہ تحصیل کرنا ہوگا اور جماعہ سپاہ کو کسیقدر روپیہ کے طریق کے طور پر دیا جاویگا بعد انقضاے برسات رگہو کو موافق کرکے لڑونگا۔ ہیبت جنگ نے نور باطن سے اس تیرہ اختر کی مافی الضمیر پر آگاہی پائی کچہ فرصت نہ دی تیرہ چودہ ہزار سوار مع شیخ دین محمد جو شیخ مجاہد سربلند خانی کا بہتیجا اور جسکو سیف خان حاکم پورنیہ نے مہابت جنگ کی مدد پر بہیجا تہا اور نیز رحیم خان روہیلہ کی جسے مہابت جنگ چہوڑ گیا تہا عظیم آباد سے کوچ کرکے کوبورسے گہاٹ سے دریاے سوہن پایاب اوتر گیا اور دوسرے روز میدان کرہنی مین جو کہ جگدیس پور کے قریب ہے کسی جہیل پر اقامت فرمائی جو کہ لشکر مصطفی خان کا قریب تہا تمام روز و شب حفاظت رہی صبح ہوتے بعد نماز سوار ہوا حاجی احمد نے کہا کہ پہلے قاعدہ پر سنگر بناکر لڑائی کیجاوے لیکن مہدی نثار خان وغیرہ رفقانے عرض کیا کہ اول ہم مغلوب وہ غالب تہا اب ہم غالب ہین اگر سنگر بناکر جنگ آور ہون تو اوسکو فائدہ ہوگا نصف صوبہ سے زیادہ قبضہ مین لایا ہے آپ کی حکومت بہت کم رہگئی ہے دوسری برسات مین کیچڑ دلدل جب ہوا تو کیونکر مدافعہ غنیم ہوسکے گا اگر اوسنے برسات گذاری تو مرہٹہ سے باہم ہوکر لڑیگا اوسکا انتظام کیا کرتے ہو ہیبت جنگ نے اس مراتب کو خوب سمجہکر عبد العلیخان بہادر کہ ہراول و مقدمۃ الجیش تہا حکم دیا کہ آہستہ آہستہ سنگر بنانے کے حیلہ سے اقدام کرکر لڑائی شروع کردے اخر الامر اسطور تعمیل ہوئی ایک گروہ لشکر کا پیشتر گیا تہا کہ غنیم کا نمود ہوا مصطفی خان نے فوج کے دو حصہ کئے ایک حصہ پر بلند خان کی سرداری ہوئی دوسرا حصہ خود بدولت کے زیر حکومت رہا ادہر سے توپین سر ہوئین ایک گولہ سربلند خان کے فیل سواری پر جاگرا جہروا فوج مین سراسیگی آئی مصطفی خان نے فوراً اپنی فوج ہمراہی سے جہٹ پٹ ہاتہیون کو ڈپٹایا اور سواران ہمراہی نے بہی گہوڑے پہینکے

مصطفیٰ خان جم غفیر سے تیر باران وداؤد خان جو کہ ہمراہ توپخانہ تھا اُسکے سر پر آ پہونچا جو کہ توپخانہ جنبش کے
ہمراہ سب سے پیشتر بڑھ گیا تھا داؤد خان مع سترہ نفر اپنے بہائیونکے میدان کارزار مین مستقل ہوکر مردی کا
کام کر گیا ہمیشہ کی نیکی اپنے واسطے چھوڑ گیا داؤد خان کا حال دیکھتے ہی لوگ بیساختہ بھاگ نکلے مصطفیٰ خان
نے اپنے دست چپ سے خادم حسین پر حملہ کیا خادم حسین اس زد و خورد مین مع پچاس ساٹھ نفر کے میدان مین
کام آیا جب عبد العلیخان نے فوج کو دیکھا کہ ابتر ہوئی جاتی ہے مع ہمراہ والون کے آگے بڑھا راستہ مین توپخانہ
کے بیل سلسل پڑے تھے عبور مشکل تھا لاجرم اونکی ناتھہ اور رسیان کاٹ دین اور نکل گئے اسوقت مہدی نثار
خان مع پانچ چھہ نفر کے اور نقی علی خان تنہا یمین ویسار سے پہونچکر ہمارے شریک ہوئے اور مورخ ہذا
عبد العلیخان کے ہمراہ تھے اور شیخ جبانبار اور راجہ سندر سنگہ جو دست راست پر یمین اور میمنہ سے عقب
تھے دس بارہ سوار سے آپہونچے اور رحم خان پندرہ سولہ آدمیون سے نیزہ بکف ہمارے یسار سے آموجود
ہوئے بمجرد اس ہجوم اور ہمارے اور مصطفیٰ خان کے مقابل ہونے کے خدا معلوم کدہر سے بندوق کی گولی
مصطفیٰ خان کی چھاتی پر جا لگی اور قلب سے متصل ہوتی ہوئی پہلو سے نکل گئی جان نے رفاقت کی مگا اس
جان دہی کے باقیماندہ جو اوسکی پشت گیری سے گرم جنگ تھے ٹھنڈے ٹھنڈے اپنی راہ سدہاری حتی کہ
مصطفیٰ خان کا لڑکا مرتضیٰ خان باوجود سرا پا شان و شوکت کے میدان جنگ سے نکل گیا اور ہیبت جنگ نے جو
فوج ہراول کی گریز سے مایوس ہوگیا تھا عبد العلیخان کا حال دریافت کرکے فتح و نصرت کی التجا درگاہ
خدا سے کرکے ہاتھی کو بڑھایا اور اخیر زمانہ دار وگیر مین ہمارے پاس آپہونچا عبد العلیخان کو فتح مند میدان
مین دیکھکر ہاشم قلیخان داروغہ دیوان خانہ کو حکم دیا کہ مصطفیٰ خان کے ہاتھی پر چڑہکر اسکا سر کاٹ لے حسب الحکم
تعمیل ہوگئی سر نیزہ پر چڑہا کر لاش کو عظیم آباد بھیجا تاکہ شہر مین تشہیر کرین اور جملہ شہر کو دکھا کرین تا اونکو انکی عبرت
ہو پہر اور کوئی ایسا امر خیال مین بھی نہ لائے دفن کر دین — میر محمد باقر مفتی شوستری تھے چونکہ سادات
شوستر اور زاہدان عصر سے کمال ورع اور تقوی مین تھا اس لڑائی مین کہا تھا اور اور اونہی حسب
التماس منہیان غیب سے عالم رویا مین دیکھا کہ جناب امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام اوس افغان
پر کین کو شمشیر سے قتل فرماتے ہین اور پہر تھوڑی دیر مین نعرہ اللہ اکبر کہہ کے اوسکی کمر دو پارہ کی جب یہ
خبر سنی کہ اوسکا سر آیا اور لاش ہاتھی کے پیر مین باندہ کر گھسیٹوا لی گئی اونہین میر باقر موصوف نے تعجب کر کے فرمایا کہ مینے
تو اسیطرح دیکھا ہے دو پارہ ہونا چاہیے دو تین گھڑی کے بعد ہیبت جنگ کا حکم پہونچا
کہ اوسکی لاش کمر سے دو نیم کرکے ایک حصہ شہر کے جانب مشرق اور دوسرا مغرب
مین لٹکاوین آخر اسیطرح تعمیل ہوئی اور بعد مدت کے دو نو حصے کہ بوسیدہ ہو گئے تھے

اوٹھاکر دفن کیے گئے

باقیماندہ رفقاے مصطفی خان کا بیان اور دلشیر خان و الف خان و عیسی خان و مرتضی خان کا احوال اور معاملہ رگھو کا راجہ دولبہ رام سے اور اخیر سوال و جواب مہابت جنگ کا

مصطفی خان کا لڑکا مرتضی خان آخر وقت جنگ مین مع باقیماندون کے بمقتضاے بیت مشہور کی بیت
تن زندہ و خندہ ہمکنان ٭ بہ از مردۂ گریۂ دوستان ٭ عمل کر کے چلا گیا اور مکری گھو مین پناہ لی اور عیسی خان جو مرتضی خان کا خالو اور مصطفی خان کا سالا تہا کو دالی سے جہان پوشیدہ ہوا تہا گرفتار ہو آیا چندروز مقید رہا بعد ازان عطاے جامہ اور لباس اور کچہ زادراہ سے سرفراز ہو کر خلاص کیا گیا دلشیر خان خواہر زادہ شمشیر خان مراد شیر کا چہوٹا بہائی دو تین گولیان کہا کر بیہوش میدان مین پڑا تہا ہیبت جنگ طفلی سے اسکا قدرشناس تہا اپنے پالکی پر اوٹہالایا اور جراحون کو معالجہ کیا مگر اجل نے نہ چہوڑا دوروز کے بعد زخم حیات کا اندمال ہوا اور الف خان داماد سردار خان مرتضی خان کے ہمراہ سلامت نکل گیا ہیبت جنگ نے سجدہ گذاری رب قدیر کر کے مصطفی خان کے خیمہ مین نزول فرمایا مبارکباد کی نذرین قبول فرمائین شام کیوقت عبد العلی خان کے خیمہ مین آکر مبارکباد فتح دی اور تحسین و آفرین کامل فرمائی چونکہ اس میدان مین اسباب نوبت اور نقارخانہ وغیرہ عبد العلی خان کے ہاتہ لگا تہا نواختن نوبت کا حکم دیا اور مہابت جنگ کے حضور مین مبارکباد کی عرضی بہیجی اور سے یہ بہی لکہا کہ حضور شاہی سے خان مذکور کو علم و نقارہ دلایا جاوے مہابت جنگ نے اس امر عظیم کے جلدو مین جو ہیبت جنگ اور عبد العلی خان سے سرزد ہوئی خلعت فاخرہ اور جواہرات اور شمشیر اور ہاتہی عنایت فرمائی اور جعفر خان کے باغ مین دونو شخص باتفاق تمام آداب گذار ہوے اور کورنش عنایات بجالاکر شوکت جاہ و حشم سے اپنے گہرونکو روانہ ہوے اور بعد چند روز کے محمد شاہ بادشاہ کے حضور سے علم و نقارہ عبد العلی خان کو دیا گیا اسکے مرحمت ہوا

آنا رگھوجی بہوسلہ کا کٹک مین اور مقید ہونا راجہ دولبہ رام کا قلعہ بارہ بہاتی مین میر عبد العزیز کا مقابلہ کرنا رگھوجی بہوسلہ سے

دوسری لڑائی مین جبکہ مہابت جنگ بہی پہونچکر مصطفی خان کے تعاقب مین شریک ہوا تہا شامت جہان کے لکہنے سے رگہو بہوسلہ کے کٹک مین آنیکا حال معلوم ہوا اسکا ماجرا یون ہے کہ جب عبد الرسول خان بسبب نا چاقی صحبت باہمی مہابت جنگ اور مصطفی خان کے کٹک سے معزول ہوا اور اوسکی جگہہ پر راجہ دولبہ خلف جانکی رام جو وہان کا پیشکار تہا مقرر ہوا دولبہ رام نے موافق اپنے عقیدہ کے اکثر برہمن اور سناسیون کی ہم صحبت رہتا اور مسلمانون کی جماعہ دارون سے نہایت کراہیت رکہتا تہا اکثر اوقات برہمن اور سناسیونکی مصاحبت

اکثر اون سنا سیون مین رگہوکی جاسوس تہی کہ اسکی سستی اور بیخبری رگہو سے بیان کرکی اوسکی تہوڑی کی تشفی لگا
کرتی تہی جب مصطفی خان کی طرف خط طلب رگہوکی نام پہونچا نامبردہ جب سی ہاسکر مارا گیا تہا مار دم بریدہ
کی مانند پیچ وخم کہا رہیسہ پیچ وتاب کہا یا کرتا اور انتقام کی فکر مین خون جگر پیا کرتا تہا اسکا خط جو پہونچا سری وقت
لطیفہ غیبی سمجہکر چودہ پندرہ ہزار سوار سی روانہ بنگالہ ہوا اور کٹک کی پہاڑون سی اوس ملک مین آپہونچا
ادہر راجہ دولبہ سنا سیون کی فریب مین ایسا غافل تہا کہ رگہو لب دریای گنگ سی پار اوترآیا اسکو اصلا
خبر نہوئی میر عبد العزیز متوطن سہارنپور جسکا ذکر کسی تقریب سی ہو چکا ہی اوسنے آذستے اطلاع ہوکر مع دس بیس
آدمی کی جو اوسوقت حاضر تہی سوار ہوکر دربار مین آیا اور ہمراہیون کو کہا کہ جلد طیار ہوکر ہتیار سب حاضر ہو
جب دولبہ کی دروازی پر آیا استفسار کیا لوگون نی عرض کیا کہ مہاراج ابہی خوابگاہ مین ہین اور مرہٹہ کی
بیان کچہ خبر نہین تہی کچہ دیر ہوئی تہی کہ شہر مین آشوب عظیم برپا ہوا اور بہگدر پڑ گئی اوسوقت دولبہ رام
کو ہوش آیا پالکی پر سوار ہوکر قلعہ بارہ بہاٹی مین پہونچا چاہا اور سر اور پاون کا ایسی آشفتگی و پریشانی مین کہ
سر کی دستار کہین اور پاونکی پاپوش اور رفتار کہین سنبہالے اسیر اسیمہ بہاگا میر عبد العزیز نی چند رفقا کی اوسکا تعاقب مین
دوان تہی کسی کا منہ پہیر کر ایک کہڑی کی گہر سے کسی نی فہمائش کچہ کہکر ہمراہ لی چند قدم جا کر کیا دیکہتا ہی کہ راجہ نی
چند مرہٹون کو دیکہکر پالکی چہوڑ پیادہ پا خراسہ کی راہ لی ہی میر مذکور نی اپنا گہوڑا دوڑایا اور کہا کہ گہوڑی پر سوار
ہو عبث گہبراتے نہین ہو جب کہ اوسکو گہوڑی پر سوار کر کے داخل قلعہ ہوا اور میر مذکور نی اسکی ہمراہ ہوکر
پہونچادیا بعد ازان دولبہ کا لشکر تہوڑا تہوڑا آکر جمع ہو گیا اور دولبہ آپ مع لشکر محصور ہو گیا رگہو نے
گہیر لیا دولبہ رام نی جب سنا کہ مہابت جنگ مصطفی خان کی تعاقب مین روز نکلگیا ناچار گہبرایا اور جو سنا سیون کہ
جو جاسوسی کرتی تہی واسطہ صلح بنایا رگہو کی ملاقات کا سایل ہوا سرداران ہمراہی سی مشورہ لیا میر عبد العزیز خان
اور چند دیگر آبرو دارون نی اسبات سی برخلافی کی آخر الامر بعد پندرہ روز کی راجہ دولبہ رام مع جمیع سرداران
کی رگہو کے دیکہنی کو چلا اور عبد العزیز خان مع چار سو رفیق اور چند مستحفظان شہر کی قلعہ مین رہا رگہو نی بعد ملاقات
براہ فریب و مکر باوہ وزارتی ہر ایک سردار کو اپنی ایک ایک سردار کی سپرد کیا تاکہ بتواضع و مدارات
پیش آئین اور دولبہ رام کو خیمہ علاحدہ مین واسطی مقام کے جگہ دی کہ بعد آرام و خورد طعام اپنی راہ لی
جب ہر ایک نی گہر کہولی استراحت کا سر انجام کیا قید ہو گئی ہر ایک نی دعوت پر عداوت کا پہل پایا عبد العزیز
آمادہ جنگ ہوکر قلعہ مین بیٹہا جب رگہو کو اسکی یہ جرات معلوم ہوئی میر مذکور کی بہائی کو مع رسولان
دولبہ رام اور اپنی ملازمین کی زیر قلعہ تہدید و توعید کیواسطی بہیجا میر عبد العزیز نی جواب دیا کہ بندہ نہ برادر
کا پابند ہی نہ آقا کا ستم زدہ مہابت جنگ سی غرض ہی بعض ناصر و حامی ملگئے بندہ کو حق نمک فراموش نہین

جو عہد کیا جان کے ساتھ ہی خلاصہ یہ کہ ایک مہینے چند روز تک سید مذکور نے حفظ آبرو کی کسی کی تاب نہوئی
کہ قلعہ مین قدم رکھے تا آنکہ مہابت جنگ بموجب التماس شہامت جنگ اور نیز سنے اس خبر کے کہ رگھو دریای
اٹک سے عبور کر گیا تعاقب مصطفی خان اور رفاقت ہیبت جنگ کی چھوڑکر مرشد آباد آیا اور سید چند خبر مقید
ہو جانے دولبھ رام اور لشکر نے میر عبد العزیز کی سنی لیکن بسبب چند غرض کے جو رگھو کے انسداد کی تئین انکی کمک اور
اعانت کو مخفی رکھا اور برعکس گمان مردم کے منعم علی خان نام ایک شاہجہان آبادی کو جو نہایت زبان آور اور
دلیر تھا برسم رسالت رگھو کے پاس بھیجکر مستدعی مصالحت ہوا رگھو نے جواب دیا کہ بشرط نذرانہ تین
کرور روپیہ کی اس حالت اضطراب مین صلح منظور ہے مہابت جنگ بضرورت چند روز ایسے اقرار و انکار
آمیز سوال الجواب مین بسر کر گیا جب فتح ہیبت جنگ کی خبر سنی شکر خدا ادا کرکے رگھو کو جواب صاف دیا کہ اب
ارادہ جنگ ہے نہ تاب درنگ شمشیر غازیان لشکر خون اعدا کی پیاسی ہے اور تشنگان دغا شناوری دریاے
خون اعدا مین چاہتے ہین بعد ازان جو غالب ہو صلح کی خواستگاری ہو گی رگھو نے جواب دیا کہ اینجانب
گیارہ پندرہ ہزار سوار سے مطلب مسافت کرکے یہانتک آیا ہے آپ سو کوس سے استقبال نہین کرتے مہابت جنگ
نے یہ جواب بھیجا کہ چونکہ تم نے راہ دور سے تکلیف عظیم اوٹھائی ہے اور ایام برسات قریب آئے ہین مناسب ہوا
اپنے گھر آسودہ ہو لیجیے بعد انقضای بارش انشاء اللہ استقبال کرکے آپ کو در دولت تک مشایعت کیا وے گی
اس خبر سے رگھو نے اطراف بیربھوم مین چھاونی کرکے تمام صوبہ کٹک میدنی پور اور ہجلی اور بردوان تک زیر تصرف
لایا سید عبد العزیز اس مدت مین جو سوال جواب مین منقضی ہوے اپنے کمک سے مایوس ہوا اور قلعہ کو بھی آذوقہ
سے خالی دیکھکر ناچار وقت کے اسلام پر رگھو سے صلح کی کہ قلعہ بارہ بدائی لیوے اور مجھکو مع ہمراہیان ساتھ مال و
اسباب اور آبرو کے جانے دیوے القصہ یہ عہد نامہ رگھو اور دیگر روساے لشکر کی مہر سے لیکر میر مذکور قلعہ سے برآمد
ہوا اور چند روز لشکر مین رہکر رگھو سے مرخص ہوا مہابت جنگ کے پاس حاضر ہوا اور بعد ایکسال اور کئی مہینے کے
راجہ جانکی رام نے تین لاکھ روپیہ واسطے رہائی اپنے لڑکے راجہ دولبھ رام کے بمعرفت جہانخان رگھو کو دیکر دولبھ رام
کو رہائی کر دی اور مہابت جنگ نے پاس حقوق فدویت راجہ جانکی رام کے وہ روپیہ اپنے خزانہ سے دلایا۔

رگھو کا عظیم آباد جانا مرتضی خان و بلند خان وغیرہ افغان کی رہائی کو مکری گھو سے اور مہابت جنگ کا اوسکے مقابلہ پر پہونچنا اور اوسکی معاودت وہان سے

جن دنون مین کہ رگھو بھوسلہ نواح بیربھوم مین ٹھہرا ہوا تھا مرتضی خان پسر مصطفی خان اور بلند خان وغیرہ
افغان نے جو کہ میدان جنگ سے بھاگ کر مکری کھو مین مقیم ہوے تھے اور وہان کے زمیندار نے لٹیا

جگہ دی تہی اور پہلوان سنگہ اور سوتہر سنگہ زمیداران سہسرام اور چین پور نے حسب الحکم ہیبت جنگ کو ایسا سخت قید کیا تہا کہ درہ پہاڑ سے دوڑ نہ دوسری طرف نجا سکین بیچارہ نیمجان ایسی زیست سے موت کے طلبگار تہے رگہو بہوسلہ کو عرضی لکہی کہ اگر آپ اسطرف تشریف لاوین ہملوگ آزادی پاکر آپکی غلامی مین تا زیست حلقہ بگوش ہون رگہو نے دیکہا کہ کئی ہزار افغان اپنا مطیع ہوگا لہذا آخر برسات تو بیربہوم اور کہرکپور کے جنگل ہوتی ہوسے صوبہ عظیم آباد کو متوجہ ہوا اور بعد تاخت و تاراج شیخ پورہ و دہانگاری وغیرہ کے مرتضی خان وغیرہ کو رہائی کو دریاسے سوہن سے پایاب گذر کرا فاغنہ کو خلاص کیا اور بیس ہزار سوار مع افغان و مرہٹہ کے میدان ارول اور حدود ٹکاری مین حجاو کیا کہ عقب سے مہابت جنگ بارہ ہزار سوار جرار سے بقصد جنگ و جدال کے عظیم آباد پہونچا اور احترام الدولہ بہادر ہیبت جنگ نے اپنے چچا کا استقبال کرکے مشرف قدمبوس ہوا اور مہابت جنگ عظیم آباد کے پورب طرف باقی پور مین خیمہ زن ہوکر چند روز دیدار عزیزان اور صحبت دوستان سے مشرف ہوتا اور اُتارہا۔

عبد العلی خان بہادر کی ہیبت جنگ سے آزردگی اور مہابت جنگ کے واسطہ سے صفائی ہونا

قبل اسکے چند ماہ ہوے کہ ہیبت جنگ اور عبد العلیخان مورخ کے خالو کے درمیان غبار اوٹہا اور ناچاقی ہمدیگر سے باہم مفارقت کی صورت پیدا ہوئی ہیبت جنگ نے ایک رقعہ عبد العلیخان کے نام لکہا اوسمین ایک فقرہ لکہا جسکا حاصل مضمون یہ تہا کہ مصطفی خان کی لڑائی مین راجہ کیرت چند نے زخم تیر کہایا جانفشانی کا گل کہلایا آپ نے کیا رنگ دکہلایا کہ اپنے حقوق کے گلدستہ بنایا کرتے ہو عبد العلی خان نے اس خط کے مضمون خار خار سے دربار کی آمد رفت ترک کردی جب مہابت جنگ آیا ارادہ کیا کہ ہیبت جنگ کی رفاقت ترک کرکے مہابت جنگ کے ہمرکاب مرشد آباد جاوے ایکروز مہابت جنگ خیمہ مین بعد فراغ طعام خلوت کی مجلس مین بیٹہے اور حاجی احمد و مہابت جنگ و ہیبت جنگ و عبد العلیخان بہادر اور یہی بندہ مورخ حاضر تہا عبد العلیخان نے تقریب سخن کرکے مہابت جنگ سے عرض مقصد کی کہ داعیہ میرا یہ ہے کہ خدمت حضور مین بقیہ عمر آخر کرے کیونکہ اب ہیبت جنگ کی خدمت مین مجال قیام نہین ہے مہابت جنگ نے بنظر تصفیہ فرمایا کہ اس زمانہ مین باپ بیٹے بہائی بہائی سے صحبت برار نہین ہوتی جیسا کہ ملاحظہ مین آرہا ہے سبب اس تقریر کا یہ ہوا کہ دو تین روز قبل اس سے گذشتہ سے صولت جنگ کو اپنے باپ حاجی احمد سے بدگمانی غیر مناسب ہولی تہی پس جسوقت باپ بیٹے مین یہ ماجرا ہو تو تمہارے اور ہیبت جنگ کے باہم جو چچا اور بہتیجے ہو ایسا معاملہ کچہ عجب نہین اور ہونا ملال و رنجش کا بہی کچہ دور نہین عبد العلیخان

نے جواب دیا قبلہ گاہا بھائی اور لڑکی اگر باہم خصومت کرین مضائقہ نہین کیونکہ باہم مدعی شراکت اور
وراثت کی ہین بندہ کہ محض نوکر ہی یہ مقدمہ مجہسی کچھہ زیبائی نہین رکہتا اگر لایق خدمت متصور ہونگا نگاہداشت
کیجاویگے ورنہ بدون رنجش اور گفتگوی نا ملایم کی مرخص فرماوین اسیر قصہ کی کیا ضرورت لکہنی کی تہی
کیرت چند کی کیا اصل ہے کہ بندہ کی ہمسر ہو ہیبت جنگ اس کلام سی آزردہ ہوا اور غصہ سی تمتما کر بولا کہ ہم
اپنی جان کیرت چند پر نثار کرینگی کیرت چند وہ شخص ہی جسکے والد کی جوتیان ہم لوگون کی بزرگون
نے سیدہی کین ہین یہ اوس امر کا اشارہ ہوا کہ اوسکا باپ دیوان شجاع الدولہ مرحوم
ناظم بنگالہ اور مرجع جمیع اہل خدمات تہا کہ حاجی احمد اور مہابت جنگ بہی اونہین مین تہی عبد العلیخان
نے پاسخ دیا کہ میرے باپ نی کیرت چند کی والد کی جوتیان نہین اوٹہائین کہ مین بہی اوسکی
خدمت ضرور سمجہون مہابت جنگ نی تسلی کرکے عبد العلیخان سی فرمایا کہ آپ کیون آزردہ ہوتی
ہین نواب ہیبت جنگ کا کہنا یہ بجا ہی اس سخن سی مہابت جنگ نہایت شرمندہ ہوکر خاموش ہوا
بعد چند روز کی ہیبت جنگ کو تنہائی مین سمجہا کر باہدگر معانقہ کراویا رفع کدورت فیمابین فرمایا —

پھر رگھوجی بہوسلہ کا بیان ہی محب علی پور کی شرقی طرف میدان مین مہابت جنگ سی میدان ہوا

چند روز کی بعد مہابت جنگ نی باقی پور سی مع ہیبت جنگ و صولت جنگ و ثابت جنگ و
سراج الدولہ و شمشیر خان و سردار خان و میر محمد جعفر خان و حیدر علیخان و رحم خان و عمر خان
و شیخ جہان یار خان وغیرہ کی کوچ کرکی نوبت پور پہونچی اوس روز راستہ مین کچھہ بہی مرہٹہ کا نشان
نتہا بعد ورود کی بقدر فاصلہ بعض سواران مرہٹہ کا اوٹہا اور پہر کچھہ نتہا صبح کو مہابت جنگ بڑی اوزک
اور احتشام سی جنگ بجدل مین آراستہ ہوکر سوار ہوا اوس روز چہ آدمی صاحب نوبت اور پانچ آدمی
صاحب پالکی ومراتب اوس فوج مین تہی مقدمۃ الجیش میر محمد جعفر خان اور شمشیر خان اور سیدہی
طرف تہا اور احمد خان اور سردار خان اور بائین کیطرف احترام الدولہ ہیبت جنگ اور چنداول مین
صولت جنگ اور شیخ جہان یار خان اور عمر خان اور مع نشان فیل مہابت جنگ رحم خان اور قول خاص
مین فقیر اللہ بیگ خان اور نور اللہ بیگ خان وغیرہ اسی شان وشوکت سی ملہر تک چلی گئی مرہٹہ ہرچند
نہ آئی اطراف کی دیہات لوٹ جلا کر لشکر اور مال ومتاع عاجزان غارت کرکی لشکر منصورہ سی دور دور راہ
پیمایتہی تا آنکہ تالاب رانی متصل محب علی پورہ پر لشکر منصورہ پہونچا اتفاقاً رگہو بہوسلہ اوسی مقام پر مقیم تہا اور پیشتر
مہابت جنگ کا اوس مقام پر پہونچنا دور از قیاس جانتا تہا میر محمد جعفر خان اور شمشیر خان کہ حالت بہوشی

مین اوسکا سر بیچ پڑکر رگہو مضطرب ہوکر بلا ترتیب صفوف سپاہ مدافعہ مین مستعد ہوکر محصور ہوگیا
افواج مرہٹہ نے اوسکی رہائی کیواسطے چاروطرف سے یورش کی اور نہایت سخت معرکہ درپیش
ہوا کہتے ہین کہ شمشیر خان کی سہل انکاری سے رگہو رہا ہوکر صحیح آفت سے نکل گیا بعد ازان مہابت جنگ
نے جب مرہٹہ کا یورش میر محمد جعفر خان کی سر پر سنا فوراً مدد کو پہونچا اور اسی عرصہ مین ہمسے بہی کہ
عبد العلیخان بہادر کے ہمراہ شمشیر خان اور میر محمد جعفر خان سے کسیقدر فاصلہ ہیبت جنگ کا باندک جمعیت
سے معاون عبد العلیخان ہوا جنگ ہونے لگی چند نفر طرفین سے مجروح ومقتول ہوے عبد العلیخان چند لوگون
سے ہزار آدمی کی مقابلہ مین کہڑا تہا ایسی حالت مین صمدی نثار خان ہمراہ فیل ونشان لئے ہوے اسی زد
وخورد مین شام ہوگئی اور مرہٹہ مسلوب الحواس پیچھے ہٹکر مقیم ہوے اور مہابت جنگ نے مع ہمراہیون
کی اوسی جگہہ اقامت کی اور خیمہ مختصر اوسکے واسطے اور نیز دیگر سرداران عمدہ مانند صولت جنگ ہیبت جنگ
وثابت جنگ وغیرہ کی سائبان میسر ہوا تاریکی شب کی وجہ سے کسیکو اپنی باربرداری اور سواری وغیرہ کی
یاد نتہی کہ کہان ہے اور نیز کیا گذرا تمام شب مردمان ہمراہی کی تلاش مین سینہ خراش تہے عبد العلیخان بہادر
اور بندہ مورخ اور محمد اللہ یار خان برادر علاتی مہابت جنگ مع اکثر روشناسون کے مہابت جنگ کی خیمہ مین شب باش
ہوے صبح کیوقت باربرداری وغیرہ جنگل مین امانت اور صحیح وسلامت ملی چنانچہ بندہ مورخ کا بہی اسباب
مقام شب باش سے آدہ کوس پر دشت بی ما خذ مین محفوظ ملا مہابت جنگ ہر روز مرہٹہ سے گرم پیکار رہکر انکو
سو قالف کیا کرتا تہا لیکن اوس مقام پر شمشیر خان اور سردار خان کو منافق پایا کسیقدر دل مین ظن واندیشہ
ہوا چنانچہ بندہ مورخ کو یاد ہے کہ ایکروز اندرون محل نواب بیگم کی حضور مین بندہ بیٹہا تہا کہ مہابت جنگ کسیقدر
متفکر آکر بیٹہا بیگم صاحبہ نے غمخواری کی راہ سے استفسار حال کیا جواب دیا کہ اس مرتبہ اپنی ملازمین کا رنگ نیرنگ
سازی مین دیکہتا ہون ۔ بیگم مذکورہ نے مصطفی علی خان بہادر اور نقی علیخان خلف حاجی عبد اللہ خطاط مشہور
کو جو کہ عالمگیر کی عہد مین برہانپور کا دیوان تہا اپنی طرف سے واسطے مصالحت کی رگہو کی پاس بہیجا نامبردہ باہم
میر حبیب اللہ کی وساطت سے رگہو تک پہونچے رگہو تو مہابت جنگ کی غلبہ لشکر اور دست زوری سے بیدست وپا
ہو رہا تہا اس مصالحہ کو غنیمت جانا لیکن میر حبیب نے جو کہ مہابت جنگ کا بدرجہ عدو تہا راضی نہوا اور
رگہو کو اقبال مصالحت سے دور کیا اور مرشدآباد کی عزیمت کی راہ بتلائی اسی سبب کہ شہامت جنگ
جنتا وہان بہیجے ہین رگہو روانہ مرشدآباد ہوا مہابت جنگ نے سمجہا کہ چونکہ اول روز کی رستخیز مین بڑا انقلاب
ہوا تہا اور غلہ وغیرہ کی لوٹ ہوگئی تہی نہایت قلت جنس کی تہی مقام بنیر کی پہونچنے تک نہایت تکلیف خورد
ونوش کی ہوئی دریا کے سے پہنا پایاب تہا اور غلہ لشکر مین کسیطرف سے نہ پہونچتا تہا اور ربوه گندم حضرت آدم

کی خیالی سی خواب و خیال ہوا مہابت جنگ دریای سوہن کا کنارہ پکڑی ہوی سے قطع راہ کرتا تہا ستہہ
جسونت ناگر اور میر غلام اشرف جو کہ دونو جاعہ دار نوکر مہابت جنگ کی اور صاحب جرات تہی کسی کام کو
شہر عظیم آباد مین دو یا تین روز متوقف رہی چونکہ مرہٹہ کی ترکتازی سے راہ مسدود تہی بپاس غیرت اور بارادہ
رفاقت اپنی آقای نعمت کی باتفاق ہمدیگر براہ جہالت جمعیت قلیل سی روانہ ہوی راستی مین مرہٹون
نی چاہا کہ لوٹ لین انہون نی ہاتہ سپر نکالی مرہٹہ کی کثرت آنکی قلت بدرجہ تہی پس مرہٹون نی گہیر کر بضرب تیغ
و تیر نیزہ دونو کو نہایت زخمی کر کی گرا دیا بیچ ناگر مذکور زخم شمشیر سی اول کٹ گئی پہر راہی عدم ہوا دونو آدمی کا اسباب غارت
ہو گیا عریان تباہ گرد راہ کیصورت ہیبت جنگ کی لشکر مین جا پہونچی اور مہابت جنگ عظیم آباد آیا چونکہ
رگہو مرشد آباد کی پہونچنے مین نہایت عجلت کرتا تہا مہابت جنگ نی بلا توقف تعاقب پر کمر باندہی بہاگلپور
کی منزل مین واقع شہر چنپا نگر مہابت جنگ انبہ کی درختون مین استادہ ہوا اور سرداران لشکر بموجب ایما
واسطی دیکہنی جای فرودگاہ کی آہستہ آہستہ پیش تر روانہ ہوی بڑا فاصلہ درمیان فوج اور مہابت جنگ
کی نمود ہوا رگہو نی اس فرصت کو غنیمت جانا پانچ چہہ ہزار سوار سی مہابت جنگ کی محاصرہ کو شتابان ہوا
مہابت جنگ نی استقلال کو کام فرمایا اونہین پانچ چہہ سو ہمراہیون سی غنیم کی مدافعہ مین دیر تک سرگرم
رہا دوست محمد خان بیکہ کو جو کہ نیا ملازم تہا اور ظاہر وضع بانکہ کی تہی اور روز اول جب نوکر ہوا تہا بڑی
شجاعت کا مدعی ہوا تہا طلب فرما کر ارشاد کیا آج اوس اگلی دعوی کی شہادت دکہلانا ضرور ہی نامبردہ نی بہی
درحقیقت اپنی بات نباہی گہوڑے کو رگہو کی جمعیت کثیر مقدمۃ الجیش کیطرف بڑہایا اور مع دو آدمی کی
سارے جہاد کو پریشان کر دیا اون دو مین ایک کو مار ڈالا دوسری کو پکڑ لایا دوسری سرداران مہابت جنگ
جو کسیقدر دور تہی لشکر مخالف پر آگری اور خنجر و تیر سی غنیم بی پیر کو مغلوب کیا جب رگہو سخت جہل خام
عقل کو تاب نرہی چار و ناچار خانہ استقامت سی نکلی کہا کر ششدر فرار مین گرفتار ہوا بہاگ نکلا اسی بہگدر
مین بہی بہیر و بنگاہ کو صاف کرتا ہوا جنگل کی راہ سی باراد ہ زود رسی مقام مرشد آباد کی راہ لی مہابت جنگ
نی بنام شہامت جنگ کی اطلاعاً تحریر کیا کہ حفظ شہر مین مصروف ہو یہ اطلاعنامہ ڈاک پر بہیجکر خود براہ معروفہ
مقررہ سی بعجلت تمام گام فرسا ہوا رگہو کی پہونچنے کی ایکروز بعد پہونچا رگہو نی اوس عرصہ مین جب کہ
مہابت جنگ نہ پہونچا تہا اطراف مرشد آباد کی دیہات کو مانند چہارہ کی اور میر جعفر خان کی باغ کو تاراج
کر کی جلا دی بمجرد پہونچنی خبر درود مہابت جنگ کی بہی بار گیا بر دلی سی مع کل فوج شہر کو جنوب و مغرب
کی رخ منہ کیا مہابت جنگ کی بعد تین چار روز کی پیچہای سی کوچ فرمایا اور شہر سی نکلا امانی گنج پہونچا تہا
اور رگہو کی اوسطرف تالاب رانی پر دریا سی مصاف نی جوش کہایا رگہو نی اس مرتبہ بڑی ہمت سی

سحر وغا مین آشنائی کی اور نہایت استقلال سی لنگر جماکر ڈوبتا اوچھلتا رہا جب اکثر ہمراہی تلوار کے
گہاٹ سی اوترکر طعمہ مور و ماہی ہوے بدنصیبی کی ناخدائی سی بیڑا پار ہونی کی نصیب نہی نہایت یاس سی
ڈانواں ڈول ہوا مہابت جنگ نی پیچھا کرنے سی پیر ہٹایا چونکہ رگہو وغیرہ سرداروں نی مہابت جنگ کی تیغ کی
کا مزہ پایا تہا اور نیز اس معرکہ مین بہی مار دہار کی زور شور آنکہوں سی گذری تہی اور نیز اپنے ملک کے
طور شورش وغیرہ کی خبرین سنین میر حبیب اللہ کو دو تین ہزار سوار مرہٹہ اور چہہ سات ہزار پیادان
ہمراہی مرتضی خان و بلند خان کے دیکر خود مایوس اپنے ملک کا عازم ہوا جب اوسکی فرار اور حدود بنگالہ
سی نکلجانے کی خبرین سنی گئین اور مہابت جنگ کی فوج کو لوگ بہی بقدر سفر اور لڑائیوں سی بہت خستہ و بیدل
ہوگئی تہے اور نیز اپنے نواسوں کی شادی کرنا منظور تہی بس بنظر مذکورہ بالا معاودت فرما ہوا دوست محمد خان
یکہ روز بروز مورد الطاف ہوکر شروع عروج پانے لگا اور میر محمد کاظم خان ہی جو کہ پیشتر اقربا کی زمرہ مین
دو سو روپیہ تنخواہ ذات رکہتا تہا بسبب ادای خدمت کی صاحب رسالہ اور سردار کسی قدر فوج کا ہوا چونکہ
سابق بہی اکثر بہادریاں ظاہر کین تہین دوست محمد خان نی بسبب شجاعت اور بہادری کی اوس میر محمد کاظم خان
سی دوستی پیدا کی لڑائیوں مین اکثر باہم رفیق رہی اور اپنا اپنا جوہر شجاعت دکہلاتی رہی یوں ہی ترقی
پاتی پاتی جملہ روساء لشکر مین ہوگئے حقیقت تو یہ ہی کہ دونو بہادر دریاے شجاعت کے بیہا در
تہی اور اکثر ایسی ایسی بہادریاں کین کہ ہر ایک دوست و دشمن نی تحسین و آفرین کی —

ذکر کتخدائی سراج الدولہ و اکرام الدولہ کا اور شمشیر خان اور سردار خان کا عہدہ سی برطرف ہوکر خارج کرنا مرشدآباد سی

قبل اسکے ذکر ہوا ہی کہ واقعہ صوبہ عظیم آباد جب تالاب رانی پر رگہو سی لڑائی ہوئی تہی شمشیر خان اور
سردار خان سی آثار منافقت پدیدار ہوی تہے موجب ناخوشی مہابت جنگ کی تہی بعد ازان مہابت جنگ کی نظر وقعت مین
انکا اعتبار نہ رہا بعض حرکات اور بہی ایسی ہوئین کہ مخالفت کی سازش پائی گئی از انجملہ ایک یہ ہی کہ جب رگہو
نواح مرشدآباد مین آکر بہوم کی گرد نواح مین مقیم ہوا اور برسات آخر ہوگئی دریا سی بہاگیرتی کا پانی پایاب
ہوا غلہ کا آنا جو گنگا پار سی بذریعہ کشتی آتا تہا موقوف ہوا اور مرشدآباد مین جنس کا پہونچنا بہگوان گولہ سے
جو شہر سی چہہ سات کوس پر واقع ہی متعین ہوا چونکہ مرہٹہ در راستہ مین راہزن تہی لہذا گولہ مذکور کی حفاظت
اور نیز پہونچانی کے واسطی ضرور ہوا کہ سرداران معتمد کی تعیناتی کیجاوی لہذا مہابت جنگ نی جو کہ امانی گنج مین
مقیم تہا شمشیر خان اور سردار خان کو واسطی حفظ طریق بہگوان گولہ اور دفع ایذای مرہٹہ کو کہ متردد ہو رہی تہی

رخصت فرمایا اور راہوں کی تعیناتی میں مکرر گاؤں ان رندہ غلہ کی لوٹ و تاراجی ہوئی مہابت جنگ کو
توہم نے جو گھیرا صولت جنگ کو حفاظت پر مامور فرمایا یقین ہوا کہ اور سمجھتے ہیں یہ عمل درآمد رگھو کی پاس خاطر
کیا ہے اب بہرطور مہابت جنگ کے دل نشین ہو گیا کہ افغان مذکور واقعی بغاوت رکھتے ہیں ملازمین متعہد کو
حکم تحقیقات صادر فرمایا کیونکہ خیال کرتا تھا کہ انکی تمرد اور سرکشی بموجب ایمای رگھو کی ہوگی اور جو بیدہ
لیتے تھے کہ رگھو مخالف نے شرط اتفاق دینے کی عطا اللہ خان کو عظیم آباد کی نظامت اور سردار خان اور
شمشیر خان کو لاکھ روپیہ نقد اور بارہ ہزار سوار کی نوکری کا وعدہ کیا تھا اور بشرط مار ڈالنے زین الدین احمد
خان ہیبت جنگ کی اور نیز متصرف ہو جانے عظیم آباد میں دو لاکھ روپیہ نقد اور دربھنگا کی فوجداری علاوہ
اوس نوکری کے وعدہ ہوا تھا اور رگھو کے خطوط بھی اسی مضامین سے پہونچ گئے تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ
ان لوگوں نے خود نظر باقتدار اپنے ذات خاص کی رگھو کو موافق کر کے عزم فاسد کیا تھا بہرحال مہابت جنگ
نے پاکہ متمردین نے استعفا دیا پاکہ بخیال مذکورہ موقوف کر دیا شروع برسات ۱۱۵۹ ہجری میں اور
اسی موسم میں ہیبت جنگ اور عبد العلی خان اور حاجی احمد وغیرہ متوسلان کو حاضر دربار کر کے واسطے شادی
کتخدائی سراج الدولہ اور اکرام الدولہ کے چھوڑا حاجی احمد چند سبب بیماری عذر کر کے نہ آیا اور ہیبت جنگ اور
عبد العلی خان مع عیال و اطفال وغیرہ کے حاضر ہوئے فی الحقیقت جس زینت اور تکلف سے چاہتا تھا یہ جلسہ خوشی
بخیر انجام ہوا ابتدای شادی برادر صغیر یعنی اکرام الدولہ سے کی بدین سبب کہ عطاء اللہ خان کی لڑکی
سراج الدولہ کے ساتھ بیاہی تھی وہ تین برس پیشتر حسب تقدیر فوت ہو گئی تھی اور اکرام الدولہ کی بی بی انہوں نے
زندہ تھی مہابت جنگ نے واسطے دلدہی اور دلداری رابعہ بیگم عطا اللہ خان کی بی بی کی اکرام الدولہ
کی شادی اول کی اور اکرام الدولہ کی شادی میں قریب ہزار خلعت اور سراج الدولہ کی شادی میں
دو ہزار خلعت تمام قبایل اور عشایر اور رفقا اور مصاحبین اور ارباب نشاط کو عطا فرمائی خلعت مذکورہ
سو روپیہ سے ہزار روپیہ تک کی قیمت کی تھیں بلکہ بعض ان سے بھی زیادہ قیمت دار تھی اور بعض لوگوں کو
فراخور حال جواہرات بھی عطا ہوا ایک مہینے سے زیادہ مہابت جنگ اور شہامت جنگ کی سرکار میں
سامان دعوت طیار رہا اعلی اور ادنی شہر والوں میں کوئی ایسا نہ تھا کہ جو دو دو یا تین تین مرتبہ اس
اس ضیافت میں شریک ہوا تھا اور ہر حصہ جو کہ تورہ کے نام سے معروف ہے پچیس روپیہ کی لاگت کا تھا
اسی طرح کے ہزاروں تورہ تقسیم ہوئے اور روشنی پر نور کا اور آتشبازی کے غبار کی کثرت
اور تجلی کا کیا بیان ہو کہ زمین ہمسر آسمان اور مرشد آباد رشک افزای فردوس برین سے
ہمداستان تھا اسی عرصہ میں صولت جنگ نے اپنی دختر عزیز کے نکاح میں جو فخر الدین حسین خان

پسر سیف خان سے منسوب کی اہتمام کیا اور سیف خان کے لڑکی نے اس وجہ سے کہ اوسکا باپ نہایت مالدار
صاحب اقتدار تہا نکاح ہر دو نوشادیوں سے ہمسری کی قرار ا بمصداق کل نفس ذائقة الموت دختر مذکور
چوتھی کو روز یعنی شب نکاح کی تیسرے دن فوت ہوگئی اس مقدمہ میں بہت سی باتیں ہوئیں مگر مضبوط خیال
بیضہ کا ہوا اور بعض کو یہ خیال ہوا کہ صولت جنگ کی کسی عورت نے بسبب کثرت جہیز زہر پلا دیا بہرحال فخر الدین
حسین خان نادان نے باوجودیکہ جانتا تہا کہ اکثر ہوشیاری سے رہونگا صولت جنگ دوسری لڑکی سے ضرور بیاہیگا
مگر بدگمانی سے یہ سمجھا کہ مجھی بھی ضرور زہر دیگا یہ نکاح فقط میری خون بہانے کے بہانہ میں کیا تہا پس اس
رنگ کی جہتی بید رنگ بلا رخصت بعض اکابر بنگالہ مانند مہابت جنگ و شہامت جنگ
و صولت جنگ کی فرار ہوا اور اپنے باپ دادا کی آبرو خاک میں ملائی ـ پوشیدہ نرہے کہ عطاء اللہ خان
کار طلب خان کی اقربا میں ہے اور وہ شجاع الدین محمد خان شجاع الدولہ کی چچا کی اولاد میں تہا جب مہابت جنگ
صوبہ عظیم آباد کی نیابت پر گیا تہا اکبر نگر راج محل کا حاکم تہا اور مرشد آباد کی نکلنے تک جسکا ذکر عنقریب ہوگا وہاں کی
حکومت پر مامور فرمایا او منصب ششہزاری او ششہزار سوار او عطای نوبت او پالکی جہالردار اور
خطاب اعتزال الدولہ بہادر ثابت جنگ سے سرفرازی پائی انجام کار اسکا عنقریب بیان ہوگا اور سراج الدولہ
بعد مرنے عطاء اللہ خان کی لڑکی کو جو اوسکی منکوحہ تہی محمد ایرج خان کی لڑکے سے منسوب ہوئی اور محمد ایرج خان
کی حقیقت یہ ہے کہ اسکا دادا مصطفی قلیخان معتمد دیوان محمد اعظم شاہ خلف عالمگیر اورنگ زیب کا تہا
اکبر علیخان باپ محمد ایرج خان کا اور شاہ قلی اور مرزا محمد تقی او رتینوں بہائی خصوص اکبر قلیخان اور
شاہ قلیخان حرمت و عزت تمام رکہتی تہی مصطفی قلیخان اعظم شاہ کی عہد میں گزر گیا شاہ قلیخان کو شاہزادہ
نے قبل محاربہ بہادر شاہ کی چند روز توپخانہ کی خدمت سپرد کی تہی کہ لڑائی میں مارا گیا اور اکبر قلیخان نے
بعد اعظم شاہ کی بہاگلپور وغیرہ کی خدمتیں حاصل کیں اور بنگالہ اور عظیم آباد کی طرف آیا فرخ سیر کی عہد
میں شہرت سے بسر کرتا تہا اوسکی انتقال کی بعد محمد ایرج خان نے فرخ سیر کی زمانے میں عزت خان امیر الامرا
حسین علیخان سے بہانجے کی ساتہ رابطہ اتحاد بڑہا کی فارغ البال گذر اوقات کرتا تہا اور بعد مارے جانے
سادات کی مبارز الملک سربلند خان کی رفاقت میں گجرات گیا اور مدت تک اوسکی ساتہ رہا بعد ازان
ترک رفاقت کرکے بنگالہ میں آیا شجاع الدولہ نے بسبب مشہوری نام کہ ساتہ آبا و اجداد و اسکے تعارف
رکہتا تہا زمرہ مخصوصان اسکے منتظم کیا اور ہمراہ علاء الدولہ سرفراز خان مرحوم کی مہابت جنگ کی
لڑائی میں اوسکا لڑکا مارا گیا اور خود بھی مجروح ہوکر مدت تک خانہ نشین رہا مہابت جنگ کی بدذاتی
لوگوں نے تالیف کرکے مہابت جنگ کو نوکروں میں منسلک کرادیا رابطہ اتحاد کی وجہ سے اکثر عطاء اللہ خان

سے ہمراہ رہا کرتا تہا چونکہ مہابت جنگ اسکے محامد اور محاسن سے بخوبی آگاہ تہا سراج الدولہ کی
وصل کا پیغام اوسکی لڑکی کے ساتھ بہیجا بسبب نجابت قبول ہو گیا بسبب محمد ایرج خان کی پرورش اور
ترفیہ احوال پر متوجہ ہوا بعض خدمات ملک بنگالہ کی افزایش رسالہ کے ساتھ اوسکی تفویض کین
نکاح کی رات کو فوجین ہتیار اس امر کی محافظ تہین کہ اگر لٹیان لوگ کچہ فریب کرنا چاہین انسداد کرین
بعد فراغ شادی سراج الدولہ کی ہیبت جنگ اور رشید العلیخان مع دیگر متوسلون کے مہابت جنگ سے
رخصت ہوکر مرشد آباد سے نہضت کرکے عظیم آباد مین جگہ سکونت اور مسکن مالوف انکی تہی مع الخیر اپنے
دولتخانہ کو پہونچے اور بعد رخصت اور نہضت انکے شمشیر خان اور سردار خان جنکے ہمراہ چہ سات
ہزار آدمی تہا اپنی تنخواہ از روے حساب لیکر اپنے وطن مالوف کو جو کہ قصبہ دربہنگا مین تہا روانہ ہوے
اور مونگیر کے گہاٹ سے کشتی کی ذریعہ پار اوترکر اپنے وطن کو پہونچے اور کچہ دنون آرام کرکے ایکدو مہینے
گذرے تہے کہ میر علی اصغر کبری بموجب طلب عطا اللہ خان کے عظیم آباد پہونچکر مرشد آباد کو عازم ہوا

میر علی اصغر کبری کا آنا مرشد آباد مین اور مہابت جنگ اور عطا اللہ خان کی درمیان مین نفاق ہونا اور میر محمد جعفر خان کا تنزل اور ترقی اور بنیاد فساد شمشیر خان و سردار خان کا مع دیگر حالات

میر علی اصغر سادات سیکری مضافات میوات کی سادات سے عمدۃ الملک امیر خان بہادر خلف عمدۃ الملک صوبہ دار کابل
کے نوکرون مین تہا اسکے باپ کا نام میر غلام محمد نہایت ہتیار اور ہوشیار شجاعت اور دلیری مین موصوف تہا
ابتدا اسنے جوانی مین کسی درویش کی خدمت مین پہونچکر اکثر اشغال اور اعمال فقیری کے سیکہے بعدہ نام
ونشان کی جستجو ہوئی دنیا کی طلب دامنگیر ہوئی پیری اور مریدی کا جال بچہایا اکثر نادانون اور
احمقون کو پہنسایا ایک اپنا لقب کبری رکہا اور دوسرا معصوم العارفین اور اپنے عروج کا اظہار مراتب
معنوی سے ظاہر کیا لوگون نے بعض تحلیل و تحریم کی بدعتین بہی بیان کی ہین کہتے ہین کہ تخم مرغ کو حرام
جانتا تہا بعض ہوشیارون کو کہ جنہون نے اس امر کی حقیقت کا اکثر پوچہا کیا جواب دیا کہ مجہے مرغوب نہین کچہ
شرعاً حرام نہین کیا اسیطرح بہت سے عجایبات لوگ کہتے ہین چنانچہ ایکروز کنوئین مین گر پڑا
لوگون نے تلاش کی دیکہا کہ کنوئین کے درمیان ہوا پر استادہ ہے اس خبر کے مشتہر ہونے سے اوسی وقت
پانچ چہ سو آدمی مرید ہوے اول مین یہ شخص جاہل تہا ایک طالب علم کو موافق کرکے خلوت مین صرف
ونحو پڑہتا تہا اور چند لغت عربی کی یاد کرلیے تہے کہ وہ مجلسون مین ذکر کرتا تہا اگر کوئی تحصیل علم کے بارہ
مین ذکر کرتا کہتا تہا کہ مین نے کتب عالیہ بچپن مین اپنے مرشدزادون کے ہمراہ تحصیل کیا تہا اور یہ بہی اشارہ
کیا کہ علم لدنی کو عالم معانی مین حسنین علیہما السلام کے سامنے تحصیل کیا ہے اور بیگانون کی محفل مین

چند الفاظ بطور اجمال زبان پر لاتا ہی واسطے خیال کرنے کہ ہمارے صفحۂ ضمیر پر رسائی فرمائی خلاصہ یہ کہ مرد عیار جاہ طلب تھا اور چند ہمراہیوں کے ساتھ عمدۃ الملک کے گھر میں ملازم تھا جب عمدۃ الملک مارا گیا در بیریان نامی افغان نے جو اُسکا معتقد و یکجہتی تھا اُسکی تقریب سے عطا اللہ خان کے روبرو پیش کی کہ علی اصغر مرد ذی علم اور درویش کامل ہے میرے نزدیک مناسب ہے کہ اسکے آپ بھی مرید ہو جائیں اور ایسے شخص کا ملنا نہایت دشوار بلکہ نایاب ہے یہ بات ایسی پٹی پڑھائی کہ عطاء اللہ خان اسکا دل وجان سے مشتاق ہو گیا آخر خانمذکور نے صابت جنگ سے صلاح کر کے کسیقدر روپیہ بطریق مساعدہ کے بھیجکر اوسکو طلب فرمایا میر مذکور نے اسباب تجمل مانند پالکی جھالردار اور آلات نوبت وغیرہ کے لازمہ امارت مرتب کرکے اور چھ سو سوار اپنے خویش تبار یا قرابتیوں سے آراستہ کر کے سنہ [illegible] ہجری کو عظیم آباد پہونچا اور شہر کو ناکر پر دو تین مقام کرکے مرشدآباد کو عازم ہوا بروقت قیام کے بوجہ اشتہار معجزہ درویشی کے حاجی احمد اور عبد العلی خان بہادر اوسکے دیکھنے کو گئے اور وہ بھی برسم بازدید کے حاجی احمد اور عبد العلی خان کے گھر آیا مورخ نے ایکبار اوسی روز اپنے خالو کے مکان میں اوسے دیکھا اور اسکی حال و وضع سے مطلع ہو گیا ہیبت جنگ نے جو عظیم آباد کا ناظم اور صابت جنگ کا داماد تھا اوسکا نہ آنا اپنی ملاقات کو نہایت ناگوار تصور فرمایا اور اوسکا احوال صابت جنگ کو تحریر کیا اور حاجی احمد نے بھی تعریف تحریر کی کہ میر صاحب چنین و چنان کسی امر میں مصطفی خان سے کم نہیں ہیں۔

عروج پانا میر محمد جعفر خان کا صوبہ داری کٹک کی نیابت پر اور تھوڑے زمانہ میں معزول ہونا

صابت جنگ نے بعد اخراج شمشیر خان اور سردار خان کے چونکہ اخراج مرہٹہ حدود بنگالہ سے منظور نظر رکھتا تھا اور وہ فرقہ اکثر کٹک کی اطراف میں بعد عزل عبد الرسول خان سے پناہ پذیر تھے جانا کہ بسبب قید ہونے راجہ دولبھرام کے اور نہونے کسی دوسرے معتمد کے میر محمد جعفر خان کو مع فوج لایق کے کٹک کو روانہ کریں آخر یہ مشورہ ہوا کہ صوبہ داری کٹک کی خلعت صولت جنگ صابت الدولہ سعید احمد خان بہادر کو عنایت ہوا اور نیابت نظامت میر محمد جعفر خان کو عطا ہوا لاجرم خانمذکور کو خلعت نیابت کٹک اور فوجداری میدنی پور اور ہجلی کی مع بحالی علاقہ بخشیگری کی جو چند سال سے تھی اور نیز عطا ہوئی سرپیچ اور جیغہ مرصع اور اسپ اور فیل اور شمشیر عنایت ہوا اور صولت جنگ بہادر نے بھی اپنے پاس سے خلعت مع جواہر کے جیغہ ذرا عطا فرمائی میر محمد جعفر خان نے اپنی بخشیگری کی نیابت پر میرزا اسمٰعیل نامی شخص کو حضور میں مقرر کر دیا اور سبحان سنگھ نامی کو اپنی طرف سے ہجلی کی فوجداری دی اور خود

ساتھ ہزار سوار اور دس بارہ ہزار پیادہ سے حسب الامر مہابت جنگ کے بنابر انتظام صوبہ کٹک اور
تادیب مرہٹہ کے راہی ہوا اور بعد قطع منازل جو میدنی پور کے جوار مین پہونچا اور وہان پر جسقدر
مرہٹہ اور افغان تھے اونکو لڑکر فرار کی راہ دکھلائی کہ بالیسر کو بجاے فرار ہوے اور خانخانان کورنے وارد میدنی پور ہوکر
رودخانہ کہنسائی کے اسطرف چھاونی کا حکم دیا اور ریخیال اپنے دوسرے فوج عظیم کے کٹک کا عزم نکیا یہانتک
کہ جانوجی ولد رگھوجی کے آنے کی خبر کٹک کے اطراف مین مشتہر ہوئی اور میر محمد جعفر خان نے بمجرد گوش زد ہونے
اس سانحہ کے مضطرب ہوکر بلا حکم مہابت جنگ کے میدنی پور سے کوچ کرکے بردوان کا قصد کیا جانوجی
کی فوج نے میر محمد جعفر خان کی بے جرأتی جو دیکھی چند زنجیر فیل وغیرہ لوٹ لیا اور خانخانان کور باوجودیکہ سات آٹھ
ہزار سوار و پیادہ ہمراہ رکھتا تھا بدون تحقیق فوج مرہٹہ اور بنیز نزدیک پہونچنے کی بردوان کو راہی ہوا مہابت جنگ
نے جب یہ خبر پائی عطاء اللہ خان ثابت جنگ کو مع فوج کے مدد پر بھیجا اور میر علی اصغر کبری نے بعد
نکلجانے عطاء اللہ خان کے مرشد آباد پہونچکر ملاقات مہابت جنگ کی روانہ لشکر خانخانان کور ہوا کیونکہ اسکا
بلایا ہوا آیا تھا اور بعجلت جاکر لشکر سے ملحق ہو گیا عطاء اللہ خان پیشتر سے بموجب تحریک وزیر خان کے
اسکا قیدی ہوچکا تھا لہذا اسکے پہونچتے اور اسکے مکر و فریب کی مشاہدے سے زیادہ تر معتقد ہو گیا باہم
ملکر بردوان پہونچے اور ادہر سے میر محمد جعفر خان بھی لوٹکر اوسی قصبہ مین وارد ہوا اور جانوجی مع حبیب
اور دیگر افغان و مرہٹہ کے پہونچا عرصہ رزم مہابت جنگ سے خالی دیکھکر سخت لڑائی کی عطاء اللہ خان نے
بھی خوب کوشش کی خصوص میر علی اصغر کبری نے جو اوس روز فوج عطاء اللہ خان کا ہراول تھا اور
فوج روپوش اپنے ہمراہ رکھتا تھا جست کرکے مورد تحسین آشنا و بیگانہ کا ہوا عطاء اللہ خان میر علی اصغر
کبری کے ورغلانے سے اپنے تئین بھی حساب کرنے لگا چاہا کہ میر جعفر خان کو متفق کرلے اور جب مہابت جنگ پہونچے
فریب کرکے اوسے بھی ہلاک کرے چنانچہ میر تقی علی خان کے وسیلہ سے جو کہ میر جعفر خان کا مصاحب سفلہ منش
تھا پیغام دیا خانخانان کو بھی بمقتضای رذالت کے شریک ہو گیا باہم قول و قرار ہوئے کہ بعد حصول مدعا صوبہ عظیم آباد
سید جعفر خان کو اور بنگالہ عطاء اللہ خان کو ملے میر عبد العزیز وغیرہ میر محمد جعفر خان کے دوست اس ماجرای
آگاہ ہوئے اور خانخانان کو اس ارادہ سے بہت سا باز رکھا کہ آخر الامر نا سپردہ منکر ہوکر خانہ نشین ہوا لیکن
مہابت جنگ کو جسقدر اس صلاح و مشورہ کا ہوا پہونچے دونو کی طرف سے بدظن ہوا اور اس عرصہ مین
مہابت جنگ بردوان آپہونچا عطاء اللہ خان اور میر محمد جعفر خان کی فرودگاہ کے متصل خیمہ زن ہوا
میر محمد جعفر خان نے حصول ملازمت کی مہابت جنگ نے چند حرف بطور موعظت تنبیہ آمیز در باب میدنی پور
کی معاودت کرنے مین فرمائی اور رخصت دی میر محمد جعفر خان کو وہ حق الامر ناحق کے لئے گران ہوا

دربار کو حاضری مین حیلہ وحوالہ کرنے لگا مہابت جنگ منظر دلجوئی عطاء اللہ خان کی بتقریب مبارکباد فتح
اوسکے مکان پر گیا وہان پر میر علی اصغر کبری بھی اگرچہ مشرف ملازمت ہوا لیکن مہابت جنگ کو بھی عطاء اللہ
کے برابر سمجھکر آقائی اور تابعداری کا پابند نہوا مہابت جنگ نے آزردہ خاطر وکشیدہ دل ہوکر بلا
اظہار مافی الضمیر اپنے خانہ مبارک کو معاودت ہوا عطاء اللہ خان نے میر علی اصغر کبری کی نگاہداشت کے
بارہ مین مع ہزار سوار کے استدعا کی مہابت جنگ نے جواب دیا کہ اپنے رسالہ مین جسقدر آدمیون سے
چاہو مقرر کرو لیکن اینجانب تمہارے رسالہ مقرری کی زیادہ بھرتی نہین کرسکتا ۔ میر اصغر کبری نے
اس جواب سے آزردہ ہوکر لشکر سے جدا ہونیکا عزم کیا عطاء اللہ خان نے مہابت جنگ سے عرضی کی کہ درصورت
روانگی میر صاحب مذکور کے فدوی بھی نہین رہ سکتا مہابت جنگ نے صاف صاف جواب دیا کہ تمہین اختیار ہے
عطاء اللہ خان کو میر صاحب مذکور نے وعدہ تفویض بنگالہ عالم بالا سے دیا تھا عطاء اللہ خان
کو اوسپر اعتماد تھا فوراً مع میر صاحب مذکور کے لشکر سے نکلکر مرشد آباد کی راہ لی ۔
مہابت جنگ نے چاہا کہ تالیف قلوب کرکے میر محمد جعفر خان کی دلجوئی کرکے دلاسا دے چونکہ اون
دنون مین کوئی شخص میر مذکور کے خاندان مین فوت ہوا تھا لہذا بتقریب فاتحہ کے مہابت جنگ اونکے گھر گیا خاندکور نے
بہانہ اپنے چاہ وحشم اور براہ خودسری چھ سات ہزار سوار وغیرہ سامان امارت کی استقبال وغیرہ مین پیش نہ آیا
مہابت جنگ نے اسکی تمرد اور سرکشی سے واقف ہوکر اپنے گھر کی راہ لی اور بہجلی کی محاسبہ کے واسطے
سبحان سنگہ کو جو اوسکا نائب تھا اور ہنگام غدر مین خاندکور کے ساتھ بڑی بڑی جانفشانیان کی تھین
طلب کیا میر محمد جعفر خان نے اوسکی روانگی مین عدول حکمی کرکے کہلا بھیجا کہ اوسکا بھیجنا
میرے سر کے ساتھ ہی مہابت جنگ نے اس سراسر سرکشی اور جواب براہ ناصواب سے جھنجلایا اور محمد
یساول کو مع چند آدم جرار کے روانہ کیا کہ سبحان سنگہ کو اپنے ہمراہ لاوے مشار الیہ کہ کسیقدر
خشونت مزاج مین رکھتا تھا میر جعفر خان کی حضور مین جاکر اور چند کلمہ سخت سنا کر سبحان سنگہ کو
پکڑ لایا ۔ مہابت جنگ نے براہ مصلحت بہجلی کی فوجداری سبحان سنگہ کو اور بخشی گری نور اللہ بیگ خان
برادر فقیر اللہ بیگ خان کو میر محمد جعفر خان کی تغیری مین دیکر میر محمد جعفر خان کی رسالہ کو برطرف کردیا
اور حکم دیا کہ جو کوئی نوکری کا خواہان ہو سر رشتہ حضور اور نیز سراج الدولہ کی رسالہ مین آکر نوکری
کرے مجرد اس عزل ونصب اور اشتہار برطرفی رسالہ کی میر محمد جعفر خان کی جمعیت مین برہمی برہمی
پڑ گئی کوئی ہمراہ نرہا دماغ مین جو خودسری سمائی تھی وہ کافور ہوئی ناچار شرمندہ ہوکر بنگالہ مین جاکر
شہامت جنگ سے متفق ہوا اور اسی عرصہ مین مورخ ہذا بھی عظیم آباد سے مرشد آباد آیا تھا اور شہامت جنگ

کے دربار مین آمد و رفت رکہتا تہا صابت جنگ نے جب خبر پائی کہ جانوجی لشکر کے قرب آپہونچا
مع فوج ظفر موج کے مقابلہ افواج مرہٹہ اور رافعنہ کو روانہ ہوا اور تہوڑی دور جاکر جانوجی اور میر حبیب سے مقابلہ
واقع ہوا دلاوران ہمراہ صابت جنگ نے تیر و تفنگ کی بارش سے آتش فساد اعدا بجہائی اکثرونکو راہ عدم دکہائی
جانوجی اس سانحہ جانکاہ کو دیکہکر مرشدآباد کے تاخت تاراج کو دوڑا صابت جنگ نے اس حال کی خبر سنکر اسکے تعاقب مین
ایسا چست چالاک روانہ ہوا کہ فرصت نہ دی کہ ساکنان شہر کو آزار دے جانوجی نے حوصلا فوجکا دست زور دیکہ رکہا تہا جو اہلی
مرشدآباد مین حرکت ندبوحی کرکے خایف و پریشان ہوکر میدنی پور کی راہ لی اور صابت جنگ نے بہی ایسا پیچہا پکڑا کہ کہین سر استقامت
کی مہلت ندی جانوجی اپنی جان چہڑاکے ہوے مقابلہ سے ید بہی باندہی بہاگا چلا جاتا تہا صابت جنگ نظر بہ قرب ایام برسات مرشدآباد
کو معاودت ہوا راہ مین متواتر شہامت جنگ کے نام حکم بنا بر اخراج میر علی اصغر کبرے کے روانہ فرماے
شہامت جنگ بپاس خاطر عطاء اللہ خان کے مسامحت و تغافل کرتا تہا جب صابت جنگ نزدیک پہونچا شہامت جنگ
کے نام رقعہ تاکیدی ارقام فرمایا کہ رحم خان اسی کام کو پہونچتا ہے اگر وہ عزیز نکل گیا ہو خیر ورنہ رحم خان
زبردستی سے نکال کر اپنے حوالی مین داخل کریگا میر عطاء اللہ خان اس خبر سے کہ شہامت جنگ نے
بجنسہ وہ رقعہ صابت جنگ کی ملاحظہ کو بہیجا تہا مضطرب ہوکر میر مذکور کو طلب کیا اور عنایات لایقہ کرکے رخصت کردیا
اور اوس عزیز کے تمیز نے کسی پرچہ کاغذ مین وعدہ فریب لکہکر عطاء اللہ خان کو دیا کہ اسقدر مدت کے
بعد تمکو نیابت بنگالہ کی حاصل ہوگی بعد تکلفات بیشمار کے عطاء اللہ خان نے میر مذکور کی حتی الامکان
خاطر مدارات جیسا کہ چاہیے کرکے رخصت فرمایا میر مسطور ہمراہ کم و تندہی بعد رخصت قطع منازل کرکے
عظیم آباد آیا مگر ہیبت جنگ نے بسبب آزردگی خاطر کے اوسکو داخل شہر سے ممانعت فرمائی کہ جسطرح پہلے
شہر کے باہر باہر مرشدآباد کو گیا تہا ویسا ہی اب بہی اوسی راہ سے اپنے وطن کو جاوے چونکہ
برسات مین طغیانی ندی اور نالہ کے سبب سے فقط شہر کی بازار کا راستہ کہلا ہوا تہا میر مذکور تشعلہ شطرنج فکر
و تردد مین گرفتار ہوا کہ کس سبیل سے راہ منقطعہ طے کرے آخرالامر مہدی نثار خان اور عبد العلی خان
کی سعی و التماس سے اجازت ہوئی کہ راستہ بازار سے گذرکر بیرون شہر منزل گزین ہوا اور اسیطور
دریاے سوہن پر پہلوان سنگہ حسب الایماے ہیبت جنگ کے آکر بعزم تاراج لشکر میر مذکور کے مقیم ہوا
میر علی اصغر کبرے نے مضطرب ہوکر دوبارہ حاجی احمد اور مہدی نثار خان اور عبد العلیخان سے ملتجی ہوا
یہ لوگ نہایت درجہ ہیبت جنگ کے خدمت مین ملتمس اور ساعی ہوے اور پروانگی صادر کرائی کہ پہلوان سنگہ
سر راہ چہوڑ دے اور عبور کیواسطے دریاے سوہن مین کشتیان ملا دین اور نیز ہیبت جنگ
کی مرضی پاکر مہدی نثار خان اور عبد العلیخان اور حاجی احمد نے اپنے آدمی میر مذکور کی دلجوئی کو بہیجے

تا کہ حدود عظیم آباد سے باامن و عافیت نکل جاویں بعد انقضا سے دو تین مہینے کے جبکہ ایام بارش
منقضی ہوے ہیبت جنگ نے اپنے بھائیوں کی دولت اور صابت جنگ کی رفقا کو دیکھکر جو سراج الدولہ
اور اکرام الدولہ کی شادی میں معاینہ کیا تھا عازم اس امر کا ہوا کہ فوج کی بھرتی کرکے مانند مصطفےٰ خان
کے ملک بنگالہ اور اپنے چچا اور خسر کے مکان پر مسلط اور متصرف ہو لہذا اوایل فصل میں جبکہ
صابت جنگ بقصد تنبیہ مرہٹہ میدنی پور میں مقیم تھا مرشد آباد سے نکلکر امانی گنج میں خیمہ زن ہوا اس
مقام میں میر ابو المعالی جو کہ سابق میں بر ہان الملک کی خانسامانی پر مقرر تھا اور اب ہیبت جنگ
کے روبرو کمال عزت و اعزاز میں بسر کرتا تھا ہیبت جنگ کی رسالت اور سفارت سے صابت جنگ
کی خدمت میں آیا تبلیغ رسالت کی خلاصہ پیغام یہ تھا کہ شمشیر خان اور سردار خان جو کہ بعد برطرفی
دربھنگہ میں مقیم ہیں اکثر جماعہ افغان ہمراہی اخراج کرنا اس فرقہ کا خالی تفرد سے نہیں اور رہنا
انکا بلا علاقہ نوکری کے اس دیار میں موجب شور و فساد پس التماس یہ ہے کہ اگر ارشاد ہو سرداران
مذکور کو مع جمعیت تین ہزار سوار جرار ترکتاز کے نوکر رکھ لوں لیکن چونکہ اس سپاہ کی تنخواہ کی جاگیر
اس صوبہ میں گنجایش پذیر نہیں لہذا وجہ طلب اس فرقہ کی سرکار سے مرحمت ہو۔ صابت جنگ
نے ہرچند اول اس مقدمہ میں انکار کیا مگر آخر کار بپاس خاطر ہیبت جنگ اور نیز بخیال فساد
جو کہ معقول طور سے لکھے تھے قبول فرمایا ایلچی نے فایز المرام واپس ہوکر نوید اقبال پہونچایا بعد ازین
ہیبت جنگ نے افغان مذکور کی دلجوئی کرنے کے پیغام نوکری دیا آقا عظیما ے مرحوم اور لتی قلیخان
مرحوم اور محمد عسکر خان مرحوم نے واسطہ درمیانی ہوکر ہر طرف سے مطمئن خاطر کر دیا چونکہ وہ لوگ
بھی امر عظیم کے خواہان تھے قبول کرکے مستدعی عہد و پیمان قسمیہ کے ہوے اور حسب المدعا کامیاب
ہوکر آخر ذی الحجہ کو دربھنگہ سے شمشیر خان اور مراد شیر خان اوسکا بھانجا اور سردار خان
اور بخشی بہلیہ روانہ ہوکر ایام عاشورہ شروع سال ۱۱۶۱ میں گنگا کے اوس طرف آکر ٹھہرے
ہیبت جنگ کی طرف سے آمد و رفت گرم تھی وہ لوگ یہ ظاہر کرتے تھے کہ ہم لوگوں کو اسی آمد و رفت
کی باعث سے ہیبت جنگ کی حضوری میں دہی خوف ہے جو کہ عبد الکریم خان افغان اور روشن خان
کے ساتھ سلوک ہوا تھا اور ہیبت جنگ اونکے رفع شک میں بہت سا اصرار و مبالغہ کرتا تھا
تا آنکہ ایکروز واسطے اظہار اپنی دلجمعی کے بدون اطلاع رفقا اور مصاحبین کے مع فرزند خورد مرزا مہدی
اور سید علیخان سورج جو کہ مخلص بھائی کے جسکو داماد بنایا تھا اور نیز محمد عسکر خان کی کشتی پر
سوار ہوکر عبور دریا فرمایا اور شمشیر خان کے خیمہ پر جا پہونچا شمشیر خان نے لب آب تک استقبال کرکے

اندرون خیمہ مسند پر لا بٹھلایا اور خود مودب استادہ ہوا جب نہایت اصرار سے ہیبت جنگ
نے بیٹھنے کا حکم دیا تب بیٹھہ گیا اور مراد شیر خان وغیرہ نے بھی حاضر ہو کر نذر دکھلائی اور مراد شیر خان
اور شمشیر خان شمشیر در دست مستعد پیکار ایک پاس بیٹھہ گئے پٹھانون نے زبان پشتو مین ہیبت جنگ
کے قتل کی اجازت طلب کی لیکن شمشیر خان زبان پشتو کی سوقت نہ سمجھا خواہ کسی طور سے
جواب دینا مصلحت نہ جانا داڑھی کھجلانے کے بہانہ سے اپنا سر بطور ممانعت کے ہلایا سید علیخان نے
اس ماجرے چشم دیدہ کو بعد سانحہ کے مورخ سے جب شاہجہان آباد سے لوٹا تھا بیان اعادہ
کیا تھا لیکن ہیبت جنگ کچہ اس راز سے ماہر نہوا قضائے تو آنکھون مین پردہ چھوڑ دیا تھا شمشیر خان
نے حسب ضابطہ ہاتھی گھوڑے پیش کئے مگر ہیبت جنگ نے اقبال سے معذرت کی اور دلداری کی
اور اطمینان خاطر کر کے حکم عبور دیا عملہ میر بحری نے کشتیان حاضر کین افغانون کا عبور جعفر خان
کے باغ مین شروع ہوا اول سردار خان مع ہمراہیون کو اوترا اور ہیبت جنگ بدستور تنہا پالکی پر
سوار ہو کر کٹرہ نجم الدین کی باہر جا بیٹھا سردار خان مع ہمراہیان کی آکر مستفیض ملازمت ہوا
مشہور ہے کہ یہ شخص اس دغا و فریب سے واقف اور خبر دار نہ تھا چنانچہ خود شاہ محمد امین اور شاہ رستم علی
کے روبرو جو کہ اوس زمانہ مین درویشان ظاہر و باطن مشہور اور صاحبان معنوی مین سے ظاہر کیا
اور قسم کھائی کہ بندہ ان دونون سفلون سے یعنی شمشیر خان اور مراد شیر خان کی اس فعل بد سے
محض بیخبر ہون والا اگر خبر ہوتی رفاقت چھوڑ دیتا اور اب لاچار ہون کہ کوئی میرا اعتماد نکریگا
اور بپاس ننگ ہم قومی ترک رفاقت بھی نہین ہو سکتی کہ لوگ نامردی اور بیحمیتی پر گمان کرینگے اسلئے
کہ شرم آبرو اور ہمقومی دامنگیر ہے شریک ہون لیکن ایک معتبر سے سنا گیا کہ یہ خبر دونو سرداران
مذکور کی اسرار سے ہے چونکہ مقدر مین یہی تہا ہی نہین مگر کچہ ظہور نہوا سید دونو بدبخت قاصد تھے کہ اپنے قتل کے بعد
کے دوسرے شریک کو بھی قتل کرین اور بلا شرکت ملک پر دخل یاب ہون واللہ تعالی اعلم
القصہ عشرہ آخر محرم الحرام شروع سنہ ۱۱۶۱ ہجری مین اونکا یوم ملازمت ہیبت جنگ مقرر ہوا
ان دنون مین مورخ ہذا کا چچا مہدی نثار خان جو کہ نہایت معتمد ہیبت جنگ کا تھا اور ایسے وقت مین
نہایت پشت پناہ ہو سکتا تھا پرگنہ کی خدمت اور بشن سنگہ زمیندار گوشمال کو مامور ہوا
اکثر سرداران معتمد کار آمدنی کو مانند خادم حسن خان اور احمد خان قریشی اور مانند انہین لوگون کے
مع راجہ سندر سنگہ زمیندار ٹکاری کے ہمراہ کر دئے کوئی حاضر حضور نتھے اور جو تھے اونکو ممانعت ہوئی کہ کوئی
شخص فرقہ سپاہ سے روز ملاقات کو حاضر دربار نہو چوبدارون نے یہ حکم گھر گھر ہر ایک کو پہونچایا اور حیرت کی

سرداران افاغنہ کی اطمینان کو تا فی الحقیقت موت تو گہات مین آن لگی تہی ہر آن قضا سامان ہین
مصروف تہی کوئی عقل و تدبیر سوجہتی تہی جو کرتا برعکس ہوتا اور نہ یہہ شخص نہایت عقیل اور بمقدار جواب جنگ
کا تہا اور مورخ اس سانحہ کو ما قبل بارادہ ملاقات اپنی والد کی عازم بریلی ہوا تہا کیونکہ وہان کی خدمت
غازی الدین خان فیروز جنگ پسر آصف جاہ کی طرف سے رکہتا تہا — اوسیدن عصر کیوقت مورخ نے
بلا دیکہنے متکلم کے سنا کہ کوئی شخص کہتا ہی کہ شمشیر خان نے ہیبت جنگ کو مار ڈالا اور اوسکی دوسرے روز
منزل اپنی مضاف پرگنہ غازی پور مین چند لوگ بہوجپور سے آکر جو وہانکی عامل کی ملازم تہی مظہر ہوئی
کہ ہیبت جنگ مارا گیا اور فوجدار سرکار شاہ آباد بہی زمینداران گرد و نواح کی ہاتہ سے غارت ہوا —

بیان انتقال ہیبت جنگ کا اور کوچ کرنا اس جہان تار و تنگ سے

ہیبت جنگ کی مارے جانے کا حال یون ہے کہ ایکروز قبل روز معینہ ملاقات کی شمشیر خان اور سردار خان
نے مع رفقا کی حاضر ہو کر ہیبت جنگ کی ملاقات حاصل کی اور حسب دستور پان کا بیڑہ متضمن تسلی
لیکر اپنی خیمہ کو گئی دوسرے روز بطور روز اول ہیبت جنگ چہل ستون مین جو کہ نیا تعمیر کرایا ہوا اپنا تہا آکر بیٹہا
اور محمد عسکر خان کہ ندیم اور واسطہ جواب سوال افاغنہ مذکور کا تہا اور میر مرتضی اور میر بدر الدین اور
مرلیدہر ہرکارہ اور رمضانی تحویلدار سلاح خانہ جو کہ قوم کا قصاب تہا اور سیتارام مشرف توپخانہ دستی
جو خادم حسین خان کی پیشکاری رکہتا تہا مع چند نفر خدمتگار کے حاضر اور چوبدار اور چیلہ بدستور دربار اپنی
اپنی جگہہ پر استادہ تہے اور میر عبد الاحد صفوی نسب جو کہ عظیم آباد کی اعیان مراد آباد مین تہا اور شاہ بندگی پیرزادہ
جو جعفر خان کی باغ کی قریب ساکن اور قدم شریف کا مجاور تہا اسطرح کے دو تین منتخب پیشہ برسم مجرا حاضر
آکر مصاحبت مین تہے اور محمد عسکر خان مع مہتاب رای کہتری کی جو اوسکا رفیق پروردہ تہا ہیبت جنگ کی
پشت پر متصل مسند آبیٹہا مگر ان لوگون مین کسی کی پاس تیغ و خنجر بلکہ چہوری تک کمر بند مین نہ تہی مگر
رمضانی خدمتگار ہیبت جنگ کی سپینہ ہاتہ مین لئے ہوئی موافق ضابطہ کے کہڑا تہا اور راجہ رام نراین دیوان اور
بعض متصدی عملہ دیوانی اور تین چار نفر منشی منشیخانہ مین تخمیناً پچاس گز چہل ستون سے دور پورب
سمت بیٹہے تہے اور عنایت یاب خان بہی جو کہ پیشتر والد مورخ کا خانساماں اور ہیبت جنگ کا ملازم تہا اور
اونکی گہر کی میر سامانی رکہتا تہا حاضر تہا اول بیلدار تخمیناً بیس ہزار آدمی قدر سے کم و بیش ساتہ بندوق فتیلہ
روشن نمایان ہو کر دور سے رسم سلام بجا لائی اور چند روشناسیون کی ہمراہ بقصد ملازمت ہو کر
نذرین گذرانین اور اوسکی ہمراہی بندوقچی دست راست کی طرف جو محل سرا کی راہ تہی بہت نزدیک
متوقف ہوئی بعد ازان مراد شیر خان نامی دو پانسو پٹہان مسلح ہتیار بند سے پہونچا اور دور سے آداب بجا

بندگی بجا لا کر بہیئت مجموعی روبرو آیا عمارت چہل ستون مین ازدحام ہو گیا پھر ایک نذر ملازمت
گذرانتا تہا اور مراد شیر خان روبرو کہڑا ہوا پھر ایک افغان کا نام و نشان عرض کرتا تہا ہیبت جنگ نی استفسار
کیا کہ شمشیر خان کب تک آویگا پھر کارون نی التماس کیا کہ راہ مین ہی عنقریب آستانہ دولت مین پہونچتا ہی
تا آنکہ شمشیر خان چبوترہ کوتوالی کی نزدیک جو قلعہ پختہ بادشاہی کی دروازہ پر چہل ستون سی دو تیر کی
فاصلہ پر تہا پالکی پر سوار آ پہونچا اور قریب تین چار ہزار افغان کی ہتہیار بند مسلح شمشیر خان کی گرد آہستہ
آہستہ چلے آتی تہی دروازہ چہل ستون سی جو کہ رستہ بازار تک اُن بدنیتون کا ہجوم تہا جب مقام مذکور
تک شمشیر خان کی پہونچنی کی خبر ملی مراد شیر خان نامراد نی ہمراہیون سی کہا کہ رخصت ہو کر پان لو تاکہ
شمشیر خان آکر ملازمت حاصل کری افغانون نی ہیبت جنگ کے سر پر ہجوم کیا پان لینی لگے تا آنکہ عبد الرشید خان
کے آنی کی نوبت پہونچی چونکہ باہم گر اقرار تہا کہ یہ شخص سبقت کری اسکے بدن مین لرزہ سوار ہوا ہاتہ کانپنی
لگے جب ہیبت جنگ نی پان عنایت فرمایا مگر اوسکا ہاتہ لرزہ سے کانپ رہا تہا پان ہاتہ سی گر گیا ہیبت جنگ
نی ہنسکر فرمایا کہ تمہاری قسمت کا پان گر گیا خیر دوسرا لو متوجہ پاندان ہوا ہنوز نظر نیچی ہی تہی کہ رشید
نارشید نی کمر سے کٹاری نکالکر ہیبت جنگ کے پیٹ پر ماری مگر اضطراب کی وجہ سے کارگر نہ ہوئی
محمد عسکر خان یہ حال دیکہنی سی فریاد زن ہوا کہ ہان ہان یہ کیا کور نمکی ہی اسی گرما گرمی مین ہیبت جنگ نی
سر اونچا کیا اور یہ حالت دیکہکر چاہا کہ شمشیر پیش نہاد کا قبضہ ہاتہ مین پکڑی مراد شیر خان نی جو ہاتہ
مین تلوار لیے تہا سر پر دست ایسا مارا کہ ہیبت جنگ کی شانہ سی گذر کر تہیگاہ تک جا پہونچا اور ہیبت جنگ
مردہ نقش مسند ہوا اور مراد شیر خان یا کسی دوسری بدکار نی اوسکا سر اور سینہ پہیر کاٹکر اوسکی چہاتی پر
رکہدیا اور اس حرکت کو ایک طرح کا عمل سمجہا کہ اوسکے خون خواہون کا اس بازو پر بہروسی نہ ہوگی
کہنی لگے میر مرتضی خان نی بگمان زندگی دوڑکر اوسکو سینہ سپر ہو کر ریزہ ریزہ ہو گیا اور محمد عسکر نی
ہیبت جنگ کی تلوار عریان کر کے مقتول ہوا اور مہتاب رای اوسکا ہمراہی رستہ پا چیپا کی شقیقہ یعنی
کنپٹی مین زخم شمشیر کہا کر عسکر خان کی لاش کو سر زانو مین رکہکر اوس جگہ بیٹہہ گیا اور لاش کی ساتہ تہا
بادشاہ نواز خان نام منصبدار کہنہ جو کہ عظیم آباد کے مشاہیرون اور فخر الدولہ کی عہد نظامت مین صاحب
عزت تہا اور ان دنون ہیبت جنگ سی تقرب بہم پہونچایا تہا امیدوار مراتب عالیات تہا اس معرکہ مین کام
آیا اور رمضانی داروغہ سلاح خانہ اور سیتارام مشرف توپخانہ دوستی نی بقدر تاب و توان حق نمک
ادا کر کے سرخ روئی دنیا حاصل کر کے عقبی کی راہ لی مہر لیدہ ہمراہ اور میر بدر الدین ہاتہ کٹا کر باہر نکل گئی
راجہ رام نراین مع دیگر متصدیون کے بعض مجروح اور بعض سلامت تا خانہ تاراج ہو کر برآمد ہوئی

میر عبد اللہ بھی صحیح و سالم نثال اور کمرہند اور کہاری کی دستی سے برآمد ہوکر اپنی راہ لگا شاہ بندگی
نے آخرت کی راہ لی باقیماندہ بھی اپنی اپنی بتہ سیر سے نکل گئے جب اس غلغلہ نے بلند ہوکر لوگون کو اسیر
حیرت کیا حجاب اور دربان دولت سرای امارت کی اپنے گہرون کو سدہارے سید علی خان جو کہ مکتب
مین حسب طلب ہیبت جنگ کی حاضری کا آمادہ تہا اور اوستاد اور اتالیق لوگ ارادہ ہمراہی کا رکہتے تہے تو
اوس خبر بد کے سننے سے سید علیخان کو حرم سرا مین کرکے خود متفرق ہوگئے اور آمنہ بیگم مہابت جنگ کی
لڑکی سراج الدولہ کی مان ہیبت جنگ کی بی بی نے دروازہ بند کرا کر آئینہ حیرت ہوئی لیکن سید علیخان
کو اپنے کوٹھون سے جو شہامت جنگ کی کوٹھون سے ملحق تہے نکالدیا اور کہا جسطرح تو جانے یا تیرے سے ہوسکے
اپنے خالو عبد العلیخان کے گہر چلا جا اوسوقت مین عبد العلیخان شیخ عبد الرسول بلگرامی کے مکانمین جو کہ
جماعہ داران مشہور اور شیخ الہیار بلگرامی سربلند خانی کا بہانجہ تہا مہابت جنگ سے مرخص ہوکر اپنے
وطن کو جاتا تہا آخری رخصت کیواسطے گیا تہا سید علیخان مورخ کا بہائی کہ اسوقت نو برس کا تہا نہایت مضطر
الاحوال گہراتا تہا بسبب کم سنی کے اتنی جرات نرکہتا تہا کہ کسی طرف کو چلا جاتا کسی نے فضل الٰہی سے اوسکو بچایا
اور رحم کرکے ایک چیرا یا پٹکا چادر تنزیب کرا کر تغیر وضع اپنے ہمراہ دریا کنارے ہوتے ہوئے عبد العلیخان
کے مکان پہونچا دیا شمشیر خان کچہ دیر اوس مکانمین ٹھہرا اور حیات خان کو حاجی احمد کی ملاقات
سے کہ بند مین تہا پہنچکر حکم دیا کہ قید کرلائے حاجی احمد اس خبر سے ماہر ہوکر مضطرب الاحوال ہوا ہر طرح کی
خیالات کرنے لگا مگر زر و مال کے خیال نے سمجہا کہ قدم ہٹا دے ورنہ ممکن تہا اگر گہوڑے پر سوار ہوکر کہین
جاتا تہا مہر و زر سیستا سنگہ کے پاس جا پہونچا آخر اسی طرح مین کہین نہ گیا تہا کہ طالب لوگ آ پہونچے اوسوقت
دیوار کہود کر یا کسی روزن سے نکلکر کسی ہمسایہ کے گہر مین پوشیدہ ہوا مگر راز فاش ہوا اور ہم ہوکر قید ہوگیا
شتر و زر گرفتار رہکر چار و ناچار سے ہمسایہ مین دوچار تہا اوسکے دفینہ اور زر و جواہر جسقدر مدفون تہا
کہود کر تصرف کیا باقیماندہ جو تہا وہ نقدی دریافت کرکے شمار خزانہ اور اراکی سے تم کہتے ہین کہ قریب تیرہ لاکہ
روپیہ اشرفی اور جواہر کے اوسکے علاوہ اوسکے گہر مین ملا اور زین الدین احمد خان مرحوم کے مال سے
جو کچہ مشہور ہے تین لاکہ ہے اور بعض آدمی نہایت کم حتی کہ چند ہزار کے ناقل ہین واللہ عالم بالسرّ والخفیات
بعد ازان جب حاجی احمد خان کا قتل ہوا لب دریا موضع سمبل پور کے متصل باغ جعفر خان سے چند قدم
پیشتر حسب مقدر مدفون ہوا بعد قتل زین الدین احمد خان مرحوم اور قید ہونے حاجی احمد کے
شمشیر خان نے دونو کے مکان پر چوکی پہرہ بٹہلا کر جعفر خان کے باغ مین اقامت کی اور شہر مین
مراد شیر خان مقیم ہوا اور مہابت جنگ کے مقابلہ کے خیال سے جو کہ شمشیر باندہ کر باندہے ہر طرف

صادر فرماکر اپنے الوس کو جمع کیا بسبب تقدیراون دنونمین قوم افغان حشرات الارض کی صورت
زمین سے نکلتی تھی چنانچہ احمد ابدالی قندہار اور ہرات سے شاہجہان آباد کی طرف لشکرکش ہوا
اور بعد چندے کے علی محمد روہیلہ نے اوسی ہنگامہ مین آمد آمد کی خبرین سنکر راہ سہارن پور
پوریہ سے بریلی پہونچا عجب طرحکا آشوب تمام ہندوستان مین نمود ہوا القصہ ہر روز پانچ چھ مرتبہ
عظیم آبادیون کے کان مین نقارہ کی آواز پہونچی بروقت دریافت معلوم ہوا کہ فلان پٹھان
اسقدر جمعیت سے سردار خان اور شمشیر خان کی رفاقت کو آیا ہے اور شمشیر خان اور بخشی بہلیہ کے
ارکان اور عملہ نے دست تطاول دراز کیا تہا کوئی ایسا شہر مین نتہا جو انکے ہاتھ سے باعزت بچا ہو
عبدالعلیخان تمام دن شیخ عبدالرسول مذکور کے گھر مین رہکر رات کو اپنے گھر گیا اوسوقت کشتیان
واسطے باربرداری کے مع ملاح اور نیز کشتی خاصہ یعنی بجرہ موجود و مہیا تہین سردار ملاحان
نے عرض کیا کہ اسوقت شہر آشوبگاہ محشر ہورہا ہے اگر مع عیال و اطفال و دولت و مال کے
سوار ہوجیے انشاءاللہ اس ورطہ جانستان سے ہمکنار سلامت ہوجاوین اور شباشب تین کوس
مسافت طے ہوجاوے گی درحقیقت یہ صلاح بہت عمدہ تہی مگر خوبی تقدیر سے عمل مین نہ آئی
چند روز کے بعد جب کہ مراد شیر خان مشید الارکان ہوا عبدالعلیخان کو پیغام حاضری صادر فرمایا
عبدالعلیخان حسب معمول سواری پالکی مع چند نفر سوار و پیادہ کے راہی ہوکر جب دروازہ پر
پہونچا بعض مراد شیر خان کے خواص نے دربارہ باہر رہنے رفقا کے ہمراہی کے رفق و مدارا سے
عرض کیا عبدالعلی خان نے یہ خیال کیا کہ اگر میرے ساتہ بدی کرنا منظور ہوتی تو باوجود اس حصول
اقتدار کے اسطور سے کیون طلب کرتا اور بصلاح رفقا کے دو تین خدمتگار ہمراہ لیکر اندر گیا اور
اوس بدعہدی نے اسباب بیرونی اپنے تصرف مین لاکر اپنی پالکی پر عبدالعلیخان کو شمشیر خان کے
روبرو بہیجا شمشیر خان نے بموجب اطلاع برہنہ پا دوڑکر صحن خیمہ مین ملاقات کی اور عذرخواہی
بیشمار کر کے اپنی پالکی مین بٹھایا اور مکان کو واپس بہیجا اور دو تین آدمی حفاظت خانہ کو دروازہ
پر مقرر فرمائے بعد چندے جب کہ عبدالعلیخان کی سپاہ قیل و قال کرنے لگی عنایت جنگ کے ارادہ کی خبر
ادہر اودہر مشتہر ہوئے تب تو توہم بیجا سے دوبارہ طلب کرایا آتے ہی خیمہ مین مقید ہوا اور مراد شیر خان
اور مصطفے خان کے لڑکی کی سعی سے حکم قتل ہوا چنانچہ ملازمین غنیم نے حسب الامر عبدالعلیخان کو کشتی پر
سوار کراکر دریا پار لیجاکر مستعد بجا آوری ستم ہوا عبدالعلیخان مع اپنے رفیق حیدر نواز خان
کے مہلت غسل اور دو رکعت نماز کی لیکر مشغول ہوئے تو کہ حکم ممانعت صادر ہوا اور دونون

آدمیون کو واپس کیا شاہ صادق اس جان بخشی کا ضامن ہوا بدین عہد کہ اگر مہابت جنگ کی
لڑائی درپیش ہو عبدالعلیخان ہرگز اپنی جگہہ سے جنبش نکریگا اور مصدر فساد و شورش نہوگا ـ عہد سی نثار خان سنے جو برس
کلنبہ کے زمیدار سے کاوش کرکے اوسکا اخراج کیا تہا جب خبر ہیبت جنگ کی پہونچی زمیدار برعکس
ہوکر خان مذکور پر ہجوم کرا اوٹہا خان مذکور مع چند نفر ہمراہی کے رہتاس پہونچا علی قلیخان
قلعدار نے قلعہ مین جگہہ دی مہمان نوازی فرمائی مورخ کا مکان اسطرح پر محفوظ رہا کہ کسی جماعہ دار
بہلیہ نی جو اون دنون مین بخشی بہلیہ کی ہمراہ تہا درحرم سرا کا محافظ رہا بعد ازان دوسرے روز بختاور خان نے
جو کہ شمشیر خان کا نہایت مقرب تہا اور مورخ کی والد کا احسانمند اور وہ اس قسم کا احسان تہا کہ کچھہ
قرض دار تہا والد نے بروقت جانے عظیم آباد سے دس بارہ ہزار کے تمسک پہاڑ ڈالے اور اونکا
روپیہ معاف کردیا تہا اور اسیطرح شیخ محمد صلاح لکہنوی اور کالے خان بلیمن جو ہر ایک زیر احسان
تہے محافظت مین ساعی رہتے قبل اس سانحہ کے بختاور خان نی شمشیر خان سی عہد کرلیا تہا کہ سید
ہدایت علیخان کی حویلی سے مجھے بخشنا چاہیے اور بروقت تسلط ہی اوسپر غلبہ نکرنا چاہیے ورنہ بندہ تمہارے
راز سے دولتخواہان ہیبت جنگ کو آگاہ کردیگا چونکہ شمشیر خان نی عہد و قسم سی اقرار کردیا تہا لہذا
بختاور خان مع کالیخان اور شیخ محمد صلاح کی رات دن ہمارے دیوان خانہ مین مقیم دربار آتی
جاتے تہی اگر کوئی محرک بدی ہوتا اپنے رفقا کو جو دو تین ہزار جرار تہے جمع کرکے مستعد مقابلہ ہوتا
اسطرح پر وہ مکان محفوظ رہا ہیبت جنگ کی لاش کو سید محمد اصفہانی نی جو کہ میر حیدر علی کو توال
کا سسرا اور مرزا داراب کا داماد تہا میر حیدر علی کی التماس سے اوٹہا لایا اور کسیقدر اوسکی نگہداشت صاحب
افسر کے جو بانی مرحوم اپنے ورثہ نہ سے محفوظ ہی تہی وہ کہیں اوٹہا لایا اور وہ کفن کہ کربلا سے آیا تہا اوسی مین دفن کیا جو کہ فی الحال ہیبت جنگ
کے مقبرہ کی نام سی محلہ بیگم پورہ منمحلات شہر عظیم آباد مین مشہور ہی جب مہابت جنگ کی عرضی کی
خبر ملی بے حیائی نے اپنا جلوہ دکہلایا یعنی ہیبت جنگ کی زن و دختر کو مع چہوٹے لڑکے مرزا مہدی کی
رتہہ پر بے پردہ و غلاف سوار کراکر رستہ بازار شہر سی عریان نکالا اور اپنی لشکر گاہ کو لیگیا مورد لعن و طعن ہوا
چند روز مین اسقدر دنیا و آخرت کا وبال اپنی سر پر لیا کہ اوسکی لکہنی کی بات بجز کاتبان اعمال کی دوسری کو نہین
قریب چالیس ہزار سوار اور اتنی کچھ کم زیادہ جمع ہوکر اور مرہٹہ بہی شریک ہوی عظیم آباد کا تو سینہ زیر تصرف آیا
بہمہ اسباب مستعد و مسلح ہو کر عازم حرب مہابت جنگ کا تہا ـ

احتمر الدولہ بہادر ہیبت جنگ کا مارے جانیکی خبر سنکر مہابت جنگ کا عزم مقابلہ کرنا اور عظیم آباد مین آکر شمشیر خان اور میر حبیب وغیرہ پر فتحیاب ہونا

جسوقت کہ مہابت جنگ داعیہ حرب اور تنبیہہ میر حبیب اور جانوجی وغیرہ مرہٹہ پر

مرہٹہ پر مرشد آباد سے کوچ فرماکر اوسط فصل زمستان مین واقع امانی گنج خیمہ زن تہا اس حادثہ
ہیبت جنگ کی خبر پہونچی اگرچہ تسلط ہوجانے اس فرقہ قوی جنگ اور مارے جانے فرزند دلبند اور
گرفتاری دختر وغیرہ ناموس و ننگ سی نہایت مضطرب ہوا مگر ظاہرا مستقل مزاج رہکر ساری
سرداران سپاہ کو جمع فرمایا اور کہا صاحبون سنگ آمد وسخت آمد ایسا لخت جگر کشتہ ہوا اہل وعیال
دام مخالف مین بستہ ہوی کیونکر دل نہ شکستہ ہو زندگی ناگوار ہی مارنے اور مرجانے پر عہد وقرار
ہے آپ لوگ اپنا ارادہ اظہار کرین کوی ایسے رفیق غمگسار ہین جو ہمراہی مین عزم پیکار کرین
ہر ایک نی متفق ایک زبان ہوکر عرض کیا بموجب بیت تو لوہی جا و قتلی سے ہم بندہ بیدام ہین سرکار تمہاری بسر اپنے فدا پاون پہ ہر بار
تمہارے ہیں ہم سن صبح اب سی مہابت جنگ نی کہا کہ چونکہ تمہاری رفاقت کا حق برسون سی میرے ذمہ ہی جو میری رفاقت کریگا اوس سے
جان و مال دریغ نہین اور جسپر توجہ نہو اوسکا متعرض بھی نہونگا کیونکہ جسوقت خواہان مرگ ہون
مدد کی طلبگاری بھی نہین دوبارا حاضرین نے التماس کیا کہ ہم لوگ حق نمک مین اسیر ہین بجز
جانفشانی کے کوی دوسرا ارادہ نہین تب فرمایا کہ قول وقسم ہو قرآن آیا ہر ایک نے سوگند کہائی
بعد ازان فرمایا کہ تمہاری تنخواہ میرے ذمہ ہی جب کہ تمہین اپنی جان دینے سے دریغ نہین بندہ بھی
زر و مال کے عطا کرنے سی مقصر نہوگا لیکن چاہیے کہ آہستہ آہستہ طلب فرمائی کل سپاہ نی قبول کیا
تب مہابت جنگ زر کی فکر مین ہوا کسیقدر روپیہ شہامت جنگ اور اپنی بی بی اور جگت سیٹھہ وغیرہ
مہاجنون سی قرض لیکر تقسیم تنخواہ فرمائی مگر ہنوز کسیقدر باقی رہگیا کہ فوج مرہٹہ نواحی شہر مین ہوکر شورش
اوٹھائی چونکہ مرہٹہ کی لڑائی یکجائی نہین ہوتی تھی اکثر مارتے کہاتے لڑتے بھڑتے ہین اس وجہ سی عظیم آباد کی
عزیمت سے تردد ہوا آخرکار امانی گنج سی تعاقب شروع کیا اور تا سرانجام سفر عظیم آباد اور درستی اسباب
و سامان کے اوسی جگہہ مقیم ہوا صولت جنگ کو بہاگوان گولہ بہیجا کہ وہان سی شہر تک مرہٹہ کا سدراہ ہو
اور رسد وغیرہ پہونچنے کی راستے بند نہونے پاوین تاکہ گرانی نہو اور فرمایا کہ مجھے قوم افغان کی لڑائی اور
عظیم آباد تک رسائی ضرور ہے اور مرہٹہ اس گرد ونواح مین ہنگامہ آرا ہی اسکا تدارک بالفعل مجھسی
ناممکن ہی جو شخص جہان چاہی چلا جاسے اس کلمات کے سننے سے اصحاب قدرت گنگا پار مثال روبہ بجا بجا
چلے گئے اور جو محض بے استعداد تھے توکل بخدا اپنے گہرون مین بیٹھ رہے مہابت جنگ نی فراہمی سامان
لائقہ اور تالیف قلوب سپاہ فرماکر اول ماہ ربیع الاول ۱۱۶۱ ہجری کو پندرہ سولہ ہزار سوار اور
قریب آٹھہ ہزار برق انداز کے عز وجلال سی جانب عظیم آباد روانہ ہوا اور امانی گنج سے نہضت کرکے
موضع چپائی مین جو مرشد آباد سے تین ۳ کوس پر عظیم آباد کی راہ مین تعمیر ہو منزل کی شہامت جنگ بہادر

اور عطاء اللہ خان بہادر ثابت جنگ کو پانچ چھہ ہزار سپاہ سے مع میر محمد جعفر خان
کے متعین مرشد آباد کیا اور اس کا سبب یہ ہی کہ مدت دراز سے بخشیگری میر مذکور کو مفوض تھی بموجب
استدعا سے شہامت جنگ کے اسی وقت مین قبل اس سانحہ کے بپاس خاطر نور اللہ بیگ خان
کے تغیر سے بخشی گری کی خدمت پر مقرر ہوا تھا اور چونکہ یہ خیال تھا کہ مرہٹہ بر وقت کوچ کے
چارون طرف سے محاصرہ کر کے رسد وغیرہ کا پہونچنا بند کرینگے اور عسرت معاش لشکریونکی
ہوگی حکم ہوا کہ اجناس غلہ کو کشتیون پر بار کر دیا کرین بہر حال انتظام دلخواہ کر کے
موضع چیپائی سے نہضت فرمائی اور دفع دشمنونکین کمر ہمت چست باندھی مرہٹہ اُسکے عزم کرنیکے بعد راہ معروف چھوڑ کر اور
مرشد آباد سے ہاتھ اوٹھا کر براہ جنگل افاغنہ کی مدد اور کمک کو اقلیم آباد کی طرف روانہ ہوئے

معین الدولہ سیف خان کا بھیجنا شیخ دین محمد اپنے جماعہ دار کو مہابت جنگ کے مدد پر

سیف خان فوجدار پورینہ نے اپنے جماعہ دار شیخ دین محمد پسر شیخ مجاہد کو مع ڈیڑہ ہزار
سوار کے برسم اعانت روانہ کیا اور خود بعذر بیماری مقصر ہوا شیخ دین محمد نے کندمہ کو لہسے
گنگا اوتر کر جب کہ مہابت جنگ مونگیر پہونچا چند روز مقیم ہو کر وارد سلطان گنج ہوا اور مرہٹہ
نے اسکی خبر سنکر مہابت جنگ کی اطراف سے کوچ کر کے شیخ مذکور کو مع اُسکے ہمراہیونکو
گھیر لیا تمام روز باہم جنگ و جدال رہی اُسنے کسی ستعجلی کے ہاتھ مہابت جنگ کو اطلاع دی
مہابت جنگ نے اگرچہ بھیجنا فوج کا دور از صلاح اپنے سے نہین دیکھا لیکن چار ناچار عمر خان
کے لڑکے کو مع دیگر اشخاص کی مدد پر بھیجا ہنوز یہ لوگ نہ پہونچے تھے کہ رات نمود ہوئی مرہٹہ اپنے
مسکن کو واپس ہوئے اور شیخ دین محمد نے فرصت پاکر وقت شب کوچ کر دیا صبح ہوتے لشکر سے
ملحق ہوا اور باتفاق مہابت جنگ کی خیمہ گاہ مین پہونچکر شرف ملازمت سے معزز و ممتاز ہوا اظہار
حالات مین عرض کیا کہ جسقدر باروت سیف خان نے دی تھی اوسکی اوس آدہی دیر مین ڈہوئین
اوڑ گئے اب سرکار سے امیدوار عطا ہون مہابت جنگ نے صرف باروت مین نہایت استعجاب کیا
کہ کیونکر خرچ ہو گئی وہ کہتا تھا کہ صبح سے شام تک آگ برسانی پڑی خیر کسیقدر باروت عنایت فرمائی
تعجب ہے کہ ایسے امیر نے اسوقت مین باوجود سماجت عطائی باروت مین کسقدر تامل کیا
فاعتبروا یا اولی الابصار۔ اسی سفر مین دوست بیگ بدخشی جو کہ سرکار کی جماعہ دارونمین تھا
کسی کو گرفتار کر کے حاضر لایا بعد استفسار دریافت ہوا کہ عطاء اللہ خان کی خط بنام شمشیر خان

اور سردار خان کی نام مستقل استدعای موافقت اور ترغیب اخلاص کی اونکے ساتھ بہیجی جب
مہابت جنگ بہاگلپور پہونچا مرہٹہ مع میر حبیب کی جنگل سے نکلکر نالہ چہپا نگر مین کسیقدر فوج کی ساتھ
سے گذر کر اور بعضی مردم بیگناہ کو رنج پہونچا کر بعجلت و بفرار ہوا جب مہابت جنگ کی فوج مونگیر
پہونچی راجہ سندر سنگہ زمیندار تکاری جو مہابت جنگ کا پروردہ تہا مع کامگار خان میین زمیندار
ترہٹ کی ملازمت مین پہونچکر مورد عنایت ہوا اور انہین ایام مین زبدۃ العلما اسوۃ الفقہا کاشف علوم
خفی و جلی مولانا میر محمد علی ادام اللہ ظلال افضالہ پہونچکر ملاقی ہوا کسیقدر احوال انکا مہابت جنگ
کے پایان سلسلہ مین تحریر ہوگا اور خادم حسین خان بہی جو کہ مہدی نثار خان کی رفاقت سے
علیحدہ ہوکر عظیم آباد کو آتا تہا پہلواری مین پہونچکر اپنے خاوند ہیبت جنگ بہادر کی مرنے کا حال
سنا مگر چند وجوہات سے باہر نہ نکل سکا شمشیر خان کی ہمراہ ہوکر منتظر فرصت تہا جب مہابت جنگ
کے قریب لشکر کا حال سنا لشکر اعدا سے بہاگ کر مونگیر مین آستانہ بوس ملازمت ہوا
اور اسمعیل قلیخان جو مونگیر کا حاکم تہا معذور ہوکر مہابت جنگ کی خدمت مین آیا مگر نظر سے گر گیا۔

شمشیر خان کا مع افغان جعفر خان کی باغ سے کوچ کرنا اور مرہٹہ اور میر حبیب سے ملاقات ہونا باہم اور مہابت جنگ کا عزم جزم کرنا

اودہر شمشیر خان اور سردار خان مع لشکر فراہم آمدہ پچاس ہزار سوار کے برہمنونی او باغلط کار کی
باغ جعفر خان کی سمت سے قصبہ بارہ کے طرف کوچ کنان ہوی ادہر سے مہابت جنگ نے بعد چند قیام
کے کوچ مونگیر سے مستظہر بنا بر آرام سپاہ لایق کی تیاری زبانی اور بلند کرنی اعلام ظفر ارتسام سے کوچ فرمایا
اسی اثنا مین میر حبیب مع جانوجی پسر رگہوجی بہوسلہ کی عظیم آباد کے جوار مین پہونچا اور اپنی پہونچنے
سے فوج افغان کو آگاہ کیا اور پٹہان لوگ جو اول مرتبہ کی تحریک سے عازم ہونے تہے بقصد
ملاقات مرہٹہ کے لشکر مین آئے اور میر حبیب نے جسکے مزاج مین فتنہ و فساد مخمر تہا اور بنگالہ اور
مہابت جنگ کی تخریب مین ساعی تہا سردار خان اور شمشیر خان کو عطای خلعت سرفراز فرمایا
اور اپنے زعم مین صوبہ داری بہار کی اونکو عطا فرماکر رخصت فرمایا دوسرے روز میر حبیب اور
مرزا محمد صالح اور موہن سنگہ وغیرہ چند آدمیونکو بتقریب ضیافت طلب فرمایا اور بعد رسم مہمانی
کے جو خیمہ کہ اونکے آسایش اور خوابگاہ کو استادہ کیا تہا بہلا کر اپنے مقامات کو چلے گئے اور کسیقدر
جماعہ افغان کو بہیجا کہ بطریق چوکی اوسکے خیمہ کی گرد رہین اور کہا کہ جب مشار الیہ اپنے لشکر کا

قصد کرسے مانع ہوکر کہتا کہ بہ تنخواہ بموجب کہنے آپ کے نوکری کی اور زین الدین احمد خان کو
درمیان سے اوٹھادیا پچاس ہزار سوار اور پیادہ نوکر ہوکر مہابت جنگ کی لڑائی کے
امیدوار ہیں پس اس صورت میں مبلغ تیس ۳۰ چالیس ۴۰ لاکھ روپیہ کہ آجتک کی تنخواہ ہوئی
اوسکی تدبیر کرنا چاہیے تب تشریف لیجائیگا قضارا یہ بھید کھل گیا میرزا محمد صالح کو معلوم ہوا
نامبردہ نے براہ تدبیر چند سواران مرہٹہ کو تعلیم کردی کہ تم لشکر کے باہر ہوکر مست
عنان سرگرم فغان داخل لشکر شمشیر خان ہوکر خبر دو کہ مہابت جنگ آپہونچا اونہون نے
بطور معہود پہونچکر مہابت جنگ کے پہونچنے کی خبر پہونچائی میر حبیب وغیرہ نے سراسیمہ ہوکر
اپنے لشکر جانے کو عزم کیا اسی اثنا میں شمشیر خان اور سردار خان افغان نے پہونچکر اظہار
مدد کیا میر حبیب نے جواب دیا کہ بالفعل توقف کرنا اور اس گفتگو میں آنا برخلاف
مصلحت ہے اور اسقدر مبلغ کا سرانجام آہستگی سے ہوگا حالانکہ لڑائی کی فکر کرنا ضرور
ہے خلاصہ یہ کہ بعد گفتگوے بسیار کے میر حبیب نے دو لاکھ روپیہ جو کہ ابتدا میں وعدہ
تھا قبول کرکے مہاجن کی ضامنی دلوادی اور وہ متعہد ہوا اس تدبیر سے میرزا صالح نے
بھی اپنے تئین مع میر حبیب کے اوس ورطہ ہولناک سے بچاکر اپنے خیمہ گاہ کی راہ لی
دوسرے روز لشکر طرفین کا مقابلہ ہوا دو جانب میں تین چار کوس کا فاصلہ تھا—

مہابت جنگ کا شمشیر خان اور سردار خان اور میر حبیب وغیرہ مرہٹہ سے لڑکر فتحیاب ہونا

نواب شجاع الملک حسام الدولہ محمد اللہ وردیخان بہادر مہابت جنگ جو کہ اپنے عہد میں
تواعد جنگ آزمائی سے بخوبی آگاہ اور سواے آصفجاہ کے دوسرا اپنا ہمسر نہ کہتا تہا لب دریای
گنگ کو چھوڑنا مناسب نہ سمجھا جب قصبہ بارہ باڑی سے برآمد ہوا گنگا کا سوتا اسطرف کو
چھوڑکر اوس کنارہ پر روان ہوسے تو اوسکے جزیرہ میں مردم شمشیر خان نے اوس معبر
کو محکم کرکے توپین لگادین کہ وہان سے عبور دشوار تہا مہابت جنگ نے معبر مذکور کو
چھوڑکر دو میل کے فاصلہ پر کسی زمیندار کی رہنمائی سے مغرب طرف جاکر عبور کیا اور
شمشیر خان کے آدمی اس عبور سے کہ حالت بے خبری میں عبور ہوا تہا نہایت سراسیمہ
ہوسے اور نہایت اضطراب سے توپ وغیرہ سامان جنگ چھوڑکر باہر بہاگے یہ اول
شکست تھی جو شمشیر خان وغیرہ کو نصیب ہوئی اسی منزل میں مہابت جنگ نے بجیال

شب خون اور حیلہ انگیزی افغان کی سپاہ اندرونی کو فریب دیکر کے خود خیمہ گاہ سے باہر نکل گیا
اور توپخانہ کلان کے نزدیک کہ جمیع فوج سے پیشتر اور ہر دم مخالف سے کم عرصہ مین تھا شب
بسر کی جب صبح اقبال نے جلوہ فروشی کی اول روز مکتوبہ ادا کر کے درگاہ قادر قدیر سے التجا کی
قبولیت فرمائی اور خاک تربت شہدا علیہم السلام جو ہمیشہ ایسے مقامات پر ہمراہ رکھتا تھا نکال کر اپنی
پیشانی پر لگائی اور نہایت گریہ وزاری کر کے اپنے ہاتھی پر سوار ہو کر سرائے رانی پر جو قصبہ
باڑہ کی غربی طرف دریاے گنگا پر واقع ہے فوج آراستہ فرمائی بہادر علیخان کو توپخانہ نفیسی
تک کل فوج سے پیشتر بھیجا اور حیدر قلیخان بہادر کو توپخانہ دستی کے ہمراہ بہادر علیخان کے عقب
مین اور اُنکے پشت پر رحیم خان اور میر محمد کاظم خان ہراول مقرر ہوے اور یمین کی طرف
جدہر دریا تھا فقیر اللہ بیگ خان اور نور احمد بیگ خان اور شیخ جہان یار کو مقرر فرمایا اور
طرف چپ جدہر مرہٹہ تھے نواب صولت جنگ اور محمد اللہ یار خان بہادر اور محمد ایرج خان بہادر
اور راجہ سندر سنگہ اور پہلوان سنگہ اور کامگار خان اور چند سردار دیگر مقرر ہوے اور عمر خان
کو مع فیل نشان اور اوسکے لڑکون کے یعنی اصالت خان و دلیر خان و احمد خان و محمد خان کے
اپنے روبرو نگاہ رکھا اور ساقہ لشکر مین شیخ دین محمد کو چند جماعہ دارون سے تعین کیا خود قلب
لشکر مین آیا اور دہر شمشیر خان اور سردار خان نے بھی تیس۳۰ چالیس ہزار سوار افغان اور بخشی بہیلیہ کے
پیادون سے صف آرائی کی دست چپ کی طرف جدہر گنگا رواں تھی حیات خان افغان کو مع
چند ضرب توپ کلان کے اوس طرف سے پار کر کے مقرر کیا کہ نواب مہابت جنگ کی دست راست
سے بدلیجی تمام گولہ افگنی کرے اور خود میدان دریا سے دور تک صف آرا ہو کر مستعد مقابلہ ہوا
مرہٹہ دست چپ اور عقب لشکر سے نمایان ہو کر ایکساعت کے بعد حملہ آور ہوے بحسب ظاہر
نواب مہابت جنگ کو چارون طرف سے گہیر لیا حق تو یہ ہے کہ اس معرکہ مین اس امیر صاحب تدبیر نے
وہ استقلال کیا کہ شاید دوسرے سے ایسے مقام پر کم ملاحظہ ہوا ہو۔ القصہ جب توپ اندازی
طرفین سے شروع ہوئی چونکہ فتح و فیروزی تو بارگاہ ازلی سے مہابت جنگ کے نصیب مین تھی اول
حملہ مین گولہ کے صدمہ سے سردار خان کا سر اوڑ گیا اسکے مرنے سے جو کہ نصف حصہ فوج کا مالک تھا
پشت لشکر شکست ہوئی اور سردار خان کے ہمراہی سراسیمہ ہو گئے اس گہبراہٹ کے معاینہ سے اکثر نوجوان
نشاء تہور و دلیری سے بدمست ہو کر مہابت جنگ کے پاس آکر التماس یورش کرتے تھے وہ جواب
دیتا تھا کہ تہوڑی دیر برق اندازی کا تماشا کرو بعد ازان انشاء اللہ المستعان حملہ کیا جاویگا اتنی مین [illegible]

حیدر علیخان بہادر سنے پیشقدمی کرکے پیادہ ہاے برق اندازان کی دلدہی و خاطرداری شروع کی
اور اوس جماعہ مدبر پر ایک ایسی باڑہ ماری کہ صبح روشن مانند شام تیرہ و تار ہوگئی جب میدان
کارزار مانند حوصلہ مخالف کے فوج غنیم پر تنگ ہوا شیخ جہان یار اور فقیر اسد بیگ خان کو حکم فرمایا
کہ حملہ آور ہوون مگر اسکا عمل در آمد نہوا اسی اثنا مین مرہٹہ اور میر حبیب مع فوج ہمراہی افاغنہ کے
بطرف چپ خصوص ساقہ لشکر پر اکٹھے ہوکر آگرے سراج الدولہ ذ جسکا فیل سواری نواب کے
فیل خاصہ سے ملحق تھا عرض کیا کہ غنیم سنے یورش کرکے نزدیک آدبایا اوسکا تدارک قرار واقعی کرنا
مناسب و بہ ضرور ہی نواب معظم سنے بڑے غیظ سے فرمایا کہ غنیم اور حریف ہمارا پیش نظر ہی مرہٹہ سے
کیا پروا ہی اون اسد تعالی تدارک معقول ہوتا ہی اور کچہ التفات مرہٹہ کی شور و غوغا پر نہ فرمایا دوبارہ
تاکید یورش کی فقیر اسد بیگ خان اور شیخ جہان یار کو تاکید فرمائی اسوقتین چند سوار رحم خان اور
دوست محمد خان اور میر کاظم خان اور حیدر علیخان سکے جو کہ ہراول تھے پہونچکر عرض کنان ہوسے
کہ الحال مصلحت حملہ کرنے مین ہی ہم لوگ یورش کرتے ہین حضور بھی مددپر متوجہ ہوون صابت جنگ
سنے فرمایا آفرین اور صد آفرین نصرت آلہی کی مدد پر حملہ کرو اور مجھے بھی پہونچا ہی سمجھو جب وہ معاود
ہوئے صابت جنگ سنے تیر و کمان قبضہ مین لیکر اور تیر کو ترکش سے نکالکر دست نیاز درگاہ رب العزت
مین واسطے دعا کی اٹھایا اور عرض کنان ہوا اور کہا کہ تعز من تشاء و تذل من تشاء تو جسکو چاہتا ہی عزت دیتا ہی اور جسکو
چاہتا ہے ذلت دیتا ہی پس یہ فقیر عرض کنان ہی کہ دشمنون بد اندیش سے صورت ظفر یابی ظہور
مین آئی بعد ان کلمات سکے نصرت ظفر دشمن پر کمر ہمت دراز کی مخالفین زاغ منش کو جزے
اعمال دے یہ کہکر بہادران لشکر سے فرمایا کہ لوگو میدان رزم ننگ و نام کا موقع ناموری کا
ہنگامہ ہی جسے خون مین نہانا ہو ہماری آشنائی کرے دریاے نامداری سے بیڑا پار لگا سے
یہ کہکر تیر کمان مین رکھا شست و مشت درست کی شادیان شادمان فتح کی نوبت بجوائی جسوقت
آواز فتح یابی بلند ہوئی خاطر جمع ہوکر فیل سواری جانب دشمن روان فرمایا فوج ہراول
بھی اسپنے مالک سے سہ شہ پاکر بساط اقامت سے دشمنون پر متوجہ ہوئی صابت جنگ بھی
اوسکے ہمعنان پہونچا اس گرم بازاری مین دوست محمد خان اور میر محمد کاظم خان جو باہم ایک
فیل پر سوار تھے دعواے سبقت کرکے جویای نام و نشان ہوے بازار گیرودار گرم ہوئی
ہر ایک اسپنے مقابل سے جہان تک بہرا خون کی ندی بہنکلی مار دہاڑ سے مہلت نہ دی میر محمد
کاظم خان اور دوست محمد خان سنے اپنا ہاتھی بڑہاکر مراد شیر خان سکے ہاتھی کے برابر

جا پہونچا میر محمد کاظم خان نے چاہا کہ اوسکے تختۂ ہودج کو پکڑکر اوسکے ہاتھی پر کود جائے مراد شیر خان
اگرچہ زخم کہائے ہوئے تھا لیکن تیغہ کار د افغانی ایسا مارا کہ میر کاظم خان کی بعض اونگلیاں کٹ گئیں
قبضہ سے تختۂ ہودج نکل گیا دوست محمد خان کودکر اوسکے ہاتھی پر جا پہونچا اور جہانگی پر چڑہ بیٹہا
اور میر محمد کاظم خان بہی اوسی جانب اوسی حالت مین کود کر جا پہونچا اور دوست محمد خان کی
اعانت کی باہم متفق ہوکر اوسکا سر اوڑا دیا لیکن اس دار و گیر مین شمشیر خان نہ معلوم کس
طرح سے ہاتھی سے زمین پر آیا اور حبیب بیگ یکہ جو سرکار مہابت جنگ کا ملازم اور دلیر خان
پسر عمر خان کے مصاحبت مین تہا اوسکا سر کاٹ لایا اور مہابت جنگ کے ہاتھی کے زیر پا پہونچایا
اور بعد اس فتح و نصرت کے شکر گذاری رب قدیر فرمائی کہ نئے سرے سے شادیانۂ فتح بجایا
فوج مرہٹہ کہ بیمار کے طرف امیدوار فتح و ظفر تہی کمال اضطراب و پریشانی مین فرار ہوئی
اور مہابت جنگ نے فتح و فیروزی کے ساتہ اونکی پیشگاہ مین اپنا آرامگاہ بنایا۔

ذکر آمنہ بیگم دختر مہابت جنگ کی ملاقات ہونے کا مع اولاد اور بلپر دالا گہر کے اور باہم دگر کے معاملات

آمنہ بیگم لڑکی مہابت جنگ کی اور بی بی زین الدین احمد خان کی جو مع دختر اور پسر اپنے کے کہ میرزا حیدر ہی نام تہا
نہایت ذلت و رسوائی مین اسیر افغان تہی حاضر ہوکر مشرف ملازمت مہابت جنگ
اپنے باپ کے ہوئی دونو طرف خوشیان ہوئین شکر گذاری مالک الملک ادا کین اس نوید سے
شہر عظیم آباد کے خورد و کلان کو خوشیان ہوئین ہر ایک دیدار فیض آثار سے کامیاب ہوا
ہر طرف بہجت و انبساط کی شادیانے بجنے لگے دو ایک مقام کے بعد طی مراحل فرماکر عظیم آباد مین
وارد ہوئے اور منتظران دولت دیدار کو تماشے جمال بیمثال سے فارغ البال و خوشحال کیا
نذرین ادا ہونے لگین سادات مومنین اور فقرا و مساکین کو زر بیشمار سے مالا مال کردیا اور
شہامت جنگ بہادر کو مہابت جنگ نے لکہا کہ الحمد اللہ فتح و ظفر بتوفیق داور دادر نصیب
ہوئی جو کچہ کہ نذور اور صدقات واسطے مردم مرشد آباد کے مقرر ہونی چاہئین ارباب استحقاق
کو دیوے اور دلجوئی ضعفا و اقربا کو کہ جور افاغنہ سے احوال ان سب کا یکسان تہا
پیش نہاد خاطر عنایت ذخایر اپنے کا کرکے مہیائی الطاف سے تدارک شکستہ حالون اس

بلدہ کا قصد فرمایا۔

شمشیر خان کے عیال و اطفال کو طلب کر کے مشمول نوازش فرمانا

چند معتمد لوگ واسطے ضبطی مال اور اسباب شمشیر خان وغیرہ سرکشون کے دربہنگا کو جو اونکا
وطن تہا بہیجے گئے زمیندار بیتیا نے جسکے حمایت مین متمردان مذکور کے عیال و اطفال تہے عرض کیا
کہ جماعہ مذکور فدوی سے امان خواہ ہین اگر مطلق العنان فرماسئے بہیجادین تین لاکھ روپیہ نذرانہ
حاضر حضور کرون یہ التماس منظور نہوا بعض دولتخواہون کو حکم تعاقب صادر ہوا اور
خود بہی بنا بر مزید تاکید تا کہ زمیندار مذکور کچہہ حیلہ نکر سکے متعاقب عبور گنگا کر کے شکار کے
بہانہ سے دو تین منزل چلا اور صولت جنگ بہادر صمصام الدولہ کو شہر مین نایب مقرر کیا
جب زوجہ اور لڑکیان شمشیر خان کی زمیندار مذکور نے مہابت جنگ کے عملہ کو تفویض
کین حکم محکم صادر ہوا کہ پردہ مین لیجاوین اور کسی طرح کی تکلیف وایذا نہ پہونچاوین اور بعد
گذرنے شہر کے مغربی دروازہ سے دولتسرا مین داخل کرین اور حرم سرا مین بجای
لایق ٹہرائین حسب الحکم تعمیل ہوئی سراج الدولہ کو بہی جو بمنزلہ جان و جگر تہا حکم ہوا کہ بدون
پردہ کرائے اول اونہین کے اندر بہجادے اور ہر قسم کے فواکہ اور خوردنی
جو خود کہاتا تہا اول اونکو واسطے بہیجتا تہا اور ہر وقت ضرورت بی بی کے خطاب سے گفتگو کرتا تہا
یہ بہی عقل و جہل کے کارخانے ہین سردار خان وغیرہ کو نمکون نے آقاسے نعمت کے ناموس کی
خدمتمین لطف خرچ فرمایا اور مہابت جنگ نے یہ خلق و عنایت فرمائی چنانچہ اکثر فرماتا تہا
کہ مجھے دشمنون کی ناموس و ننگ کی پردہ دری سے کچھہ غرض نہین ہے یہ حرکت
فقط اسی واسطے کی گئی تا کہ شمشیر خان کے اون حقوق رفاقت سے ادا ہون جو اوسنے
میرے عیال و اطفال کے ساتہ نہایت ذلت و رسوائی کی ہے حال آنکہ ہیبت جنگ نے
کچھہ بدی اوسکے ساتہہ نہین کی تہی اور نہ ہمنے کبہی کچھہ خیال کیا اور علاوہ برین اگر
عداوت تہی تو ہیبت جنگ کو مار ہی ڈالا تہا عورتون سے کیا جہگڑا تہا کہ اونکی
رسوائی کا خواہان ہوا۔ القصہ چند روز کے بعد شاہ محمد آفاق نام کسی افغان سے
جو قاسم سلیمانی کے اولاد مین تہا شمشیر خان کی لڑکی سے شادی کر دی اور اونکے
وجہ معاش کو چند موضع جاگیر مقرر کر دئے اور اون کو وطن اصلی دربہنگا جانے کی

اجازت دی مخفی نرہی کہ قاسم سلیمانی افغانی تہا درویشی مین مشہور جہانگیر کے عہد مین بنا بر کثرت
اتباع کے مقید ہوکر قلعہ چنارگڑہ مین محبوس ہوا جب وہ مرگیا آبادی مذکور کے غربی طرف
مدفون کیا گیا اوسکے مریدون نے تعمیر مقبرہ وغیرہ کردی اوسوقتین نہایت پررونق تہا اب
بسبب تسلط انگلشیہ کے تمام ممالک شرقیہ ہند اور وہ قصبہ مع مقبرہ اسلئے بے رونق ہوگیا
افاغنہ نے بہی طاقت اونہانے مصارف مین نقصان دیکہا درپے بربادی ہوئی تو دوسرون سے کیا ہو

پہونچانا مہابت جنگ کا میر حبیب کے عیال کو اوسکے پاس اور دیگر کوائف

انہین دنونمین شہامت جنگ کو لکہا کہ میر حبیب کے اطفال کو جوکہ ابتداے مقابلہ مرہٹہ سے
مرشدآباد مین محفوظ تھے سواری وغیرہ خرچ راہ دیکر ہمراہ آدم معتمد کے میر مذکور کے پاس
روانہ کرو اسی اثنا مین محمد شاہ بادشاہ کی رحلت اور احمد شاہ کے جلوس کی خبر پہونچی چونکہ
مہابت جنگ کو شکار سے بہت رغبت تھی چالیس پچاس روز گنگا کے اوس پار مقیم رہا
اور سراج الدولہ جو شہر مین رہگیا تہا صولت جنگ کی نیابت اوسکو ناگوار ہوئی حرکات چند
جو اوسکو لائق نہتین ظاہر کین اور یہ اول اوسکے اقتدار کا اظہار ہوا القصہ بعد سیر و شکار کے
آخر رجب کو معاود ہوکر داخل قلعہ عظیم آباد ہوا اوسوقتین ایک عجیب سانحہ حیرت افزا ہوا
تفصیل اوسکی یہ ہی کہ جسوقت میر علی محمد عالی مقام کو مقام پورنیا مین عبور ہوا اسیقدر تعارف
سیف خان اور فخر الدین حسین خان سے میسر آیا تہا فخر الدین حسین خان برادر کا سیف خان کا
جو نواب بہادر کے نام سے معروف تہا ایک خط میر صاحب مذکور کے نام اور عرضی ملفوف مہابت جنگ
کو لکہ بہیجی اور سید مذکور کو مضمون عرضی سے مطلقاً اطلاع ندی یہ لکہا تہا کہ عرضی خلوت مین مہابت جنگ
کے نظر سے پیش کر دیئے ان بے عقلونئے عمر کیوقت مہابت جنگ کے پاس جاکر اول اپنا خط
دکہلایا بعدہ عرضی پیش کی مہابت جنگ نے عرضی پڑہکر میر مذکور سے کہا کہ بہت خوب جلیا فرمائیگا
تعمیل ہوگی میر مذکور کو مضمون محررہ سے اطلاع نتہی متحیر ہوکر کہا مجھے خبر نہین کہ عرضی مین کیا تحریر ہی
مہابت جنگ نے عرضی حوالہ کردی میر مذکور نے بعد ملاحظہ اطلاع پائی کہ اوس نالایق نے
لکہا ہی کہ اگر کچہ بہی اعانت ہو تو اپنے باپ کا کام تمام کرون یا حضور مین مقید روانہ کرون اسی زمانہ مین
سراج الدولہ نادان نے آقای عظما سے جو مرد صالح تہا کاوش بیجا شروع کی علت اسکی یہ ہوئی کہ سردار خان بنا بر رفتہ
سابقہ کہ کہ زمانہ نوکری سیف خان سے ہمراہ آقای مذکور کے جو اسکی سرکار کا بخشی تہا رکہتا تہا اور سلوک بنا سبب پیش آیا

اور بعض مردم عظیم آباد کے استخلاص مین ساعی تہا محض بدگمانی کی آٹھ لاکھ روپیہ
امانت سردار خان کے بابت دعوی کیا اور اپنے باپ زین الدین احمد خان کے قتل کا شہرہ
بصلاح آقاے مذکور کے تشہیر کر دیا صابت جنگ بہی اس خصوص مین آقاے مذکور سے بدگمان
ہوکر درپے اضرار ہوا آخر کو میر محمد علی کی سعی و توجہ سے مخلصی پاکر صولت جنگ کی رفاقت مین گیا

آزردہ ہونا صولت جنگ کا اپنے چچا صابت جنگ سے اور ہونا کدورت بے پایان کا درمیان صابت جنگ اور عبدالعلیخان کے

نواب صولت جنگ بہادر نے عظیم آباد کی صوبہ داری کی توقع پر جو شروع جنگ افغانان
مین وعدہ کیا گیا تہا اور مشہور تہا اکثر عزیزون کو مانند مہدی نثار خان مورخ کے چچا کو جو بعد
فتح صابت جنگ کے رہتاس سے آیا تہا اور برادر مورخ نقی علیخان اور خادم حسن خان
اور عزت علیخان وغیرہ کو جو کہ اکثر صابت جنگ کے رفقا مین سے اپنا رفیق بنایا لیکن زوجہ
صابت جنگ اس فکر مین پڑی کہ صوبہ عظیم آباد بہت عمدہ صوبہ ہے اور فوج کا گذر اور
بنگالہ مین پہونچنا بدون مرضی وہان کے ناظم کے دشوار اور شہامت جنگ بے فہم و ادراک
و تمیز و شعور سرداری سے بالکل مبرا ہے اور بعد صابت جنگ کے ضرور دشمن اوسکی لڑکیون اور
نواسہ سراج الدولہ اور صولت جنگ کا ہوگا پس سعی کرنا چاہیے کہ عظیم آباد کی نیابت کسی
اپنے متوسل کو ملے پس اس مقدمہ کو صولت جنگ کی برائی اور اپنے حسن فہمید کو صابت جنگ
کے خاطر نشین کیا اور اپنے نواسہ سراج الدولہ کی تعلیم کی کہ علانیہ اظہار کیا و بآواز بلند لوگونسے
کہو کہ اگر صوبہ بہار صولت جنگ کو سپرد ہوا بندہ اپنے کو ہلاک کر دیگا کیونکہ یہ صوبہ میرے باپ کا
ہے میراث مجھکو پانا چاہیے صابت جنگ نے جب ایسی کلمات سنے آخر سراج الدولہ کی نازبرداری
بدرجہ غایت منظور تہی اور اپنی بی بی کا بہی کہنا نیک معلوم ہوا پس مناسب ہوا کہ باپ کی میراث
سراج الدولہ کو ملی صولت جنگ اس واقعہ سے خاموش ہوکر آزردہ ہوا دار الخلافہ شاہجہان آباد
کو عازم ہوا دریا کے آمد و رفت مین جہولی کی صابت جنگ نے بذریعہ خطوط کے دلجوئی شروع
کی بعد چند در چند عرایض کے صولت جنگ نے ایک عرضی مین لکہا کہ اپنے اس خصوص مقدمہ مین
قسم کہائی ہے کہ اگر ایسا نہوا شاہجہان آباد ضرور جاؤنگا صابت جنگ نے درجواب بدستخط خاص تحریر
فرمایا اور یہ فقرہ لکہا کہ کفارہ قسم کا بہت سہل ہے و ترک رفاقت عم خود جہل اور متواتر ارسال

اس رقعہ کو خود اوسکے گھر مین جاکر دلجوئی کی اور درضمن گفتگو فرمایا کہ فرط محبت بار بار لجاجت کراتی ہے ورنہ جانتے ہو کہ ایکمرتبہ بندہ عذر کرتا ہی اور مخالفت کی دلجوئی اگر مانا بہتر اور اگر نسنا دوبارہ گفتگو نہین کرتا مگر بزبان شمشیر۔ تمہین اگر کوئی غرض اس ارادہ سے ہو ظاہر کرو تاکہ بر طبق اسکی تعمیل ہو اگر یہ بدبرو نکو جو حکیم بیگ وغیرہ حاضرین سکیہ تو سہل ہی غرضیکہ پس زیادہ طرفین کو رنج کہانا ضرور نہین صولت جنگ نے خواسے گفتگو معلوم کرکے ہمنشینون کی وساطت سے مقصد اپنا ظاہر کیا اور مہابت جنگ نے بعض وجوہ مداخل اوسکے مصارف کیواسطے اضافہ فرماکر اوسکی آشفتگی کی تسلی فرمائی اور عبد العلیخان بہادر مورخ کے خالو کی صحبت جو مہابت جنگ کی رفاقت مین تہا اوسکی بی بی کی حماقت سے ناچاق ہوئی مقدمہ یہانتک طول ہوا کہ گمان جان ہوا کیونکہ بعض پریشان گفتگو اوسکی بی بی کی مشعر جانب ناموس مہابت جنگ کی ہوئی مگر مہابت جنگ وہی شفقت کرتا رہا اور قتل سے درگذر کرتا یہانتک اپنے ملک محروسہ سے بدر کیا عبد العلیخان ناحق کو اپنی بی بی کی حماقت اور لجاجت سے لاعلاج جار ناچار شاہجہان آباد کو چلا اور ذکر اسکا آگی موقع پر آویگا —
زن بدبو چو در نیک سے گہر ✽ اسی عالم مین ہو وسے او سکو سقر —

تفویض ہونا صوبہ عظیم آباد کا سراج الدولہ کو اور راجہ جانکی رام کو نیابت اور معاودت کرنا مہابت جنگکا جانب مرشد آباد

چونکہ ایام برسات قریب تہی مہابت جنگ نے بنابر انتظام صوبہ کے رہنا اپنا اختیار کرکے زوجہ سراج الدولہ کو مع راجہ جانکی رام کے بقصد دینے نیابت عظیم آباد کے مرشد آباد سے طلب فرمایا اور بعد پہونچنے کے صوبہ داری عظیم آباد کا خلعت سراج الدولہ کو اور نیابت کا خلعت راجہ جانکی رام کو مع نوبت اور پالکی جالردار کے عنایت فرماکر بپاس خاطر صولت جنگ کی جانکی رام کو صدر الحق خان کے ہمراہ اوسکی خدمتمین بہیجا تاکہ اداب خدمات مذکورہ کو تقدیم کرے صولت جنگ کو اگرچہ کمال ملال ہوا تہا لیکن ظاہر مین بنابر ادب اپنے چچا کی مہربانی فرماکر بقاعدہ ہندوستان پان عنایت فرمایا بعد انقضا سے برسات کے جانکی رام کو کار مامور پر چہوڑکر اور صولت جنگ اور سراج الدولہ کو ہمراہ لیکر آخر ذی القعدہ کو نہضت فرماکر مرشد آباد کو عازم ہوا چونکہ سابق سے عطا احمد خان کی طرف بدظنی تہی اور اب جو اوسکے خطوط مع حامل خط کو پکڑے گئی زیادہ تر مظنہ بدخواہی کا ہو گیا ہر چند مستحق سزا تہا مگر بنظر خویش اور نیز پاس خاطر اوسکی بی بی کے انتقام سے گذر کر شہامت جنگ کی نام حکم صادر

فرمایا کہ عطاء اللہ خان کو بلا دن اخذ زر و زجیرو تعدی کی جلد بنگالہ سے خارج کرے کہ تا پہونچنے خود بدولت
کے خانہ مذکور مرشد آباد سے نکل گیا ہو شہامت جنگ بعد صدور اس حکم کے عطاء اللہ خان سے مستدعی
برآمدن ہوا اور خانہ مذکور لاچار اور نا امید شکستہ ہو کر جو کہ میر علی اصغر کی کے جہوٹہوں وعدہ پر ہیچ
معتقد تہا امیدوار حصول ریاست بنگالہ ہوا تہا مع عیال و اطفال اور دیگر اسباب قیمتی اور ساٹھ لاکھ
روپیہ نقد اور ستاسی ہاتھی اور زر و جواہر نفیسہ کے مرشد آباد سے نکلا اور گنگا پار ہو کر حوالی مالدہ
مین میر ضیاء اللہ کی حویلی مین جو موہن پور مین واقع تہی واسطے تیاری سامان سفر کے جا ٹہرا اور
مہابت جنگ نے سراج محل اکبر نگر مین رسوم جشن عید الضحی کر کے بسواری کشتی روانہ مرشد آباد
ہوا اور راہ مذکور کے اوسط مین بہگوان گولہ پہونچا اور شہامت جنگ اور حسین قلیخان وغیرہ اعزہ
شہر کے ملاقات سے جو برسم استقبال پیشتر چلے تہے مسرور الوقت ہوا اور وہان سے بسواری
فیل جنگلی کی راہ ہو کر بڑے شان و شوکت آن بان سے داخل دولت سرا ہوا اور رفع بانی
کی جلد وہان سے نئے سر سے شکرانہ خداوند حقیقی بجا لایا اور صدقات وغیرہ سادات اور دیگر مومنین
کو عطا فرمایا اس سفر مین بعضے عزیز جو عظیم آباد مین رہگئے تہے مانند اسوۃ العلماء و قدوۃ الفقہا
ذو المناقب والمفاخر کاشف الدقایق و انسر اسرار الحجر اللّلی سید الافاضل میر محمد علی ادام اللہ ظلہ اور خان
جلیل القدر عالیشان الشان العین و عین الاعیان زاہر حسین خان جامع مولوی محمد نصیر مرحوم تجمہا اللہ
العلی الکبیر اور خان ذوی المکارم والاحسان تقی قلیخان مرحوم بن حاجی محمد امین خان ملاط مشہور جو صوبہ
بہار پر بہر کا دیوان محمد اورنگ زیب ثانی لکہر کے عہد مین تہا اور خان والا دودمان مرو کمہ دیدہ و فہمیدہ
و مروت شفیع فضائل و مکرمت علی ابراہیم خان بہادر پور مولوی مرحوم ہمشیرہ زادہ
زاہر حسین خان مغفور اور حاجی محمد خان کشمیری ہمراہ مہابت جنگ کے مرشد آباد گئے اور
صولت جنگ نے چند روز کوچ کے بعد عظیم آباد سے مرشد آباد کی راہ لی

سوبخ کا شاہجہان آباد سے معاودت ہونا اور رفاقت صولت جنگ کا بہیر آنا اور اوسکے ہمراہ مرشد آباد آنا

سوبخ بہی اسی عرصہ مین جب کہ مہابت جنگ عظیم آباد سے نکلا اور صولت جنگ عازم تہا شاہجہان آباد
سے با دراک آرزو سے ملاقات والدہ ماجدہ اور برادران اور خالو اور چچا اور احباب وغیرہ کہ
حادثہ شمشیر خان اور کشتہ ہونے ہیبت جنگ کے جنکی زیست کی امید واقعہ مذکورہ مین نرہی تہی
تہی اور اب اونکی زندگی کا نوید سنا معاودت کر کے عظیم آباد آیا اثنائے راہ مین مابین

لکھنؤ اور فیض آباد سے کے عبد العلیمان اپنے خالو سے ملاقی ہوا اور سبب برہمی مہابت جنگ اور
اختیار کرنے سفر کا دریافت کیا فرمایا کہ بسبب جہالت اور نادانی زوجہ کے بیچ تفرقہ پڑا
نوبت تو جان تک پہونچی تھی مگر چونکہ ہنوز کسیقدر زمانہ معہود میں توقف تھا زندہ رہکر بلا ہی
غربت میں مقید ہوا حالا شاہجہان آباد کو عازم ہوں یا زنہار از قرین بد زنہار پیرو قنا ربنا
عذاب النار* اور اسی اخراج کی بدولت مورخ کی والدہ صاحبہ کو مہابت جنگ سے ایسا
سوال جواب پیش آیا جسکی عہدہ برائی مردون سے دشوار ہو نہ کہ عورتون سے اور درگذشت
کرنا ایسے موقع پر بعد گذشتہ ایسے جواب سخت کی باوجود قدرت جو مہابت جنگ نے فرمایا
نفس بشری سے نہ دور تھا اور اس سبب سے جو نسبت کہ مہابت جنگ نے سید علیخان
مورخ کے بھائی سے ہوئی تھی اور چاہتا تھا کہ اپنے لڑکی برادر مذکور کو بیاہ دون برہم ہوائی
اور مہابت جنگ نے دوسرے شخص کو اپنا داماد بنایا درحقیقت اسقدر پاس اقارب
بجز مہابت جنگ اور اوسکے بیٹوں بھتیجون کی دوسرے سے ہونا متعذر ہے اللهم اغفر لهم و ارحمهم
جب مورخ عظیم آباد پہونچا ظاہر ہوا کہ حیدری نثار خان اور نقی علیخان وغیرہ اقربا اور اکثر احباب
اسد غلام رضا خان خلف مرتضوی خان اور آقا عظیما سے مشہور ہے اور ملک محمد خان اور
خادم حسن خان اور رجب علی خان اور میرزا اسد علی اور میر فضل علی اور فضلاے عظیم آباد سے
ملا غلام یحیی اور میر وحید اور مفتی ضیاء اللہ اور مولوی لعل محمد اور میر عبد الہادی وغیرہ
صولت جنگ کی رفاقت میں عازم مرشد آباد ہوئے ہیں مورخ کو انکی مفارقت میں عظیم آباد
کا ٹھہرنا ناگوار ہوا بدون سررشتہ رفاقت صولت جنگ کے ہمراہ اپنے چچا اور بھائی کے
گامزن ہوا عید الضحی کا دن تھا کہ نواح مونگیر میں صولت جنگ اپنے کشتی سے جو وقت
کسی کو غیر حاضر تھا اوترا اور قربانی کی اور اوس مقام پر کباب تناول فرمائے مورخ کو دلمین
گذرا کہ عید کا دن ہے اور عین خلوت لیس اسی جگہہ اونکو دیکھا چاہیے لہذا کشتی سواری سے مع
سید علی خان اپنے چھوٹے بھائی کے اوترکر روبرو گیا اور سلام کیا بعد مبارکباد عرض کی اور
نذر گذرانی از بس خوشنود ہوکر حکم شراکت طعام صادر فرمایا اور بروقت روانگی کمال
اصرار فرمایا کہ ہمیشہ سفر اور حضر میں ملازم رہنا چاہیے اور وجہ معاش مورخ اور نیز برادر خورد
کی مقرر کرکے دستخط فرمائے مورخ ہی اوس مرحوم کی صحبت خوب گذری انشاء اللہ بروقت
موقع بیان ہوگی جب سفر ختم ہوا صولت جنگ بنظر اوس ملال کے کہ صوبہ عظیم آباد کے پانے

سے دلمین رکہتا تہا اور نیز بڑے بہائی شہامت جنگ سے صفائی تہی مرشد آباد کا رہنا
ناگوار سمجھکر بہگوان گولہ مین خیمہ زن ہوا آخر کار چچا اور برادر بزرگ اپنے کے دلجوئی اور
تکلیف دہی سے سکونت مرشد آباد کی منظور کی بعد دو تین مہینے کے اوس شہر سے اوٹہکر
اوس حویلی مین جو دریاے بہاگیرتی کے اوس پار جگت سیٹھ کے مکانات کے مقابل واقع
تہی نزول فرمایا اور میر حبیب کے گہر مین مورخ اور مہدی نثار خان اور علی نقی خان
کی سکونت مقرر فرمائی —

تمنا کرنا سیف خان معین الدولہ کا مہابت جنگ کی ملاقات کو گنڈہ گولہ مین اور عدم منظوری طرفثانی اور جان بحق ہونا سیف خان کا اور صولت جنگ کو پورنیہ کی فوجداری ملنا اور آنا فخر الدین حسین خان پسر سیف خان مذکور کا مرشد آباد مین اور مہابت جنگ سے ملاقی ہونا اور دیوان خالصہ رے رایان کا جہان فنا سے گذرنا

جن دنونمین مہابت جنگ نے بعد فتح شمشیر خان کے عظیم آباد سے معاودت فرمائی سیف خان
جو کہ ارسال عرایض اور تحفجات مین مہابت جنگ سے مسلوک تہا اور افواج مدد کی بہیجنے سے
رابطہ اتحاد کا مشوقع تہا چنانچہ ہمراہ حاجی احمد کے بروقت روانگی عظیم آباد کے اور ہمراہ
ہیبت جنگ کے بروقت مراجعت مرشد آباد کو جو اپنے لڑکون کی شادی کو گیا تہا اور
پہر عظیم آباد کو لوٹا آتا تہا گنڈہ گولہ مین آکر جو اوسکا محالک محروسہ تہا مہمان نوازی کی تعمیل ہوئی تہی
چاہتا تہا کہ مہابت جنگ بہی اوسی روش سے مہمان ہوا اور مہابت جنگ نظر بعلو شان خود کہ جعفر خان
اور شجاع الدولہ مرحوم رتبہ سپہ داری اور شجاعت اور سروری کا افزون بلکہ سلاطین عالی شان
سے رتبہ برابری رکہتا تہا اس استدعا سے آزردہ ہوکر خلوت مین کہتا تہا کہ سیف خان ہر چند بیٹا ہزرگ
اور عمدۃ الملک امیر خان صوبہ دار کابل کا بیٹا ہے مگر میری ملاقات کو کیون نہین آتا ہمیشہ سال مین ایکمرتبہ
شجاع الدولہ اور جعفر خان اور علاء الدولہ سرفراز خان آتے تہے — سیف خان تو اوسکے مافی الضمیر
آگاہ نتہا اور بزعم خود جانتا تہا کہ حاجی احمد اور ہیبت جنگ کی طور سے مہابت جنگ بہی ضرور مہمان
ہوگا مع اسباب ضیافت اور لوازمہ مہمانی اور تحفہ و پیشکش کی گنڈہ گولہ مین آکر مقیم ہوی اور خیمہ ہاے
کلان باشوکت و شان سے استادہ کر کے منتظر ہوا کہ دیکہے کب مہابت جنگ ادہر آوے مہابت جنگ نے

بروقت اپنے عبور کے تیلیا گڈہی سے اوسکے سفیرون کو جواب دیا کہ اگر ملاقات کی آرزو ہے
تو واسطے ناظمان سابق کے طور پر مرشدآباد نہین آتے سیف خان اس جواب سے نادم ہوکر
پورنیہ مین کہ اسکا مرکز دولت تھا واپس گیا اور مریض ہوکر صاحب فراش ہوا اور تھوڑی مدت سے
مین بعارضہ اسہال مبتلا ہوکر شروع ۱۱۶۲ ہجری مین جہان گذران سے چل بسا اور اوسکا بڑا بیٹا
فخرالدین حسین خان جسے اصلا لیاقت سروری اور اعوان پروری کی نتھی بجاے پدر مسند آرا
ہوا اور کل متروکہ پر مانند جواہرات گران بہا اور امتعہ نفیسہ وغیرہ پر قابض ہوکر دیگر بھائیون کو
محروم کیا بلکہ سنا گیا ہے کہ جو کچھ اورون کی قبضہ مین تھا اوسکو بھی طمع کرکے چھین لیا اور کسیقدر
اونکے حصہ مین دیا جب یہہ خبر مہابت جنگ کو ملی اور صولت جنگ کوئی کار لائق اپنی شان کے
بنگالہ مین نرکھتا تھا سند فوجداری پورنیہ کی مع جمیع متعلقات کی بدستور معین الدولہ سیف خان
بہادر کے واسطے صمصام الدولہ سعید احمد خان بہادر صولت جنگ کی مع خلعت اور عطایا ے لایق کے
حضور سے طلب کرکے اوسکی قامت سراپا لیاقت کو عطاے خلعت اور جیغہ اور سرپیچ مرصع
اور کلغی اور مالہ مروارید اور فیل سے آراستہ فرمایا اور ہوگلی کی فوجداری اوسکے تغیر مین سراج الدولہ
کو بخشی میرزا بیارن اپنے برادر حقیقی کو جو محمد یار خان کی لقب سے مشہور تھا دیکر اوسکی نیابت پر
مقرر کیا اور صولت جنگ نے خادم حسن خان کو بطریق معزولی دالبالی کے قبل اپنے روانگی کی روانہ کیا اور
سال مذکور کو اخر ربیع الاول کو خود بھی پورنیا کو عازم ہوا مورخ اور نیز دیگر اعزہ جو اوسکے رفیق
تھے مع دو تین ہزار اور تین چار ہزار پیادہ برقنداز ملازم کی ہمراہ ہوے فخرالدین حسین خان نے
جب کوئی جاے پناہ بجز در دولت مہابت جنگ کے ندیکھی قطعہ عرضی مشعر اظہار اطاعت ارسال کی
مہابت جنگ نے لالچ مین آکر در جواب تحریر فرمایا کہ ہماری طرف سے مطمئن ہوکر ادہر تشریف
لائیے اور ملاقات سے مسرور فرمائیے انشاءاللہ انجاح مرام مین کوئی تقصیر نہوگی چونکہ ابلہ اور مترعد
خراب ناسزا کامون کا تھا بموجب تحریر مہابت جنگ کے قاصد مرشدآباد ہوا ورنہ جسطور سے کہ سپاہ
و اسباب سفر آمادہ رکھتا تھا اگر دریاے کوسی عبور کرکے نکلجاتا زمینداران ترہت وغیرہ کا
مقدور نتھا کہ اوسکی مزاحمت کرسکتے اور اگر احیانا کوئی طمع کرتا تھوڑے سے انعام مین اپنا خیرخواہ
اور رزادہ بنا لیتا لیکن بسبب حق تلفی بھائیون کی فریب کھایا مع اسباب بی پایان اور لشکر بیکران
کے عازم مرشدآباد ہوے راستہ مین صولت جنگ سے ملاقی ہوا صولت جنگ نے اپنے بڑے
بیٹے شوکت جنگ کو مع بعض سرداران سپاہ کو مانند مہدی نثار خان وغیرہ کی جسمین مورخ بھی

واسطے ملاقات اور اداے رسم تعزیت اوسکے باپ کی بہیجا شوکت جنگ بعد ملاقات واپس ہوا دوسرے روز فخر الدین حسین خان صولت جنگ کی ملازمت مین آکر مورد الطاف ہوا تیسری روز صولت جنگ بارادہ کوچ سوار ہوکر اثناے راہ مین بازدید کرتا ہوا آگے کو روانہ ہوا اور فخر الدین حسین خان بعد ازان کوچ درکوچ مرشدآباد کو راہی ہوا — اب صولت جنگ کا حال جدا آگا منبر وقت مناسبہ ذکر ہوگا فی الحال یہ حال مہابت جنگ اور فخر الدین حسین خان کی مرشدآباد مین پہونچنے کا بیان ہوتا ہی فخر الدین حسین خان نی مین کوٹ کے گہاٹ مین پہونچکر مہانندی کی اوس پار مخبح چہوڑی خود مہابت جنگ کی ملاقات کو سبقت کی جب لب دریا پہونچا مہابت جنگ نی ایک گروہ کو پیشوائی کی لیے بہیجا اور بروقت ملاقات سلوک و ادب سے پیش آیا اور فرش سوزنی پر حکم بیٹھنے کا صادر فرمایا اور خلعت پان و گلاب کی جو ہندوستان مین معمولی تواضع ہی تعمیل ہوئی اور مطمئن فرماکر آرامگاہ کو رخصت فرمایا اور وہ وہان جاکر بآرام تمام رہا

راے رایان چین راے کا اس سراے فنا سے کوچ کرنا

چین

انہین دنونمین راے رایان چین راے نی انتقال کیا اور بیرون دست بعد انتقال اپنے منصب کو بلا تقرر دیوانی کے حسب الحکم امور خالصہ کے انجام مین مصروف ہوا مخفی نرہی کہ چین راے عجب متصدی اور طرفہ ہند تہا ملکی اور مالی مقدمات مین نہانت دیانت دار اور ردو تنخواہ اور کفایت شعار اپنے آقا نامدار کا تہا اور راستی صداقت کی نتیجہ و دیانت داری سی وہ نوبت پہونچی کہ رفقای مہابت جنگ بلکہ اوسکے فرزندان مانند شہامت جنگ اور صولت جنگ وغیرہ کے اوسکی پاسخاطر کرتے اور عزت و توقیر فرماتے تھے ایکروز مہابت جنگ کی مجلس مین بروقت خلوت جس مقام پر کہ اوسکے بہتیجی اور بہائی موجود تھے ہیبت جنگ سے نی تذکرہ چین راے کا اپنی دیوان کی بیشتر عزت پر کیا مہابت جنگ سے نی کہا کہ بیٹا راے رایان کا وہ مرتبہ ہی کہ میرا نوکر نہین بلکہ آقائی کا مرتبہ میرے سر پر رکہتا ہی تم کیا شال دیتے ہو اور اسکو کیا سمجہتے ہو

نہضت کرنا مہابت جنگ کا کٹک کیطرف مرہٹہ اور میر حبیب کی سر کوبی کو اور قلعہ بارہ بہاٹی کو مخالفین سی چہین لینا اور فخر الدین حسین خان کا مرشدآباد سی بہاگنا اور پورنیہ کا قصد کرنا اور پہر صولت جنگ کی خوف سی رستہ سی لوٹ آنا الہ مین اور آنا مرشدآباد مین اور قید ہونا اور بیرون دست

کارا سے رایان خطاب یانا

جانوجی پسر رگھوجی بہوسلہ جبکہ مہابت جنگ نے نواح عظیم آباد مین شمشیر خان پر فتح پائی پریشان ہوکر مع میر حبیب اور بہی افغان کے دیگر مرشد آباد کو عازم ہوا تہا اثنا سے راہ مین اپنی والدہ کی وفات کی خبر پائی میر حبیب کو چند ہزار سوار سے کٹک اور میدنی پور کے طرف بہیجکر چند ہزار سوار ہمراہ لیکر ساتہ خود وطن کو قاصد ہوا اور رگھو نے بعد پہونچنے جانوجی کے بہوسلے بہائی اپنے ماناجی نام کو کسیقدر مرہٹونکی ساتہ میر حبیب کے پاس بہیجا اور مہابت جنگ جیسا کہ لکہا گیا دار الحکومتہ مین پہونچکر فارغ البال بآرام تمام مقیم ہوا اور سب خلق خدا با من و امان اسکے شکر گذار ہوئے اور مرہون احسان بجز فتنہ و فساد میر حبیب اور مرہٹہ کی کوئی اور وشر ملک بنگالہ مین منتہا لہذا مہابت جنگ نے انکا استیصال ضروری سمجھکر اول ماہ ربیع الثانی سنہ ۶۴ ا ہجری کو واسطے استیصال مفسدان قاصد ہوا اور مرشد آباد سے نکل کر چند روز واسطی فراہمی لشکر کے کٹوہ مین متوقف ہوا اور حیدر علیخان بہادر داروغہ توپخانہ دستی کو ساتہ آٹہہ ہزار سوار اور پیادہ برق انداز سے چند ماہ پیشتر اپنے نکلنے کے بردوان پہنچکر حکم دیا تہا کہ چہاونی کرے کہ اگر اچانک میر حبیب بمقتضای اپنی شیش زنی کی نواح مرشد آباد اور بردوان کی خرابی کی ارادہ کرے تو انکو روکے اور انکے انسداد مین ساعی رہے ــ القصہ بعد فراہمی فوج ظفر موج کی مہابت جنگ بردوان کو عازم ہوا جب قصبہ مذکور کے قریب پہونچا حیدر علیخان مع ہمراہیان کی سعادت استقبال سے معزز ہوا بعد چند روز کی میدنی پور کو عازم ہوا یہ ارادہ مصمم کیا تہا کہ عملہ توپخانہ مذکور یعنی سوار و پیادہ ہمراہی حیدر علیخان کی واسطی علاقے سے تنخواہ کے مصر ہوکر مانع عزیمت ہوگئے مہابت جنگ نے اپنے ہمنشینون غلام علی خان کو مع مرزا حکیم بیگ کی جو معتمد علیہ تہا اس گروہ کی دلجمعی کو روانہ فرمایا ہرچند انہون نے بہت کچھہ سمجہایا مگر انہون نے کچھہ نہ سنا دوسرے روز مہابت جنگ نے خود حیدر علیخان کے مکانمین جاکر چاہا کہ آپ افضال اپنے سے آتش مشعلہ ان شیاطین بیہودہ کی منطفی کریں اور کسیقدر تنخواہ پہونچا کر باقی کو شہامت جنگ پر تنخواہ کردین تاکہ جلد اوسکا بہی سر انجام ہو مگر کچھہ مفید نہوا بدستور اپنے ہٹ کی گئے میر افضل علی جو جماعہ سواران کا جماعہ دار تہا اسی کی ذات سے یہ مفسدہ اوٹہا ہوا تہا مہابت جنگ نے اس واردات سے نصرت آلہی پر تکیہ زن ہوکر اوس گروہ کو برطرف فرمایا اور ان گروہ ضلالت پژوہ کی رفاقت سے علیحدگی کرکی قاصد مدافع غنیم ہوا فخر الدین حسین خان نے مہابت جنگ کو جو ارکان دولت مین تخلل دیکہا خدا معلوم بعض ہوا وار کے

احمق کی سمجھانے سے کیا پایا اور سعی جی مین سمائی کہ بدون اطلاع شہامت جنگ کی عبور دریای گنگ کرکے
اپنے لشکر سے ملحق ہوا اور باتفاق فوج پورنیہ کو راہی ہوا صولت جنگ نی جب یہ خبر پائی مع
فوج و خدم و حشم بعزم مقابلہ پورنیہ سے دو تین منزل گرم روان ہوا جب باہم ملاقی ہونیمین چندان
مسافت نرہی فخر الدین حسین خان نے خبر آنے سے گہبرا کر عرضی بہیجی کہ مجہپر کچھ تعرض نفرمایا جاوی
امیدوار ہون کہ عبور کی اجازت صادر ہو صولت جنگ نے یہ عذر کرکے کہ بدون اجازت
مہابت جنگ کی نہین ممکن ہی جواب دیا کہ بہتر یہی ہی کہ جس راہ سے آیا ہی واپس ہو وہ احمق
نامرد واپس ہو کر بارکدہ مین آکر ٹہرا اور مہابت جنگ نے فضل خدا پر نظر فرما کر بلا توپخانہ
کے بردوان سی میدنی پور مین اقامت کی میر حبیب جو مرہٹون کی ساتھ میدنی پور مین
چہاونی کیے ہوے تہا قرب مہابت جنگ سے خبر پاکر چہاونی مین آگ لگا مفرور ہو گیا
مہابت جنگ نے با دولت و اقبال خارج آبادی سے رود خانہ کنسائی کا عبور کیا مخبرون نے
خبر لگائی کہ میدنی پور کے اطراف کی جنگلو نمین مرہٹون کی کثرت ہی حکم ہوا کہ میر محمد کاظم خان
اور دوست محمد خان وغیرہ تعاقب مین جاکر ناکامان گردش زدہ کا کام تمام کرین
ستارالیہا نے شبا شب پہونچکر ہنگامہ کارزار گرم کیا طرفین سے خوب خوب بہادری
ظاہر ہوئی آخر کو مرہٹہ خوار و خراب ہو کر کٹک کی طرف فراری ہوئے اور مہابت جنگ
پیشتر کو بڑہکر بالیسر مین آیا اور سمقام پر معلوم ہوا کہ میر حبیب اور ماناجی بے تاب ہو کر
اور یاراے مقاومت سے مجبور ہی پاکر مع فوج اطراف کٹک مین آوارہ ہو کر دور تک
نکل گیا مہابت جنگ نے دریاے مہدک اور حاجی پور سے نکلکر مقام برہ مین جو کہ کٹک سے
تخمیناً اٹہارہ کوس ہوگا مقام فرمایا اور بجگہ سید نور اور تیر انداز خان اور دہرم داس ہزاری
تفنگچیون کی عرضی جو کہ قلعہ بارہ بہاتی کی محافظت اور ماسب کٹک کی متصرف تہی بدین مضمون
مہابت جنگ کی نظر سے گذری کہ ہم لوگ آپکی مطیع ہین جسوقت ادہر رونق افروز ہوے
ہمالیہ قلعہ پیشکش کی جاوینگی مہابت جنگ نے بنظر تحقیقات حال مرہٹہ کی اور نیز میر حبیب کی
چندروز متوقف رہا ایک ایسی جنگل سخت گذار مین جا پہونچا کہ بسبب نہ پہونچنی غلات کے
نرخ غلہ کا لشکر مین گران ہوگیا اور انبوہی اشجار اسقدر تہی کہ تین روز تک فوج ہراول
کا پتا جو چند کوس پیشتر گئی تہی نہ لگا نہ لشکر کی خبر نواب کو اور نہ نواب کی حقیقت لشکر کو ملی دونو
طرف ایکدوسرے کی جستجو مین تہی آخر نواب نے حکم دیا کہ ہاتہیون کے نقارہ ہاے کلان

بھجوا دے جاوین تاکہ اوسکے آوازے پر آ پہنچیں آخر ایسا ہی ہوا فوج مقدم نہایت نزدیک تھی آواز پر آپہونچی
اور شادمانی بے پایان نصیب ہوئی جب معلوم ہوا کہ مرہٹہ کا نام و نشان اور میر حبیب کے نقش قدم
تک پیدا نہین اوس جنگل سے باہر آیا اور بعض فوج کو درہ جنگل پر تعینات فرمایا اور دو ہزار نفر ہمراہی
رکاب سے سر شام بعزم تسخیر قلعہ بارا باٹی کی طلب ہوا اور تمام شب اور صبح کو دو پہر تک طے مسافت
کرتا ہوا دریا سے مہانندہ سے جو قلعہ بارا باٹی کے نیچے رواں ہے پار ہوا اور قلعہ کے پاس جا کر اعلام نصرت آیات
استادہ ہوئے — مخفی نہ رہے کہ مہابت جنگ کا جنگل مین جانا اور فوج کی گم گشتگی اور نقارہ بجا کر
ڈہونڈہ نکالنا ضرور درپیش ہوا ہے مگر یہ تحقیق نہین کہ اسی سفر مین یا کسی دوسرے وقت۔ القصہ
چونکہ فوج ظفر موج نے برابر چھ پہر قطع راہ کی منجملہ دو ہزار سوار کے دریا اوترتے اوترتے تین سو نفر
کل حاضر رکاب۔ ہا لشکر راہ سے کسی مین یہ دم نہ تھا کہ لڑائی در کنار ذرا دم لے فی الحقیقت یہ امر
خلاف شان اپنے سردار سے معلوم ہوا اگر ایسے وقت مین محافظان قلعہ قصد فساد و فتنہ پر آجاتے سارا
نام و نشان مٹا دیتے محض تائید غیبی ہوئی کہ قلعہ والون کے دلین اسکا رعب چھا گیا اور اطاعت
کی راہ مین قدم زن ہوئے اوس روز بسبب نہ پہونچنے خیمہ اور عدم موجودگی سایبان گرمی آفتاب
سے اور نیز آزار پیاس کا نمونہ محشر ہو رہا تھا آخر روز کو سید نور اور دہرم داس مشرف ملازمت ہوئے
اور رخصت کے وقت معہود ہوا کہ کل صبح کو مع سر انداز خان کے حضور مین آکر قلعہ تسلیم کرین
لیکن چونکہ اونپر اعتماد نہ تھا اپنے گروہ خواص سے ارشاد فرمایا کہ کل صبح کو جس وقت حاضر ہون زیر
تیغ بیدریغ کرین اور وقت خواب کے سراج الدولہ کو اس کام پر مامور فرمایا لہذا دوسرے صبح کو
مہابت جنگ خیمہ مختصر مین جو اسوقت پہونچا تھا بیٹھا اور سراج الدولہ قنات کے باہر مع چند
اصحاب معینہ کے سایہ مین ٹھہرا ہوا تھا کہ سید نور اور دہرم داس نے آنکر مجرا کیا اور مہابت جنگ
کے روبرو گئے اور مجلس مین جاکر اہتمام لوازمہ وغیرہ مین مامور ہوئے کہ سر انداز خان بھی
مع چند نفر کے چوبدارون اور دربانون کے برابر پہونچکر گھوڑے سے اوترا سراج الدولہ نے
بمجرد اوسکے اوترنے کے قتل کا حکم دیا جو لوگ کہ اس کام پر مامور تھے فوراً لپٹ گئے اوسنے بھی
باوجود مشاہدہ اس حال کے ہوش و حواس درست کر خنجر ہاتھ مین لیا اور بقدر امکان زد
و کشت کر کے عازم تھا کہ مہابت جنگ کے برابر جاوے مگر موت نے مہلت نہ دی اوسی ہنگامہ و شور مین کسی کا دست تیغ
سے جان نے کالبد سے فرار کیا سید نور اور دہرم داس اس سانحہ سے مضطر ہو کے بہت سا
تڑپے مگر نہ چھوٹے گرفتار ہو کر کشور خان کو کہ شقی بیباک اور سخت دل نگہبان زندان خانہ تھا سپرد ہوئے

قلعہ والے اس حادثہ سے پریشان ہوکر دروازہ بند کرکے لڑنے کو آمادہ ہوے مہابت جنگ
نے اپنا رہنا باہر قلعہ نامناسب سمجھا میر محمد جعفر خان اور فقیر اللہ بیگ خان اور راجہ دولبھہ رام
وغیرہ کو جو میر حبیب کے تعاقب سے دلجمع ہوکر حاضر حضور ہوئے تھے واسطے محاصرہ قلعہ مامور فرمایا
اور خود بدولت کٹک میں داخل ہوا پندرہ روز تک ہنگامہ قلعہ گیری گرم رہا آخر الامر محصورون
نے سپاہ ظفر پناہ سے عہدہ برائی دور سمجھی میر محمد جعفر خان اور راجہ دولبھہ رام کو وسیلہ سے
بشرط عفو جرائم قلعہ دینے کو مقر ہوئے آخر قبول مہابت جنگ ہوا محافظان قلعہ نے قلعہ مذکور
حوالہ مہابت جنگ کر دیا اور خود بہیئت مجموعی میر محمد جعفر خان اور دولبھہ رام کی پاس چلی گئی
اور مہابت جنگ بنا بر ملاحظہ حصار داخل قلعہ ہوا ۔

مجملاً ذکر شہر کٹک و قلعہ بارہ بہاٹی کا

اس قطعہ زمین پر قلعہ مذکورا اور شہر کٹک ماموز ہی اوسکے گرد دو ندیان مہاندا اور کٹھہ جوڑی
ہین اور اونکے اطراف رود خانون سے ملحق ہین اور پشتے اوسکے پتھر سے مستحکم بنے ہوے ہین دونو
دریا برسات مین تو چڑھجاتے ہین ورنہ پایاب اور بارش مین دریاے مہاندہ کا پاٹ
قریب دو کوس کے ہی اور کٹھہ جوڑی کا عرض اسکا آدھا ہوجاتا ہی مہاندہ کے کنارے قلعہ واقع ہی
دور حصار کا تخمیناً تین کوس ہوگا کہ پتھر اور اینٹ اور چونہ سے کمال استحکام مین بنا ہوا ہی اور
پختہ عریض خندق گرد بنا ہوا ہی اور شہر کی آبادی دریاے کٹھہ جوڑی کے کنارے پر ہی اور شہر
و قلعہ کے درمیان دو کوس کا فاصلہ ہی عمارات وغیرہ جو دریاے کٹھہ جوڑی پر اور پشتہ پختہ پر موجود
ہین کمال بلندی مین پشتہ عمارت کی دس گز اور کہین پانچ گز کے قریب بلندی ہی اکثر عمارات کے
نیچے سے دریاے کٹھہ جوڑی جاری ہی اور دریا پار دو کوس سے چار پانچ کوس پر مختلف مقامات
مین صحراے وسیع خوش فضا ہی اور جنگل کے متصل بڑے بڑے درخت سرسبز اور تازگی کی ساتھ اوس
جنگل کی ابتدا سے پہاڑ ہو گیا ہے اور شہر والون کو ہر سہ قسم کی کیفیت حاصل ہی چونکہ قطعہ
مذکور پر دونو طرف سے دریا محیط ہی اگر مخالف لوگ بروقت طغیانی کی زمینداران اطراف
سے متفق ہوکر قصد محاصرہ کرین غلہ وغیرہ مایحتاج کا پہونچنا دشوار ہوجاے اگر برسات مین
کوئی بنگالہ کا قصد کرے بسبب کثرت دریا اور نالہ ندی کے عبور دشوار ہو ۔ مہابت جنگ
کہ اس قسم کے امور ہمیشہ ملحوظ رکھتا تھا زیادہ توقف مناسب نجانا جو کچھ میسر ہوا مغتنم سمجھا اور

شیخ عبد السبحان کو جو راجہ دولبھ رام کے رسالہ مین جملہ غربا سے مجہول الاحوال مین تہا
کٹک کی نیابت پر مقرر کیا بدین سبب کہ مہابت جنگ کو معاودت مین نہایت عجلت تھی اور
بسبب خوف مرہٹہ کے جو کٹک کی قرب وجوار مین منتظر فرصت کمین مین لگے تہے اور مرشدآباد سے
بسبب طغیانی ندی نالہ کے فوج کا پہونچنا دشوار تہا کوئی شخص وہان کی نیابت قبول نکرتا تہا اور
شیخ مشار الیہ جسکے دل مین کبہی ایسی ترقی کی خیالات نہین گذرتی تہے بروقت تقرر کی موجب
اس شعر کے سلطنت گرچہ پوباری سے ہی تو ہے بہتر ایسا جو کہیں میسر ہو تو کیہی خوشتر نہایت خوش ہوا اور مہابت جنگ کی
عجلت لوگون نے مشاہدہ کی کیونکہ جسوقت شیخ عبد السبحان کو نیابت پر مقرر کیا مرشدآباد کو
عزیمت کی باوجود آفتاب برج جوزا مین اور شروع ماہ اساڑہ بلکہ آخر جیٹہہ تہا بارش متواتر اسقدر
برستی تہی کہ کوئی روز ناغہ نہوتا تہا اور ندی نالہ جو بروقت آنے کی نہایت کم آب تہہ جاتے وقت
طغیانی پر ہوگئے ہرچند بعض دریائون مین پانی کمتر اور چہاتی تک تہا مگر روزانہ بارش کی وجہ سے عبور ناممکن
تہا اکثر نالون پر بہت انسان و حیوان ہلاک و تلف ہوے جیسا کہ ترجمہ یوسف علیخان بن غلام علیخان
مین مذکور ہے کہ نالہ ترجہان پر جو قریب میدنی پور کے واقع ہے باوجودیکہ پاٹ اوسکا نہایت کم تہا
لیکن شدت بہنے اور عدم میسر ہونے ناو سے اور گہرائی کے اوترنے سے جوکہ فقط انسان اور
اسباب اسمین اوترتی ہین اور حیوان وغیرہ تیر اکر پار کرائی جاتی ہین لہذا جنس حیوانات سے
صد ہا گاوئیل گہوڑے وغیرہ تلف ہو گئے اور جس گہاٹ سے خان مذکور نے عبور کیا سترہ راس گہوڑے
غرق ہو گئے اسی حساب پر خیال کرنا چاہیے رودخانہ گہنسا سے پر جو میدنی پور کے متصل جاری ہے کل لشکر کو بصد خرابی
عبور کا اتفاق ہوا چونکہ زیادہ تین چار کشتی سے میسر نتہی نہایت سختی اور تکلیف مین ان دریائون
سے عبور ہوا تفصیل وار کے تحریر مین بجز درد سر کے کچہ سود نہین خلاصہ یہی ہے کہ راہ کی طغیانی
اور کیچڑ اور دلدل سے نہایت تکلیف عائد لشکر ہوئی جبکہ مہابت جنگ کٹک سے کوچ کر کے چلا میر حبیب
جو مع مرہٹہ کے کسی گوشہ مین چہپا تہا نکلکر قلعہ اور شہر مذکورہ کے استخلاص کا عازم ہوا جب
کہ مہابت جنگ کی عزیمت کو چہہ سات روز گذر گئے میر حبیب کٹک کی نزدیک پہونچا اور
شیخ عبد السبحان نے باوجودیکہ اس فوج مرہٹہ سے عہدہ برائی غیر ممکن جانتا تہا بمقتضای
عزت کے باوجود قلت میر حبیب اور مرہٹہ کے مقابلہ کا عزم کیا اور بروقت مقابلہ اپنی طاقت سے
زیادہ جنگ آور ہوا جب زخمی ہوکر ہاتہہ پیر سے بیکار رہوا اسیر مخالف ہوا اس حدوث غیر ممکن کا
حال اطراف بالیسر بندر مین مہابت جنگ کے گوش زد ہوا چونکہ وقت تنگ تہا تدارک اسکا

دوسرے وقت پر موقوف ہوا اور صلابت جنگ بعد سطے مراحل کے آخر جمادی الاخری کو گنتوره پہونچا اور ناوسکے پل سے جو کہ قبل پہونچنے کے تیار ہو رہا تھا عبور کرکرا وایل ماه رجب سنہ مذکوره کو عمارات موتی محل مین جسکے آغاز تعمیر تھی نزول اقبال فرمایا شہامت جنگ اور حسین قلیخان وغیره مستفیض ملازمت ہوئے بیرون دست پیشکار نے راے رایانی کا خطاب پایا دیوانی خالصہ کی خلعت سے سرفراز ہوا—

بقیہ ذکر فخر الدین حسین خان ولد سیف خان کا اور بعض سوانح کے کہ اسوقت مین ظہور پایا

فخر الدین حسین خان ولد سیف خان جو کہ بنظر ساقط الاعتباری کے دوست و آشنا کے نگاه سے گر گیا تھا اکثر رفقا رنجیده ہوکر صولت جنگ سے جا ملے اور خود بذات مع مال و منال و چند ندیم جرات اور بیاده ہوائی وغیره عملہ شاگرد پیشہ کے ہمراه قصبہ الده شہلنگی ظاہر و باطن کی سوسیم گرمامین گذاره کر رہا تھا تاکہ ہر دو ضعیف ہو گیا پیش آئی صلابت جنگ نے اوسکی کیفیت اس حرکت سے دریافت کرکے اوسکی مال و متاع کے چہین لینے مین جو کہ بمبلغ خطیر اور اسباب بی نظیر تھا قسم جواہر وغیره سے اوسکے پاس ورثہ اوسکے باپکا تھا فکر کرنے لگا بعض اپنے معتمدین کو بہیجکر اوسے حضور مین طلب کیا بعد آنے کی ایک مکان بنا بر اقامت تجویز کرکے اسباب بالتحاج مہیا کر دیا اور اوسکی نگاہبانی پر محافظ تعین کر دیے جملہ نقد و جنس جو اوس بزدل مرد احمق کے پلہ تھا ضبط کر لیا اور حیدر علیخان مع کل عملہ توپخانہ کے جو کہ بردوان سے مرشدآباد آیا تھا موتیا بند کی عارضہ مین اندھا ہو گیا اور سراج الدولہ نے ہزاریان توپخانہ کی خطا معاف کر دی دار وغگی توپخانہ دستی کی ہاتھ لگی اور میر ضیاء الدین کو جو مدت سے عطاء اللہ خان کا رفیق تھا اوسکے نیابت کا خلعت ملا انہین وقت مین مہدی نثار خان نی باستدعاے یا در سراج الدولہ کے صولت جنگ سے منافق ہوکر مع علی نقی خان برادر مورخ اور غلام رضا خان ولد مرتضوی خان وغیره سرداران کو مرشدآباد پہونچا سراج الدولہ جو اسپنے چچا صولت جنگ سے مخالفت رکہتا تھا اور مہدی نثار خان اوسکی باپ کا کہنہ معتمد اور رفیق دیرینہ تھا اوسنے اسکو غنیمت جانا اور ہر ایکہا کو اپنا رفیق بنا لیا مہدی نثار خان کو زیاده رفقا سے سابق سے مشمول عنایت فرما کر ترقی مراتب مین و زیر و رسانی ہوا

صلابت جنگ کا روانہ ہونا سیدلی پور کو بارادہ اخراج میر حبیب اور مرہٹہ کی اور سیدلی پور مین

چھاونی کرنا اور سراج الدولہ کو بالیسر بندر پہونچنا مع دیگر کوایف اور فخر الدین حسین خان کا قید سے فرار کرنا سازش مرہٹہ سے

چونکہ میر حبیب محض رشک و حسد سے خلق اللہ کو رنجیدہ کیا کرتا تھا اور جور و جفا کھینچکر بندگان خدا کو ناحق بطمع دنیوی مبتلاے رنج و محن کرتا تھا اور مرہٹہ اور رافضان کی جماعت اپنی ہمراہ لیکر اکثر اطراف جنوبی گنگا کی متعلقہ ملک بنگالہ تاخت و تاراج کیا کرتا تھا لہذا مہابت جنگ نے چاہا کہ اس فرقہ اشقیا کا بخوبی استیصال کیا جاوے باوجود ضعف پیری اور کہن سالی کی تقصیر نکرتا تھا لہذا بعد بارش کی بقصد شکار مہرپور کے طرف جو مرشدآباد کی جانب شرقی اور جنوبی واقع ہی متوجہ ہوا کثرت ہرن کی وہان پر اسقدر تھی کہ روزانہ سیکڑون شکار ہوتے تھے اور کثرت کی وجہہ سے اکثر گلہ کا گلہ ساتھ مین آجاتا تھا اور بازاری وغیرہ ہمراہیان لشکر جو بدستی ہم مار بیٹکر شکار کرتے تھے بعد فراغ شکار کے کنارے کٹوہ مین نزول ہوا جب لشکر فراہم ہوا بردوان کو چلا وہان سے بڑہکر میدنی پور آیا جماعۂ مخالفین بمجرد استماع آمد آمد کے آوازہ دہشت ادبار او مفقود الخبر ہوئے اور مہابت جنگ نے میدنی پور مین وارد ہوکر دریاے کہنسائی کے کنارے خیمہ کیا اور یہ ارادہ کیا کہ اس ملک کا بند و بست اس مرتبہ اسطرح سے کر لیے کہ غنیم کا عبور مشکل ہو لہذا میدنی پور مین چھاونی کا حکم دیا اور میدنی پور کی فوجداری علی قلیخان کو جو سراج الدولہ کے رسالہ کا بخشی تھا مرحمت فرمائی جب میر حبیب کی خبر سنی کہ بالیسر کی طرف متوقف ہے نظر بران کہ چندان فوج میر حبیب کے ہمراہ ایسی نہین ہی کہ جسکا خیال ضرور ہو اور سراج الدولہ کو بھی لڑائی پر دلیر ہونا ضرور ہی لہذا مع فوج قاہرہ کے نامبردہ کو جنگ مذکور پر مامور فرمایا سراج الدولہ نے دوست محمد خان اور میر محمد کاظم خان کو بطور چھاونی پیشتر روانہ کرکے خود بھی متعاقب انکے روانہ ہوا دوست محمد خان ذیل صبح کو اونکے سر پر پہونچکر قدری گوشمالی کی اور فوج مخالف جو مہابت جنگ کے نام سے ڈرتی تھی محمد خان اور میر محمد کاظم خان کی ذراسے شجاعت جو دیکھی ہاتھ پاون بھول گئی ہوش باختہ مفرور ہوئی اور سراج الدولہ نے متعاقب ہوکر بالیسر بندر مین مقام کیا چونکہ پیشیروی کی اجازت نپائی تھی تعاقب پر رخ نکیا مہابت جنگ کو سراج الدولہ کی مفارقت نہایت ناگوار تھی خصوصاً اسوقت مین ایکدم کی جدائی سے نہایت بیتاب تھا دلمین خیال کیا کہ اگر میر حبیب دونو لشکر کے درمیان مین آئی

اور جبکہ سبکت بھی اوس سے بدتر ہے خدا جانے اوسکا انجام کار کیا ہو اور فوج گران متعمد
جو سراج الدولہ کے ہمراہ ہی خدا نخواستہ کہین ایسا نہو کہ سراج الدولہ کی ناتجربہ کاری سے
صدمہ عظیم پہونچے لہذا سراج الدولہ کو بتاکید تمام طلب کیا اور متعاقب اپنے رسول کے
متحرک ہوکر بے اختیار قطع راہ کرنے لگا اودہر سے سراج الدولہ بھی چلا نراین گڈہ مین
قران السعدین کی صورت ہوئی وہان سے متفق میدنی پور کو معاودت کی سابق کی چھاونی
مین مقام کیا اسی زمانے مین خواجہ عبدالہادی خان جوکہ اولی جماعہ داران سرکاری مین تھا
سید محمد لیبا دل کے ہمراہ جوکہ دونون کامل تہے باہم نایب غلام حسن خان داروغہ دیوانخانہ
کے توسط سے عرض پیرا ہوئے کہ ملازمین سرکاری کی تعداد مین بڑا غبن اور خلط ملط ہے عملہ بخشی گری
جماعہ دارون سے متفق ہوکر ضمانت کرتے ہین جسکے ہمراہی مین سرکاری دفتر مین سو نفر مرقوم
ہین اگر حاضری لیجاوے چہارم بھی مشکل سے برآمد ہونگے چنانچہ اول اپنے ہمراہیون کے
غبن کی عرضی کی اور کہا کہ بس ایک مرتبہ ملاحظہ موجودات سپاہ کا بندہ دو تنخواہ کو حکم ہو تو
کفایت سرکاری کھلکھا پہونچیگی مہابت جنگ نے برطبق التماس جمیع عملہ بخشی گری سپاہ کا
حکم دیا کہ کل فوج عبدالہادی خان سے رجوع ہوکر حاضری دینا اس سانحہ سے عجب طرحکا
انقلاب اور اضطراب روساے سپاہ کے حال مین پیدا ہوا خواجہ مذکور بنظر اپنی
ترقی منصب اور حصول اعتماد کے شریف و وضیع سے اغماض کرکے صاف بیمروت ہوگیا
اور اپنے نیکنامی کے واسطے سب کو بدنام کیا اس درجہ تک چھان کی کہ کسی عمدہ کے رسالہ
مین جسکی تنخواہ بابت سترہ سو سوار کے درج دفتر تھی بروقت ملاحظہ حاضری کو اسّی نفر برآمد
ہوئے پس اسی پر خیال کرنا چاہیے کہ ہزارون مین صدہا رہگئی - اگرچہ سرکاری کفایت
اور خواجہ مذکور اس خدمت کے جلدو مین مورد عنایت ہوا مگر تمام خاص و عام مین
مطعون اور باعث دل آزردگی لشکر اور سپاہ کا ہوا حقیقت مین یہ امر ناگوار ہوا نہ تو
اہالیان سپاہ کو ایسا غبن نہ روا تھا و نہ خواجہ مذکور کو ایسی غیبت کرتا نہ مہابت جنگ کو ایسے موقع
جنگ و جدال مین ایسی چھان بنان اور جستجو کرنا بیت سراسر غبار است این صحن دشت ؛؛
از پیش چشم پوشیدہ باید گذشت ؛؛ اسی اثنا مین خبر آئی کہ مرہٹہ کی فوج براہ جنگل مرشدآباد
کو راہی ہوئی مہابت جنگ کو تو انکا استیصال بجان و دل منظور تھا اور فوج متعینہ مرشدآباد
پر چندان اعتبا نہ تھا میدنی پور سے متحرک ہوکر بردوان آیا وہان پر معلوم ہوا کہ آمد لشکر ظفر پیکر

لشکر مرہٹہ کو توقف بیچ جوار مرشدآباد کے نہ ہا غربی جنگلون کو بہاگ گئے اور رفیع الدین حسین خان
خلف سیف خان جو کہ مرشدآباد مین حسب الحکم نظربند تہا گہبرایون اپنے کو غافل پاکر
یا ساتھ طمع کے اپنے اتفاق کر کے لشکر مرہٹہ سی ملگیا اور نہایت پوشیدگی مین اونکے ہمراہ نکل گیا
انجام کار اسکا یہ ہوا کہ چونکہ تمام عمر ناز ونعم مین پلا تہا کبہی سفر کی سختی نہ پہونچی تہی اور اس
سفر مین بجز گہوڑے کے دوسری سواری ہمراہ نتہی انکی رفاقت سی عاجز ہو کر شاہجہان آباد
کو روانہ ہوا جب وہان جا پہونچا جو زر وجواہر کہ مالدہ کی اقامت مین مہاجنان پورنیہ
کی معرفت قبل اپنے قید ہونے کے بہیجا تہا اونہین سی جو کچھ ہاتہ لگا اوسی سی گذر اوقات
کر رہا تہا تہوڑے دنون کے بعد مرض سرسام مین اسیر ہو کر جہان فنا سی چل بسا
اسی وقت مین کسی زمیندار جنگل نے مہابت جنگ سے التماس کیا کہ اگر فوج ظفر موج
کی رہنمائی بندہ کے متعلق ہو تو لشکر والا کو طرفۃ العین مین دشمن کی بہیر وبنگاہ پر پہونچاتا ہون
یہ عرض قبول ہوئی زمیندار مذکور قبل منصب سرکاری سوار ہو کر رہنمائے فوج ظفر موج ہوا
اور قطع راہ بطور یلغار ہونے لگی جب دو تین منزل طے ہو گئین ایکرات کو تمام شب قطع
راہ کر کے صبح ہوتے مہابت جنگ کو خبر ملی کہ زمیندار مذکور نے عماری کے اندر اپنا شکم چہری سی
چاک کر ڈالا ہے جو اس خبر کے نامبردہ کو طلب فرما کر استفسار شکم چاکی فرمایا جواب دیا کہ
چونکہ راہ بہول گیا تہا اور دشمن کے بنگاہ پر نہ پہونچ سکا بندہ کو خوف ہوا کہ خدا معلوم کیا اسکی
پاداش مین نصیب ہو لہذا یہ حرکت کی گئی اور بعد چند گہڑی کے نیم جان تو تہا ہی راہی ملک
عدم ہوا مہابت جنگ نے جو اسکے بدولت چند منزل تکلیف پائی اور رہ کارون نے اوس
راہ سے خبرین دین لاجرم مصلحت سمجہکر معاودت فرما ہوا بردوان آنکر تالچند دیوان راجہ
بردوان کے باغ مین مقیم ہوا اور تحقیقات مرہٹہ کی کرنے لگا انہین دنون میر محمد جعفر خان
جو کہ بتقریب تعیناتی مہابت جنگ کے مرشدآباد مین تہا حسب الطلب روانہ ہو کر باغ مذکور مین
قدمبوس ہوا مہابت جنگ جو کہ بلاحظہ حمایت عملہ سپاہ وغیرہ معاملہ کے میر جعفر خان سے بہی کسیقدر
ملال رکہتا تہا اوسکے نسبت چند کلمات نصیحت اور ملامت آمیز ارشاد ہوئے اور حکم ہوا کہ اپنی
نیابت اپنے بہائی سے تغیر کر کے خواجہ عبد الہادی خان کو دیوے ہر چند خانمذکور راضی نہ تہا
مگر بندگی بیچارگی طوعاً وکرہاً حسب الامر نیابت عبد الہادی خان کو تفویض کیا چند روز کے
بعد عرض ہوا کہ پہر مرہٹون نے سیاہی پور کے جنگل سے سر اوٹہایا ہے مہابت جنگ تو اونکے

در پے ہوا تھا سنتے ہی میدنی پور کی طرف متوجہ ہوا اور سراج الدولہ رخصت ہوکر داخل مرشدآباد ہوا۔

ذکر سبب جدائی سراج الدولہ کا مہابت جنگ سے اور جانا مرشدآباد کو اور جانکی رام سے لڑنا اور مورخ کے چچا مہدی نثار خان کا مارا جانا

مخفی نرہے کہ مورخ کا چچا مہدی نثار خان مغفور کل محامد صفات برگزیدہ شجاعت اور عزم اور اقتدار مین یگانہ روزگار تہا جب ہیبت جنگ مر گیا مہابت جنگ کو اپنا قدرشناس بناکر قصد کیا کہ اگر فلک ساتھ دیوے تو البتہ دولت دنیوی حاصل ہو مگر پایان اسکا ایکروز سنتا ہی جبکہ مہدی نثار خان سراج الدولہ کی رفاقت مین مہابت جنگ کے ہمراہ بعض سوالات جو کہ مہابت جنگ حسب عادت بے باکی کہ گفتگو کلمات گران زبان پر لایا اور مہابت جنگ نے اوسکی بیباکی سے اندیشناک ہوکر چاہا کہ سراج الدولہ کی رفاقت سے ممنوع کرے مہدی نثار خان نے اس رمز کو پاکر سراج الدولہ کو دل نشین کیا کہ تمہارا دادا فرط محبت سے مفارقت کو راضی نہین چاہتا ہی کہ ہمیشہ اوسکے تابع فرمان اور مرتبہ اعمام سے نازکتر بسر کرو اور آپ کسی سبیل سے اوسکے کمتر ہونیکی شایان نہین بلکہ باعتبار وراثت مہابت جنگ کے چراغ دودمان اور زبدۂ خاندان ہو فضل خدا سے آپ لڑکے بھی نہین کہ اسطرحکی اطاعت ضرور ہو اگر تم مرشدآباد ہوکر عظیم آباد کی راہ لو جانکی رام جو کہ مہدی مغلوب اور نائب تمہارا ہی وہان سے اوٹھا دینا کچہ کام نہین بعد ازان مہابت جنگ بجز تمہاری دلجوئی کے اور کچہ نکریگا الغرض سراج الدولہ کو تو یہ مصلحت قبول تھی مہدی نثار خان آخر ربیع الثانی یا اوایل جمادی الاول سنہ ۱۱۶۳ ہجری کو نوکری سے مستعفی ہوکر مرشدآباد ہوتے ہوئے مع رفقاے چند کے عظیم آباد گیا اور نقی علی خان مورخ کے چھوٹے بھائی کو جو ہمراہ اپنے چچا کے ترک رفاقت صفدر جنگ کی کرکے سراج الدولہ کا ملازم ہوا تہا قبل اس سانحہ کے بسبب تقدیر ناراض ہوکر روانہ شاہجہان آباد ہوا تہا مورخ کہ پورنیہ مین صولت جنگ کا رفیق تہا بھائی کے ارادہ پر مطلع ہوکر اپنے بھائی کی مفارقت کا راضی نہوا طلب کیا اور بڑی سعی سے دوبارہ صولت جنگ کا ملازم کرا دیا اور مہابت جنگ نے میدنی پور مین جاکر مرہٹہ کو مفقود الخبر کیا اور جاونی قدیم مین خیمہ زن ہوا چونکہ اس گروہ کی بیخ کنی کا خیال تہا اور حیدر علی خان خلف الصدق علی قلیخان جسکے نام میدنی پور کی فوجداری تھی بسبب عدم قدرت اور اقتدار

مقابلہ و مقاتلہ مرہٹہ سے معذرت خواہ ہوا مہابت جنگ نے مکان اور دولتخانہ خاص کا حکم دیا اور متعلقان کو مرشد آباد سے طلب فرمایا اور خاص و عام لشکر کو جو کہ طول سفر سے آزردہ ہوئے تھے اور قرب برسات کے آنے سے مرشد آباد لوٹنے کے امیدوار تھے حکم چھاونی کرنے کا صادر فرمایا لاجرم ہر ایک نے مایوس ہو کر اپنے حسب مقدور سائبان وغیرہ بنوا لیا سراج الدولہ اپنے حصول دعوے کو روانہ ہوا اور مہابت جنگ سے چند روز کی رخصت مرشد آباد کے سیر و تفریح کے بہانہ سے لیکر مرشد آباد پہونچا اور اپنے ارادہ سے مہدی نثار خان کو مطلع کر کے رقعہ متضمن حرکت دینے کا مرشد آباد سے بطور ایلغار واسطے تعین تاریخ لکھکر ہرکارون کے ہاتھ روانہ کیا اور خود تاریخ معہودہ کو سیر باغ کے بہانہ سے مع لطف النسا جاریہ کی جو اوسکی پرورش کردہ تھی سواری رتھہ پر جسکے بیل چالیس کوس ایکروز مین قطع راہ کر سکتے تھے عظیم آباد کو چلا شہامت جنگ نے مع حسین قلیخان اور حسن رضا خان وغیرہ ہمراہیان روشناس تقرب اساس کے بمجرد استماع اس خبر کے مضطرب الاحوال ہو کر پالکی پر سوار ہمراہ معدودے ملازمان بے اختیار کے درپے ہو کر ... اسکے دیوان تک دوڑا جب نپایا بعض معتمدان کو پیشتر روانہ کیا اور در بارہ معاودت نہایت الحاح و لجاجت فرمائی سراج الدولہ نے اونکی باتون پر کچھ التفات نکیا اور زجر و توبیخ سے اونکو دفع کر کے پیشتر کی راہ لی شہامت جنگ نے یہ ماجرا مہابت جنگ کو تحریر کیا کہ بندہ نے ہرچند ہاتھہ پیر مارے اوس تک نہ پہونچا البتہ ہمارے فرستادہ لوگ اوسکے پاس پہونچے مگر بروقت التماس معاودت جواب دیا کہ اگر میرے واپس لیجانے مین زیادہ اصرار کروگے مین اپنی جان دیدونگا اس باعث سے ناچار وہ لوگ واپس آئے مہابت جنگ نے جیسے ہی یہ خبر سنی عنان صبر و اختیار ہاتھہ سے دیدی اور بنابر فرط تعشق کے جو اوسکے ساتھہ رکھتا تھا مضطرب ہو گیا اپنا رہنا میدنی پور مین محال سمجھا اور میر محمد جعفر خان اور راجہ دولبھہ رام کو بشمول عواطف فرما کر اور دفع غنیم کے بارہ مین تدبیرین سکھلا کر میدنی پور مین چھوڑا اور خود چند آدمی ہمراہ لیکر اوسی روز مرشد آباد کو چلا باوجودیکہ موسم برسات اور رستہ مین کیچڑ اور دلدل اور ندی نالہ کی طغیانی تھی مگر صبح سے شام تک قطع راہ کرتا تھا آٹھہ دن کی راہ چار روز مین طے کر کے دارالامارۃ مرشد آباد مین وارد ہوا ایکروز مقام کر کے دوسرے روز پھر عظیم آباد کو راہی ہوا اور ایک قطعہ خط سراج الدولہ کے نام مشعر دلجوئی اور شفقت اور کثرت اشتیاق اور نیز ترک

ارادہ منظور کی نہایت عمدہ طور پر لکھکر بھیجا سراج الدولہ بھاگلپور کے طرف پہونچا تھا کہ یہ خط
ملا جواب مین لکھا کہ جناب عالی باوجود اظہار اسقدر مہر و شفقت کے میرے دشمنون کی درپے
پرورش ہین از انجملہ حسین قلیخان کو وہ مرتبہ عزت و سروری دیا کہ مجھے ذلت ہی کہ بروقت
سعادت بردوان کے میرے استقبال کو ایک قدم بھی نہ بڑھا اور شہامت جنگ کو ولایت
عہد و یکر صولت جنگ کو پورنیہ کی فوجداری عطا فرمائی میرے حال پر بجز عنایات زبانی کے
کوئی شفقت و نوازش جو از دیاد منصب اور اقتدار کے لایق ہو نہوئی حالا ہر گز تشریف
نہ لاؤنگا ورنہ آپ کا سر میرے دامن مین یا کہ میرا سر آپ کے زیر پاے فیل ہوگا اور یہی
جواب ہرکارہ کے زبانی بھی کھلا بھیجا جب ہرکارہ نے کلمات مذکورہ بیان کیے مہابت جنگ نے
نہایت برہم ہوکر ہرکارہ سے فرمایا کہ اگر میرا سر اوسکے زیر پاے فیل غلطان ہو عین آرزو
ہی اوسکے سر کو میرے پای فیل کے نیچے کیونکر تو نے بیان کیا پھر دوبارہ خط کمال ملائمت اور
اوسکی غلط فہمی کے اشعار مین تحریر کیا خلاصہ اوسکے مضمون کا یہ ہی کہ اے عزیز جان من
تمنے برخلاف مدعا کے وہم و گمان کیا ہی شکایت تمہاری بیجا ہی آرزو میری یہ ہی کہ کل دنیا کی
حکومت اور فرمانروائی اوس نور چشم لخت جگر کو ملے اور یہ رباعی دستخط خاص سے اوس خط مین
لکھدی سے غازی کہ پے شہادت اندر تگ و پوست ٭ غافل کہ شہید عشق فاضلتر از وست
فردا ے قیامت این بآن کی ماند ٭ کین کشتۂ دشمن است و آن کشتۂ دوست ٭ اب قلم وقایع نگار
لکھنے احوال مہابت جنگ سے روگردان ہوکر ماجراے سراج الدولہ لکھتا ہے
کہ سررشتہ سخن کا ہاتھ سے نجاے

پہونچنا سراج الدولہ کا نواح عظیم آباد مین اور مہدی نثار خان سے ملکر جانکی رام سے لڑنا اور سپاہ کو بار جانا

جب سراج الدولہ غیاث پور مین پہونچا شقہ لکھا ہوا اوسکا قبل ازین مہدی نثار خان کو پہونچا تھا
بدین مضمون کہ ہین اپنی سلطنت برباد کرکے تمہارے اعتماد پر ادہر آتا ہون اب اپنے
قول پر آمادہ اور مستعد ہو مہدی نثار خان قبل ورود اس رقعہ کے عازم تھا کہ اہل و ناموس
کو بذریعہ کشتی غازی پور بھیجے تاکہ جب سراج الدولہ آوے حسب معاقد و تعمیل کرے اور اگر
وہ نہ آوے خود مع رفقا کے روانہ شاہجہان آباد ہو کیونکہ اسکو مضبوط یقین نتھا کہ سراج الدولہ
بموجب اوسکے تعلیم کے کاربند ہوگا الغرض جب رقعہ مذکور پہونچا والدۂ مورخ کو جو کہ بجاے

اپنے والدہ کے سمجھتا تھا اپنے مکانمین بلاکر اظہار مافی الضمیر سے آگاہ کیا والدہ موسخ نی
ممانعت کی مبالغہ فرمایا کہ اے بہائی تو مہابت جنگ سے عہدہ برآ نہوگا اور بالفعل یہ ہندو
نایب ہرچند ہندو اور مفلوک ہی مگر نوکر تو مہابت جنگ کا ہی اور ہر سراج الدولہ مہابت جنگ
کا فرزند ہے اور وہ اسپر مرتا ہے اوسکے آئینمین کچھ مضرت نہین انجام کار یہ شیر شکار جانیگا تم مفت
مین اپنے قتل کے روادار نہو کشتی موجود ہی زن و بچہ کو روانہ کردوا اور خود گہوڑے کی
سواری پر نکل جاو مہدی نثار خان کو تو اجل اور غیرت دامنگیر تھی ہرچند والدہ مہربان
نے سمجھایا کچھہ نہ سُنا اور کہا کہ اگر سراج الدولہ نہ آتا تو بندہ ہرگز قصد نکرتا اب نہین ہو سکتا
کہ کنارہ کرون اور نامردی سے مشہور ہون اگرچہ یاست استقرار اور اقبال کامگاری یاری
کی وہس ہند و بنگالہ پر فتح پائی تھا اگر ایام زندگی برابر ہوچکے ہین کیا مضایقہ ہے۔ القصہ
اپنے ناموس کو روانہ غازیپور کیا اور بعض جواہرات اور ظروف طلا و نقرہ اپنے لڑکے کا
حق سپرد والدہ کے کیا اور آخر شب کو رخصت ہوکر صبح ہوتے ہوئے عازم خدمت سراج الدولہ
ہوا قصبہ غیاث پور مین جو بارہ کے نام سے معروف ہے آکر ملاقات کی جو جماعہ دار اطراف
دربنگا اور گنگا کے اوس پار تھے اونکے نام خطوط الٰہی مشعر وعدہ نخواہ سراج الدولہ کی
طرف سے لکھہ لکھہ بھیجے اور لوگون کی عرضیان مشعر زود رسی کے ملاحظہ مین گذرتی بلکہ اکثر لوگ
جو چلے تھے جب اثناے راہ مین مہدی نثار خان کے وفات اور سراج الدولہ کی شکست
کی خبر سُنی واپس ہوگئے الغرض مہدی نثار خان مع سراج الدولہ کے جعفر خان کے باغ مین
پہونچکر مقیم ہوا شہر عظیم آباد کے لوگ اور نیز اطراف اور اکناف وغیرہ کے فراہم ہوئے سراج الدولہ
نے جانکی رام کو پیغام دیا کہ حاضر ہوکر مشرف ملازمت ہو وہ اس خبر سے بحر تحیر اور تفکر مین
غریق ہوا کہ کیا کیجے اگر سراج الدولہ کے ملازمت مین جائیے مبادا مہابت جنگ مورد عتاب
فرمائے یہ مقدمہ ملکداری کا ہی اور اگر سراج الدولہ سے مقابلہ کریے اور خدانخواستہ کوئی
چشم زخم پہونچے تو مفت مین زندگی سے آنکھہ چرانا پڑے کیونکہ جو کچھہ مہابت جنگ کو سراج الدولہ
کی محبت مدنظر تھی اوسکا حال سب پر روشن تھا اور عیان ناچار اسے کشمکش و پیچ مین
مصطفے قلیخان کو جو محمد ایرج خان کا بہائی اور اوسکا خسر اتھا بھیجا تا کہ ارادہ غیبی سے آگاہی بہم پہونچائی
مصطفے قلیخان حاضر حضور ہوکر تقریب کلام ہر طرح سے کرنے لگا مہدی نثار خان نے سراج الدولہ
کو سمجھا دیا تھا کہ جانکی رام کے مقرب حضوری مین جانے نپاوین ورنہ مضر حضور کو وہان ظاہر کرکے

آسنے بد نیا چونکہ سراج الدولہ کی تنگی حوصلہ مین اخفاسے راز کی جگہ نتھی اپنا اسرار مصطفی خان سی
ظاہر کرکے جانکی رام سے احضار مین استعانت چاہی وہ تو بڑا لسان بسیار گو تہا بلا تامل راجہ
جانکی رام کو لانے کا متعہد ہوکر رخصت ہوا بحسب تقدیر اوس روز مہدی نثار خان کسی کام کو باہر
گئے تہے مصطفی قلیخان رخصت ہو چلا گیا اور جانکی رام کو اسکے بد باطنی سی خبردار کردیا جانکی رام نے
جو ارادہ حصار کیا تہا وہ فسخ کردیا شہر کے دروازے بند کرا دیے اور بارادہ قلعداری کے بیٹھا
سراج الدولہ جو محض بے تحمل تھا نہایت آزردہ ہوا اور اس اعتماد سے کہ کوئی اوسکو نمارے گا
تسخیر قلعہ اور جانکی رام کی تنبیہ کا ارادہ فرمایا مہدی نثار خان نے تا رسیدن سپاہ توقف کیا اوس
ابلہ ناعاقبت اندیش نے کثرت اضطراب سے فرمایا کہ مین تمہارے کہنے کے بموجب سلطنت
چھوڑی جانبازی کو آمادہ ہوا اور تم لڑائی سے جی چراتے ہو مہدی نثار خان کو ایسے کلام کی کہان
تاب تھی آشفتہ ہوکر کہا کہ اول میری بات نمانی دراندازون کو دولتخواہ سمجھکر محرم راز کیا اور شکار
مقصود کو دام مین آتے ہوے اوڑا دیا اور اب ساتھ ستر نفر ہمراہی کے جنمین بعض جانباز اور
شجاعت شعار پدیدار ہونگے قلعہ ستانی کی عزیمت کرتے ہو دو روز صبر کرو فوج شایستہ فراہم ہوگی
تب ارادہ دلی ظاہر فرمایا اوس کمینہ نے وہی کلمات جو پیشتر کہے تھے دوبارہ پہر کہے مہدی نثار خان نی
جانبازی پر قدم مضبوط کیا تمام شب درگاہ ایزدی مین زارنالان فتح و نصرت کا خواہان رہا اور
کہا تعز من تشاء و تذل من تشاء پروردگار میری جسکو چاہتا ہی تو عزت دیتا ہی اور جسکو چاہتا ہے ذلت
دیتا ہی امیدوار ہون کہ کافرون پر ظفر پالی ہو صبح ہوتے مع چند رفقا کے تسخیر قلعہ پر کمر باندہی یہ سانحہ
آخر رجب یا اول شعبان سنہ ۱۱۶۳ ہجری کو واقع ہوا الغرض بدین وجہ کہ شرق رویہ دروازہ اور فصیل
پر محافظان قلعہ کا بڑا اژدحام تہا بہانہ کیا کہ سراج الدولہ کے باپ کے مزار کی زیارت کو جاتے ہین ہیبت جنگ
کے مقبرہ پر لگیا اور وہان سے سراج الدولہ کو اپنے گہوڑے خنگ رنگ پر سوار کراکر کہڑکی
بیگم پورہ پر یورش کیا چونکہ ادہر بھی محافظ مستعد اور موجود تھے اور درستی ہونے تک اقربا و راجہ بہادر
کے لوگونکا اہتمام تہا فوراً لڑائی شروع ہوئی برق اندازی اندرون قلعہ سے شروع ہوئی الغرض
مہدی نثار خان نے سراج الدولہ کو مع چند محافظون کے زیر دیوار چھوڑا اور خود مع رفقا کے
پیادہ پا دیوار حصار پر چڑہا کسیقدر زخم ضرب بھی ہوئے چنانچہ مہدی نثار خان کی بہی بازو مین ایک تیر
ترازو ہو گیا اور بعض لوگ مانند امانت خان وغیرہ کے بدر رو سے جو مرور کثرت آب سی کسیقدر کشادہ
تہی اندرون قلعہ جا پہونچے اور دروازہ کہولکر سراج الدولہ وغیرہ باقی ماندہ لوگون کو قلعہ کے

اندر کر لیا میدان مذکور خس وخار عدو سے صاف ہوا مہدی نثار خان جامہ یکتھی پہنے ہوے تلوار حمایل
کیے مع رفقاے معتمد کے سراج الدولہ کو بیچ مین لیے ہوئے آہستہ آہستہ آگے آگے چلا آتا تھا تا آنکہ بدر محلسرای
والد مرحوم کے دروازے پر جو حاجی گنج کے مقابلہ مین معمور ہے اور دونون کے مقابل شارع عام
دروازہ بیگم پورہ کا واقع ہے پہونچا اور جانکی رام نے مع اسباب حرب مانند توپخانہ دستی اور بان
وغیرہ کے فیل سوار ہوکر حسن علیخان کو ہراولی پر مقرر فرمایا اور دروازہ قلعہ پختہ کے سر چوک
پر حیران کھڑا تھا کہ دیکھیے کیا نتیجہ پیش آتا ہے البتہ تین چار ہزار آدمی اوسکے ہمراہ تھے اور راجہ رام نراین
بھی حاضر تھا اسی عرصہ مین امانت خان نے جو مہدی نثار خان کا رفیق شجاع تھا ہاتھ مین برچھی
لیے ہوئے اپنے گھوڑے کو کداتا ہوا بکمال جرات و بہادری و دلیری سے در آیا اور حسن علیخان
کے اژدحام مین جو دروازہ جنوب سے بازار و سر چوک مین متصل مسجد حاجی تاتار کے غلبہ اور ہجوم کیے
ہوئے تھے جا کھڑا ہوا طرفہ رستخیز پیدا ہوئی کسی کی تاب نہوئی کہ اوسکے مقابل ہو ہان دوکانونکے
گوشون مین چھپ چھپ کر مانند حیزون اور نامردون کے بیچارہ پر دست درازی کرنا شروع
کی اور زخمی کردیا اور وہ جرار شیرانہ حملہ کنان تھا تا آنکہ کسی برج یا کسی مکان سے اون
بد سرشتون کی گولی آکر لگی اور نقد روح اوسکا رنجک کے طرح پیالہ کالبد سے اوڑ گیا
جو لوگ کہ مہدی نثار خان کو پیشقدمی سے ممانعت کرتے تھے مہدی نثار خان نے برآشفتہ ہوکر جواب دیا
کہ ایسے مقام مین اسطرحکی خیر خواہی سے بندہ رضامند نہین جو کوئی مجھے عزیز رکھتا ہو میرے
آگے چلے امانت خان کے متعاقب مرزا مدار بیگ دکھنی مع اپنے لڑکے اور داماد اور دو تین
اور آدمیون کے امانت خان کی مدد پر دوڑا تھے مگر امانت خان تو اس جہان سے چل بسا تھا
مدار بیگ نے بھی تیر و شمشیر کے زخم اوٹھاکر گولی کھائی اور زندگی سے ہاتھ اوٹھایا اوسکے
لڑکے اور داماد میدان سے عنان ریز ہوئے اور انہون کے سبب سے مہدی نثار خان کی انتظام
مین خلل واقع ہوا چونکہ راہ تنگ تھی پانچ چھ سوار سراسیمہ لوٹے اور عنان ریز گریزان ہوئے
لوگون نے بھاگنے والون کو راہ دی مہدی نثار خان دوکان پر کھڑا ہو گیا اسیطرح ہر ایک الگ
الگ جا لگا جب فراریان کا شور کم ہوا مہدی نثار خان بدستور شمشیر در دست استادہ ہوا
لیکن سابق کے طرح سے جما ہوا نہوا کیونکہ لوگ ظاہر مین بھی پریشان تھے اور باطن مین بھی مدار بیگ
کے اولاد و رفقا کے گریز سے ششدر ہو رہے تھے متعاقب مہتہ جسونت ناگر کے فراری مسلح
اور مستعد آ پہونچے اور مہدی نثار خان کو بیچا نکر کہا خانصاحب اپنے ہمارے مورچال سے الگ

ہملوگون کو شہر مین رسوا اور بد نام کیا اور اپنے کو ایک تہلکہ مین ڈالا الحال بھی بہتر ہی کہ اپنے راہ لگو مہدی نثار خان نے جواب دیا کہ مہتہ جیو یہ کلام شایان خیر خواہی نہین اسوقت ہم تم باہم مجادلہ نہین ساتہ جو حصہ ہر ایک کی خواہش مہیان ہیجی پس اب دا و تیغ و تبر دیجیے بعد اس گفتگو کے مہتہ جسونت جو کہ مبارز دلیر جنگ آزمودہ با آبرو تہا ناچار پیادہ ہوکر مہدی نثار خان کے مقابل آیا مہدی نثار خان نے ایک ہاتھہ تلوار کا اوسکے گلے پر لگایا اور اوسکی مدافعت پر افسوس ہو کہ ہمراہیان نامرد کے دل نہ ٹہرے ورنہ بعد کشتہ ہونے مہتہ ناگر کے سراج الدولہ کی ہمراہیان کسیقدر دل توانا ہوئی اور جانکی رام کے سپاہ مین تزلزل زیادہ ہوا کیا عجب تہا کہ عین دار و گیر مین سراج الدولہ کی فتح ہو جاتی مہدی نثار خان نے کسی منشی کو آواز دی کہ اسے فلانی مجہکو تجہسے ایسی امید تہی لیکن کچہہ سود نہوا تا آنکہ دروازہ حاجی گنج سے جو مہدی نثار خان کی چپ کے طرف تہا میر محمد اشرف کا بہتیجا جو ناگر کے جانب تہا ظاہر ہوکر مہدی نثار خان کو نصیحت کرنے لگا اور لوٹ جانے کو کہنی لگا اس جرار کو غیظ اور غضب آیا سخت و سست فرمایا اوس نامرد نے دہو کہا دیا پیچھے سے آکر ایسا ایک ہاتھہ تلوار کا مارا کہ سر کٹ گیا اور ایسا مرد دلاور بستر ناکامی پر گرا انا للہ و انا الیہ راجعون بعد ازان باتفاق ناگر سر پر پہونچکر خاتمہ بالخیر کر دیا اور سراج الدولہ نامرد اس مشاہدہ سے گہبرا کر گنج مذکور کے راہ سے کوچہ مین جا چہپا اور مصطفے قلیخان کے گہر کی راہ لی ہمراہی اوسکے ہر طرف پریشان ہو گئی سیف خان کے میرزا دو کنین ایک شخص مرزا سنگی نام مہدی نثار خان کی رفاقت مین گولی کہا کر جان بحق ہوا دو تین آدمی اور بہی مقتول و مجروح ہوئے مہتہ جسونت نی مہابت جنگ کے خوف سے باوجودیکہ زخم منکر چہرہ پر کہایا تہا خون چکان سراج الدولہ کے پیچہے مصطفے قلیخان کے گہر تک پہونچا آیا مصطفے قلیخان نے گہر سے نکلکر استقبال کیا اور حیلتاً عجز و نیاز کرتے گہر مین لایا خدمتگذاری کی اور مہتہ مذکور کی تحریر خانہ مذکور کے متضمن صحیح و سالم پہونچنے سراج الدولہ کے اوسکو مکان پر مہری لیکر مراجعت کی اور جانکی رام نے مہدی نثار خان کا سر ناحق کاٹکر کچہہ دیر دروازہ شرقی پر لٹکایا پہر بعض لوگون کے کہنے سے مع لاش کے حوالہ کر کے اجازت تجہیز و تکفین صادر فرمائی اور وہ بیچارہ مرحوم اپنے باپ کی قبر کے جوار مین محلہ اون گور مین مدفون ہوا اور جانکی رام نے اوسکے رفیقان جانباز کو بہی جو کہ اسکے ہمراہ شہید ہوئے تہے اوسی احاطہ مین دفن کرایا مصرع ہمین است پایان دنیا ہمین ** اور بموجب شعر محشی اکبر نامہ کے ؎ ہی دنیا دو رنگی ہی انتہا ۔ بجز بیوفائی نہو با وفا ۔

اللہم اغفر لہ درجتہ فی اعلیٰ علیین و الحقہ بآبائہ الصالحین الغرض جانکی رام نے سراج الدولہ کو محفوظ رہنے اور مہدی نثار خان کے شہید ہونے سے زندگی دوبارہ پائی اور اپنی جگہ پر پہونچا تو قدیم کمال غرور اور نخوت سے جا بیٹھا۔

آنا مہابت جنگ کا عظیم آباد مین اور سراج الدولہ سے ملاقات کرنا اور بیمار ہو کر مع سراج الدولہ کے مرشد آباد کو معاودت ہونا

مہابت جنگ کمال اضطراب مین بہ تمنائے دیدار سراج الدولہ کے رہ سپر تھا رات دن بیقرار پروانہ وار اوسکے شمع جمال کے شوق مین سوزان چلا آتا تھا جب قصبۂ غیاث پورہ طرف بارہ مین آیا اور حقیقت حال سے مطلع ہوا دلجمعی ہوئی سید اسد اللہ خان برادر منعم علیخان کو جو اس سفر مین مرشد آباد سے ہمراہ ہوا تھا سراج الدولہ کے پاس بھیجا اور اپنی آرزو مندی کے پیغام دئے خانہ کور نے سراج الدولہ کے حضور مین پہونچکر اپنے حسن بیان سے جد امجد کے پاس آنیکو راضی کر لیا مہابت جنگ کو سراج الدولہ کی عرضی کی خبر سے وہ خوشی ہوئی کہ استقبال کی عزیمت مین باوجودیکہ استقلال مین کوہ وقار تھا پر کاہ سے زیادہ سبک اور مضطرب معلوم ہوتا تھا ہر وقت یہی زبان پر تھا کہ اب کہان پر آیا ہوگا تا آنکہ جاسوسون نے خبر دی کہ نزدیک آ گیا حکم دیا کہ پیش خیمہ سے دیوار اوٹھا دیجاوین تاکہ مانع دیدار نہوں جسوقت سواری پر نظر پڑی بے اختیار سجدۂ شکر مین سر رکھا سراج الدولہ خیمہ کے نزدیک پہونچکر گھوڑے سے اوترا اور قدمبوسی والد اپنے پر سر جھکایا مہابت جنگ نے آغوش مین تنگ کھینچکر بے اختیار رقت کی اور مکرر سجدۂ شکرانہ جناب باری تعالی کا بجا لایا اور باتفاق اوس جگہ سے نہضت فرمائی اور عظیم آباد مین آیا جو عمارات کہ احترام الدولہ زین الدین احمد خان بہادر ہیبت جنگ مرحوم نے دریائے گنگا پر بنوائی تھی اونہین مین نزول فرمایا۔ سراج الدولہ جانکی رام کے جسارت سے جو بد رجہ لاچاری واقع ہوئی تھی نہایت آزردہ تھا مہابت جنگ نے اوسکی شفاعت کر کے عفو تقصیر کرائی اور سراج الدولہ کی ملازمت کو روانہ کیا سراج الدولہ نے بپاس ارشاد جد امجد کے مشمول عنایت فرما کر رخصت کیا اور چونکہ کوئی امر موجب توقف صوبہ بہار کے نتھا بلکہ اوسکا دل مرہٹہ کے طرف سے جو کٹک اور بالیسر مین مقیم تھے اور میر محمد جعفر خان اور راجہ دوبہ رام وغیرہ کو میدنی پور مین چھوڑ آیا تھا چندان اعتماد نتھا پس جانکی رام کو خلعت استقلال عطا فرما کر مع سراج الدولہ کے روانہ مرشد آباد ہوا انہین دنونمین مہابت جنگ کو

تپ محرق عارض ہوئی اوسوقت بجز تاج الدین نام کے کوئی طبیب نتھا مشار الیہ بموجب
حکم حاضر رکاب ہوکر تدبیر مناسب کرتا تھا اور مہابت جنگ بسواری کشتی کے مسافت مین
عجلت کرتا تھا بدین وجہ کہ حکیم لائق التعظیم محمد ہادی خان ہاشمی عقیلی خواہر زادہ خاتم الاطبا حاوی علوم
طبی وحکمی جالینوس الزمان حکیم علوی خان شناسای تمام مزاج کا تھا مہابت جنگ کے مزاج سی بخوبی
واقف تھا اثنا سے راہ سے کسی ملازم کو اوسکے احضار کیواسطے مرشد آباد روانہ فرمایا اور
خان مذکور واقعہ راج محل مین شرف ملازمت ہوکر متوجہ معالجہ ہوا اور مہابت جنگ عین سختی
عارضہ مین مرشد آباد پہونچا دوا وغیرہ جملہ امور منحصر ایماسے حکیم ہادی علیخان کرتے فی الحقیقت
اس فلاطون فطرت مسیحا آیت نے تدبیر معالجہ مین یدبیضا کیا تھوڑے عرصہ مین صحت ہوئی
بعد حصول صحت کاملہ کی اس قدرشناس نے خلعت فاخرہ اور سرپیچ اور [illegible] اور زنجیر
فیل عماری دار اور پانچہزار روپیہ نقد سے سرفراز فرمایا اور تعظیم وتکریم مین بھی اضافہ ہوا
حتی کہ سواری مین داخل دولتخانہ ہوتا تھا اور جس جگہہ تک شہامت جنگ اور سراج الدولہ اور
صولت جنگ کی پالکی صحن چبوترہ کے زینون کی پاس اوترتی تھی اسکی بھی پالکی اوسی مقام
پر جاتی تھی اور شہامت جنگ اور سراج الدولہ بھی تواضع لائقہ سے پیش آتے تھے بعد غسل صحت
کے نذر اور صدقہ کی تعمیل ہوئی چونکہ ہنوز ایام بارش باقی تھے اور مرہٹہ کے تگ وتاز
کا بھی اندیشہ تھا اور بیماری کا ضعف بھی کسیقدر لاحق تھا تھوڑا سا اسی واسطے راجہ دولبہ رام
اور میر محمد جعفر خان کے منشور نوید صحت اور نیز وعدہ معاودت بعد برسات کے صادر
ہوئے اور چونکہ عظیم آباد سے مہابت جنگ نے صولت جنگ کو لکھا تھا کہ بروقت واپسی کے
مقام گندہ گولہ مضاف پورنیان مین واسطے ملاقات کے متوقف ہو صولت جنگ نے
اوس مقام پر ضیافت کی طیاری کی تھی اور بندہ مورخ کو چند کوس پیشتر روانہ کیا اور
انتظار ایفاے عہد کر رہا تھا مہابت جنگ نے بسبب عارضہ بیماری کے عذر لکھہ بھیجا اور
خود نہایت جلدی سے دریا عبور کرکے داخل مرشد آباد ہوا صولت جنگ خبر علالت
سنکر محمد مسیح اپنے ملازم طبیب کو جوکہ اسم بامسمی تھا جلد بھیجا اور سماعت خبر صحت کے
بتقریب عیادت اور مبارکباد کی پورنیہ سے نہضت کرکے مشرف ملازمت ہوا اسی ضمن
مین نفیسہ بیگم بنت شجاع الدولہ مرحوم خواہر علاء الدولہ سرفراز خان جوکہ شہامت جنگ اور
اوسکی بی بی مہر النسا معروف گسیٹی بیگم دختر مہابت جنگ سے نہایت ربط یگانگی رکھتی تھی اور

ان میان بی بی نے مراتب ادب ملحوظ کرکے اپنے کاروبار خانگی کے اختیارات اوسکو دے تھے
اور بیگم مذکور علاءالدولہ کے جملہ نوکرون سے ایک کو جوکہ اوسکے قتل کی رات کو پیدا ہوا تھا
اور شکر اللہ خان نام ہوا اپنی فرزندی مین لیا تھا اوسکے وصلت کا ارادہ صولت جنگ کی
کسی دختر سے رکھتی تھی لہذا صولت جنگ کی بی بی مذکور کے توسل سے پیغام دیا صولت جنگ نے
اول تو انکار کیا مگر بہ سبب شہامت جنگ کے مبالغہ اور اصرار سے راضی ہوا اور چونکہ سرانجام اس
کار خیر کا بدون جمع ہونے قبایل اور عشایر مہابت جنگ اور سرفراز خان مرحوم کے نہین ہو سکتا
تھا اور رہنا تمام عورت اور مرد کا پورنیان مین ناممکن تھا بنا سے شادی مرشد آباد مین قرار پاکر
مقرر ہوا کہ بعد مہیا ہونے سامان شادی کے جو ساعت کہ تجویز ہو اوسی وقت صولت جنگ
مرشد آباد کو آوے باقی اسکا حال وقایع آیندہ مین تحریر ہوگا بعد چند روز کے صولت جنگ خدمت
عم بزرگوار سے رخصت ہوکر اپنے دار الملک کو عازم ہوا ـــ

میر حبیب اور مرہٹہ کا مصالحت کی استدعا کرنا بشرط تفویض صوبہ کٹک اور کسیقدر زر نقد کے

اور بسبب ضعف پیری کے قبول کرنا مہابت جنگ کا

میر محمد جعفر خان اور راجہ دولبھہ رام کی رفاقت مین جو فوجین میدنی پور مین مقیم تھین اگرچہ
بحسب کمیت تدارک محاربات مرہٹہ اور اخراج انکا کٹک اور بالیسر سے ممکن تھا لیکن بسبب
قصور جرات اور سعی سپہ سالار اور نیز شہرہ بیماری نواب مہابت جنگ کے متعذر رہتا
ہر چند صحت کی خبرین مشتہر ہوئین مگر دوست دشمن دونو حیلہ حوالہ کا خیال کرتے تھے سپاہ ملازم
بھی دشمن سے لڑائی کرنیکو جسارت نہین کرتی تھی اور مخالف لوگ زیادہ تر ایسے خیالات سے
متوحش ہوکر دلیر ہوتے تھے لہذا مہابت جنگ کو باوجود بقیہ ضعف اور نقاہت کے ۱۱۶۲ھ ہجری
مین مع فوج انجم شمار کے حرکت کرنا ضرور ہوا مرشد آباد سے میدنی پور کو چلا اور راہ وہین سے
میر محمد جعفر خان اور راجہ دولبھہ رام برسم استقبال برآمد ہوکر درمیان بردوان اور میدنی پور
کے مشرف پابوسی ہوے اور مرہٹہ اور میر حبیب نے خبر بیماری اور میدنی پور سے فوج کی حرکت
سنکر بیرہٹہ بالا اور میدنی پور کی جانب آنے کو آمادہ ہوے مہابت جنگ نے مع فوج ہمراہی اور لاحقہ کے بقصد
مقابلہ میدنی پور کو متوجہ ہوا قصبہ مذکورہ مین فریقین کی ملاقات ہوئی بموجب عادت معہود کے
میر حبیب اور مرہٹہ مغلوب اور مہابت جنگ مظفر ہوا اور افواج دکن خدمات بہادران مہابت جنگی کی

تا سب ملا کر جنگل اور پہاڑ و بنین بنگالے کے قریب رو بہ پریشان و آوارہ ہوئے اور مہابت جنگ نے
حسب عادت سابقہ تعاقب مفسدان منہزمہ کی رخ فرمایا لیکن چونکہ تاب نہان تھی جب لشکر منصورہ
جزیرہ پاس پہونچا بسبب نامردی جبلی عدم تاب مقاومت بھاگ جاتی تھی مہابت جنگ نے تعاقب [illegible]
تاب استقامت نہ رہی بیچارے کہین پر ٹہرنکی جگہہ نپاکر کٹک کی نبگالے مین ہوکر فراری ہوئے اور مہابت جنگ نے
بافتح و فیروزی مرشدآباد کو معاودت کی کٹک سے انکا خارج کرنا دوسرے سال پر ملتوی فرمایا اور میدان کٹوہ مین
نزول کیا میر حبیب اور سرداران مرہٹہ نے مہابت جنگ کا غلبہ دیکھکر اور اپنا اوٹھانا سالہا سال سے اور نہ دیکھی صورت بہبود
تمنا کی آئینہ مراد مین ایسی فکر کی درپے ہوے کہ جس صورت سے ممکن ہو صلح ہوجاے چونکہ بالکل کٹک سے ہاتھ اوٹھانا اور بنگالہ سے
بہراسان و رسوا ہونے پر راضی ہونا رگھوجی بھوسلہ کا خوف دلاتا تھا چنانچہ بعض پذیرائی پر مہابت جنگ کے
اطاعت کی خواہان ہوے آخر میر حبیب نے بعض اپنے معتمدین کو اس استدعا کے واسطے میر محمد جعفر خان
کے پاس بھیجا مشار الیہ نے اونکے التماس بر وقت مناسب مہابت جنگ کی حضور مین عرض کی نواب موصوف
اگرچہ بنظر شجاعت اور عزت دانی کی اونکے ملتمس قبول کرنا ناممکن جانتا تھا مگر چند وجہ سے
اول ضعف پیری دوسری آسایش ناتوانان و عاجزان و ضعیفان ممالک محروسہ کی نظر سے متوجہ اقبال ہوا
کیونکہ اوس زمانہ مین سن شریف پچہتر برس کا تھا اور مرہٹہ کی لڑائیو مین دس برس برابر
تردد و مشقت حاصل ہوئی تھی کہ چند فتح و نصرت ہر وقت اسی کی حصہ مین ہوتی رہی مگر اکثر غربا
اور رعایا ملک جنوبی گنگا کے دکھنیون کی قتل و غارت سے پراگندہ اور پامال ہو گئے تھے اور
ہمیشہ اپنی جان و مال کی فکر مین زندگی بسر کرتے تھے بہرحال بنظر وجوہ مذکورہ میر محمد جعفر خان کو
حکم دیا کہ بعض اپنے معتمدین کو میر حبیب کے پاس بھیجے جسوقت کوئی عمدہ اوسکے ارکان دولت
مین سے جو کہ عقل و تمیز سے بہرہ مند ہو آویگا بشرط لیاقت پذیرائی کے صلح منظور کیجاویگی ورنہ ثالث بالخیر
اپنے مکان کو رخصت پاویگا خان مشار الیہ نے میر حسن علی اور میر عوض علی کو میر حبیب کے
فرستادون کی ساتھ برسم بشیر شادی روانہ کیا مشار الیہما میر حبیب کی پاس پہونچے مہابت جنگ کے
رضامند ہونے سے میر حبیب جسکی خیال مین یہ امر نہایت دشوار تھا اس بشارت کی سننے سے
کیفیت [illegible] سمجھتا تھا شاد و خرم ہوا اور تسلیم مہابت جنگ کا ہوکر [illegible] مناسب جانی
اور کہا اسکا خواہ برا ہو خواہ بھلا لازم اور ایک بھیجا میرزا صالح کو میر حسن علی اور میر عوض علی
کے ہمراہ جعفر خان کے پاس روانہ کیا تاکہ اوسکو وسالت [illegible] ملازمت مہابت جنگ سعادت حاصل کرکے
اظہار قبول اطاعت و انقیاد نواب [illegible]

فرستادہ میر حبیب بتوسط میر محمد جعفر خان کے جسوقت کہ مہابت جنگ کٹک میں رونق افزا تھے
اونکی ملازمت میں فائز ہوا اور ہمرکاب ہوکر مرشد آباد میں وارد ہوا۔

ذکر وقوع مصالحہ فیما بین مہابت جنگ اور مرہٹہ اور میر حبیب کے درمیان ہونے کا

جب مہابت جنگ مرکز دولت میں پہونچا مرزا صالح نے اظہار اطاعت و فرمانبری کرکے
عہد و مواثیق سے درخواست مطالب کی عرض کی اور چند روز سوال جواب درپیش رہے
شروع ۱۱۶۵ ہجری میں اس طرح صلح ہوئی کہ میر حبیب مہابت جنگ کا نوکر ہوا اور جناب
مذکور کے طرف سے صوبہ کٹک کی نظامت پر سرفراز ہوا اور اوسکے حاصلات کو فوج رگھو
کی تنخواہ میں دیوے اور علاوہ اسکے بارہ لاکھ روپیہ نقد اس شرط پر رگھو کو دیا جاوے
کہ پھر قلمرو مہابت جنگ میں ایک فرد مرہٹہ بھی قدم نرکھے متصرفان بنگالہ اس سرکار کے نوکر اوسکو دیتے رہینگے
اور خروج مرہٹہ رود خانہ سون ایکا کو اپنا حد و سد سمجھکر اوسکے پار آنیکا عزم نہ کریں جب
میر حبیب نے اس قول و قرار سے آگاہی پائی عرضداشت اپنی رضامندی کی ارسال حضور نواب
کی اور مرزا صالح کو خطاب مصالح الدین محمد خان کا عطا فرماکر مع سند و خلعت و فیل وغیرہ کے
بنا بر میر حبیب کے رخصت دی جب اسطرف سے طبیعت جمع ہوئی فوج کی تخفیف مد نظر ہوئی
اور آبادی دیہات ویرانہ جو مرہٹہ کے تاخت و تاراج سے ہوئی تھی منظور ہوئی اور میدنی پور
جو کہ بعد مصالحت کے داخل بنگالہ ہوا راجہ رام سنگھ کو جو ہرکاروں کا جماعہ دار تھا اوس جگہ کا
فوجدار کیا اور اوسکا بھائی نراین سنگھ اپنے بھائی کی جگہ حضور میں مقرر ہوا۔

ذکر معاودت رابعہ بیگم برادرزادی مہابت جنگ کا لکھنو سے چچا کی خدمت میں

انہیں دنوں میں پیشتر ہونے اس معاملہ صلح کے رابعہ بیگم زوجہ عطاء اللہ خان دختر حاجی احمد جو شوہر
کے ہمراہ لکھنو گئی تھی بعد کشتہ ہونے شوہر کے جو راجہ نول راے اور احمد بنگش کی لڑائی میں
واقع ہوا بوسیلہ نام قرابت اور برادرزادگی مہابت جنگ کے روسائے شہر مذکور
اور نور حسن خان زمیندار صوبہ اودہ سے بمرافقت کرکے اکثروں کو عطاء بالائقہ اور اکرام فائقہ
سے ممنون احسان و منت فرماکر مع مال و اسباب و اولاد وغیرہ کے عظیم آباد پہونچا کر
اور وہاں سے بکام دل مرشد آباد آکر چچا کے زیر سایہ مقیم ہوئی۔

ذکر انتقال راے رایان بہیرون دت کا اور دیوانی خالصہ کی راجہ کیرت چند کو ملنا اور اسکا بھی مرنا اور امیدرام کی امید بر آنا

اسی ضمن مین راے رایان بہیرون دت بنگالہ کا دیوان خالصہ شریفہ مرض استسقا مین رہرو ملک عدم ہوا اور امیدرام اوسکا پیشکار بلاتعین دیوانیکی بموجب حکم امور ملکی اور مالی مین مصروف ہوا تا آنکہ راجہ کیرت چند ولد راے رایان عالم چند جو شجاع الدولہ مرحوم کی نظامت مین دیوان خالصہ تہا اور کیرت چند کسیقدر نحو و صرف سے واقف فارسی مین بہ نسبت اور ہنود کے عمدہ طور سے بخوبی لکہتا تہا اور چند روز احترام الدولہ بہادر ہیبت جنگ کا دیوان عظیم آباد مین رہا تہا بعد ازان چند روز عطاء اللہ خان کی دیوانی مین رہا بعدہ بنارس مین مقیم تہا انہون نے مضمون مناسب مہابت جنگ کے نام عرایض ارسال کیے اور بموجب طلب حضور مین آکر خلعت دیوانی بنگالہ سے سرفراز ہوا اور بدستور پیشکاری امیدرام کے نام رہی چونکہ یہ شخص دیوان بنگال کا بیٹا اور معاملہ سابقہ سے بخوبی آگاہ تہا بعض روپیہ جو کہ جگت سیٹھ وغیرہ زمیدارون سے پانا واجب تہا اور کوئی اوس زر سے واقف نتہا اس شخص نے بنظر کاردانی و خرم و دانائی و راہنمی جانفشانی کے زر مذکور وصول کرکے چند لاکہ روپیہ کرور پر زیادہ داخل خزانہ مہابت جنگ کیا اور مہابت جنگ کو اپنی کارکردگی سے بدرجہ غایت خوشنود کیا دو سال کے قریب اس عہدہ جلیلہ پر شاد و خرم رہا بعدہ عارضہ بواسیر کر دروازہ ذیست مین اسیر ہوکر اس دار ناپایدار کے دارو گیر سے چہٹکارا حاصل کیا چونکہ امیدرام عہدہ پیشکاری مین مدت سے نیکنام رہا تہا عہدہ دیوانی پر ترقی پایہ ہوا

میر حبیب کا مارا جانا جانوجی پسر رگہوجی بہوسلہ کے آزردگی اور نادانی سے

جب مرہٹہ سے صلح ہوگئی اور میر حبیب مہابت جنگ کا نوکر ہوا اور نیز رگہوجی کے طرف سے بہی معتمد اور ذولتخواہ تہا افواج مرہٹہ کی بحالی اور برطرفی اسیکے اختیار مین تہی رگہوجی کی فوج اور ایک سردار اوسکا قرابتدار کٹک مین رہتا تہا لیکن میر مذکور کی ماتحتی مین تہا میر حبیب نے کٹک کی حاصلات سے بارہ لاکہ روپیہ نقد اسنے حصہ کا افاغنہ کی تنخواہ مین معین کیا اور دوسرا حصہ سرکار رگہوجی کے لیے مقرر کرکے صرف اوقات کرتا تہا ایک برس چند مہینے کی گذرنے پر واقع ۱۱۶۶ہجری کو جانوجی ولد رگہو بہوسلہ فوج کی سرداری اور نیابت

حاصل کرکے صوبہ کو دینا یا تصدی اور برہمن فوج مرہٹہ کی میر مذکور کی فرمانبرداری سے ناراض ہو رہی تھی جانوجی کو
جو کہ جوان خود سر اور کسیقدر باپ کی اطاعت سے بھی باہر تھا میر حبیب کی جانب سے ورغلانا اور مجاسبہ کی خواہش
ہوئے جب یہ مصلحت ہوئی جانوجی نے میر حبیب کو مطلوب حضور کرکے نہایت سلوک و مدارات سے تنہا یارد
تمام دن لطف وعنایت سے شام کیا چونکہ میر حبیب کا لشکر کسیقدر مرہٹہ سے دور اوترا کرتا تھا ہمراہیان میر
از طول نشست سے گہبرا کر اکثرون نے اپنی راہ لی تہوڑے سے لوگ وہان حاضر رہے جب شام ہوئی جانوجی
پوجا کی حیلہ سے کسیطرف چلا گیا اور اوس بنگلہ مین مرہٹہ ہجوم کر آئے میر مذکور کو پیغام دیا کہ بدون
حساب زر اور لکھہ دینے دستاویز زر متصرفہ کی جانے نپاویگا میر مذکور تو رگہو کی عنایت اور اپنے
حسن رفاقت پر اعتماد رکہتا تہا جانوجی کی کہنے پر سر خفہ نہوا اور اپنی رہائی اس مکان سے چاہتا تھا
کیونکہ جانتا تہا کہ جب اس مکان سے نکلا کوئی ہاتہ نپاویگا ہر چند تقریرات دلپذیر کین مگر قضا کی پنجہ سے
رہائی نپائی جب آدہی رات گذری اور دیکہا کہ کچھ اپنی گفتگو کو اثر نہین ہوتا مردانہ کمر باندہی اور
چالیس پچاس آدمی سے جو ہمراہ تہے آمادہ جنگ ہوا اس کو یہ بھی خیال تہا کہ بدون حکم رگہوجی کے کوئی
مزاحم نہوگا مگر تقدیر سے نوبت گذری تیغ و تبر کی بارہی آئی یہ تو قلیل تہے اودہر مرہٹہ کی کثرت تاقی
باہر نکلنے کی راہ نپائی اکثر رفقا کی ہمراہ مقتول ہوا بعض مجروح ہوئے ہر چند رگہو اس خبر کی سننے سے
اپنے لڑکے سے نہایت آزردہ ہوا مگر میر حبیب بیچارہ کی مفت جان گئی جب وہ وقت آیا تہا کہ اپنے شجر جفاکشی کا
پہل چکہے بیگناہی مین جان سے گیا اسکے بعد صالح الدین محمد خان جو کہ واسطہ صلح ہوا تہا کٹک کی نیابت پر
مہابت جنگ کی طرف سے اور نیز مرہٹہ کی طرف سے سرفراز ہوا بکام آرام بسر کرنے لگا لیکن جو انتظام میر حبیب کا تہا
وہ اسکو میسر نہوا مگر کج فہمی سے اپنے کو زمرہ نوکران مرہٹہ سے سمجھتا تہا —

جانکی رام کا عظیم آباد مین فوت ہونا اور راجہ رام نارائن کا صوبہ دار ہونا اور اکرام الدولہ کا مرنا

اسی عرصہ مین واقع اخر ۱۱۶۵ ہجری یا اوایل ۱۱۶۶ ہجری مین جانکی رام نائب صوبہ عظیم آباد اجل طبیعی
مین فوت ہوا اور راجہ رام نرائن ولد رنگ لال جو کہ عہد طفلی سے پروردہ خاندان مہابت جنگ تہا
اور جانکی رام کے عہد مین عظیم آباد کی نیابت پر سرفراز تہا بحقوق سالخوردگی اور دیرینہ ہونے اور نیز شعورمندی کے
جو کہ سیاق اور معاملات مین رکہتا تہا صوبہ عظیم آباد کی نیابت اور عطاے خلعت اور سرپیچ مرصع اور
شمشیر و فیل سے سرفراز ہوا اور راجہ دولبہ رام ولد کلان راجہ جانکی رام کا جو اپنے باپ کی نیابت مین
دیوان تن تہا اور زمرہ معتمدین مہابت جنگ مین تہا عطاے خلعت ماتمی اور خلعت خدمت مذکور سے سرفراز ہوا

اور واسطے سوال جواب راجہ رام نراین اور عرض مطالب صوبہ عظیم آباد کی حضور مین مقرر ہوا اور
مہابت جنگ نے عیش و آرام مین گذراوقات کرنی مقرر کی اور ہر کام کو واسطے اوسکے وقت مقرر فرمائے شکار سے
اکثر شوق تہا لہذا موسم سرما مین سراج محل کی طرف نکلا بعد ازان جنگ جانوران خصوص جنگ فیلان
و مرغہا سے دیکھنے کی تماشا مین مصروف ہوا صولت جنگ ہر سال واسطے ملاقات اپنے چچا کے جب کہ
یہ شکار کو راج محل کی طرف جاتا پورنیان سے آکر بعد ملاقات واپس جاتا تہا کبہی کبہی مرشدآباد مین بہی
آکر اپنے بہائی شہامت جنگ اور سراج الدولہ اور اکرام الدولہ اور احترام الدولہ کو کہ یہ تینون اوسکے
بہتیجے اور ہیبت جنگ کے لڑکے تہے اور نیز دیگر اقربا اور عورات کو دیکہکر اپنے مرکز دولت کو واپس ہوتا
تہا انکہ واسطے شادی شکر اللہ خان ولد سرفراز خان پرورده نفیسہ بیگم کی شہامت جنگ نے تاکیدین
کین اور صولت جنگ کو طلب کیا اور وہ مع دختر کے جو شکر اللہ کی نامزد تہی اور نیز دیگر عیال و اطفال
کے سرانجام شادی مہیا کرکے مرشدآباد کو آیا۔

رحلت کرنا اکرام الدولہ خلف الصدق ہیبت جنگ کا جو مہابت جنگ کا بہتیجا تہا

اسی درمیان مین اکرام الدولہ منجھلا بہائی سراج الدولہ پسر ہیبت جنگ کا جسکو مہابت جنگ نے شروع
پیدایش سے بسبب لاولدی کی اپنی فرزندی مین لیا تہا اور نہایت درجہ کا تعشق رکہتا تہا بیماری
چیچک مین اسیر ہوا آبلون کی وہ شدت تہی کہ کسی نے ایسی کثرت نہ دیکہی تہی الغرض خفیف سی بیماری مین جان
بحق ہوا شہامت جنگ کی گہر سے آشوب قیامت برپا ہوا محشر کا شور نشور مہابت جنگ کی خاندان مین
ظاہر ہوا شادی مذکور اوس سنہ مین ملتوی ہوئی بعد چند روز کے صولت جنگ مرخص ہوکر پورنیان
چلا گیا اور شہامت جنگ اوسکے مرنے کی رنج مین بیقرار رہا اگرچہ شہامت جنگ اور زوجہ شہامت جنگ
اور اوسکی ساس اور نیز دیگر احبا اور اتباع وغیرہ ہر طرح سے دلجوئی شہامت جنگ کی کرتی تہی لیکن کچہہ
سود نہوتا تہا ہمیشہ رنج و غم مین بیمار رہا چنانچہ اس واقعہ سے چند مہینے بعد عید الفطر آئی اور مہابت جنگ
نے شہامت جنگ کے گہر آکر بڑے الحاح اور لجاجت سے اسباب تجمل پہنایا شہامت جنگ نے
چچا کی فرمان برداری کی جب وہ گہر کو گیا دستار سر سے پہینک بے اختیار ہاتہ سے ہاتہ کرکے رونے لگا
اور کہتا تہا بیٹے بیوفائی کی عہد نہ بجا لایا اسطور سے گذراوقات تہی کہ اللہ تعالے نے اکرام الدولہ کی
مدخولہ سے جو قبل اوسکی وفات کے حاملہ تہی لڑکا عطا فرمایا مہابت جنگ نے واسطے استرضای شہامت جنگ
کے بمجرد ولادت کے حضور شاہی سے منصب شش ہزاری یا ہفت ہزاری اور خطاب مراد الدولہ کا
مع نوبت اور ماہی مراتب اور پالکی جہالردار بلکہ نالکی طلب کرکے عطا یا مذکور کہ خود بذاتہ شہامت جنگ

سکے روبرو لیگیا شہامت جنگ کسیقدر اوس سے مایل ہوکر اکرام الدولہ کا یادگار سمجھنے لگا اور
مشغول رہکر اوقات گذاری کرنے لگا کارخانہ امارت اوسی لڑکی کیواسطے چھوڑ گیا
وحشم واسپ و فیل اوسکے سن وسال کی لایق جمع کردیے لوگون کیواسطے ایک
ایک گروہ معتمدین کا اوسکے حفاظت پر مقرر فرمایا اکثر لوگ اوس لڑکی کی خدمتگزاری
عظیم جانتے تھے باوجود اس حال سکے بھی شہامت جنگ کو ملال اکرام الدولہ کا کم نتھا
سرفراز خان حاجی احمد برادر مہابت جنگ کی سرافراز خان کی ناموس کی بیعزتی کی تھی
اوسکے مدخولون کو براہ جبر خود تصرف مین لایا تھا اور مہابت جنگ باوجود قدرت
اور نیز بہت سے جور وستم سرافراز خان سکے اولاد اور ناموس پر ہوچکے تھے لہذا غیرت
مقتضی ہوئی کہ ایام دولت کی اوسطہ مین بعض افعال زشت جسکا ذکر کرنا مناسب نہین
ظاہر ہونے لگے اور سراج الدولہ وغیرہ کی وضع سے سروری کو سون دور ہوئی جو جو کام
کرنے لگی ہر ایک نے اخذ زر ومال کرنا شروع کیا اور بسبب کثرت محبت اور نیز واسطے
سراج الدولہ کی مہابت جنگ اوسکی بیہودہ حرکات کو سہل سمجھکر ناشنودہ ٹال جاتا اس
اور بھی بیباک ہوا اکثر بزرگون کو تکلیف دی عربدہ جوئی کی عادت آگئی خدمتگار مصاحب
جمع کیے اور تحقیق بنیاد ظلم وجفا کی راہ لی غرور جوانی نے سر اوٹھایا ایسی دلمین کہو نالی
اپنے فعل بد سے نادم نہ ہوتا اور بھائی وغیرہ کی درمیان مین منافقانہ بسر کرتا اور حسن قبح کار کی اصلا نہ
حماقت مواطن مردان اور نسوان یہ مضمون ضلالت مشحون اس قول کا ظاہر ہوا کہ انا ربکم الاعلی اقوال
اور بنیایت بدون پیرآیا اور اسقدر غرور سر پایا کہ اپنے کو فراموش کرکے سب دین ودنیا کو بہلایا اور بجای رواج انصاف
مارا جانا حسین قلیخان اور حیدر علی خان کا سراج الدولہ نادان کی ظلم و
سراج الدولہ کو جہل جوانی اور شباب کی نادانی سر پر توجہ رہی ہوئی تھی شہامت
اپنے چچا اور اوسکی بی بی اپنی خالہ کی دولت واقتدار دیکھکر خون جگر پینے لگا حسد
رکھتی شہامت جنگ کو اپنا عدو سمجھتا تھا اور فی الحقیقت شہامت جنگ کی زوجہ
جہل فطرتی جو فرقہ نسوان مین ہوتی ہے کینہ نہانی اپنے دلمین رکھتی تھے اس احمق نے
کو بانی منا دسمجھا اور حقوق چندین سالہ فراموش کرکے اوسکی اور اوسکے بہائی
کی فکر مین ہوا ایک شخص ولد آقا باقر زمیندار جو بعض زمیندار جہانگیر نگر کا تھا اور جسکا نام
دور صداقسمت محمد نجان لقب تھا بسبب ناموافقی عملہ حسین قلیخان کی مرشد آباد مین آکے

کی حضور مین سلسلہ پیدا کیا تہا اول سراج الدولہ نے اسیکو بہرکایا کہ جہانگیر نگر مین جاکر حسین الدین خان
برادرزادہ حسین قلیخان کو جو اوسکی نیابت پر تہا اور اوندنونمین مالیخولیا مین گرفتار تہا مارڈالی
وہ نالایق بموجب حکم سراج الدولہ کی عمل مین لایا بڑا فتنہ وہان پیدا ہوا ہنگامہ ہوا چندروز اسوہم سی
کہ بعد دن مرضی مالک کی ایسا کام نہوا ہوگا جہانگیر نگر کی آدمی خاموش رہی جب معلوم ہوا کہ کوئی سند
اور تمسک اوسکے پاس نہین ہی مردم شہر اور رفقا حسین قلیخان نے ہجوم کرکے آقا باقر شیدار کو مارڈالا
اور صداقت محمد خان بہاگا سارا آرام و قرار جاتا رہا بعد چند مدت کی سراج الدولہ نے زوجہ
مہابت جنگ کو متفق کرکے شہامت جنگ سی درباب قتل حسین قلیخان اور حیدر علیخان کی استفسار
کیا مہابت جنگ نے بہی بسبب چشم بندی تقدیر کے راضی ہوکر اجازت دی اور کہا کہ بلا مرضی مہابت جنگ
کے کام نہین ہوسکتا جب اوسکی دادی نے مہابت جنگ کی طرف سی اطمینان بہم پہونچایا اس حاجت کو
اپنی ... شہامت جنگ سی کہا اور باوجودیکہ زوجہ شہامت جنگ سراج الدولہ کی عدو تہی مگر وہ ندنونمین
کسی سہل سی امر کے باعث سی جسکا ذکر مناسب نہین حسین قلیخان سی دل آزردہ ہوگئی تہی بہ نیوجہ شریک
مشورۂ والدہ ہوکر شہامت جنگ کو جو ہمیشہ سی لا و بالی اور خصوص او ندنونمین و بیا اور ... سی بیمار اضی
کیا اور باوجودیکہ شہامت جنگ اور حسین قلیخان کی باہم عہد و پیمان قسمیہ تہی کہ زندگی تک ایکدوسرے
عزت و جان کی شریک رہینگی بدعہدی کی اور مہابت جنگ ظاہری بدنامی کی رفع کرنیکو مرشدآباد سی بعزم
شکار سراج محل کو چلاگیا اور اودہر سی صولت جنگ ملاقات کیواسطی پورنیان سی کوچ کرکی اپنی چچا کی
ملازمت مین آیا بندہ مورخ بہی ہمراہ رکاب تہا القصہ سراج الدولہ نے اپنی دادا کی غیبت مین واقع
سنہ ۱۱۶۸ ہجری ایکروز شہامت جنگ کی خدمتمین جاکر اجازت قتل حاصل کی اور اثنای راہ مین دونو بہائیونکی
دروازہ پر کہڑی ہوکر حکم دیا کہ دونون کو گرفتار کرلاوین حسین قلیخان حاجی مہدی داروغہ دیوانخانہ
شہامت جنگ کی مکان مین جاکر پناہ خواہ ہوا کہ شہامت جنگ کی حضور مین میرا عرض حال کریں داروغہ نی
کچہ جو اب نہ پایا ناچار واپس ہوا اور جو بندون نے مہدی حسین قلیخان کو داروغہ کی مکان سی لاکر سیاہ گاہ
مین بٹہایا اور آب شمشیر سی نہلاکر شہید کیا اسیطرح حیدر علیخان کو جو نابینا تہا لاکر شہید کیا لیکن چونکہ
حیدر علیخان شجاع تہا اوسوقت مین بہی اپنے بہائی کیسیطور سے عاجزی کی کلام نہ کہی بلکہ درشت کلام
سی گفتگو کی اور فرمایا کہ اے نامردمردان جنگی کا اسطرح سی خون نہین کرتی درحقیقت ان دونون بہائیونکا
خون شاید کہ خون سیاوش تہا کہ نام خاندان مہابت جنگ کا برباد ہوا بلکہ تمام ممالک محروسہ مہابت جنگ
کا خاک سیاہ ہوا صدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وصحبہ وسلم حیث قال کما تدین تدان القصہ

بعد اس ماجرا کے مہابت جنگ مرشدآباد آیا اور صولت جنگ پورنیہ کو واپس ہوے مگر صولت جنگ کو بھی اپنے چچا اور برادرزادہ کا اعتبار نہ رہا تھا اپنی فکر مین رہا اور اسباب انتقامات الٰہی اسوقت واسطے آمادگی جنگ کے جمع کر لیا۔ چونکہ وقایع نگاری کے آداب راست تحریری سے تھے لہذا طرفداری جس جگہہ جیسا گذرا ہے ویسا ہی تحریر کیا ہے کچھہ سخن سازی اور خوش آمد پردازی کو دخل نہیں دیتا ہون انصاف پسندون سے امید ہے کہ عیب جوئی نکرین اور جہان کہین خطا واقع ہوئی ہو اسکو پردہ نہان مین پوشیدہ رکھین۔

ذکر اشتداد امراض شہامت جنگ اور انتقال کرنا اوسکا اس خانہ تاریک و تنگ سے

شہامت جنگ کا حال اکرام الدولہ کی وفات سے نہایت ردی ہو رہا تھا کہ کبھی خوشی اور خورمی سے بات نکرتا تھا جب حسین قلیخان کے مرنے کو عرصہ گذرا عارضہ استسقا مین گرفتار ہوا حکیم علی تقی اصفہانی قبل اسکے کہتا تھا کہ مواد اس مرض کا جمع ہو گیا ہے اگر آپ سے اصلاح کیجاوے مناسب ہے مگر شہامت جنگ بوجہ مذکورہ اپنے حال سے محض بیخبری رکھتا تھا ہان اوسکی بی بی اور دیگر توابع وغیرہ حتی المقدور دوا معالجہ سے مقصر نتھے تا آنکہ مرض طول پکڑ گیا اور مہابت جنگ نے شہامت جنگ کو مع زن و خدمہ اور دیگر متعلقان کے حتی کہ مانند بہاگ بائی کے اپنے گھر مین لا کر معالجہ مین مصروف ہوا قضا کو روکنیکو معلوم نہین جب نہایت ردی حال مشاہدہ ہوا اور ہنگام مرگ قریب آپہونچا اوسکی بی بی کو سراج الدولہ کا خوف سوار ہوا باوجود دیکہ اوسکے باپ کا مکان تھا مگر اپنے شوہر کو ڈولی مین سوار کرا کر اپنے گھر لے آئی جس روز شام کو انتقال ہوگا اول روز کو شہامت جنگ نے پوچھا کہ آج کون دن ہے لوگون نے کہا دوشنبہ اس اظہار سے آثار بشاشت ظاہر کر کے کہا کہ عجب روز ہے کہ اپنے معشوق سے وصل ہوگا ظاہرا یہ وصیت کی کہ اکرام الدولہ کے پہلو مین مدفون کرین لوگون نے بمجرد مشاہدہ محبت کے جا سے مطلوب پر دفن فرمایا القصہ تیرھوین ربیع الاول سنہ ۱۱۶۹ ہجری روز سہ شنبہ کو رات کو حسین قلیخان کے قتل کے سال بعد عالم جاودانی کو سدھارا اور اوس مرحوم کے منشی نے کلمہ (خدا ایش بیامرزد) سے تاریخ رحلت کا مادہ نکالا صبح کو تجہیز و تکفین کی ٹھہری سید الافاضل میر محمد علی ابدہ اللہ تعالیٰ کی اقتدا سے مہابت جنگ اور جملہ اعیان شہر نے نماز جنازہ ادا کی اور بڑی شان و شوکت سے اوسکا جنازہ باغ موتی جھیل مین جو اوسکا بنایا ہوا تھا لیجا کر بیچ صحن مسجد کہ وہ بھی اوسیکی تعمیر کی ہوئی تھی جوار قبر اکرام الدولہ مین دفن کیا سر وقت لیجانے جنازہ کے بڑا ہجوم گریہ و زاری کا تھا کہ کمتر کسی کے دید و شنید مین آیا ہوگا

بیانی سیتیس ہزار روپیہ درماہہ بیوہ اور ضعیفہ اور بیکسون اور نیکون وغیرہ کا تہا کہ دفتر دیوانی سے باہر تہا بجز دلاحظہ روبیت ہلال کو ہر ایک کا درماہہ رومال مین باندہ کر خوانچہ مین لاتے تھے اور شہامت جنگ اپنے حضور سے خواجہ سرایان معتمد کی باتہ ہر ایک کو پہونچا دیتا تہا تاکہ ہر ایک کو تقسیم کر دے اللہم اغفر لہ وارحمہ —

ذکر بعض فضایل شہامت جنگ

اپنے خاندان سے زیادہ ضعیفان و مساکین اور ذوی الارحام وغیرہ کی تیمارداری کرتا تہا اپنی اوقات عیش و نشاط مین بسر کرتا کسی سے برا نتہا مرشد آباد کی عورتون اور بچون مین جسکا کوئی وارث نتہا یا کہ باوجود وارث کی تحصیل معاش سے عاجز تہا یا کہ تحصیل معاش کر کے اپنے ہی خرچ مین لاتا تہا یا کسیقدر خبرگیری اطفال بہی کرتا تہا مگر بہ حسب ضرورت سب کو اپنے عیال و اطفال جانتا تہا اور ہر ایک کی وجہ معاش معقول طور پر مقرر کر دی تہی رفقا اور ملازمین سے دوستانہ پیش آتا تہا حتی کہ اوسکی رفیق اوسکے روبرو حقہ اور قہوہ اوڑاتے تھے ہر چند لوگون کے ساتہ احسان عظیم کرتا مگر بدانست خود نہایت حقیر سمجہکر براہ ندامت عذر خواہی کرتا تہا — ایک نقل ہے کہ علی نقیخان مرحوم ولد حاجی مہر و حاجی عبد الہ خطاط مشہور زجو کہ عالمگیر کے عہد مین برہانپور کا دیوان تہا درباره ایک سید کی جو کہ بمقدمہ محاسبہ محبوس ہوا تہا عرض کیا کہ فلانا سید ہے اور بسبب تاکید سخت طلبی مبلغ پانچہزار روپیہ کی جہانگیرنگر مین مقید ہے افسوس کہ اسقدر روپیہ وزیر سرکار مین صدقہ ہوا کرتا ہے امیدوار ہون کہ مبلغ مذکور معاف ہوکر سید مذکور حضور مین طلب کیا جاوے بمجرد دریافت کی نہایت حیرت سے فرمایا کہ اسیوقت فرمان معافی اور مطلوبی سید مظلوم کی بارہ مین تحریر ہوا اور خان شکر اللہ کو کہا کہ تمہارے اس امر خیر کے ہدایت کرنیکا مشکور و ممنون ہوا خدا تمہین اس سلوک کی جلدو مین سلامت رکہے حالا اگر وہانکے عملہ کچہہ تعمیل ارشاد مین دیر کرین تو مجہے اطلاع دیجیو کہ اوسکا تدارک عمل مین آوے اور اوس سید بیچارہ مظلوم نے رہائی پائی — دوسری نقل یہ ہے کہ چند برس تک مورخ کی والدہ مع دو اپنے لڑکون سید علیخان اور غالب علیخان اور داماد میر اسد علی کے مرشد آباد مین اقامت گزین تہے اور وہ مغفور انکی وجہ معاش کا بخوبی متعہد تہا علاوہ ازان اقمشہ اور بہار یہ جہانگیر نگر اور ندیا کی والدہ کیخدمت مین بہیجا کرتا تہا غالب علیخان کو جو سب بہائیون مین چہوٹا ہے اکرام الدولہ ہم عمری کی سبب سے اکثر اپنے ہمراہ باغات وغیرہ کے سیر کو لیجایا کرتا تہا اتفاقاً کسی کنچنی عورت ملازم اکرام الدولہ کو غالب علیخان پر رغبت ہوئی اکثر گہورا کرتی تہی غالب علیخان کا بہی عالم شباب تہا تعشق پیدا ہوا اب حضرت عشق نے پاؤن نکالے دلونمین رشک و حسد نے آگ لگا دے اکرام الدولہ کے گوشش گذار کیا وہ نہایت بد دماغ ہوا یہ احوال شہامت جنگ

معلوم ہوا اوسنے والدہ کو طلب کرکے سمجھا دیا کہ چند روز غالب علیخان کو دربار کی آمد و رفت
سے باز رکہے کسواسطے کہ دونو طفل جاہل اور ناوان ہین خدا جانے باہم کسطرح پر سلوک ہووے
اکرام الدولہ اپنے چھوٹے بہائی سراج الدولہ سے بڑہکر طفلی مین سر شورش تہا بنابر استمزاج
پدر یعنی شہامت جنگ کو اپنے آزردگی نسبت غالب علیخان کی ظاہر کرنا چاہی اور شکایت کرنا
متواتر شہامت جنگ کی روبرو شروع کی کہ افسوس ہے کلکو ون غالب علیخان مفت مین میری پنجہ سے
نکلگیا ورنہ مینے مار ڈالا تھا جب شہامت جنگ نے ایسے کلمات متواتر سنے اور اوسکی مقصد دلی سے
فیضیاب ہوا باوجودیکہ نہایت الفت رکہتا تہا آشفتہ ہوکر فرمایا کہ قران کی قسم اگر تو اوسکو مارتا
تو تجھکو مین اپنے ہاتہہ سے ذبح کر ڈالتا اوسنے اس جواب بر خلاف توقع کی سننے سے گہبرایا ہوکر کہا کیا مجھ
اوسکی عوض مین قتل فرمائے شہامت جنگ نے کہا ہان تجہہ مین اور اوسمین کیا فرق ہے ایک ہمشیرہ سے
تو ہے دوسری سے وہ پس اس کلام سے اوسکا خطرہ جاتا رہا تیسری نقل یہ ہے کہ مسمی بہاگ بائی سب
عورتون سے زیادہ بلکہ بی بی سے اوسکو عزیز تہی جملہ خاندان کی عورتین بنابر خوشامد اور اوسکی احترام
کی خاطرداری مین رہتی تہین بندہ مورخ کی والدہ کا طرفہ مزاج تہا کہ کبھی اوس سے موافق نہوئی
ایکروز بہاگ بائی نے بطور شہامت جنگ کے جو اوسکا بہائی بزرگ تہا اور والدہ کو گفتگو مین بی بی کہتا تہا
اوسنے بہی بی بی کہا والدہ کو غصہ آیا فرمایا کہ تو نے اپنے کو کیا سمجہا ہے کہ اسطرح مجھسے ہمکلام ہوتی ہے
اسطور سے تو بزرگ یا خاوند البتہ نوکرون اور چہوٹون کو پکارا کرتے ہین اور مین تجہے ان دونو قسم
مین ایک بہی نہین سمجہتی ہون بلکہ اپنی لونڈی کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ ہم اسکو تمہاری برابر سمجہتے ہین
البتہ فرق ہے تو اسیقدر ہے کہ یہہ نقرہ اور طلائی زیور پہنے ہے اور تو جواہر مرصع بہاگ بائی چپ ہو گئی لیکن
آزردہ ہوکر پیش شہامت جنگ شکایت کی اوس مرحوم نے اوسکو جواب دیا کہ اونکا مزاج اسیطور
پر ہے تو نے کیون اون سے اختلاط کیا اور والدہ نے اپنے گہر مین آکر آزاوہ معاودت عظیم آباد کیا
اور خانہ شہامت جنگ کی آمد و رفت مدت تک موقوف کر دی شہامت جنگ نے ایک مہینے کے
بعد اپنے آدمیونکو والدہ کی طلب کو بہیجا والدہ جانیمین راضی نہوئی تا آنکہ شہامت جنگ لکھلا بہیجا کہ اگر تم نہین
آتی ہو بندہ اور بی بی گہسیٹی آنکر تجہے لے آوینگی ناچار والدہ گئی شہامت جنگ نے نسبت خفگی
کی استفسار کرکے عذر خواہی کی والدہ نے فرط غیرت سے رقت کرکے قصد اپنا جانب عظیم آباد ظاہر
کیا تا آنکہ باتون کو طول ہوا اور شہامت جنگ کچہہ قبول نکرتا تہا اور وہ اپنے ارادہ پر مصر تہی حتی کہ
بی بی گہسیٹی زوجہ شہامت جنگ اور نفیسہ بیگم خواہر علاء الدولہ نے کہا ایصاحب تمکو کیا ہو گیا ہے

تمہارا بھائی اور بزرگ ایسا فرماتا ہی اور راست کہتا ہی اور تم براہ کجی نہین سنتین معہذا والدہ اوسی ہٹ پر تہی اخر الامر شہامت جنگ نی باوجود دلیری اور بزرگی عمر اور دولت اور اقتدار کی اپنی جگہہ سی اوٹہکر روبرو آیا اور فرمایا کہ بہت اچہا بندہ تقصیروار ہی الحال تیری قدمون پر گرتا ہون تقصیر میری معاف کر اوسوقت والدہ شرمندہ ہوکر دست بدعا ہوئی اور مرشدآباد کی رہنے پر راضی ہوئی اور اب تک اوسکی عنایت اور شفقت کو یاد کرکی زار و نزار روتی ہی اور درگاہ ایزدی سی اوسکی مغفرت چاہتی ہے اسیطرح سی بعد آقا میرزا مرحوم جو پوتون اور اقارب خونجا بیگی اور عہد شجاع الدولہ سی وارد بنگالہ اور معزز تہا اور شہامت جنگ سی آشنائی رکہتا تہا اوسکی اولاد اور بی بی کی ساتہ جو تقی علیخان کی دختر تہی سلوک قرار واقعی کرتا تہا کہ کمتر ویسا سلوک کسی شخص نی کسی کی ساتہ کیا ہوگا بمجرد استماع خبر ارتحال کی جو کہ بروقت اوسکی آنی کے جہانگیر نگر سی مرشدآباد کی نزدیک جو عین راہ مین بسواری کشتی واقع ہوا عملہ جہانگیر کو لکہکر اوسکی تعزیت اور باقیماندون کی تسلی کو بہیجا اور بعد چند روز کی اوسکی عیال و اطفال کو طلب حضور فرمایا اور جمیع اطفال خصوص اوسکی دونون پوتون میرزا باقر اور میرزا عبد الصمد کو اپنی تربیت خانہ مین رکہا اور خواجہ سرا اور معلم تعلیم اور تربیت کیواسطی متعین فرمائی اور ہمیشہ وجہ مصارف کا خبرگیران ریاسات سو روپیہ ماہواری دونون کی والدہ کو ماہ بماہ پہونچاتا تہا اور اسیقدر دربارہ دونون بہائیون کو علیحدہ بہیجتا اور عملہ تعلیم و ترتیب جدا ملازم سرکار تہی اور پارچہ ملبوسات خاصہ بہیجکر عذر کرتا تہا کہ یہ ہدیہ محقر تمہاری لونڈیون کی بہی شایان عزت نہین گویا اسی کی بارہ مین یہ شعر محشی اکبرنامہ نی کہا ہی ــ ایسا دنیا سی گذر یاد کرین تجکو سب * خوبیان تیری کرے خلق خدا ورد لب * چونکہ بندہ مورخ دونو بہائیون کی خدمت مین اخلاص و اتحاد بدرجۂ غایت رکہتا تہا لہذا یہ ماجرے جو لکہے گئی چشم دیدہ ہین اسیطرح ہزارون سکے ساتہہ سلوک کرتا تہا جنکے نام و نشان کی خبر بندہ کو نہین ہی ــ *

مجمل احوال صولت جنگ کا اور اوسکی حسن تدبیر وغیرہ کا

صولت جنگ مرحوم کا نام محمد سعید اور اوسکا خطاب نصیر الملک صمام الدولہ سعید احمد خان بہادر صولت جنگ اپنی بہائیون مین صورت و سیرت برگزیدہ سی آراستہ بعض وجہ مین الہتہ کمینہ تہا اور ہیبت جنگ سے باعتبار نظامت عظیم آباد کی کم مین اعتبار دولتمین زیادہ اور شجاعت مین بہی زیادہ اور صولت جنگ ابتدای جوانی مین کہیل کود مین مایل تہا یعنی رقص و سرود اور صحبت نسوان مین راغب تہا بعد ہو جانے سانحہ صوبہ بنگ کی آگاہ ہوکر کبہی کبہی اسطرف راغب ہوتا کسیقدر رات باقی رہی بیدار ہوتا اور طہارت

وغیرہ سے فراغت کرکے نماز صبح اول وقت پڑہتا تہا اور پہر دربار خاص کرتا ہفتہ میں دو بار عام بہی اور یوم جمعہ کو تعطیل رہتی چار روز خلوت میں بیٹہتا پہلے مقربین کو بلاتا بعد اونکے ساتہ قہوہ پیتا بعد ازان بحرائی لوگ سلام سے مشرف ہوتے اور تہوڑی دیر بیٹہکر اوٹہہ جاتے اور بعض بعد سلام کے رخصت ہوتے دو گہڑی کے بعد اندرون محلسرا تشریف لیجاتا لیکن بعض لونڈیون اور خواجہ سرایون کے وہان پر کوئی کہوتا ہر سرشتہ کے متصدی اپنے کاغذ خواجہ سرایون کی معرفت بہیجتے اور وہ اوسی خلوت میں کاغذات جانچکر دستخط فرماتا عملہ وغیرہ دربار کے بیرون پردہ حاضر رہتے منشی لوگ تحریرات کے مسودہ بہیجتے بعد اصلاح صاف ہوکر خواجہ سرایون کی معرفت ملاحظہ میں آتے تب ملفوف اور مختوم ہوکر مہر لگاکر منزل مقصود کو روانہ ہوتے پہر اوراد وظائف کی خطون کو لیکر روانہ کرتے تہے جب ایک پہر اور کسیقدر دن گذرتا خوان طعام خاصہ اوسکے موائد احسان سے اکثرون کو روزمرہ اور بعض کو ایکروز کے بعد اور بعض ہفتہ وار اور بعض کو کمتر بلا پرسش حسب دستور پہونچا کرتے جب بکاول خوان طعام وقت معہودہ پر پہونچاتا عملہ دربار بوساطت خواجہ سرایون کے عرض سلام کرکے اپنے گہرون کو رخصت ہوتے اور نواب بعد فراغ طعام قیلولہ کرکے اول وقت ظہر کو بیدار ہوتا اور بعد فراغ بول و براز اور وضو کے نماز ظہر ادا کرکے ایک جزو قرآن کی تلاوت کرتا اور بعد نماز عصر کے باہر آتا اوس مجلس میں علما لوگ مانند ملا غلام یحیی اور مفتی ضیاء اللہ اور میر وحید اور مولوی لال محمد و شیخ ہدایت اللہ و سید عبد الہادی حاضر ہوتے دو گہڑی تخمینا تک تذکرہ علمی ہوتا اور ایک کتاب مخصوص بطور درس کے پڑہتا اور ملا غلام یحیی اوسکے مشکلات حل کرتے اور لوگ بہی گفتگو اوس مقدمہ میں کرتے تہے مکرر فرماتا تہا کہ الحال تحصیل علم متعذر ہے اور اسیقدر استعداد جو مجہے میسر ہے کچہہ اوسپر افزون نہوگی اتنا لذت فہمید سے مجہکو جان تازہ ہو آتی ہے اسقدر اسکا پابند ہوا ہون کہ اگر کسیدن میسر نہ آئے ایسا معلوم ہو کہ شاید کوئی بڑی دولت مجہسے مفقود ہوگئی ہے اور خاطر مشوش رہتی ہے چونکہ بندہ مورخ پر نہایت نوازش فرماتا تہا تاکید کی تہی کہ اوس وقتمین بہی حاضر ہون اور میرے کلام سے بہت خوشنود ہوتا تہا اور سفر اور حضر میں بضرورت اور لوگون سے مخاطب ہوتا ورنہ ہر وقت بندہ مورخ سے متوجہ رہتا تہا اسقدر کہ اوسکے پرانے رفقا متحیر تہے کہ اس نوجوان نے کیا افسون پڑہدیا ہے کہ بجز اوسکے دوسرے سے ملتفت نہین ہوتا بعد فراغ شغل مذکور کے عمدہ عمدہ رفیق مانند سیف علی خان برادر سیف خان پسر عمدۃ الملک امیر خان صوبہ دار کابل اور روح الدین حسین خان ولد سیف خان جو صولت جنگ کا خسر تہا اور نقی علیخان برادر بندہ مورخ اور میر علی باز خان ہمشیرہ زادہ سیف خان اور آقا عظیما اور دیوان صاحب مدار معاملات ملکی راجہ عجایب راے اور بعد اوسکے

اسکا لڑکا راجہ سیتاب رای اور رای بیرن چند مستوفی اور پیشکاران دفتر بخشی خانہ اور توسخانہ دستی اور راےچوا رام منشی اور جعفر قلیخان داروغہ خزانہ اور میرزا داؤد خان سامان حاضر ہو کر ایک گہری ضروریات کی عرض کرنے مین متوجہ ہو کر مرخص ہوتی تھی اور صورت جنگ داخل حرم سرا ہو کر مستورات منظور نظر کے ہمراہ خانہ باغ کی سیر فرماتا اور لنبیونکی سواری مین جو بڑی تکلیف سے بنائی گئی تہین ادہر سے اودہر جاتا اور تفرج کرتا تہا جب شام ہوتی نماز مغرب و عشا پڑھکر اگر خواہش ہوتی گانے والیان حاضر ہوتین ورنہ تنہا مصاحبت اور مکالمہ صحبت مین ایک تہائی رات بسر کرتا بعدہ استراحت فرماتا اسیطرح علی الدوام اوقات گذاری تہی — بندہ مورخ نے مدت رفاقت مین کہ سات سال کامل گذری کبہی کلمہ ناخوش اوسکی زبان سے نسنا کہ کسی ادنی کے بہی حق مین کہا ہوا اور نہ یہ دیکہا کہ کسی پر غصہ فرماتا ہو سلیقہ معاش نہایت درست تہا باوجودیکہ اسکا مداخل بہ نسبت شہامت جنگ کے کیا باعتبار مدت اور کیا بحساب عدت کے بہت کم تہا مگر خزاین اور جواہرات اور ظروف اور مکانات اور طلا و نقرہ اور افیال وغیرہ لوازم امارت کے شہامت جنگ کے برابر رکہتا تہا چنانچہ بعد اوسکے انتقال کے چالیس اور کئی لاکہ روپیہ نقد اور شاید ایک لاکہ اشرفی کے قریب خزانہ مین موجود تہی اور دیگر آلات نقرہ و طلائی وغیرہ بہی اسی قیمت کے ہونگے گہوڑے ہاتہی بہی بہت تہے ایکروز اوسکے دلمین آیا کہ بندہ مورخ کو ہاتہی عطا فرمائے مجلس خلوت مین بلکہ پس پردہ اوسکی عورات بہی بیٹہی ہوئی تہین اور بسنت پنچمی کا جشن تہا کہ ہندمین ہوتا ہے میر محبوب علی نام مرد پیر جو اوسکی لاابعلی اور زمانہ افلاس کا آشنا اور رفیق دیرینہ تہا اور چند دیگر خدمتگاروں کے سوا کوئی نہ تہا خواجہ سرائے محلی بہیجکر مورخ ہذا کو طلب کیا جب حاضر ہوا مامور جلوس فرمایا اور اختلاط مین گفتگو کرتے کرتے بعد امتداد صحبت کے حاضر علیخان غلام سرکار دیوان خانہ نے عرض کیا کہ میر سلطان خلیل خان بجا آوری آداب عنایت فیل کے کہ مرحمت ہوا تہا در دولت پر حاضر ہے اگر حکم ہو دو رسے تسلیمات بجا لا کر رخصت ہو جاوے حکم ہوا کیا مضایقہ ہے حسب الاشارہ تعمیل ہوئی بعد ازان مورخ کو اسی عبارت سے کہا کہ خانصاحب تمنے ہمارا فیلخانہ دیکہا ہے مورخ نے عرض کیا کہ مکرر اتفاق ہوا اور فیلان سرکار نہایت خوب ہین فرمایا اب بہی دیکہنا چاہیے اور اونمین سے ایک زنجیر پسند کیجیے تاکہ آپکو عنایت فرمایا جاوے بندہ نے اوٹہکر بعد ادائے آداب کے عرض کیا کہ یہ چند کلمہ اوس شفقت سے ارشاد ہوے کہ برابر عنایات فیل کے جانتا ہون لیکن سواری فیل کیواسطے وضع اور حیثیت چاہیے اور فدوی سرکار دولتمدار کے اقبال سے کمال رفاہ اور آرام مین بسر کرتا ہے مگر ہنوز لیاقت سواری فیل کی نہین رکہتا افتا اصدر نیر سایہ

عاطفت رہکر جسوقت اوسکی سواری کا وقت آویگا عنایت کیجائیگا اس طرز التفات کو نہایت پسند فرمایا اور زیر لب ہنسکر خاموش ہوا بعد چندی جب صفدر جنگ کی ورود کی خبر ملا دبنگالہ مین بسبب اسکے بنارس چلی آنیکے ملی اور مہابت جنگ نی صولت جنگ کو لکہا کہ اسطرح کی افواہ اوڑی ہی کہ ہم اسطرف سی آتی ہین اور آپ اور دہر سی مع اسباب حرب کی نہضت کیجئی بندہ سیی ارشاد فرمایا کہ چند سوار و پیادہ عمدہ ہم پہونچانا چاہیی بندہ نی عرض کیا آدمی اسجگہ میسر آوینگی کیونکہ یہ ملک گوشہ ہی مردم ملک دیگر کا گذر اوسطرف مشکل سی ہوتا ہی فرمایا کیا مضایقہ انہین سی منتخب کرکے نگاہداشت کرنا چاہیی حسب الحکم تعمیل ہوئی اسی اثنا مین صفدر جنگ کی معاودت کی خبر پہونچی اور مردم کی جستجو سے کم ہوئی جماعہ دار لوگ جو اس روز کیلیی دست بدعا تہی اپنی لوگون کی نوکری کو ملتجی تہی نواب نی آزردہ ہوکر جواب صاف دیا مگر بالیسؔ پٹہان جو کہ خوش اسپہ تہی اپنی خواہش سی مقرر فرمائی بندہ نی اظہار کرنا احتیاج مردم کا حسن طلب سمجہکر اسطرح پر عرض کیا کہ الحمد مد شورش دفع ہوگئی اگر حکم ہو چند لوگ جو فراہم ہوگئی ہین برطرف کیی جاوین عرضی پر دستخط فرمایا کہ اوس عالیشان کو اس سی کیا کام کل آخر روز کو ملاحظہ مین حاضر کرین آخر ہر ایک سوار و پیادہ کو دیکہکر مقرر کرلیا اور اون بائیسؔ افغان کو بہی حکم دیا کہ رسالہ بندہ مین مقرر ہون جب نفر اسّی سوار کی قریب اور دو ڈہائی سو پیادہ کی بندہ کی رسالہ مین مامور ہوی فرمایا خانصاحب اب تو شاید ہاتہی پر سوار ہونا بہی مناسب ہوگا بندہ آداب بجالایا جب روز جمعہ آیا ایک زنجیر ہاتہی فیلخانہ سی منتخب فرماکر عطا فرمایا۔ نقل چوتہی یہ ہی کہ مورخ نی ایکمرتبہ مبلغ دو ہزار روپیہ کی ہنڈوی بنام اپنی والدہ کی شاہجہان آباد کو بہیجی اوسنی اس امر سی واقف ہوکر کہا کہ خانصاحب سُنا گیا کہ اسقدر روپیہ کی ہنڈوی آپنی شاہجہان آباد بہیجی ہی چونکہ چہپانا مناسب نتہا مورخ نی اقرار کیا فرمایا کہ تم نی اطلاع نکی ورنہ ہم بہی شریک ہوتی مورخ نی عرض کیا شریک ہونا کیسا یہ سب بجہت حضور کی دولت کی بدولت ہی ورنہ بندہ ملازم کی دست قدرت ظاہر یہ سنکر ہنسا اور خزانچی کو حکم دیا کہ سرکاری حساب مین مجرا کرے اور رسید فقیر کو دیوی مورخ اس عطا یاسی باہر ہوکر شکر خداوندی بجالایا۔ نقل پانچوین یہ ہی کہ خدمت پرگنہ سری پور کی جسکا معاملہ ایک لاکھ اور اسّی ہزار کی روپیہ پر مستقر ہوا تہا چاہا کہ رعایتاً مورخ کو تفویض فرماوے بلا اطلاع مورخ کی اپنی دیوان مدار المہام کو جو دیوان سیف خان مرحوم کا بہی تہا اور رائے عجایب رائے اوسکا نام تہا دفتر خانہ کان پر بہیجا وہ مع سند اور شیخ امان اللہ نام جو مرد عاقل پیشہ اور اوس ضلع کی عمال مشہورہ مین تہا مع دو قطعہ خلعت کی آکر مظہر ہوا کہ

کہ جناب عالی نے اس پرگنہ کا معاملہ مبلغ مذکور کے ساتھ آپکو بے تجویز فرمایا ہے اور دو صورتین ہین جو
پسند ہوں تعمیل کیجاوین اول یہ کہ اس کام کی خلعت لیجے اور مبلغ مذکور کو اپنے ذمہ لیکر جسکو چاہیے
بھیجدیجے تاکہ وہ بند و بست پرگنہ مذکور کا کرکے زر معاملہ سرکار مین داخل کرے اور باقی جو کچھ
زیادہ ٹھیرے آپکی حد نہیں دے تا آنکہ خلعت اصالت نواب نے تن زیب فرمائی اور اپنی نیابت کی خلعت
شیخ امان اللہ کو پہنائی اور ایک فرد نکالکر دکھلائی جسمین نواب کا صاد اور دستخط موجود تہا اور
یہ مندرج تہا کہ مبلغ سات ہزار روپیہ منافع پرکسواسطے ہے شیخ امان اللہ نے اپنے ذمہ لیکر مہر
کردی تہی دکھلاکر کہا کہ اسقدر روپیہ سالیانہ مع اخراجات نذر عیدین اور سالگرہ اور دسہرہ
وغیرہ معمولی کے بہیجا کریگا اور نیز دیگر فرمایشات مین حاضر اور فاخر ہوگا بندہ نے بنابر مرضی حضور
اور نیز اپنے رفع تکلیف کو ہر ایک خیال سے گذر کر جیساکہ فرمایا تہا ہر چند خلاف رفقا تہا تعمیل کی نقل
چہوٹی یہ ہے کہ ایکروز وہ مرحوم سواری کشتی خاص سے اوترا تہا اتفاقاً پالکی اوسی پار دریا کے رہگئی
تہی اور کوئی سواری بروقت عبور نہ پہونچ سکی اور صولت جنگ کو تختہ سے بہی اوترنا دشوار تہا فقیر
نے تہیر پاکر اپنا ہاتہ بڑہایا صولت جنگ اس حرکت سے خوشنود ہوا اور دست مبارک میری ہاتہ
مین دیکر باستعانت بندہ قدم تختہ پر رکہا او ترنا شروع کیا جب تہوڑی مسافت رہی متوقف ہوکر
ہنسا اور فرمایا خانصاحب آپنے اسوقت عجب دستگیری کی بندہ نے عرض کیا یہ کیا ارشاد ہوتا ہے میرا
حال تو کچہہ اور ہی ہے کہ جناب عالی نے میری دستگیری کی اب جس پایہ کی آرزو ہے جلد وہانتک پہونچاوینگے
اس جواب سے ہنسکر فرمایا اسمین کیا شک ہے انشا اللہ المستعان ایسا ہی ہوگا لیکن مجہے تمسے اس عالم [illegible]
بہی توقع دستگیری ہے اور یہی ایسا ہی عالم عقبی مین — اب خیال کرنا چاہیے کہ اخلاق اس بزرگ
ستودہ صفات کا کس درجہ کو تہا بندہ ستائیس برس کا اور حضرت خداوند نعمت کا سن شریف پچپن برس
کا تہا اور قرابت مین بہی وہ بزرگ اور بندہ خرد تہا اور اگر کردار ظاہری پر خیال ہو وہ ہفت ہزاری
اور بندہ ادنے ملازم سبحان اللہ ساتہ اس بزرگی کے اور اسطرحکی انکساری بیت تواضع ز
گردن فرازون سے نیک ✚ تواضع خصال گدا اسپر ہی ایکہ القصہ وہ سرو فرشتہ طلعت سات برس
چند مہینے تک ضلع پورنیہ مین کار فرما رہا رعایا برایا ملازمین کو اپنے داد و عدالت سے نہایت راضی
و خوشنود رکہا کبہی سفر اور رزم کی حاجت نہ ہوئی البتہ اپنے چچا مہابت جنگ کی ملاقات کو سراج محل
تک آتا تہا اور کبہی کبہی مرشد آباد تک اقامت پورنیہ کی مدت مین ایکمرتبہ واسطے مدافعہ
فخر الدین حسین خان پسر سیف خان کے جو عظیم آباد سے نکلکر ادہر قاصد ہوا تہا نکلا جب وہ مالدہ کو

سعاود ہوا یہ بھی اپنی مرکز دولت مین داخل ہوگیا اور ایکمرتبہ واسطی تنبیہ شیخ محمد خلیل زمیندار
پرگنہ تلکھرہ کی جو بعض جفا کی دراندازی سی سر بشورش ہوا تھا عین برسات تھی کہ یہ ساتھ
در پیش ہوا اول نصایح و موعظت کرتا رہا مگر اوسکا تمرد اور غرور گردنکشی سے زیادہ ہوتا گیا ناچار
بندہ بھی واسطی اتمام حجت اور دفع بلا کی ساعی ہوا اور بذریعہ معتمدین کی دلجوئی کی اور صولت جنگ
کو بھی اوسپر مہربان کیا اور عہد بھی لیا کہ اوسکی ساتھ بدی نہ کرسے لیکن کچھ مفید نہوا الا بدرجہ
لاچاری عین برسات مین صولت جنگ اوسکی مدافعہ کو برآمد ہوا اور اوس مدبر کی ہمراہی رفقا
نی منہ موڑ گئی اور وہ خود آوارہ دشت ناکامی ہوا اور آخر کو مع عیال و اطفال کی اسیر پنجہ تقدیر
ہوا اور بعد چند روز کی محبس مین قید زیست سی آزاد ہوا مبلغ خطیر منجملہ زر سرکاری کی اوسکے ذمہ
بر آمد ہوا بعد اوسکی مرنے کی اوسکی لڑکی سے طلب کیا لڑکی کا نام غلام حسین تھا بندہ نے شہامت جنگ
کی عہد مین جو چند ماہ فرمان روا پورنیہ کا رہا تھا باقیات مذکورہ کو بپاس ایمان اور نیز اوسکی
یتیمی اور بیکسی کی معاف کرایا تھا اور اوسکی باپ کی راج پر مستقل کرایا۔ نقل ساتوین یہ ہے
کہ نقی علیخان برادر مورخ عہد جوانی مین نہایت تند مزاج تھا مطلقاً مآل اندیش نتھا ایکروز صولت جنگ
کی حضور سے اوٹھکر کچہری دیوانی راجہ مین عجایب رای کی پاس آبیٹھا اچل سنگھ قوم ہندو
تھا جسکی ناصیہ احوال سی شور و شر کے آثار دیدہ ظاہر مین نمودار تھی اور وہان کی ادنی رہنی والونمین
تھا اور شوکت جنگ کی دیوانی پر سرفراز تھا اور اوس روز راجہ تک شوکت جنگ کی ذمہ حضور
اسکی پدر سی تھا اور نیز توپخانہ دستی کی داروغگی مہابت جنگ کی تقلد مین جو سراج الدولہ کو دیا تھا
صولت جنگ نی بھی اپنی لڑکے شوکت جنگ کو عطا فرمائی تھی اور جماعت ہزاریون کی ریاست بھی
اوسی سی متعلق تھی اتفاقاً ہندو مذکور اپنی امور متعلقہ کی سوال جواب کو راجہ عجایب رای کی کچہری
مین آیا تھا چونکہ نہایت تنگظرف اور صاحبزادہ کی دیوانی سی مغرور رہتا تھا چاہا کہ جو فاصلہ برادر
بندہ اور راجہ مذکور کی درمیانین تھا اوس سی پیشتر کو جاوے نقی علیخان نے ممانعت کی مگر
کچھ نسنا اور بے باکانہ جواب دیا نقی علیخان نے آشفتہ ہوکر اپنی ملازم سی کہا کہ اوسنے ایک ہاتھ اول
اوسکے سر پر ماری کہ اوسکی سر سے پگڑی گر گئی وہ اوس صورت سی شوکت جنگ کی روبرو جاکر
شاکی ہوا شوکت جنگ نی نہایت پژمردہ ہوکر ہزاریان وغیرہ جماعہ جمعداران توپخانہ وغیرہ کو حکم دیا کہ
خانہ جنگی کا ارادہ مصمم کیا نقی علیخان کا مکان شوکت جنگ کی محل کی مقابل تھا اور درمیان سی
شارع عام وسیع بعض دوست مانند مرزا رستم علی اور مرزا حیدر اور مرزا منیر علی وغیرہ

چند نفر نقی علیخان کی رفاقت مین کمر ہمت باندھکر حاضر آئی جب اس اژدحام اور غوغای عام کی خبر صولت جنگ
کو پہونچی للی ہزاری کو جو جماعہ داران توپخانہ کا سردار اور صولت جنگ کا معتمد علیہ اور دو سو سوار
اور ایکہزار چند نفر پیادہ ہمراہ رکھتا تھا دروازہ پر طلب فرماکر نقی علیخان کی اعانت پر تعینات فرمایا
اوسنے التماس کیا کہ چونکہ صاحبزادہ کا ارادہ رزم مضبوط پایا جاتا ہی اگر فی الحقیقت ایسی ہی صورت
ہو حکم کیا ہوتا ہی اوسنے فرمایا اسی واسطے تعین کیا ہی کہ جس امر کی امداد شوکت جنگ کی طرف ہی
تم بھی اوسکا تدارک اوسیطور سے عمل مین لاؤ اور جمیع عملہ توپخانہ کو حکم بھیجا کہ اگر کوئی نقی علیخان
کے ساتھ خانہ جنگی مین مرتکب ہوگا سزایاب ہوکر برطرف ہوگا شوکت جنگ اس خبر کو سنکر
صولت جنگ کے روبرو آیا اور تظلم و استغاثہ پیش کیا جواب تمنت سنکر نادم واپس آیا یکمدت تک
شوکت جنگ اور نقی علیخان مین ترک متعارفات رہا چند مہینے کے بعد جب شادی درپیش ہوئی
اور مجلس منعقد ہوئی چند ایام واسطے مراسمات شادی کے معہود و مقرر ہوے ایکروز اونہین دنون مین
صولت جنگ مجلس سے اوٹھکر جا بیٹھا تھا کہ داخل حرم سرا ہوا اثنای راہ سے واپس ہوا اور لڑکی کا ہاتھ
پکڑکر نقی علیخان کے پاس لایا اور کہا کہ بھائیون کے باہم اسقدر ملال بیجا ہے اب باہم دگر معانقہ کرو
اور الفت و آمیزش از سر نو سیکھو — حق تعالی اوس بزرگ کو اپنے جوار رحمت مین جگہ دے اور
مدت العمر مین ایسا اخلاق کسی امیر سے نہین سنا گیا تا دیکھنے سے کیا کلام چونکہ عبد العلی خان بندہ کے
خالو نے شاہجہان آباد مین باوجود اجتماع اسباب عمارت اور رفاقت امیر الامرا ذو الفقار جنگ بہادر
خلف سادات خان مرحوم کے جو رفاہ کہ منظور تھی طالع ناسازگاری کی بدولت نہ پائی چندروز محمد
قلیخان ولد مرزا محسن برادر زادہ صفدر جنگ کی رفاقت مین جو کہ بعد کشتہ ہونے نول رای اور
ظفریابی وزیر کے اور اقاعدہ نائب صوبہ اودہ کے اپنے چچا صفدر جنگ کی طرف سے تھا گذرانی آخر وہان سے بھی
صحبت بگڑ گئی تھا رس مین آنکر گوشہ گزین ہوا بندہ اوسکی نہایت مکدر تھا تو اب ہیبت جنگ نے
باوجود اس اطلاع کے کہ ہیبت جنگ خانزاد کو رسے ناراض ہے حسب التماس بندہ نے بمبالغہ تمام عفو
تقصیر کے بارہ مین اپنے چچا کو تحریر کیا اور ہیبت جنگ نے اوسکے سارے جواب تو لکہے مگر خصوص عبد العلیخان
کے ذکر سے اغماض کر گیا صولت جنگ نے بپاس خاطر بندہ کے اپنی طرف سے خط تسلی عبد العلیخان کے نام لکھا
اور مبلغ پانسو روپیہ ماہواری مقرر کرکے دو ہزار روپیہ پیشگی عنایت فرمائی اور اسی طرح بعد و تین
جبتک زندہ رہے وجہ مقررہ کو پیشگی بیچارہ کا افسوس اس زمانہ مین ایسے صاحب ہمت کہان مصرع
من خود نہ دیدہ ام تو اگر دیدہ بگو — اب اون احسانات عظیم کے تدارک مین عمر بھر عاجز بندہ سے اور کیا

پرورد گان دولت سے کیا ہو سکتا ہے اللهم انا لا نعلم منہ الا خیرًا وانت اعلم بہ منا اللهم ان کان محسنًا فزد فی احسانہ وان کان مسیئًا فتجاوز عنہ —

رحلت فرمانا نصر الملک مہام الدولہ سعید احمد خان بہادر صولت جنگ کا دار ناپایدار سے

جب تقدیر ربانی مقتضی ہوئی کہ بنیاد دولت خاندان مہابت جنگ کی منہدم ہو اور جو لایق ریاست اور سزاوار امارت ہوں وہ قبل اوس سردار پر شجاعت کی فانی ہوں دریغ ہو کہ بعد مہابت جنگ کی تینوں بہائی کی لڑکے یعنی شہامت جنگ اور صولت جنگ اور ہیبت جنگ اس زمانے کے موافق سراج الدولہ سے بہتر لیاقت فرمان روائی کی رکہتے اگر انکے اختیار مین سر رشتہ کار پڑتا شاید احوال مردم بنگالہ اور بہار کا اس جلدی سے خوار و زار نہوتا لیکن تقدیر ربانی نے قبل مہابت جنگ کے اونکی نشاط حیات اولٹ دی اول احترام الدولہ زین الدین احمد خان بہادر ہیبت جنگ سے جوان تینوں بیٹوں مین شجاع اور پر تدبیر تہا اول ہی سے ارم کو قدم اوٹہایا اور مہابت جنگ نے اس شنوائی کے بعد کہا کہ اگر دولت کو ہمارے خاندان مین قیام کرنا منظور ہوتا تو ہیبت جنگ پر یہ حادثہ نہوتا بعد ازین ناصر الملک احتشام الدولہ نوازش محمد خان بہادر شہامت جنگ نے راہ آخرت لی بندہ مورخ کو بعد انتقال شہامت جنگ کے مہابت جنگ سے ملاقات دستیاب ہوئی اوسکو مرنے پہ نہایت حیرت اور افسوس کرتا تہا اور فرماتا تہا کہ اوسکا مرنا بعینہ لڑکوں کی نہیں ہے بلکہ بجای باپ کے تمام خاندان کا پرورش کنندہ تہا بعد ازان صولت جنگ کو پیغام دیکر کہا کہ اب کوئی طاقت اور ہوش باقی نہیں اگر زندگی نے وفا کی سال آیندہ کی رہائی جسکو چہہ مہینے باقی ہین راج محل مین صرف آپکی ملاقات کو آؤنگا اور آپکے دیدار کو جو نہایت مشتاقات سے ہے حاصل کرونگا اور اگر زندگی نے جواب دیا معذور رکہنا اور اس قطعہ کو ضمیمہ پیغام کیا قطعہ گر بمانیدیم زندہ بر دوزیم ؛ جامۂ کز فراق چاک شدہ ؛ ور بمردیم عذر ما بپذیر ؛ ای بسا آرزو کہ خاک شدہ ؛ بعد انتقال شہامت جنگ کے دو مہینے اور بارہ روز گذرنے پر صولت جنگ بہی ملک بقا کو قدم زن ہوا تفصیل اسکی یہ ہے کہ نزدیک وفات شوکت جنگ کے اسکے سر مین ایک آبلہ بر آمد ہوا نہایت حدت اور درد کرتا تہا لیکن کسیکو گمان نہ تہا کہ سبب قضا کا ہوگا چنانچہ مورخ ، وسی زمانہ مین بتقریب ملاقات والدہ اور غمگساری جناب موصوفہ کی صولت جنگ سے مرخص ہوکر مرشد آباد آیا اور مہابت جنگ سے ملاقی ہوا اور اوسنے صولت جنگ کو پیغام بہیجی جب بندہ معاود ہو کر پورنیہ مین پہونچا اور پیغام پہونچایا سنا کہ ابہی غلش آبلہ کی

باقی ہی پکڑی باندہنی مین درد عارض ہوتا ہی بعد چندی خود ایکروز فرمانے لگا کہ شاید اس آبلہ پر
جونک لگانا مفید ہو بندہ نی عرض کیا کہ امالہ سواد کا اگر کسی عضو دور کی فصد یا حجامت سی کیا جاوی تو
بہت بہتر ہوگا بعد دو تین روز کے مینی دیکہا کہ جونک لگانا اوسکو منظور ہوا بندہ نی دوبارہ جسارت
کر کے ممانعت کی جواب دیا کہ عورتون کا قول ہی کہ جب جونک کا ذکر آوی ضرور لگوانا چاہیی بندہ نے
عرض کیا کہ عورتون کی کیا عقل ہے جو حضور اوسپر اعتبار کرتے ہین جواب دیا واقعی ایسا ہی ہی لیکن
چندان قباحت نہین جب بندہ نی اسقدر مبالغہ دیکہا خاموش ہوا تقدیر سی تو چارہ نہین آپ نے
جونکین لگوائین ورم نے شدت کی اور پہر ایک جونک کی زخم نی ورم کرکے ریم پیدا کی جراح سی رجوع
ہوا آہستہ آہستہ تمام گردن آماس ہوئی درد کا زور ہوا گمان ہوا کہ مادہ گردن مین رجوع ہوا
اور پختہ ہو گیا مستعد اخراج ہو بندہ نی علی جراح کو طلب کر کی کہا کہ نشتر سی حرکت دیوی قضا نی اوسکو
بہی اندہا کر دیا بلا تامل اور تحقیقات کی بذریعہ نشتر چار پارہ کر ڈالا مادہ کہان پختگی کا باطل ہوا مطلق ریم
بر آمد ہوئی موافق قاعدہ جراحان کی برگ نیم مشوی کرکے اوسپر چسپان کی رات کو غش کی آثار پیدا
ہوئی برگ نیب جو بندہی تہی کہولڈالا اور گلاب وغیرہ مقویات قلب اور دماغ کا استعمال فرمایا
مزاج بحال ہوا مگر تشویش دلی کو افراط تہی اطبا اور کل نوکر عمدہ اور روشناس حاضر آی بعضی دیوان
عام اور بعضی اوسکی صحن مین خیمہ کہڑا کرکے ہر وقت حاضر باش رہی بندہ نی بہی متصل پردہ ہای عمارت کے
رخت خواب بچہا کر بسر کرتا تہا اور روح الدین حسین خان خلف سیف خان مرحوم جو صولت جنگ کا
مشیر تہا اور رفیق علیخان برادر بندہ اور حکیم محمد مسیح مع چند دیگر لوگون کی بندہ کی قریب ہم مقام
پذیر ہوی ایک بزرگ افاضل ایران سی آقا عبد اللہ نام کہ فی الحقیقت نہایت استعداد فنون ریاضی
وغیرہ کل علوم مین رکہتا تہا شروع بیماری مین مع سید محمد تقی خراسانی کی جو کہ نہایت جلی اور برتر کار وخلین تہا
وارد پورنیہ ہو کر صولت جنگ کی ملاقات کو آیا اور مورد الطاف لایقہ ہوا اگر ایسی قدردان کی حیات
وفا کرتی تو سلوک کہ ان بزرگون کی لایق ہوتا ظاہر فرماتا دونو بزرگ اکثر اوقات میری پاس بیٹہی اور دعائین
پڑہتی اور دعاؤن ماثورہ مین مصروف ہوتی لیکن تقدیر کی روبرو کسیکی نہین چلتی کچہہ اثر نہوا تا آنکہ شروع
شام چھبیسوین جمادی الاول کو حواس مین نقصان ظاہر ہوا ایکدو کلمہ بطریق ہذیان کی اوسکی زبان سی
بر آمد ہوی شیخ محمد جان باز اگرچہ جماعہ داران سپاہ سی تہا مگر طبابت مین دست قدرت رکہتا تہا
اور یہ پیشہ بطور میراث کی جانتا تہا کیونکہ اوسکا باپ طبیب حاذق تہا اور مجموعہ خیر التجارب کہ نام کتاب ہی اوسکی تالیف کی
ہی اوسوقتین اطبا اور جراحان سے جو اوسکی معالجہ مین شریک تہی جب اوس سی کلمہ ہذیان سنا

فقیر کی طرف متوجہ ہوا اور آسنی فقیر کی طرف دیکھا جب باہر آیا ہر ایک کو اندیشہ عظیم اور امید شفائی زایل
ہوئی معلوم ہوا کہ فساد مادہ نے باطن دماغ میں رجوع کیا ہی جب ثلث حصہ شب کا گذرا صولت جنگ
نے بھی اپنا حال دگرگون پاکر حکم دیا کہ قیدی آزاد کیے جاویں اور صدقات ادا ہوں مستورات حرم
نے گریہ وزاری شروع کی عجب قسم کی تشویش ہوئی قریب اول صبح کی حواس سلب ہوئے جب دو گھڑی
دن چڑھا ۲۵ جمادی الاول سنہ ۱۱۶۹ ہجری کو جان بحق ہوا مصرع جہان ماند خوئی پسندیدہ برد —
اوس گھڑی وہ تشویش اور رنج جملہ حرم سرا میں لاحق ہوا کہ جملہ علما اور رفیق کو بلا کر مستدعی ہوئے
کہ دعا کریں یا کچھ آیات قرآنی پڑہیں تاکہ صحت حاصل ہو صولت جنگ بیہوش غشی میں تا دو تین دم
زندگی کے جو باقی تھے پورے کر رہا تھا جو دیکھنے کو آتا گھبرا کر واپس چلا جاتا میر عبدالہادی روشن تخلص
جو صاحب دیوان اور نظم و نثر میں مہارت تمام اور علم عربی اور عروض کو خوب جانتا تھا بحر و ملاحظہ
اوسکی حال کے غشی طاری ہوئی خواجہ سراؤں نے ہاتھ پکڑ کر باہر نکالا اور مرحوم بالا کو بولا کر اونکی حفاظت
میں اوسے اوسکے گھر کو روانہ کیا چند پہر اوسے بھی غشی میں گذرے تین پہر یا چار پہر رات گذری ہوگی
کہ وہ صاحب کمال بھی جان نثار ہوا اللہم اغفر لہ وارحمہ سید مذکور کا مولد جہانگیر نگر بنگالہ
تھا اور شاہجہان آباد میں نشو و نما پایا تھا علم متداولہ وہیں پر تحصیل کیا رغبت نظم و نثر کی ہوئی والد
مورخ نے برادر خورد یار علی خان اور غالب علیخان کی تعلیم کو شاہجہان آباد سے عظیم آباد روانہ کیا
جب ہیبت جنگ نے سید علی خان کو اپنے مصاہرت میں سرفراز کیا سید مذکور کو بھی انکی تربیت
کو اپنا ملازم بنایا اور بعد گذشتہ ہونے ہیبت جنگ کے صولت جنگ نے اپنی رفاقت میں بولایا اور جملہ
فضلاے عظیم آباد میں جنکا ذکر ہو چکا اسنے بھی قبول کیا ہمیشہ خلوت نشین اور قاصر دلیپوں کی
آمیزش سے دور رہتا اکثر لوگوں سے کم آمیزش کرتا تھا اور فکر شعر و سخن میں بسر کرتا عظیم آباد اور
پورنیہ میں جب تک زندہ رہا فقیر حقیر سے ہمکلام رہا کہ ہمارے تمہارے مثل اوس مثل کے موافق ہے
کہ اگر تو نہے میرے شعر میں معنی نہ ہوگی الغرض صولت جنگ مرحوم کو سید صالح مرید سید محمد تبریزی نے
جسکا مذکور ہوگیا اور تازہ کربلاے معلے سے آیا تھا اور کلکتہ ہوتے ہوئے باتفاق آقا عبدالصمد کے پورنیہ
پہونچا متوجہ ہوکر غسل دیا اور جو کفن کہ وہاں سے لایا تھا پہنا کر اون دونو بزرگ نے مع دیگر جماعہ
حاضرین کے نماز جنازہ ادا کی جیسا کہ ضابطہ ہے ساتھ تجمل اسباب کے جنازہ اسکا لیجا کر جعفری باغ میں مدفون کیا چونکہ فوت
ہونا دونوں بہائیوں صولت جنگ اور شہامت جنگ بلکہ ہیبت جنگ کا چند مہینے کے فاصلہ سے ایک ہی سال میں واقع ہوا
کلمہ خدا ایشان بیامرزاد مادہ تاریخ تصور کیا اس سانحہ کے بعد شوکت جنگ خلف کلان صولت جنگ

اوس جماعت مین آکر براہ ساختگی دستار سر سی پہینک جزع و فزع کرنی لگا مورخ نی جو اوس دربار اور اوسکی
باپ کی حضور مین باعتبار تہا دستار اوٹہا کر اوسکی سر پر رکھی اور صدر نشین زدوں مصیبت کا بنایا اور شیخ
جہان یار وغیرہ سرداران کو لیکر موافق ضابطہ کی جانشینی کو کہا بعد فراغت امور مذکورہ بالا زبان شوکتجنگ
سی ہر ایک کی تسلی کرائی اور اوسی دیوانخانہ مین ایک بیچہ بہ استادہ کرکی اوسکا خوابگاہ کیا دوسری صبح کو
بندہ نی حاضر ہو کر دلجوئی اور تسلی کرنا شروع کی اور مہابت جنگ کی نام درخواست مسودہ عرضی کی کہا
آخر بطور مناسب لکہوا کر ارسال کیا مہابت جنگ تو قبل وفات صولت جنگ کے ستره روز پہلے مرض استسقا
مین اسیر ہو گیا تہا اور صولت جنگ نی اسکی خبر بیماری سنکر اپنی بیماری سی بے خبر ہو گیا تہا تاسف
کرتا تہا اور کہتا تہا کہ وقت کار ہی افسوس کہ بندہ بیمار ہی اپنی وکیل کو خلعت دیکر واسطی تالیف قلوب
سپاہ اور اعیان و ارکان دولت کی مرشدآباد کو رخصت فرمایا اور مدارا کی تاکید اکید کر دی
سبحان اللہ کسقدر بنی نوع غافل ہین اور فی الحقیقت یہی غفلت دنیا کا نام ہی القصہ جب مہابت جنگ
نی صولت جنگ کی رحلت کی خبر سنی نہایت متوحش و متاسف ہو کر کہا الحال بی پر و بال ہو کر خدا کی
حضور مین جاتا ہون اور ایک تعزیت نامہ صولت جنگ کی اولاد کی نامہ موسومہ شوکت جنگ ارسال
کیا اور ہر ایک کو خلاع ماتم اور شوکت جنگ کو بحالی پوریہ کا سند مرحمت فرمائی شوکت جنگ
نی مہابت جنگ کی تلقین کا بہانہ کرکی امور مذکورہ قبول کرلئی اور جو کچہ میرزا زین العابدین نکاول نامہ بر نی
زبانی عرض کیا سب کو مقرر ہوا اور میرزا مذکور کو راضی اور خوشنود واپس کیا اور تاریخ مختار مسند
ایالت پر جلوس فرمایا اپنی سفاہت کی اظہار کرنی لگا بندہ مورخ کو اوسکی تمیز و شعور سی بخوبی آگاہی تہی
جب وہ کامیاب ہوا فوراً مستغنی ہو گیا ہر چند اسکی انکا یعنی دایہ نے جسکا نام دای کونل اور دانا
انکا صولت جنگ نی خطاب دیا تہا اور بندہ سی نہایت محبت رکہتی تہی بندہ کو بلا کر مبالغہ کیا کہ شوکت جنگ
میری لڑکی کی جگہہ اور صولت جنگ کا بیٹا ہی لیکن خیال جوانی سی مست و سرشار ہی اور تمہاری گردن پر
حقوق صولت جنگ کی اور نیز مجہہ ضعیفہ کی متحقق ہین میری دل مین آتا ہی کہ آپ نیابت معاملات
ملکی اور مالی اور عہدہ سوالجواب مین قبول کرین اور صولت جنگ کی وقت سی کارگذاران فوج کا
بخشی آپ کا دوست ہی اوسکو بہی اپنا شریک کرین اور صولت جنگ کا نام و مکان کی بربادی نکرین
بندہ نی جواب دیا کہ جو کچہ تمنی کہا عین صواب ہی اور مسئلہ لاجواب لیکن خوب جانتی ہو کہ شوکت جنگ
کبہی اسطرح بر راضی نہو گا جس امر مین باپ دادی کا نام گم ہو اوسکی تکمیل کریگا اور جب نوکری
اور آقائی ہوتا ہی اوسکی رضامندی مین ناممکن ہی چونکہ وہ نیک بخت بہی عقیل تہی بندہ کی التماس سے

خاموش ہوگئی اور بندہ نے واسطے جناب آقا عبد الله فاضل کے پانچہزار روپیہ اور ہزار روپیہ واسطے جلیل القدر میر سید محمد کے لیکر دونوں کو بھجوا دئے اور بعد چندی خود بھی رخصت ہوا دایہ مذکور نے بعد انقضای امید کے پانچہزار روپیہ نقد زاد راہ بندہ مورخ کو بھیجا یہ عورت بڑی عقیلہ تھی حافظہ ایسا تھا کہ گاہ بگاہ تک فراموش نکرتی تھی ایسی ہفت ہزاری کے مکان کی مدار المہامی کرتی تھی ہر قسم کے ملازمین مین شاید ایسا ہی کوئی ہو جو اوسکا ممنون احسان نہو بندہ کوچ کرکے گندہ گولہ مین آیا تاکہ عازم عظیم آباد ہو اسی ضمن مین مہابت جنگ کی رحلت اور سراج الدولہ کے جلوس کی خبر ملی لہذا گندہ گولہ مین متوقف ہوا تاکہ سراج الدولہ کے حسن سلوک سے ماہر ہوا اسی عرصہ مین خبر ملی کہ اپنے چھوٹے بھائیون کو مانند سید علیخان اور غالب علیخان اور چچا و باپ علیخان جو مورخ کا ہمسن تھا اور یہ تینون عظیم آباد مین تھے خارج کیا آمد اس خبر سے روانگی مین زیادہ دیر ہوئی جب موسم بارش آیا محل اقامت کو وہان متعذر تھے ناچار نیورنیہ کو معاودت ہوکر حویلی سابق مین مقیم ہوا — الحال بنا بر انتظام سر رشتہ وقایع کے احوال انتقال مہابت جنگ کا اور سراج الدولہ کی امر فرمائی کا تحریر ہوتا ہے —

انتقال کرنا مہابت جنگ کا جہان گذران سے اور بعض اخلاق اور انتظام اوقات اوسکے اور فخر دود مانکی اور سراج الدولہ کا جلوس اور حوادثات کا ظہور ہونا تمام ملک کی بربادی

مہابت جنگ کو جیسا کہ تحریر ہوا ۹ شہر جمادی الاول ۱۱۶۹ ہجری کو عارضہ استسقا مین اسّی برس کا ہوکر شروع ہوا چند روز دوا و معالجہ پرہیز مین بسر کیا بعدہ فرمایا کہ اس عمر مین جسکو عارضہ ہوتا ہے اچھا نہین ہوتا بس پرہیز توڑ دیا بی بی گھسیٹی زوجۂ شہامت جنگ دختر کلان مہابت جنگ کی مع احمال و اثقال کے موتی جھیل مین جا کر سکونت گزین ہوئی اور اپنے شوہر کے ملازمین کو لکھو کہا روپیہ اور ہاتھی دیکر اپنی رفاقت مین بنا بر مدافعہ سراج الدولہ مستعد اور آمادہ کیا کہتے ہین کہ جب مہابت جنگ کے ایام زیست نزدیک انجام کے پہونچے بعض عورات نے مہابت جنگ سے درخواست کی تاکہ اونکا ہاتھ سراج الدولہ کے ہاتھ مین دیوے چونکہ اوسکے حال سے بخوبی واقف تھا متبسم ہوکر کہا کہ وہ اگر تین[۳] روز اپنی دادی کو راضی رکھے اوسوقت تم گرو امید کرنا تا آنکہ نوین رجب سنہ مذکور دو گھڑی دن باقی رہے بہشت نصیب ہوا اور خواص و اصحاب نے اوسکی تجہیز و تکفین مین مصروف ہوکر دہم تاریخ کی نصف شب کو حسب وصیت اوسکی مان کی پائین مرقد خوش باغ مین دفن کیا — مہابت جنگ کو ابتدای جوانی مین بھی ناچ رنگ محبت نسوان سے پرہیز تھا اکثر اوقات نماز اور تقوی اور وظیفہ قرآن مین بسر ہوتا تھا تمام عمر شراب کے گرد نہوا نہایت درجہ مسکرات سے اجتناب رکھتا تھا ہمیشہ دو گھڑی رات رہے بیدار

ہوتا اور بعد طہارت اور نوافل اورادای نماز صبح کی چند اشخاص کے ہمراہ قہوہ نوش کرتا جب صبح دو پہر
روشن روز ہوتا دو گھڑی نجومی تک بار عام ہوتا کل سردار سپاہ اور اہالی موالی اور ارباب حاجت
جمع ہو کر ہر ایک عرض حال کرتا انجاح مرام ہوتا بعد ازان خلوت مین جاتا اوس جگہہ مانند شہامت جنگ
اور صولت جنگ اور سراج الدولہ وغیرہ مصاحبین کے حاضر ہو کر صحبت اختلاط اور شعر خوانی اور نقل
وحکایات کی گرم ہوتی چونکہ نہایت خوش غذا تھا تازہ وارد یا ملازمین مین جو شخص کسی کہانی پکانے مین دست
قدرت رکہتا اوسکے روبرو پکاتا کبہی خود بہی اقسام طعام کی اختراع کرتا تھا یا اور چیون کے روبرو تعلیم کرتا
جب وہ کہانا طیار ہوتا تھا اور عملہ وارکان دولتخانہ اور دربار کے حاضر ہو کر عرض حاجت کرتی اوسوقت
کہانیکا وقت آتا بکاول دستارخوان چنتے اور مصاحبان فرمایش کے روبرو مرغوب کہانی رکہتی اور
طعام خاصہ سے بہی ہر ایک کو حصہ ملتا اور کہاتی وقت ہر ایک طعام کے حسن وقبح بیان ہوتا ہر ایک کے
ذایقہ کے امتحان ہوتی جب کہانی سے فراغ ہوتا ہاتھ صاف کر کر رخصت ہوتی مہابت جنگ ہمیشہ
اسیطرح سے مہمانی کیا کرتا اکثر مردانہ مجلس ہوتی کبہی کبہی اکثر اہالی عورتین بہی داخل ہوتی تہین اور بعد
فراغ طعام کے بستر استراحت پر آرام فرماتا اوسوقت قصہ خوان وغیرہ حاضر ہوتی ایک پہر ڈہل سکے
بیدار ہو کر وضو کرتا نماز ظہر کی پڑہکر ایکجزو کلام اللہ کی تلاوت ہوتی بعدہ نماز عصر ادا کرتا اوسکے بعد بیخ
کا پانی یا شورہ کا ڈہلا ہوا جو میسر ہوتا نوش کرتا اور اس پانی پر اکثر دن قناعت کرتا بعد ازان
مجمع افاضل مانند سید الافاضل میر محمد علی فاضل کہ منتخب علما سے تہے اور نقی قلیخان اور حکیم ہادی خان
اور میرزا محمد حسین صفوی اور نیز ایک فاضل ملتانی جسکا نام بندہ کو نا معلوم ہے حاضر ہوتی اور ایک
دروازہ مین مقابل مسند مہابت جنگ کے سید عالی والا قدر کی مسند فرش ہوتی تہی جب میر صاحب
دروازہ دریا کی طرف سے داخل ہو کر چبوترہ صحن پر کہ ایوان عمارت تک فاصلہ بعید رکہتا تہا داخل
ایوان عمارت ہوتا تہا باوجودیکہ ہنوز عرصہ بعید رہتا تہا مہابت جنگ چند قدم مسند سے اوٹہکر
مودب سلام کرتا تہا اور میر صاحب بہی بدستور اوسے سلام کرکے اپنی جاے معین پر جا بیٹہتے اور مہابت جنگ
اپنے مسند پر رونق افروز ہوتا اور تکیہ کو چپکے کو اپنے ہاتہ سے میر صاحب کو تواضع کرتا اور میر صاحب
اور نقی قلیخان اور حکیم ہادی خان کے حصہ آتی تہی اور قہوہ بہی لاتی تہی مہابت جنگ خود حصہ نہین پاتا تہا
مگر قہوہ مین شریک ہوتا بعد قہوہ کے تکیہ روبرو ہی فاضل ملتانی کے رکہتا اور کتاب کافی جو شیخ محمد بن
یعقوب کلینی کی تصانیف سے ہے جو کہ عہد غیبت صغری حضرت صاحب الامر کے تصنیف ہوئی تہی کتاب موافق اعتقادات
جماعت امامیہ کے پیش نظر لاتی اور لقب کافی اوسکا نام بخشیدہ پیغمبری فاضل مذکور ہر روز دو حدیث

اوس کتاب کو پڑہکر ترجمہ کرتا تھا اور اوسکا حال مشکلات میر صاحب کرتی تہی بعد ازان اگر کچہہ
سوال مہابت جنگ کو منظور ہوتا سایل ہوتا اور میر صاحب اوسکا جواب دیتے دو گھڑی تک مجلس
رہتی بعد ازان فراغت ہوتی میر صاحب اوٹہتے اور مہابت جنگ بدستور چند قدم مشایعت کی بعد سلام
کرکی استادہ ہوتا تاکہ میر صاحب جوتہ پہن کر راہی ہوتی اوسوقت اپنی جگہہ اگر بیٹہتا تب آہستہ آہستہ
ہر ایک مصاحبین اپنی اپنی گہر سدہارتے بعد ازان عملۂ دیوانی اور جگت سیٹہہ حاضر ہوکر اخبارات
اطراف گوش گذار کرتی دو گھڑی کی بعد اسی عرصہ مین کبھی شہامت جنگ اور کبھی سراج الدولہ اور
صولت جنگ بشرط موجودگی کی حاضر ہوتی بعد اوٹہنی ان لوگون کی ارباب خوش طبع مانند میرزا شمس الدین
اور زین العابدین ایکاول اور میر کاظم داروغہ فراشخانہ اور شیخ چراغخانہ اور میر جواد قوش بیگی اور محمود
زمانہ وغیرہ حاضر ہوکر ایکدو گھڑی مطائبات مین بسر ہوتی شام ہوتی میر مشعلچی اور شمعی حاضر ہوتے اونکا
مجرا حسب ضابطہ ہند کے ادا ہوتا بعدہ نماز عشا مین پڑہکر دیوانخانہ مین بندوبست زنانہ ہوتا تہا اوسکی
بی بی مع سراج الدولہ اور دیگر عورات اقربا کی حاضر ہوتی چونکہ مہابت جنگ رات کو طعام کہاتا تھا
خشک میوہجات لاکر تقسیم ہوتی اور جب ایک ثلث شب گذرتی عورات مرخص اور مردانہ ہوتا مرہان
چوکی اور قصہ خوان وغیرہ حاضر ہوتے مہابت جنگ پلنگ پر آرام فرماتا سوتی وقت دو دو تین تین
گھڑی مین بیدار ہوکر دریافت کرتا کون پہرہ دیتا ہی رات کسقدر باقی ہی غرضکہ تمام رات مین دو چار مرتبہ
بیدار ہوتا اور دو گھڑی رات باقی رہی نماز و طہارت مین مصروف ہوتا اسطور سی بروقت جو کام
مقرر تھی سر انجام پاتی اقارب اور احباب کیساتہ وہ سلوک اور احسان کرتا جسکی تضاعف نہین ہوسکتی
جسنی حالت افلاس مین واقع شاہجہان آباد کچھہ بھی احسان کیا تھا اب بروقت امارت اوسکو اور
اوسکی عیال و اطفال کو طلب فرمایا جسکو پایا اوسکی ساتہ وہ سلوک کرایا جو اونکو امید نتہی اور اقربا کی
عورتون اور اطفال سی وہ سلوک کرتا تھا جو اس زمانہ مین بلکہ کسی وقت مین خاص خاص سی نہین
ہوا اور نہ اب ممکن ہی اوسکی تمام ملک مین رعایا برایا اوسی چین و آرام مین رہی کہ شاید آغوش
والدین مین نرہی ہوگی کوئی اسکا نوکر حتی خدمتگار تک ایسا نتہا کہ سرمایہ لاکہون کا نرکہتا ہو بجز
اسکی کہ رقص و سرود اور صحبت نسوان سی چندان راغب نتہا باقی جملہ علم و ہنر اور دستکارون سی
صحبت اور اختلاط رکہتا شاید کوئی ایسا ہی امر نیک ہو جو اوسکی دل شریف مین نتہا جب کہ آصف جاہ
مرا اور ناصر جنگ اوسکا لڑکا جانشین ہوا اور پہول چری پر جاکر افغان کی ہاتہ ہمراہی سی مارا گیا
اور مظفر جنگ خواہر زادہ ناصر جنگ نی اول افاغنہ کی اطاعت سی مسند ایالت حاصل کی اور

آخر کار فرانسیسیون کی مدد سے جو افاغنہ مذکور سے جو اوسکا خال کی قاتل تھی لڑا اور بحسب تقدیر مصطفی جنگ
اور روبرو اسی افاغنہ دو لونبار ہو گئی اور سید محمد خان صلابت جنگ مسند دکن پر متسلط ہوا چنانچہ دفتر سوم
مین سوانح دکن کی ضمن مین واضح ہوگا اور تسلط موشیر بوسی بالا ہوا اور اوسکا خط مشعر سفارش فراسیسون
کے بنگال طمطراق مہابت جنگ کو پہونچا مہابت جنگ چونکہ مناسبت مزاج سراج الدولہ کی نام جنگ
سے اور اوسکا ارادہ جنگ جماعۂ انگلشیہ سے جانتا تھا اور اوسکی دانائی اور شجاعت اور سلوک کا بھی
حال ظاہر تھا بندہ چند روز بحسب اتفاق سراج الدولہ کی ہمراہ تھا مردم معتمد سے سُنا کہ مہابت جنگ
کہتا تھا کہ ظاہرا ایسا معلوم ہوتا ہی کہ ہمارے بعد ہندوستان کی کنارے ٹوپی والون کی قبضہ مین ہوجائنگی
آخر ایسے ہی ہوا ایکروز اوسکے زمانہ دولتمین مصطفی خان نے مہابت جنگ کو یہ ترغیب دی کہ جماعہ
انگلشیہ سے مقابلہ کرے مہابت جنگ نے اغماض کرکے جواب نہ دیا دوبارہ شہامت جنگ اور صولت جنگ
کو شریک کرکے عرض کیا پھر بھی جواب نپایا مگر خلوت مین کہا کہ بابا مصطفی خان خود سپاہی اور نوکری
پیشہ ہی چاہتا ہی کہ ہمیشہ میرا رجوع اوس سے رہے تمہین کیا ہو گیا ہی کہ ایسی امور مین اوس سے موافق ہوئی ہو
جماعۂ انگلشیہ نے میرے ساتھ کیا برائی کی ہی کہ بندہ اونکی بدخواہی کرے ہرگز ایسی بات نہ سنتا کہ بجز فساد
کے کوئی نتیجہ نہین ہوتا ہی —

ذکر فضلای کرام اور مشائخ عظام جو مہابت جنگ کی عہد مین تھی یا بحسب قسمت اس دیار مین وارد ہوئی تھی اور ملاقات اس بزرگوار کی کی تھی

اول مولوی نصیر مرحوم ہین متوطن شیخپورہ شمس الدین فریاد رس کی اولاد مین جنکا مزار صوبہ بہار
آورہ مین مشہور ہی اسکا جد بزرگوار وہان سے صوبہ بہار آکر شیخپورہ مین مقیم ہوا اور مولوی مرحوم
شروع جوانی مین امیر الامرا شایستہ خان مرحوم کی نظامت مین جبکہ اخوند ملا شاہ محمد شیرازی
وارد بنگالہ ہوا اوسکے ہمراہ عازم ایران ہوا اور راہ مین باوجودی کہ اوسکی سواری سقط ہوئی
پیادہ قطع راہ کرتا اور درس ناغہ نکرتا تھا اسی حالت مین ولایت پہونچکر متداولہ علوم تحصیل کرکے حد کمال کو
پہونچا علماے ایران سے فقہ اور حدیث اور فنون ریاضی خصوص ہیئت اور ہندسہ اور حساب مین
سرآمد روزگار ہوا ایران مین بڑی عزت اور احترام سے روزگار بسر کیا میر غلام محمد بہاری جو کہ اعجوبۂ روزگار
اور نادرہ زمان واسطہ سوالجواب عمدۃ الملک امیر خان ناظم صوبہ کابل اور نواب وحید اور امراے
ایران کا تھا چونکہ ادہر کی مکاتبات مین نہین جاتا تھا مولوی مذکور اوسکی طرف سے آمد و رفت رکھتا تھا بعد
ایک مدت کی ہند آیا اور تھوڑی سے جاکر صوبہ بہار مین جو اوسکا وطن اصلی تھا بادشاہ کی حضور سے حاصل

کرکے عظیم آباد مین اقامت کی اور اوسکی تعمیر کردہ مکانین آجتک اوسکا نبیرہ محمد حسن خان ولد زاہد حسین خان
وراثت کے طور پر قابض موجود ہین — دوسرے داوود خان جلیخان معروف زاہد حسین خان خلف ارشد
مولوی نصیر مرحوم کا ہے اکثر فضائل نفسانی اور علوم متداولہ اپنے باپ سے تحصیل کیے باوجودیکہ باپ
نے کل میراث اوسکے نام کردی تھی مگر اوسنے رحلت کی بعد انصاف پسند ہوکر مخلفات کو بموجب فرض
کے ہر ایک کو بخشا اور بعد انتظام امور معاش کی جمع کو عازم ہوا بعد زیارت وطن کو آیا کسب سعادت
مین مصروف ہوا ہمیشہ معاملات جو اکثر لوگ رجوع کرتے تھے دونو طرف کی اصلاح منظور وملحوظ رکھی اور
جھگڑون کو صلاح کرتا تھا اور تقلیل معاش مین ایسا حسن سلیقہ تھا کہ اکثر محتاجین ومساکین کی خبرگیری
کرتا ایک گروہ کثیر اعجزہ کو اپنے عیال مین شامل کرکے ہر ایک کو اپنے طعام مین شریک کرتا اسکی تعریف
و اوصاف مین زبان قاصر ہے طیبہ زیج سے سا و دہوا اپنا خطاب زاہد حسین خان مقرر کیا اور اسی لقب سے ان کو فرمایا اور سال
مین جان بحق ہوا بروقت اخیر کلمہ طیبہ زبان پر جاری تھی — تیسرے میر محمد عظیم جملہ شاگردان مرزا
مولوی خان فطرت تخلص مین ہے اوسکی علم کی شہرت اور شاعری کی دھوم اگرچہ بہت ہے مگر بندہ کو کچھ
معلوم نہین — چوتھے مولوی محمد عارف عرفا کے زمانہ مین تھا اسکے حالات اچھے سنے گئے اوایل عہد دولت
مہابت جنگ مین جان بحق ہوا اور کوکہو قلعہ عظیم آباد مین اوسکا اصل مسکن تھا مدفون ہوا اوسکے
مریدون مین شاہ کرک نام صاحب حال طالب خدا رہا ہے مگر دیکھا گیا ترک وتجرید رکھتا تھا — پانچوین
میر رستم علی مستغنی گوشہ نشین علوم ظاہری سے بھی بہرہ ور تھا اکثر لوگ اوسکی خرق عادات بیان کرتے
ہین بندہ نے بہت کم دیکھا ہے لیکن مرد صاحب معنی متراض حقایق شناس تھا عظیم آباد مین رام نراین کی حکومت
کے زمانہ مین جان بحق ہوا اور جس جگہ کہ بالفعل میرا وصل سوداگر کشمیری کا مقبرہ معروف ہے
دفن ہوا اسکا سبب یہ ہے کہ سوداگر مذکور اسکا مرید تھا بعد رحلت کی اوسی مکانین جو اوسکا زرخرید
تھا مدفون ہوا جب خود بھی اوسنے رحلت کی اوسی جگہہ دفن ہوا — چھٹوین شاہ محمد امین درویش تجرد کیش
عارف حقیقت اندیش تھا اوسکے پیکر سے راز عشق الہی آشکار اور ظاہر و باطن اوسکا انوار حقیقت
مطلع اسرار تھا اوسکی صحبت مین فقیر بھی پہونچا بمجرد پہونچنے کے دیکھا کہ اپنے دل سے ہوا سے دنیا اور گرد
اور محبت خدا دلمین آسمائی تمام رات عبادت وریاضت مین بیدار اور دن کو باوجود ہجوم لوگون
کی ذکر خدا مین مصروف رہتا گھڑی گھڑی مین نعرہ سرد دل پر درد سے ایسا کھینچا کہ اورون کے
کلیجہ مین درد ہوجاتا خلاصہ یہ ہے کہ اوسکا حال کیفیت سے خالی تھا اسکا مرشد شاہ محمد عظیم آباد مین
کرامات وخوارق سے مشہور اور زبانی ثقات کی اوسکا علو مقامات معلوم ہوا مگر گاہ گاہے جذبہ اوسکے

مزاج پر غالب ہوتا اور گاہ گاہ افتادہ ظاہری بھی فرماتا تھا — ساتوین شاہ اودہم آٹھوین حیات بیگ
ظاہر احوال مجذوبان کی طرح تھا اکثر ضروریات کا ترک انکی مزاج مین تھا لیکن لوگ اکثر انکے خوارق اور
کرامات کی قایل ہین العلم عند اللہ تعالے نوین شاہ جعفر درویش بلند پایہ سعد پور مقامات پرگنہ
بیہار مین بسر کرتا تھا مجذوب وضع لیکن اکثر عقلا اوسکے پاس جاتی اور اکثر خوارق کی قایل ہین —
دسوین سید والا نژاد میر محمد سجاد در حقیقت سید حقیقت مدام بدام لاتا ہوتا اور بکمال عزت اور احترام مین بسر کرتا
تھا دنیا کی حقیقت پر کاہ کی برابر بھی نہ جانتا تھا بندہ کی والد سے سررشتہ اتحاد مستحکم رکھتا تھا تحصیل
اخروی پر ہمت مصروف تھی علوم جفر وغیرہ ظاہری مین بھی دستگاہ تھی اوسکے فضایل تحریر سے
افزون ہین ایک کتاب اوسکی تالیفات مین سے بندہ کی ملاحظہ کی جو کہ اوسکے علو مدارج سے منبہ کرتی
ہی اور جسکی نظر سے گذرے اوسے اوسکی مراتب سے آگاہی ہو سکتی ہی جب والد مرحوم شاہجہان آباد
چلے گئے مورخ کیدا واسی اتحاد پیدا کرکے ہم صحبت تھا اسکی رحلت کا سال فقیر کو یاد نہین والا ضرور
لکھتا اللہم الحقہ بآبایہ الصالحین واسکنہ فی اعلی علیین — گیارہوین بندہ مورخ کا جد امجد سید
علیم اللہ طباطبائی سادات بنی حسن سے ہی اسکے علو مراتب اگر تحریر ہون ایک دفتر علیحدہ درکار ہو
[illegible] ہجری مین وارد عظیم آباد ہوا اور ماہ شعبان [illegible] ہجری مین بہشت کو سدہارا اسکی فوق عادات
جو کہ دیدہ و شنیدہ ہین بندہ کی علیحدہ ایک مثنوی مین جسکا نام بشارۃ الامامہ ہی تحریر کیے ہین بارہوین جناب شاہ حیدری
بندہ کی دادی کی حقیقی عمو ہین اولاد علی بن حسین مذہب تشیع مین تو نہایت محتاط اور پاک اور مستغنی تھی [illegible]
کی ساتھ نہایت تواضع سے پیش آتی اکثر محمد قلیخان پدر محمد ایرج خان اکبر آبادی سے بکمال سماجت ہمراہ لایا قصبہ
بہاگلپور مین اقامت گزین ہوا محمد غوث خان جو اپنی خال شکر اللہ خان کی ہمراہ قصبہ مذکور مین مقیم تھا اتفاقاً بیمار ہوا اور عارضہ
نے سختی پکڑی اوسکو زیست کی کچھ امید نہ رہی اوسوقت مین شاہ حیدری جو کہ اوسکے مذہب سے نفور اور شجاعت
سے مسرور تھا اوسکے سرہانے پہونچکر بشرط قبول مذہب تشیع کی ضامن اوسکی شفا کا ہوا اور اوسنے قبول مذہب سے حیات تازہ
پائی اور ارادت کامل لاکر مع عیال و اطفال کی اوسکا مرید و مطیع ہوا تا آنکہ سرفراز خان کی لڑائی مین مارا گیا شاہ
حیدری بہاگلپور سے مرشد آباد آکے مہابت جنگ کو اوسکی عمل پر نہایت ملامت کی مہابت جنگ سے کچھ ہو سکا بجز تسلیم کچھ
نہ سکا اور شاہ حیدری نے غوث خان مرحوم کو مع عیال و اطفال کی لاشین جسے میدان مین تھین اٹھوا کر بہاگلپور بہیجا اور
چند سال کی بعد خود بھی رحمت خدا سے جا ملا اور بہاگلپور مین مدفون ہوا شاہ جعفری اوسکا بیٹا باپ سے بڑہکر ہوا صبر و توکل و
قناعت مین اپنی ہم عصرون مین زیادہ تھا مہابت جنگ مع اولاد کی اوسکا احترام کرتی وہ درویشانہ زندگی بسر
کرتا تھا یسین خان فوجدار بہاگلپور نے وہان کی فقرا اور نیز اور لوگون کا روزینہ بند کر دیا اور شاہ جعفری کا روزینہ

پر قرار رکہا مگر انہون نی خود نہ دیا اور شہامت جنگ کو لکہہ بہیجا کہ مہابت جنگ نے ہیبت جنگ کو
ملامت کی اور روز تنبیہ جاری ہوا تب حضرت بھی ایثار و زر دینے لگے مصطفی خان کی ہنگامہ کے
زمانی مین جبکہ بہاگلپور سے عبور ہوا لوگ افواہ اوڑانی لگے اور بہاگلپور کی متعصب لوگون نی اسکے
تشیع کی خبر مردمان مصطفی خان کو لگا دی خبر ہوئی کہ مصطفی خان کو داعیہ رزم ہی مگر وہ متصل
اپنی حلقہ سے آمادہ شہادت ہتہیار یا کسیطرف کو حرکت نہ کی اور وہ بلا خود بخود دفع ہو گئی سراج الدولہ
کی شادی مین ایچہ رام فوجدار بہاگلپور نی جو عطا احمد خان کی طرف سی تہا بعوض گاو کشی کے
ایک سید کی ہاتہ کٹوائی ہرچند سید مذکور نی فریاد و استغاثہ کیا کسی نی نہ سنا آخر شاہ جعفری
اوسکا شریک حال ہوا اور بلوا ہی عظیم برپا ہوا نزدیک تہا کہ فتنہ عظیم برپا ہو عطا احمد خان
کی جو ادس بیس جانبر ہی لوگون نی چاہا کہ اوسکی مکان پر چڑہ جاوین چونکہ اوسوقت سردار خان
اور شمشیر خان برطرف ہو گئی تھے عین سانحہ مین شہامت جنگ نی آنکر شاہ جعفری سی یون کہا
کہ مہابت جنگ درمیان ہی اوٹہا جاتا ہی شاہ جعفری نی کہا کہ اس سید کو راضی کرو اور کچھہ کام
نہین ہیبت جنگ نی روپیہ اور زر کے دینی سے سید کو راضی کیا تب فتنہ فرو ہوا اسقدر ایمان کی
حفاظت اور شجاعت کمتر کسی نے دیکہی ہوگی ایکمرتبہ عین شکار مین کہ شروع شباب تہا ایک شیر نر
بر آمد ہوا محمد قطب ولد کلان غوث خان مانع ہوا کہ شاہ جعفری اوسکے روبرو نجاوی مگر اوسنی گہوڑا
بڑہاکر سر پر آپہونچا اور پیادہ ہو کر اتنے کوڑی شیر کی مارے کہ شیر لومڑی کی طرح روبرو سی بہاگتا
تہا اور یہ کوڑی لگاتا جاتا تھا اور محمد قطب سی کہتا تہا کہ شیر کو اسطرح سی شکار کرتی ہین درحقیقت
صلاح اور سداد اور مہمان نوازی مین یکسان تہا مومنین کی حاجت روائی وس درجہ تھی
جسکی انتہا نہین میر محمد قاسم خان کی عہد مین واقع مونگیر جان بحق ہوا لاش اوسکی بہاگلپور مین جس زمین
کو خود پسند کر رکہا تہا وہین مدفون ہوئی۔ اللہم الحقہ بآبائہ الصالحین۔

ذکر مشایخ مشہورہ اطراف صوبجات کا

اکثر لوگ با نام و نشان اور صاحب اسباب شیخیت گذری ہین مگر اونکی کیفیت مورخ کو واضح نہین
کہ اوسکو درج کتاب کرتا ازانجملہ یہ چند لوگ ہین شاہ غلام علی موضع دیوہرہ مضاف پرگنہ
ارول اور شاہ بدیع الدین وغیرہ اولاد شاہ شرف الدین یحیی منیری بہار مین اور شاہ کہیلن
سہسرام مین اور شاہ محمد مسیح للیا مین جو سرکار مونگیر کا مضاف ہی اور شاہ نجم الدین معروف
شاہ سولی پرگنہ سورج گڈہ مضاف سرکار مونگیر مین یہ شخص کمال عزت مین متصل سورج گڈہ

کی بسر کرتا تھا اور قلیل سی زمین اوسکے قبضہ مین تھی اب اوسکا حاصلات صادر و وارد کی صرف مین خرچ ہوتا ہی تا آنکہ حیدر علیخان برادر حسین علیخان دار وغہ توپخانہ مہابت جنگنے اوسکو خدمتمین کسیقدر رسوخ پیدا کیا پرگنہ بجرا جو توابع مونگیر مین چہوٹا سا صوبے بہابت جنگ سی التماس کرکو اوسکے مدد معاش مین مقرر کرا دیا اور اوسکی سند دفتر سرکار سی لکہا دی الحال اوسکی اولاد یعنی اوسکی بی بی کی قرابتی بآرام بسر کرتا ہی

علماے ظاہر کے بیان مین

چونکہ درس تدریس کی تعمیل کرنیوالے بہت ہوے ہین حتی کہ نوکر دس آدمی خاص شہر عظیم آباد مین مدرس تہو اور قریب تین سو طلبا کی تھے اور پرگنہ اور قصبات مشہورہ مین علی ہذا القیاس الا استعداد ان بہارسی قاضی غلام مظفر مخاطب بمظفر علیخان سی ہوکر مہابت جنگ کا مقرب اور داروغہ عدالت مرشدآباد ہوا مرد خوش تقریر اکثر علوم سی ماہر تھا ـ

گردش فلکی سی جو ایرانی بزرگ وارد عظیم آباد ہندہوی اونکا بیان

ان بزرگون مین اول اور کلان جناب عمدۃ العلماء العظام و زبدۃ الحکماء الکرام کاشف الحقایق الخفی والجلی خاتم الحکما مولانا و شیخنا الممجد الاوحد علی متخلص حزین بنابر شیخ تاج الدین ابراہیم المعروف زاہد جیلانی ہی نسبت شریفا بیندرہ واسطون سی شیخ عارف کامل مذکور تک پہونچتا ہی غایت اشتہار سی کہ تمام عالم مین اوسکی تصانیف اور اوصاف مشہور ہین خصوص ہندوستان مین بیان کرنا اوسکی مدایح کا کچہ ضرور نہین لیکن تبرکا اور تیمنا مجمل سا لکہا جاتا ہی واضح ہو کہ بندہ اور چند لوگ جو مجہسی بہتر تہی معروف ہین کہ اس جزو زمانین اسکو برابر دوسرا شخص نہین دیکہا بلکہ شنا بہی نہین بلکہ عرب اور عجم کی سب یہی کہتی ہین کہ ہمنی ایسا آدمی نہین دیکہا خوب بدرکہ اور حافظہ اسطرح کی شاید اسلاف مین بہی کمتر کسیکو نصیب ہوی ہون علمی اور عملی اور علوم نقلی و عقلی کل اوسکی ذات شریف مین جمع تہی خواص علوم مین کون بات تہی جو اوسی معلوم نتہی حق تو یہ ہی کہ نادرہ اور علامہ زمانہ تھا محمد شاہ نی عمدۃ الملک وغیرہ مقربین کی ذریعہ سی مکرر پیغام دی کہ منصب وزارت قبول کری لیکن از بسکہ دنیا سے دون سی ننگ و عار جی تہا راضی نہوا اور نیز یہ بہی دیکہتا تہا کہ اوسکی دولت کی بنیاد جلد گرنے والی ہی لہذا قبول نکیا ورنہ ایسی لوگ انتظام عالم اور رفاہ بنی آدم سی کبہی گریز نہین کرتے چند بار اس شخص نی عظیم آباد آنکر ہندوستان سی نکل جانے کا عزم کیا مگر تقدیر نے یاوری نہ کی مہابت جنگ اور شہامت جنگ اور صولت جنگ نی چند بار حرالین ازروی قدر سی سال کئی مگر ہر مرتبہ عذر پیش کرکے آنیکو راضی نہوا اور معاودت کرکی بنارس مین چند سبب سی قیام کیا تا آنکہ حالت حرکت اپنی مین دیکہی اور ایک قبر اپنی واسطے آراستہ فرمائی اور

سنہ ۱۱۸۰ ہجری کو جان آفرین سے واصل ہوکر داخل بہشت برین ہوا اور اوسکی تابوت مین مدفون ہوا اور الواح مزار پر
اپنے ہاتہ سے چند کلمہ اور دو تین شعر بطریق یادگار لکہے تہے بسبیل تقریب لکہے جاتے ہین بر سر لوح اسم
مبارک اللہ کا ہے بعد ازان یا محسن قد اتیک المسئ + بعد ازان العبد الراجی رحمۃ اللہ الغفور محمد المدعو بعلی
بن ابیطالب الجیلانی اور پائین لوح مذکور مین اپنا مطلع لکہا ہے روشن شد از وصال تو شبہای تار ما
صبح قیامت است چراغ مزار ما — اور دونو پہلوے مزار مین یہ دو بیت تحریر ہین زباندانا
محبت بودہ ام دیگر نمیدانم + ہمیدانم کہ گوش از دوست پیغامے شنید اینجا — حزین از پای رہ
پیما بسے سرگشتگی دیدم + سر شوریدہ بر بالین آسایش رسید اینجا — اللہ مغفرت کرے اوسکی — دوم جناب شیخ محمد حسن
شہید ثانی بیلبر شیخ زین الدین علی سے ہے ذکر نسب اظہر من الشمس ہے اظہار کی حاجت نہین علم عربی
اور فقہ اور حدیث مین بے نظیر تہا عقلیات مین چندان توجہ نتہی لیکن کچہ اجنبی بہی نتہا آپ کی
رغبت شرع کی ظاہر مین بہت تہی اور عقلا اور عرفا کے مسلک سے احتراز تہا لیکن نہ کلفت تہی نہ رغبت
بلکہ فرماتا تہا کہ ہمارے مقتدی دونو طرف رہے ہین اور ہر ایک نے مسلک اختیار کیا مگر مین ان دونو فرقہ
کی حقیقت سے عاجز ہون اُس بزرگ کا آنا کربلاے معلی مین اوسوقت ہوا تہا جب کہ ایران مین قوم
افغان متسلط ہوے تہے یہ شخص مع بزرگان و خوردان کے آستانہ مقدس نجف السرور کی مجاوری مین بسر
کرتا تہا جب عسرت نے زور کیا بضرورت شاہجہان آباد مین آکر صفدر جنگ کی رفاقت مین بسر کرنے لگا
کسیقدر عیال و اطفال کیواسطے کربلا روانہ کرتا تہا جب صفدر جنگ مرا اور شجاع الدولہ بادہ نادانی
مین بیہوش ہوا اوسکی رفاقت ترک کرکے عظیم آباد آیا کسی ایرانی نے اسکی عسرت دیکہی کسیقدر روپیہ دیا
تاکہ تجارت کرے شیخ مذکور نے بسبب ناواقفی کے کسیکو اسکام کیواسطے مقرر کیا اور خود پدر برہان الملک
کے مقبرہ مین رہنے لگا تا آنکہ ایکمدت تک چوب ہاے ساکہو گورکہپور سے خرید کرکے اوسکا گماشتہ عظیم آباد
پہونچاتا اور رام نراین نائب ناظم اوسجگہہ کا اگرچہ ظاہر مین مدارا کرتا تہا مگر باطن مین عجب عداوت اور تعصب
رکہتا تہا اونہون نے ایک عمارت بنواتا تہا پیغام دیا کہ جس قیمت سے اور لوگ چوب مذکور لیتے ہون
بندہ بکہائی خرید کرتا ہے اور اوسکی قیمت یکمشت ادا کرتا ہے وہ بزرگ راضی ہوا مقابلہ راجہ مذکور نے
چوب ناپ کر اپنے نشان کردئے اور روپیہ کے دینے مین حجت کرنے لگے شیخ نے کہلا بہیجا کہ یہ کیا معاملہ
ہے حسب وعدہ یا تو خرید کرلو ورنہ چہوڑدو ہم دوسرے کے ہاتہ فروخت کرین جواب ناصواب پر غرور
کہلا بہیجا جسکا خلاصہ یہ ہے کہ مین مشرق و مغرب سے نہین ڈرتا تمہارا پاسخاطر فقط ترحم کی نظر سے
ہے تم کچہ اور خیال نکرنا شیخ نے متغیر ہوکر کہلا بہیجا کہ مضمون پیغام کا مفہوم ہوا مگر جو کچہ کہ بیباکی کی اوسکا

جواب کیا دون سے عزیزی ہست میدانی خدا نام ٭ گرد شوریدہ درگیرد آرام ٭ اس ماجرے کے بعد
نہایت تکلیف اس بزرگ کو ہوئی چند روز نگذرے تہے کہ عالیجاہ میر قاسم خان نے تینون صوبہ بنگالہ
بہار اوڑیسہ پر تسلط پایا اور راجہ مذکور کو گردش دہر نے جواب دیا چنانچہ آیندہ لکہا جائیگا اور شیخ
مذکور کو مسبب الاسباب نے میر قاسم خان کے واسطے سے معاش لایق عطا کردی جسکے ذریعہ سے قرض سابق بہی ادا ہوا
اور دو ایک سال کے بعد اجل نے آ گہیرا جس زمین مین اسکا مزار ہے وہان برہان الملک کے باپ
کا مقبرہ اور عالیجاہ کی زرخرید ہے اور اخوند ابو القاسم جو اوسکا شاگرد اور ملازم تہا مجاور ہوا یہ شخص
کشمیری تہا لیکن حسن خوبی مین بے نظیر مدت تک وہان بسر کی واقع ۱۱۹۳ہ ہجری کو فوت ہوا اور
پہلوے شیخ مین دفن کیا گیا واقعی یہ شخص نیک طینت پاک طبیعت بروقت رضاے خالق مین
مصروف رہتا علم عربی وفقہ وحدیث وتفسیر مین آشنا تہا ظاہرا ماہ محرم کی اٹہاروین تہی
کہ بعد افطار ملک الموت سے دوچار ہوا خداوند کریم اوسکی بہی بخشش کرے اور رحم کرے الحال دو آدمی بزرگان
زمان سے موجود ہین جنکے وسیلہ سے دریاے فیض کشادہ ہین — اول سید الاجل علامۃ الوری
البحر المللی کاشف الاسرار والرموز الازلی سید محمد علی مد اللہ تعالی ظلہ جنکا مولد اورنگ آباد دکن
ہے والد انکے میر عبد اللہ بن میر ابراہیم اور نانا اونکے میر محمد شفیع ہین نسب آپکا حسین ذوالدمعہ بن
زید بن علی علیہ السلام تک پہونچتا ہے مولد آبا انکا یزد ہے میر عبد اللہ مرحوم اورنگ آباد مین
وارد ہوا اپنے چچا محمد شفیع کی لڑکی کو نکاح مین لایا اُسکے ولادت کی تاریخ روز پنجشنبہ دوم رمضان ۱۱۲۹ ہجری
مین سترہ اٹہارہ برس کے سن مین بعض بزرگون کے ہمراہ بقصد زیارت وتحصیل علم واقع ۱۱۴۱ ہجری
مین متوجہ ایران وعراق ہوا محمود افغان اور اشرف کے حادثہ مین شریک تہا بیس برس تک اوسطرف
رہا اکثر فارس اور عراق کے شہرون کی سیر کی اور عتبات عالیہ کی مکرر زیارت کرکے اکثر علما مانند
حاجی اسمعیل خاتون آبادی اور حاجی عبد اللہ ہندی اور میر محمد تقی مشہدی رضوی اور ملا محمد صادق اردستانی کی صحبت مین رہا
اور تذکرہ مین شریک ہوکر علماے ظاہر مانند میر محمد حسین نبیرہ ملا محمد باقر مجلسی اور آقا اوسکے بہائی اور ملا محمد علی قایمی اور ملا محمد طاہر
خاتون آبادی اور میر معصوم خاتون آبادی وغیرہ سے بہی ہم صحبت رہا لیکن جو کچہہ تحصیل فرماتا اوسکی زبانی ہے کہ پچاس ساٹہ
بیت الفیہ نحو بہی نہین پڑہے ہین لیکن مبادی تحصیل مین کرم خدا ایسا شامل حال تہا کہ بروقت ورود اصفہان کے سن شریف
بائیس برس کا ہوگا اکثر لوگ درس کتب متداولہ کو حاضر ہوتے تہے اور جمیع کتاب معقولہ مشکلات مانند شفا و اشارات
کی اور کتب عربیہ اور منقولہ مطالعہ کرکے اسقدر تقریر کرتا تہا کہ اکابر علما کو جرات نہ تہی اور حسن تقریر اور جودت ذہن اور
قوت حافظہ اس شخص سے حیرت تہی اور انکو غنیمت سمجہتے تہے جو کچہہ حافظہ کے سپرد ہوا گو کسیقدر مدت کیون نہ گذری تہا

سے جزئیات کی بیشی افتادہ ہے لیکن باوجود اوصاف مذہبی اور پیش نمازی اہل دول سے ضرورت سے
زیادہ اختلاط کا روادار نتھا اصفہان میں سلسلہ مشکی سے تاہل اختیار کیا اور وہ بی بی دو سال کے بعد جان بحق
ہوئے دوبارہ پھر مبتلائے مناکحت نفرمایا اور احادیث کی اجازت مانند اصول کافی ومن یحضرہ الفقیہ
میر محمد تقی مشہدی اور میر محمد حسین اور میر زین العابدین نبیرۂ ملا محمد باقر مجلسی سے لیکر قرآن اور احادیث
کے اسرار جو مخصوص خواص عرفا ہیں حاجی نصیر سے شیراز میں اور میر محمد تقی مشہدی سے اصفہان میں سیکھے
اور کتب عقلی اور کلامی ملا محمد صادق اردستانی سے سیکھی الحاصل ایران سے حج کا عزم کیا جہاز تباہ ہو کر سندھ
پہونچا چند مہینے وہاں رہا اور احمدآباد آکر چند مہینے بعد سورت آیا وہاں سے اورنگ آباد پھر چند ناصر جنگ
ناظم دکن نے تکلیف قیام دی لیکن بنابر اوسکے وضع مفسد کو قبول نکیا وہاں سے حیدرآباد آیا بعد قیام
چند روزہ سکاکول ہوتے ہوئے بنگالہ میں اور تھوڑے دنوں میں بموجب استدعای خواجہ محمد حامد ساکن
ہوگلی میں مقیم ہو کر شاہجہان آباد گیا اسی سفر میں پورنیہ ہو کر گذرا وہاں کے حاکم سیف خان
برادر عمدة الملک امیر خان کی حسب استدعا چند روز قیام فرمایا آخر اوسکے صحبت سے کہ جنون اور خبط
سے خالی نتھی عظیم آباد آیا یہاں عبدالعلیخان بہادر مورخ کے خال کی صحبت میں رہا وہاں سے عازم لکھنؤ ہوا
آخر بنابر انسداد راہ جو نسبت نکلنے محمد شاہ کے علی محمد روہیلہ سے ہوا تھا فسخ عزیمت اوسطرف کی فرمائی
اور حسب استدعای ہیبت جنگ کے عظیم آباد آیا ہیبت جنگ نے اپنے معتمد استقبال کو بھیجے اور اوسکے آنے
سے نہایت خوشی فرمائی اور مشرف خدمت ہو کر باتدین رہنمائی میں بسر کرتا تا آنکہ شمشیر خان کی حادثہ میں
ہیبت جنگ نے عدم کی راہ لی اور اوس انقلاب میں سید کا مکان بھی تاراج ہوا اور سید نے خبر پائی
کہ قرب و جوار مونگیر میں مہابت جنگ کا لشکر آپہونچا بمقتضای الفرار مما لا یطاق من سنن المرسلین
اپنے کو مہابت جنگ کے لشکر میں پہونچایا مہابت جنگ نے اوسکا پہونچنا اقبال کی یاوری سمجھی کوئی دقیقہ
آداب و خدمت سے فروگذاشت نفرمایا اونہیں دنوں میں واقع ۱۱۶۵ ہجری کو دوبارہ عازم زیارت
آستانہ سید الانام اور عتبات عالیہ ائمہ اہل بیت علیہم السلام ہوا پھر وہان سے بعد چار برس
کے شرف یاب طواف مکہ معظمہ اور عتبات مکرمہ ہو کر اور پھر اپنے سعادت حاصل کر کے مرشدآباد کو معاودت
فرمائی بعد رحلت مہابت جنگ کے سراج الدولہ نے بمقتضای سفاہت کے ایسے بزرگ واجب التعظیم سے
بہت بری طرح پیش آیا چنانچہ گھر اوسکا بزبردستی بلا مہلت نکال دیا وہ بزرگ متحیر ہوا کہ اسوقت میں کہاں جاوے
اور کیا کرے کہ چند ماہ پیادہ کے ملک کا مالک ہے اسی عرصہ میں حسن رضا خان دختر زادہ حاجی احمد کے
جو کہ محرم خاص زنان مہابت جنگ کا ہے باوجودیکہ خود بھی بسبب درشتی مزاج کے سراج الدولہ سے خوف تھا

بمجرد استماع اس خبر کے برہنہ پا سید مذکور کے حضور مین آیا اور اپنے ہمراہ اپنے مکان پر لیگیا اور لب
دریا جس مکان مین اب بھی سید مذکور مقیم ہین جاکر وہی مکان نذر کیا فی الحقیقت اوسوقت مین بڑا کام
کیا خدا جزا اسے خیر دے اس کار خیر کی نیکنامی حسن رضا خان کے نام لکھی تھی کہ ایسے تہلکہ مین اپنی جان کو
نہ ڈرا اور آخرت مین بھی خدا اسکو نتیجہ اسکا نیک دیگا اور سراج الدولہ بھی گذرا اور نتیجہ برعکس پایا
بیت گندم از گندم بروید جو ز جو + از مکافات عمل غافل مشو + ظاہراً مجالی الیہ در بیان حضرات
خمس عبارت عربی مین مقتضے طریقہ محققین اور عرفا کے موافق تحریر کیے اور شرح مفاتیح ملا محسن کاشے
رحمہ اللہ کے حواشی فقہ مین عبارت عربی سے اور اخوان الصفا اور خلان الوفا حکمت کی اسقدر کتاب
فراہم کرکے تحقیق اور تنقیح کی بلکہ چند رسالہ اور بھی افزود کئے بس نصف جدید کہنا چاہیے شرح کافیہ نحو کے
عبارت فارسی مین مبتدیون کے واسطے لکھی مگر ہنوز تمام نہین اور شرح نخبہ ملا محسن کاشی بھی علم فقہ مین
بعبارت فارسی تحریر کی مگر ناتمام رہی سرعت مطالعہ اسقدر ہے کہ جو دوسرا سال مین کرے آپ ایکروز
مطالعہ کر جاوے الحمد للہ کہ آجتک کہ اوایل ماہ شعبان ۱۱۹۴ ہجری مین مفرح الحال مطالعہ کتب اور
افادہ مردم مرشدآباد مین بسر اوقات کرتے اور کرتا ہے حسن رضا خان اور اوسکی اولاد اور محمد حسین خان
بن حکیم ہادی خان وغیرہ مخلص موجود ہین صادر و وارد اوسکی فیض انفاس سے فایدے پاتے ہین حق تعالے
اس حضرت کا سایہ بلند پایہ دراز رکھے — جسوقت بندہ مورخ کسی تقریب سے عازم کلکتہ ہوکر کیواسطے
کچھ دنون مرشدآباد مین ٹہرا اغلب اوقات سید موصوف کی خدمت مین پہونچا اور اوسکی باتون سے فیضیاب
ہوا ایکروز کسی تقریب سے اپنے جانے کا مذکور جانب دہلی اور ایک بزرگ کے کشف و کرامات کا جسکا نام یاد
نہین رہا کرتا تھا جو کہ بندہ مورخ نے قبل کشتہ ہونے نادرشاہ کے جب کہ محمد شاہ عمدۃ الملک اور صفدر جنگ
کی تحریک سے علی محمد روہیلہ کی تادیب کو انولہ اور بنگڈہ پہونچا تھا اور سید نے اوس لشکر مین بعض
ثقات کی زبانی جو نادرشاہ کے روشناس تھے سنا تھا سید کہتا تھا کہ اگرچہ ہم بعد کشتہ ہونے نادرشاہ کے
سنتے باور کرتے مگر اب یقین ہے کہ وہ بزرگ بیشک اولیا تھا — چونکہ یہ نقل جملہ اخبار گذشتہ سے ہے لہذا
بی کم و کاست نذر یاران کرتا ہون — جب نادرشاہ بعزم تنبیہ نور محمد لٹی رئیس دیرینہ ولایت ٹھٹہ کے
دوبارہ قندہار کے قرب سے عازم ہوا ہے نور محمد خان کمال اقتدار سے قلعہ امرکوٹ پر جسکے چارو طرف
اسّی کوس تک دانہ پانی نہین ہے پناہ لیکر نادرشاہ سے منحرف ہو گیا تھا اور نادرشاہ نے اوسکا ملک
محمد شاہ سے لیکر اپنا کر لیا تھا غرض جب اس مرتبہ معاودت ہوئی تو کربا خان مع اپنے لشکر کے شاہنواز خان کے
استقبال کو چلا اور نادرشاہ کو باقی الضمیر پر آگاہ ہوکر عرض کیا کہ اوسکے قلعہ کے گرد اسّی کوس تک

پانی بہرا ہی لشکر ظفر پیکر بسبب بے آبی کی وجہ سی اقامت نہین کر سکتا نادر شاہ نی جواب دیا کہ اگر قلعہ آسمان پر ہوگا
تب بہی پیر اوسکی کہینچکر نیچی گرا دونگا اور اگر زمین مین گہسا ہو بال پکڑ کر نکالونگا شاہنواز خان اوسکے لڑکی
کو مع تہوڑی فوج ہندوستانی کے ہمراہ لیکر لشکر کو حکم دیا کہ طعام اور شراب سہ روزہ ہمراہ لیوین
اور شام کو کوچ فرمایا دوپہر کو قلعہ مذکور مین قلیل فوج سی جا پہونچا باقی فوج پیچہی گرتی پڑتی چلی آتی تہی
نادر شاہ نی شاہنواز خان سی فرمایا کہ اسے عزیز پانی لا سکتا ہی اوسنے عرض کیا کہ پانی بجز قلعہ کے
اندر نہین ہی جیساکہ پیشتر عرض کر دیا تہا اسقدر کہکر پانی لانیکو مع چند سوارون کی متوجہ اندرون
قلعہ ہوا بمجرد اسکی کہ وہ فوج شاہی سی برآمد ہوا قلعہ امرکوٹ سی نداے الامان بلند ہوئی اہالی قلعہ حسب
دستور بندگی چادر سر سے لپیٹ کر عذر خواہی کو برآمد ہوسے شاہنواز خان نی بہیجکر نور محمد خان سی
کہا کہ تیری رستگاری اور پائداری اطاعت پر منحصر ہی اوسنے قبول کیا شاہنواز خان کی ہمراہ عازم
خدمت شاہی ہوا اور شاہنواز خان نی حسب قاعدہ ولایت بطور گنہگاران مع تیغ و کفن کی اوسکو
حضور مین حاضر کیا نور محمد خان نی عاجزی کرکے قدمبوسی کی نادر شاہ نی عفو تقصیر فرمایا اور ایک شب
وہان رہکر دوسری روز اوسی روش سی مع لڑائی کی اپنے بنگاہ کو واپس ہوا بعد انفراغ انتظام کے
ایکروز نور محمد خان کو خلوت مین طلب کرکے تنہائی مین کہا کہ تجہسی ایک بات استفسار کرتا ہون
اگر راستی مین جواب دیا رہائی پائی ورنہ سزایاب ہوگا اوسنی کہا کیا مجال بجز راستی کی خلاف التماس
کرون اوسوقت فرمایا کہ باوجود اس قلعہ مستحکم اور سامان اتم کی بلا توقف فرمان برداری کرلیا
کس وجہ سی تہی اوسنے بطور رسم کہ بادشاہون کی روبرو خوشامد کرتے ہین جواب دینا شروع کیا شاہ پہر
آشفتہ ہوا اور فرمایا کہ مینی پیشتر کہدیا ہی کہ حقیقت مین کچھ تکلف نکرنا ورنہ سزاے لایقہ کو پہونچیگی
تب اسنی عرض کیا کہ نفس الامر یہ ہی کہ ایک بزرگ کا زیادہ بندہ معتقد اور اوسکا فرمان بردار
ہی اوسنی مجہسی ارشاد کیا تہا کہ اگر شاہ ایران یعنی حضور عزم تسخیر قلعہ کرین ہرگز استحکام قلعہ اور
سامان حرب پر اعتماد نکرنا کیونکہ اوس سے عہدہ برائی نہوگی بندہ نی کہا باوجودیکہ ایسا قلعہ اور
سپاہ میرے پاس ہی اور وافر غلات وغیرہ یہ کیا مجہی کفایت نکرینگی آخر فوج ایران اور نادر شاہ
بہی انسان ہی اوسکے بہی انسان و حیوان محتاج ماکول و مشروب ہین اور اس جگہ باحتیاج
کا پہونچنا ممتنعات سی ہی اوسنی جواب دیا یہ سب سچ ہی مگر ان دنون نادر شاہ کا وہ اقبال ہی کہ اگر تمام
دنیا اور پہاڑ اور جنگل سب کی فوج اوسپر ٹوٹ پڑی تو بہی اوسکا نقصان نہو پس بندہ درگاہ نی
اس وجہ سی اختیار اطاعت کی نادر شاہ نی اس حکایت کو سنکر کہا کہ اوس بزرگ سی ہماری بہی

ملاقات ہو سکتی ہے جواب دیا کہ بندہ نہین کہہ سکتا تب نادرشاہ نے فرمایا کہ تو جا کر ہمارا سلام کہنا
اور ہر طرح سے اطمینان اوب اور احترام مین جیسا کہ چاہیے اور مناسب ہو عہد و سوگند سے سوکند کر کے
ہمراہ لا اور اگر کسی طرح سے آپکو راضی نہو تو یہ عرض کر کہ نادرشاہ کی یہ التجا ہے کہ اوسکے مرگ اس
دار فنا سے کسطور ہوگی آیا مرگ طبعی مین فرش پر جان جاوے یا کہ رزم گاہ مین بس اسکا جو کچھ
جواب دے مجھسے کہنا نور محمد خان لشی نے حسب الحکم تعمیل کی اوس بزرگ کی خدمت مین جا کر پھر آیا
اور کہا کہ ایسا ارشاد کیا ہے کہ نادرشاہ نہ تو فرش پر بیمار ہو کر مریگا نہ لڑائی مین اپنے
نوکرون کے ہاتھ سے اپنے خیمہ کے صحن مین یہ مارا جائیگا اور اس خبر کو نیز ایکبار والد سید فاضل مرحوم
نے تین برس قبل مارے جانے نادرشاہ کے سنا تھا۔ چنانچہ اول ساتھ اسکے اشعار کیا گیا۔

سرخیل اصحاب الیقین حاجی بدیع الدین کہ چشمہ فیض ہے اور منبع برکت و خیر ہے

شخص پرگنہ سرکار سارن کے رہنے والے تھے جب لڑکپن ہی سے جہان کو ناپائدار دیکھا تھا تحصیل
علوم متداولہ کی ہوئی زندگانی کی منزلین خدا طلبی مین کاٹی ہوئے اکثر خواجہ محمد جعفر مرحوم
کی صحبت مین جو کہ درویش صاحب کمال و شال تھا بسر کیا سررشتہ مریدی خواجہ مذکور سے رکھتا تھا
تھا باتفاق حاجی احمد داماد مولوی نصیر مرحوم کے حج اور زیارت عتبات عالیہ کو گیا وہانسے
بہر وقت معاودت عتبہ عالیہ رضویہ علی مشرفہا السلام کی زیارت کو بھی گیا فی الحال موضع مصطفیٰ آباد
مین جو اوسکی زوجہ کا ملک ہے مع عیال و اطفال کے بسر کرتا رہا علم فقہ اور تفسیر اور حدیث سے
نہایت باخبر اور عقلیات سے بھی ناآشنا نہین افاضل عصر نے اسی درجہ فضیلت پر شمار کیا ہے اور
شیخ محمد علی مرحوم نہایت احترام کرتا اور فرماتا تھا کہ تمام عظیم آباد ہے اور ایک حاجی بدیع الدین
ایک روز اوسکے رخصت کرنیکو جب کہ وہ بنارس سے وطن اپنے کو جاتا تھا اور محض شیخ کی ملاقات کو
گیا تھا شیخ نے دروازہ تک مشایعت کی اور رخصت کے وقت نہایت رقت اور دعا فرمائی
اوقات اسکی طاعت ایزدی مین بسر ہوتی تھی اور کبھی نماز تہجد فوت نہین ہوئی اوقات شریفہ
نہایت ضبط و تقسیم سے گذرتی تھی وقت مصاحبت مین نہین دیکھا کہ کوئی فعل خلاف شرع
سرزد ہو سن پیری اسی کے قریب ہے تاسف کیا کرتا ہے کہ عمر کسی ائمہ ہمارے کی علیہم السلام اس حد
کو نہ پہونچی تھی میری عمر کسواسطے اسقدر دراز ہوئی حق تعالیٰ ایسے بزرگون کو سلامت
رکھے کہ باعث نزول برکات آلہی اور یادگار اسلاف کرام کے ہین۔

جلوس کرنا سراج الدولہ کا مسند ایالت بنگالہ اور اوڑیسہ اور بہار پر

سراج الدولہ نے بعد فراغت تعزیت کی مسند امارت پر جلوس فرمایا تھوڑی فوج کو حکم دیا کہ اوسکی
خالہ بی بی گھسیٹی زوجہ شہامت جنگ دختر مہابت جنگ کو جو موتی جھیل مین اقامت پذیر تھی نکال کر
کسی گوشہ مین بٹھادین اور اونکا مال و اسباب وغیرہ ضبط کرکی داخل سرکار کرین رفقای بی بی گھسیٹی
نے بمجرد فوت ہونے مہابت جنگ کی باوجودیکہ بوعدہ جنگ سراج الدولہ کی اوس احمق عورت سے
مبلغ خطیر لیا تھا راہ عافیت نکالکر ہر ایک نے اپنی راہ لی کچھ تھوڑی سی جو رہ گئی تھی محاصرہ سراج الدولہ
سے گھبرا کر مضطر ہوئی میر نظر علی نے جو کہ سرمایہ فساد اور بی بی گھسیٹی کا مدار المہام تھا اور دوست محمد خان
اور رحیم خان وغیرہ سرداران فوج کو لالچ دیکر سراج الدولہ کی حضور مین اپنی عفو تقصیر کراکر نکل گیا اور
بی بی گھسیٹی کا جو کچھ تھا سب ہاتھ ہوکر داخل خزانہ سراج الدولہ ہوا آور وہ عورت بد سیرت اپنی شومی
عداوت کی نتیجہ مین جو کہ باوجود لاولدی کی اپنے خواہر زادہ سے رکھتی تھی گرفتار ہوکر گوشہ نشینی کرائی گئی
اور بی بی رابعہ کو چند وجہ سے دو ہشتا دیکر سے اوسکے دختر بیوہ کو جو اوسکی بھاوج اکرام الدولہ کی بی بی
تھی اپنے عقد مین لایا آور میر محمد جعفر خان کو بخشی گری سے معزول کرکی میر مدن نامی کو جو رفیق حسین الدینخان
برادرزادہ حسین قلیخان کا جہانگیر نگر مین تھا طلب کرکی عہدہ بخشی گری پر سرفراز فرمایا اور اپنی دیوانخانہ کی
پیشکاری موہن لال کو اور راجگی کا خطاب اور منصب پنجہزاری اور نوبت اور پالکی جھالردار عطا فرماکر مدار المہام
اور مرجع انام بنایا درشت گوئی اور فحش اور استہزا اور تمسخر کرنا اپنی ارکان دولت سے ابتدا سے
اوسکا شیوہ تھا اور اسی باعث سے لوگون کی طبیعتیں متوحش و ملول تھین اب جو دونو آدمی برسر کار
ہوی موہن لال مغرور نے مہابت جنگ کی رفقا اور روساے دیرینہ سے تنفر اور توحش زیادہ کرنا شروع کیا
غیر چند سفلہ منش کی جنہون نے سراج الدولہ کی بدولت اقتدار پایا تھا ہر ایک سراج الدولہ کا دشمن ہو گیا
اور دعا اور دغا سے خواہان عدم ہوی اسی ضمن مین سراج الدولہ نے ارادہ کیا کہ ملک پورنیہ شوکت جنگ
ولد صولت جنگ سے تسخیر کرکے لیں راج محل کو نہضت فرمائی اس خبر سے شوکت جنگ اور اوسکی اولیای
دولت کی نہایت تشویش ہوئی شوکت جنگ کہ اب تک مستحکم الارکان نہوا تھا صلحا اور
علما سے رجوع ہوا تا کہ دعا سے اس بلای ناگہانی کا مدافعہ کرین ناگہان سراج الدولہ کو خبر پہونچی کہ لوگ مسلح
پکڑنے کشن بلبھ ولد راجہ راج بلبھ دیوان شہامت جنگ کی جہانگیر نگر کی طرف گئی تھی کشن بلبھ کلکتہ کو بھاگ
گیا اور مسٹر ڈریک صاحب کلان نے اوسکی حمایت کی ہے سراج الدولہ نے اس خبر سے شوکت جنگ کا ارادہ
مقابلہ ترک کیا اور مرشد آباد کو معاودت کرکے مسٹر ڈریک سے مخاطب ہوا تا آنکہ مکالمہ مراسلہ سے

نوبت مہابت جنگ کا ظہور ہوا اور سراج الدولہ نے کلکتہ پر لشکر کشی کی۔

سراج الدولہ کی لشکر کشی کرنا کلکتہ پر اور مغلوب ہونا مسٹر ڈریک صاحب کلان انگلیہ پر اور معمورہ مذکور کی خرابی اور شہر بدر ہونا مسٹر مذکور کا معذوری انگلشیہ سے اور پہنچنا سراج الدولہ کا نانک چند دیوان راجہ بردوان کو واسطے حفاظت اور حکومت کلکتہ کے

سراج الدولہ کے دماغ میں نخوت کا دھوان جو چھایا فوج انگلشیہ سے آتش افروزی کی سرائی رفقاے دیرینہ مہابت جنگ کو تاب ممانعت نتھی اور باعث رنج دلی کے جو نصیحتا اس بارہ میں قرین صلاح تھی نہ بتلاتے تھے اور نہ وہ مغرور انسے دریافت کرتا اور جو اوسکی مصاحبت میں تہے وہ بالکل عقل و شعور سے محروم تہے اور دولت حاصلہ کے حصول پر جو جلدی ہاتھ آگئی تھی مغرور ہوکر خلاف رضاے سراج الدولہ کے دم نہ مارتے تھے سراج الدولہ بجاسے خود ایک احمق خوشامد پسند بادۂ شباب سے مخمور جبل حرکت سے مخمور تھا مردان کارآمدنی کے دل و جان نا بیرہ بیقدری اور ہتک حرمت سے جلا دیا تھا ورنہ ذری سے عاقلانہ سوال جواب میں اس اشتعال آتش سوز و شر کی نوبت نہ پہونچتی لیکن چونکہ تقدیر میں مہابت جنگ کے خاندان کی خرابی لکھی تھی ایسے ملک وسیع بنگالہ اور اوڈیسہ اور بہار کے سلطنت دو طفل اجہل سراج الدولہ اور شوکت جنگ کو ملگئی تھی القصہ سراج الدولہ نے سرانجام سفر کیا کیکے اوایل ماہ رمضان کو بارادۂ تسخیر کلکتہ منصور گنج سے نہضت کی اور بعد قطع منازل کے بلدہ مذکورہ کے قریب میں منزل گزین ہوا چونکہ جماعہ انگلشیہ کو لڑائی کا یقین کامل اور اسباب حرب موجود نہتا کوئی قدیم میں متحصن ہوئے اور نیز بعض منازل مضبط اور شوارع مستحکم کو ضبط کرکے مدافعہ کو آمادہ ہوسے اور سراج الدولہ کے پاس سامان بیکران اور فوج گران مہیا تھی مکانات مذکورہ کی تسخیر میں متوجہ ہوا اور خفیف سے مدت میں اہل لڑائی سے غالب آیا مسٹر ڈریک نے عرصہ رزم میں لاچار ہوکر فرار ہونے میں اپنی بہلائی سمجھی آخر بلا اطلاع اکثر ہم قوموں کے خود چند لوگوں کے ساتھ جہاز پر سوار ہوکر چلدیا باقی ماندہ لوگ اپنے سردار کے فرار ہونے سے مضطر ہوے لاعلاج بمقتضاے عزت کے جہانتک گولہ باروت رہا لڑتے رہے بعدہ شربت مرگ نہایت خودرائی سے پکیہ ٹھنڈے ہی ٹھنڈے ہوے راہ عدم کی مجبور ہوکر اسیر دام تقدیر ہوئے اور مال و اسباب اور نقد جو اوسی قلعہ میں اندازہ حساب سے بیرون تھا لشکر کے لوگون نے لوٹا سراج الدولہ کے ہاتھ بجز وبال دوام کے کچھ نہ لگا یہ ماجرا ٢٢۔ رمضان ١١٦٩ ہجری میں واقع ہوا اور مہابت جنگ کے انتقال کو دو مہینے بارہ روز گذرے تھے ظاہراً مسٹر واجیہ صاحب کو بھی قاسم بازار اور چند لوگ کلکتہ سے قید ہوکر سراج الدولہ کے پاس قید رہے اور شاید اس لڑائی میں چند لیلیا لوگ بھی میرزا امیر بیگ رفیق محمد جعفر خان کے قید میں آئے لیکن میرزا ے مذکور نے بڑی ایمانداری کی جیسا

نصرت ہادی میر جعفر خان کو مطلع کر کے کشتی جاپک روان پر بی بیون کو سوار کرایا اول آہستہ آہستہ محافظان سراج الدولہ کی نظر سے دور جا کر جلد روان ہوا اور بارہ کوس پر جہاز مسٹر ڈریک کا ملا اونہین سوار کر دیا بی بی لوگون نے اُسکے حسن عنایات و بیان شرافت مسٹر مذکور سے کی صاحبان مذکور نے چاہا کہ اوسکے معاوضہ مین کچھ رعایت کرین مگر امیر بیگ نے اوسکے قبول کرنے سے منکر ہو کر کہا کہ میننے یہ کام بطمع زر نہین کیا بلکہ بدین خیال کہ آپ لوگ بھی اپنی قوم کے سردار اور شریف ہین اور ہم بھی مرد آدمی نجیب الطرفین ہین ہیں اپنی یادگاری کو ایسا عمل کیا اور شبا شب واپس ہو کر میر جعفر خان سے آملا فی الحقیقت ایسا کام کیا کہ جو نجابت کے سامان تھے اسکو مسلمان بے ایمان خیانت پسندنے تمام غدر کیا ہے اور اپنے زعم مین پیروی سید انبیا اور خلفا اور اوصیا کا جانتے ہین ۔ درحقیقت یہ امر سرکشی نفس اماره اور دلالت شیطان اور شہوات طبع اور دنیا پرستی سے ہوتا ہے کیونکہ عمل ابرار سے دنیا طلبون کو کا کتنا بڑا فرق ہے ؏ کار پاکان را قیاس از خود مگیر ٭ گرچہ باشد در نوشتن شیر و شیر ۔ ہان اگر ہمین ہمارا بادشاہ نہ ہو جو کچھ حکم دے مسلمانون کو اوسکی فرمانبرداری واجب ہے اور عقیدت مین ایسی امور بجا لانا چاہئے نہین یعنے اگر کوئی قصد ہمارے جان و مال کا کرے اور کسی طور سے نمانے تو البتہ جو کچھ ہمسے ہو سکے تعمیل کرین نہ یہ کہ بے سبب ملک و مال کی طمع مین جھگڑے فساد اوٹھاوین اور اپنے ساتھ خلق خدا کو بھی تہلکہ مین چھوڑین خانہ مفتیان بے ایمان خراب ہو کہ اونکی طمع اور بدعقلی سے ایک عالم بلا مین قید ہوتا ہے

اللہم احفظنا و سائر المومنین من شرور الذین یوسوسون فی صدور الناس من الجنۃ و الناس

القصہ سراج الدولہ چند روز کلکتہ مین مقیم رہکر جو امور موجب ضرر اور ایذائے خلق اور حیرانی معمورہ کی نہین اور جنہین وہ بجائے خود حسن خوبی سمجھا تھا بجا لا کر مرکز دولت کو واپس ہوا اور مانک چند دیوان راجہ بردوان کو جو بجائے خود مغرور اور کل امور مین بے شعور اور جوہر شجاعت سے معذور تھا جیسا کہ جب بردوان کی لڑائی مین مہابت جنگ مرہٹون کا محصور ہو بیچارہ بھاگ کر اپنے راجہ کے پاس چلا گیا باوجود اس امتحان کی حفاظت کلکتہ پر مقرر کیا اور پانچہزار سوار اور آٹھ ہزار پیادہ ہمراہ دے اور ہمیشہ میر محمد جعفر خان اور رحیم خان و عمر خان اور اونکے لڑکون دلیر خان اور اصالت خان وغیرہ اور راجہ دولبہ رام و بخشی سراے ابر و قلب اور جگت سیٹھ وغیرہ کے ساتھ اہانت سے پیش آتا تھا ہر ایک کو اسقدر ہراسان تنگ کر دیا تھا کہ ہر ایک اپنی زندگی سے بیزار تھا اور سراج الدولہ کی موت کا امیدوار جسکو ذرا بھی سراج الدولہ سے آزردہ اور رنجش مین پاتے اوسے پیغام دیتے کہ بغاوت کرو ہم بھی شریک حال ہین

یعنی اے خدا بچا ہمکو اور سب مسلمانوں کو شر سے اون لوگوں کے جو ڈالتے ہیں سینوں میں شیطانی وسوسے آدمیوں کے جن ہوں خواہ انسان ۱۲

چنانچہ شوکت جنگ کی حال مین بندہ کو میر محمد جعفر خان کی سعی سراج الدولہ کی استقبال مین اوسکی
عرایض سی جو شوکت جنگ کی نام آیا کرتے تھی مفصل معلوم ہوئی انشاء اللہ تعالیٰ ان اوراق
مین بھی درج ہوگا حالا باقی حال شوکت جنگ کا بنا بر انتظام اخبار سوانح مین کہ پہلو اسکے
سی حاقتین ظاہر ہوئین جو از زبان قلم ہوتی ہین تاکہ دیکھنی والونکو انتظار بیچ حال پوشیدہ
اسکیکی اور انجام کا مین اسکے نرہی

ذکر چند روزہ امارت شوکت جنگ اور اپنے ہاتہہ سو بلا اوٹہانا خوشامد گویونسی دہوکھا کہانا

اوراق سابقہ مین احوال قوت صولت جنگ اور جلوس شوکت جنگ کا اور کنارہ گزینی بندہ
مورخ کی اوسکی رفاقت سی تحریر ہو چکا ہی اور یہ بھی اشعار ہوا کہ بندہ قلمرو پورنیہ سے
نکلجانے کا عزم رکھتا تھا اور سراج الدولہ کی بسبب اندیشہ مندی کی جو کہ اوسنے چھوٹی بہایون
اور میر عبد الوہاب اور بندہ کے عمو کو عظیم آباد سی اخراج کیا تھا اور موسم برشگال نزدیک
آیا تھا نکلنا اونکا اوسکی حدود سی جو پندرہ سولہ روز کی راہ رکھتی تہین متعذر ہوا لہذا گندہ گولہ
کی معبر سے لوشکر پورنیہ مین اقامت گزین ہوا چند روز کے بعد دوستان نادان نے
شوکت جنگ کی رفاقت کی تحریص کی بندہ ہرچند براہ انکار کہتا تھا کہ میری صحبت اوسکی
ساتہ برار نہوگی اور انجام کار اچھا نہوگا اس اپنے گوشہ خانہ مین تنہا ہون دونوا لیعنی
سراج الدولہ اور شوکت جنگ کی شور و شر سی آزاد ہون درصورت رفاقت کی دونو طرف
رنج و غم ہوگا باوجود یکہ اسقدر بندہ نے عذر کی مگر کچھ سود نہوا بلکہ مرگ اپنی چشمی دارد
ایسی ایسی گفتگو کرنے لگی جب دیکھا کہ بندہ اونکی گفتگو نہین مانتا ایکروز اوس کہنہ مغرور کو
خدا معلوم کس تقریب سی بندہ مورخ کی گہر مین لاے اور اسکو بندہ اونکی ترک گوشہ گزینی کی
تحریک کی بندہ لاچار ہوا یقین ہوا کہ اگر انکار کرتا ہی تو جو بلا اخیر رفاقت مین ہوتی ہوگی
وہ ابہی ہوتی ہی ناچار رفاقت مین تن دیا آمد و رفت دربار کی شروع کر دی چند روز تک
میری رضاجوئی مین مصروف ہوا ہر کام مین میرا شورہ لیا کرتا تھا اور بندہ مانند وزیر شطرنج
کے پہلوے شاہ مین نطق و ہوش سے خاموش حکم و دستخط مین تلقین و تعلیم کیا کرتا تھا اگر کچھ
دیر سے پہونچتا تھا میری انتظاری مین معطل بیٹہا رہتا اور بندہ اسی وجہ سی عجب بلا مین مبتلا تھا
خط اور سواد تک درست نتہا وقت دستخط تعلیم کا محتاج تہا کہ وصل حروف سکھلاؤن تا آنکہ ایکروز

خود بخود بے اختیار میں دستخط کرنے سے ہم ہوا اور قلم بیتاب کر پڑا سے اور تب دوسری جگہ جا بیٹھا
چونکہ کوئی سبب درمیان میں نہ تھا بندہ نے مطلق نہ سمجھا کہ اس آشفتگی کا کیا سبب ہے بعد ساعت
کے اوٹھا بندہ بھی مع دیگر حاضرین کے مرخص ہوا اور روح الدین حسین خان برادر سید ارجنگ
سیف خان مرحوم کے گھر میں جسکا بہنوئی بندہ کا نہایت آشنا تھا اگر حرکت مذکورہ سے جو محض بے ہیچ
تھی استعجاب کرتا تھا ناگاہ اوسکے مقربین میں سے ایک خدمتگار آیا اور ایک رقعہ لایا اوسکا مضمون
یہ تھا کہ صاحب میرے رفیق ہیں نہ کہ اتالیق اسقدر تعلیم اور نصیحتیں کیوں کرتے ہیں بندہ نے جواب
دیا کہ حسب طلب کے مامور تھا تعمیل کرتا تھا اب کہ ایسا ارشاد ہوتا ہے ہرگز بار دیگر ایسا عرض نکرونگا
بندہ نے چند روز خاموشی اختیار کی بعد چند روز کے پھر اوسنے تعلیم کے بارہ میں حاجت کی جب کہ بندہ
نے عرض کیا کہ مزاج دولتمندوں کا آگ ہوتا ہے مجھے معلوم نہیں کہ کس امر میں مرضی شریف
کیا ہے امیدوار ہوں کہ مجھے معاف فرمائیے اوسنے لجاجت کر کے حد سے زیادہ مبالغہ کیا لاچار جس امر
میں کچھ سوال کرتا بندہ بھی ہاں ہوں کر دیتا تا آنکہ میر محمد جعفر خان کے عرایض اس مضمون سے
صادر ہوے کہ سراج الدولہ سے بغاوت کرنا چاہیے اور اکثر سرداروں کے نام جو بندہ کو یاد نہیں ہیں
اوسمیں لکھے تھے کہ ہم سب لوگ آپکے دامن دولت سے توسل رکھتے ہیں بشرطیکہ ہم سے عہد و پیمان
ہو جاوے اور آپ بھی مضبوط کمر باندھیے اور سراج الدولہ کی تسخیر ملک کو عزم فرمائیے ایسے عرایض کے
ورود نے شوکت جنگ کو شوریدہ سر کر دیا اور اسی عرصہ میں میر معلی خان جو کہ جد برہان الملک
سعادت خان کے سالوں میں تھا کسی طرف سے شوکت جنگ کی ملازمت میں آیا یہ شخص عجب طرح کی
شورش اور فساد رکھتا تھا اور زمانہ کہن سے میر محمد جعفر خان سے کمال ربط و اتحاد رکھتا تھا اور صلابت جنگ کے
جو قدیم نوکر مہابت جنگ کا اور لوطانیہ مزاج تسخر کار رکھتا تھا اول سفر کلکتہ میں مورد عنایت سراج الدولہ
کا ہو کر میں راہ سے بھاگ کر پورنیہ پہونچا اور شوکت جنگ کی ملازمین میں داخل ہوا یہ دونوں آدمی بطمع
اخذ خوشامد گوئی میں مصروف ہوے شوکت جنگ خود ابلہ تھا اونکی باتوں میں متوجہ ہو کر تخت فلک
کو بھی اپنے برابر نہیں جانتا تھا چنانچہ جب اپنی تعریف اون دونوں خوشامدیوں سے سنی کہتا تھا بعد فتح بنگالہ
چونکہ آب ہوا وہاں کی میرے مزاج کے برخلاف ہے اول تصفیہ راہ کا ولد صفدر جنگ سے کر کے غازی الدین
کا اقبال کرنا ہوگا تب لاہور و کابل جاونگا اور قندہار و خراسان کو اپنا نشیمن بناونگا اور بمعرفت
ضیاء الدولہ ولد سعد الدین خان اور جلال الدولہ جلال الدین محمد خان جو کہ عماد الملک کے مقربین
میں سے تھے اور صولت جنگ پدر شوکت جنگ نے اونکے ساتھ راہ درست کر رکھی تھی واسطہ سوا اکرا سبا

اور بر آمد کار حضور کا کیا تہا اور رقعہ دستخطی اور مہری عماد الملک کا متضمن اجازت جنگ سکے
سراج الدولہ سے اور نیز چھین لینے ملک بہار اور اوڑیسہ اور بنگالہ کے اوسکے ہاتھ
سے اور بشرط ایصال سکے کرور روپیہ نقد پیشکش اور اوسکے مال کی ضبطی کا حاصل کیا جب
رقعہ مذکورہ پہونچا اوسکی نخوت دو بالا ہوئی اور بموجب کاوشین سرداران قدیم سے جو باپکے
پروردہ نعمت اور معتمد علیہ تھے کرنے لگا اکثرون کو نسبت بعض عہد طفلی کے ذلیل اور آزردہ
خاطر کیا اور میر معظم خان اور حبیب بیگ اور بعض متوسل قدیم اوسکے عہد طفلی کے جو کہ سبب
سفلہ اور سبک سر تھے اور اعزہ کے ذلت مین اپنا عروج جانتے تھے اوس کام مین ترغیب
اور تحریک دیتے تھے اور ہمیشہ خلاع فاخرہ اور جواہر اور اقبال کے لینے مین مشغول رہتے
بعض وقت مین اونکو سمجہا تا کہ اول اپنے آقا کی پایداری دولت کی فکر کرو بعد ازان فیل وجواہر کی
امید مین کرنا ایکروز ارادہ قید کرنے علی ہزاری کا کیا جو کہ سرداران توپخانہ دستی کا سردار اور
صاحب جرات اور اوسکے باپ کا نمک پروردہ تہا اور بندہ کے بہائی علی نقیخان کو بے وقت
خلوت مین بلایا اور علی ہزاری کی گرفتاری مین مشورہ چاہا بندہ خاموش ہوا جب مبالغہ کیا
اور سوگند دی کہ جو کچھ نیک مصلحت ہو اطلاع دو اوسوقت بندہ نے کہا کہ اسقدر سمجھ لینا
چاہیئے کہ سبب نفرت مردم کا سراج الدولہ سے باوجود حقوق مہابت جنگ کے جو برسون کی
ہین یہ اور رجوع ہونا اونکا آپ سے خالی اس سے نہین کہ سراج الدولہ کے ہاتھ سے لوگ
عزت وجان کے جانے مین فکرمند ہین اور آپ کو ایسی بدی سے بری جانتے ہین جسوقت
آپکی بدسلوکی نسبت ملازمین والد مرحوم کے اون لوگون کو معلوم ہوگی تو آپسے سب
بیزار اور سراج الدولہ کی سلامتی کا خواستگار ہونگے اوسوقت بندہ کے کلام کی تصدیق
کرکے ایک زنجیر فیل خلعت عطا فرمایا اور رخصت کیا بعد چند روز کے مصاحبان
نادان نے پھر بھی منصوبہ شروع کیا اور علی ہزاری کے ہمراہیون کو لالچ دیکر
پراگندہ کردیا اور شوکت جنگ نے پیادہ اور سواران برادری علی کو سیف الدین
محمد خان کے ہمراہی مین سپرد کیا اور ایکروز خود سوار ہوکر اوسکے مکانپر چڑہ گیا بعض
برادران ہمراہی جو اوسکے ساتھ رہگئے تھے باہر نکلکر علی کو تنہا چھوڑ گئے محمد سعید خان
اور نقی علی خان برادر بندہ اوسکے دروازہ پر جاکر ہاتھ اوسکا پکڑ کر لاسکے چاہا کہ
اوسے سزا سے تازیانہ کی عمل ہو محمد سعید خان وغیرہ اور نقی علی خان برادر بندہ اوسکی

دروازہ پر جاکر ہاتھہ اوسکا پکڑکر لائی چاہا کہ اوسپر سزا ای تازیانہ کی عمل ہو محمد سعید خان وغیرہ نے شفاعت مین
مبالغہ کیا مگر کچھہ نہ سنا آخر محمد سعید خان نے آشفتہ ہوکر کہا کہ مالک نوکرون کے ساتھہ ایسا نہین کرتی بخوف
آزردگی عامہ سپاہ اور نیز اس کے وہ لوگ لالی کی حمایت پر جاوینگے چوب تازیانہ سے بچا کر مقید کیا اور
اوسکا مال و متاع ضبطی مین لایا بعد چند روز کے اوسکو مع عورات و اطفال کے جملہ اسباب سے
محروم کرکے تینتیس ۳۳ روپیہ زاد راہ دیکر کشتی پر سوار کرایا اور دریای کوسی سے پار کرا کر بنگالہ کی
طرف چھوڑ دیا اسطرح زبان یاوہ گو سے ہر ایک کو آزردہ کرتا تھا بزرگون کو بدی سے یاد کرتا تھا
ایکروز کارگذار خان بخشی سے عین دربار مین جب کہ بہت سے لوگ وہان جمع تھے فرمایا کہ بعد فتح بنگالہ کے
کارگذار خان اپنے سپاہ کا دو ماہہ میرے نذر کرے گا کارگذار خان بیچارہ کہ حواس
ہوشیار تھا متحیر ہوکر بولا ہان خداوند نعمت لوگون کو بنگالہ کے لوٹ سے اسقدر
ہاتھہ لگیگا کہ لوگون کو اپنا روپیہ دینے سے کچھہ گرانی نہوگی فرمایا تجربہ یہ کام مہابت جنگ
احمق کا تھا کہ لوگون کو لوٹ معاف کرتا تھا ہم ہرگز کسیکو معاف نکرینگے
دوسرے روز میر بعلی خان فوجدار نواب گنج دسرسہ وغیرہ کا جو بشرط تسخیر رنگپور
وغیرہ کے مقرر ہوا تھا جو عرضی لکھی تھی اوسمین تحریر تھا کہ نواب عالم پناہ سلامت
اس لقب سے شوکت جنگ نہایت خوش ہوا اور حاضر علیقان داروغہ دیوانخانہ
کو حکم دیا کہ چوبدار لوگ اپنے اسی خطاب سے مجرا لوگون کا کرادیا کرین اور عجب تر یہ
کہ منشی کو طلب کرکے حکم دیا کہ عماد الملک کو عرضی کرے کہ چونکہ جناب عالی کو لوگ
نواب عالمیان مآب خطوط و اخبار پر لکھتے ہین اور یہ آپکا فرزند ہی کا دوست ہے
اپنا خطاب عالم پناہ مقرر کرکے امیدوار ہون کہ اسی لقب سے یاد فرمایا جاؤن اور
اس خطاب کے نذر جو خود تجویز کیا گیارہ ہزار اشرفی عماد الملک کے واسطے ارسال کیتین اور
ضیاء الدولہ اور جلال الدولہ کو جو اوسکے مربی تھے لکھا کہ جو کوئی اس خطاب
سے مجھے نہ لکھیگا اوسکا خط چاک ہوگا جواب نپاوے گا سبحان اللہ
آپکی عقلمندی کا یہہ حال تھا باوجودیکہ زنانہ نتھا لیکن گفتگو اور وضع زنانہ رکھتا
تھا جب تک اقبال یاری پر رہا بار عام فواحش کا ہر ایک کے روبرو دیتا
تھا اور لوگ اس حال کو سنکر سکوت کرتے تھے تا آنکہ میر معلی خان احمق
نے عرضداشت کی کہ بندہ تسخیر رنگ پور کا ارادہ رکھتا ہے اور ملک کا

امیدوار ہے لوگون کو تاکید ہوئی کہ کمک پر روانہ ہون برسات عین طغیانی
مین اور راہ مین پانی مین غرق تھی اُسوقت مین کسکی مجال تھی کہ حرکت کرے
جب لوگون کے نکلنے مین دیر ہوئی خود دیوانون کے طرح نکل پڑا اور
بے آگا پیچھا سوچے دو تین منزل دوڑ گیا آخر کار خود بھی حیران و پریشان
ہوکر واپس آیا

ناراض ہونا بیدلی سپاہ کی شوکت جنگ کی سفاہت سے اور پھر شرمندہ ہوکر لوٹ آنا

اسی سفر مین چونکہ آدمی اوسکی بےشعوری سے عاجز ہوے تھے ہر شخص کیا
چھوٹا اور کیا بڑا سب اپنے مکانون مین دوستون سے اوسکی شکایتین کرتے تھے
حبیب بیگ سوائی خاص دوستون مین شریک ہوا اور سخن چینی اور چغل خوری ان
لوگون کی اوسکے روبرو کرتا بلکہ کہتا کہ مردم سپاہ باہم متفق ہوکر اُنکے نسبت
نمک حرامی کا خیال رکھتے ہین یہ سخن کچھ اصل نہ رکھتا تھا البتہ کارگذار خان اور شیخ
عبدالرشید اور شیخ جہان یار وغیرہ سرداران یکدل ہوکر یہ ارادہ مصمم کیا تھا
کہ بہیئت مجموعی اوسکو پوچ گوئی سے ساکت کرین اور ڈراوین شوکت جنگ
اس ماجرا سے مطلع ہوکر خائف ہوا اور ہر ایک کو بُلاکر عذرخواہی کی مردم نے
یہ دیکھکر میر حبیب کی چغل خوری کا خیال کیا اور کہا کہ جس شخص نے جھوٹا
مقدمہ ہمارے ارادہ نمک حرامی کا اُنکے نسبت حضور مین بیان کیا ہے اوسکا
نام ارشاد فرمائے تاکہ اگر راست گو ہے روبرو ہوکر تصدیق کرے اور اگر
جھوٹا ہے ہم لوگ اوسکی سزا کرین حبیب بیگ نے مضطرب ہوکر خود بخود کہا کہ ہمنے
ایسا نہین کیا بلکہ بطور خیرخواہی کے سمجھاتا تھا کہ اس گفتگو سے بچا کر ترک کرو ورنہ لوگ
آمادہ دل آزردگی ہین اور ان لوگون مین اول بندہ ہے اس سخن مین چونکہ
سراسر جھوٹھ تھا شوکت جنگ بھی اوس سے آزردہ ہوگیا اور دوست و آشنا
نے بھی اوسے مقام پر اوسکو ملعون و مطعون کیا حبیب بیگ نے دو نو طرف
سے لعن و نفرین یا سنکر اپنی رستگاری منحصر ترک دنیاداری کے سمجھی اوسیوقت

لباس و یراق اوتار کر کہا کہ تا ہنگامہ جنگ کے رفیق ہون بعد ازان فقیر ہوجاونگا
اور فی الحقیقت اگر ایسا کرتا تو لوگ اوس سے ناراض ہو کر اوس جگہ اوسکو تو بیخ و تحقیر
کا ارادہ رکھتے تھے اور شوکت جنگ نے لوگون کو اپنے حال سے منحرف دیکھکر
کل سپاہ سے کنارہ کیا اور تو پخانہ دمدمی کے درمیان مین جہان بعض بعض پر اعتماد تھا
یلغار کرکے داخل خانہ قلعہ مین ہو گیا اور دروازہ ہاے قلعہ پر محافظ نگہبان کیے
کہ ہتھیار بند کوئی نہ آنے پاوے جو کہ سپاہ کو بھی اوسپر اعتماد نتھا سب لوگون
نے ترک آمد و رفت کرکے اپنے گھر و نمین جا بیٹھے آخر کار ناچار ہو کر ہتھیار بند
آنے کی اجازت دی ابھی اثنا مین خبر پہونچی کہ علی ہزاری حسب طلب سراج الدولہ
کے بیر نگر سے مرشد آباد کو روانہ ہوا نہایت معقول قول ہو کر کہا کہ اگر علی سے جو میرے
باپ کا پرورش یافتہ ہے ایسی حرکت ظاہر ہو تو کسی سے چشم امید نرکھنا چاہیے
اسکی حماقت دیکھنا چاہیے اپنے حقوق کو تو الٰی کے نسبت یاد کرتا تھا اور جو سلوک
کہ خود بدولت نے اوسکے ساتھ کیے یاد نہین کرتا کہ کوئی برائی مجھسے بندہ نہین
جانتا ایسا کون سلوک تھا جسکے عوض مین امید وفا الٰی سے رکھتا تھا خلاصہ یہ کہ اوسکی
سفاہ باشی کی تحریر کو دفتر چاہیے روستائی اور قتل کا مفت مین خون ہوتا ہے
سراج الدولہ نے انتشار حواس اور تنگ ظرفی اور عداوت اوسکی میر معلی خان
وغیرہ تابعین کی تحریک سے سمجھ گیا کہ اوسکا ارادہ دریافت کرے بلکہ لڑائی
کو آمادہ ہوے

بہیجنا سراج الدولہ کا راے راس بہاری چھوٹا کہ راجہ جانکی رام کو فوجداری
کو ہستارہ اور بیر نگر پر اور بہڑک اوٹھنا شعلہ فساد کا اور گل ہونا چراغ
دولت شوکت جنگ کا

سراج الدولہ نے اوسکے حرکات عجیبہ کے سننے سے باوجودیکہ خود بھی انجو بہ تھا متنبہ ہوکر
اوسکے مدافعہ کا ارادہ نہایت جلد پیش نہاد ہمت کیا راے راس بہاری برادر
خورد راجہ دولبھ رام بہادر کو مع ایک قطعہ خلعت صوبہ شوکت جنگ اور سند فوجداری کا

پیرنگر اور گونڈواره کے اوسکے نام لکھکر روانہ کیا اور راس بہاری سے مقابل
راج محل کے کشتی لگا کر عرضی شوکت جنگ کو لکھی اور خط سراج الدولہ کو بھیجا خود
منتظر اجازت شوکت جنگ کا مقیم رہا مضمون خط سراج الدولہ کا یہہ تہا کہ دو نو پرگنہ
مذکور حضور مین دوسرے کی جاگیر ہوتی تھی ہم نے ہنگامہ کا دخل وہان پہونچنا
نہ جانا اپنے جاگیر مین لے لی چونکہ جنگ و جدال درمیان نہین رہی اس بہاری کو جسے وہان
کے کام پر مامور کیا ہے دخیل فرماکر اوسکا دخلنامہ عنایت فرمائیگا شوکت جنگ
خطوط مذکورہ کے پہونچنے سے متحیر ہوا اور اپنے دو لتخواہون کو جمع کرکے بندہ کو
طلب کیا میر معلی خان اور حبیب بیگ اور کارگذار خان وغیرہ اعیان و معتمدین
حاضر تھے کہ بندہ بھی پہونچا خطوط کو کھولکر دکھلایا اور صلاح طلب کی ہر ایک
بندہ سے مستفسر ہوا اور نیز خود بھی شورہ طلب ہوا بندہ نے چونکہ مدت سے
گرفتہ خاطر تھا التماس کیا کہ جو کچھ خاطر عالی مین گذرا ہو عین صلاح ہوگا
جب بڑی سماجت کی بندہ نے عرض کیا کہ چونکہ عرصہ قلیل برسات مین باقی ہی
اور رنگ و بار کی راہ جو محاربات مین ضرور ہے ہنوز مسدود ہے ایسا مناسب
معلوم ہوتا ہے کہ اسقدر مدت کو رفق و مدارا مین بسر کرو اور راس بہاری کو لطفا
و مداراۃ دستک دخال دلانے کا متوقع کرکے حضور مین طلب کرو اور سراج الدولہ
کو لکہو کہ جو کچھ تحریر فرمایا نہایت مناسب اور باموقع ہوا اور بہت خوب لیکن چونکہ بندہ بھی اپنے
تئین منجملہ متوسلان دامن دولت سے جانتا ہے بہتر ہوگا کہ اس مقام کو بدستور
بندہ کے تفویض رکہے اوسکی مالگذاری کیجاویگی — اس مضمون کو لکھکر منتظر رہیے
کہ کیا جواب لکہتا ہے اگر راس بہاری حاضر ہو لطایف الحیل مین رکہنا چاہیے
اور اس ترکیب مین جسقدر بارش کے دن ہون بسر کرنا ضرور ہے اور نیز اس
عرصہ مین سامان حرب سر انجام کرین بعد برسات چونکہ قوم انگلشیہ کے شورش
کا احتمال ہے اوسکو اپنے طرف متفق کرکے جدہر دل مین آوے عزم کیجئے گا
بارے اس صلاح کو پسند کیا اور منشی کو اسی مضمون سے جواب لکہنے کو ایما فرمایا
اور بندہ کے راے و سینے پر تحسین فرمائی خوشامد گویون نے بسبب حسد اوسکی
بہتری مین بندہ کی ستایش کرنا شروع کی گفتگو کو اس خصوص ذکر مین طول دیا

بندہ کو یہہ تقریر ناپسند ہوئی ایک مرتبہ ورق اولٹ کر کہا کہ تمہاری عقل کہان
تک ہماری عقل سے زیادہ ہوگی اگر یہہ ہزار عقل رکھتا ہے تو ہم لاکھ اب مجھے ہرگز
انکا کہنا منظور نہین اور راس بہاری کے ہرکارون کو طلب کرکے بیچارون کے
تا حق گوشمالی دی اور رقعہ وزیر کو جو سند ریاست تھی طلب کرکے دربار عام
مین حکم پڑہنے کا دیا اور ہرکارون نے پیغام زبانی بھی ادا کیا اور خط بھی اوسی مضمون
سے لکہنا فرمایا کہ تینون صوبون کی صوبہ داری کی سند میرے نام صادر ہوئی
ہے چونکہ واسطۂ اخوت و برادری درمیان ہے تمہاری جان سے درگذر کر جو مکان
جہانگیر نگر مین تجویز کرو اطلاع دو کہ تمہارے نام مقرر کرکے سند بہجا دوے
تاکہ وہان جاکر بیٹھو اور دار الامارہ کو مع خزاین و اسباب کے خالی کرو کہ ہمارا منتظر ورود جواب بابرکات ہے ہرکارون نے واپس ہوکر یہہ کیفیت
راس بہاری کو جا سنائی اوسنے جواب خط جو شوکت جنگ نے لکھا تھا سراج الدولہ
کے پاس بھیجدیا سراج الدولہ نے اس مزخرفات کو سنکر آخر ذی الحجہ کو مع فوج
بعزم استیصال شوکت جنگ کے برآمد ہوا اور راجہ رام نراین کو مع زمینداران
اور افواج عظیم آباد کے اپنی مدد پر طلب کیا اودہر سے راجہ رام نراین مع راجہ
سندر سنگہ اور پہلوان سنگہ اور اوسکے بہائی سوتہر سنگہ اور جمیع فوج عظیم آباد کے
کہ تعداد و برابر کثرت جمعیت شوکت جنگ کی تھی اور اگر کچہہ نہین تو بھی زیادہ مساوات
البتہ ہونگے حاضر ہوا اور سراج الدولہ نے فوج ہمراہی کے دو حصہ کیے
نصف فوج کی سرداری راجہ موہن لال دیوان قدیم معتمد کو دیکر گنگا پار بہیجا
کہ براہ بسنت پور گولہ اور حیات پور گولہ اور صحرا کے شوکت جنگ کے سر پہ جاوے
اور نصف فوج اپنے ہمراہ لیکر راج محل کے قریب معبر کیا اور راو سے تعاقب راجہ
رام نراین سے مع فوج کے عبور کیا۔

فوج سراج الدولہ کا منیاری مین پہونچنا اور شوکت جنگ کی افواج
کا نواب گنج مین مورچہ باندہنا اور باہم کی لڑائی اور سراج الدولہ کی فتح
اور شوکت جنگ کا مارا جانا

شوکت جنگ نے جو کہ پیشتر سے سراج الدولہ کے آنیکو عزم جزم کر رکھا تھا پیغام مذکور
بیہودہ تھا بعد سننے خط مذکور کے اپنے لوگون کو حکم دیا کہ کوئی محفوظ جگہ تجویز کریں کہ لشکر گاہ
بناوین اوسکے باپ کی عہد داری میں اعلیٰ ہویہ شور سے خالی تھے بابین تیاری اور نواح گنج کی جہ جگہ
مین کہ ہر طرف سے جہیلین محیط تہین اور وہان جانیکی راہ دشوار تھی ایکطرف
سے نالا اور دوسری طرف بھی دو گاہ قد آدم سے زیادہ لگا ہوا تھا ایک معبر جاری تھا بھی بلی وغیرہ کی آراستگی سے ممکن العبور
بدشواری تھا معسکر بنایا باوجود یکہ میدان مذکور عریض تھا کہ بعض جگہ دو تین کوس اور کہین کسیقدر کم عرض تھا پھر بھی
اکثر جگہ احتیاط ضرور ہے کہ لب جہیل پر خندق کہود و اگر سد بلند طیار کرین
اگر کوئی باسلیقہ وہان پر ٹھہر کر لڑتا تو مدتون کو گذارہ تہا کہ دشمن یورش نکرتا اور
اپنے ملک کے پشت پر تھا رسد کا اسباب وغیرہ جو ضرور ہوتا اوسکا بھی پہونچنا
دشوار تہا الغرض سپاہ سابر سیفی سواران اور نجیب اور سرداران والا دیا اوسکے
زبان بی تامل کے اندیشہ سے اور وہ خود عدم اطمینان سپاہ سے باہم گر متفرق رہنا
مناسب سمجھا چند روز قبل اپنے نکلنے کے سپاہ کو مورچال مقررہ پر رخصت فرمایا
اور حکم دیا کہ اوسکے خیمہ گاہ سے علیحدہ دریا سے سو تہرا سکے کنارے جسکا فاصلہ
ڈیڑہ کوس کا ہوگا کل سپاہ جا اوترے چنانچہ سید مرتضیٰ اور لچھی نگلیان سپاہ اور روپیہ
آور کارگذار خان بخشی اور شیخ جہان یار اور شیخ عبد الرشید نواسہ شیخ مذکور اور
میر سلطان خلیل خان اور محمد سعید خان پسر ابو تراب خان تورانی جو کہ ٹرائی میں
برہان الملک کی رفاقت مین مارا گیا اور نیز دیگر سرداران سیف خانی وغیرہ
مع اپنے رسالون کے کہ گویا کل فوج وہی تھی بموجب اوسکے حکم کے اوسی مقام
پر سب لوگ منزل گزین ہوئے اور شیام سندر کا بہر بنگالی جو کہ اوسکا نہ دستی کا
پیشکار تھا ہمراہ آقا رہکر قبل ایک روز جنگ کے پہونچکر راہ برآمدن مورچال مین
فرود گاہ کی اور لشکر بے سردار سا پیرا اور توپخانہ سے دو نیم کوس پر جا گزین ہوا
ہر روز قرب وصول لشکر سراج الدولہ کے خبرین پہونچتی تہین ایکروز قبل جنگ کی خبر آئی
کہ فوج ہراول سراج الدولہ کے نزدیک پہونچا چاہتے ہین لاچار ادہر کے لوگ بھی طیار
و مستعد ہوئے بعد آزان دریافت ہوا کہ ابھی کچھ فاصلہ ہے کل تک پہونچینگے شام کو
شوکت جنگ کا خیمہ آیا معہذا یقین تھا کہ سپاہ تک آئے گا رات بہر صورت گذر گئی اور ۱۲ محرم الحرام ۱۱

کی صبح نمود ہوئی دو گھڑی دن چڑھتے شوکت جنگ آپہونچا ملازمین نے پاس پہونچکر
سلام گذاری کی اونہین بندہ مورخ بھی شریک تھا اوسوقت مین بھی اس سردار
نابکار کے گرہ پیشانی جو ناحق نوکرون کے جانب سے رکھتا تھا نہ کھلی جو لوگ سلام
کو آئے تھے اونہین حکم دیا کہ اپنے مقامات کو واپس ہون بیچارہ دست راست
کے طرف ڈیڑہ کوس کے فاصلہ پر جہان تھے جا کر مستعد ہوئے اور خود بدولت مع
سواران یکہ متفرقہ اور معتمد کے مانند میر مرد العلی ولد رستم علی خواہرزادہ خواجہ معتصم
برادر صمصام الدولہ خان دوران جو داروغہ خاص برادر اور نشان زرتار کا مالک تھا
اور موہن لال دیوان قدیم اور سیف الدین محمد خان نواسہ آقا عظیما جو للی ہزاری کی جگہ
مقرر ہوا تھا اور راو سی معصوب کے بہیلہ برق انداز اسکے زیر سرداری تھے اور اوسکا
حقیقی بھائی رمضانی نام جسکا خطاب ہادی علی خان بہادر جسارت جنگ اور تین چار سو
سوار ہمراہ رکھتا تھا درمیان مورچال کے مانند صید ٹہلنے لگے اپنے زعم مین گویا انتظام
کر رہے تھے عمر خان نام جماعہ دار جو کہ افغان سالخوردہ اور ریش آوردہ پیر سلطان خلیل خان
سردار کا تھا مع اپنی جمعیت کے جو قریب دو سو سوار کے ہونگے اتفاقاً اوسوقت
ہمراہ تھا اسوقت مین ہر قسم کی بدخلقی اور درشتی ہمراہیون سے کرتا تھا عجب
ایک ثلث روز منقضی ہوا اور منہاری کے میدان مین لشکر سراج الدولہ کا راجہ موہن لال
دیوان کی سرداری مین پہونچا اور اوسکے علم سے کہلے دونو لشکر کا فاصلہ تقریباً دو کوس کا ہوگا
سپاہ سند مشرف توپخانہ دستی نے اپنی سپاہ ستیتی سے باظہار شجاعت مورچال
سے باہر غرب رویہ لشکر سراج الدولہ کے مقابل ڈیڑہ کوس کے فاصلہ پر جا ٹھہرا
وہان پر کوئی جھیل باسد جا پہونچنے کی نتھی کیونکہ مورچہ سے تو باہر نکلکر استادہ
ہوا تھا اور سراج الدولہ کے لشکر کے داہنی طرف شوکت جنگ کے لشکر کے سردار
جنوباً شمالاً مقابلہ مین دو کوس کا مفاصلہ اور درمیان مین جھیل تھی راجہ موہن لال
باتفاق میر محمد جعفر خان اور دوست محمد خان اور میر محمد کاظم خان اور دلیر خان اور اہالت خان
ولد عمر خان اور شیخ دین محمد وغیرہ سردارون نے لب دریاے گنگ خیمہ استادہ کرکے
خود مع کل سپاہ اور توپخانہ کے درست جمعیت ہوکر محافظت کو آمادہ ہوئے اور
توپ مین بتی دینا شروع ہوئی گولی بسبب بعد مسافت کے اکثر جھیل مین جا گرتی تھی

جب دو یتین گھڑی کے بعد ڈیڑھی تو پین آئین اور اون سے کام لینا شروع ہوا بعض
گولہ قریب مورچاں اور اکثر مورچون کے اندر پہونچنے لگے جب گولہ اندر گرنے لگا
شوکت جنگ نے اپنے پاس سے ماہی مراتب کو دور کیا اور فرمایا کہ گرم خواب ہون
نوکر لوگ جو لاچار ہمراہ پہرتے تھے اونپر خفگی کرتا تھا کہ تمکو ازدحام کرکے مجھے نشانہ
توپ کیا چاہتے ہین لوگ متفرق علیحدہ ہوگئے پہربھی راضی نہوا ایک جگہہ نہ ٹہرتا تھا
عمرخان جماعہ دار مذکور نے عرض کیا کہ نواب سلامت یہہ صف رزم ہے بندہ نے
آصف جاہ کے ہمراہ معرکہ دیکہے اور لڑا بھی ہے ایسی لڑائیون مین اسطرح نہین پیش آتے
فوج کو یکجا کرکے حتیاج مقدمہ درست کیجئے توپخانہ دستی روبرو کرکے مقابلہ کرنا مناسب
ہے اور کچہہ استقلال بھی کرنا ضرور ہے تا کہ فتح و ظفر ہوا وسنے آشفتہ ہوکر فرمایا اور
آصفجاہ کو برا بھلا کہکر کہا کہ مینے خود بتین لڑائیان دیکھی ہین مجھے کسیکی تعلیم درکار نہین —
بیچارہ جماعہ دار خاموش ہوا اسی عرصہ مین ایک سوار کو حکم دیا کہ جاکر شیخ جہان باز
اور کارگذار خان وغیرہ سردارون سے کہہ کہ دشمن کے نشان نمود ہوے اور
تم لوگ جرأت اور یورش نہین کرتی چاہیے کہ حملہ کرو سوار نے جاکر جواب حاصل
آسنایا کہ اس فوج قلیل کی اوس جماعہ کثیر پر بدینحالت کہ جہیل کی دلدل مانع
راہ ہے یورش نہین ہوسکتی اور نیز مقرون بصلاح نہین جسوقت وہ لوگ یورش
کرین اور اس دلدل کیچڑ کو طے کرین اور توپخانہ کے صدمات جہیل کر آپہونچین اوسوقت
جو کچہہ ہوسکے گا ملاحظہ مین آوے گا اس جواب سے نہایت آشفتہ اور آزردہ ہوکر سخنان
نا ملایم زبان پر لایا اور کہلا بہیجا کہ یہہ کیا نامردی اور بزدلی ہے میرے توپخانہ کا سیام سندر
ہندو تو جرأت و دلیری کرکے مورچال سے باہر چلا گیا اور تم باتین بناتے ہو لیکن ابھی
آمد و رفت مین دو پہر گذرے دوسرا پیغام جو بہیجا اوسکے جواب کو عرصہ چاہیے تھا
جب ایک ثلث روز باقی رہا ہوش رفع خمار اور نہ پہنچی جام سرشار اور صحبت نسوان
گلعذار نے خلوت کی راہ دکھلائی ہاتھی سے اوترکر حرم سرا مین داخل ہوا بندہ مع دیگر
حاضرین کے دیوانخانہ کے خیمہ مین جا بیٹھا شکر خدا بجا لایا اور بندہ نے کہا کہ اگر اسقدر
دن کہ باقی ہے خیریت سے گذرے رات کو یکجا ہوکر اس احمق کو سمجھا وین کہ کل بہت
مجموعی آراستگی صفوف سے رزم آوری ہو یہ کہکر ارادہ کیا تہا کہ لشکر سیاہ کہ جانب

دست راست ڈیڑہ کوس کے فاصلہ پر ہے اور وہین پر میر ابوالی لقی علیخان
اور کل احباب تھے جاؤن جب اپنوہ لشکر سے باہر ہوا دیکھا کہ شیخ جہان یار
اور کارگذار خان اور حبیب بیگ اور محمد سعید خان اور شیخ سعد اللہ اور میر سلطان
خلیل خان وغیرہ سردار تاب پیغام ثانی کی نلاکر یورش کر او سٹے ہین اور
نصف جھیل کو ہزار ہا خرابی سے طے کرکے قریب لشکر سراج الدولہ کے پہونچا
چاہتے ہین اور جنگ تمام ہوتی ہے اور بندہ دور و تنہا تھا اب اوسمین تہلین
پہونچ سکتا تھا اور لشکر شوکت جنگ کو عجیب تفرقہ مین دیکھا اور بندہ نے
جانا کہ سرداران عمدہ سپاہ کے مع سواران ہمراہی بحال تباہ جھیل سے مصیبت
جھیل کر نکلے ہین اور سراج الدولہ کی توپ وہان کے صدمہ اوٹھاتے ہین
اگر راہ پاتے ہین تو دشمن تک پہونچتے ہین ورنہ راستہ ہی مین سفر آخرت
پیش نظر ہوتا ہے اور سپاہ سند رشرق کی طرف سے خدا جانے
کیونکر اعداتک پہونچے گا یا کہ بچا وے گا اگر جائیگا کیونکر پہونچے گا بندہ سمجھ گیا
کہ دونو لشکرون کی صفائی ہو جائیگی اگر کسی ڈہب سے دونو لشکر یکجا ہوتے
شاید کہ کچھہ کار برآمد ہو پس بندہ واپس ہوا تاکہ شوکت جنگ کو سوار کردے
جب در خیمہ پر آیا دیکھا کہ دونون لشکرون کی پیشقدمی کی خبر اس مخمور جہالت کو
پہونچ گئی اور خود بدولت نشہ شراب سے مست آشفتہ دستار خواب
سے بیدار ہو کر فیل سوار ہوا ہے اور اوسکے مردم ہمراہی جو بعد داخل ہونے
خیمہ کے بجاے خود جا پہونچے تھے مضطرب ہو ہو کر طیار ہونے لگے کسیقدر
اس آراستگی اور طیار ہونے مین دیر ہوئی اور فوج متفرقہ پیش رو فوج
سراج الدولہ کے نزدیک جا پہونچی بارے بندہ مورخ نے تاکید اکید کی کہ وہ اپنی
جگہ سے متحرک ہوا لیکن بیچارہ اس کبھی دس قدم چلتا ہے کبھی فیلبان کے کندہے
پر ہاتھہ رکھکر توقف کراتا ہے بندہ متواتر تاکید کرتا جاتا تھا تاکہ بہر صورت
یہہ بے خبر سپاہ کے پشت گرمی کو پہونچے ہر چند بندہ نے سعی کی کچھہ مفید
نہوا ناگاہ دور سے نظر آیا کہ فوج جھیل نے راہ طے کرکے جب فوج سراج الدولہ
کے قریب پہونچی کیچڑ اور دلدل جو لشکر سراج الدولہ کے جھیل مین تھا وہان سے

ٹھہر سکے اور یورش کرنے کی مجال نپائی اور ادھر سے مردمان سراج الدولہ نے دلجمعی سے بندوق برسانا شروع کیا اکثر مجروح ہوئے اور اکثر بھاگ کر ہمارے لشکر سے آملے اور ایسا مخوف ہوئے کہ یہان بھی نہ ٹھہرے تا آنکہ میر محمد جعفر خان اور دوست محمد خان اور میر کاظم خان اور عمر خان نے اپنے لڑکون دلیر خان اور اصالت خان وغیرہ اور شیخ دین محمد ہراول نے آگے کو بڑھکر شوکت جنگ کے دونون لشکر کا کام تمام کرکے پیشتر کو چلے شیخ عبد الرشید پوتا شیخ جہان باز اور محمد سعید خان ولد ابو تراب خان تورانی نے داد جوانمردی دیکر ملک عدم کی راہ لی میر سلطان خلیل خان نے بھی اسی سفر آخرت مین ساتھہ دیا نقی علی خان اور حبیب بیگ جو اوس میدان مین استادہ تھے کسیقدر زخمی ہوئے جب کوئی بڑھانا چاہ شیخ جہان باز صحیح و سالم اور کارگذار خان مجروح وبیہوش میدان سے لوٹے اور سیام سندر بھی زخمی ہوکر مفرور ہوا اور سراج الدولہ کی فوج کے سردار بہت مجموعی آگے بڑھے بمجرد اونکے پہونچنے روبرو سے شوکت جنگ کے میر مردان علی مع خاص برادران اور مٹھن لال مع رسالہ خاص اور میرزا رمضانی برادر شوکت جنگ نے مع ہمراہیان کے بدون ہاتھہ پیر ہلانے کے راہ فرار ہوئی اور سیف الدین محمد خان قایمقام للی زخمی ہوکر کوٹار زرہرق اندازون سے کسی نے اوسکا ساتھ نہ دیا شوکت جنگ پندرہ سولہ نفر ہمراہی سے مسلوب الحواس کھڑا تھا کہ گولی بندوق نے سر مین پہونچکر بیجان کر دیا سواری شوکت اسی جنگ مین تمام ہوئی سرپیچ یمنی اور دستار زعفرانی جو آپکے سر مبارک پر زیب افزا تھا خاک پر گرا کسی نے اوٹھا لیا جسند سے نے اپنے گھر کی راہ لی اور اسی طرح ہر ایک اپنے اپنے مسکن کو سدھارا میر مرتضی برادر کرم اللہ خان امیر خانی جو میر محمد جعفر خان کا رفیق تھا شوکت جنگ کے فیل کے پاس پہونچا اودھر سے میرزا رستم علی ولد آقا صادق ہمشیرہ زادہ امام قلیخان نے جوکہ اوسکے خواصی مین بیٹھا تھا بیخبر اوسکی پشت کی طرف سے ایسا زخم برچھی کا مارا کہ اوسکی گردن کی شہرگ مین پہونچا اور کہا کہ ہتیار دے مرزا نے مذکور جوکہ فی الحقیقت

رستم دوران تھا خواصی مین پہر کر بیٹھا اور شمشیر عریان کرکے دشمن سے کہا
کہ دغا و غفلت مین تو نے برچھی ماری اسی بہادری مین ہتھیار مانگتا ہے مرد
اسواسطے ہتھیار نہین باندستے کہ اسیے وقت مین مفت ہتھیار اور تیغ اسیے کو دیدین
پیشتر قدم بڑہایا اور ہتھیار لیے میر مرتضے کی جرأت نہوئی کہ پیشقدمی کرے
بدستور سابق اپنی جگہہ پر قایم رہا اور فیلبان بطور سابق ہاتھی کو روان لیے چلا گیا
شام کا وقت قریب تھا لڑائی تمام ہوئی کسی نے کسی کا تعاقب نکیا اور
رعایا سے ملک پورنیہ نے بھی غارتگری کی جرأت نپائی لوگ اپنے اپنے خیمون
مین جارہے بندہ اور برادر بندہ دونو طرف سے مغضوب تھے شوکت جنگ کہتا
تھا کہ بعد فتح ان لوگون سے سمجھونگا اور سراج الدولہ کہتا تھا کہ شوکت جنگ کچھہ چیز نہین
تھا نہین دونو بھائیون نے فساد اوٹھوایا ہے بعد ظفر سزا دیجاوے گی ایک مرتبہ
سراج الدولہ کا رقعہ بھی لشکر مین ہم دونون بھائیون کے نام متضمن ترک کرنے
رفاقت شوکت جنگ کے اور نیز اوسکی طرف موافق ہونے کی پہونچا تھا اوسکا
جواب ہمنے عارون کے ڈر سے تو نہ لکھا تھا مگر زبانی پیغام بہیجدیا تھا کہ اگر اسوقت مین
ہم ترک رفاقت کرین آپ کو ہم سے کیا امید ہوگی خلاصہ نقی علیخان اور حبیب بیگ کو
دو تین روز کے بعد زاد و راہ دیکر اور چوپایہ سواری مرحمت فرماکر حکم دیا کہ کرم ناسہ
سے خارج ہوے اور راجہ موہن لال کو بنا بر ضبطی مال و متاع شوکت جنگ کے
پورنیہ پر مقرر کیا اور میر محمد کاظم خان کو بھی راجہ مذکور کے ہمراہ کردیا میر محمد کاظم خان نے
چونکہ بندہ کی خالہ کا داماد تھا عرض کیا کہ غلام حسین خان اگر زندہ رہا ہو مع مادر و
عیال و اطفال اسیر اور اپنے بھائی علی نقی خان کے ضرور وہان ہوگا اوسکے بارہ مین
کیا حکم ہوتا ہے راجہ موہن لال کے نام ارشاد ہو جاے تاکہ بندہ اون لوگون
سے شرمندہ نہو بفضل خدا موہن لال کو حکم ہوا کہ غلام حسین خان کی مان تو وہی ہے
جو میر محمد کاظم خان سے قرابت رکھتی ہے میری بھی چچی ہے اور ہم اوسکو عزیز سمجھتے ہین چاہیے کہ
کچھہ تعرض نکرے اور دستک دیکر بخوبی رخصت کرے جہان ارادہ ہو فارغ البال
روانہ ہو بندہ جب میدان جنگ سے گھر آیا والدہ کا حال نہایت متغیر پایا تسکین کی
جب اوسکے حواس جمع ہوے عرض کیا کہ بالفعل گوشہ مین بیٹھنا چاہیے آیندہ جو ہونا ہو

ہوگا لاجرم مع چند ناموس والوان کے والدہ کو ہمراہ لیکر بندہ گوشۂ مخفی مین جا چھپا
اور میر محمد کاظم خان کو ایک رقعہ لکھا خدا تعالے اوس مرحوم کو بخشے جواب رقعہ
چند سواران ہمراہی کے ہاتھ بھیجکر نہایت تسلی کی اور لڑائی کے تیسرے دن
ہمراہ راجہ موہن لال کے وارد پورنیہ ہوکر بندہ خانہ مین نزول فرمایا اور جسقدر
ممکن تھا حمایت اور تسلی مین ساعی ہوا راجہ موہن لال نے بعض سرپیچ جواہری
بخشیدۂ شوکت جنگ کو مجھسے واپس لیا باقی کچھ تعرض نہین کیا مگر چند لوگ مانند
میر معلے خان اور آقا میرا اور میر عبد الحی وغیرہ بموجب حکم سراج الدولہ
کے مقید ہوے اور بندہ نے اثاث البیت اور ناموس کو مع فرزندم کشتیون پر
لدا یا اور جو اسباب جسکے لیے جانیکے قابل تھا وہ علحدہ سے روانہ کرکے
عازم عظیم آباد ہوا عظیم آباد پہونچے بعض مسلمانان آشنا صورت نے شہر مین
جانے کو منع کیا لہذا تکیہ شاہ ارزان مین مقیم ہوا اور وہی آشنا مانع ہوا بلکہ
امیدوار تھا کہ کوئی حکم برخلاف دوبارہ ہمارے نسبت صادر ہو اور وہ خوش
ہو مگر اللہ تعالے نے حفظ کیا وہ حکم نہ آیا تا آنکہ رام نراین جو جگناتھ جی کی زیارت
کو گیا تھا عظیم آباد آیا اور براہ خیرخواہی بندہ کے باہر ہوجانے کے بارہ مین
تاکید کی اور دستک اور بدرقہ پہلوان سنگہ کے طرف سے اوسکے برادر کو
بھیجی بندہ نے مقام تکیہ شاہ ارزان مین سخت بیماری پائی کسی نے آشناؤن مین
سے عیادت اور احوال پرسی اور دیدنی بھی نکی مگر تین آدمی اول حکیم غلام علی
طبیب مانند ایام مغتنم کے حاضر ہوکر غمخواری اور معالجات مین مصروف ہوا دوم
اوسی کے برابر مصری بیگم صاحبہ دختر میر سید محمد صفا بالی مرحوم اور میر حیدر علی
مغفور کی بی بی برابر مان کے روز و شب حاضر رہتی تھی اور محب علی پور تک
پہونچا کر بڑی سماجت سے واپس ہوئی تھی ورنہ اوسکا ارادہ تھا کہ کرم ناسہ
صاحب سراج الدولہ تک پہونچا وے اور اب بھی اوس ضعیفہ مخدومہ کی شفقت
وعنایت عیال و اطفال سب پر مادرانہ مبذول ہے سوم شیخ نصر اللہ
مرحوم خلف عنایت یاب خان میر سامان والد مرحوم اور رہبت جنگ مغفور
کا جو تازہ جوان اور محمد علی حزین مرحوم کی سفارش سے اوندنون مین نظامت

عظیم آباد کا میر سامان تھا زیارت شاہ ارزان کے حیلہ سے مگر بندۂ مؤلف
دیدکو آیا اور بندۂ مورخ نے حدود سراج الدولہ کے نکلجانے کی تدبیرین کچھ
قصور نکیا شکر خدا کہ بندہ مع الخیر و صحت مع اسباب و عیال و اطفال کے
کوچ کرکے بنارس آیا اور شیخ محمد علی حزین اور اپنے خالو سید عبدالعلی خان
بہادر شجاع جنگ کی قدمبوسی سے جو اندنون مین بیکار حالت افلاس مین
بسر کرتا تھا مشرف ہوا اور نقی علی خان بہادر کی ملاقات سے جسنے سراج الدولہ
کے ہاتھہ سے رہائی پائی تھی اور نیز اون دونو بھائیون سے جنہون نے بتغیر حکم
اخراج پایا تھا ملاقی ہوکر مسرور الوقت ہوا — الغرض موہن لال نے تھوڑے
دنون پورنیہ مین مقیم رہکر صولت جنگ مرحوم کے آل و عیال کو جو شوکت جنگ
کے بھائی بند تھے اور سپہدار جنگ خلف سیف خان مرحوم کو جو صولت جنگ
کا داماد تھا اور اوسکی بی بی قبل مرنے باپ کے جو کہ بروقت جنگ محمد خلیل
زمیندار کنکرہ کے کشتہ ہوا تھا عالم جاودانی کو روانہ ہوئی تھی باعزت و احترام سراج الدولہ کے
حضور مین روانہ کیا اور خود ضبطی مال و متاع مین مصروف رہا اور بعد واپس
لینے وصولی انعامات شوکت جنگ کے اور نیز انتظام کے اپنے لڑکے
کو وہان پر نائب چھوڑکر خود سراج الدولہ بہادر کی خدمت مین آیا اور سراج الدولہ
نے اپنے بنی اعمام کو مورد مراحم کرکے ہر ایک کیواسطے مشاہرہ مقرر کردیا
اور خود اپنے مرکز دولت کو بمقام منصور گنج اور مرشدآباد مین معاودت
فرما ہوا —

جماعۂ انگلشیہ کا پہونچنا واسطے تدارک اور استرداد کلکتہ کے اور
مانک چند کا فرار ہونا اور انگلشیہ کا تسلط کلکتہ پر سراج الدولہ کا جانا
اور بخوف انگلشی کے متعاقب ہو واپس آنا اور راضی ہونا دوست محمد خان
کا اور صلاح کرنا باہم مگر بخوف زبونی

جب سراج الدولہ اپنے مرکز دولت کو فتح و سالم واپس ہوا اور دولت پر دولت
منصب ہوئی مال اور زر بیشمار ہر کوچہ و برزن سے اوسکے مکان مین آیا اور خزانون
کا شہرہ ہو گیا چونکہ یہ سر کمالے راز واسطے لازم دیکھے سراج الدولہ کی اسقدر بڑہتے
ہوئے انجام مین گیا ناسازی بخت ڈیلیچی کہائے پس ہر چند لوگون نے تفحص کیا کہ کہین تو اس
دولت بیشمار کا پتا معلوم ہو مگر کچہ سود اور بہبود نہ ملا اور طامع لوگ اپنے گہرونکو
مایوس پہرے تفصیل اس اجمال کی اور بیان پیدا ہونے اسباب از والکا واسطے
دولت سراج الدولہ کے یہہ ہوا کہ جب مسٹر ڈریک صاحب کلان کلکتہ کہ
باعث جنگ اور فساد کا ساتہ سراج الدولہ کے ہوا تہا مغلوب ہوکر مع
باقیماندونکے جوکہ اس لڑائی مین قتل ہونے سے باز رہے تہے اپنے
ہمراہ لیکر بسواری جہاز کوٹہی مندراج مین جوکہ عمدہ مکان انگلشیہ سے صوبہ ارکاٹ دکن مین
ہے وہان جاکر پہونچا اور شاید اور سردار لوگ جماعۂ مذکور کے بہی جو ہر طرف
کاروبار مین متفرق تہے بمجرد سننے اس خبر جانکاہ اور غارت ہونے کلکتہ
اور قاسم بازار کے مکان مذکور مین جا پہونچے ہون اوس وقت مین کرنیل کلیف
صاحب سردار فوج انگریزی ملازم شاہ انگلن جو اوس کوٹہی مین مقرر تہا اور اون دنون مین
فرانسیسیون نے لشکر ملک دکن حاصل کیا تہا اور کچہ فوج قریب ایک دو
پلٹن تلنگہ اور تین چار کمپنی سولدا دولایتی ہمراہ رکہتا تہا اور ناظم دکن سید
محمد خان صلابت جنگ خلف الصدق آصف جاہ کی مدد کرکے جو مقہور ہونے جماعہ
فرانسیسیہ مین ہوسے مورد الطاف ہوکر ثابت جنگ کا خطاب حاصل کیا تہا
ارباب کوٹہی دکن اور صاحبان بنگالہ کے کہ ستمدیدہ اور خرابی کشیدہ دست سراج الدولہ
سے تہے آپس مین قرعہ پہینکا اور مشورہ کرنا شروع کیا رائے یہ قرار پائی کہ
کرنیل کلیف بہادر ثابت جنگ مع صاحبان کلکتہ وغیرہ کے بنگالہ جاوے اور
جسطرح پرسے بطور سابق وہان پر کوٹہی کی بنا ڈالے اگر صلح اور روپیہ خرچ
کرنے سے ممکن ہو مضایقہ نہین اگر غلبہ سے میسر ہو ویسا ہی تعمیل کرین کرنیل
کلیف مع صاحبان کوٹہی بنگالہ کے مندراج سے جہاز پر سوار ہوکر مع اسباب و
سامان حرب کے نہضت فرما ہوا اور متصل کلکتہ مین جو دریا کہ آب سیاہ کے

نام سے مشہور اور مقام الحاق دریاے ہوگلی کا دریاے شور سے ہے پہونچکر لشکر کیا چونکہ اس زمانہ کے سردار لوگ نہایت دانا اور ہوشیار ہوتے ہین سراج الدولہ کو پیغام صلح دیکر مسٹر دریک کے تقصیرات کا عفو چاہا اور بشرط دینے حکم تعمیر کوٹھی کے حسب ضابطہ سابق مقام کلکتہ مین کئی لاکھ روپیہ دینا قبول کیا سراج الدولہ جو کہ سفیہ تر اور لوگون سے کینہ تھا اور مصاحب بھی رذیل تھے اور اس فرقہ کے قواعد جنگ اور حرب سے محض بے خبر مغرور تھا اور کار آگاہان دانش ور کو مجال نتھی کہ دم مار سکین بلکہ خود اوسکی اعیان دولت اوسکے زوال کے خواستگار تھے کوئی مصالحہ کی صلاح ندیتا تھا اور اگر اتفاقا کوئی اس بارہ مین عرض کرتا مصاحبان بے شعور اور نالایقان خود مغرور اوسکا گلا پکڑتے تھے کہ وہ شرمندہ ہوکر اپنا سا منھہ لیکر رہجاتا تا آنکہ ثابت جنگ اُن کے حقیقت حال سے آگاہ اور زیادہ انتظاری جواب سے دلتنگ ہوکر عازم رزم ہوا اور توپخانہ جہازی کو روبروے محل مانک چند کے لگادیا دریا سے آگ برسانا شروع کی مانک چند کے لشکر پر بدحواسی کی ہوا چلی خاک تدبیر کارگر نہوسکی اور ثابت جنگ نے جو مخالف کی ہوا بدلی پائی فوج آراستہ اور توپخانہ لایق جہازنبھی سے نیچے اوتار کر جاے مناسب مین اکثر مقابلہ کیا وہ نالایق مانک چند تاب نلاکر بخت رمیدہ کے مانند بھاگا اور ثابت جنگ نے مع ہمراہیوں شجاعت نشان کے قدیم کوٹھون اور مکانون مین نزول فرمایا اور بکمال اطمینان شادیانہ فتح و ظفر کے بجاے کے سراج الدولہ اس خبر سے متنبہ ہوکر کسیقدر بیدار ہوا اور خود عازم حرب و تادیب جماعہ مذکورہ کا ہوا —

نہضت کرنا سراج الدولہ کا بعزم تنبیہ کرنیل کلیف ثابت جنگ صاحب کے

اور مغلوب ہونا خوف شبخون سے اور متردد و متفکر ہونا برگشتگی

وقت اور واژونی طالع سے اور بکمال عجز اور زبونی کے ساتھ مصالحہ کرنا

بعد فتح پورنیہ کے سراج الدولہ دو مہینے بائیس روز کامرانی مین رہا کہ ناگہان
خراب اعمال کے ایام مجسم آ روبرو کھڑے ہوے آثار زوال نے ترقی پکڑی
مانک چند کے فرار کی خبر گوش زد ہوئی پس دوشنبہ کے روز ۲۳ ربیع الثانی
سنہ ۱۱۷۰ ہجری کو مرشدآباد سے واسطے محاربہ انگلشیہ کے اسباب جنگ مہیا
کرکے روانہ کلکتہ ہوا اور وہان پہونچکر بجاے مناسب صف آرا ہوا تسخیر مین نہایت
اہتمام رکھتا تھا رات دن جنگ تھی گاہ گاہ آمدرفت لوگون کی بیچ مین سے بنابر صلح
بھی ہوا کرتی تھی جب انگلشیہ کو منظور ہوا کہ چھاپہ مارین ایک شخص کو اپنے فرقہ سے
جو زیور شعور اور شجاعت سے آراستہ تھا بعض پیغام رسانی کو سراج الدولہ کے
پاس بھیجا تاکہ مخفی اوسکے لشکر کے گرد و نواح اور راہ اوسکے خیمہ کی علامت اور سمت
دریافت کرکے خبر دے شخص موصوف نے جو نہایت ذہین اور جولان طبیعت اور
تیز فہم بہہ صفت سے موصوف تھا بعد ابلاغ پیغام اور حصول مراد دلی سے
اطمینان کرکے لوٹا معلوم نہین کہ اوسی شب یا دوسری شب یا دو تین شب
کے بعد ارادہ شبخون مضبوط کیا ظاہرا آخر شب کو چند کشتیون پر اپنی فوج کو سوار کراکر
انتہا سے لشکر سراج الدولہ کے طرف آکر منتظر صلح ہوے جب تھوڑی رات
باقی رہی اکثر کشتی سے اوترے اور لشکر کے پشت کی طرف سے بندوق مارتے
ہوے داخل قلعہ ہوے اور شلک کرنے مین کچھہ بھی معزول نہوکر قدم بقدم
گئے آتے تھے اور بندوق کی گولی مانند ژالہ کے چارون طرف سے برستے
تھے اور دریا کنارے سے بھی جو لوگ ناؤ پر چڑھے ہوے تھے یہی آتشباری
ہو رہی تھی جو لوگ اس شرر ریزی کے روبرو پڑگئے اپنے منہ کی کھا گئے
سنا گیا کہ شجاعان انگلشیہ کا یہ ارادہ تھا کہ اس شبخون مین اگر سراج الدولہ ہاتھ
لگے پکڑ لیجاوین بسبب کہرہ پڑنے کے ہوا نہایت سیاہ ہوگئی تھی کہ باہم
دو شخص متصل ایک دوسرے کو نہین دیکھ سکتے تھے اس وجہ سے اوسکے
خیمہ کی سمت نہ معلوم رہے اور ان لوگون کا عبور دوسری طرف
سے ہوگیا سراج الدولہ کے تیرگی بخت نے اپنے اندھیری مین بچا لیا
نہایت اطمینان سے یہ لوگ بندوق فیر کرتے ہوے لشکر کے سرے سے

نکلے اور اپنے محل اقامت مین جا پہونچے سراج الدولہ اور اوسکے
کم جرات لشکری اس رستخیز کو دیکھکر جی کھو بیٹھے نہایت خوف سے جی
چھوٹا ہوگیا بلکہ ایسا رعب چھایا کہ اوس مقام پر ٹہر سکے سراج الدولہ
نے اپنے سسر محمد ایرج خان کو بلا کر مع دیگر ارکان دولت کے استشارہ کیا
کہ اب کیا کرنا چاہیے آخر لوگون نے اوسکو مضطرب پاکر دور لیجا کر خیمہ گاہ کر دیا
اور صلح کی بنیاد ڈالی گئی جب جماعہ انگلیشیہ نے اُنکے عجز و زبونی پر آگاہی پائی
اوس مال کا دعوے کیا جو بر وقت غالب آنے اول معرکہ کشتی کلکتہ میں سراج الدولہ
کے فوج نے غارت کیا تھا آخر بعد سوال جواب بسیار کے فیصلہ ہوا کہ
سراج الدولہ اوسکے عوض مین کسیقدر مبلغ نقد ادا کرے اور بعض دیگر
کے عوض مین یہ مقرر ہوا کہ چھہ پرگنہ متصل کلکتہ جنکے نام تبندہ مورخ کو یاد نہین
سپرد انگلشیہ ہون اور تا وصول مبلغ مذکور کے محالات مذکور اونکے ہاتھ
مین رہین بعد وصول سراج الدولہ کو واپس ہون جب اسطرح کی صلح
ہوئی سسر واچھ جو کہ بعد مغلوبی سراج الدولہ کے قید سے رہا ہو کر واسطے
سوال جواب ہوا تھا طرفین سے موجب تحسین و آفرین ہوا بعد تحریر
عہدنامجات طرفین کے سراج الدولہ مرشد آباد آیا اور منصور گنج کے
عمارات مین نزول فرمایا بسبب غرور کے اپنے کام مین نہایت متحیر تھا کہ
کیا کیا جاوے بعض گناہ اور اوضاع ناشائستہ سے نادم ہو کر سمجھا کہ آخر کو ای خدا بھی
ہے کہ جسنے ہم سبکو پیدا کیا ہے اوس سے ڈر چاہئے کیون نہون دوست محمد خان
واسطے علاج اور شہر چھوڑ اپنے عیال و اطفال کے رخصت سفر ام جانے کی لیکر
قصبہ مذکور کو راہی ہوا اور اکثر رفقاے قدیم خصوص میر محمد جعفر خان اور راجہ دولبہ رام
کو اپنی طرف سے دگرگون دیکھکر سمجھا کہ چونکہ سررشتہ دار اور رئیس فوج ہین
اُنکے اطفاے نائرہ فساد کو فرو کرنا نہایت مناسب لیکن چندان جرات اور طاقت نرکھتا تھا
اور انگلشیہ ایسا دشمن بھی بغل مین موجود تھا نہ تو غرور اور جہل فطری چھوڑتا تھا
نامردی و بد دلی سے باز آتا اور نہ لالچ سے یہ کرتا کہ اپنے تئین نالائق سمجھکر امور
ریاست سے دست بردار ہو اور اعیان دولت اور ملازمان مہابت جنگ کو راضی کرکے

اسلیے وجوہات سے عجب طرح کا مالیخولیا ہو رہا تھا جب قہر و غضب کا
مغلوب ہوتا میر جعفر خان کے حویلی کے روبرو توپ لگواتا راجہ دولبھ رام کو زیر
فرمان موہن لال مقرر کرتا کبھی جگت سیٹھ کو تمسخر اور استہزا سے رنجیدہ
کرتا کبھی اوسکے ختنہ کرانے کا وعدہ کرتا اسی اثنا مین فرانسیسی اور انگلشی کی
جنگ و فساد اور دنگہ کرتے پانچ چھہ سو برسین ہوئین کبھی مصالحہ کر کے استعداد
حرب بڑھاتے کبھی جنگ و جدل مین مصروف ہوتے مدت مصالحہ جب
گذر چکی نائرۂ فساد اوٹھی دکن مین باہم لڑتے تھے فرقۂ انگلشیہ غالب آیا
انگلشیون کا جنگی جہاز امراء دلیر جنگ بہادر کی سرداری مین اور واسطے تسخیر
فرانس ڈانگہ کے جو کہ متصل ہوگلی اور چچرہ آبادی اور لندیسیہ کے ہے
اور موسیٹ نزنو کے رہنمائی سے جسنے اپنے قوم کے ساتھہ دغا کی تھی اب
بھی حقوق ہم قومی فراموش کر کے آپ کے جہاز کو اوس راہ سے جہان
فرانسیسیون کے کئی جہاز ڈبو کر مخفی ایک جہاز کے بقدر نکلنے کے راہ رکھی
تھی لیجا کر قلعہ فرانس ڈانگہ مین مسخر کرا دیا اور فرانسیسی مغلوب ہوے
جو کوٹھی کہ قاسم بازار کے قریب رکھتے تھے وہ بھی اونکے ہاتھ سے نکل گئی
موسیو لاس جو کہ عمدہ رئیسان جماعہ فرانسیس سے ساتھہ سراج الدولہ
کے توسل ڈھونڈھکر مع باقماندہ اپنی جماعت اور توپ و بندوق اور پیادہ ہاے
برقنداز تربیت کردہ اسی کے ملازم سرکار سراج الدولہ ہو گئے جماعہ انگلشیہ
کے کہنے سننے سے پایا اور اشعار سرداران منافق کے کہ ظاہر مین سراج الدولہ
سے کہتے تھے کہ ہم آپ کے شریک ہین اور باطن مین اُسکے شریک
یا تو اُنکے کہنے سے اور یا اپنے بخواہش ہی اپنے وکیل کی معرفت سراج الدولہ کو پیغام دیا
کہ مصالحہ فیما بین ہمارے اور نواب کے جو قرار پایا ہے تو وہ اس امر سے
مشروط ہے کہ ہمارا دوست دشمن بعینہ نواب کا دوست دشمن ہے الحال
ہمسے اور فرانسیسیون سے جنگ ہوئی اور وہ عاجز ہوے نواب نے
اونہین اپنے زیر سایہ جگہ دیکر پرورش کی یہ امر باعث نقض عہد اور
برہمی پیمان کے ہے ادہر سے یہ پیغام ہوا اودہر جو منافق لوگ خواہان زوال

دولت سے بہم مبالغہ ہوے کہ ان بھاگے ہوون کے واسطے صاحبان
انگلشیہ کی آرزو کی مناسب نہین انکو جواب دینا چاہیے - سراج الدولہ نے
اسباب مین مسیو شیر لاس سے گفتگو کی لاس مذکور نے جواب دیا
کہ اگر آپ ہماری حمایت کمپنی فرانسیس کے معاملات مین کرین تو البتہ
بر خلاف عہد ہے اور عجب کہ جہان پچ ہزارون نوکر ہین اس فرقہ کے
بھی چند لوگ اگر نوکر رکھے تو نقض عہد نہین ہوتا سراج الدولہ نے
بھی مضمون دکلاے انگلشیہ کے جواب مین کہدیا وہ لوگ حسب اشارہ
بدخواہان سراج الدولہ کے اصرار کرتے تھے اور دور اندازی بھی کہتے تھے
کہ چند فرانسیسیان صعلوک کے واسطے فرقہ انگلشیہ سے بگاڑ کرنا مناسب نہین
تاآنکہ سراج الدولہ لاچار ہوا اور لاس مذکور کو عظیم آباد جانے کی ترغیب
دی لاس مذکور نے بوقت رخصت عرض کیا کہ اکثر آپ کے نوکر مقام
بیوفائی مین ہین انگلشیہ سے متفق ہوکر ارادہ نمک حرامی رکھتے ہین اور اپنے
حصول بدی کے لیے ہمکو حضور سے جدا کراتے ہین ہمارے جانے کے بعد
فرقہ انگلشیہ سے لڑ اگر آپ کو ضایع کرادینگے جب تک ہم لوگ ہمراہ و مستعد
ہین لڑنیکی ہین اون سے قاصر ہونگے اور ہمارے نوکر بھی قابو نہین
پاسکتے بیشتر آپ کو اختیار ہے سراج الدولہ کو تو نہایت خوف چھا گیا تھا
جواب دیا کہ بالفعل تمہارا جانا حضور سے قرین مصلحت ہے مگر جلد ہم طلب
کرلینگے لاس نے کہا کہ نواب صاحب اس امر کو یاد رکھین کہ پھر ہمارے
آپ کے درمیان مین ملاقات نہوگی یہ کہکر عظیم آباد کو چلدیا جب وہ مرشدآباد
سے نکلا سراج الدولہ اور میر محمد جعفر خان اور راجہ دولبھ رام کے درمیان
مین منازعت ہونے لگی اور ان دونون نے جگت سیٹھ وغیرہ کو جو سراج الدولہ
کے ہاتھ سے بیجان بلب تھے اپنے سے متفق کرلیا اور اسکے انہدام بنیاد
دولت مین فکر کرنے لگے - بی بی کمپنی جو سراج الدولہ کا کینہ دیرینہ
اور ضبطی مال و متاع کا تازہ داغ دل مین رکھتے تھے مخفی میر جعفر خان کے
اعانت کرنے مین مصروف ہوے اور جسکی طرف فراہمی خیال ہوا کہ

سراج الدولہ سے منحرف ہے اوسکے پاس سراج الدولہ سے شکایت کراتی اور اپنے شوہر مہابت جنگ کے حقوق پدر ریشی کی یاد دلاتی تھی اور پھر ایک سی یہ کہتی تھی کہ میر محمد جعفر خان اور راجہ دولبھ رام کی رفاقت کرنے مین پہلو تہی نکرو اور عنایات قدیمہ کو یاد کر کے اوسکی حمایت مین مصروف رہو اور خود بھی نقد اشرفی جو بروقت ضبطی کے معرفت خواجہ سرایان وغیرہ معتمدون کے پوشیدہ کرا رکھین تھین میر مذکور کو دیکر مدد دیتے اور میر مذکور کے رفقائے قدیم کو ایک ہو کر کے اونکے معرفت فرقہ سپاہی کو جو بیکار و مفلس تھے اپنی طرف رجوع کر لیا اور کمال اخفا مین اوسکے گہر سپاہ ازدحام ہونے لگا۔

منافقون کا اغوا کرنا اور فرقہ انگلشیہ کو فساد پر اوٹھانا مجاربہ سراج الدولہ اور گذرنا عہد و پیمان کا ساتھ جماعۂ مذکورہ کے اور لشکر کشی کرنا سرداران انگلشی کا سراج الدولہ پر اور بر آمد ہونا راجہ دولبھ رام کا واسطے استحکام مورچال کے بیچ پلاسی کے اور آنا سراج الدولہ کا پلاسی تک واسطے ارادہ جنگ کے اور ہزیمت پانا افواج انگلشیہ سے اور مقرر ہونا نظامت بنگالہ کا میر محمد جعفر خان پر اور منتقل ہونا دولت کا خاندان مہابت جنگ مرحوم سے ساتھ دوسرون کے

جب اس نوبت کو معاملہ پہونچا ہر ایک سراج الدولہ کے مدافعہ کی فکر کرنے لگا آخر جماعت انگلشیہ کو بہرکانا شروع کیا اور جسطرح ممکن ہوا خوب تحریص و ترغیب کی ظاہرا جگت سیٹھ نے اپنے گماشتون کی معرفت اپنی چند روزہ کو جو عمدہ مہاجن کلکتہ کا تھا اس کام پر لایا کہ انگلشیہ کو سراج الدولہ کے استیصال پر عازم جازم کرے اور راجہ دولبھ رام نے بھی کسی کو اسی امر پر مقرر فرمایا جسکا نام بندہ مورخ کے سماعت مین نہین آیا اور میر محمد جعفر خان نے اوس مرزا امیر بیگ کو

جسوقت کہ یہ حال پہونچا سنے بی بیان فرانس کا جہاز بندر مذکور ہوا جبکہ سراج الدولہ
کی بد سلوکیان جو کل عملہ کے ساتھہ ہوئین جماعہ انگلشیہ سے ظاہر کین بلکہ جو مضمون
میر محمد جعفر خان سکے سمی سے کل امرای دستخطی اسی مضمون سے مرتب ہوا تھا
کہ سراج الدولہ سے ہر ایک جان تنگ ہے اوسی مرزا میر بیگ کے ہاتھہ
ملاحظہ کو بھیجدیا اور خواہان حرکت صاحبان انگلشیہ کے ہوے اور پیغام دیا کہ اگر
آپ لوگ سہل سعی الزالی سراج الدولہ سے کرین اوسکا تدارک بھی ہم لوگ
کرینگے اور آپ کی خفیف سے توجہ مین بندگان خدا جور و ظلم سے رہائی
پاوینگے اور نیز وعدہ ادائی کرور روپیہ اور دیگر تواضعات وغیرہ کا ہوا کہ
بندۂ مورخ کو اس امر سے اطلاع نہین اور ضامن اسکے وہی دونون مہاجنان
مذکورہ ہوے ۔ اور جو ظلم تعدی کہ سراج الدولہ نے بی بی گیتی دختر مہابت جنگ
وغیرہ لواحقین پر کی تہی وہ چند اسکے ہر ایک سے ظاہر کیے ۔ جماعۂ انگلشیہ نے جو کہ
زور و شجاعت مین اپنا ہمسر نہین رکھتے اور ایسا کون ہے کہ باوجود زور و زر کے
اور پیسہ ہوئی اسباب رزم و بزم خواہان نام و جویاے مرام ترقی نہوا اور کوئی ایسا
نہین کہ گو وہ دولتمند ہوا اور فارغ حاجتون سے اور اوسکو صفت دولت ملی اور وہ
حصول دولت مین ساعی نہو باستماع اس اخبار کے التماس میر محمد جعفر خان اور
راجہ دولبہ رام کا قبول کرلیا مہیاے رزم سامان جنگ ہوے لیکن چونکہ اس فرقہ
دانا اور نیز کل عقلا کا شیوہ نہین ہے کہ بغیر کسی وجہ کے کسی سے آویزش کرین البتہ سراج الدولہ
سے سوال جواب کرکے کوئی سبب پیدا کرلیا ہوگا مگر بندۂ مورخ کو اطلاع نہین
اغلب کہ اوائل ربیعہ مین جو درنگ و توقف ہوا ایسی وجہ سے ہو کہ عہد پیمان مین منضبط
کرلیا ہو کیونکہ سنا گیا کہ اول تو سراج الدولہ نے بضرورت ایک کرور روپیہ
دینا قبول کرلیا بعدہ اوسکا ادا کرنا دشوار ہوا تھا یا کوئی اور بھی وجہ ایسی ہی
ہوئی ہو یا ان سب دراندازون کا باعث ہی ایسی فتور جنگ برپا ہوئی ہون بہرحال بعد قرار پانے
ارادہ جنگ کے کرنیل کلیف ثابت جنگ مع فوج و اسباب موجودہ کے آمادہ رزم
ہوا اور سراج الدولہ اس خبر سے نہایت گھبرایا عجز و عاجزی بہت [illegible] کی مگر کچھہ
[illegible] نہوا [illegible] اسی [illegible] ستم گر نون کہ وہ بیکسا ساعت از دل بدر رحون گشتم

راجہ دولبھ رام کو مع اکثر فوج کے پلاسی کو بھیجا تاکہ مورچال اور سنگر وغیرہ سامان
حرب کی درستگی کرے وہ وہان جاکر ظاہرا تو کار سرکار مین رہتا اور مخفی
جو ارادہ باطنی تھا اوسکی کوشش اور سعی مین بہت بدل مصروف تھا اور کسیطرح اور کوئی وقت
اپنے کام سے غافل نتھا سرداران لشکر سراج الدولہ کو بھی موافق کرنا شروع
کیا ہر ایک سے وعدہ مناسب کردیا اور میر محمد جعفر خان نے بھی مع رفقا کے آمد و رفت
دربار کی شروع کی شہرہ ہوا تھا کہ بہت لوگ آپکے طرف آ ملے کسیقدر
لوگ سراج الدولہ کے ساتھ رہے جب کرنیل کلیف کی کلکتہ سے نکلنے کی
خبر سراج الدولہ کے کان مین پہونچی چار ناچار گردش بخت سے اور دل شکستہ تشدد
حیران اور پریشان بکمال تردد و ہزار نامردی اور بزدلی سے نصیب و بخت سے شکایت کرتا ہوا
مع فوج منصور گنج سے کوچ کیا اور فوج معتمد مانند میر مدن بخشی اور راجہ موہن لال
دیوان وغیرہ کے پلاسی تک پہونچا اودہر سے کرنیل کلیف ثابت جنگ مع اپنی جماعت اور
قلیل فوج تلنگہ کے کہ شاید ہمہ وجوہ کل لشکر دو تین ہزار سے زیادہ نہ باغ پلاسی مین پہونچکر
صف آرا ہوا روز پنجشنبہ ۵ شوال سنہ ۱۱۷۰ ہجری کو آتش کارزار مشتعل ہوئی
اور دونو طرف حرب و ضرب و زد و خورد نمایان تھی ہر چند بہادران جانبین جوہر نمائی شمشیر سپر سے کرتے
چونکہ اہل انگلشی قواعد توپ اور تفنگ مین بے عدیل ہین اسقدر گولیون کی بوچھاڑ
کی کہ اونکی صدا سے ترشح سے رعد کا کلیجہ چاک چاک اور سرعت بھرمار ہی سے
چشم تماشائیان مانند چمک برق کی مشاہدہ سے خیرہ و تیرہ ہوتی تھی اور قوت شامہ مشاہدہ
سے باصرہ پیراز خاک تھی میر محمد جعفر خان وغیرہ جو باعث اس کشت و خون
کے ہوئے تھے جسطرف کہ مقرر تھے وہان کہڑے تماشا دیکھہ رہے تھے
اور میر مدن وغیرہ سرگرم جانفشانی میدان کارزار مین داد جوانی دے رہے تھے
شدت توپ سے محل یورش نہین پاتے تھے لیکن آہستہ آہستہ قدم بڑہانے مین
کچھہ تقصیر نکرتے تھے تاآنکہ دو تہائی دن کے منقضی ہوئے اور میر مدن اور
موہن لال دیوان مع ہمراہیون کے باغ پلاسی کے قریب پہونچا بلکہ لوگ کہتے ہین
کہ ثابت جنگ نے اپنی جگہ سے بدگمان ہوکر غصہ فرمایا اور کہا کہ ایسا ہی وعدہ
تھا کہ خفیف لڑائی مین بدجاسے دلی حاصل ہوجاسے گا اور شاہی فوج بھی

سراج الدولہ سے منحرف ہے وہ سب تیری باتین برخلاف پائی جاتی ہین اوسنے
التماس کیا کہ فقط یہی گروہ دو تنخواہ سراج الدولہ کا ہے جو لڑ رہا ہے جسوقت
یہہ مغلوب ہوسے جو کچھہ بندہ نے کہا ہے اوسکا اثر ظاہر ہوگا زشتی اعمال سراج الدولہ
کہ اپنی اور بیگانی سے بسبب نہ سننے نصیحت اور بخیلی کہ کہ بہت بدترین اعمال سے ہے اور کار و بار
اوسکے نہایت درجہ کو پہونچ گئے تھے میر مدن جو نہایت دل سوزی سے سراج الدولہ
کی خیر خواہی مین ثابت قدم تھا گولہ توپ سے جانبر نہوا اوس حالت نزع مین
لوگ سراج الدولہ کے حضور مین لائے ایک کلمہ اپنے حسن ارادت کا کہکے جان
شیرین نثار رفاقت کی سراج الدولہ اسکے مرنے سے بے چین ہوا مرگیا میر محمد جعفر خان
کو طلب کیا اور وہ آنے مین درنگ کرنے لگا سراج الدولہ نے مکرر لوگ بھیجے وہ کمال
تملق اور سماجت سے لے آئے میر محمد جعفر خان نے اپنے متوسلان اور منشیان
مانند خادم حسین خان اور اوسکے بیٹے میر محمد صادق خان معروف میرن کو حاضر ہوا
یہہ محمد جعفر خان ظاہر مین بسبب متواتر طلب سراج الدولہ آیا تہا اور باطن مین حلیہ بان
انگلشیہ سے بخوبی سازش تھی سراج الدولہ نے پس نہایت عجز و خاکساری کی جیسا کہ سننے مین آیا
کہ اپنی پگڑی اوتار کر اوسکے آگے رکھدی اور کہا اب ہم اپنی کل خطایوں سے پشیمان
ہین اور جو کچھہ کہ آج تک کیا خواہ پسند طبع آپ کے ہو خواہ نہو اب منفعل
اور خجل ہوکر اور اپنے کئے پر نادم و شرمندہ ہوکر حقوق پرورش
مہابت جنگ کو شفیع کرتے ہین اور تمہین اوسی مرحوم کی جگہہ پر سمجھتے ہین امیدوار
ہین کہ قصور بندہ کے معاف فرماکر جو کچھہ لازمہ نجابت اور مقتضا ہے
حقوق سابق ہو تعمیل سے کیجئے اور ہماری جان اور عزت کی حفاظت فرمائیے میر محمد جعفر خان
نے اوسوقت موقع دیکھکر جو کہ بچا ہی تھا ملحوظ رکہا اور دغابازی سے عرض کیا کہ
الحال روز تمام ہے وقت یورش نرہا بیشتر جو لوگ چلے گئے ہین اونہین حکم واپسی
دیجئے فردا انشاء اللہ تعالے بہت مجموع ہوا اس لڑائی کا تدارک کیا جاویگا سراج الدولہ
نے کہا کہ شب خون کا خوف ہے میر جعفر نے جواب دیا کہ اسکا ذمہ میرا ہے
شبخون نہین کرسکتے سراج الدولہ نے اپنے دیوان راجہ موہن لال کو جو بہتر جانکہ
انتہ میر مدن کے جنگ توپ مین مصروف تھا اور اوسکے پیادہ ہر طرف متفرق

ہوکر قابو سے تفنگ اندازی کررہے تھے حکم بھیجا کہ واپس ہوکر مورچہ پر آوی اوسنے
جواب دیا کہ یہہ وقت مراجعت نہین جو کچھہ ہونا ہے اسی جگہہ ہو جاسے گا اور اگر بندہ
معاودت ہوا تو بڑا تفرقہ لشکر مین نمودار ہوگا سراج الدولہ نے میر محمد جعفر خان سے
طرف رخ کرکے مشورہ کیا خان مرقوم نے اول صلاح کا اعادہ کیا اور کہا کہ جسطرح
بہتر ہو سکتا ہے باقی آپکو اختیار ہے سراج الدولہ نے نہایت خوف و ہراس سے
موہن لال کو باصرار تمام واپس کرلیا بیت چو تیرہ شود مرد را روزگار ٭ ہمہ آن کند کش
نباید بکار ۔ بمجرد برگشتگی موہن لال کے لشکریون کو عجب طرح کی گھبراہٹ ہوئی اور
تلاطم پیدا ہوا کہ حواس و ہوش کسی کا باقی نرہا اور ہر ایک نی ترس
و ہول دلی آشکارا کی ہرچند افسرون نے پای ثبات قدمی گاڑا ولکن جملہ پیادہ و سوار بکمال اضطرار
ایک دوسرے کو دیکھہ دیکھہ کر بھاگنے لگا تھوڑی دیر مین ہر ایک نے فرار کی راہ
لی سراج الدولہ نے جب لشکر کا یہ حال دیکھا نہایت خوف [illegible] بخصوص تعاقب عدو
سے کیونکہ بہت کم لوگون کو اپنا دوست جانتا تھا نہایت اضطراب سے کوئی گھڑی بھر
روز باقی رہا تھا کہ خود بھی بھاگ نکلا اور ۶ ماہ شوال روز جمعہ کو دو تین گھڑی دن چڑھے منصور گنج
جا پہونچا ہرچند تاکید کی کہ ملازمین اسی مقام مین میری حراست پر مستقیم ہون تاکہ تامل کرکے
کوئی راہ نکالے اور اس مرض کے علاج و دوا کی تدبیر مین مصروف ہو اور وہ سودا کہ تمکن
اوسکے دماغ مین تھا دفع کرے پس ان بد دلونکو ہرچند فہمایش کی اور دلداری سے پیش آیا
لیکن کسی نے قبول نکیا ہر ایک عذر خواہ ہوا حتی کہ محمد ایرج خان اوسکا سسر بھی جسکے
روبرو سراج الدولہ نے اپنی پگڑی رکھکر کہا کہ خدا کے واسطے اسوقت مین میری
ہمراہی سے ہاتھہ اوٹھانا نچاہیے اور لوگون کو جمع کرکے بھاگ گئے [illegible] اوس نالائق نے اور [illegible]
معذرت کرکے اپنے گھر چلا گیا سراج الدولہ نے لوگون کی رضامندی کو [illegible]
مدد خرچ وغیرہ کی فوراً حکم دیا کہ خزانہ کھولکر ہر ایک کو عطا کرین اور رات تک خزانہ کھولا
رہا اور لینے والون کے ہاتھہ دراز رہے اوس رات کو جسکا جسقدر ہاتھہ پہونچا خزانہ
اوٹھا کر اپنے گھر لیگیا مگر کوئی کام نہ آیا سچ ہے جیسا کہ کہا ہے ۔ ابیات مبارز وزندگی
بکن مرکہان ٭ کہ بریک نمط می نماند جہان ٭ سر گشت پاسے مردم زجاسے ٭ کہ عاجز شوی
گر در آئی زپاسے ۔ دل دوستان جمع بہتر کہ گنج ٭ خزینہ تہی بہ کہ مردم برنج ٭ بینداز در پاسے کار کسی

کہ افتد کہ در پالیش اُفتی کسے ٭ عدو را بکوچک نباید شمرد ٭ کہ کوہ گران دیدم از سنگ ریز
٭ نہ بینی کہ چون باہم آیند مور ٭ ز شیران جنگی بر آرند شور ٭ نہ موے ز ابریشمی کمتر ست
٭ چو پر شد ز زنجیر محکم تر است — اب اسوقت کی زر افشانی سے کیا ہوتا تھا پہلے
خبر لی جب ضعفا کی دل آزاری کر کے جمع کیا تھا القصہ سراج الدولہ نے بے یار
و مددگار تمام روز منصور گنج مین بسر کیا اور ہفتم شوال شنبہ کے شب کو جسقدر کہ
ممکن تھا جواہر و اشرفی مع لطف النسا اور نیز دیگر عورات کے جنکو دوست رکھتا تھا
رتھہ اور رمیانہ کے سواری مین ہمراہ لیکر آخر شب کو گھر سے برآمد ہوا اور راہ نادانی
اور راحمقی اور جہل کے خشکی کی راہ چھوڑ کر بھگوان گولہ کی راہ لی اور وہان سے کشتی پر سوار ہو کر
عظیم آباد کی راہ لی اگر کچھ بھی قوی دل ہو کر مع جماعہ ریزہ کے جنسے گمان رفاقت تھا
پیغام بھیج کر اونکو بلاتا اور اونکی تسلی دلجوئی اور داد دہش سے مطمئن کرتا اور
جتنا کہ خزانہ ہنگام جنگ سپاہ کو دیا تھا ویسا ہی یہان بھی دیتا اور
براہ خشکی روانہ ہوتا اکثر لوگ بطمع اور نیز حقوق قدیمہ کے اوسکے ہمراہ ہو جاتے اور
چند ہزار جرار سے باہر نکلتا تو کوئی راستہ مین مزاحم نہین ہو سکتا تھا بلکہ ہر منزل
و مقام پر لوگ رفیق ہوتے جاتے اور کثرت ہمراہی ہوتی جاتی لیکن کسکی مجال اور تاب
اور قدرت و توانائی کہ تدبیر اور زر سے دفع گزند تقدیر کرے اور کیا مقدور
کہ تقدیر کے کارخانے مین دخیل ہو غرض سراج الدولہ نے بجرہ اور کشتی پر عظیم آباد
کی راہ لی — قبل اس ماجرا کے بر وقت سننے خبر عزیمت انگلشیہ کی اسنے مقابلہ مین
سنکر ایک قطعہ خط بنام موسیو لاس رئیس فرانسیس کے لکھکر کمال اضطراب اور
عجلت مین بھیجا تھا اور وہ خط اوسکو پہونچا لیکن موافق ضابطہ اہل ہند کے جبتک
اوسکا خرچ کو راجہ رام نرائن کے پاس سے روپیہ وصول ہو بہت عرصہ گذرا بعد
ازان لاس مذکور روانہ ہوا مگر قبل اوسکے پہونچ پانے کے سراج الدولہ کا کام تمام
اور اوسکے آدمیون کو سراج محل کے مقابل سے میر محمد جعفر خان نے پکڑ کے انتظام
کیا تھا موسیو لاس نے سراج محل کے قریب پہونچکر جب یہ خبر پائی کہ سراج الدولہ
کا کام بخیر تمام ہوا اپنی کشتیان عظیم آباد کو لوٹا لین میجر کوٹ جو کہ اب ولایت سے
جنرل ہو کر آیا ہے اوسوقت محمدہ میجری مین کرنل کلائیو کے ہمراہ تھا لاس کا تعاقب

درصورت ملاقات اور عدم استطاعت اظہار کے مامور ہوا کرم ناسہ اور بکسیک اوسکے پیچھے چلا گیا موسیو لاس ایک منزل پیشتر جاتا تھا آخر میر مذکور تعاقب کرکے تینوں صوبوں کے سرحد سے باہر کرکے واپس ہوا—

ذکر سے داخل ہونے میر محمد جعفر خان کا بیچ منصور گنج کے اور جلوس کرنا اوپر سرداری تینوں صوبوں کو بے تصدیع اور رنج اور گرفتار ہونا سراج الدولہ کا اور کسی نوکروں کے ہاتھ سے اور خوش رفتار ہونا اسکا بعد پاک کرنے دامن اپنے کے گرد ون دنیا سے عالم جاودانی میں

قصہ کوتاہ جب میر محمد جعفر خان نے زمانہ کو موافق دیکھا بعد فرار سراج الدولہ کے پلاسی میں توقف کرکے کرنیل کلیف وغیرہ سرداران انگلشی سے ملاقی ہوا اور استحکام عہود و مواثیق کرکے جماعہ مذکور کو باہم رفیق کرلیا اور احوال سراج الدولہ کا توبخوبی جانتا تھا کہ رعایا پر اوسنے نہایت ظلم اور تعدی کر رکھی تھی وہ بیچارہ نہایت عاجز اور پریشان تھے اور اوسنے ان سب کو دم دلاسہ سے اسطرف رجوع کر رکھا تھا پس ایکروز بدطمعی تمام کے سینچر کے بیچ ہفتم شوال سنہ مذکور کو منصور گنج کے دولتخانہ میں داخل ہوکر اپنے نام کی منادی تمام شہر میں کردی دیگر منافق سراج الدولہ کے اور نیز طرفین کے سلامت خواہوں نے بعد مبارکباد و نذر تہنیت ارسال حضور کی اور جو شخص کہ سیقدر سراج الدولہ سے میل رکھتے تھے اونھوں نے بھی اپنا انگشت نما ہونا نامناسب جانکر اطاعت میر محمد جعفر خان اختیار کی میر محمد جعفر خان نے مسند ریاست پر متمکن ہوکر دولت واقبال کی پنج نوبت بلند آوازہ کیں اور راجہ دولبھ رام باتفاق انتظام مہام ریاست کرنے لگا اور ضبط و ربط اسباب و اموال واسطے جماعہ انگلشی کے حسب وعدہ کرنے لگا چونکہ خطاب اور القاب مہابت جنگ مرحوم کا اور اوسکی وضع اور تدبیر و غیرہ نہایت خوش تھا اور دلمیں آرزو تھی کہ ایسا ہی اپنے واسطے مقرر کرے بنا بر علیہ ایسا ہی ہوا اور بزرگی اوسکی برائی کہ اپنے واسطے شجاع الملک حسام الدولہ میر محمد جعفر خان بہادر مہابت جنگ کا خطاب تجویز کیا

اور شہامت جنگ مرحوم کا خطاب اپنے لڑکے میرن کو عطا فرمایا اور خطاب ہیبت جنگ
مرحوم کا واسطے اپنے بھائی میر محمد کاظم کے مقرر فرمایا اور ممالک محروسہ کے ہر سہ
صوبجات مین اکثر جگہہ خطوط دلجوئی اور استقلال کے بنا بر مصلحت تحریر کر بھیجے اور
اپنے داماد میر محمد قاسم خان کو مع مردمان معتمد کے سراج الدولہ کی گرفتاری
کیواسطے بھیجا اور میر داوود اپنے بھائی کو بھی جو راج محل مین تہا نہایت تاکید سے تحریر
کیا کہ سراج الدولہ کی گرفتاری مین جہد بلیغ عمل مین لاوے سراج الدولہ کو تو
دام قضا نے اولجہا رکہا تہا جب مقابل راج محل اوس طرف دریا کے پہونچا
داتا شاہ کے تکیہ مین ایک گہڑی کے لئے ناؤ سے اوترا اور کہچڑی پکوانے کا ارادہ اپنے
واسطے اور نیز اور لوگون کے لئے جنہون نے دو تین روز سے کچہہ نکہایا تہا کیا
تقدیر کے کہیل دیکہئے کہ کہان پہنچ لائی ہے اور قضا کے تماشے پر نظر
کرنا چاہئے کہ کس دشمن کے ہاتہہ مین لقمہ کرنے کو دیا ظاہرا اس فقیر
مذکور سے زمانہ دولت و اقبال مین کچہہ ضرر رسانی کی تہی فقیر مذکور کو جو زخم
کہنہ دیرینہ کا خیال ہوا مکاری کی گدڑی بچہا کر نہایت تملق اور دلجوئی سے پیش آیا
اور طبخ طعام مین اہتمام کر کے استراحت کے واسطے التماس کیا ادہر انہون نے
آرام کا سر انجام کیا اودہر اوس نے کسی مرد مستعجل کو دشمنون کے پاس بہیجا چنانچہ وہ سب
آگاہی پاتے ہی یہہ مژدہ خدا کی طرف سے سمجہکر بعجلت و سرعت تمام
مانند میر داوود اور میر قاسم خان مع ہمراہیون کے آپہونچے اور سراج الدولہ کو مع
عیال و اموال کے جو کچہہ پاس تہا گرفتار کر کے شادمان لوٹے بیت ہمینت پسند است
اگر بشنوی ✤ کہ گر خار کاری سمن ندروی ✤ الغرض جب سراج الدولہ نے مکافات
کو بچشم پیش نظر دیکہا جن لوگون کو قابل خطاب نہین جانتا تہا اونکے عتاب کا
متحمل ہوا ہر ایک سے اپنی جان کی شفاعت چاہتا تہا میر محمد قاسم خان نے اوسوقت
مین صندوقچہ زیور لطف النسا کا جو کہ لاکہون کو مفت تہا وعدہ وعید سے لے لیا
اسیطرح سے جسکو جو ہاتہہ لگا لے گیا اور لوگون نے بھی لوٹ کہسوٹ مین
حتی الامکان کوتاہی کرنے مین دست کوتاہ نکیا موہن لال جو کہ سراج الدولہ کی دیوانی مین مرتبت
کی لیتا تہا اور اختیار اور اقتدار کی کہینچتا تہا زیادہ موجب عناد و عداوت کا ہوا قبل گرفتاری اپنی

خداوند نعمت کے مقام مرشد آباد مین گرفتار ہوگیا تہا اور میر محمد جعفر خان نے بنظر
رضاے راجہ دولبھہ رام کے اس شخص کو حوالہ راجہ مذکور فرمایا تہا ظاہرا اوسکا
اندوختہ راجہ دولبھہ رام کے ہاتہ لگا اور اوسکی جان بھی اسی کشمکش مین مفارقت کرگئی
اور سراج الدولہ بروز یکشنبہ پندرہوین شوال ۱۱۷۰ ہجری کو اپنے نوکرون کی
قید مین مرشد آباد آیا جب خلق اللہ نے اوسکو اس حال مین دیکہا اور اوسکا جاہ
واقبال صغیر سنی کی نازپروری جوانی کا شوکت وجلال یاد آیا پرانی مصیبتین اور
تکلیفین بہول گئے رحم آیار ہائی کے درپے ہوے لیکن مقتدر لوگون نے جنکو ستمگری
کی طاقت حاصل تھی بطمع سوجوداس نظر رحم سے آنکھہ چرائی بیچاری ناتوان اپنے
جی کی جی ہی مین لیکر رہگئی میر محمد جعفر خان نے بدعوی مسند نشینی کے اپنی قرارگاہ و
اقامت منصور گنج مین پسند کی اور میرن کو جو اکبر اولاد اور شاہ خانم ہمشیرہ حقیقی
مہابت جنگ کے بطن سے تھا اپنی پرانی حویلی جعفر گنج مرشد آباد مین بہیجدیا
یہہ شخص باپ سے زیادہ جور وجفا مین آمادہ تھا خدا ناشناسی اور رحم نکردنی
اس کے خمیر مین تھی اور ستم اور عداوت دلین بہری ہوی اور کیونکہ یہ خون سراج الدولہ
اسکے ہاتھہ سے ہوتا کہ خداوند کریم کو اس بدبخت کا نامہ اعمال بدہی سے
بہرنا تھا اس سبب سے قتل وسزا ظلم وجفا مین مصروف رہتا اور
نامعقول اور اعمال ناسزا کے تعمیل مین نہایت جلد باز تھا اور جب دم کہ
سراج الدولہ کے پہونچنے کا حال سنا روبرو طلب کرکے قید فرمایا اور
رفقا سے خواہان قتل ہوا شجاعت ہے جو جو نجیب زادہ بادہ ہوشیار رکھتے اس کا بدلیہی
بر سر انکار ہوے آخر الامر محمدی بیگ نے جو بد وشوری سے نمک پروردہ مہابت جنگ
کا تہا اور سراج الدولہ کی مان یا دادی نے کسی بیگس کی لڑکی کو پالکر اسکو خوشنودی خدا
اس شقی ازلی کے ساتھہ بیاہ دیا تھا یہ سب احسانات آقاسے ولی نعمتون کے
فراموش کرکے اس شقاوت وسفاہت کو اختیار کیا اور دو تین گہڑی قید ہونے کے بعد
سراج الدولہ کے قتل پر گیا جو سراج الدولہ نے دیکہا کہ یہ احسان فراموش
چلا آتا ہے دیکہکر کہا کہ میرے قتل کو آیا ہے اسنے اقرار کیا تب اوس نے سر تو
درگاہ الہی مین تائب ہوکر کہا کہ آیا راضی نہین ہو تے کہ مین گوشہ مین پڑا زندگی بسر کرون

پھر اوسنے کہا نہین البتہ حسین قلیخان کے خون ناحق کے انتقام مین قتل ہونا چاہیئے
جلاد مذکور کافر بد کیش احسان فراموش نے تیغ بیدریغ کھینچکر چند ضرب پیکر نازنین
پر مارے پس زمین پر گرکر کہا بس ہے کہ کار من تمام شد و انتقام بانجام رسید اور جان
شیرین نے کالبد خاکی سے مفارقت کی اسوقت اس کمبخت نے تلوار کو میان
مین کرلیا اور اوسکی لاش کو ہودج فیل پر رکھکر بطور تشہیر کے شہر مین گہومایا
کہتے ہین کہ فیلبان نے جسجگہ کہ سراج الدولہ نے حسین قلیخان کو ذبح کیا تھا
بدون ارادہ ضرورتاً ہاتھی کو روکا اور سراج الدولہ کے خون سے چند قطرہ اوسی
سرزمین پر ٹپکے فاعتبروا یا اولی الابصار نظم چنین بود گردیدن روزگار ٭ سبکسیر
و بدعہد ناپایدار ٭ منہ بر جہان دل کہ بیگانہ ایست ٭ چو مطرب کہ ہر روز در خانہ ایست
٭ نہ لایق بود عیش با دلبری ٭ کہ ہر بامدادش بود شوہری ٭ بر مرد ہشیار دنیا
خس است ٭ کہ ہر مدتی جای دیگر کس است ٭ نکوئی کن امروز چون دہ تراست
٭ کہ سال دگر دیگری دہ خداست ٭ اگر گنج قارون بدست آوری ٭ نماند مگر
آنچہ بخشی خوری ٭ الغرض جسوقت اوسکی لاش تشہیر ہوتے ہوتے اوسکی مان
کے دروازے پر پہونچی شور غوغا ہونے لگا حال پسر پوچھا لوگون نے تمام سرگذشت
بیان کی کہ اس طرح سے ظلم تعدی ہوئی جب حال پسر سے مطلع ہوئی برہنہ پا
بہوش باختہ دوڑی خادم حسین خان نے اپنے کوٹھے پر جو سر بازار اوسکی
والدہ کے دروازے سے مقابل تماشا کر رہا تہا اپنے پیادونکو حکم دیا کہ اس زن ضعیفہ
بیچارہ کو مع دیگر عورات ہمراہی کے سوٹون سے مار کوٹ کرکے اوسکے گھر کے اندر کردین افسوس کہ کسطرح کا
ظلم کیا کہ اوسکی باپ دادہ کا پروردہ تہا اور اسکو اسطرح بیحرمتی اور ذلت سے قتل کرایا اور اوسپر یہہ
طرہ کیا کہ یون حکم دیا کہ ان عورتونکو مار پیٹ کر اندر کردین اگرچہ اسکو ہلاک کیا تہا مگر عورتونکو تو دلاسا اور
تسلی دینا چاہیئے تہا الغرض جسوقت کہ سراج الدولہ کو لائے تھے میر محمد جعفر خان سوتا تہا اگرچہ افراط مغیرات سے
اوسکی بیداری خواب سے بڑھکر تھی مگر خاص کر اوسوقت کہ نسبت جلوس امارت کی نشہ نیک دوبالا تہی اوسکے
لڑکے نے قبل اسکے کہ باپ کو اطلاع ہو اسکا کام تمام کردیا جب وہ جاگا میرن کو پیغام دیا کہ ناظم معزول مقید سے غافل نرہنا
اوسنے ہنسکر جواب بہیجا کہ مین ایسا بے خبر نہین کہ ایسے امور کے تساہل کرکے چہوڑون
اور جو کوئی اوسکے پاس جاتا اوس سے فخریہ کہتا کہ باپ نے مجھے اسوقت ایسا پیغام بہیجا

اور بیٹے پیشتر ہی اوسکا نام مشاد یا یارون تم بھو مین بھی تو مہابت جنگ کی ہمشیرہ
کا چراغ ہون پس کیونکر یہ ہیچ ایسے امر کے غفلت اور کاہل الوجودی کو کام دون ــ
خلاصہ یہ کہ بعد تسلط ارکان دولت کے راجہ رام نراین کو نوشت و خواند شروع
کی کہ دلجمع ہوکر اطاعت مین رجوع ہوا ورہ وہ بھی زمانہ سازی کے جوابات لکھنے لگا
اور واسطے خلاصی میرزا غلام علی بیگ ولد حکیم بیگ کے بنام راجہ رام نراین کے
لکھکر اپنے پاس طلب کیا مرزاے مذکور حسب الحکم سراج الدولہ کے قید تہا بیچارہ مہر
محمد جعفر خان کے پاس آیا یہ شخص سابق سے بہ تقاضاے مناسبت طبعی کے میر محمد جعفر خان
سے ربط اتحاد رکھتا تہا اندنون مین کمال اقتدار سے بنارس کی ایالت پائی ہم لوگ
جو سراج الدولہ کے دل سے دور اور اوسکے قرب سے مہجور و اخراجی تھے
اور عظیم آباد مین گہر تھا اور صغر سنی سے جیساکہ چاہیئے میر محمد جعفر خان سے ربط و
ضبط تھا امیدوار ہوے کہ ضرور عظیم آباد کو جاوینگے کیونکہ خانمذکور والد بندہ سے
نہایت اتحاد رکھتا تھا جب بندہ کسی تقریب سے روانہ مرشدآباد ہوتا اول میر محمد جعفر خان
بندہ کی ملاقات کو آتا بعدہٗ بندہ اوسکے بازدید کو جاتا تھا اور میرن بسبب حداثت
سن کے جو بندہ کے ہمعمر تھا خردی کا سلوک کرتا تھا اور بزرگون کی طرح
تعظیم اور تکریم سے مجکو مانتا اور پیش آتا تہا جیساکہ سعادتمندان خرد ہوتے ہین ویسا ہی ہمیشہ
فرط ادب سے میرے روبرو حقہ نہین پیتا تہا علاوہ برین نقی علی خان بندہ کے چہوٹے
بہائی سے میر محمد جعفر خان کو اوس مرتبہ دوستی تہی جس سے بڑہکر ممکن نہین لہذا اوسکو
یہہ گمان ہوا کہ گویا یہہ دولت اوسکے گہر آئے اگر کچہہ بھی نہو تو نیابت صوبہ عظیم آباد
کی البتہ اوسے ملیگی اسی وجہ سے عرضی مبارکباد لکھکر ارسال کی اور خود بھی بنا بر
اعتماد اتحاد میر محمد جعفر خان کے ارادہ معاودت کرکے والدہ اور جمیع اہل و عیال
کو لیکر روانہ عظیم آباد ہوا بندہ اس نظر سے کہ اب میر محمد جعفر خان کے دماغ مین اور ہی
ہواسمائی اور دلپذیر فکر عشرت کو بدلی چہائی ہی اور یہلوگ نہایت ذلت مین ہین اور نیز میر محمد جعفر خان ایسا آدمی نہین کہ
آدمیت کی بو رکہتا ہو اور اوس سے امید ایفاے حقوق سابقہ رکہی جاوے
کسیقدر تامل کرکے بنارس مین ٹہر گیا اور نقی علی خان کو بھی مانع عجلت ہوا مگر اونہون نے
نسنا مع اخوان و منتسبان کے عظیم آباد آئے جب انکے ورود کی خبر ناظم وقت کو ہوئی

جواب عرضی قلم انداز کرکے راجہ رام نراین سے بے خبری پر بڑی ملامت کی
اور حکم دیا کہ نقی علیخان کو مع ہمراہیوں کے بنارس لوٹا دے اوسوقت نقی علیخان
کو میری نصیحت یاد آئی اور ندامت اوٹہائی بحسب قسمت میر محمد کاظم خان برادر
میر محمد جعفر خان چند سال سے راجہ مذکور کی بخشگری پر مامور تھا اگرچہ مرد سادہ
تہا اور زمانہ سازی اور خوشامد کی باتین مثل دیگر ابناے زمان اوسکو نہین آتی تہین
مگر حق تو یہ ہے کہ بزرگانہ خصلتین خوب رکہتا تھا بندہ کے بہتیرے بہائی سید علیخان
نے بہی اوسکے پاس جاکر یہ ماجرا ظاہر کیا کہ راجہ رام نراین نے اپنا چوبدار
بہیجا ہے اور ہمارے لوگون کے بنارس لوٹ جانے کا حکم تاکیدی دیا وہ اس حال کو
دریافت سے نہایت آزردہ ہوا اور رام نراین کو لکہا کہ ہم ان سے شریک ہین اگر
انکا اخراج شہر سے منظور ہے ہمارے بہی نکالنے کی فکر کرو راجہ مذکور نے نہایت
عذرخواہی کرکے کہا کہ مجہے ان لوگون سے کچہہ کام نتہا مگر آپکے برادر صاحب کے
بموجب حکم یہ تعمیل ہوئی اوسنے جواب دیا کہ اونہون نے پوچ تحریر کیا ہے
اور سراسر لغویت کی طرف مائل ہوئے ہین اور احسان فراموشی اور یار فروشی اپنا شعار کیا ہے
اوسکا تدارک ہم کر سکتے ہین تم سے کچہہ کام نہین وہ خاموش ہو گیا اور اس
بزرگ نے جو کچہہ اوسکے دل مین آیا زبان قلم کے حوالہ کرکے میر محمد جعفر خان
کو لکہہ بہیجا جب خط پہونچا وہ متنبہ اور نادم ہوکر اپنے ارادہ فاسدہ سے باز آیا
اور یہ سمجہا کہ برادر عینی سے اوبہی ان لوگون سے بیمروتی کرتے ہین مفت کشاکش حاصل ہوگی لہذا درگذرا اوسکو اسی امر مین نہایت مناسب
متعاقب بندہ بہی پہونچکر اس ماجرے سے مطلع ہوا اور نقی علیخان میرے پہونچنے
سے گہبرایا کہ مبادا میرے پہونچنے سے میر محمد جعفر خان کو سننے سے ملال ہو
بندہ نے انکی تشویش دیکہکر دلجمعی کی کہ بندہ اپنے ورود سے رام نراین کو
مطلع کرتا ہے اگر اجازت دے مستقیم ہون ورنہ ابہی واپس ہوتا ہون یہ
رقعہ لکہکر روانہ کیا راجہ نے کمال خوشی مین جواب تحریر کیا بلکہ ملاقات کے
واسطے طلب فرمایا اور اقامت کی اجازت عطا فرمائی بندہ مع برادران اور
والدہ کے مقیم ہوا کبہی کبہی راجہ مذکور کے دربار مین آمد و رفت کرتا تہا تا آنکہ جابجا
غلام صولت جنگ مرحوم کے شورش کا غلغلہ پیدا ہوا کہ باتفاق اچل سنگہ کاپیتہہ

دیوان شوکت جنگ نے جو پورنیہ مین خروج کرکے ولد موہن لال یا اوسکے نایب کو مقید کیا اور خود وہان کی حکومت کرنے لگا اور نیز خبر آمد آمد میر محمد جعفر خان کی مرشد آباد سے گرم ہوئی اور خوب معلوم ہوا اور دریافت ہوا کہ میر محمد جعفر خان بارادہ اطفاے نائرہ فساد اور تسخیر عظیم آباد کے عازم ہوے ہین جسکی تفصیل آیندہ تحریر ہوتی ہے۔

میر محمد جعفر خان کی عزیمت واسطے گوشمالی حاضر علیخان اور دیگر انتظام عظیم آباد اور تالیف راجہ رام نراین وغیرہ کے

جب مرشد آباد مین انقلاب عظیم اور فترت جسیم برپا ہوئی ہر ایک اپنے اپنے خیال مین مصروف ہوا راجہ رام نراین کو بھی پہلوان سنگہ اور راجہ سندر سنگہ وغیرہ نے یہ دلالت اور ترغیب دی کہ اپنے ولی نعمت اور خداوندزادہ کے انتقام پر لشکر کشی کرے مگر توفیق و جرات نے رفاقت نکی ہر چند میر محمد جعفر خان کے طرف سے اکثر اندیشہ رکھتا تھا مگر مصالحت مین زمانہ سازی کرتا رہا ایک روز میر محمد کاظم خان برادر میر محمد جعفر خان مع اپنے ہمراہیان کے جو کہ ایک جمع غفیر تھا بے خبر اور غیر وقت اول صبح کو رام نراین کے باغ مین داخل ہوا بسبب کے بے شبہ مانند بلا ناگہانی اور قضاے آسمانی رام نراین ایسے حرکات اور جرات اور دلیری بے وقت سے متوحش ہوکر دوسرے باغ کی عمارت مین جو اسکے ضمیمہ مین بنا تہا جا بیٹھا اور اکثر ہواخواہ بھی وہان مجتمع ہوگئے اور گلہ اس طرح کے آنے کا کیا اور رام نراین نے بھی عذرخواہی کی اور اس امر کی معذرت کہ اسوقت ملاقات نہوگی زبانی کسی شخص کے کہلا بہیجا اور میر محمد کاظم خان اور اوسکے بہائی سے بدگمان ہوکر اپنی مجلس مین انکی شکایت کرنے لگا تا آنکہ میر شرف الدین جماعہ دار جو کہ شجاع الدولہ اور سرفراز خان کے ملازمین مین تہا اور بعد اونکے مہابت جنگ اور سراج الدولہ کا رفیق رہا اور نیا رفیق میر محمد جعفر خان کا ہوا تھا اور مسمی گیندا مل جگت سیٹھ کا گماشتہ رام نراین کے ڈیوڑھی مین مع مراسلات کے میر محمد جعفر خان کے لشکر سے پہونچا اور حاضر علیخان جو صولت جنگ مرحوم کا درم خریدہ اور اوسکا داروغہ دیوانخانہ تہا بعد کشتہ ہونے شوکت جنگ اور تسلط پسر موہن لال کے سراج الدولہ کے طرف سے پورنیہ مین بسر کرتا تہا اور نیز اچل سنگہ کایتھ دیوان شوکت جنگ نے خلف موہن لال کی عہد مین

پرگنہ تاج پور اور سہرسی پور اور گونڈواڑہ اور گنڈہہ گولہ وغیرہ کا متعہد ہو کر زر و نام حاصل
کیا تھا پورنیہ کی سپاہ اور رعایا صولت جنگ کی عہد سے جنکو البتہ نو برس منقضی ہوئے
دونون سے نہایت معرفت اور رجوع رکھتے تھے لہذا ہر دو کو کچھ سمجھتے نہ تھے پورنیہ کے لوگ
مانند رعایا سے بنگالہ کے نہایت ناصر اور ہر شخص کے مطیع ہوتے ہین حاضر علیخان اور
اچل سنگہ نے نہایت سفاہت سے وہان کی سپاہ کو متفق کر لیا اور نایب موہن لال
دیوان سراج الدولہ حاکم پورنیہ کو قید کر لیا اور حاضر علیخان کو مسند علی اور اچل سنگ اوسکا
دیوان اور مدار المہام ہوا فی الحقیقت حاضر علیخان کے نام سکے و اسطے مقرر کیا باقی کل کار
و معاملات اوسی ہندو کے اختیار مین تھے میر محمد جعفر خان کو چونکہ رام نراین نایب ناظم
عظیم آباد پر اعتماد نہ تھا وہان کا جانا اور راز جانب و جمعی بہم پہونچانا مناسب سمجھتا تھا
کہ انسے پہلے ہی راستے پر کار بند تدبیر ہو لیکن خدا تعالے کو منظور نظر نہ تھا
کہ اس عرصہ مین پورنیہ کے بھی یورش کی خبر آئی لاچار دونو جگہہ کے انتظام کو باگ اوٹھائی
اور پریشانی حاصل ہوئی کہ بیان اوسکا طول چاہتا ہے اصل یون ہے جیسا کوئی کرتا ہے ویسا ہی پاتا ہے
واقع ماہ صفر ۱۱۷۱ ہجری نبوی کو نہضت کر کے داخل معسکر ہوا اور اپنے فرزند میرن کو
مرشد آباد مین نایب رکھا اول منزل مین میدان بھونا مقام ہوا میرزا محمد مہدی برادر حقیقی
سراج الدولہ سے جو کہ قید سخت مین تھا اندیشہ ناک ہو کر حکم قتل صادر فرمایا مشہور یہہ ہے
کہ اوس بیچارہ کو تختون مین جو کہ شال دوشالہ پر لگا کر باندھنے مین شکنجہ کیا اور اوسی کشاکش
مین مرغ روح نے دام سرزنش سے رہائی پائی اور یہہ بھی سنا گیا کہ زہر قاتل سے
مسموم ہو کر مرا تھا خواہ اسطرح سے اوسکی روح نے تن کو چھوڑا خواہ اوسطرح سے زہر دیا گیا وبال اس بیچارہ بے جرم کا اس شقی کی گردن پر رہا
اور بعض معتمدین کہتے ہین کہ اسکے قتل کا سبب راجہ دولبھ رام کا انحراف ہوا جو کہ اندک
مدت مین صحبت ہمدگر ناچاق ہوئی شاید سبب یہہ ہے کہ راجہ دولبھ رام چونکہ متعہدی عمدہ
مہابت جنگ اور مثل راجہ جانکی رام کا فرزند تھا اور اپنے آقا کے عہد مین صاحب پالکی
جھالردار اور نوبت کا تھا اور میر محمد جعفر خان نے اسکے زیر سایہ حمایت رہکر اسنے خیانت
بخشی گری سے حفظ پایا سپاہ پر احسان رکھکر خود نفع اوٹھاتے راجہ مذکور اپنے جان و آبرو
کے خوف سے جو سراج الدولہ کے جانب سے تھا اول میر محمد جعفر خان سے شریک
ہوا اور آخر کار اپنے دل مین میر جعفر خان کی اطاعت سے نادم ہو کر میرزا مہدی کی فکر مین

ہوا بلکہ بعض کو جنیفہ تحریر کیا کہ سراج الدولہ کے بہائی کو جسطرح ممکن ہو مجھہ تک پہونچا وین اور
میر محمد جعفر خان نے جو دیکھا کہ رجوع سپاہ کا رقعہ دولبہ رام کی طرف ہی اور فراوانی زر بہی کرہ اوسکی
مضبوط ہی اوس بیچارہ کی قتل کا روا دار ہوا ہر حال اسکو قتل کرکے اپنے زعم مین فارغ البال ہوا میرن مذکور نے
اپنے تئین بجاے شہامت جنگ مرحوم کے سمجہکر اوسکے عملہ کو اپنا عملہ بنایا چنانچہ حاجی مہدی کو
داروغہ دیوانخانہ اور راجہ راج بلبہہ بنگالی جہانگیر نگری کو دیوان مقرر کیا خادم حسن خان
جوکہ اپنے قرابت کا نام میر محمد جعفر خان سے مشہور کرتا تھا حقیقت مین کچھہ نتہا کیونکہ اسکی
قرابت کی صورت یہ ہی کہ سید خادم علیخان ولد خادم حسن خان میر جعفر خان کے
خواہر کا شوہر تھا اور خادم حسن خان اوسکے بطن سے نہین بلکہ دوسرے کسی
عورت سے جو کشمیری تہے پیدا ہوا اسوجہسے اوسکی خواہرزادگی مین مفاخرت کرتا تہا
اور بواسطہ پیوند قرابت اور یگانگیت اوسنے میر محمد جعفر خانکی ساتہ بسبب امارت اور حکومت
کے قرار دی تہی والا جیسا کہ بندۂ مورخ نے لکہا ہے اوسیقدر ہے کچھہ اسکی اصل نہین ہی
اور یہہ ہر مجلس مین میر محمد جعفر خان کو ماموں کے لفظ سے یاد کرتا البتہ بعض مناسبت مزاج
اور ہمسنی تہا اس سبب سے آغاز جوانی سے تماشا بینی اور عیاشی مین دونو باہم شریک
اور جو کام کہ کرتے تہی اور مطعون زبان خواص وعوام ہوتے کے ان دونو کو ربط ضبط تمام تہا
لیکن یہہ شخص میر محمد جعفر خان کے نسبت نہایت عیار اور حساب کتاب مین ہوشیار اور
سبکسری اور بیتمیزی مین غالب اور حرکات بوطانیہ زیادہ رکہتا تہا چونکہ صولت جنگ مرحوم
کے نوکری مین مدتون پورنیہ مین رہا اور وہان کے داخل و خارج اور راہ و رسم سے
بخوبی ماہر تھا وہان کی حکومت کا آرزومند تہا اور اوس رفاقت کی عوض مین جو
بروقت خوف سراج الدولہ کے میر جعفر خان سے کی تہے اور فی الحقیقت اوسیکی
پناہ مین بسر کیا کیونکہ سراج الدولہ خادم حسن خان سے بہی بدگمان اور اوسکے ایذا
اور اخراج کا خواہان تہا توقع رکہتا تہا کہ چون خداوند تعالے نے تمکو یہ ملک دولت
عطا فرمایا ہے گوشہ پورنیہ بندہ کو عطا ہو جب حاضر علیخان کا ہنگامہ شروع
ہوا اور میر جعفر خان اطفاے نائرہ فساد کو برآمد ہوا خادم حسن خان نے جو زر
سعد و درکہا تہا اسباب امارت بقدر حاجت آراستہ کرکے میر جعفر خان سے
جاملا اور بشرط عطا کرنے حکومت پورنیہ کے اس شور و فساد کے فرو کرنے کا

کہ متعہد ہوا میر جعفر خان جو ہمیشہ کا آرام طلب اور مدہوش تہا خصوص اسوقت مین کہ دولت و اقبال نے سازگاری کی اور عظیم آباد کا معاملہ پورنیہ سے زیادہ جانتا تہا لہذا راضی ہو گیا خدمت پورنیہ کی خلعت عطا فرمائی اور میر محمد کاظم خان رسالدار قدیمی مہابت جنگ کو جو بندہ مورخ کا قرابتی ہے چنانچہ ذکر اوسکا لڑائی شوکت جنگ اور سراج الدولہ مین تقریباً مورخ لکھ چکا ہے اور اب بالفعل میر محمد جعفر خان نے بنابر تالیف قلوب افزایش رسالہ اور بعض افواج بخشیگری پر زیادہ کرکے خادم حسین خان کی مدد پر مقرر فرمایا۔

ذکر ہے جانے خادم حسین خان کا پورنیہ مین اور حاضر علیخان پر فتحیاب ہونا اور بھاگ جانا ان کی سرگذشت

میر محمد جعفر خان خود نوراج محل مین مقیم ہوا خادم حسین خان کو پورنیہ روانہ کیا اوسنے فوج و اسباب آراستہ اور پیراستہ کرکے عبور گنگا کیا اور اپنی مہرخاص سے مراسلات بنام رؤسا سپاہ اور رعایای پورنیہ کے جنکو وہ شناس رکہتا تہا متضمن وعدہ و تہدید اور تالیف قلوب تحریر کیے حاضر علیخان اور اچل سنگہ مغرور نے بلا حفاظ اور جماعت چہ سات ہزار پیادہ برق انداز اور دو تین ہزار سوار پیادہ سے کہ جو کہ مجرا علایا اور اوسی دیا کیے تاثیر آب ہوا سے چین سے رکہتا تہا بارادہ مدافعہ خادم حسین خان کے جا بے مناسب پر لشکر اور مورچے بنواے اور تین پان ناچے بخوبی سے اپنے علم کی زور سے اوسکو فتح و ظفر کا اوسید بہکر اطراف مورچال کے تجویز خود مقرر کر دی اور حاضر علی خان مع دیوان اور سامان فوج وغیرہ کے لشکر مین جا ٹہرا رفقا کو زر و مال دیکر تالیف قلوب کی جب خادم حسین خان قریب آیا دونو طرف خوف ہوا یا خادم حسین خان نے خود استمداد فوج کی میر محمد جعفر خان سے کہا اور بہا عرضی کرکے اطلاع دی کہ جس وعدہ کسیقدر فوج اعانت پر روانہ کیجاوے سپاہ پورنیہ کے قلوب مین تزلزل پیدا ہوا کسیقدر براہ فرار متفرق ہو گئے اور راستا کو غنیمت سمجھا کر اپنے گہر کی راہ لینے لگے تا آنکہ جماعہ حاضرین مین قلت ظاہر ہوئی میر محمد جعفر خان نے

سبب تقرر میر محمد کاظم خان کو خادم حسین خان کی مدد پر بھیجا یہہ شخص نہایت عیار تھا
اور ہمیشہ طرز و اطوار جنگ و جدال سے بخوبی واقف کار اور تسلی و تشفی دینے مین مردمان
فوج کے بہت چالاک و طرار اور بذات خود بھی مستعد و آمادہ لڑائی ہوجاتا تھا ایسے
اسی سبب سے جملہ سوار و پیادہ اس سے نہایت رضامند تھے سالار و سپاہ پورنیہ
کی اضطرابی سے ماہر ہوکر مقابلہ مناسب سمجھا تاکہ بے اعانت دوسرے کے
نام پیدا کرے لہذا قبل اسکے کہ میر محمد کاظم خان پہونچے اپنی فوج کو آراستہ کرکے
بعزم جنگ سوار ہوا جب خادم حسین خان مع فوج کے پیدا ہوا حاضر علیخان کی سپاہ جو اول
سے بھیناک ہو رہی تھے بے لڑے بڑے صورت کی دیکھتے ہی گریزان ہوے حاضر علیخان عاجز
و حیران ہوکر باہر چلا گیا ظاہرا ان ہر سہ صوبہ کے حدود سے نکلکر کسی جگہہ پر جا کر سر اوٹھایا
اور عالیجاہ میر قاسم خان کے عہد مین دوبارہ آکر قید ہوگیا پھر کچھہ اوسکا پتا نہین ملا
خادم حسین خان داخل پورنیہ ہوکر خانہ سے معمورہ صولت جنگ مین مقیم ہوا حکم دیا کہ
تفحص کرکے اچل سنگہ کو حاضر کرین وہ احمق اس نظر سے کہ بندہ تو متصدی ہی ہے کیا کیا وہ
بدنامی حاضر علی خان کے نام سے غائب نہوا تھا گرفتار ہوگیا خادم حسین خان نے جمع خرچ
کا کاغذ لیکر جس شخص نے کچھ بھی پایا تھا اوس سے واپس لیا اور اکثر غریب لوگونکو پیشتر
کر کے جسقدر کہ اونہون نے پایا تھا اوس سے المضاعف واپس لیا اور جیسا جی چاہا
اور رضا طلب مین آیا ویسا طور اور وضع پیدا کرکے دکھایا اور پاس خاطر کسی شریف و رئیس کا کچھ بھی نکیا
لوگون کو طعن اور کنایہ سے جسقدر ہو سکا رنجیدہ کیا اسی عرصہ مین میر محمد کاظم خان پہونچا خادم حسین خان
سے ملاقی ہوکر بعد چند روز کے رخصت میر محمد جعفر خان سے آملا اور خادم حسین خان اپنے
ملک کے انتظام مین مصروف ہوا چند مہینے کے بعد رتن پان منجم جو کہ مواضعات عظیم
صولت جنگ اور سیف خان کے تعلقہ پورنیہ مین رکھتا تھا اس گمان سے کہ نجومون
کا بھی کام ہے کہ دولتمندون کو احکام دروغ نجوم سے خوشنود کرین بھیجوت لیتا
کہ خادم حسین خان کو سمجہے کہ عداوت نہوگی اوسکے پاس جا کر موافق ہوا خادم حسین خان
نے بھید دیکھ پہونچنے کے استفسار شروع کیا کہ اسے رتن پان ابھی ساعت مین
گھر سے نکلے ہونگے اوسنے جواب دیا کہ نواب صاحب ہمارا کام یہی ہے جبکہ
دوسرون کے واسطے تنقیح ساعت کرتے ہین تب اپنے حق مین کیون قاصر ہونگے

اوسکو کہا کہ حاضر علیخان سکے واسطے بھی ساعت سعد بتلا کر لڑوایا تھا اس کلام سے شخص مذکور منفعل ہوا بموجب شرمندگی کے اوسنے حکم دیا کہ اسکی ناک کاٹ لو تا کہ اسکی خود بینی لوگون پر ظاہر ہو بموجب حکم تعمیل ہوئی اور میر محمد جعفر خان نے مع کل لشکر کے عزیمت عظیم آباد کی۔

ذکر ہے نہضت کرنے میر محمد جعفر خان کا راج محل سے عظیم آباد کو اور راجہ رام نراین کا موافقت کرنا کرنیل کلیفن وغیرہ سے اور محفوظ رہنا اسکے شر و فساد سے اور پھر واپس آنا میر محمد جعفر خان کا کمال مسرت سے

جب راجہ رام نراین کو اسکے عزیمت کی خبر ملی نہایت پریشان ہوا اور یہ سمجھا اوسکی بہلائی فرقہ انگلشیہ کے موافقت ہین ہے کیونکہ میر محمد جعفر خان اور اوسکے توابعین کے قول و فعل کا اعتبار نہ تھا اور یہ بھی جانتا تھا کہ یہ سب محسن کش ناقدر شناس ظالم خدا نا ترس ہین کچھ اپنے قول و فعل کا انکو خیال و پاس نہین ہے جو اطوار تو دولتان بدکردار کے ہوتے ہین اور بد وضع جس طور پر اور روش پر قدم دھرتے ہین ویسا ہی یہ سب ہمیشہ کرتے ہین لاچار گنیڈا مل کو اپنا وکیل بنا کر کہا کہ حسب خواہش کرنیل کلیفن کا دستخطی اور مہری خط میری واسطے لا دو تا کہ بندہ مطمئن ہوکر اوسکی خدمت مین حاضر ہوا اور مسودہ درست کر کے اوسکے حوالہ کیا گنیڈا مل نے میر جعفر خان کے پاس جا کر عرض کیا کہ راجہ مذکور بلا توسل صاحبان انگلشیہ کے حاضر نہین ہوتا اگر انکی طرف سے کوئی خط دستخطی اور مہری اوسکو ملے تو البتہ سعادت مند جلد خیمہ ہوتا ہے اوسنے جواب دیا کیا مضایقہ گنیڈا مل نے منشی سے ملکر مسودہ درست کرا کر دکھلایا جعفر خان چونکہ چندان خط و سواد نرکہتا تھا اور نیز نشہ بنگ علاوہ اوسپر کہ سستی اور کسل لازمہ اس نشہ کا ہے بعد طعام کے کسیطرف متوجہ نہین ہوتا تھا اوسی وقت وہ مسودہ پیش کیا عذر چند ناحق کر کے متوجہ دیکھنے اور پڑہنے کا نہوا کہا مضمون اوسکا زبانی کہو اونہون نے اوسکا مضمون حسب مرضی عرض کیا پس پروانگی دی کہ کرنیل کلیفن سے لکھوا لاؤ گنیڈا مل نے جلد جا کر کرنیل کلیفن سے موافق مسودہ خط لکھوا لیا اور کرنیل نے مسودہ اپنے پاس رکھ لیا اوسکا مضمون یہ تھا کہ آپ دلجمعی سے آدین جان و مال و آبرو اور وجہ

سے حفاظت اور عدم تعرض مخالف بہ میرے ذمہ ہے کینڈال وہان سے عظیم آباد
گیا اور راجہ رام نراین کو خط پہونچا کر مطمئن کردیا تب راجہ نے ارادہ استقبال کرکے
اور اپنی حمایت اور حفاظت صاحب ممدوح کو جانکر اور اطمینان قلبی اور آرام دلی حاصل کرکے
اور ساعت نیک دیکھکر نقل مکان کیا بندہ کو کہ تالیف قلوب کرکے اغلب اوقات خواہان
ملاقات رہا کرتا تھا ضرور ہوا کہ اوسکے ساتھ ملا کیا جاوے لہذا جس مکان مین
کہ اوسکا اترا ہوا تھا اور دو روز مقیم رہا تھا گیا اور رقعہ مختصر لکھکر اوسکے ہاتھ مین دیا

مضمون رقعہ

اوسکا حاصل مضمون یہ تھا کہ بندہ فالالق سے کبھی کبھی کام آوینگا اگر مناسب ہو
ہمرکاب ہووے اوسی رقعہ پر دستخط کئے کہ ہم بالفعل مشوش ہین لیکن آپ کا
حسن اخلاق ظاہر ہے انشاء اللہ جب بانکل [?] معاودت ہوویگی آپ کی خدمت
لیجاویگی بندہ مرخص ہو کر گھر آیا اور دوسرے دن سید ہا کرنیل کلیفٹ کے پاس گیا
کینڈال کے سوا جو لوگ کہ نامحرم تھے اونہون نے کہا کہ میر جعفر خان کے پاس
جانا چاہئے انگلشیہ کی ملاقات مین چند قباحات ہین — رام نراین جو کہ مرد عیار تھا
اور ایسے کامون مین بہت ہوشیار کہنا مردمان بازار [?] پہونچا کہ راجہ جعل و فریب سے باتین خالی نہین کرتے
اصلا آنجناب کو نہ سنا اور کرنیل موصوف سے جاکر ملاقی ہوا اوسنے کسی سردار کو ہمراہ کردیا
تاکہ میر جعفر خان کی خدمت مین پہونچاوے یہ امر میرن کو بہ گران گذرا اور کسیقدر ملال
راجہ مذکور کی طرف سے دل مین پیدا ہوا بعد ملازمت کے حکم دیا کہ فلانے طرف پار اتر
کے رام نراین کا خیمہ ہو چونکہ اسوقت راجہ مطمئن ہو گیا تھا حسب الحکم تعمیل کی اور باہم
دو تین منزل سے گذرکے باغ جعفر خان مین جو عظیم آباد کی آبادی سے متصل شرقی رویہ
لب گنگا واقع ہے ٹھہرے نقی علیخان اور سید علیخان اور غالب علیخان برادران
بندہ میر محمد کاظم خان کے بوسیلہ میر جعفر خان کی ملازمت مین مشرف ہوئے اور بندہ
نے میر محمد کاظم خان بخشی کے توسل سے جو کہ بسبب احسانات سابقہ ثابت جنگ
سراج الدولہ کی اوسکے گردن پر تھے ایک ملاقات بدرجہ لاچاری کی کیونکہ بندہ
کو اوسکے وضع سے ترغیب نہ تھی دو تین مہینے عظیم آباد مین اقامت ہوئی شاید
دو یا ایک مرتبہ دربار گیا تھا اور ہر مرتبہ اوسکی تقریر متوحش سے کہ اختتام رہا

ہوا تھا البتہ اکثر اوقات میر محمد کاظم خان بخشی کے مکان مین رہنا اور دلگی مین عمر
گذارنا ہر چند اوسوقت مین عسرت اور تہیدستی بدرجہ نہایت تھی لیکن یہہ شعر جناب
شیخ علی حزین اسکنہ اللہ تعالے فے اعلے علیین کا وردزبان تھا ع مطرب سماع
برکش و ساقی شراب دہ * ایام را بمال و فلک را جواب دہ * میر جعفر خان کو میرزا شمس الدین
سے پرانی آشنائی تھی بلکہ عہد سراج الدولہ مین جب میر محمد جعفر خان مضطرب
ہوا کسیقدر روپیہ بھی قرض دلوایا تھا اسوقت مین کہ میر جعفر مالک خزائن و
دفائن سراج الدولہ ہوا مرزا جی متوقع ہوے کہ حقوق سوابق کی تلافی ہوگی کیونکہ
اپنے دل مین سمجھتے تھے کہ جو باتین ہمنے میر صاحب سے کین اگر والد بزرگوار
اونکے زندہ ہوتے تو وہ بھی شاید کہ اسقدر سلوک اونکے ساتھہ کرتے مگر
برعکس دیکھنے مین آیا دینا لینا درکنار خلوت مین بار رہنا تا تھا بدین خیال کہ چونکہ
مرزا نہایت سنجیدہ خوش طبع تھا ایسا نہو فرصت پاکر کلمات کسر شان کہ
کہہ اوٹھے ایک روز مرزا کو صحبت خلوت اور فرصت ملی میر جعفر خان نے عذر کیا
تاکہ اول سے اوسکی زبان بند کرے کہا کہ مرزا صاحب ہمنے آپکے احسانات
فراموش نہین کئے اور تمہارے احوال سے کسی وقت اور کسی گھڑی غافل نہین
ہین لیکن کیا کیا جاوے کہ زر موعود صاحبان انگلش کو پہونچانا اور دیگر ضروریات
سرانجام دینا ضروریات سے ہے جسوقت اس مہم سے فراغ ہوتا ہے آپکی
خدمتگذاری سے قاصر نہونگا مرزا کہ دلسوختہ اور تنگی چند ماہ مین اسیر تھا کہنے لگا
نواب صاحب بس زیادہ اپنا حال نہ بیان فرمائیے کہ مجھے رقت آتی ہے کیا کرون
افسوس اور صد افسوس کہ سراج الدولہ نے میرا گھر لوٹ کر بیچراغ کردیا ورنہ مین اسوقت
بھی خدمتگذاری سے مقصر ہوتا — میر محمد جعفر خان کو جواہرات سے نہایت شوق تھا کیونکہ
ایک مدت کے بعد یہ آرزو گذری تھی اب سراج الدولہ کے خزانوں سے ہاتھہ لگا تھا بہت گران بہا چنانچہ دو تین
مین جواہرین سمرن ایک ایک ہاتھ مین چھہ چھہ سات سات پہنتا تھا اور مالا مروارید بھی تین
چار گردن مین ڈالتا تھا اسی ہیئت سے اوس روز بھی بیٹھا تھا مرزا نے کہا کہ چند سنگ ریزہ
جو دست و گردن مین حمایل ہین آپکی ابھی بے قیمت نہین کہ خود بدولت کے کام آوین
ہان اسقدر ہین کہ اگر انہین ہاتھون سے اس مخلص کے طمانچہ لگائے تو نہایت

خوشی میسر سے دلگو ہوئی ۔ چونکہ مرزا سے مذکور بھی جعفر خان کے ہمراہ عظیم آباد آیا تھا
کسی نے جھوٹی خبر خانصاحب کو پہونچائی کہ مرزا کے لوگون نے کرنیل ثابت جنگ کے
آدمیون سے خانہ جنگی کی ہے اتفاقاً وسوقت مرزا بھی حاضر ہوا بمجرد
میر جعفر خان نے بہت چشم نمائی کی اور نہایت غصہ اور غضب سے معتوب کیا کہ
کیون جی تمہارے ہمراہی مردمان کرنیل صاحب سے لڑتے ہین نہین جانتے کہ کرنیل کون
ہے اور اوسکا کیا مرتبہ ہے مرزا نے کھڑے ہوکر کہا قبلہ گاہا میری کیا مجال کہ کرنیل
صاحب سے مقابل ہون اور کبھی مجھ سے ایسا نہوگا مین اپنی حقیقت خوب
جانتا ہون علاوہ اسکے آپ میرے ولی نعمت ہین آپکو اونکا لحاظ و پاس
خاطر اسقدر ہے پس میری و اسکی کوئی طرف نسبت نہین ہے کہ مقابلہ سے پیش آون اور بیہودہ ہون
بندہ خود ہر صبح کو اوٹھکر اوسکی گدہی کو تین سلام کرتا ہے نہ کہ کرنیل صاحب سے گستاخی
کرے اور یہہ گدہی کا اشارہ اوسی احمق پر تھا کہ تم محض بیوقوف ہو مگر بدولت کرنیل کے
اس رتبہ پر پہونچے ۔ القصہ بعد چند روز کے میر محمد جعفر خان نے عیش و نشاط و عیاشی و
خودفروشی سے جب فراغت پائی ارادہ کیا کہ صوبہ عظیم آباد اپنے بھائی محمد میر کاظم خان کو
دیوے راجہ رام نراین سے صوبہ مذکور کی مداخل کا محاسبہ چاہا اوسنے تو اسی دن کو
انگاشتہ سے سازش کی تھی جلد اس حقیقت کو کرنیل صاحب سے کہدیا کرنیل نے
میر جعفر کو پیغام ممانعت بھیجا اور سفارش رام نراین کی در پردہ کی گئی اور
میر جعفر خان بسبب وضع معہودہ کے آشفتہ ہوکر بولا کہ یہہ کیا بات ہے کہ رام نراین صوبہ داری
کرے اور میرا بھائی محروم رہے پھر کرنیل نے لکھا بھیجا کہ ہم اسیواسطے اول قسم مرشدآباد
مین ملتمس ہوے تھے کہ ہم کو ہمراہ نہ لو اور اپنے ملکی مالی امور مین دخیل نکرو کیونکہ ہم جانتے
تھے کہ تمہارے کام ہماری راے کے برخلاف ہونگے اور جب ہم درمیان ہونگے
ضرور دخل دیوینگے اور اسی وجہ سے ہماری مداخلت معاملات مین موجب ملال
ورنجش ہوگی مگر تمنے کچھ نمانا آپکہ ہمراہ لائے اور علاوہ خط کے مضمون عہد و پیمان
ہمارے مہر و دستخط سے لکھوایا کیونکر خلاف تحریر و پیمان کے ہو سکتا ہے میر جعفر خان
نے تحریر خط سے منکر ہوکر مسودہ طلب کیا کرنیل نے وہی مسودہ بھیجدیا جب مسودہ پڑہا گیا
میر جعفر نادم ہوکر گنبیدا دل اور رنجشی سے برہم ہوا وہ بھی ردوبدل مین اس جعفر خان کو ملزم کرتے تھے

خلاصہ یہہ ہے کہ میر جعفر خان کو بجز رضا جوئی کرنیل کلیف اور بحالی رام نراین کی
کوئی تدبیر نہ سوجھی اور اپنے اظہار ارادہ سے نادم ہوکر رام نراین کے دلجوئی
مین مصروف ہوا ہر چند اوسکے دل مین کوئی کینہ اور قصد عزل و نصب ہو
ولیکن خوب سمجھتا تھا کہ مقدمہ ہندوستانیان نا انجام بین نہین ہے
اس امر مین اکثر خلاف صاحبان انگلشیہ ہوگا خدا معلوم کہ طول کہان
تک ہو جاسے اور انجام کار میرا بھی سر اس سودا مین جاسئے لہذا
اپنے بھائی کو دیگر مراحم اور شفقت قدیمانہ و حسب طریق بزرگانہ جیسا کہ چاہیئے
وعدہ عطایا سے خوشنود کرکے اپنے ہمراہ زمرہ امیدواران مین لے لیا اور
کامگار خان اور میر جعفر خان کی تئین ابتدا سے تسلط سے بامید آشنائی قدیمہ میر جعفر خان کو
عرایض نیاز ارسال کیا کرتا تھا بامید داد پانے راجہ سندر سنگہ کے مقدمہ مین جناب عالی
حضور مین آیا آجکل کا وعدہ ہوا کرتا تھا راجہ سندر سنگہ نے اپنے دانائی
سے رام نراین کے توسل مین میر جعفر خان کو بھی مثل دیگر عوام کے جانتا تھا اور
ہان کبھی کبھی دربار مین اوسکی آتا جب رام نراین کا مقدمہ ظاہر ہوا اور اوسکا استحکام نہو گیا
ہو گیا کامگار خان بموجب ایما سے رام نراین کے اور بموجب مرضی راجہ سندر سنگہ
کے معتقد ہو گیا اور عجب مجمع مین پہنا دیکھئے یہہ فلک ایسا شعبدہ باز ہے کہ کسی کو
نہین دیکھہ سکتا ہے اور خوشی مین سامان رنج کے دکھلاتا ہو اور طرح طرح کا غم دکھلاتا ہے
میر محمد جعفر خان نے جیسا کہ مذکور ہوا انتظام امور ملکی سے فراغ یاب ہوکر فقرا سے
قلندر کا ہجوم کیا اور اچھا اچھا طعام کہلوایا اور فی فقیر ایک ایک روپیہ تصدق دیا اور
بعد ازان جشن ہونے کی طیاری ہوئی کپڑے رنگین سجے لہو و لعب شروع کیا اس
عرصہ مین رام نراین نے جو کہ بندہ سے متوجہ تھا در بارہ واگذاشت جاگیرات
قدیم پرگنہ چپلا اور دواماسے مونگیر اور دیہات بنی نگر اور موہلا نگر کے عرض کیا میر جعفر خان
نے دو وجہ سے ایک تو راجہ کے خاطر منظور دوسرے علی نقی خان برادر بندہ
کو جو ہمیشہ دربار مین آمد رفت رکہتا تہا اور میر محمد جعفر خان سے بمقتضاے آشنائی سابقہ
کے توقع عظیم رکہتا تہا اور بالفعل بھی سر نو مصاحبت مین امیدوار کا رہتا چاہا کہ دفع کرے
پس نقی علی خان سے فرمایا کہ صاحب کو اگر اپنے جاگیرات کے بارے مین کچھہ منظور ہو سوال

لکھین تا کہ دستخط کر دون تقی علی خان نے اونکے مافی الضمیر دریافت کر کے سوال
پیش کیئے اونے راجه رام نراین کے نام دستخط کر دیئے دونو کو خوشنود رکھا
اور چند روز چہل ستون مین آکر رہا اور رسوم ایام ہولی کے انجام ہوے
جب دو تین روز اونکے موسم کے باقی رہے ریگستان دریاے گنگا
کے درمیان مین جہان ایک چھوٹا سوتا بہتا تھا عبور کر کے سراپردہ برپا کیا
اور ہولی کا شور و شور مثل روز محشر قایم کیا اور روز معہودہ کے آخر روز تک
جیسا کہ اہل ہند عبیر و گلال اور خاک اوڑاتے ہین اور اوپر روے ایک
دوسرے کے خاک ملتے ہین اور اس روز کا اور خاک اوڑانے کا
نام دہولینڈی رکھا ہے اسی طرز و وضع پر روز معہودہ تک اوسنے کبھی کوئی
دقیقہ اوٹھا نہین رکھا اور یہہ امر بھی جو ہندوستان مین ہے کہ سوانگ وغیرہ بناتے
ہین کمال بسترخروئی سے ہوا اور داد خاک بیزی اور رنگ ریزی کی خوب دیکے
عظیم آباد آیا اور وہان سے عازم مرشد آباد ہو کر اول بہار کے قبرون کی زیارت
خصوص شاہ شرف بن یحیے منیری کی مزار کی زیارت کی یہہ شخص ہمیشہ سے
آرزو سے کباب گوشت گاو روغن سرشف کے تلے ہوے کہانے کی اتنا
کرتا تھا جو وہان کے تاڑی نوشون کی غذا تھی کہاتا تھا اور کہتا تھا کہ وہان جا کر
خاطر خواہ خورد و نوش ہوگی سنا گیا کہ بعد پہونچنے قصبہ بہار کے دکان
قصبہ مذکور سے جو کہ نہایت وہ کباب ہین مشہور دار ہے فرمایش کی اور ہر ایک
سے نیا بنا کر حاضر کیا اور بعضنے اونہون مین سے تحسین و آفرین پائی
اور شکر گزار ہوے —

حاجیپور

کسیقدر راجه شتاب راے کے احوال سابقه سے اور اوسکے
عروج کا بیان اس سپنج سراے دون ناپایدار مین

جب راجه شتاب راے اول بیوتات نویس خانہ آقا سلیمان غلام گرجی خاندوران امیر الامرا
اور خانساماں صمصام الدوله خلف الصدق امیر الامرا مذکور کا تہا اور نہایت قلیل تنخواہ

سے ملازم سرکار گرجی مرقوم کا تھا آخر بنا بر رشد اور تمیز کے جو کہ حیلے اوسکو حاصل تھے
مراتب اعلے پر فائز ہوا صمصام الدولہ کی سرکار کا مدار المہام ہوا جب احوال شاہجہان آباد
کا آشفتہ اور وہان کی وضع کو برہم پایا اوس شہر مین اپنی سکونت لائق حال نہ دیکھی
دیوانی عظیم آباد اور قلعہ داری رہتاس اور خدمت محالات جاگیر صمصام الدولہ
مذکور کو اپنے نام سے لیا اور بوضع شایستہ گذر کرنے لگا بعد ورود میر محمد جعفر خان
عظیم آباد مین آکر اول راجہ رام نراین سے ملاقی ہوا اور اوسکے توسل سے میر محمد جعفر خان
کی ملاقات حاصل کی چونکہ ہوشیار تھا دریافت کر لیا کہ راجہ رام نراین دوسرے
کا دخل اس صوبہ مین بسبب دوستی خواجہ محمدی خان کے جو کہ ہمیشہ جاگیرات
صمصام الدولہ کی اوسکے سپرد تھین نہین چاہتا ہے اور میر محمد جعفر خان ہر امر سے غافل
ہے لہذا بروقت معاودت میر محمد جعفر خان کے کرنیل کلیف بہادر ثابت جنگ کی رفاقت
اختیار کی اور تحفجات کے پیشکش کرنے سے اتحاد پیدا کرکے اوسکے ذریعہ سے خاطر خواہ
مراد حاصل کی اور سندا اور احکام اس بارہ مین کہ دخل دلانے و مدد کرنے مین مصروف
ہوا نام راجہ رام نراین کے بمہر کرنیل مذکور اور اسکی وساطت سے میر محمد جعفر خان
کی بھی مہر حاصل کرکے عظیم آباد آیا اور اپنے امور مین جیسا کہ چاہیے دخیل ہوا اور اپنے
حسن سلیقہ ذاتی سے رام نراین کو بھی خیدہ وزمین راضی کر لیا اور اوسکے دل مین ایسا گھر کیا کہ
وہ کسی امر مین بغیر اسکی صلاح کے دخل نہ دیتا تھا الغرض ساتھ کام اور آرام اور احتشام
تمام کے بسر کرنے لگا —

باقی حکایت معاودت کرنے میر محمد جعفر خان کی طرف عظیم آباد کی کرنیل کلیف بہادر ثابت جنگ کی پاس سے اور اور حالات کا بیان

نقی علی برادر زندہ بپاس اخلاص بہار تک مشایعت میر محمد جعفر خانکی کرکے واپس ہوا اور زندہ کی ہرچند میر کاظم خان
بخشی نے سماجت کی اور کہتا رہا کہ ہمکو واسطہ ناظم وقت اور اوسکی اولاد سے ہوگا مگر کبھی کبھی اگر تم دربار
جایا کیا کرو تو سو روپیہ ماہواری خرچ ماہواری آپکو دونگا لیکن منظور نہوا اول تو یہ کہ میر محمد جعفر خان ناقدر دان تھا
اوسکے حضور مین جانیکو دل نہین چاہتا تھا جو کہ راجہ رام کی امید تھی بہرصورت چونکہ مقدر تھا بندہ بیکنٹھ پور تک
میر کاظم خان بخشی اور روح الدین حسین خان کے خیمہ مین جاکر اور دو تین دن میں مرخص ہوا جس دن کہ لشکر کا کوچ باڑہ کو اور
میر محمد جعفر خان قصبہ بہار کو عازم ہوا بندہ اپنے غریبخانہ کو لوٹ آیا منجملہ سرداران انگلستیہ جو میر محمد جعفر خانکے ہمراہ آئے تھے

مسٹر واجیہ اور مسٹر اسیٹ کو امیر عبد اللہ بن میر غلام علی صفوی سے نہایت دوستی تھی اس شخص کی نسبت بادشاہ
فلک بارگاہ شاہ اسمعیل صفوی الموسوی جد سلاطین ایران سے ملتی تھی اور شاہ طہماسپ ثانی ولد شہرت شاہ اسمعیل کا بیٹا مع
بزور قتہ قتور ایران کے جو کہ محمد بن شاہ طہماسپ کے عہد میں بسبب عدم اجازت کے واقع
ہوئے اور آخر کار اوسکے فرزند اقبال مند شاہ عباس نے اول نہال اعدا کو بیخ و بن سے کاٹا
بعدہ بناے جہانداری کو سد سکندری سے زیادہ مستحکم کیا بسبب وجوہات کے جنکا ذکر
تواریخ سالقہ میں تحریر ہے وارد ہند ہوا اور اسیر بادشاہ نے اوس سے دغا کر کے
قندھار کو جو بصفقہ وعدوں سے کہ ملک سندھ وغیرہ کی واگذاشت کرونگا سے لیا اور پہر ایفا
وعدہ وفا کیا تب شاہزادہ نے اپنا سکہ و خطبہ وہاں پر رایج کر دیا تھا اپنے فرط غم و غیرت سے
مدقوق ہو کر جان بحق تسلیم ہوا اوسکا دوسرا بھائی عبد الرحیم خان خانخانان کا داماد ہو کر
نوکری خاندان تیموریہ کی کرنے لگا شہنواز خان اور نوروز خان وغیرہ صفوی نژاد جو ہند میں
رہے ہیں اور اب بھی خانہ گزین ہیں عبد الرحیم خان خانخانان کے داماد کی نسل میں ہیں
مسٹر واجیہ نے جو کہ اون دنوں میں جملہ عظماے انگلشیہ اور مرجع حکام بنگالہ اور عظیم آباد
وغیرہ کا تھا میر عبد اللہ مذکور کی سفارش راجہ رام نراین سے کی اور راجہ نے قبول
کر کے درماہہ لائق اور رسالہ ایک سو سواروں کا اوسکے لئے مقرر کر دیا اور اوسکو
اکثر امور میں اپنا وکیل و مرزی جانتا تھا میر مذکور بھی خلیق اور اکثر اوصاف حمیدہ سے
موصوف تھا انشاء اللہ اسکا احوال مقامات متعلقہ پر بیان ہوگا مسٹر اسیٹ عظیم آباد
کی کوٹھی میں اپنی کونسل کی طرف سے مدار المہام مقرر ہو کر صاحب کلان ہوا چونکہ
بندہ سے اور میر عبد اللہ سے قدیمی تعارف تھا اوسکے وسیلہ سے مسٹر اسیٹ کی
ملازمت حاصل ہوئی اور مسٹر اسیٹ کو میرے شعور پر اعتماد واثق ہوا

معاودت کرنا میر محمد جعفر خان پدر میرن کا مرشد آباد کو اور صاحب اقتدار و اختیار کرنا اپنے پسر میرن کو مع دیگر سوانحات مرشد آباد و عظیم آباد کے

زیارت قبور

میر محمد جعفر خان بعد زیارت قبور مشائخین مرشد آباد کے عازم عظیم آباد ہوا سنا گیا کہ
بارادہ شکار لشکر و فوج سے برطرف ہو کر مع چند خواص و مردم ضروری کے شکار کنان

قطع راہ کرتا تھا اوسوقت اوسکی نظم مین گویا خلوت جا محل تھی گانے والیان اور ساز بجانے والیان عماری مین ہمراہ نہین ہر وقت گانا بجانا ہوتا تھا خود بدولت یاردن سے کہتے تھے کیون جی جنگل مین منگل اسی مقام پر کیا ہے بیٹھے بڑے عیش وکامرانی سے قطع راہ ہوتی ہے الغرض عظیم آباد آکر صلابت جنگ کے گھر مین نزول فرمایا اور عیش وعیاشی مین ایسا غرق ہوا کہ کسی کام کی خبر نہ تھا اور میرن غرور ونخوت مین دماغ داری کرکے مانند وضع کمینہ شاہجہان آباد کے خوشنود تھین چار ہزار آدمیون سے گذر کرتا تھا چونکہ خود جوان تھا اور باپ کو ضعف پیرانہ سالی مین ناچ ورنگ اور صحبت نسوان مین مائل دیکھا آپ بھی اودہر متوجہ ہوا اب دونون جانب سے نا و نوش کا ہنگامہ گرم ہوا سپاہ ورعایا کے حال سے فراموشی ہوئی فقر وفاقہ سے سپاہ کا حال بیانتک خوار ہوا کہ گھوڑون کو میدان مین چرا لیتے تھے بجز چند ہزار آدمیون کے جو کہ میرن کے ملازم اور اوسکے مزاج ووضع سے مناسبت رکھتے تھے کسیکو میر محمد جعفر خان کے زنان ومصاحبین وضع معاش سے منتظم نہ ہے اختیار ایسے ملک وسیع کا کہ بجائے خود ایک عظیم سلطنت تھی یعنی لال اور منی لال اور اکھون سنگہ ہرکارہ کے اختیار مین ہوا جبا نگیر نگر وہلا کہ راج بلبھ دیوان میرن کے ہاتھ لگا اور بعض جنوبی ملک مانند بردوان وغیرہ کے جماعہ انگلشیہ کی تنخواہ مین موجود تھے اور ہوگلی امیر بیگ خان کو بعوض اوس سفارت اور رسالت کے جو انگلشیہ سے کی تھی عنایت ہوا اور صوبہ عظیم آباد کا مالک راجہ رام نراین تھا اور پورنیہ مین خادم حسین خان دم بھر رہا تھا سپاہ اور روپیہ جمع کر رہا تھا جو کچھ باقی رہا مصارف ناظم سے نہین بس انداز ہوتا تھا کہ سپاہ وغیرہ ضروری سامان مین خرچ ہوتا حتی کہ دلیر خان اور التفات خان پسر محمد خان جو کہ میر محمد جعفر خان کی دوستی مین سراج الدولہ کے قیدی ہوگئے تھے اور بعد قتل سراج الدولہ کے رہائی پائی اور ہمیشہ میر محمد جعفر خان اون کی دلجوئی کیا کرتا تھا وہ بھی اسی بلا مین مبتلا تھے کوئی اونکی مدد کو نہین پہونچتا تھا اگرچہ ظاہر مین بڑے بڑے تپاک کی گفتگو اور شکرانہ احسان کے بارہ مین ہوتی تھی مگر عسرت معاش سے زیادہ تر اور لوگون سے وہ خود مفلس اور محتاج ہو رہے تھے اور فرقہ سپاہ تباہ ہوکر جان سے تنگ تھی

جماؤ کرنا اکثر لوگون کا واسطے قتل میر محمد جعفر خان کے اور کھل جانا راز نہانکا اور خارج کرنا خواجہ عبد الہادی خان کا اور اثنائے سفر مین مارا جانا میرن کا میر محمد کاظم خان کو قتل کرنا

جب اسکے حکومت کو پندرہ مہینے گذرے اور سپاہ کو نہایت درجہ روز سیاہ درپیش ہوا خواجہ عبد الہادی خان وغیرہ جماعدار وں اکثر سرداروں کو باہم متفق کرکے عہد وپیمان سے اطمینان کرکے مصمم ہوئے کہ میر محمد جعفر خان کو نیابت سے خارج کرین اسبارہ مین ایک محضرنامہ لکھکر مہر و دستخط سے تیار کیا کہتے ہین کہ میر محمد کاظم خان بخشی بھی اس امر مین خواجہ عبد الہادی کا باہم شریک اور متفق کا نخذ محضر پر اوسکی بھی مہر ثبت تھی لیکن اسکی نسبت بطور زبانی سنا گیا کہ ایک شخص اکثر فقیر مین مولوی مصطفی نام

عجیب طرحکا ملک اسلام میر محمد کاظم خان بخشی کے رسالہ کا مدار المہام اور اوسکا رفیق عام تھا خانہ کو رنے بنظر اوسکی
معتمدین کے مہر اپنی مولوی مذکور کے حوالہ کر دی اور اوس مولوی کے بہائی خصوص میر جان محمد کو نہایت اختصاص
محمد جعفر خان سے تھا اوسکے اشارہ اور اپنی پیش آمد کی نظر سے میر کاظم خان کی مہر محضر پر لگا دی ایام عاشورہ میں
ارادہ اس جہاد کا تھا کہ جس وقت میر محمد جعفر خان امام باڑہ یعنی سراج الدولہ کی عمارت میں آسنے اوسکا کام تمام
کیجے جب کہ محرم کا چاند دیکھا گیا اور میر محمد جعفر خان نے آستانہ فیض نشانہ امام باڑہ کی آمد رفت شروع کی وقت شب ایکروز
امام باڑہ میں تھا عبد الہادی خان مع چند متفق لوگون کے اوس مکان کے ڈیوڑھی کے پردہ میں جا بیٹھا کہ وہ مکان عبادت
تعزیہ خانہ سید الشہدا حسین ابن علی علیہما السلام کا ہے اور بمصداق مصرع مشہور کے نہین وہ راز چھپا ہے جو
ظاہر ہو مجالس میں راز نہان کھل گیا میر محمد جعفر خان اوس بدخیالی کی سن گن پاکر پالکی پر سوار ہو کر چھپتا اوس مکان سے نکلگیا عبد الہادی خان
سے کچھ نہو سکا میر کاظم خان نے بتعاقب میر محمد جعفر خان کے نکلکر خواجہ عبد القادر پر آواز ماری یہ خبر مخبرون نے
میر محمد جعفر خان کو پہونچائی اوسنے ان احوالات سے اپنا آنا جانا امام باڑہ میں بند کر دیا اور خواجہ عبد الہادی خان
وغیرہ سے بدگمان ہوا جو ارادہ لوگون کے تھے وہ ہر طرف افواہ ہونے لگی میر محمد جعفر خان نے تفحص پر کمر باندہی مولوی
مصطفی خان مذکور نے محضر اور نام اون لوگونکا جن کی مہر اوس پر ثبت تھی مشروحا امیر مذکور سے ذکر کیا اور نیز
اون لوگون نے بہی جنہیں آگاہی تھی بنظر اپنی صفائی کے تصدیق کی خواجہ عبد الہادی خان کا محل عذر نہین رہا
مگر چونکہ شجاع و دلیر تھا اپنے مکان میں بعزم مدافعہ جا بیٹھا اور میر کاظم خان نے کلام آلہی مع اپنے لڑکون کے دربار
میں لاکر قسم کہائی کہ بندہ درمیان میں نہین تھا اسکی بریت الذمگی ہوئی اور نیز اپنے رسالہ کو واسطے
دفع بدگمانی کے برطرف کراکر عہدہ بخشی گری سے مستعفی ہوا تنہا عیال و اطفال کے ساتھ بسر کرنے لگا
مگر فائدہ نہوا میرن اور نیز اوسکا باپ میر محمد جعفر خان نہانی دشمن تھے خواجہ عبد الہادی کو پیغام دیا
کہ ممالک محروسہ کے حدود سے باہر چلا جاسے اوسنے منظور کر کے ناوون پر اسباب لدوایا اور
مع چند لوگون کے روانہ ہوا پہر مالکان وقت نے پوشیدہ راج محل اور تلیا گڈہی کے محافظون کو
حکم بہیجا کہ خواجہ عبد الہادی خان مع ہمراہیونکے ایکدم کی مہلت نہ لینے پائے اور خبردار زندہ بچا نپاوے اوس محال اکی افواج اور نیز مردم
متفنیہ حضور چونکہ افغانیہ اور روہیلہ سے ظاہرا اوایل ماہ صفر ۱۱۷۳ھ ہجری کو اوسکے متعاقب روانہ
ہوئے وہ کشتی کے وجہ سے آہستہ آہستہ چلا جاتا تھا اور یہ لوگ اوسی مہینے کے اوسط کو
میدان شاہ آباد میں آپہونچے دیکھا کہ خواجہ عبد الہادی خان مع ہمراہیون کے ایسے میدان سے
گنگا کنارے کنارے چلا جاتا ہے جسلیے مامور ہوئے تھے اوس کا کو شروع کیا عبد الہادی نے نہایت اس امر کی
دریافت کی مردانہ وار مع تین چار رفیق کے مسلح ہو کر گہوڑون پر سوار ہوا اور تختہ کشتی سے اوترکر

مال و متاع عین دریا مین غرق کر دیا اور خود دشمن کے مقابلہ مین آیا دلیرانہ اپنا نام صفحہ دہر مین
برقائم کر گیا کہتے ہین کہ جسطرف للکار کر ڈپٹتا تھا سامنے کی جماعت کائی کیطرح سے پھٹ جاتی تھی
دور سے بوسیلہ تیر و بندوق کے مجروح کیا آخر بادم زیست مع رفقا کے داد جوانی دیکر رنگرای
عالم جاودانی ہوا اور جو مسجد کہ شاہ آباد کی آبادی کے ملحق درخت بڑ کی نیچے جہان اب سب فرقہ
آرام کرتے ہین اوسیکے نیچے مدفون ہوا

کسیقدر حال رام نراین اور عظیم آباد کا بیان ہوتا ہی

بعد سعادت میر محمد جعفر خان کے راجہ رام نراین بشن سنگہ زمیندار کٹنبہ کے تنبیہ کو جسنے بلا خوف انقلاب
سراج الدولہ کے مالگذاری مین تاخیر کی تھی مع افواج لائق اور اسباب مناسب مع بابو پہلوان سنگہ
اور اوسکے بھائی بابو سوبہ سنگہ کے جو عمدہ زمینداران باقتدار چین پور اور سہسرام کے افضال اور
انعام مہابت جنگ سے ہوئے تھے ارادہ نکلنے کا کیا اور قابل مشاہرہ واسطے مورخ کے مقرر
کرکے پیغام دیا کہ اسقدر رقم اپنے گہر سے دیتے ہین اور تمہارے جاگیرون مین بھی تخلل ہو گیا ہے یہی
عمل و دخل کرائی دیتا ہون چونکہ مورخ نے اول تو میر محمد جعفر خان کی ترک رفاقت کی دوسرے
میر کاظم خان کے بھی ہمراہ نگیا کچھ چارہ بجز رضامندی کے پیش نظر نہوا جو کچھ مقرر کیا تھا منظور کیا اور بسبب
توقع مداخل محاصل جاگیر کے انتظار خود انہی کرکے لیئے بہرصورت جب راجہ مذکور برآمد ہوا اسنے مع سپاہیون
کی ہمراہی اختیار کی اور بشن سنگہ زمیندار چند روز گردن کشی کرتا رہا آخر کو مایوس و مجبور ہو کر دوستی
لشکر رام نراین سے جان کا امان خواہ ہوکر رام نراین کی ملازمت کو حاضر ہوا اور مقدمہ کا انفصال
کیا اور نراین سنگہ پسر بہیکم سنگہ نے اپنے بھتیجے کو واسطے ادخال اتھایا سے سرکار کے بطور یرغمال چھوڑ گیا
یہ بہیکم سنگہ اور اوسکے چچا اور باپ پرورش یافتہ والد مورخ ہذا کے تھے لیکن جسوقت کہ سراج الدولہ
نے ہم لوگون کو عظیم آباد سے حکم اخراج صادر فرمایا محالات متعلقہ ہمارے جو کہ جاگیرات مین تھے متصرف ہوگیا تھا
اور بعض قلعدارون کو جنہین موافق نہین جانتا تھا بدر کر کے اور لوگون کو وہان مقرر کیا اور علی نگر کے
قلعدار کو جو راجپوت منڈمار اور اوسکے اقربا مین تھا بدستور رکھا تھا راجہ رام نراین نے بموجب اپنے
معہود کے خاطرداری بندہ کی ملحوظ رکھی اور فرمان برای میر جعفر خان مین دربارہ علی نقی خان کے بہی
مراعات کرتا رہا قلعجات عالی کے تسخیر اور خالی کرانے مین نہایت اہتمام کرایا اور اوسکے لڑکے مراد جنگ
کو بھی جو بارہ برس کا تھا بطور ضمان اور یرغمال کے ہمراہ لیا اور نقی علیخان کو حسب استدعا ہمون کیواسطے

انتظام محالات جاگیر وغیرہ کے رخصت فرمایا اور بندہ کو اپنی مصاحبت کے واسطے ہمراہ رکھا اور نقی علیخان نے
چند روز محنت کرکے بعض مقامات مسخر کیے لیکن قاعدار علی نگر نے بموجب اشارہ بہیکم سنگہ کے قلعہ کو
خالی نکیا بندہ نے یہ ماجرا راجہ رام نراین سے عرض کیا اور نیز اسی مقدمہ مین ایک خط راجہ سندر سنگہ
کے نام لکھا چونکہ راجہ مذکور مرد باعروت اور ممنون احسان والد مرحوم تھا اور کل زمینداران صوبہ عظیم آباد
سے صاحب اقتدار تھا اور مہابت جنگ کی عنایت سے پالکی جہالردار اور نوبت حاصل ہوئی تھی بمجرد
خط مذکور کے پہونچنے کے قلعہ دار علی نگر کو سخت لکھا اور نیز بہیکم سنگہ کو عبارت تنبیہ تحریر فرمائی کہ اوسکی
بموجب قاعدار مذکور علی نقی خان سے رجوع ہوا اور محالات کا سلسلہ منتظم ہوگیا بندہ مع والد و دیگر برادران
کو شہر عظیم آباد مین راجہ رام نراین کی رفاقت مین بسر کرتا تھا بھائی سید علیخان بہ نسبت اور بھائیون
کی ہمیشہ بندہ کا شریک اور مہربان رہا صرف اوقات اور معاش کے باہم یکجائی ہوتی تھی نقی علی خان اس
نگہبان سے کہ جاگیر کا چھوٹا اوسکے پاس خاطر سے ہوا کسیقدر بے اتفاقی پر آمادہ ہوا لیکن بشکر خدا احوبات بھائیون
مین چاہیے تھا [illegible] دل سے ہان بسبب تباین سلیقہ کے جو اوسکی ذات مین پیدا تھی سے مجبور ہے
[illegible] واسطے زیادہ جاتا ہے لیکن اوس وقت مین کہ انجام زندگانی ہے نفاق کا بدرجہ غایت بڑہ گیا
اللہ تعالیٰ ہمراہ ایک کو توفیق رفیق عطا کرے

ذکر احوال رشید آباد و بنا بر تسلسل انتظام اخبار

جب میر جعفر خان مع اپنے فرزند میرن کے کہ چشم خاندان چراغ اور سپہ سالار بہادر تھا اور اسکے کا اپنی حکومت
مین تھا بعد انقراض قتل عبد الہادی خان اندیکی مطمئن ہوکر دون کی لینے لگا میرن نے میر کاظم خان کے
قتل کا ارادہ کیا باوجودیکہ میر کاظم خان نے رفع گمان کے واسطے فوج توڑ دی نوکری سے مستعفی
ہوا فقط چند خدمتگارون کے ہمراہ دربار کی آمد رفت کیا کرتا تھا قرآن کی قسم بھی کہائی تھی جب موسم
سرما آیا میرن نے میر کاظم خان کے ساتھ واسطے غافل کرنے کے پتنگ لڑانا شروع کیا اور تکلیف ہر روز
آمد رفت کی مشروط ہوئی اور پتنگ اوڑائی کو دی اس بیچارہ نے لاچار ہوکر قبول کیا اور اسی بازی کے
وقوع مین جانبازی کی نوبت آئی مفصل یہ ہے کہ حسب قرار مذکور روز مرہ پتنگ اوڑانے کو میرن
کے پاس آتا اور دریا سے بہاگیرتی کے ریگستان مین کہڑے ہوکر پیچ کی اوڑائی تاریخ ۱۲ ماہ ربیع الثانی
سنہ ۱۱ ہجری روز یکشنبہ کو وقت عصر میر کاظم خان بے ہتیار دو پٹہ کمر سے لگائے میرن کے پاس آیا میرن
نے اول صبح کو دو تین سو نفر افغان روہیلہ سے جو منجملہ فوج تشنہ خون سادات تھے اور اسی تدارک کیواسطے
دروازہ پر رہا کرتے تھے کہدیا تھا کہ آج جب میر کاظم خان آوے اور لوٹ لے پالکی پر سوار ہوا اوسیوقت

اوسکا کام تمام کرنا لہذا یہ جماعت مذکورہ اسکی انتظار مین رہتی تھی الغرض میرن کے پاس پہونچتے ہی
پتنگ بازی شروع ہوئی مرزا عبد اللہ خلف مرزا محمد معروف آقا مرزا داروغہ خزانہ شجاع الدولہ مرحوم
ناظم بنگالہ بھی اوسوقت حاضر تھا وہ بھی اس بازی مین شریک ہوا چونکہ ابھی اجل نہ آئی تھی حق تعا
لی نے ایسا سبب پیدا کیا کہ اوسکی جان بچ گئی اور وہ یہ ہوا کہ میرن اگرچہ اوسکے مارنے کا ارادہ نہ رکھتا تھا
لیکن بایذ اظہار حال کے ممانعت بھی نہ کر سکتا تھا کہ عبد اللہ میر کاظم خان کے ہمراہ نجاوے اوسوقت
نہایت متحیر ہوا کچھ نسوجھی کہ کیا کرون تا آنکہ میر کاظم خان دو تین قدم پھر جاکر خود لوٹا اور کہا کہ وکیل
راجہ بدنا کا واسطے ملازمت کے حاضر ہے میرن نے کہا طلب کرو اور مرزا عبد اللہ کو کہا کہ آپ پتنگ
اوڑاتے جبتک کہ وہ مہمان آوین مرزا عبد اللہ نے باہر جاکر پتنگ اوڑانا شروع کیا فی الحقیقت تقدیر
نے یاوری کی ورنہ یہ بندہ خدا بھی بحث ہلاک ہوتا بیت قتل این خستہ بشمشیر تو تقدیر نبود ورنہ ہیچ
از دل بے رحم تو تقصیر نبود بہرحال میر کاظم خان نے اوس تھوڑی سی باقیماندہ زندگی مین وکیل
کی ملازمت کرائی بعد ازان آمد ہوا افغنہ لوگ کہ واسطے قتل کرنے اسکے کھڑے تھے منتظر رہگئے اور جب وہ وار
سے نکلکر پالکی مین سوار ہوا اوسوقت سب لوگون نے ہجوم کرکے پیچھا اوسکے پہلو مین مارا کہ دوسری
طرف سے نکل پڑا بعد ازان تلوار و چھری سے اوس بیچارہ حق پنہا کا بدن پارہ پارہ کر دیا اللہم الحقہ
بآبائہ الصالحین مرزا عبد اللہ یہ خبر اسنکر متحیر ہوا جب ملاقات کی میرن نے انکو آغوش مین لیکر زندگی
دوبارہ کی مبارکباد دی اور اپنے کامیابی پر خوش تھا کہتا تھا کہ بجز لاہوری بیگ کے کسیکو
اس حال سے واقفیت نتھی لاہوری بیگ احمق باوجود اظہار آقا کے انکار کرکے کہتا تھا کہ جناب عالی
جو چاہین فرماوین مگر فی الحقیقت مجھے تو کچھ اطلاع نتھی مخفی نرہے کہ سید مقتول مذکور سادات
نجف مختار مین سے ہے اور سید عیسی عرب کا بیٹا عقیدت خان بن امیر خان عمدۃ الملک ناظم کابل کی
بہن کے بطن سے تھا امیر خان مذکور خود عمدہ اور عمدہ ہاے ایران سے تھا سلسلہ اسکا میر ابراہیم
سے ملتا ہے اور ہندوستان مین بھی اسکے بزرگ زر و زور سے مرجع عالم رہے ہین اصل انکی
نعمت اللہی الحسینی ہے کسی شخص نے انکے حق مین کہا ہے کہ شعراے ایران سے تھا میرمیران
صاحب دیوان ؎ بادشاہ ہند با دشاہ نشان ؎ بعد اس سانحہ مہابت جنگ کی بی بی اور بی بی گھسیٹی
اور بی بی آمنہ دونون لڑکیان مہابت جنگ کی مع لطف النسا زوجہ سراج الدولہ اور
دختر سہ چہار سالہ اونکے مقید ہوئین باوجودیکہ سواے حقوق سابقہ کے حال مین بھی جبکہ
سراج الدولہ نے میر جعفر خان کو معتوب کیا تھا بی بی گھسیٹی بڑی بیٹی مہابت جنگ کی اسیر جعفر خان

کی اعانت پر رہی اور مخفی اشرفیان بھی سمجھین یہ نوبت ہوئی کہ بڑی ذلت وخواری مین مقید جہانگیرنگر
کو بہیجی گئین میر کاظم خان کے قتل کو دو تین مہینے گذرے تھے کہ آمد آمد شاہزادہ عالی گوہر بن عالمگیر ثانی
کی جو بعد احمد شاہ کے عماد الملک نے اسکو بادشاہ بنایا تھا گرم ہوئی لیکن تاہنوز کہ خبر آرادہ شاہزادہ
مذکور مع محمد قلیخان معروف مرزا کوچک ولد مرزا محسن برادر زادہ صفدر جنگ وزیر کی سنی کہ اپنے سپاہ
فوج ملازم عظیم آباد کو ایک حبہ بھی نہ دیا تھا اور چند بار تقاضای شدید بلکہ دار الامارۃ کا محاصرہ بھی ہو گیا تھا جب یہ خبر
پہونچی میر محمد جعفر خان گہبرا گیا فوراً کسیقدر وجہ تنخواہ تقسیم کرکے شورش برخاستہ کو فرو کیا

ذکر ہے آنے شہزادہ عالی گوہر کا مع محمد قلی خان کی تسخیر عظیم آباد اور بنگالہ کو مراجعت کرنا بی نیل مقصود محض نادانی سے اور بحال اور برقرار رہنا حکام اس دیار کا تائید ربانی سے

رام نراین نایب ناظم عظیم آباد چونکہ پیدایشی مکر و تزویر اسکے مزاج مین تھی میر محمد جعفر خان اور اوسکی
اولاد سے صاف نتھا لیکن بنظر توسل انگلشیہ کے ظاہر مین کوئی امر موجب نقض عہد ہو نہین کر سکتا
تھا اور باطن مین خوش نتھا اور وقت فرصت ڈہونڈہتا تھا راجہ سندر سنگہ اور پہلوان سنگہ
بھی بمقتضاے حق پرورش مہابت جنگ کے خاندان سے راضی نتھے اور خواہان استیصال
خاندان کے تھے حقیقت تو یہ ہے کہ اسکی کج خلقی سے کوئی راضی نہ تھا ابتدا مین سراج الدولہ
کی بدزبانی سے استخفاف اسکا کہ اہانت اعزہ اسکیکو پہونچائی ساتھہ ازالہ اوسکیکے راضی ہوے
اور گمان کرتے تھے کہ میر محمد جعفر خان کہ زمانہ دیدہ اور مہابت جنگ کا عہد دیکھے ہوے ہے کہانتک
اوسکی خوے بو میں اسمین نہو گی اس سے آگے تھے جب اسکے اور اوسکے بیٹے میرن کے وضع اور
اطوار دیکھے عہد سراج الدولہ کے فوت پر حسرت و افسوس کہاتے تھے اور رحمۃ اللہ علی نباش
الاول کہ نقل کہنہ ہے ہر سر نو ظلیفہ دانایون اوزبادانو لگا سیر محمد جعفر خانکی سخاوت مہابت جنگ کی مالداری مین ہر وقت
نمکشکری مشہور تھی وہ سیاہی باقی رہی قارون کا نام اسکے بخل کے روبرو گم ہو گیا کہتے ہین کہ کسینے کہا
کہ نواب صاحب آپکا جود و کرم جو مشہور تھا کیا ہوا آپنے جواب دیا کہ عہد مہابت جنگ مین مال
بیگانہ مفت کرم و اشتن کا بہانہ تھا اب اپنے مال کو برباد کرنا دل نہین قبول کرتا خلاصہ
یہ ہے کہ بیان کے کیفیت مفصل محمد قلیخان ناظم الہ آباد برادر زادہ صفدر جنگ کے کان مین
پہونچی تھی ہر چند یہ بھی بے مغز تھا مگر جرأت تھی سنتے ہی بنگالہ عظیم آباد و اوڈیسہ کے تسخیر
کی ہوا دماغ مین سمائی شجاع الدولہ سے یہ امر ظاہر کیا وہ مدت سے یہ جانتا تھا کہ کسی طور محمد قلیخان

الہ آباد سے بدر ہوا اب اور زیادہ ترغیب دیتے اور اپنی رفاقت کی عزیمت اظہار کرنے لگا
اور کہا کہ آپ مجھسے پیشتر جاکر مصدر شورش ہون متعاقب بندہ بھی آتا ہے شاہزادہ عالی گہر
کو جو شاہ عالم سے ملقب اور ولیعہدی پر مشہور ہے اور اعتماد الملک کے خوف سے
آوارہ ہوتا ہے بالفعل نجیب الدولہ نجیب خان افغان کے پاس میران پور گنٹورہ مین
ہے طلب کرکے سردار بنائے اور دیار شرقیہ کو عازم ہو جیتے محمد قلی خان نے عرایض
نیاز متضمن استدعاے نہضت اور مشعر ارادہ عزیمت بنگالہ کے مکرر شاہزادہ کو تحریر
کین شاہزادہ اس نوید سے فوراً مع رفقا کے عازم الہ آباد ہوا ظاہرا راجہ سندر سنگہ
کی عرایضات والد مرحوم اور شاہزادہ کے حضور مین بدرخواست تشریف آوری اس
ملک کے کسی تہین راجہ کو بھی فوج و غیرہ سامان حرب کے سرانجام مین رغبت
تھی تاکہ جو کوئی آوے اوسکی رفاقت کرے اور سراج الدولہ کا انتقام میر محمد جعفر خان
سے لے پہلوان سنگہ کو بھی اس مقدمہ مین اپنا شریک کرلیا تھا درحقیقت نہایت
شجاع اور غیرت دار اور حق شناس تھا اگر اجل سے امان پاتا اور متانت سے کام کرتا
گو جو کچھ مقدر تھا ہوا مگر کچھ نہ کچھ ضرور ظاہر ہوتا افسوس کہ موت نے فرصت نہ دی
راجہ رام نراین کے دیکھنے کو قلعہ لگار ہی سے برآمد ہوا اور تعبیہ سپاہ کر رہا تھا ناگاہ
بسنت پنچمی کا دن آیا شیخ غلام غوث جماعہ دار قدیم جو کہ شیخ عاصم قدوائی لکہنوی تھا
اسکو سندر سنگہ بہت عزیز رکھتا تھا اور اوس سے اکثر معرکون مین جرأت دیکھنے مین
آئی اوسنے اکثر جسقدر روپیہ کی درخواست کی اکثر ایسا ہوتا تھا کہ جو اوسکو خواہش ہوتی
فرزندانہ ناز سے لیتا تھا کچھ روز گذرے تھے کہ ایسی ہی سماجت کرنے پر سندر سنگہ
نے اپنی مجلس مین کہا تھا غلام غوث باپ کیطرف سے بوئے شجاعت اور دیگر خوبی رکھتا ہی
لیکن یہ سماجت کرنا اپنی مان کے جانب سے سیکھی تھی اور مان اوسکی کنچنی تھی یہ کلمہ
غلام غوث کو نہایت بد معلوم ہوا کہتا تھا کہ اس برہمن کی موت میری ہاتھ سے
خیر وہ گذر گیا اب آج ہزار روپیہ کی تاکید کرنے لگا سندر سنگہ نے کہا یہ سماجت خوب
نہین ہے مجھے مہلت دی روپیہ تجھکو ملیگا اوسنے کہا کہ آج ضرور لونگا جب روپیہ ملیگا
اوٹھونگا سندر سنگہ نے چاہا کہ اوٹھے غلام غوث نے دامن پکڑ کر کہا کہ بیٹھ اور روپیہ
دی سندر سنگہ نے کہا کہ کیون دماغ پریشان کر رکہا ہے دیوانہ ہوا ہے اس کلمہ کا

زبان سے نکلتا تھا کہ غلام نا فرجام مذکور نے ایک ہاتھ سے کام تمام کر دیا دوسے بے سنگھ کہتری
جو اوسکا مصاحب تھا دوڑا مگر اوسنے بھی ٹھوکر کھائی عدم کے مصاحبت کی راہ لی بنیاد سنگھ
بھی جو سندر سنگھ کا منشی تھا زخمی ہوا اور غلام غوث نے کسی کے گھوڑے پر سوار ہو کر
دریاے پن پن کی راہ لی اتفاقاً صور سنگھ نام برہمن نے دو تین کوس پر پہونچکر
آواز دی کہ اونامردکان بھاگا جاتا ہے شرط مردی یہ ہے کہ لوٹ کر مقابل ہو اوسنے
مقابلہ کیا اتفاقاً غلام غوث کی تلوار ٹوٹ گئی دوڑ کر برہمن سے کشتی مین لپٹ گیا اور اوسی
زمین پر دے مارا مردم دیہات جو عقب سے آتے تھے صور سنگھ نے للکارا کہ کیا دیکھتے
ہو کہ اسی نے مہاراج کو مارا ہے وہ لوگ اس کلام کے سنتے ہی دوڑ پڑے اور
لٹھ و تلوار سے اسکا کام تمام کر دیا سندر سنگھ کے ہوش جان کے ساتھ چلے گئے
القصہ شاہزادہ کے ہمراہی جو صاحب نام اور نشان ہوئے ہین یہ چند لوگ ہین اول
والد مورخ کہ یہ مخاطب بخشی الملک نصیر الدولہ سید ہدایت علیخان بہادر اسد جنگ
تھے دوم مدار الدولہ کہ اوسکا خطاب یاد نہین سوم فضل اللہ خان ممتاز الدولہ نبیرہ
اعتماد خان کشمیری فرخ سیری چہارم نوبت خان پنجم منیر الدولہ رضا قلی خان
بہادر ناصر جنگ ششم بہادر علی خان محلی ناظر خواجہ سرا ناظرین این اوراق یہ گمان
نکرین کہ مورخ نے اپنے والد کا نام صدر تفصیل مین جو لکھا بمقتضاے فرزندی ہے بلکہ
فی الحقیقت یہ ہے کہ شاہزادہ کے نکلنے کے وقت شاہجہان آباد سے کوئی شخص نام کو کہ یہ بجز والد مورخ
طاقت نہوئی کہ اعتماد الملک وزیر کے خوف سے شاہزادہ کی اعانت کرے بادشاہ عالمگیر ثانی نے شاہزادہ
کی غیبت مین احمد بنگش وغیرہ افغان کی طرف بارادہ خصوصاً بہمراہی شجاع الدولہ وغیرہ کے نکلا تھا اسکا
حال بیچ احوال سلاطین اور عظماے شاہجہان آباد اور لاہور اور اکبر آباد اور اودہ اور بنگالہ و صوبہ
دکن وغیرہ کے حال مین انشاء اللہ دفتر سوم مین تحریر ہوگا القصہ والدہ شاہزادہ کو زینت محل اپنی بی بی کو
کے وسیلہ سے جو کہ شاہزادہ عالیگہر کی والدہ تھی دروازہ پر طلب کر کے شاہزادہ کا ہاتھ اونکے ہاتھ مین
دیا اور سفارش کر کے عہد و پیمان لیا والد مغفور نے اسکی رفاقت مین کمر چست کی جناب عالی ظل
رفاقت انشاء اللہ ہر وقت موقع ذکر ہوگا خلاصہ یہ ہے کہ شاہ عالم ہر وقت اور ہر جگہ والد کو اپنا
خیرخواہ سمجھکر کبھی اسکے صلاح و صوابدید سے باہر نہین ہوتا تھا اور باوجودیکہ شاہزادہ تھے ہمیشہ
اوسکے پاس و آداب اور احترام مین حاضر و غایب ساعی رہتا بلکہ اخوان و اولاد کے مراعات مین وقت

ہمت قاصر نہین ہوا اب بھی اگر نام منتسبان والد مرحوم کا سنے کیا عجب کہ مقصر ہو منیر الدولہ
جو کہ پیشتر ولازم انتظام الدولہ ولد اعتماد الدولہ ولد قمر الدین خان دارو غہ فراشخانہ کا تھا
والد کے واسطہ سے بادشاہ کے حضور مین پہونچکر مورد عواطف ہوا اور ہمیشہ تا حیات والد
مرحوم کے منیر الدولہ نے پاس حق ملحوظ رکھا نہایت آداب اور فروتنی مین بسر کرتا تھا بعد
رحلت والد کے بندہ اور نیز دیگر برادران سے بحسب سن وسال مراعات کرتا رہا القصہ شاہزادہ نے
قصبہ متعینہ سے کوچ کرکے سادات بارہہ کو ہمراہ لیا اور والد کو مع منیر الدولہ کے اوسی جگہ پہ
چھوڑا تاکہ بعض اسباب ضروریات فراہم کرکے اور امیدوار مدارج علیا اور ترقی کا کر کے مردم کار آمدنی کو بہم
پہونچاوین اور عقب سے اپنے ہمراہ لاوین اور شاہ عالم مع ہمراہیون کے میران پور سے
کوچ کرتے شجاع الدولہ کے حدود مین پہونچا شجاع الدولہ نے استقبال کرکے ملازمت
حاصل کی اور جو کچھ مناسب سمجھا پیشکش کیا اور نیز حیلون اور مکر سے وہ ارادہ ہمراہی کہ جسکی
کچھ اصل نہ تھی زیادہ دلپر کرکے رخصت کیا جب شاہزادہ شجاع الدولہ سے رخصت ہوکر
الہ آباد آیا محمد قلی خان نے استقبال کرکے سعادت دارین حاصل کی اور اوس جگہ کہ اول
سے واسطے نزول اجلال شاہزادہ کے تجویز کر رکھی تھی نہایت [illegible]
چند روز باہم مشورہ مین گذرے اپنے مافی الضمیر سے شاہزادہ والا کو آگاہی کماہی دی [illegible]
شاہزادہ مین سے مدار الدولہ چونکہ ظفر [illegible] اور سلیقہ [illegible] اور نیز امتحان
کس وناکس مین بے عدیل تھا محمد قلی خان سے توسل بہم پہونچاکر سب رفقا مین سر آمد
ہوا ایسا کہ گرمی شاہزادہ و محمد قلی خان کی اسکے ذریعہ ہوئی چونکہ شجاع الدولہ کو محمد قلیخان
سے دغا منظور تھی اوسوقت مین بھی محمد قلی خان سے اکثر یون کہا کہ تم خاطر جمع رکھو اور کسیطرح فکر نہو
متعاقب ہم بھی پہونچتے ہین لیکن جیسا کہ تمکو اچھا معلوم ہو بیچ قلعہ چنارہ کے جہان کہو ناموس کو
پہونچا کر اپنے دشمنون عماد الملک اور احمد بنگش وغیرہ افغان سے اطمینان خاطر بہم پہونچاوین
اور دلجمعی کرکے ملک شرقیہ کی تسخیر کرین مگر مجھکو ایسی کوئی جگہ دکھلائی نہین دیتی
اور چنارہ مین بھی کوئی عمارت لایق بود و باش بیگمات کے نہین ہے اور اوسکی آب و ہوا
بھی بسبب پہاڑون کے چندان سازگار نہین اگر مرزا نجف خان کو ہمراہ لونگا اور رقعہ اپنے
دستخط و مہر سے لکھکر بطور دستاویز کے مجھے دو کہ بعد کارسازی کے اپنے متعلقان
کو مع تمہارے منتسبان کے ایک آبرو سمجھکر ایک جگہ رکھکر اعانت کرونگا مناسب صلاح

سے محمد قلی خان کم فہمی سے اوسکا مضمون فریب و مکر نہ سمجھا ترجمہ ہی اور دستخطی مرزا نجف خان قلعدار
کے نام لکھہ کر شجاع الدولہ کے حوالہ کیا اور روبرو بھی مرزا نجف خان وغیرہ کو مزید تاکید
سے یہ روانگی دی کہ چونکہ نواب صاحب سے کسیطرح ہیر جدائی نہین ہے اور عم زادہ ہین حاضر
وغائب ہمارے ورثہ کے مالک ہین جو کچھ کہین اوسکی تعمیل کرنا ہے غرض شجاع الدولہ
نے خاطر خواہ لکھواکر معاودت کی اور محمد قلی خان نے جو کچھ ہوسکا سامان طیار کیا اور دو
ضرب توپ کلان برنجی قلعہ سنگین قلعہ آلہ آباد سے اوتار کر اور تخت سواری آراستہ
فرما کر ہمراہ لیا ۱۱۷۳ ہجری کو ساعت سعید مین قلعہ سے نکل کر داخل لشکر ہوا اور باتفاق
شاہزادہ روانہ ہوا یہ خبر مشہور ہوکر متواتر راجہ رام نراین کو پہونچی اوسنے حسب ضابطہ
مسٹر امیٹ صاحب کوٹھی عظیم آباد کو لکھی اور اولیای نعمت کو متواتر اطلاع دی میر محمد جعفر خان
اور میرن سے رفاقت اور اعانت افواج انگلشیہ کی کچھ نکر سکتی تھے کرنیل کلیف بہادر
ثابت جنگ کو اطلاع دیکہ کلکتہ سے رفاقت ہوے اگرچہ اس فرقہ مین بہ پاس حزم
وہوشیاری کے ہر قسم کا اسباب رزم ہر وقت طیار رہتا ہے لیکن باربرداری وغیرہ
کی تلاش فراہمی مین البتہ توقف ہوتا ہے اور ہندوستانی فوج مخصوص بنگالہ مین
غیر رفقاے جدید میرن کی ہر طرح کی بدانتظامی مین سے مشکل تھا کہ قرض خواہون کے
ہاتھہ سے ہاتھہ پیر ہلا سکین بارے بضرورت نہایت اہتمام ہوا تب صورت آمادگی تیاری
جلوہ گر ہوئی اور محمد قلی خان مع شاہزادہ عالی گہر کے کرمناسہ پر جو کہ دریاے معروف سرحد
عظیم آباد کی ہے جا پہونچا اور انتظار مین تھا کہ درستی فوج ہمراہی کی کرے اور یہان افسون مکر
شجاع الدولہ بسبب سادہ دلی اور صفائی باطن محمد قلی کی اثر پذیر ہو چکی تھی ادہر میرن اور
محمد جعفر خان سے کہ دونون باپ بیٹے دغا شعار اور بدکردار تھے کرنیل کلیف صاحب بہادر ثابت جنگ
سے اعانت اور مدد طلب ہوئی کہ بدون توجہ آپ کے ہم شاہزادہ سے کسیطرح مقابل نہین
ہوسکتے اور حال راجہ رام نراین بھی تذبذب مین تھا کہ مین کیا کرون کہ یہ بلاے آسمانی
اور آفت ناگہانی میرے سر سے ٹلے اب اسکا باقی حال مفصلاً آگے قلم وزبان ہوگا
کہ زمانہ نے کیا انتقام لیا اور کیسا کیا ہر ایک کو ربک اور بدشعار کو بدلا اور عوض دیا
اور انجام کار جیسا کیا ویسا دامن مین لیا بموافق قول محشی و مصحح اکبرنامہ کے

۵ بد اطوار ہے رسم بد روزگار * موافق نہین رہتی لیل و نہار * بدی بھی سمجھہ لی بدی کا نتیجہ * نہ لا سر پہ آفت لڑائی بھلی

ذکر آنے شاہزادہ کا مع محمد قلی خان کے صوبہ عظیم آباد مین اور اوس درمیان کے واقعات

جب شاہزادہ مع محمد قلی خان کے بنارس سے آگے کو بڑہا راجہ رام نراین کو بڑی فکر ہوئی کہ اتبک
تو فوج انگلشی نہ اوسکے آقا ر نعمت کے ملازمین مین سے کسی نے مرشد آباد سے جنبش
کی اودہر سے یہ لوگ بلاے ناگہانی کی طرح سے اوسکے سر پر پہونچے اور بسبب نام سلطنت
اور فوج صفدر جنگی کے جسکی عظمت اور شوکت کی شہرت تھی اوسکی فوج مین ہراس
واندیشہ پیدا ہوا گاہ خیال کرتا کہ اپنا ارادہ جنگ موقوف کرے اور فتح باغ مین متصل تالاب
وارث خان کے خیمہ زن ہو بدین خیال کہ اگر بنگالہ کی فوج آگئی تو اپنی جانفشانی کا اظہار
ہوگا اور اگرچہ میر جعفر خان نے خوف کہا کہ مدافعہ شاہزادہ کا عزم کیا اور فرقہ انگلشی نے بہی
کسی خیال سے پہلوتہی کی شاہزادہ سے ملجائیگا کہ استقبال کو برآمد ہوا تہا جب تحقیق ہوا کہ ہنوز
میرن اور فرقہ انگلشی کوئی مرشد آباد سے متحرک نہین ہے اور محمد قلی خان نے مع شاہزادہ
کی دریاے کرم ناسہ پایاب عبور کیا ان سے ملنا مصلحت جانکر مسٹر امیت سے کہا کہ اتبک
کسی نے میری خبر نہ لی مجھے تنہا تاب جنگ نہین اب آپکو کیا منظور ہو اور کیا کرنا ضرور ہے
مسٹر امیت نے فرمایا اگر ہماری فوج آتی ہے بجاے خود مقیم ہین ورنہ چند منزل مشرق
جاکر مقیم ہونگے تاکہ جو کچھ حکم کونسل صادر ہو ویسا تعمیل کرین اور تمہین بہی لازم ہے کہ
کو بطایف الحیل مین بسر کرو اگر کوئی حکم یا مدد آگئی بہتر ورنہ جو کچھ اوسوقت اپنے حق مین بہتر
سمجہو عمل کرنا رام نراین نے جواب باصواب پاکر طرفین مین سازش شروع کی میرن اور کرنیل
ثابت جنگ کو نیز لکہی ہوگا ہی وہی کہ لڑائی کو آمادہ ہو چہے مگر تنہائی مین عہدہ برآئی دشوار اگر جلد
عزیمت فرمائیے بشرط رفاقت ملاحظہ کیجئے لکہہ بہیجا تہا اور فوج مغربی سے تحریر کے
سلسلہ مناسب نہ جانکے لوگون کی زبانی اخلاص وعقیدت کے مضامین کہلا بہیجا تہا بندہ
مورخ مع برادران ووالدہ کے اوسوقت مین بڑے تردد سے بسر اوقات کرتا تہا مگر
نقی علی خان جاگیر مین ایسے خوف وتردد سے بری تہا بندہ کی ہراس ووسواس کا سبب
یہ تہا کہ بندہ کے والد کی رفاقت کی خبر میرن اور میر جعفر خان کو پہونچی بنا بر اپنی عادت جبلی
کہ میرن موشش طبع ہماری ایذا رسانی اور کنیدگی کی بناے مرافقت پر آمادہ ہوا راجہ رام نراین

کو لکھا کہ محرک شاہزادہ اور مہیج اس فساد کا سید ہدایت علی خان ہوا ہے اور اوسکے لڑکے
جو یہان ہین اونہون نے اپنے باپ کو اس کام کی ترغیب دی ہے اونکی حراست سے غافل نہ رہنا
حالانکہ ہم لوگون کو مطلق بادشاہ اور محمد قلی خان کے ارادہ پر آگاہی نہتھی بلکہ برسین گذرین
تہین کہ والد سے خط و خطوط بہی جاری نہ تہے کیونکہ اونہون نے مہابت جنگ کی قرابت
کی بعد جو کہ والدہ ماجدہ سے اعتماد تمام فرما کر شاہجہان آباد مین بطور امرا کے نگاہ رکہنا عورتونکا
اور خرید کرنا لڑکیون کلانوت اور قوالون کا اور نیز اقربا سے لال میان کشمیری سے کسی
عورت کے ساتہہ نکاح کر لیا تہا مطلقاً ہم لوگون سے مہر و کار نرکہتے تہے سولہ برس
کی مدت مین کہ اکثر حکومت کرکے ہزارہا سوار و پیادہ ملازم رکہے اور ہر مہینے مین لاکہون کا
خرچ ہوتا رہا ہم لوگون کی خبرگیری ایک حبہ سے بہی نکی اور ہم لوگون کو بہی رزاق مطلق نے
مہابت جنگ کے گہرانے سے اتنا کچھ صلہ و غیرہ دلایا کہ حاجت تکلیف دہی پدر کی نہولی
اور نہایت کام و آرام اور عزت و آبرو سے بسر اوقات ہوتی تہی کبہی اگر ایسی ہی ضرورت
داعی ہوتی برسون کے بعد طرفین سے ایک خط آتا جاتا پس بندہ نے ایک خط بنام
رام نراین متضمن عذرخواہی تحریر کیا اور اوسمین بہی سب امر کہ اوپر حوالہ قلم کرچکا ہون درج کی
رام نراین نے وہ خط پڑہ کر رکہ لیا اس عرصہ مین بندہ بہی پہونچ گیا اور کہا خدا شاہد
ہے کہ اگر ہم کو کچھہ بہی ان امور مین دخل ہو اور والد کو کیا مقدور ہے جسکے اعتماد پر اب
ارادہ عظیم کرین اس فساد کا بانی محمد قلی خان ہے جو صاحب فوج اور قلعہ الہ آباد کا ناظم
اور وزیر کا برادر زادہ اور شجاع الدولہ کا چچازاد ہے اور قطع نظر اس امر بالا کے تمام دنیا پر
روشن اور ظاہر ہے کہ مجکو مدت سے والد کے خط و کتابت سے غرض نہین یہ سررشتہ
بالکل مفقود ہے ہم لوگ کسطرح اس بارہ مین مجرم نہین اگر آپ کے ولینعمت ہماری
قید و بند ضرر رسانی مین ہین اور آپکا بہبود ہو ہم حاضر ہین ہمین اب بہی تاب مقاومت
نہین جو کچھ منظور ہو تعمیل کرو رام نراین اور مرلیدہر داروغہ ہرکارہ نے جو اعظم ارکان
عظیم آباد مین تہا اور رام نراین بہی اوسکا مطیع تہا فرمایا کہ آپ دلجمعی رکہین اور ہرگز ایسا امر خیال مین
نہ لائین ایسے کچھ غرض نہین ہے بندہ نے پہر کہا کہ اسوقت آپ ایسا فرماتی ہین اگر میرن ایا ضرر رسانی پر
مائل ہوا تو پہر آپ سے کیا حمایت ہو سکتی ہے اونہون نے جواب دیا کہ آپ اس طرف سے
مطمئن رہین اگر حمایت کرسکین گے دکہا دینگے ورنہ آپکو سلامت نکال دینگے بندہ نے

شکر حق شناسی ادا کیا اور ہمراہ رام نراین کے تھا کہ شاہزادہ اور محمد قلی خان کے پہونچنے کی خبر پہونچی والد مرحوم مع منیر الدولہ کے حسب الحکم شاہزادہ متصل بنارس شاہزادہ سے ملحق ہوگیا اس خبر سے بھی رام نراین کو اطلاع ہوئی اسوقت تک کوچ بنگالہ کی خبر نہ آئی تھی اور مسٹر امیٹ بھی چند انگلشی سے جو کوٹھی عظیم آباد میں تھا بجرہ کی سواری پر کہ مشق ہر دو فریق از جو ہوا ہندو تنش کو سن عرب پہونچا گیا اور کوٹھی اسپنے ملازمین تلنگہ کے سپرد کر گیا اور نیز سفارش حفاظت کوٹھی کی رام نراین سے بھی کر گیا جب رام نراین نے یہ کیفیت دیکھی شاہزادہ سے صلح کا قاصد ہوا اور مرلیدہر کی رائے پر چھوڑا مرلیدہر شاہزادہ کی اطاعت پر راضی ہوتا تھا اور افواج انگلشی سے افواج مشرقی کو بنا بر اتفاق کے مناسب جانتا تھا اور فی الحقیقت ایسا تھا مگر رام نراین دبدبہ شاہی کو سنکر بسبب عدم آگاہی کے ڈرا اور بعد ملاقات کے نادم ہوا چنانکہ ذکر ہوتا ہے مخفی نرہے کہ مرلیدہر باوجود کور استعدادی کے عجب برہمن پر فطرت اور متین اور صائب رائے اور سرانجام امور ملکی اور مالی میں بے نظیر اور نہایت جوانمرد اور دلیر تھا الا خباثت بھی مزاج پر غالب تھی اور روپیہ پیسا جمع کرنے کی زیادہ حرص تھی القصہ جب اوسکا ارادہ مصمم ہوا بندہ کو خلوت میں طلب کر کے کہا کہ شاہزادہ کے لشکر میں جا کر والد کی وساطت سے شاہزادہ کو میرے حال پر مہربان کر دو اور شاید کہ دوسرے شخص کو محمد قلیخان کی پاس بھیجا ہو مگر مجھے اطلاع نہیں اور تاکید کی کہ راجہ مرلی دہر اور کوئی اس راز سے باہر نہو لہ اسی گفتگو میں تھے کہ راجہ اسپنے حقوق والد کو یاد دلا کر تاکید راز داری کرتا تھا کہ مصطفی قلی خان برادر محمد ایرج خان آگیا چونکہ یہ شخص مامور تھا کہ بلا اجازت و تعین جسوقت چاہے آیا کرے اور ہنوز یہی قاعدہ مسلوک تھا لہذا کسی نے تعرض نکیا اور اوسنے آنکر دیکھہ لیا کہ راجہ میرے کان میں اور میرزہ کچھ کہہ رہا ہے اب راجہ نے مخفی کرنے میں موجب رنج سمجھکر اوس سے بھی سب ماجرا کہدیا اور کہا کہ تم بھی جو کچھ سمجھو خانصاحب کو تعلیم کر دو اور بندہ کو رخصت کر کے فرمایا کہ اس راہ سے خیمہ مرلی دہر آ رہے تھا سے لے اور باقی پور کی راہ سے جلد نکلجاؤ مصطفی خان نے بندہ کے خیمہ تک ہمراہ آکر اسپنے ہوشک ذوانی اور آشفتہ کرنے فوج بنگالہ اور ترغیب رفاقت شاہزادہ کے کرنے میں کیفیت ظاہر کی او نہایت سماجت سے اخفا کو عرض کیا راجہ رام نراین نے تھوڑا زادراہ بندہ کو کسی معتمد کے ہاتھہ بھیجا بندہ نے مسید علیخان اور غالب علی خان

اسپنے بہائیون کو رقعہ لکھکر والدہ اور اون لوگون کو بہی اطلاع دیدی دونون بہائی
بہی بہ آرزوے ملازمت پدر بندہ کے پاس آپہونچے بندہ مع اونکے روانہ ہوا راستہ
مین ورود شاہزادہ کی خبرین پہونچتی رہین بندہ جب بارول آیا معلوم ہوا کہ شاہزادہ
کی طرف سے مدار الدولہ اور محمد قلی خان کی جانب سے میرزا محمد علی موسوی ہاتہیون
مع سوار کے برسم رسالت راجہ رام نراین کے پاس جاتے ہین بندہ کو نہایت
حیرت ہوئی کہ باوجود محرمیت والد کے اور نیز واقف کاری اس دیار کی دوسرون کو
رسالت ہوا کس وجہ سے ہے اون مین سے کسی نے پوچہا کہ کون ہے کہان
جاتا ہے لوگون نے نام ونشان بتلایا مدار الدولہ نے سلام کہلا بہیجا خیریت مزاج
دریافت کی جواب دیکے بیتیا کو گئے شمشیر نگر کو پہونچے وہان سنا کہ علی نقی خان
بہی والد کی خدمت مین آیا ہے بندہ کو رنج ہوا کہ اس عزیز نے ناحق اپنے کو
ناظم بنگالہ کے روبرو بدنام کیا ساعتی روز باقی رہا تہا کہ لشکر شاہزادہ مین جو
داود نگر کے میدان مین بمشرق رویہ پڑا تہا ہم لوگ پہونچے تہوڑی رات گذری تہی کہ
والد کی قدمبوسی سے سرفراز ہوے دونون طرف سے سلسلہ کلام شروع ہوا
معلوم ہوا کہ والد صاحب بنا بر ترفعہ کے جو اپنے نفس مین رکہتا ہے بطور مدار الدولہ
اور منیر الدولہ وغیرہ کے محمد قلی خان سے پیش نہ آیا اور مدار المہام مذکور سے جنسیت
محض رکہتا ہے اور شاہزادہ مع لشکر اور اپنے عملہ کے قبضہ اقتدار محمد قلی خان مین
تہے اور کیونکر نہو کہ یہ بنا سے اوسکی ڈالی ہوئی ہے بندہ کو یہ خیال خلاف مصلحت معلوم
ہوا والد سے التماس کیا کہ جب اسطرح یہ حال ہے تب آپکی تشریف آوری سے سجز
ہماری آشفتگی اور برہمی وجہ معاش اور نکل جانے محالات جاگیر کے اور کیا فائدہ ہوگا معلوم
ہے کہ کوئی عقدہ کشائی نہوگی اور اس جواب آشفتہ سے جو کہ بندہ نے گستاخانہ عرض کیا
نہایت آشفتہ ہوا لیکن درحقیقت متنبہ اور متاثر ہوا اب وہ بات باقی رہی کہ تدارک ہوے
اور محمد قلی خان کو تابع راے اور مطیع کرے طرفہ یہ کہ چونکہ شاہزادہ نہایت سادہ تہا اوسکی کو
حرکت جو برخلاف محمد قلی خان کے سرزد ہوتی وہ والد وغیرہ کے منافقون کی تحریک سے
جانتا الغرض ایک روز کے والد مع منیر الدولہ اور بندہ کے محمد قلی خان کے ملاقات کو گیا
اوسنے کنایتاً شکوہ شروع کیا اوسیطرح ادہر سے بہی دربردہ عذر خواہی کی گئی رفع

غبار ہوا لیکن جو لوگ کہ سوال و جواب کو راجہ رام نراین سے معین ہوئے تھے اوسوقت مین
اونکا تغیر مناسب اور متعذر تھا اونمین سے میرزا اسحق کشمیری مخاطب بامیر قلیخان جو واسطہ
سوال و جواب تھا اور محمد قلی خان کے مزاج مین دخیل اور اپنے شعور پر مغرور تھا اسکی
سفاہت اور نیز اوس اعتماد سے جو کہ محمد قلی خان باوجود اوسکی نادانی کے اوسکا کرتا تھا
محنت اور جان اور مال محمد قلی خان کا برباد ہوا بیت ہمشان تو از تو بباید ہ تا قرا عقل و دین
بیفزاید ہ القصہ راجہ رام نراین فوج شاہزادہ کی خبر سنکر جس باغ مین کہ خیمہ زن تھے
وہان سے اوٹھکر حصار عظیم آباد مین آیا اور برج و بارہ کی مضبوطی مین مصروف ہوا
اور ہر طرف سرداران مناسب کو مقرر کیا بعد ازین مدار الدولہ اور میرزا محمد علی اور میرزا اسحق
بالاتفاق پہونچے شہر کے دروازہ پر آبادی سے دور کسی میدان مین منزل گزین ہوئے اور بعد
اجازت تین چار سوار سے داخل حصار ہوکر ملاقات کی رسوم متعارفہ کی عمل ہوئی گفتگو سے
مدعا شروع ہوئی اور انہون نے اوربھی شان و شوکت شاہزادہ کی اور نیز محمد قلی خان کی اس
آن و بان سے بیان کی کہ راجہ رام نراین سابق سے زیادہ مسلوب الحواس ہوگیا اور حاضری کو
راضی ہوا اور استدعاے امان کی فرستادہ لوگون نے کاغذ دستخطی لیسران محمد قلی خان کا لیجاکر
سپرد کیا جب اوسکو دلجمعی ہوئی اور ہنوز افواج مشرقی کی کچھ خبر نہ آئی ساعت معہود کو ہمراہ
مدار الدولہ وغیرہ سرداران محمد قلی خان کے جو اوسکے لانے کو گئے تھے اطراف پھلواری مین
محمد قلی خان کے مکان مین آیا شاہزادہ نے حسب الاشعار محمد قلی خان نے خیمہ و خرگاہ فرش
و اشیاے موجودہ سے آراستہ کرکے امرا و ارکان کو گرد جمع فرماکر بڑے تجمل و احتشام سے
تخت نشین ہوا بندہ نے قبل اسکے ورود کے ایک روز والد سے عرض کیا تھا کہ راجہ رام نراین
نہایت عیار ہے ابھی شاہزادہ کا نام سنکر ارادہ حاضری پر عازم ہے جب یہان آیا اور
حال ملاحظہ کیا اور واپس مفلس گیا پھر نہ آویگا لہذا مناسب ہے کہ یہان آکر رخصت [illegible]
چونکہ اونکا کچھ اختیار نہ تھا آشفتہ ہوکر فرمایا کہ خاندان تیموریہ مین ابھی تک کسی سے دغا
نہین ہوئی بندہ نے کہا کہ بندہ کب دغا کو کہتا ہے جو عہد کیا ہے اوس سے تجاوز نفرمائیے
راجہ رام نراین کو ہمراہ لیکر داخل حصار ہوجئے اس صورت مین بھی وہ ناچار رفیق ہے
اور افواج مشرقی اس حال کو دیکھکر سمجھ بوجھکر قدم ہٹا دینگے تب اونہون نے فرمایا
اسکا اختیار محمد قلی خان کو ہے بندہ نے کہا اوس سے اطلاع دیجئے اونہون نے جواب دیا

جب وہ مجھے نہین پوچھتا ہے مجکو کیا غرض ہے کہ اوسے مصلحت دون بندہ نے تنگ ہوکر کہا
کہ اس معاملہ سے ننگ و ناموس برباد اور افسوس کرنا ہوگا اگر دخیل معاملہ ہونا منظور ہے
تو کیون شریک ہوتے تھے والد ناراض ہوئے بندہ خاموش ہوا دوسرے روز جو یوم ملاقات تھا
بندہ بھی ہمراہ والد کے حاضر دربار اور نگران اخبار ہوا تا آنکہ راجہ رام نراین کے پہونچنے کی خبر محمد قلی خان
کو مکان مین اور خلوت مین ملاقات ہوئی اور ارادہ حضوری کی بہمراہی ہے کہ کورنش زدہ ہوئی بندہ
نے بیتاب ہوکر منیر الدولہ وغیرہ سے صلاح مذکورہ کو کہا اونہون نے اپنی معذوری بیان کی تا آنکہ
محمد قلی خان نے راجہ کو دیرہ کے باہر چھوڑ کر مشرف ملازمت ہوا اور دست چپ کی طرف بفاصلہ
وزارت مع بیرم خان اور مدار الدولہ اور یحیی خان ولد زکریا خان وغیرہ ہمراہیون کے استادہ
ہوا اور والد العلیا بطبع جنگی گری مع منیر الدولہ اور بندہ اور دیگر برادران بندہ اور امرا اور رفقاے
کی دست راست محمد قلی خان نے بجہد و قیام راجہ کا ذکر پیش کیا کہ ایسا شخص بندہ نے نہین مسلسل
و ہوشیار نہین دیکھا فارسی زبان بہت درست اور اوسکے فحواے کلام سے فراست برستی ہے
بندہ نے اپنی دیوانی مع نیابت الہ آباد اوسکو دی ہے گفتگو نہین معلوم شاہزادہ کے گوش
ہوش مین کسطرح جا پذیر ہوئی شاہزادہ نے فرمایا کہ اسقدر اعتماد ایک ملاقات پر کیونکر ہو گیا
مدار الدولہ نے اوسکی خوبی وفا اور حسن اخلاق اور رسوخ عقیدت کی ادعا ہر زا استحقاق سے
درمیان سے نکالکر اوسکی تصدیق کی ان لوگون نے دو تین ہزار روپیہ آمدنی کی طمع اور بہر راجہ کے
روغن فاز سے اسقدر مبالغہ کیا ہو مگر افسوس تو یہ ہے کہ محمد قلی خان اور شاہزادہ وغیرہ
دولتخواہ سے یہ نکیا کہ وہ اپنے جہا مین جاکر فرمان بر پا نکرے تو تم لوگ کیونکہ عہدہ برا ہوگے جیسے
جہان ہونہ جرأت کا ہے تو ہم سے کام ہوگی چنانچہ تاوان کیا تمام ہوا القصہ تھوڑی دیر مین راجہ رام نراین حضور مین
آیا اور جو آداب و کورنش کہ تمام بندہ بلیغ تھی کرکے باشیر ازیگ فو چہرہ خشتامسا لب ہوسکتا تھا یاد نہین
کہ شاہزادہ نے خود یا مدار الدولہ نے نذر کی اشرفیان آپنے ہاتھ مین لین محمد قلی خان نے
حسن ارادت کا بیان کرکے اسقدر علامت مرحمت فرمائی خلعت کے لئے شاہزادہ نے حکم دیا
راجہ رام نراین کی لیا کر خلعت سے بہا او سرپیچ اور جیغہ مع مع ہر تکلی عمار جو کہ مخصوص
شاہزادون کو تھی مرحمت ہوا مرلیبدہ کو اسے شراکت مین نہ آیا احمد خان قریشی اور مصطفے قلیخان
اوسکے ہمراہی سے شرف یاب ملازمت ہوکر خلعت چار پارچہ اور تین پارچہ کے حاصل کی لیکن
رام نراین جیسے اسقدر تکلیف کبھی نپائی تھی خستہ و حیران ہوا بعد ازان جب تھوڑی دیر گھبرا ہوا

خیال تا آنکہ روز نوروز جلوہ افروز ہوا راجہ رام نراین نے شاہزادہ اور محمد قلی خان کے نذر کو
اشرفی مع بیضہ ہاے مرغ کے کہ سادہ اور نقش دار رنگین تھے اور نیز دیگر ہر قسم کے حلوا
اور لوزات ورق طلا مین آرایش دیکر ارسال کی اور اپنی عدم حاضری کا عذر بسبب اشتغال
کار سرکار کے کر بھیجا بازاری تک تو یہ افواہ کرنے لگے کہ اب راجہ رام نراین نہ آویگا مگر محمد قلیخان
ابلہ اب تک اوسی عہد و پیمان پر معتمد تھا جب نوروز بھی گذرا اور شاہزادہ وزیر کو لہو لعب سے خاطر خواہ
فرصت میسر ہوئی ارادہ کیا کہ وہان سے کوچ کر کے شہر کے شرقی رخ نزول کرین چونکہ راہ
شہر کوچہ و بازار مین تھی راجہ رام نراین نے پیغام دیا کہ فوج سرکار اکثر مغلیہ اور یہان کے لوگ
اونکے دیکھنے سے مخوف ہین مبادا لشکر شاہی کے گذر ہنگام عبور کسی رعایاے شہر پر تعدی
کرین اور نجیباے شہر حفظ آبرو کو کچھ جسارت کر اوٹھین تو فساد عظیم برپا ہو جائیگا مناسب ہے
کہ عملہ حضوری مع داروغہ بیلداران اینجانب کے کہ وہ بھی ملازم سرکار ہین شہر کے جنوبی
طرف سے زمین جگہ مین جو خشک تری سے واسطے توپخانہ سرکار اور ارابہ بار برداری
کی راہ درست کر دین اور خود بدولت مع لشکر کے اوسی راہ ہو کر جعفر خان کے باغ مین داخل
ہوں محمد قلی خان نے یہ راے پسند کی اب تک راجہ کی فرمان برداری اسکے ذہن مین مرتسم
تھی تا آنکہ چند روز باغ جعفر خان مین بھی گذری اور آمد رفت پیادون کی بطلب کاغذ جمع خرچ
صوبہ کے جاری رہے بلکہ پیادول لوگ کبھی کبھی شدت و تاکید بھی کرتے تھے راجہ اپنے لشکر
کی انتظار پر سخت و سست کی برداشت کرتا تھا اوسیوقت مین میرن ولد اکبر میر جعفر خان کے
کوچ کی خبر مع کرنیل کلیف ثابت جنگ اور جماعہ انگلشی کے راجہ رام نراین کو پہونچی اور ادہر
سے محمد قلی خان کے بھی سخت تقاضا ہونے لگے تب تو راجہ رام نراین اور ہر لیڈر کے حوصلہ کی
تنگی کی نہایت زجر اور توبیخ سے محمد قلی خان کے لوگون کو شہر سے نکال دیا ارادہ راجہ رام نراین
کا تھا کہ چند روز اور بھی رفق و مدارا مین بسر کرے تا کہ فوج انگلشی اور میرن آجاے مگر ہر لیڈر
کو تاب نہ آئی دفع بدمنطلگی آقا اور بدنامی اپنے کا ہیچ جنگ کے کتنے دنون سے دیکھا تھا والا
شہزادہ ان احمقونکو چند روز اور بھی سخنان دلاویز سے مفتون کر کے غافل کرتا تا کہ افواج انگلشی پہونچتی
کو شمالی گستاخی انکی قرار واقعی ہو جاتی —

ذکر کھل جانا راجہ رام نراین کے فریب کا جو محمد قلی خان سے کیا تھا اور محاصرہ کرنا

افواج مغربی کا حصار عظیم آباد کو بد سلیقگی سے اور خایف ہو کر برگشتہ ہوتا بادشاہ اور وزیر کا سوء تدبیر سے

بیت ہرچہ دانا کند کند نادان ٭ لیک بعد از خرابی بسیار ٭ جو کہ دانا کرین کرین نادان ٭ ہوں خرابی بعین بہت حیران ٭ کیا جو جیسا اول عقلمندون نے صلاح دی کسی کی نہ سنی اپنی عقل پر اعتماد فرمایا آخر وہ نوبت ہوئی کہ افسوس ہی ہاتھ لگا جب راجہ رام نراین نے اسکے آدمیون کو شہر سے نکال دیا اور پیغام دیا کہ آپ نے کیا سمجھا ہے جو ایسا تحکم کرتے ہین ہم آپکے نوکر نہین کہ محاسبہ دیوین ناظم بنگالہ کے مطیع ہین تم ہمارے مہمان تھے ایک ملاقات اور ضیافت کر دی اب جسمین اپنی بہتری سمجھو کار بند ہو محمد قلی خان اس پیغام سے نہایت اوچھلا اور بے پر کی لینے لگا کہ کل صبح اس بدباز کو ایک سنائے مین اسیر نتیجہ غضب کرتا ہون اور شاہزادہ کو پیغام دیا کہ کل فردا ہی قیامت ہی فوج سرکار بھی مددگار ہو شاہزادہ نے والد بندہ اور دیگر رفقا کو حکم دیا کہ صبح طیار ہو کر تابع فرمان مدار الدولہ ہون یحی خان ولد زکریا خان جو کہ خواہر زادہ اور داماد قمر الدین خان وزیر کا تھا بمجرد استماع حکم اپنی جہالت ظاہر کی اول شام سے مع ہمراہیون کے ہتیار بند ہو کر حیدر نواز خان مرحوم کے باغ کے متصل جہان کہ والد شہرے تھے گیا اور بزعم خود گویا مورچہ بندی کی یہ نہ سمجھا کہ بے موقع تکلیف کھینچا کیا ضرور الغرض جب صبح ہوئی حسب الحکم کل لوگ مسلح ہو کر دربار شاہزادہ مین حاضر ہوئے اور ہمراہیان محمد قلی خان اوسکے دولت سرا مین آئے بندہ بھی والد کے ہمراہ شاہزادہ کے دربار مین گیا ہر ایک نے جنگ کی رخصت پائی میدان کی راہ لی میر حسین خان خواہر زادہ ذوالفقار جنگ جو محمد قلی خان کے رفقا مین بزعم خود سپہ سالار تھا مع اپنی جمعیت کے راجہ رام نراین کے باغ مین جا کر کھڑکی رانی کے مقابل اقامت گزین ہوا اسیطرح ہر ایک نے بجائے مناسب روبروے حصار کے جگہ لی والد مرحوم مع رفقاے قدیم و جدید کے مقابل برج شخاس کی طرف میدان مین استادہ ہوا ہمراہیان شاہزادہ مین بھی جو لوگ کسیقدر اسکی خدمت مین توسل اور اخلاص رکھتے تھے والد کے رفیق ہوئے اسی عرصہ مین عبد الوہاب خان بندہ کے چچا خورد جو سن و سال مین برابر تھے سہا گل پور سے باوجود مخالفت پیران محمد قلی خان کے جنکی رفاقت مین تھا بہ آرزوے ملاقات والد بندہ اپنے بڑے بھائی سے قدم بوس ہوا اور کہا کہ جملہ متعلقان کو ہمراہ لایا ہون اور باغ لون گولہ مین جو سفیرہ والد

فروکش کرایا ہے اب کہ معرکہ جنگ گرم ہوا اندیشہ ہے کہ بیرون حصار آشوب برپا ہو لیس ایک
بیرق لطف فرمایئے تاکہ مردمان سرکاری اوسکی شناخت کرکے متعرض حال نہون
التماس تعمیل ہوئی لیکن بندہ کو اطمینان نتھا بندہ نے کہا بہتر تو یہ ہے کہ یہین پر متعلقان کو
لائے مگر عذر چند کرکے پھیری بات نمانی اور قلعہ ارک کو مع بیرق والد کے ہمراہ لے گیا اور
وہان پر بٹھلا کر بہائی کی رفاقت اور بندہ کی اعانت کو پھر آکر کے ہمارا شریک ہوا تھوڑی
دیر کے بعد حصار سے ہم لوگون کی طرف گولا برسانی شروع ہوئی راجہ رام نراین نے
ابتداے جنگ کی اور جدہر جدہر قلعہ کے روبرو فوج تھی اوسی طرف قلعہ سے آتشبازی
شروع ہوئی علی الاتصال گولون کی بارش ہوئی تھی ہم لوگون کے سرون پر سے نکلجاتے
تھے باغ راجہ رام نراین کی طرف جو دیوار حصار سے متصل کٹر کی رانی مین تھا میر محمد حسین خان
وہان پر بیٹھا ہوا یورش کی راہ ڈہونڈہ رہا تھا اودہر کو ہماری طرف سے زیادہ بارش تفنگ
و توپ تہی تاآنکہ محمد قلی خان بہی فیل سوار ہمارے نزدیک پہونچکر استادہ ہوا مرلیدہر برج نجابس
پر تھا اودہر کا انتظام اوسکے حوالہ تھا کثرت ہجوم اور سامان جاہ و احتشام اوسکو دیکھکر سمجھا
کہ برج کے مقابل محمد قلی خان یا کوئی ذیشان عمدہ نوکر استادہ ہوگا گولہ انداز کو تحریص کی
کہ اسی ہجوم مخصوص فیل سوار پر گولہ مارنا چاہیے وہ بہی اس نشانہ مین نہایت ساعی ہوا
لیکن اکثر گولی ہاتھی کے ادہر اودہر یا ہم لوگون کے سر پر سے نکل جاتی تہی چنانچہ ایک گولہ
کسیقدر بندہ کے سر پر سے اونچا گذر کر قریب ہی گر کے بیٹھا بندہ نے اس جرأت بیموقع سے
ناخوش ہوکر والد سے جو کہ تھوڑے فاصلہ پر پالکی پر سوار کھڑا تھا عرض کیا کہ نشانہ توپ پر
جو ہم لوگ استادہ ہین کیا سود ہے فرمایا کہ اور میدان عمدہ بہتر نظر نہین بندہ نے
عرض کی کہ سالار لشکر سے ملتمس ہونا چاہیے کہ اگر منشاے یورش منظور ہے تو آگے بڑہ کر حاضر
آو اور خود بدولت سوار ہین پس درنگ کیا ہے اوٹہہ دوڑیے تقدیر مین جو ہوگا ہو رہیگا
اور اگر بضابطہ عقل لڑنا ہے تو ایسے قلعہ کا محاصرہ نہین ہوتا ایک تو صوبہ دار کے پاس تین چار ہزار سوار
اور دس بارہ ہزار پیادہ برق انداز مع چند توپ وغیرہ اسباب حرب کے حاضر ہین علاوہ اسکے
تمام شہر کے عزت دار پاس آبرو بلا نوکری اوسکی رفاقت مین آمادہ ہین اگر قلعہ مین بہی دخل ہوا
جنگ عظیم کا خیال ہے اودہر سے جو فوج محاصرہ پر ہے ایسے دیوار قلعہ منہدم اول جو صلاح
تھی وہ نامسموع ہوئی اب کہ لڑائی درپیش ہوئی اسطرح مقابلہ بہی محض خلاف ہے بلکہ چاہیے

کہ ہر طرف سے لوگون کو طلب کرکے بہیئت مجموعی راہ مفارقت سے اندرون قلعہ بہیجا اور تمام
تمام فوج و سامان کے قلعہ بادشاہی کے قریب مرید خان کے مورچہ مین لب دریا پہونچکر سوار
تفنگ کو پیغام کہیجے اور مستعد یورش ہوجیے بڑی توپون کو مقابل دیوار پختہ قلعہ کے جسمین خشت و
چونے کا کام ہے اگرچہ دوسو برس سے زیادہ رہیگی مگر مطلق لیتہ اور استحکام نہین رکہتی پوشیدہ
اکثر اینٹین نکل گئین اور دیوار ہے بلند اور خشت سے ہے کہنہ پس حکم دیجیے کہ داغین یقین ہے
کہ چند شلک مین کام ہو دیوار مسمار ہوکر زمین سے ہموار ہوجائے یورش کی راہ کہل جاسے اوسوقت
پیادہ برق انداز کو روبرو کرکے باڑہ کرتے ہوئے یورش کیجیے انشاء اللہ صورت فتح و ظفر نمودار
ہو والد قاصد اظہار ہوا تہا کہ خود محمد قلی خان جاے استقامت سے مغرب کو روان ہوئے
اور ہم بہی مع والد کے پیشتر کو گام فرسا ہوئے بارے برج نخاس کا نشانہ بند ہوا محمد قلی خان
نے اوس مکان پر استادہ ہوکر کسی کو بہیجکر والد کو روبرو بلایا جب وہ پہونچا اپنے ہمراہ
ہاتہی پر سوار کرلیا تہوڑی دیر کے بعد والد نے بندہ کو طلب کیا بندہ نے مجرہ کر سلام کیا
والد نے کہا کہ نواب صاحب کا ارادہ ہے کہ تمہین برسم سفارت راجہ رام نراین کے پاس
بہیجین بندہ نے کہا حاضر ہون مگر اسوقت مین کہ وہ محصور اور قلعہ سے بجز تیر و تفنگ کی گولی
صدا نہین آتی [illegible] کیونکر ہوسکتا ہے محمد قلی خان نے ایک شخص کو روبرو طلب کرکے
فرمایا کہ یہ شیخ حمید الدین جمعدار کے بہائی اور میرے رفیق ہین رات کو بتقریب دعوت
شیخ مذکور کے گہر قلعہ مین گئے تہے اسوقت وہان سے آتے ہین راجہ رام نراین شیخ کو
روبرو کہتا تہا کہ مین اسکے ملازمت کرکے ناظم بنگالہ کے روبرو بدنام ہوا باوجود اسکے نواب
نے میرے استیصال پر کمر باندہی قلعہ گہیر لیا ہے لہذا حمید الدین نے پیغام بہیجا ہے کہ اگر اوسکی
تقصیر معاف ہو [illegible] تو اوسکے بہر حضور مین لائے پس تمکو جانا چاہیے اور کہنا
چاہیے کہ اسبات کی اگر [illegible] اغماض [illegible] حاضر ہو ہم اپنے عہد پر استوار ہین بندہ نے
کہا اگر پیچ راست ہے کیون اوسنے اپنا آدمی بہیجکر اطلاع پیغام نکیا جو شخص روبرو آکر کہڑا
تہا اوسنے جواب دیا کہ یہ پیغام اوسکا ہے کہ شیخ حمید الدین کو دیا تہا اور شیخ نے مجہے
بہیجا محمد قلی خان نے کہا ہمارا آدمی [illegible] تمہاری واپسی سے اوسکا جہوٹ سچ ظاہر
ہوجائیگا بندہ نے کہا اچہا بندہ جاتا ہے مگر نواب صاحب مع فوج کے یکسو ہون تاکہ وہ بہی
گولہ اندازی و آتشبازی موقوف کرے اور راہ عبور کی سے لے اوسنے جواب دیا کہ جب تک وہ جنگ

موقوف نکریگا اوسکے بہی خاموشی ہرگز نہوگی بندہ نے کہا کہ اس امر مین وہ بادی نہین
جب حضور کی فوج نے محاصرہ کیا تب اوسنے بہی مدافعت پر کمر باندہی اگر ذرا غفلت کرتا ملازمان
حضور بلاتامل برج بارہ پر چڑہ کر اوسکا کام تمام کر ڈالتے اور بندہ ایسی گرم بازاری تیر و تفنگ
مین کیونکر جاسکتا ہے شخص حاضر نے کہا کہ اچہا بندہ لیچلے بندہ نے کہا کیا مضایقہ القصہ اوسکے
ہمراہ ہو لیا وہاب علیخان عموی بندہ بنابر اخلاص رفیق ہوا شیخ مذکور جو میرے پہونچانے کا حضور
راجہ رام نراین مین متعہد ہوا تہا عبور راہ مین تیر تفنگ سے اپنی محافظت کرتا ہوا جاتا
تہا اور بندہ بہی اوسکے پیچہے پیچہے قدم زن تہا تا آنکہ باغ راجہ رام نراین مین جہان
میر حسین خان کا مورچہ اور چند ہزار کا مجمع تہا پہونچکر توقف کیا کیونکہ وہان سے نکلنا
نہایت دشوار تہا باغ کی دیوار نہایت متصل حصار ہے اور اوسکے بعد کوئی آڑ نہتی جسکی پناہ
مین قدم زن ہو بندہ نے تہوڑی دیر کے بعد شیخ رہبر سے تاکید پیشروی کی وہ شیخ متحیر ہوکر
عذر خواہی کرنے لگا کہ راہ ڈہونڈہتا ہون تب چلین مینے کہا کیا مضایقہ بندہ تمہارے ہمراہ
ہی ہے جہان جاو سایہ سان دنبال ہے آخرکار لاچار ہوکر نہایت الحاح و سماجت سے اپنے
خدمتگار کو کہا کہ راہ کی جستجو کرے اوسنے اوہر اودہر دیکہکر معذرت کی شیخ الٰہ نے پانچ روپیہ
انعام دیکر کہا کہ راہ بتایا کرے خدمتگار نے لاچار ہوکر کہا کہ ایصاحب جان سب کو عزیز ہے
ایسی حالت مین روپیہ کے طمع سے جان جوکہون مین نہین پہسون گا بندہ بہی آدمی ہے
آپکو اپنی جان عزیز ہے کیا میرے گوشت پوست نہین یہ جواب تلخ پایا مخصوص میرے روبرو
شیخ جی نہایت نادم ہوکر بولے کہ خیر اب لوٹنا چاہیئے مینے کہا کہ بندہ تو آپکے ہمراہ رکاب ہی جہان آپ جاینگا وہان جاونگا
جو شیخ جی کی حالت سی میرا اور پاس محمد قلی کے آیا اوسنے پوچہا کیا گذرا مینے جواب دیا شیخ صاحب سے استفسار
فرمایئے محمد قلی خان حال دریافت کر کے خاموش ہوا شیخ جی نادم کسی گوشہ کو سدہاری
بندہ نے وقت عصر تک ان نالایقون کی سعی اور تردد کا ملاحظہ کیا آخر روز اپنے قیامگاہ کو واپس
ہوا ہمرے بعد تہوڑی دیر چلین والا وغیرہ سرداران فوج بہی آکر منزل گزین ہوے مگر
محمد قلی خان کی فوج اور جماعہ داران ملازم شاہزادہ کی تمام رات قلعہ اور اپنے توپخانہ ہمراہی
وغیرہ کی حفاظت کی اور دونون لشکر کے لچون اور فاقہ زدون نے جو کہ خارج حصار سے جہان
کی باشندے تہے ورود شاہزادہ سے نہایت مطمئن لشکر پر آگرے اور خوب ہاتہ پہیلائے
ایک خلق کثیر کا خاندان برباد ہوا لوگون کا مال و اسباب خوب غارت ہوا چنانچہ وہاب علیخان

ہماری چچا کے عیال و اطفال بہی اسی بلا مین مبتلا ہوئے حتی کہ ایک کوڑی اور ایک گز پارچہ گہر مین بہی نہ
لیکن کسی شخص فرشتہ خصلت نے اوس ہنگام مین اونکے سر پر پہونچکر حفظ آبرو مین شریک
ہوا اور اپنے ساتھ لشکر کے متصل پہونچا گیا اور گوشہ مین کر گیا ہر چند بیچارے چچا تمام شب اونکی
جستجو مین پریشان رہے اور صبح کو نزدیک خیمہ گاہ والد کے بعض اشجار گنجان کے سایہ
مین گم شدون کو پایا اور سلامتی ناموس اور اطفال وعیال کا شکر بجا لائے اور اپنے
بات نہ سننے پر نہایت شرمائے لیکن کیا فائدہ تھا جب اسیطرح پر معاملہ گذرا بندہ کو اگرچہ
پیشتر سے امید تھی اوز زیادہ اس لشکر سے مایوس اور محافظت ناموس مین متشوش
ہوا کیونکہ جس روز راجہ رام نراین نے محمد قلی خان کے آدمیون کو نکال کر داعیہ رزم کیا تھا
اوسیدن عصر کے وقت جناب والد مع بعض متعلقان بندہ اور نیز دیگر برادران کے ایک
ایک خادمہ اور لباس پوشیدگی سے واسطے ملاقات والد کے آئین تہین اور حصار عظیم آباد
کو دروازہ مشرقی کے محافظون نے وقت آنے سوارون کے مزاحمت کرکے راجہ رام نراین
کو اطلاع دی اور اوسنے حکم دیا کہ کوئی تعرض نکرے جانے دو فی الحقیقت بڑا احسان کیا ورنہ
خدا جانے کیا کہ مین بعد ورود کے کیا کیا خدا ناترسی کرتا آخر کار خیمہ شاہزادہ اور محمد قلی خان کے
باغ جعفر خان سے اوکھڑ کر میدان جنوبی قلعہ کے طرف بڑے فاصلہ پر جہان گولہ پہونچ سکتا
تھا زمین خشک شدہ جلہ پر جا نصب ہوا بندہ نے دو تین روز اور لڑکر کے انکی جہالت سے
ناراض ہوکر والد سے کہا کہ چند خاندان کے بانشکستہ یہان پڑے ہین طاقت پیادہ پائی کی
نہین رکہتے اور یہ قلعہ ان تدبیرون سے جو ہو رہی ہین مہینون مین بہی فتح نہوگا اور عنقریب
جب لشکر مشرقی مع افواج انگلشی کے آتا ہے محمد قلی خان اور شاہزادہ اپنی راہ لیوینگے
پس ان بیچارون کے حق مین اگر ابہی فکر کیجاوے اور کہین کو روانہ کردو بہتر ہے ورنہ چند روز
کے بعد جب لشکر کا عبور ہوگا پہر جانا متعذر ہوگا والد نے آزردہ ہوکر فرمایا ہے کچھ تدبیر نہین ہوسکتی جو
تمہاری راے مین آوے تعمیل کرو بندہ نے چند بہل سواری اور ایک دو ارابہ بار برداری کا عالم گنج
سے جسجگہ کہ گاڑی بانون کا چودہری رہتا تھا اور بندہ سے آشنائی تہی طلب کرکے اور چند نفر
کہار بہی طلب کرکے مع والدہ اور جمیع ناموس کے جو متعلقان مہدی نثار خان اور وہاب علیخان
وغیرہ برادران کے بہی ہمراہ لیکر گاور سے عبور کیا اور بابو پہلوان سنگہ کے ملک مین جا پہونچا
چند روز قصبہ سہسرام اور حویلی شاہ قیام الدین نوہ شاہ کہلن مین مقیم رہا کیونکہ شاہزادہ

اور محمد قلی خان گرفتار ادبار ہوکر لوٹے اور بندہ سہسرام مین قدمبوسی والد سی مشرف ہوا

باقی حال محمد قلی خان اور شاہزادہ عالی گہر کا جو بندہ کے غیبت مین سرگذشت ہوئی اور پہر جانا دونون کا عظیم آباد سی تحریر کیا جاتا ہی

بعد ازان بندہ لشکر سے برآمد ہوا محمد قلی خان اور اوسکے ہمراہی اور رفقاے شاہزادہ نے تسخیر قلعہ مین اپنی طاقت سے زیادہ کوشش کی اور دامن حصار مین مورچہ پہونچایا اکثر مجروح اور بہت سی مقتول ہوئے لیکن چونکہ یہ محنت اور مشقت محض بیجا تھی کچھ فائدہ نہوا محمد قلی خان نی جو برج کہ مہدی گنج کی طرف تھا اوسپر اژدحام کرکے بیلدارون کو حکم دیا کہ برج مذکور کی بنیاد کو کاواک کرین نوبت برونین چار بیلدار برج کے نیچے کام کررہے تھے یکایک وہ برج نیچے کو دہسا ایک مزدور نے تو بہاگ کر جان بچائی باقی دو تین نفر زمین دوز ہوگئے البتہ اوسپر راہ جانے کی ہوگئی محمد قلی خان کے لوگون نے ہجوم کرکے یورش کیا محصورین نے بہی پایداری کی چکیا اور سبوچہ بارود مین آگ دیکر مارنے لگے اور اوسکے پہلو کے برج سے بندوق کی گولیان اوسی برستی تہین اکثر اونمین سے ثلث یا نصف دیوار تک پہونچین بعض سوختہ بارود اور بعض گولی سے مجروح ہوکر نیچے گرے اوپر آنے کی تاب نہ پائی اور باہین برج مین بہی جمع کثیر صدمۂ بندوق سے مجروح و مقتول ہوئے کہتے ہین کہ دو سو آدمی سی زیادہ اس آگ مین جل بہن گئے اور شمع مراد روشن نہوئی تا کہ شام کی تاریکی ہوئی لوگ اس اوہادہند سے تہکہ آسودہ ہوئے اوسکی صبح کو بسبب بعض سوال و جواب کے محمد قلی خان کو شاہزادہ سے ملال ہوا اوسنے اپنی فوج کو پائین حصار سی حکم مراجعت دیا اور خود بازم مراجعت ہوا شاہزادہ نے اوسکے خیمہ مین جاکر معذرت کی اور اوسکے بہٹیر و بنگاہ کو جو آگے کو نکل گئی تہی واپس کرایا اور دوسرے اوسکو محاصرہ کی ترغیب کی چونکہ اس جہگڑہ مین متوقف ہوگیا تہا یورش کی نوبت نہ پہونچی لوگون کو جا ہاے معینہ کے حفاظت پر معین کرکے یورش دوسرے روز پر موقوف رکہی صبح ہوتے وہی ماجرا شروع ہوا راجہ رام نراین کو مع حارسان قلعہ کے ایسا اضطراب ہوا کہ نزدیک تہا مفرور ہون اسی اثنا مین محمد قلی خان کو آخر روز کو خبر ملی کہ لشکر مشرقی نزدیک آپہونچا اور نیز پیشتر اسکے معلوم ہوگیا تہا کہ قلعہ آلہ آباد کو شجاع الدولہ نے براہ دغا اسکے قلعدار سے چہین لیا اور خود قابض و متصرف ہو بیٹہا ان دونون جہوٹی خبرون کے سننے سے محمد قلی خان کا

کسی سے کوئی امر مشاہدہ نہوا ہرچند ہمنے چاہا کہ دولتمندان مشہور مانند شجاع الدولہ اور عماد الملک
وغیرہ کو ارادہ بندوبست بنگالہ اور حوصلہ جنگ انگلشیہ ہو مگر کسیکو توجہ نہوئی اور حسن و خوبی وغیرہ
اسکی کچھہ نہ دریافت کی القصہ جب وہ نکل گیا بادشاہزادہ اور محمد قلی خان اور بندہ بھی والد مرحوم
کیساتھہ تھا لیکن ایسے سرداروں کی رفاقت سے نہایت نادم تھے جس گھر مین ہم تھے
وہین آاوترا دونون سرداران نے عقل کی شکایت کرکے بندہ سے شورہ طلب کیا کہ اب
کیا کرنا چاہیئے بندہ نے عرض کیا کہ شاہجہان آباد کو بسبب عماد الملک کے نہین جاسکتے ہو
اور شاہزادہ کو یہ مقدور نہین کہ مع عیال و اطفال اور دیگر متوسلان کے آپکی خبرگیری کرسکے
اور شجاع الدولہ کو آپکے مزاج سے اختلاط نہین اور ہم لوگون کی صحبت ارباب مشرق
سی بسبب آپ کی رفاقت کے جو شاہزادہ کے ہمراہ ہوئے برہم ہوگئی بندہ کے زعم مین ایک
تدبیر ہے اگرچہ اوسکا تحمل آپ پر گران ہوگا اور وہ یہ ہے کہ اس صوبہ کا عمدہ زمیندار پہلوان سنگہ
ہی اور راجہ رام نراین اور مرلی دہر سے عجب ربط رکھتا ہے اور صاحب دولت اسقدر ہے
جسکا حساب نہین ہوسکتا اور کسیقدر فوج بھی اوسکے پاس ہے اسوقت مین اوس سے
موافق ہونا چاہیئے البتہ اوس سے کچھہ کام ہوگا درصورت اوسکی موافقت کے جب تک آپکو
کچھہ کام نہوگا وہ اپنے حق مین روادار نہوگا اس تدبیر سے ممکن ہے کہ محالات جاگیر تنخواہ
اور بسر اوقات کو گوشہ سے لے بعد تامل کے فرمایا فی الواقع اگرچہ یہ تجویز اور امر مجھکو نہایت گران
اور ناگوار ہے لیکن اسی تدبیر مین چارہ کار ہے لہذا والد نے کوچ کرکے دریاچہ درکاولی پر
باتفاق پہلوان سنگہ کے خیمہ کیا پہلوان سنگہ نے ملاقات کو اکر بکمال فروتنی مافی الضمیر
دریافت کیا اور بعد اطلاع حال بجا آوری کو سعادت سمجھا اسی اثنا مین یہ داعیہ رکھتا تھا کہ
اگر شاہزادہ میرن سے مقابلہ کو مستعد ہوا اور موسیو لاس کو بھی لوٹالا دی مبلغ کثیر سرانجام
سپاہ اور دیگر ضروریات مین خرچ کرکے اعانت شاہزادہ کی کرونگا چنانچہ بندہ نے جا کر
یہ پیغام دیے مگر موسیو لاس اور شاہزادہ نے اوسکی پیشکش زمینداری پر نظر کرکے
اعتماد نکیا آخر بضرورت یہ صلاح ہوئی کہ اگر شاہزادہ موضع اٹا ایک خط کرنیل کلیوٹ کو
بوجوہات معقول نبا بر اپنے والیسی کے لکھے تاکہ کسیقدر اس خفت سے جو باعث ابتر کی
کی ہوئی ہے کم ہوجائے شاہزادہ نے نوبت خان کو مع مہر اور اپنے منشی کے بھیجدیا
تاکہ مسودہ کرکے جو مضمون مناسب جانے لکھکر روانہ کرے جب کسی نے خاطر خواہ نہ لکھا

والد نے بندہ سے ارشاد کیا کہ اگر کچھ تیرے دل مین آسکے لکھ لہذا جو کچھ طبیعت نے
قبول کیا زبان قلم کے حوالہ کیا لوگون کو پسند ہوا وہی مسودہ حسب منشاء الله خان
ہوکر بعد دستخط شاہزادہ کے کرنیل کایلٹ کو پہونچایا آپ برنظر انتظام کسیقدر
حال محمد قلیخان اور شاہزادہ اور موسیو لاس اور بابر و نگال لانا اسکے ناموس
کا ہزار جستجو سے اوسپر مخمصہ پر ہراس سے بہ حرمت و عزت تمام نکلکر
احوال ورود میرن اور فوج انگلشی کا مع احوال رام نراین پرگنہ سہسرام اور
چین پور مین اور بجوبی انفصال کرنا معاملہ والدماجد اور پہلوان سنگھ وغیرہ کا
اور غارت گری لشکر محمد قلیخان کی راجہ بینی بہادر اور راجہ بلوند سنگھ کی کاوش
سے اور دیگر حال ابتری تحریر ہونگے —

ذکر بے نکالے جانے شاہزادہ اور موسیو لاس کا چھتر پور بندیلکھنڈ کو اور آشفتگی محمد قلیخان کی اور اوسکے لشکر کی غارت گری راجہ بینی بہادر اور راجہ بلوند سنگھ کے ہاتھ سے

جب شجاع الدولہ ولد صفدر جنگ نے محمد قلیخان اور شہزادہ کی مراجعت کی خبر بے
حاصل کرنے مقصد کے اور عدم حصول مدعا سے کمال نامردی سے مروت اور
ایمان چھوڑکر راجہ بینی بہادر اپنے نایب اور راجہ بلوند سنگھ زمیندار بنارس کو حکم دیا کہ متفق
ہوکر محمد قلیخان کے روبرو جاو اور ایسا کچھ بندوبست کرو اور اوس حسن تدبیر سے پیش آو کہ اوسکو
الہ آباد نہ آنے دو جسطرح ہو اپنے قابو مین کرو راجہ سے مذکور حسب الحکم متفق
ہوکر مقابل بنارس دریا کے گنگا کے کنارے رام نگر سے دو کوس پیشتر جو کہ بلوند سنگھ
کا آباد کیا ہوا اور اوسکا موطن قدیم تھا وہان پر جاکے خیمہ زن ہوئے اور
توپین مقابل لشکر محمد قلی خان لگاکر مستعد مزاحمت ہوئے شاہزادہ اور موسیولاس
کو پیغام دیا کہ ہمین آپ سے کچھ کام نہین جدہر عزم ہو چلے جایئے مگر محمد قلیخان کو
مجال حرکت نہ دیوینگے کہ اپنی جگہ سے ایک قدم آگے بڑہاوے شاہزادہ نے اپنا
نکلنا ایسے بلا سے ناگہانی اور مخمصہ آسمانی سے غنیمت سمجھا موسیو لاس کو اپنا رفیق

بناکر مرزا پور رہوتے بوندیلکھنڈ کی بعزم اقامت چہتر پور کے لئے راہ لی اور محمد قلیخان
سید راجی کی سرا سے کسیقدر فاصلہ پر لشکر رکھتا تھا جو کوئی اوسکے لشکر یاکہ عظیم آباد
کے طرف سے آگے کو قدم بڑہاتے زمینداران اطراف بلوند سنگہ کے شکار
ہو جاتے بیخان ولد زکریاخان شاہزادہ کے لشکر سے جدا ہو کر چند روز بلوند سنگہ
کی اجازت سے مرزا پور مین مقیم رہکر شاہجہان آباد چلا گیا محمد قلی خان مع لشکر کے
اسیر دام تحیر ہوا سوال و جواب چاپلوسی مین بسر کرتا تھا اور دفع الوقتی سے اپنا کام
نکالتا تھا اور امیدوار تھا کہ شاید پھر دوبارہ خداوند کریم سے تائید
نمودار ہو جائے اکثر ہمراہیون نے جو صاحب جرأت تھے صلاح جنگ
بیخی بہادر اور بلونت سنگہ کی دی اور فی الواقع یہی بہتر تھا کیونکہ جو کچھ مقدر
مین ہوتا عزت و ناموس سے ہوتا مگر بدحواسی نے اس حواس باختہ
کو جرأت نہ دی بندہ مع والد کے ہمراہ پہلوان سنگہ کے ناموس کے
جانب سے دلجمع ہو کر بدین سبب کہ اوسکے ہمراہ تھے اور بنارس مین
لے جانے کا ارادہ رکھتا تھا سید علی خان کو بھی ہمراہ لیکر کرم ناسہ آیا
سنا کہ غالب علی خان برادر عمی بندہ دو روز قبل اسکے مع اپنی بی بی اور
خویشاون کے بالخیر بنارس پہونچا اور اب گہاٹ مین کشتیان نہین ہین راجہ بلوند کے
حکم سے سب کشتیان کہینچکر رامنگر کے نیچے جہان اوسکا مکان ہے جمع ہوئے ہین کوئی
بھی اگر ادہر سے جاتا ہے بلوند سنگہ کے لوگ اوسکو غارت کرتے ہین لاچار واپس
ہوا اور اپنا حفظ و حمایت تقدیر کو تفویض کیا اور موافق ظاہر تدبیر کے
ایک خط پہلوان سنگہ سے بنام بلوند سنگہ کے لکہا بہیجا تاکہ میرے ناموس کی نکلجانے
مین اعانت اور رہداری کرے جا بجا مناسب مین بآرام تمام فروکش کر دے
اور والد بندہ نے بھی اسی مضمون کا ایک خط بنام راجہ مذکور تحریر کیا پس بندہ مع اپنے
ملازمین راجہ پہلوان سنگہ کے مع ناموس اور سید علی خان کے چین پور کے راہ سے
جو دامن جنگل اور پہاڑ کا ہے راہی ہوا اور نقی علیخان والد کے ہمراہ ہوا اثناے
راہ مین بلوند سنگہ کا نوشتہ مشعر عدم روک ٹوک اور بجا لانے خدمت اور لوازمہ ضیافت
اور حفاظت کے بنام عملہ مع دو نفر ملازمین کے پہونچا بندہ جب مرزا پور کے نزدیک آیا

پہونچا تھا باوجود ہمراہ ہونے نوشتہ اور ملازمین بلوندسنگہ کے برق انداز موجود ہوکر مزاحم ہوے بندہ نے آدمی بھیجکر بلوندسنگہ کو اطلاع دی کہ آپ نے براہ عنایت پروانہ راہداری مجکو مرحمت کیا اب یہہ نگہبانان طرق مزاحم ہوتی ہین براہ الطاف حکم بھیجئے کہ مزاحمت سے دست کوتاہ کرین چنانچہ بلوندسنگہ نے بمجرد اطلاع اپنے چوبدارون کو بھیجا چوبدارون نے اگر مزاحمون کو ممانعت کی اور بندہ کو مرزاپور مین مکان مناسب پر قیام کرایا رات کو اوس مکان مین رہے صبح کو ایسی فضل و اعانت حافظ حقیقی کی ہوئی کہ اوسکے عملہ کے لوگ کشتی لائے اور ہملوگون کو گنگا سے اوتار کر بنارس پہونچایا شکر خدا کہ چند مہینے تک اس شہر بنارس مین حضرت شیخ محمد علی حزین کی برکت صحبت مین کہ پہلے اونکا ذکر آچکا ہے مشرف رہا اور نیز اپنے خالوے معظم سید عبد العلیخان بہادر شجاع جنگ کی قدمبوسی سے سعادت اندوز ہوا اسی اثنا مین بیرم خان ولد بیرم خان مرحوم نواسہ نواب روح اللہ خان بخشی الممالک اورنگ زیب تھے جس طرح سے ہوسکا محمد قلیخان کے لشکر سے بنارس مین آیا اور وہان سکونت کی جہان کہ اوسکے عیال و اطفال بھی مقیم تھے بعد چند روز کے سنا گیا کہ محمد قلیخان نے چند ہمراہیون سے شجاع الدولہ کے حضور مین جانے کو مزاحمون سے اجازت مانگی اور اونہون نے شجاع الدولہ سے اجازت لیکر رخصت دی اوس احمق نے بامید صلہ رحمی اور فریب بنی اعمامی کے بارہ سوار اور چند خواص خدمتگار سے عبور گنگا کرکے شجاع الدولہ کے پاس روانہ ہوا اور یہہ سمجھا تھا کہ بروقت مقابل اور مشافہہ یہہ سب رنجش خاطر اور کبیدگی دلی برطرف ہو جاویگی یہہ جو کچھ فتور ہوتا ہے دراندازی مفسدان خانہ برانداز سے ہے اور ادہر سے حکم ہو چکا تھا کہ جب وہ روانہ ہوا اور چند روز گذرین اوسکے لشکر کو غارت کرکے سب مال و اسباب ضبطی مین لاوین اور منتظر تجدید حکم ثانی نرہین اسی حکم کو حکم قطعی سمجھین اور جبکہ اوسوقت دو تین روز اوسکے کوچ کو گذرے ہون سکے دونون میدار یعنی بینی بہادر اور راجہ بلوندسنگہ سوار ہوکر لشکر کی غارتگری اور ضبطی مال کے قاصد ہوے جزع وفزع محشر کے آثار لشکر مین پیدا ہوے ایک خلق کثیر عجیب بلا مین مبتلا ہوئی

اکثر لشکری بے آبرو ہوئے اور مال و اسباب تاراج ہوا چند سپاہی نام و نشان
بسبب قرابت داری اور خویشی دونوں راجہ مذکور کے رات کو اس لشکر میں چھپ کر
محفوظ رہے ہیں اور بہت لوگوں کو ایک سید قوم بارہہ جامہ دار لشکر بیٹی بہادر نے
جان و مال سے بچایا جملہ نامآوروں سے فقط زین العابدین خان نامی جو آخرکار
شاہ عالم کا وزیر ہوا تہا اور نام آوری بہت کی تھی انجام کار جنگ عظیم آباد میں قلعہ پر
یورش کر کے راہی سفر آخرت ہوا ذکر اوسکا بعونہ تعالے موقع پر ہوگا جو اسکی ذات میں رفقا
پروری اور مردم شناسی بہت تھی اور ہر ایک شریف سے براہ نیکی و خیراندیشی پیش آتا تھا اسوقت
میں بھی یہی باتیں اوسکے کام آئیں کہ اپنے استقلال و شجاعت سے اوس معرکہ
سے معزز و مکرم اور صحیح و سالم نکلا تفصیل اسکی یہہ ہے کہ یہہ سردار مذکور امرای
ایران میں سے ہے قبل رفاقت محمد قلیخان کے صوبہ اودہ میں صفدر جنگ اور
شجاع الدولہ کی رفاقت سے باعزت و احتشام رہا اکثر محالات صوبہ مذکورہ میں
حکومت رکھتا تھا اور اپنی اصالت نسب اور جلالت حسب سے ہر ایک کا دل
خوش کیا کرتا اور ہمیشہ رعایت و تعظیم و تواضع سے پیش آتا اور
ہمیشہ اسکے دریا ے جود و عطا کو روانی تھی اور بحر نوال اوسکا موج زن رہتا تھا کشت امیدواروں
کی اوسکی آب پاشی سخاوت سے سرسبز و شاداب ہوتی تھی رفقا اور غیر رفقا
جو کوئی اسکے خدمت میں پہونچتا حصول مدعا سے محروم نہوتا خانمذکور نے اس سانحہ
میں سمجھتا سے عزت اور شجاعت کے جب لشکر کا حال اوسطرح پر دیکھا چند ملازمین
ہمراہی سے کمانوں کے توڑے چھپڑوں میں ہونچکر دیواروں پر چڑھ گیا اور تیر و تفنگ
تیغ و شمشیر جو ہاتھ لگا درست کر کے مستعد جنگ ہوا اور کہتا تہا کہ جو کوئی اسمقام پر
میرے روبرو آوے گا اور مجھسے تعرض کرے گا اوس سے بیشک لڑونگا کہ باآبرو
تو مرونگا اور با عزت جان دونگا کہ ان سب میں ہمیشہ بہ آبرو گذری ہے اب اس بڑہ
توقیری اور بے عزتی سے مرنا اچھا نہیں ہے اگر کوئی مجھسے مزاحم نہوگا مجھے بھی تعرض نہیں ہے اور
جب یہ خبر بلوند سنگہ کی فوج میں پہونچی بعد تفحص کے معلوم ہوا کہ فلان شخص ہے جو ایسا ارادہ
رکھتا ہے چونکہ ملازمین بلوند سنگہ کے اکثر نمک پروردہ اسکے تھے اور بعض رفقا بیٹی بہادر
کے بھی اسیطور کے تھے باہم متفق ہوکر اپنے ولی نعمت سے اطلاع دیکر عرض کیا

کہ زین العابدین خان بہادر بپاس آبرو تو دس نفر سے فلاسنے خرابہ مین کہ آبادی
جانفشانی سے اور یہ ہم لوگ اوسکے ممنون احسان اور نمک پروردہ ہین لہذا اوسکی
عزت و آبرو کے شریک ہین اگر حکم ہو تو جا کر اوسکو بالعزت و احترام لاوین دونون راجاؤن
نے لاچار ہو کر التماس اونکا قبول کیا اور کہا کہ اچھا جاؤ اور جو اوسکی مرضی ہو تعمیل کرو کیونکہ
دونون راجہ بخوبی سمجھے تھے کہ جو اسوقت ہم اس فوج کا کہنا نہ سنینگے
بلا تامل یہ سب شریک زین العابدین خان ہو جائینگے اور انجام کار
تدارک اسکا مشکل ہوگا اور یہ شخص مرد بہادر اپنی جان سے مفت جائیگا
لہذا درگذرنا اس خیال سے بہتر ہے جماعۂ مذکور کہ جم غفیر تھے دوڑ
اوسکے اکثر سردار اور ہمراہی دور سے پیادہ ہو کر مودب سلام اور
کورنش بجا لائے اور آگے بڑھکر مافی الضمیر عرض کئے زین العابدین خان
نے اونکے حسن وفا سے آفرین کی اور شکر الٰہی بجا لا کر مع رفقا سے
حاضرین کے سوار ہو کر بکمال عزت و احترام لشکر بلوند مین داخل ہوا
اور بعد انطفاے نایرۂ غارتگری کے بنارس مین آکر منزل گزین ہوا ارباب ہوش
کو چاہئے کہ اس حکایت کو گوش ہوش سے سنکر حسن وفا کو خیال فرماوین
اور خصال پسندیدہ اور اخلاق حمیدہ اپنا شیوہ کرین اور یہ سمجھین کہ صفت مذکور
موجب حیات ابدی ہے۔ اور یہ دنیا ایک دم مین خواب و خیال ہو جاتی ہے الغرض
محمد قلی خان شجاع الدولہ کے پاس پہونچکر مقید ہوا باقی حال جو کچھہ اوسکا معلوم ہوا انشاء اللہ
شجاع الدولہ کے احوال مین تحریر ہوگا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار مقام غور ہے اے صاحبان
بینائی قدرت ایزدی دیکھنا چاہئے کہ جسکو چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جسکو چاہتا ہے
ذلت دیتا ہے کہ زین العابدین خان کیا کیا حقیقت تھی کہ اوسی آدمیون سے آمادۂ رزم اسقدر
فوج کثیر کا ہوتا مگر یہ سب باتین اسکی نیک نیتی اور حسن سلوک کی باعث سے تھین جو کہ ہر ایک کے ساتھ اوس کے
ساتھہ برتتا تھا پس ایسا ہی کرنا ہر فرد و بشر کو چاہئے نہ کہ رعایا و برایا کو وقت حکومت کے
آزار دینا اللہ تعالے ایسی باتین ناپسند رکھتا ہے اور بہت جلد اوس شخص کی بیخ شجرہ
حکومت کو کاٹ ڈالتا ہے بموجب شعر بہت ڈر آہ مظلومون سے ہنگام دعا ظالم
کہ آتی ہے در حق سے اجابت پیشوائی کی۔

ذکر سے پہونچنے میرن کا عظیم آباد مین اور نکلنا راجہ رام نراین کا باتفاق کرنیل کلیف بہادر ثابت جنگ کے بعد اجتماع نمائی پلوان سنگہ کو

میر محمد جعفر خان اور میرن فرزند کلان اوسکے نے سنا کہ راجہ رام نراین اور محمد قلیخان شہزادہ سے مشرف ملازمت ہوے اول یہ دونو اندیشناک ہو کر جماعۂ انگلشی سے رجوع لائے اور کرنل کلیف بہادر کو بمباجت طلب کیا بعد اونکے آنے کے شور جبر آنے فوج کا ہوا جماعۂ انگلشی کو رؤساء ہندوستانی کا کل حال تو معلوم تہا شہزادگی کے نام و نشان اور آبرو اور حرمت و عزت سنکر ارادہ رزم سے پہلو تہی کی جب دوبارہ برہمی معاملہ اور رام نراین کی محصوری آور شاہزادہ و محمد قلیخان کا حصار پٹنہ گہیر لینا دریافت ہوا میرن اور کرنیل کلیف دونو باتفاق با فوج انبوہ مرشد آباد سے نہضت فرما ہوے اثنا سے راہ مین خادم حسن خان کہ میرن کو بسبب گمان خلش خاطر و رنجیدگی دل صفائی نہ تہی یہہ خیال کرتا تہا کہ مبادا اس مقدمہ مین وہ بہی خار راہ نہو مصرعہ کہ ہوتی ہے دلکو بہت دل سے راہ + عین راہ مین مقابل پورنیہ پہنچنے کے مقام پر مقیم ہو کر قصد کیا کہ اوسے اپنے زیر قابو کر لے اس ارادہ میرن نے شہرت پکڑی خادم حسن خان بڑا چالاک مرد عیار تہا اور میرن کی طرف سے اندیشہ رکہتا تہا پیشتر ہی تمام بہیٹ فوج و اسباب لیکر کمک دہی کا اشتہار دیکر پورنیہ سے نکلا اور لب دریاے گنگ واقعہ گنڈہ گولہ پر متوقف ہوا اور کرنیل کلیف کے پاس نامہ و پیغام ہونے لگا آخر کار ایسا ہوا کہ کرنیل مذکور نے میرن کو لڑنے بہڑنے سے منع کیا اور نئے سر سے عہد و پیمان ہو گئے ۔ خادم حسن خان نے اپنا اندیشہ ظاہر کر کے میرن کے لشکر مین آنے سے معذرت خواہ ہوا اور یہہ تصور کیا کہ میرن کے قول و فعل کا کچہ اعتبار نہین ہے اور تبلا ہر صاحب لوگ بہی اوس کا پاس خاطر کرتے ہین پس اس صورت مین دیدہ و دانستہ آپ کو خود دام بلا مین پہنسانا ہے مقتضاے عقل دور اندیش یہہ طور ہے کہ کوئی تدبیر ایسی ہو کہ اب آبرو جان کی مخلصی اور رستگاری ہو جاے غرض یہہ پیکر عرض کیا کہ اگر آپ بجرہ پر سوار ہو کر نصف گنگا مین آوین

تو بندہ بھی ادہر سے بجرے پر سوار ہوکر وہیں آکر ملاقات کرے تاکہ
سر نو عہد پیمان بالمشافہ بسوگند ہو جائیں اور پھر باطمینان تمام
خدمت والا میں زندگی چند روزہ بسر کریں اور کوئی خدشہ اور پریشانی دل اور خلجان
اور تشویش خاطر باقی نہ رہے اور یہہ اطمینان باعث تسکین اور سبب
تشفی اس مسکین کا ہو جائے اور ہر چند یہہ امر خلاف رائے میرن کے
تھا مگر کرنل صاحب نے پسند فرمایا آخر حسب معہود میرن اور خادم حسن خان
کی ملاقات ہوئی طرفین سے عہد و پیمان پھر مضبوط ہوئے از سر نو بحسن
وساطت کرنل صاحب میرن مع کرنل کلیف بہادر کے عازم عظیم آباد ہوا جب
محمد قلیخان نے خبر قربت لشکر پائی اولٹے پاؤن پھرا اور اپنی راہ لی اور جسوقت
یہہ لوگ عظیم آباد کے متصل پہونچے رام نراین نے مع ارکان دولت کے
بڑی تعظیم و تواضع اور نہایت تکریم و عظمت سے استقبال کیا واللہ اعلم
کس طرز سے ملاقات کی کہ باوجود ملاقات محمد قلیخان کے پیشتر سے زیادہ مورد
الطاف بے پایان صاحب بہادر اور شاہزادہ کا ہوا اول سے رام نراین نے
بندہ کو اپنے کام کے واسطے بہ ہزار منت و سماجت و تملق و چاپلوسی شاہزادہ
کے پاس بھیجا اور خود بھی گیا حاضر ہوکر فیضیاب خدمت ہوا تھا اور ارادہ
توسل کا اوسکے ساتھ کیا بعد ازان جب اوسکی ملاقات کو گیا اور وہان جاکر کچھ دلمین
سمجھا اور اپنے آنے کو بھی سہل اور آسان جانا اور اپنے دلمین برا ... سے ... کو
کو غالب پایا اس امر کا الزام بندہ کے جانب لگایا اور دفعتاً بدگمان ہوکر زبان شکایت
ہر ایک کے روبرو کھولی اور جو جو دل میں آیا وہ ہرزہ درائی آغاز رکھی جب یہہ حال
بندہ کے ساتھ اوسکا پہونچا اور بندہ نے دیکھا کہ پاے رفتن نہ رائے ماندن
ہے براہ مشورہ عقل دور اندیش چند روز جسطرح مناسب جانا بسر کی ہر ایک کے
روبرو یون کہتا اور میرا ذکر کرتا کہ اے صاحب عجب دنیا اور زمانہ ہے غلام حسین خان
سے کیا بدی کی تھی کہ انھون نے میری رفاقت ترک کر کے اور میرے احسان اور
نیکیان فراموش کر کے باپ سے ملحق ہوئے الغرض ایسی ایسی ملائمت لسانی اور زبان درازی
سے اور اسیطرح کی اور ایسی بیہودہ بانیان کر کے اپنی نیکنامی میں ساعی ہوا اور ہر ایک کے روبرو نیکنام بنا

متعجب ہے صاحبان انگلستی سے کہ باوجود اوسکی ملاقات کرنے کے اور شناخت اطوار و
اوضاع دشمنی سے اور اوسکی سخن سازیون سے پہر ایسے شخص کو اپنا دوست سمجہا ہو سچ
ہے صاحب زر کے عیب دنیا مین چہپ جاتے ہین اور اچہا تو اچہا ہی ہے کیسا ہی برا ہو
کچہ زبان پر نہین لاتے کیا خوب کہا ہی شعر اے زر تو خدا نئی ولیکن بخدا * ستار عیوب وقاضی
الحاجاتی * ترجمہ شعر ہذا محتشم اکبرنامہ ہی سے اے زر خدا نہین ہے تو لیکن قسم بحق * تو عیب کو چہپاتا ہے
حاجت روا بہی ہے * بہر صورت میرن اور کرنیل نے چند روز شہر مین مقیم ہو کر حسب استدعای
رام نراین کے پہلوان سنگہ پر چڑہائی کی پہلوان سنگہ نے دامن کوہ مین مامن بنا کر دو تین ماہ
جنگ کی تشویش مین رہا اور بہت تدبیرین تصور مین لایا اور بہت سا کہ عقل کو معاملہ جنگ
وصلح مین دوڑایا ولیکن کچہ سود نہوا منہہ کی کہا کر رہگیا اور صلح کا خواستگار ہوا آخرش گفتگوے
صلح درپیش ہوئی اور میرن کو راجہ رام نراین نے کچہ دل مین سوچ کے عظیم آباد واپس کیا
تاکہ شہر مین جا کر عیش و عشرت اوڑاوے اور عرض کیا کہ آپ بکمال راحت بسر کیجئے اور
اسطرحکی تکلیف مین گذر کرنا کیا ضرورت ہے شہر کو تشریف لیجائیے انشاء اللہ تعالے
عنقریب بندہ مع کرنیل کلیف کے پہلوان سنگہ کا معاملہ فیصلہ کرکے حاضر خدمت حضور
ہوتا ہے میرن تو اس امر کا آرزومند ہی تہا اور بسبب کم حوصلگی اور پست فطرتی کے ایسے
کامون کا منتظر اور مشتاق رہتا تہا اور صلاح عام اور رفاہ خاص اس ایسے بد باطن سے مفقود
تہی فوراً واپس شہر ہوا اور رام نراین نے مع کرنیل کلیف ثابت جنگ بہادر کے موافق
وادیہ وقت اور حسب موقع و وضع معاملہ پہلوان سنگہ کو فیصلہ کیا پہلوان سنگہ نے
اول والد مرحوم کے کام کو درست کیا اور ایسا با خود بامشورہ و صلاح مین مقرر
ہوا کہ والد اپنے محالات جاگیر مین بکمال دل بے مزاحمت اور بغیر تردد مقیم ہون
کہ کوئی کسی طرح پر براہ تعرض اور ممانعت اور مدافعت پیش نہ آوے
بلکہ بہر طور انکی اطاعت کرنا چاہیے الحمد للہ کہ تمنا سے دلی برآئی اور شاہزادہ کا خط
بہی کرنل کو پہونچکر موثر ہوا رام نراین اوس خط و کتابت سے نہایت خوشنود
اور متانت کلام سے بغایت محظوظ ہوا صاحبان انگلستی نے بہی بعد ملاحظہ اوس
پرچہ کے آفرین فرمائی چنانچہ بعد مدت دراز کے جب بندہ کو اصحاب انگلستی
سے ملاقات ہوئی پس جو حق تحسین و آفرین تہا بہت بہت فرماتے رہے

سکتے سنئے کہ جس بنمتی کے خط شاہزادہ کے طرف سے تجاجی نام شغالایق مع وثنا ہے اوسوقت بندہ نے
ظاہر کیا کہ اونکا مجوز بندہ ہے نہایت مع سرائی کی اور اثبات گورنر عماد الدولہ ستہ منتنگ جادر جلادت جنگ
بندہ کے مسودات کی تعریف کیا کرتا ہے اور جواب خط شاہزادہ کا لکھکریہ یاد نہین کہ کئی ہزار اشرفی نذرانہ کی
ساتھہ روانہ کیا والقصہ مع نقی علیخان کے اپنے محالات جاگیر مین آرام پذیر ہوا اور پہلوان سنگہ بھی اپنی پیدایش گاہ کو
روانہ ہوا اور راجہ رام نراین مع کرنیل کلیف کے عظیم آباد پہونچا اور استعفای میرن مین مصروف ہوا

میرن کی مراجعت مع ایک کرنیل کلیف کے مرشد آباد کو اور دلیرخان اور اصالت خان سے دغا کرنا

جب اسطرف سے میرن کی خاطر جمع ہوئی ارادہ مراجعت مرشد آباد فرمایا لیکن اصالت خان
اور دلیرخان وغیرہ فرزندان عمرخان کو لسبب سطوت اور شجاعت انکیلے اور باوصف مرافقت
اور وفاداری کے نہین چاہتا تھا کہ اس دیار مین رہین کہ ہنگامہ آمد شاہزادہ کا موجب اونکی
خوشامد کا ہے بندا ہمراہ لیا باپ نے نصیحت کردی تھی کہ بعد جمعی تمام کے انہین منع کرنا ورنہ
یہ لوگ تمہین پچھوڑینگے حال آنکہ اونھون کو اونکے اور اونکے باپ کے ساتھہ ارادہ بدنتھا
بلکہ ابتدائی عروج مہابت جنگ کی ہمیشہ ناصر اور مددگار میر جعفر خان کے رہے ہین اور
اسی سبب سے سراج الدولہ نے بدہوکر عمرخان اور دلیرخان اور دیگر ان کو برطرف کردیا
اور ایک سال تک عظیم آباد مین حیران رہکر تنخواہ طلب کی تہا جسوقت بندہ بتقریب مذکورہ لشکر شاہزادہ
مین گیا اور دیکھا کہ اب اس لشکر کی رفاقت بارگران ہوئی ایکقطعہ خط دلیرخان کو جو میرا نہایت آشنا
بلکہ دستار بدل تھا لکھا اور اوسمین ترغیب رفاقت شاہزادہ کی تحریر کی اور نیز التماس حفاظت
ناموس کیا در جواب تحریر فرمایا کہ فقیر کی طرف سے مطمین رہئے اور جو رفاقت شاہزادہ کے بارے مین
لکھا ہے اوس بارہ مین معلوم ہو کہ جب تک ایک آدمی بھی میر جعفر خان کے ساتھہ رہیگا بندہ رہیگا
خدا سے دعا کیجئے کہ جسکی رفاقت مین رہون تا بقدم رہون القصہ میرن بموجب نصیحت پدر اور
نیز اپنی دانائی کے رام نراین کی پہونچنے تک دلیرخان سے گرم صحبت رہا اور وعدہ تنخواہ کا منحصر
آمدنے رام نراین کی تھا جب رام نراین آیا اور خود مرشد آباد کا عازم ہوا رام نراین سے کہا کہ مردم معتمد
دلیر بغلی دروازے پر مقرر کریئے اور کہدیجئے کہ دروازہ بند فقط کھڑکی کشادہ رہے اور کوٹھی کے دروازے پر
انگریزی پہرہ ہوتا دلیرخان اندر نہ آنے پاوے اور خود کشتی پر سوار ہوکر مرشد آباد کو راہی ہوا دوسرے دن
مشغول دریا مین لسواری کشتی عبور کرکے سطے مسافت کی دلیرخان نہایت عاجز ہوا کہ کیا کرے اور

رام نراین نے بے تقصیری اپنی سے مقدمہ تنخواہ مین معذرت کی اور عرض کیا کہ کسیطرح میرا آپکا
رہنا شہر مین مناسب نہین اور اوسنے بہی دیکھا کہ بیفائدہ ہے مع ہمراہیان و رفقا کے بنگالہ کی طرف
روانہ ہوا فتح سنگہ اور بنیاد سنگہ وغیرہ اولاد و اقارب راجہ سندر سنگہ نے اسکا جانا مغتنم جانا
اپنے حسب مقدور روزمرہ خرچ مقرر کردیا بعد چندے فتح سنگہ اپنے کامون کی مضبوطی کرکے
میرن کے پاس مرشد آباد گیا میرن مرشد آباد مین اور رام نراین عظیم آباد مین بکام و آرام بسر کرتے تھے
اور میر محمد جعفر خان بنابر دو فرزندی راج محل تک یا چند کوس زیادہ مرشد آباد و بنگالہ سے برآمد ہوا تھا بعد سننے خبر فتح خوش ہوا
اور صداقت محمد خان پسر آغا باقر زمیندار اڑہاکہ سے ناحق بدگمان ہوکر بیچارہ کو دم توپ اوڑا دیا گویا ذخیرہ عقبی کا
اس حرکت بیجا سے اپنے واسطے حاصل کیا و دلیر خان اور کامگار خان زمیندار ترہت شامل کا بہی اون سلوکون
سے جو بروقت ورود عظیم آباد کے رام نراین کے اشارہ سے میر محمد جعفر خان نے کرکے اوسکو مقید کیا
تھا نہایت ناراض تہا باہم دونون نے متفق ہوکر شاہزادہ کو عرایض لکھے کہ ادہر کو متوجہ ہو شاہزادہ
مع رفقا کے بسبب عدم سکونت و مسکن چہتر پور سے عازم عظیم آباد ہوا بندہ قبل ازین بنارس سے
والد کی خدمت مین پہونچا تھا اور بسبب چند وجوہات کے وہان مقیم نہوکر شکار ہی آکر چند روز
دلیر خان کے پاس رہا جب اوسکی ارادہ سے آگاہی پائی اپنا رہنا وہان نامناسب سمجھا
کیونکہ شاہزادہ کی رفاقت بندہ کو منظور نہ تھی بمبالغہ تمام مرخص ہوا ناچار اوسنے جسقدر
اوسکو دسترس تھا میری تواضع کی بندہ بہار کو جہان چند روز پیشتر سے بہائی
سید علیخان مقیم تھا روانہ ہوا بہار مین پہونچکر بندہ مقیم ہی تہا کہ شاہزادہ کی آمد آمد کی
خبر گرم ہوئی اور کامگار خان مع فوج کے متصل بہار پہونچکر پیشتر کو عازم ہوا اس سبب سے
کہ بروقت ورود شاہزادہ کے ضرور ملاقات کرنا ہوگی اور پہر عظیم آباد مین پہونچنا
دشوار ہوگا بندہ نے عظیم آباد جانیکا عزم کیا لیکن رام نراین نے ناحق بندہ کو بدنام
کر رکھا تھا روادار میرے آنے کا نہوا اس لئے بندہ کا ورود شہر عظیم آباد مین
دشوار تھا اتفاقاً اونہین دنون مین حکیم غلام علی بسبب معالجہ ہونے اوسکے
والد کے رام نراین سے بلکہ اوسکا معتقد علیہ ہوا اور حکیم مذکور بندہ پر
نہایت شفیق تھا بندہ نے حکیم مذکور کی خدمت مین دو تین کلمے مشعر حصول
اجازت آنے عظیم آباد کے تحریر کئے اور بعد اجازت مع سید علیخان کے
داخل شہر مذکور ہوا لیکن مرلیدہر اور بعض اوسکے مقربین مسلین کو ناخوش معلوم ہوا

بندہ مسٹر امیت جو عظیم آباد کا بڑا صاحب تھا اور ڈاکٹر فلرٹن حکیم متعین کوٹھی عظیم آباد سے کہ طرف کونسل کلکتہ سے متعین تہا آشنائی اور دوستی رکہتا تہا مخصوص ڈاکٹر سے زیادہ ملاقات تہی پس اونسی ملکر اپنا اجرا اظہار کیا اونہون نے میری دلجمعی کی بلکہ ڈاکٹر نے فرمایا کہ میرے بنگلہ پر فروکش ہو بندہ بدلجمعی تمام ساکن عظیم آباد ہوا اسی اثنا مین شاہزادہ کی آمد آمد رام نراین کو ملی لشکر کی فراہمی کرنے لگا پہلوان سنگہ وغیرہ زمینداروں کو طلب کرکے متفق کر لیا اور رحم خان روہیلہ جو قدیم مہابت جنگ کا نوکر تہا حسب الامر میر جعفر خان کی مرشد آباد سے اسکی کمک پر آیا رام نراین نے اپنے برآمد ہونے کی ساعت منجمین و برہمنوں سے دریافت کرکے مقرر کیا اور پہاڑ کی طرف چار پانچ کوس پر جاکر خیمہ گاہ کیا قریب بارہ ہزار سوار و پیادہ اور توپ و بندوق او زنجرا بیرا اور بان وغیرہ کے ہمراہ تہا اور اسکے علاوہ فوج انگلستنی کپتان کاکرن وغیرہ کی سرداری سے مع چند سارجن اور سوار ولایتی اور پیادہ تہری قواعدوان کے کل ایکہزار سے مع بندوق چقماقی اور دو ضرب توپ اور بیٹی بارود اور گولہ کی کمک پر آمادہ ہوئی

آنا شاہزادہ کا حدود عظیم آباد مین اور جلوس کرنا تخت عظمت پر اور رام نراین سے لڑکر فتحیاب ہونا

جب شاہزادہ دریاچہ کرم ناسہ سے جو حدود عظیم آباد پر واقع ہے گذر کر چند منزل پہنچا تو یہ خبر ملی کہ والد بزرگوار عالمگیر ثانی اس تقریب سے مارے گئے کہ مرحوم عماد الملک نے بموجب سکہلانی اپنے آقا کی ظاہر کیا کہ ایک فقیر صاحب کمال و کرامت کوٹلہ فیروز شاہ مین وارد ہوا ہے باطل زیارت ہی بادشاہ نے اجل جو نزدیک تہی مہدی علیخان کشمیری تہا اور علی قلیخان کے دلالت سے سوار ہوکر کوٹلہ کو روانہ ہوا اور مہدی علیخان ہمراہ ہوکر جس حجرہ مین قاتلون کو بٹہلایا تہا وہان تک گیا اور پردہ اوٹہایا اور بادشاہ کے ہاتھ سے سیف لے لی جب بادشاہ حجرہ کے اندر گیا باہر سے دروازہ بند کر لیا چند نفر قاتل نے زخم کاری اوسکو ہلاک کیا اور اوسکی نعش کو دروازہ مشرقی سے دریا مین جسکا ریگستان اوسوقت خشک تہا ڈالدی مرزا بابر پسر اعز الدین داماد بادشاہ اور بیرا اور زرا وہ عالمگیر ثانی نے جو ہمراہ گیا تہا تلوار کہینچکر دو ایک کو زخمی کیا مرحوم مہدی علیخان نے ہجوم کرکے قید کر لیا اور پالکی مین سوار کراکر قلعہ سلیم گڈہ مین کہ مسکن سلاطین مقید کا تہا قید کر دیا اور محی السنہ بیٹی کام بخش کو لقب شاہجہان ثانی سے تخت نشین کیا اور عالمگیر کی لاش کو بہیجوں نے مقبرہ ہمایون مین دفن کیا شاہزادہ اس خبر سے مضطر ہوکر والد کی نام حسین آباد اپنی محالات جاگیر مین رہتا تہا اور اہل و عیال کو مقیم تہا شقہ خاص صادر کیا کہ ماجرا یون ہوا آپ کی صلاح کیا ہے والد نے بعد الثنا دو کلمہ جواب مین لکہے کہ بمجرد ورود اس عریضہ کے بلا توقف مسند جلوس کیجیے اور عقلمندان ہوشیار شجاع الدولہ کو بہیجکر اونکی نیابت پر کسی شخص کو جو حضور مین اسکے لائق ہو عنایت فرمائی اور نجیب الدولہ کو امیر الامرا کی خدمت دیجیے اور منیر الدولہ کو ابدالی کے پاس بہیجکر درخواست اعانت اور نیز تحریر کمک مدد دہی مناسب

شجاع الدولہ اور نجیب الدولہ وغیرہ روہیلے افاغنہ اور ارکان سلطنت ہند کے طلب کرتا ہے اور اصلاح
تالیف قلوب صاحبان مقدور مین ساعی ہونا ضرور ہے بندہ کیواسطے کوئی کام نہ تجویز فرمائیگا کیونکہ بندہ کو کوئی غرض
بجز استحکام دولت ملازمان کے نہین ہے جسوقت بنا سلطنت درست ہو جائیگی بندہ کو بھی بھی نہو گی شاہزادہ
لکھنؤ میں تھا کہ عرضی پہونچی اوسیوقت بہ ضابطہ خاندان جاریہ کے واقع سنہ ۱۱۷۳ جلوس میں فرما نروا ہو کر شاہ عالم بہادر
بادشاہ لقب مقرر کیا اور منیر الدولہ کو بموجب تحریر بالا برسم سفارت ابدالی کے پاس بھیجا اور شجاع الدولہ اور
نجیب الدولہ کو خلعت و قلمدان بھیجکر منتظر لطیفہ غیبی ہوا کہ کامگار خان میٹنی مع پانچ چھ ہزار سوار کے ہمراہ ہو کر شرف
پابوس ہوا اور دلیر خان اور اصالت خان بھی مع اپنی جمعیت کے جو قریب ہزار آدمی کی سوار و پیادہ سے ہونگی حاضر ہو کر
سرور و لطف شاہنشاہی ہوا کامگار خان اخراج بادشاہی کا متعہد ہو کر زمینداران وغیرہ سے جو کچھ حاصل ہوتا فراہم کرکے
پہونچاتا تھا چونکہ دلیر خان میرن سے رنج رکھتا تھا چاہتا تھا کہ بعد آنے میرن کے لڑائی ہوتا کہ اوسکی دغا کی مزا چکھاوے
لیکن کامگار خان نے براہ ہوشیاری انتظار آنے میرن اور اجتماع لشکر رام نراین کا مناسب نہ دیکھکر تعجیل کرتا تھا
کہ اول رام نراین سے لڑنا ہو بعد ازان جب میرن آوے اوس سے بھی سمجھ لینگے اور یہی رائی بادشاہ نے بھی منظور کی
آہستہ آہستہ لشکر جمع کرکے مقابل لشکر رام نراین کے پہونچا

لڑائی ہونا رام نراین لعین سے اور فتح پانا شاہ عالم بہادر بادشاہ کا تائید خداوند کریم سے

رام نراین دریائی دموا کے کنارہ پر لشکر رکھتا تھا کہ شاہ عالم بادشاہ مع کامگار خان اور اصالت خان اور
دلیر خان اور فوج قدیمی کے جا پہونچا اور تاریخ معہودہ پر طرفین سے زد و کشت شروع ہوئی رحیم خان اور احمد خان قریشی
اور مراد خان ولد بہرام خان بلوچ باتفاق مرکیہ ہرسکے رام نراین کی مقدمۃ الجیش ہوئی اور پہلوان سنگھ کل بھوجپوریہ کے
ہمراہ رام نراین سے ملحق ہوا اور کپتان کاکرن مع سرداران اور فوج انگلشی کے بعض شائستہ و ضابطہ لائق کے
صف آرا ہو کر رام نراین کے متصل استادہ ہوا اور بادشاہ کے طرف سے بھی فوج دو دستہ ہوئی ایک کامگار خان
کے زیر حکومت اور دوسری دلیر خان اور اصالت خان کی سرداری مین اور بادشاہ بعض رفقا کے ہمراہ
عقب فوج اور دلیر خان اور اصالت خان نے مثل شیر زیان فوج رام نراین پر حملہ کیا اور مخالف کے پاؤن
اوکھاڑ دی دلیر خان اور اصالت خان نے اول داخل فوج غنیم ہو کر طرح طرح کے زخم کھائی صفوف انگلشی سے
بندوق کی گولی مثل مینہ برستی تھی اور سکہ جمہوریون کی بندوقین برابر فیر ہو رہی تھین ہر قسم کی ضرب ذرہ جسم
ان بہادرون کو لگتی تھی اسی ضمن مین گولیون کے صدمہ سے قتیل نشان دلیر خان نے رخ پھیر الوگون نے
دلیر خان سے کہا اپنے کو بچاؤ اوسنے جواب دیا کہ قتل کیا اگر آسمان پلٹ جاوے دلیر خان کا منہ نہین پھرتا ہے یہ کہکر
گھوڑے سے اوترا اوسکے رفیق قدیم جو قریب تین سو سوار کے تھے اوسکے ہمراہ پیادہ ہوئی اور اصالت خان

بہی بہائی کے ہمراہ پیادہ ہوا شمشیر در دست اور سپر بالائی سر لیکر فوج رام نراین پر جا گرے رام نراین
کے فوج مین تہزلزل کیا بہگدڑ پڑ گئی دلیر خان اور اصالت خان نے مع افواج ہمراہی کے اسوقت مین
کہ انگلشی کی گولی برس رہی تہی دوڑ کر صفوف مخالف کو پریشان کر دیا اسی عرصہ مین دلیر خان کی گولی اس
تور سے لگی کہ بائین کنپٹی سے داہنی ہو کر نکل گئی اور اصالت خان کے منہ مین بلم کا زخم آیا چونکہ کلہ کو بہی شگاف
لگا گیا اسطرح اور بہی زخم کہائی قریب تیس نفر ہمراہی کے شربت شہادت نوش کر کے شگفتہ رو سوئی عقبی
کے راہی ہوئی اور قریب چالیس نفر نے گلہای جراحت سے سراپا بدن رنگش ارغوان بنایا انہین بہی اکثر
تندرست ہوئی اور اکثر سرداروں کی خدمتگذاری کو اجل آ پہنچی دلیر خان کی دلیری سے صفوف مخالف
خالی اور انگلشی کی بہاری موقوف ہوئی بعض رفقای بادشاہ نے جو مدار الدولہ کے ہمراہ تہی دوڑ کر رحم خان
اور غلام شاہ کو ملازمت مدار الدولہ مین لائے اور مرلیدہر کو کامگار خان کے لوگون نے طمانچہ قید لگایا احمد خان
قریشی اور مراد خان بلوچ بہی نامرادی مین اسیر ہوا جب کامگار خان نے دیکہا کہ انگلشی کی شلک موقوف اور میدان خالی
رام نراین کے سر پر چوند لوگون سے کہڑا تہا جا گرا اس حال کے مشاہدہ سے رام نراین نے کپتان کاکرن کو
کہلا بہیجا کہ پانچ سو آدمی آپنے میری کمک کو بہیجے اول کپتان نے کہا تہا کہ تم فوج انگلشی مین رہو مگر اس مغرور نے
نہ سنا تہا اب چونکہ کپتان اوسکی محافظت مین مامور تہا اور اوسکی فوج مین بہی کچہہ حال باقی تہا لیکن فوج کے
دو حصہ کئی اس تحریر کے پہنچنے اور بہی بدانتظامی ظاہر کی اسی حال مین کامگار خان نے بہو چکر غبار رزم اوڑایا باقیماندہ
بہاگ نکلے رام نراین کو شکست فاش ہوئی اور کامگار خان نے بذات خاص رام نراین کو نیزہ و تیر سے
مجروح کیا میر عبد اللہ نے جو کہ مستر واچہہ کی سفارش سے اوسکا نوکر تہا اوسکی رفاقت کی مگر خود بہی چند زخم تیر و نیزہ کے
کہائی رام نراین نے تختہ ہودج مین لیٹ کر پناہ لی کامگار خان نے ایک نیزہ سے خوب چہید الغرض ازان رام نراین
نے تاب اقامت نپائی مجروح میدان بہی بدحواس فراری ہوا اور کپتان کاکرن اور مسٹر بارول وغیرہ سرداران
انگلشی مع سپاہیون کے ادہی تفرقہ سوقت مین تباہ و تلف ہوئی جو فوج ان لوگون کی باقی رہی تہی و اکثر دلیر و قلیلہ
کی سپہ واریین آئی بہر حال اسشخص نے ایک ضرب توپ جو میدان مین رکہی تہی اوسکے پیالی مین میخ جڑ دی
اور مع ایک ضرب توپ باقیماندہ اور پیٹی باروت کی راہ عظیم آباد کی لی بروقت مراجعت کے اثنای راہ مین
توپ کی گاڑی مین نقصان آیا ڈاکٹر نے بالاستقلال کہڑی ہو کر اوسکی درست کیا اور روانہ ہوا اس فرقہ انگلشی
کے جمعیت حواس اور استقلال اور صف آرائی اور حزم و احتیاط مین کچہہ شک نہین جیسا کہ آداب حرب مین
یگانہ روزگار ہین اگر ملکداری اور احوال پرسی اور تفقد و تفحص حال رعایا مین اسکے عشر عشیر بہی متوجہ ہون اور
بندہای خدا کے ماجرا کو بہو نچکر غمخواری اور دلداری کرین شاید اس جزو زمان مین کوئی فرقہ ان سے بہتر

لیاقت ریاست کی نہ رکہتا تہا لیکن عدم التفات کرنا ان لوگون کا اسوقت ایک بلائی بے نیاد ہے کہ تمام ملک
کی خلق اللہ کمال عجز و اضطرار مین ہے **الغرض** بادشاہ نے مع کامگار خان کے فتح پاکر شادیانہ ظفر بجوایا تعاقب
نہ پایا بعد اطمینان معلوم ہوا کہ دلیر خان نے بکمال دلیری جانفشانی کی اور اصالت خان نے بہی میدان رزم مین
اپنی اصالت ظاہر کرکے راہ عقبی لی اور دونون سرداران جلادت نشان کے رفقای نمک حلال بہی
اپنے سردارون کی خدمت مین روانہ عدم ہوئی اور میر لیاہ پسر نے بعین زخم نیزہ سے ایک آنکہ نذر و کہلا کر مقید ہوا
اور رحم خان بہی اپنی جان پر رحم کہا کر قید کے زخم مین قدم لایا ہے **القصہ** دلیر خان اور اصالت خان کو
بعد انتقال اوس فرار کی جوار مین جو درمیان فتوحہ اور بیکنٹہ پور کے واقع ہے دفن کیا باقی مقتولان کو اکہی
جگہ گاڑ دیا اگر اسی تعاقب مین فوج بادشاہ کی پہونچتی تو قلعہ مین ایک بہی محافظ تہا اور رام نراین کا وجود
و عدم برابر ہوجاتا اور بے حرج قلعہ فتح ہوجاتا لیکن شہر کے لوٹنے کا خیال اور شریف و وضیع کی سراسیمگی کا خیال ہوا
لہذا فتح قلعہ کا دہیان کامگار خان وغیرہ کے دلمین نہ آیا بہر صورت بندہ مع ایک آشنا کے ڈاکٹر کے مکالمہ
مین بیٹہا تہا کہ رام نراین کی شکست کی خبر آئی اول یقین نہوا جب متواتر یہی خبر آئی اور زخمی ماسور لوگ
بہاگی ہوئی پہونچے اور معتمدین نے عبد اللہ اور رام نراین کے مجروح آنے کی خبر پہونچائی بندہ میر موصوف
کی عیادت کو جو کہ میرا دوست اور صادق الولا تہا گیا شہر والون کو بڑا اضطراب ہو رہا تہا مصطفی قلیخان
برادر مرزا محمد ایرج خان نے اپنے متعلقون کو سواری کشتی کوٹہی انگلشی کی قریب بہ میرانور وزیر لایا اور
خود میر عبد اللہ کے گہر جو کوٹہی مذکور کے قریب مین تہا اور اوسوقت اوس کوٹہی کا مالک مسٹر امیٹ تہا آیا
بندہ بسبب تجرید اور افلاس کے بے وسواس تہا اوسکا اضطراب دیکہکر کسقدر متحیر ہو کر نصیحت کی
اوسنے شماتت سمجہکر وہ انکار بہتا ناپسند کیا متعلقون کو وہین چہوڑ کر خود دوسری جگہ گیا اور مسٹر امیٹ نے
رام نراین کے دیکہنے کو جا کر تسلی کی اور اونکی حفاظت کو اپنا پہرہ بہیجدیا رام نراین نے جب مشورہ
پوچہا مسٹر امیٹ نے جواب دیا کہ گفتگو ہی بے فروغ اور تحریر دروغ ہمارا ضابطہ نہین ہے جسطرح ہو افواج
مشرقی کے آنے تک دفع الوقتی کرو رام نراین نے اپنی کم جراتی کا عذر کرکے وعدہ حاضری بعد
صحبت کیا جب دو تین روز گذرے اور کوئی قلعہ مین نہ آیا لشکریان رام نراین کے بہاگے ہوئے آکر
جمع ہوئی اور قلعہ کی حفاظت مین مستعد ہوئی اور خبر قریب پہونچنے میرن کی مع لشکر کرنیل انگلشی کے کامگار خان اور بادشاہ کو ملی
اور یہ لوگ فوج مذکور کے استقبال کو مشرق رویہ روانہ ہوئی

میرن کا لڑنا کامگار خان سے اور اول حملہ مین بہاگ جانا اسکا فتح پانا

مخفی نہ رہے کہ قبل ازین میرن نے کبہی لڑائی نکی تہی نہ بران خون آشام کے مو کے نہ دیکہے تہے نیزو

جوانی سے اپ کو شجاع اور دلیر بے مثال جانتا تھا لہذا جو فوج کہ خود بہمرہ تی کی تھی اور اوسپر اعتماد تھا
باین دعوی کہ بلا اطاعت فرقہ انگلشیہ کے فتح کرے اور انگلش کا بھی یہی ضابطہ ہے کہ بروقت جنگ کے
کوئی دوسری فوج کو اپنے شریک نہین کرتے تاکہ انتظام درہم نہووے اگر کوئی سردار بناہ چاہے تو کچھ مضائقہ نہین
کرتے بناءً علیہ دو نو فوج جدا جدا اگر متصل تہی آئی ہین جس تاریخ کو کہ واقع میدان چنپیڈ مقابلہ ہوا میرن نے
مع اپنی فوج کے علحدہ سوار ہوکر صف آرائی کی اور کرنیل نے مع دیگر سرداران کے حسب ضابطہ فوج و توپخانہ
کی ترتیب دی اور اپنے سپاہیون کو مستعد کرکے رو بمخالف ہوئی ادہر بادشاہ کے لشکرین کوئی ایسا نتھا
کہ دلیر خان کی جگہ لیوے لہذا کامگار خان نے اپنی فوج دو حصہ کی اور قادر داد خان ولد خالق داد خان ترین
الہ آبادی اور غلام شاہ کو ہراول کیا اور خود مع باقیماندہ فوج کے انکی پشت کے سرے پر استادہ ہوا اور
بادشاہ مع اپنی فوج کے نمود کیواسطے سوار ہوکر سب سے پیچھے تماشائی ہوا جب طرفین سے مقابلہ ہوا قادر داد خان
نے مع غلام شاہ کے فوج انگلشیہ کو چھوڑکر بلاے ناگہانی کے مانند میرن کے سرپر جا پہونچا بمجرد یورش کرنے کے
میرن کے چھکے چھوٹ گئے اور رو بفرار ہوا اور دور تک بھاگا چلا گیا ہمراہیون کو بھی چار ناچار بھاگنا پڑا بعض
جو شجاع اونمین تھے باوجودیکہ اون فراریونکو ملامت کرکے لوٹ آنیکو کہتے تھے اور نامرد لوگ آقا کا بھاگنا اپنے حق مین بہتر سمجھکر پہرے
فوج انگلشیہ نے توپ اندازی شروع کی میرن کو اس خبر سے مجتمع ہوکر معاودت کی سوجھی اوسکے آتے ہی
قادر داد خان مقابلہ پر گیا تیر باران شروع ہوا اول ایک تیر محمد امین خان کے سینہ پر جا لگا جو حقیقی خالو میرن کا
اوسکے برابر دوسرے ہاتھی پر سوار تھا اور اوسی تیر سے اسکے مرغ روح نے گوشہ کالبد سے پر پرواز باز کیا بعد ازان
ایک تیر میرن کے کلہ پر لگا جو بن دندان تک سوراخ کر گیا اور اوسی گرمی مین دوسرا تیر گردن مین پہونچا
مگر موت مین دیر تھی جان سلامت رہی قادر داد خان کے ہمراہی میرن کے ہمراہیون سے بڑھکر طرفین سے بہت
مجروح و مقتول ہوے میرن کو ایسی بدحواسی تھی کہ ترکش سے تیر نہین نکال سکتا تھا کمان ہاتھہ مین لئے ہوے
سر ہلا رہا تھا کہ مبادا کوئی دوسرا تیر پہونچکر کام تمام نکرے نزدیک تھا کہ اس مرتبہ بھی شکست کہاوے مگر
فوج انگلشیہ نے قادر داد خان کے پہلو سے سر اوٹھاکر باڑہ مارنا شروع کی اور گولی کے لگتے ہی قادر داد خان نے جان دی
کامگار خان نے جو اسکے پشت پر تھا دو پہر پہونچا اپنی فوج کی قلت اور انگلشیہ کی آتشباری کی کثرت دیکھکر پایداری
مناسب نجانی لاچار روانہ ہوا غلام شاہ اور عزیز اللہ خان بخشی شاگرد پیشہ بادشاہ مجروح اور اسیر غنیم ہوکر
مقتول ہوے اور اسطرح پر میرن کو فتح ملی کامگار خان نے بادشاہ کو لیکر بہار کی راہ لی میرن نے بعد شام پانچ
سے اپنی جراحات کا التیام کروایا مقتولین کے تجہیز و تکفین کی فکر ہوئی چند روز اوسی میدان مین رہا شہر کے لوگ بخدمت
بندہ سمیت سب حاضر ملازمت ہوئی مگر میر عبد اللہ اور رام نراین بسبب جراحات کے حاضر نہوسکے فقط

بادشاہ کا مع کامگار خان کے براہ کوہستان مرشد آباد جانا اور بیربہوم اور بردوان سے نکلنا میر جعفر خان کا مرشد آباد سے مضطرب الاحوال واسطہ مدافعہ اونکی کے اور میرن کا واپس ہونا افغانان وغیرہ ان

کامگار خان نے دو تین روز بہار میں رہکر مصلحت کی کہ الحال مرشد آباد جانا چاہیے اور میر جعفر خان کو وہاں سے
اوٹھانا چاہیے لہذا اسباب ہای موجودہ ہمراہ لیکر مع بادشاہ بطریق یلغار کوہستان تنگ سے اوس طرف روانہ ہوا
اراہ وغیرہ جو دشوار گذار تھے کسی نامین نہ رکھا میرن نے اس ماجرے سے آگاہ ہوکر بسبیل ڈاک خط اطلاعی والد کو
تحریر کیا اور رام نراین سے مدد لیکر اکثر اوسکے سرداران ہمراہی کو مع اوسکے بھائی دھیرج نراین کے
ہمراہ لیا اور جس راہ سے کہ کامگار خان اور بادشاہ گئے تھے خود بھی چند روز بعد عازم ہوا میر محمد جعفر خان نے
جب ورود خط فرزند سے حال دریافت کیا مضطرب ہوا فوج کو فراہم کرکے اور نیز روسای انگلشیہ سے مدد خواہ
ہوکر فوج گران سے تاریخ معینہ پر مرشد آباد سے برآمد ہوا اور یہ التزام کیا تھا کہ اوسکا فیل سواری انگریزی
تلنگون کے درمیان میں رہے اور خود مع عورتوں اور مصاحبوں فراہم کے اونہیں کے درمیان میں روان تھا
اور پس و پیش بھی انہیں لوگوں کی حفاظت رہتی تھی تا آنکہ میرن پہونچ گیا اور میر جعفر خان کی دلجمعی ہوئی
اونیز شیو بھٹ اور بابو خان مرہٹے اور راجہ بشن پور نے ملحق ہوکر بادشاہ کی ملازمت حاصل کی اور میر قاسم خان
داماد میر جعفر خان حسب الطلب اپنے سسر کے رنگپور سے کہ وہاں کا فوجدار رہتا تھا آپہونچا اور لب دریای دمودر پر خیمہ کیا
کامگار خان نے اوسکی خبر سنتے سولہ کوس سے اوپر دوڑا اگر وہ پیشتر کوچ کرکے سسر سے جاکر ملحق ہو گیا لیکن
مرہٹوں نے کسیقدر دوڑ کر اوسکے گرد و پیش نمود داری کی میر جعفر خان نے باتفاق فرزند و داماد و فوج انگلشی
کے متوجہ سپاہ بادشاہ ہوا کامگار خان نے اسقدر فوج کثیر سے لڑنا اپنی طاقت حوصلہ سے باہر دیکھا
رات کو ریکر بیچ نقارہ کوچ جانب عظیم آباد کیا میر جعفر خان نے مخالف کو مغلوب دیکھکر فوج کو دریا پار
کرکے ارادہ تعاقب کیا شیو بھٹ نے مع کامگار خان کے پائداری کرکے غنیم کو تنگ و بازمین مصروف
کیا تا آنکہ باربردار پیشگاہ چار پانچ کوس راہ طے کر گئے بعد ازان شیو بھٹ نے بھی مع کامگار کے راہ لی جب میر جعفر خان کی دلجمعی ہوئی
شیخ عبید ابوہاشم کو جو پیشتر سراج الدولہ کا نوکر تھا بدین خیال کہ بادشاہ سے رسم مراسلات رکھتا ہے دم توپ کرایا

لوٹنا بادشاہ اور کامگار خان کا عظیم آباد کو اور آنا موسیو لاس فرانسیس کا ملازمت میں اور ساکنان شہر کو اضطراب حاصل ہونا

کامگار خان نے جب فوج بنگالہ کا ازدحام دیکھا دوبارہ عظیم آباد کو لوٹا میر جعفر خان اور
میرن آسایش طلبی میں اور نیز اس نظر سے کہ فوج انگلشی پیادہ پائی میں اس تک و دو سے خستہ ہوگئی تھی

طالب آسایش ہوئی اطراف بردوان مین آکر منتظر ہوئی تھی کہ مرہٹہ اور بادشاہ اور کامگار خان کے ارادہ
کی تنقیح خبر دریافت ہو جب کہ بادشاہ اور کامگار خان بردوان مین تہا بموجب انکی طلب کے موسیو لاس
جیتپور سے عظیم آباد پہونچا اسکی خبر سنی چونکہ عظیم آباد مین نہ فوج انگلشی تھی نہ ہندوستانی نہایت اضطراب ہوا
اعیان شہر و سرداران کو بھی مسٹر امیت وغیرہ اور رام نراین سے ملحق ہوئی ہرچند انگلشی ہو سبب ضابطہ
ولایت کے شاد ان سے تھے مگر اپنی مغلوبی اور تسلط موسیو لاس کا یقینی جانتے تھے اور رام نراین اور
مصطفی قلیخان نام کو بھی دونو ہمراہ لیکر چلتے تھے اغوا شہر نے میر جعفر نامی کو جسکے مکانات مین وہ لنسیے کرایہ
دیگر فروکش ہوتے تھے اور اوسکو کسیقدر موسیو لاس سے تعارف تھا بہیجکر استفسار حال کیا جب وہ
واپس آیا معلوم ہوا کہ بالفعل اوسکا ارادہ رزم کا نہین ہے اسی سبب سے تھا کہ چونکہ راہ دور سے آیا تہا
اور نیز احوال لشکر عظیم آباد سے مطلع نہ تہا ورنہ اگر مطلع ہوتا شکار رفت جاتا ہرگز تسخیر مین تقصیر نکرتا اگرچہ
سابق مین رام نراین کی فوج شکست پا چکی تھی اسکے یورش کی متحمل نہ تھی اور کوٹھی انگلشی مین بھی
ایک کمپنی اور چند سرداروں کے سوا کچھ فوج نتھی خلاصہ یہ ہے کہ میر جعفر خان نے اسکے مضمر سے آگاہ ہوکر
سکنا سے شہر کو مطمئن کیا لیکن ہنوز قرار واقعی جمعیت نتھی تا آنکہ موسیو لاس نکور سے لہا لی پور سے کوچ
کرکے نزدیک حصار سے تلسی منڈوی ہوتے بہار کی راہ لی اور دو تین کوس پر جاکر اقامت گزین ہوا
انکے جانے سے گویا عظیم آباد والون نے جان تازہ پائی میر جعفر خان کہتا تھا کہ اوائل آشنایان عظیم آباد کا مثل عبداللہ
اور مصطفی قلیخان اور میر افضل وغیرہ کا استفسار کرتا تھا انکا اسلام کیکے بعد اونکا حال کہا جب میں نے اوسکا حال
استفسار کیا اسنے ایک بیت پر جواب مختصر کیا بیت از ما خبر مگیرید کہ با دل شکستہ ایم چون خاک رہگذر کم
و بر سر آتش نشستہ ایم القصہ بہار مین پہونچکر بارودت وغیرہ کی [illegible] مین شہر وقت ہوا
سامان سرانجام کی خبرین عظیم آباد پہونچتی تہین تا آنکہ کامگار خان مع بادشاہ کے بردوان سے [illegible]
کرکے اپنے ملک مین پہونچا اور موسیو لاس بھی اوس سے ملحق ہوا اور خادم حسین خان سے کہ عزالدین مشتمل اخلاص
اور رسوخ اور تقدم خیرم بردوہی اور وصول زر راجہ دولبہ رام سے آنے لگے اسیطرح میر افضل کشمیری
بھی بادشاہ کی اعانت زر و شورہ سے کرتا تہا لیکن خادم حسین خان سے پہونچنے مین دیری اگر جلدی پہونچتا فتح
عظیم آباد مین بادشاہ کو بڑا دست قدرت ہوتا

محاصرہ کرنا بادشاہ کا اور کامگار خان کا قلعہ عظیم آباد کو اور زین العابدین کا حصار لوٹنا مگر فتح نہونا بسبب نامردی بعض رفقا کی اور کپتان نکس کا بردوانی رام نراین کی مدد پر

چند روز بادشاہ اور کامگار خان نے بہار مین پہونچکر واسطے آسایش سپاہ کے قیام کیا اور عظیم آباد مین چونکہ سپاہ کم تھی

وہان کے ناظم اور ارکان دولت اور اعیان کو نہایت تشویش تھی رام نراین صلابت سپاہ و غیر متین سعی کی
اور در حقیقت کسیقدر جمعیت اور اژدحام ہوگیا اور ہمیشہ مرشد آباد کو ہم فوجی کے عرائض ارسال کیا کرتا تھا
کیونکہ اسکا بھائی مع فوج کے میرن کے ہمراہ تھا اور جو لوگ کوٹھی انگلشی کے اطراف مین منتشر تھے اونکو ستمراسیت سے
ہمراہ فہمیدہ طلب کرکے اپنے پاس تین کمپنی تلنگ مرتب کرلین اسی ضمن مین بادشاہ مع کامگار خان کے آپہونچا اور
قلعہ کو گہیر لیا اس طرف سے بہی مدافعہ ہونے لگا تھوڑی سی فوج جو قلعہ مین تھی وہی ہر طرف محافظت مین
مامور ہوئی۔ راو شتاب راے مقتضای شرم مبالغہ کے جو رام نراین کی رفاقت مین پائی تھی باوجودیکہ اکثر لوگ
مع ناظم کے اوس جلسہ مین شریک تھے مگر یہ شخص سب سے زیادہ جانفشانیان کرنے لگا راتون کو بدو
برج و دیوار حصار پر پائیداری مین رہتا اور اپنے ہمراہیون کی دلیری بڑہاتا تھا بادشاہ اور کامگار خان کی [illegible]
مشرق رویہ قلعہ کی تہی اور کامگار خان کے مورچہ دیوار پختہ قلعہ کے روبرو تھی پانچ چھہ روز کے بعد کسی شب کو
موسیو لاس مع اپنے ہمراہیون کے قلعہ کے جنوبی طرف عین غفلت مین زینہ لگا کر دیوار حصار پر چڑہ گیا
ڈاکٹر اور نیز بعض کپتان جو مع تھوڑے سے تلنگون کے ہمراہ وہان پر تھے بافوق طاقت سد راہ ہوے
کسی کپتان انگلشی نے جو مرد ضعیف تھا حقہ بان مین ہاتھ لگا کر کسی فرانسیسی کے سینہ پر مارا کہ زینہ سے
نیچے آ گرا خدا معلوم بچا یا مر گیا اور شتاب راے نے اپنے بندوقچیون کو اونکے پہلو سے بہیجکر بدو کی
فرانسیسیون کو حصار پر پہونچنا نصیب نہوا دو ایک روز کے بعد موسیو لاس مذکور نے غربی قلعہ کیطرف
تھوڑی رات گذرنے پر توپ اندازی شروع کی شہر والون کے دلمین نہایت خوف چہایا اور
شرقی طرف سے زین العابدین خان نے جسکا ذکر محمد قلیخان کے بیان مین ہوگیا ہے دیوار پختہ قلعہ سے جو کہ
کسیقدر فرانسیسیون کے ضرب سے شکستہ ہوا تھا زینہ لگا کر اور عملہ اپنے کو تشر کر کے بالای حصار آیا اور چند دیگر
سپاہ و رہی رفاقت مین اوسکے برابر جا پہونچے بندوقون سے نگہبانون کو حوزہ دیوار سے بہگا دیا چونکہ دیوار بلند
تہا تاکہ اوپر سے زینہ اوٹہا کر ادہر لگائے اور اس تعجیل مین دیر لگی کہ ہیر دل خان بلوچ جو برجی کی نگہبانون کی
مدد پر آپہونچا عسکا ہر گاہ گیر و دار بلند ہوا ڈاکٹر فلرٹن بہی مع تلنگون کے آگیا بندوق کی مار شروع ہوئی ناگاہ زین العابدین
کے پیر مین گولی لگی جسکے صدمہ سے ساق کی ہڈی چور ہو گئی اور رفقا نے اسکو نیچے اوتارا اسکے اوتر
دوسرے گردن بلندون کو فرار و نشیب سوجہنے لگا کسی کی جرأت نہ بڑہی بندہ اہل شہر کے شور و غوغا اور
آواز توپ و تفنگ سے بیدار ہو کر میر عبد اللہ صفوی کے دیوانخانہ مین آیا اوسوقت طرفین کی یورش پر آگاہی
ہوئی تمام محلہ مین بڑا اضطراب تھا اول برج کو اوس دیوانخانہ کے صحن سے اوسطرف گنگا کے کنارے
فاصلہ بعید پر علم اور علامت فوج انگلشی کے ظاہر ہوئی اور پھر بندہ نے دیکھا کہ ہو کوٹھی سے جو قریب تھا برجہ

بجز دو فرنگی اور کپتان روانہ ہوئے ہیں ہر وقت جستجو معلوم ہوا کہ کپتان نکس کس قدر فوج سے عظیم آباد کی مدد کو
پندرہ روز میں بردوان سے آیا مسٹر امیٹ صاحب کلان کوٹھی نے اوسکے لانے کو کشتیاں بھی ہیں بندہ اور ان
بندہ اور میر عبد اللہ باتفاق رام نراین کے پاس جو کہ اسمعیل قلیخان کے باغ میں قلعہ کی فصیل پر وسط حصار میں
مقیم تھا گیا دیکھا کہ اوسکے اوپر منہ خشک چہرہ حواس پژمردہ بیٹھا ہے اور ڈاکٹر فلرٹن بھی تیمار پرسش ہے کیونکہ لوگوں کو
یقین ہوا تھا کہ آج کی رات ایسی گذری یا اور فوج شاہی کی راہ ہو گئی تھی کل کی رات بھی یہاں ہوئی ہے پہلوان خان اور اوسکے ہمراہی بھی جو
دوسرے کی تاب نہیں پڑتی جو محافظت کرے اگرچہ وہ سوراخ مٹی سے بند کر دیا ہے مگر خوف جو لوگوں کے
دلمیں بھرا ہے کوئی اقبال حفظ نہیں کرتا اگر یہی حال ہے تو صبح آئندہ کو قلعہ مفتوح اور رام نراین مجذوب و
مغلوب ہوگا چونکہ بندہ کو ڈاکٹر صاحب سے اخلاص تھا وصول فوج انگلشی کی بشارت بندہ نے دی
متعجب ہو کر بولا خانصاحب کہاں سے بندہ نے جملہ کیفیت کی شرح کی نہایت خوش ہوا اور رام نراین نے
گویا دوبارہ حیات پائی ہرکارہ بھی تحقیق کو جا کر یہی خبر لائی بعد طلوع صبح میر عبد اللہ اور ڈاکٹر صاحب کی کوٹھی میں آیا
مسٹر امیٹ اور کپتان نکس سے چونکہ آشنائی تھی ملاقات کی معلوم ہوا کہ چار کمپنی تلنگہ اور ایک کمپنی ولایتی
ہے لیکن چونکہ اونہیں منزل راہ پندرہ روز میں طے کی تھی نہایت ماندہ تھے کپتان بھی اکثر انکے ہمراہ
پیادہ پا چلا تھا تاکہ تلنگوں اور گوروں کو عذر نہو اور دریا عبور کرنے کے آنیکی وجہ یہ تھی کہ مبادا فوج بادشاہی استقبال کر
کے فراہم نہو اور عظیم آباد پہونچنا میسر ہو اور اگر یہ ہو تو بدت ملتی کی اور از سبب محاربہ ہو جائے اور کیونکر انجام ہو خیر مسٹر امیٹ نے
اوسیوقت شراب و طعام وغیرہ سرداران اور سواران کو پہونچا کر استراحت پر دلالت کی تمام دن اونہوں نے
آرام کیا شام کیوقت کپتان نکس نے حسب ضابطہ فوج کو آراستہ کر کے مع دہل و کرنا ساعت نجم سے دروازہ
مغرب سے نکلکر شہر کے راستہ ہو کر بڑے شوکت و شان سے داخل قلعہ پختہ بادشاہی ہوا اس خبر والونکو
تسلی ہوئی فوج بادشاہی یورش سے دست بردار ہوئی اوسی شب کو کپتان نکس نے مع دو کپتان
دیگر اور ایک ہرکارہ کے مخفی باہر نکلکر راستے دیکھے اور سمجھے کہ کسطرف ازدحام ہے اور کامگار خان
کدہر ہے دوسرے روز دوپہر کے وقت کامگار خان عریان خواب میں تھا اور مردم مورچال بھی جیسا کہ آئین ایشیا ہے
آرام طلبان ہندوستان کے اپنے کام میں غافل مشغول تھے کپتان نے تھوڑے آدمی سے نکلکر ایک شلک
ماری مورچہ والے مضطرب ہو کر بہاگ گئے ہوئے کامگار خان مجبور ہوا باہر نکلنے کی راہ نہ پاتا تھا بہزار خرابی
ننگے پاؤں ہی ہاتھ وہاں خیمہ سے باہر ہوا اور کپتان نکس چند نشان اوسطرف کے مع دیگر سامان کے لیکر آیا اوسکے
بعد کامگار خان نے وہاں پر اقامت مناسب نہ جانی شہر سے باہر میدان میں خیمہ برپا کیا لیکن آبادی سے
دور تر تاکہ ایک شبخون رات کو دشمنوں پر ماری اور چند روز کے بعد وہاں سے طرف گیا تو ہوسکے آیا اور شروع نیند لیست

اور تفصیل زر کا کیا بادشاہ کو مجبور اپنا دوست رکھا تھا چونکہ بادشاہ کو کسیطرف سے اطمینان نتھی ناچار
اوسکی رضاجوئی کرتا تھا والد کو مکرر طلب فرمایا وہ مرحوم اس اندیشہ سے کہ حکام عظیم آباد آزردہ ہون
عذر خواہی کرکے نہ آیا اس باعث سے کسیقدر بادشاہ آزردہ خاطر ہوا کامگار خان نے عرض کی کہ شیو بھٹ
مرہٹہ کو حکم ہو کہ اوسکی جاگیرات مین یورش برپا کرے اوسوقت ضرور حاضر ہوگا بادشاہ نے حکم دیدیا
لاچار والد نے شیو بھٹ کو اس کام سے باز رکھکر عزیمت حضوری کی رام نراین نے جو اس عزیمت کی
خبر پائی جانا کہ بندہ کی صاحبان انگلشیہ سے ناچاقی ہو اس حال کو بڑے طور پر مسٹر امیٹ سے ظاہر کیا
اور کہا کہ غلام حسین خان آپ لوگون کے پاس آنکر یہان کے حال سے باپ کو مطلع کیا کرتا ہے اور
الحال اوسکا باپ باوجود واگذاشت جاگیر کے ارادہ رفاقت بادشاہ کرتا ہے پس غلام حسین خان کو
تاکید کیجیے کہ اپنے باپ کو اس عزم سے مانع ہو مسٹر امیٹ نے بندہ سے بنابر تحریر خط مخالفت والد کے کلمہ
ارشاد فرمایا بندہ نے جواب دیا کہ بخدا جسوقت سے بندہ حاضر حضور ہے خط کیا بلکہ زبانی پیغام تک والد کو نہین بھیجا
جو کچھ رام نراین نے کہا محض غلط ہے اور بعض راست ہے والد ابتک بہ حیلہ ترک رفاقت بادشاہ
کرکے خانہ نشین رہا اب کہ بادشاہ نے اظہار ناخوشی کرکے ایذارسانی پر کمر باندھی آپ فرمائیے کہ اسکی
کیا تدبیر ہے جسوقت کہ رام نراین باوجود اقتدار نظامت کے عہدہ برآ نہوا والد بندہ جو عیال و اطفال
مین پڑا ہے کیونکر حکم بادشاہ سے سرتابی کرسکتا ہے رام نراین اس خیال سے کہ مبادا والد یہان آکر
آپ صاحبون سے ملاقی ہو اور آپ لوگ اوسکی لیاقت سے راضی ہوکر یہان کی صوبداری اوسکے
واسطے تجویز کرین اوسکے انکار و ادبار مین اور والد باوجود ہونے سیدان کے عدم انقیاد سلطان
کی تاب نہین رکہتا البتہ ضرورتاً بادشاہ کے پاس جاویگا اگر یہ منظور ہے کہ وہ بادشاہ کے پاس
نجاوے شہر مین آنیکا حکم دیجیے بدون اس تدبیر کے اور کوئی وجہ بادشاہ سے نکلنے کی نہین ہے
مسٹر امیٹ جو کہ مرد عقلمند تھا میرے حرف مدعا کو سمجھکر بولا کہ درحقیقت تمہارا کہنا درست ہے
مگر خط لکھنے مین کچھ مضائقہ نہین بندہ نے اوسی جگہ خط لکھدیا اور مکرر استمالت کیواسطے کہدیا کہ رام نراین
کو ایسی گفتگو سے بندہ اور والد کی بدنامی منظور ہے اور اس قسم کی مخالفت سے کچھ اثر نہین ہوسکتا
کہ والد بادشاہ سے نہ ملین اگر یہی منظور ہے تو والد کو اسی جگہ بلا لیجیے ورنہ جسطرف اپنی عزت و آبرو
جان و مال کی حفاظت نظر آویگی اوسکی تعمیل کرینگے فی الحقیقۃ ایسا ہی تھا کہ بندہ کو والد اور بادشاہ
اور برادر اور دوست اور دشمن سے کبھی خط کیا پیغام تک نہ تھا بلکہ اگر دوسری طرف سے ایسی حرکت
بھی ہوتی تو بندہ اپنی روبرو نہ آنے دیتا کیونکہ دغابازی اور بیوفائی اور جو کچھ اس قول سے ہو

شکر خدا کا کہ بندہ کو منظور نہین رہی اور اتباب بھی نہین ہے اور اللہ تعالی نے اسباب اپنے فضل و کرم سے ساتھ
کام و آرام سے رکھا اور اکثر لوگون کو دیکھا کہ باوجود دانائی اور فہمیدگی کا کچھ نہ تھا مگر مبتلا ہوئے انواع بلیات ہوئے مصرع
من ہمان شیدہ یارینہ کہ بودم ہستم ۔ القصہ والد مرحوم حسب ذکر بالا حسین آباد سے ع سنبھلے بیٹے تقی علیخان کے
لشکر بادشاہ مین آکر مورد الطاف ہوا اور دستار سربستہ اور پارقب ملبوس خاص کا خلعت ملا اور مدار المہام
کار شاہی اور صاحب دستخط ہوا اعلی اور ارکان لشکر کا مرجع ہوا کامگار خان بھی مجرے کو آیا اور موشیر لاس سے
بھی ملاقات کی اور بادشاہ مع کامگار خان اور موشیر لاس وغیرہ کے راجہ سندر سنگہ اور بھرت سنگہ وغیرہ کے
ملک مین قاعدہ نگاری سے گرد و پیش امون بسر کرتا تھا اور احکام ابدالی کے اصدار حکم کے انتظار مین رہتا تھا
اسی اثنا مین خادم حسن خان جو کہ ہمیشہ میرن سے سرگران اور بے اطمینان تھا قاصد اعانت بادشاہ ہوا
ملک پورانیان کو حسب دلخواہ غارتگر کے اور رعایا برایا کی لوٹ مار سے روپیہ جمع کرکے منتخب فوج کے ہمراہ مع سامان
لائق کوچ کرکے اپنی جگہ سے متحرک ہوا مع پانچ چھ ہزار سوار اور سات آٹھ ہزار پیادہ بندوقچی اور چالیس توپ
خورد و کلان کے شمالی دریا کی راہ سے عظیم آباد کو عازم ہوا اور حاجی پور کے نواح مین جو عظیم آباد کی مقابل
اور شہر کے اوترخ گنگا پار لب دریا واقع ہے پہونچا اگرچہ آنا انکا قبل پہونچنے کپتان نکس کی جب کہ بادشاہ
عظیم آباد گھیرے ہوئے تھا ہوتا تو قلعہ مفتوح اور خادم حسن کی واسطے عجب نام اور بادشاہ کو کمال تقویت ہوتی

پہونچنا خادم حسن خان کا قریب حاجی پور کی اور رام نراین کا مضطرب ہونا اور کپتان نکس کا لشکر فتحیاب ہونا

جب قریب پہونچے خادم حسن خان کی خبرین پہونچین رام نراین نے کوٹھی مین آکر مسٹر اسمیت سے قلت فوج ظاہر کرکے
چارہ جوئی کی مسٹر اسمیت نے یہ صلاح دی کہ بالفعل بادشاہ حصار سے دور سرگرم سیر و شکار اور تحصیل زر کا ہے
تھوڑی سی فوج اپنے ساتھ رکھکر باقی کپتان نکس کے ساتھ مقرر کر دیا کپتان نکس کو خادم حسن خان کی
لڑائی کا مستعد ہوتا ہی رام نراین قلت فوج کپتان اور ارادہ جنگ سے حیران ہوا جب عزم جزم سمجھا اپنی فوج
رخصت کو گیا اور شیخ حمید الدین اور صاحب داد خان وغیرہ اپنے جماعہ دارون کو معین کرکے تاکید
عبور فرمائی صاحب داد خان نے اپنا علم مع اردو کے درمیان دوابہ گنگا کی جو دریا و نہر کی تھا بھیجا
اور شیخ حمید الدین خود اوس طرف گنگا کی رہتا تھا بنا بر اطاعت آقا حاضر ہوکر ساتھ لشکر کرا دیا اور کپتان
مع تین چار کمپنی تلنگہ اور ایک کمپنی ولایتی اور دو ضرب توپ مع گولہ وغیرہ لیکر قاصد عبور ہوا چونکہ راجہ شتاب رائے
انکی دوستی کا دم بھرتا تھا اور دو سو سوار و پیادہ کی جمعیت سے مسٹر اسمیت اور کپتان نکس نے اسکو بھی
صلاح رفاقت دی اور اسنے کشادہ پیشانی سے اقبال کیا بلا تامل ہمراہ کپتان کے عبور کرکے

اوسکے لشکر مین داخل ہوا فوج رام نراین کی بےضابطہ تھا ہنوز دس روز جاہیے تاکہ تنخواہ پاکر اسباب درست کرین ہنوز نہ اوتری تھی بلکہ شیخ حمید الدین نے کہ فوج ہزاری کو عبور کیا تھا دو تین کوس او ہر فرو کش ہوا اور ایکرات راو شتاب رای سے قبل جنگ ہونی کے کہا کہ کیا آپکو پروا نہ ہوئی ہین راجہ رام نراین تمہارے وجود سے ناراض اور دفعہ کا خواہان ہے کیونکہ دوسرے کا دخل اس صوبہ مین نہین چاہتا ہے اور مجھے بھی واسطے ہضم کرنے ایک لاکہہ روپیہ میری تنخواہ کی چاہتا ہے لہذا اس جنگ مین ہین اور تمہین بہچانتا ہے خادم حسین خان کو وعوی برابری جعفر علیخان سے ہی اور کیونکر نہو کہ چھہ سات ہزار سوار اور دس ہزار پیادہ برقنداز آتش انداز منتخب اور چالیس ضرب توپ ہمراہ ہین کپتان ہو پانسو پیادہ لیے جاتا ہے ایسے کیا ہوتا ہے اگر فرض کرو کہ آپنا اور رد فین کا ایک ایک پیادہ ہے لیکن کچھہ بن نہ پڑیگی سبار ہے ہلاک ہونگے ہرگز تم رفیق نہو کوئی عذر کرکے کنارہ گزین ہو اور بندہ ہرگز شریک نہو گا یہ کہکر رخصت ہو اور صاحب داد خان خود ہنوز شہر مین تھا کہ خادم حسن خان کپتان نکس کی لشکر سے چھہ سات کوس پر آرہا

کپتان نکس اور راو شتاب رای کی لڑائی خادم حسن خان سے اور فتح پانا اوسقدر لشکر گران پر

جب کپتان نے خبر سنی کہ خادم حسن خان چھہ سات کوس آگیا شام کو راو شتاب رای کی خیمہ مین آکر شبخون کا مشورہ کیا کہ چونکہ ہماری فوج کم اور غنیم کی کثرت ہی اس ملاحظہ سے ہمراہی لوگ خوفناک ہوجاینگے بہتر یہی ہے کہ شبخون کیجے تاکہ انتظام برہم ہوا اور لوٹ مار مین اوسکی طاقت جو بڑہی ہوئی ہی گہٹ جاے شتاب رای نے قبول نکر کہا ہم بہرصورت آپکا مطیع و ہمراہ ہین کپتان نے کہا بہت اچہا آپ بہی طعام تناول کرکے آرام فرمایے اور رفقا کو بہی آسودگی کا حکم دیجیے نصف شب کو روانہ ہونگی الغرض شتاب رای نے حسب الاشتعار عمل کرکے نصف شب کو طیار ہوا اور کپتان نے بہی ایک کمپنی لشکر مین چہوڑ کر مع باقی فوج شتاب رای کے ہمراہ لیکر ہرکارہ کی رہبری سے جو کہ راہ دیکہے ہوے تہا لشکر غنیم کو راہی ہوا اتفاقا تاریکی شب کی سبب سے ہرکارہ راہ بہول گیا لشکر کو پہونچا دو گہڑی سے کسیقدر کم و بیش رات رہی تہی کہ کپتان نے گہڑی نکالکر فتیلہ بندوق کی روشنی مین دیکہا کہ رات نہایت تہوڑی باقی ہے شتاب رای سے کہا کہ اب وقت نہین ہے کہ شبخون کرین لیس دونو لشکر کو واپس ہوکر پہونچے تھے کہ صبح ہو گئی ہنوز ہاتھہ منہ نہ دہوے تھے کہ خادم حسن خان کا لشکر نمودار ہوا کپتان نے طیار ہوکر شتاب رای کو بہی مطلع کیا شتاب رای بہی جلد حاضر ہوا باہم شریک ہوکر مع فوج استادہ ہوئے خادم حسین خان نے کسیقدر فوج بہیجکر کپتان کی بہیر اور بنگاہ غارت کرادی اور نیز جو لوگ عظیم آباد سے کپتان کے نان کو جاتے تھے اونکو تلف کیا بعضو انے فرصت پاکر راہ فرار لی کہاروں نے بعض کپتانو کی پالکی اور اسباب وغیرہ جو کچھہ ممکن تہا لیکر دریای گنگ پہونچکر کشتی پر پار کردیا چونکہ ایسے ہی وقت کیواسطے ہمیشہ کنارہ پر لگی رہتی ہین اور عبور کرکے عظیم آباد پہونچے اور نیز دیگر فوج خادم حسین خان کی چند ٹکڑے ہوکر ہر طرف سے فوج کپتان پر حملہ آور ہوئی

طرفین سے آتش باری شروع ہوئی خادم حسین خان کی فوج برابر گولہ برس رہا تھا کپتان اور شتاب رائے
مستقل استادہ ہو کر حکم شلاک نہین دیتی تھی مگر جو لوگ متصل پہونچے اونکا دفعیہ کرتا تھا کبھی سواران شتاب رای کو
آگی بڑہا کر اونکی تیر و گولی سے منہدم کرتا کبھی توپ انگریزی سے وہ ہوئین اوڑاتا اسیطرح دو پہر تک گرمی بازار
رزم رہی آخرکار میر افضل بخشی فوج خادم حسین خان نے بموجب حکم آقا اپنی فوج کو دو حصہ کر کے حملہ آور ہوا اب
توپ کی نوبت ہو چکی اور اکثر لوگ خادم حسین خان کے مجروح و مقتول ہوئی گہوڑون کو بگ چہٹ دوڑاتے ہوکر
صفوف کپتان پر آگرے اوسوقت توپ بند اور بندوق کی باڑہ شروع ہوئی بندہ لب دریا کوٹہی انگلشی کے
غرفہ سے سواروں کا تماشا کر رہا تھا اور مستر اسمیٹ وہین پہ پالکی کو بہیجتا تھا اور کہتا یہ کہ پالکی انگلشی کو
شاید کوئی سردار یا انگلشی مجروح ہوا اور بندہ کو بہی معاینہ کرایا بہاگنے والی جو نکہ خادم حسین خان کے
ساتھ ہی مضطرب فراری ہوئی آتی تہی جو کوئی آتا خادم حسین خان کا غلبہ ورادہر کی مغلوبی کی خبر پہونچاتا تھا
تمام لوگ عظیم آباد کی و سرداران کوٹہی اور راجہ رام نراین گوش بر آواز تہی کہ کیا خبر آتی ہے بندہ مستر اسمیٹ
اور میر عبد اللہ وغیرہ دوستون کی تسلی کر رہا تھا اور کہتا تھا کہ یہ گروہ بہاگا ہوا آتا ہے سو یون کہتا ہے اور
باروت کا دہوان ابتک اوڑ رہا ہے اگر کپتان مغلوب ہوتا لڑائی کون کرتا اسی عرصہ مین عبد اللہ کے گہر مین
بندہ آیا اور لب دریا بندہ مع دیگر لوگون کی منتظر کہڑا تہا کہ دیکہی کیا ہوتا ہے ناگاہ شلک کی آواز بہاری کان مین آئی
تب بندہ نے کہا الحال اگر پہر توپ کی آواز آئی تو سمجہو کہ کپتان غالب ہے ورنہ مغلوب پہر توپ کی
صدا نہ آئی بعد ازان چند لمحہ تک آواز بندرہی لوگونکو تشویش ہوئی تہی پہر توپ کی آواز آئی بندہ نے کہا
کپتان غالب ہوا اور خادم حسین خان نے شکست پائی لوگ باور نکرتے تہے حیران تہے بعد چند آواز دنکی
توپ کی صدا موقوف ہوئی ایک شعلہ سا بلند ہوتا اور پہر فرو ہو جاتا تہا اسیطرح مگر معلوم ہوتا تہا کہ کوئی تہا جو کہ
باقی رہا تہا اوسوقت کپتان کا رقعہ مستر اسمیٹ کے نام متضمن فتح اور شکست غنیم کی آیا مستر اسمیٹ نے
فوراً خبر مذکورہ ہر ایک اپنی دوست کو کہلا بہیجی بندہ کوٹہی مین جا کر گرم اختلاط تہا کہ ناگہان گہڑی دن رہے
کپتان نکس مع راو شتاب رای کی اوس ہیئت سے کہ گرد و غبار آلودہ اور عرقناک تہے آپہونچا اور لڑائی کا
حال اور فتح یابی کی کیفیت اور شتاب رای کی شجاعت بیان کی اور پہر وہ شتاب رای کی تعریف کر کے
کہتا تہا کہ مینی ایسا نواب نہین دیکہا در حقیقت نواب یہی ہے رام نراین اور مصطفی قلیخان اور محمد آفاق کوتوال
وغیرہ مع اعیان شہر کہ اس خبر کے سننے کی حاضر ہوئی تہی خیال یہ سمجہتا کہ دو نو سردار بہاگ آئی ہین کیونکہ شکست
خادم حسین کی اوس جماعت کثیر سے کسی کے خیال مین نہ آئی تہی مستر اسمیٹ نے اسمقدمہ مین مبالغہ کیا
لیکن راجہ رام نراین وغیرہ معقول نہین ہوتے تہی مستر اسمیٹ نے کہا کہ اسوقت کپتان نے میر افضل کو لڑائی میں

منہزم لیا چونکہ فوج خادم حسین خان کی تھوڑی تھی لہذا مغلوب و منہزم ہوگی جب استقلال مین فرق آیا لوٹ جانا ضرور ہوا تاکہ شبخون سی محفوظ رہی اور کپتان نے جب دیکھا کہ میدان خالی اور خادم حسین خان مع فوج کی برگشتہ ہوئی کوس تک تعاقب کرکے توپ اور ارابہ اور مجروحون کو میدان سے لیکر احتیاط کی کہ باروت وغیرہ جو کچھ ہاتھ لگی اوسکو آگ لگادی وہ شعلہ جو نمودہ ہوئی تھی اوسی باروت کی ہوائی تھی بعد ازان وہان کی رہنی مین کچھ فائدہ نہ دیکھکر واپس آیا فوج کو مع سرداران کے وہین چھوڑ اپنا سنخاطر راو شتاب رای کی جو کہ ادب نہایت کرتا ہی اوسکو بھی ہمراہ لایا خبر اس تفصیل سے رام نراین کو کچھ تصدیق ہوئی اور دیگر اشخاص بھی مطمئن ہوے صبح ہوتی ہو یہہ خبر چاروطرف اوڑی اور تحقیق ہوگئی خادم حسین خان بتیا کیطرف چلا گیا اور افواج انگلشی مع مردان شتاب رای کی چند روز بعد دریا عبور کرکے عظیم آباد آئی اور شتاب رای کی حقوق لیاقت اہل انگلشی کی دلمین جاگزین ہوئی اسی ضمن مین آمد آمد میرن کی مع کرنیل کلیو سیف جنگ کی گرم ہوئی

آنا میرن کا اور خادم حسین خان کی سر پر جانا اور برق کا گرنا میرن کے سر پر آسمان سی واسطے مکافات اعمال کی اور رہائی پانا خادم حسین خان کا اسکی چنگل سی اور باقی حال شاہ عالم بادشاہ کا اور مستقل ہونا بادشاہی پر اوسکا شمشیر انگریز سے

جب میر جعفر خان اور میرن کو یہہ خبر ملی کہ عظیم آباد مین خادم حسین خان جا پہونچا نہایت اضطراب ہوا کیونکہ اول تو عظیم آباد مین فوج کی قلت تھی دوسری بادشاہ دریا طرف موجود تھا لاجرم میرن کا چلنا ضرور ہوا عزم سفر گرم ہوا اور عرائض رام نراین کی بھی متضمن اضطراب اور مسٹر امیٹ کی خطوط اپنی قوم کو اوسکی نام کیفیت مذکورہ مین اور نیز تاکید عزیمت مین پہونچی آخر کار میرن سپہ سالار مع فوج بیشمار و سامان ہزار در ہزار کے ہمراہی کرنیل کلیو سیف جنگ اور افواج انگلشی نیز جنگ کی آخر تابستان مین عظیم آباد کی نزدیک آیا اسوقت خادم حسین خان گنگا پار تھا پس داخل شہر ہوا شروع غرۂ اول ذیقعد سنہ ۱۱۷۳ ہجری کو عبور دریا کیا خادم حسین خان نی صدمہ جنگ کپتان نکس خوب دیکھا تھا اب اس فوج بیقیاس تراکم میرن کے ساتھ لڑنا اپنی تاب و توان سی باہر سمجھکر ظاہر مین تو بلند پروازی اور دون کی لیتا تھا مگر دلمین مغلوب اور مسلوب الحواس تھا اور کسی ڈہب سے باہر نکلجانی کا پہلو سوچتا تھا کیونکہ جو دریا چہ گنڈیک کہ کوہستان شمالی سے نکلکر حاجی پور کی غربی طرف گنگا مین ملا تھا اسکا سد راہ عبور تھا بدون کشتی کشتیون کے اسکا کہ تہ تہ شتم خدم کی ہمراہ تو ترابو دو تھا میرن چند کوچ متواتر کرکے خادم حسین خان کی لشکر کہ قریب آیا خادم حسین خان نے آخر شب کو اپنی بہیر بنگاہ روانہ کردی اور خود دوسرے جریدہ فوج میرن

مقابل ہوا اور میرن بھی بخوف جنگ بادشاہ کی جو کہ سابق مین دو زخم تیر کے کہا چکا تھا ہوس جنگ
چندان نرکہتا تھا اپنی جان کے حفاظت مین رہتا تھا اور افواج انگلشی بہی جلدی اور چابکی تعاقب سے
منع کرتا تھا بعد مقابلہ اور چند آواز توپ کی خادم حسین خان نے میدان سے رخ پہیر احسن جنگل مین جا مستور تھا
اوسکی راہ لی میرن نے تعاقب پکڑا تا آنکہ اسی حال سے قلعہ بہاہنی سے چند کوس پیشتر جاکر منزل گزین ہوا اور
خادم حسین خان ابھی بھی چند کوس پیشتر بکنار لب دریا متحیر تھا کہ اب کہان جاوی القصہ روز عمر میرن کے
تمام ہو چکے تھے اور چونکہ خان کی بھی بار برداری اکثر بسبب بیراہ روی کی اوسکی فرودگاہ تک نہ پہونچی تمام شب
خادم حسین خان قبل سوا مع ہمراہیون کے بسر کر گیا بڑی تکلیف سے غرہ شب آخر ہوئی اور باوجود
اس تکلیف کی اندیشہ صبح تھا کہ کل کدہر کو سفر کرینگا چونکہ شروع موسم برسات اور آرادۂ ظہر نیرلی میرن کی
گھات پر تھا شب مذکور کی دو تین گھڑی رات گذرنے پر باران شدید برسنا شروع ہوا اور بروز پنجشنبہ کی رات
اور ۱۹ ماہ ذیقعد کی تھی میرن اور اوسکی ہمراہیون کی نظروں مین جہان تار ہوا اور بعد انقضای ثلث حصہ شب
دو تین مصاحب مانند سید محمد خان مرحوم خلف علی رضا خان بن صفی خان بن اسلام خان اور ہمت خان
بن مصلح خان بن اعظم خان حاجی کہ اوس سے رخصت ہو کر اپنی خیمون کو سدہارے اور میرن نے بنابر احتیاط باد طوفان
خیمہ کلان سے اوٹھکر پال دیہرخان مین بنابر خواب تشریف لیگیا یہ ایک قسم خاص خیمہ کی ہے زمین دوز ہوتی ہے
الغرض ایک عورت فاحشہ منجملہ دیگر خواص کی جو ہمراہ تہین مع دیگر قصہ خوان اور خدمتگار کے حاضر ہوئے چونکہ
اس چند و نایۂ سیاہ کی ہنوز اجل موعود مین کچھ دیر باقی تھی اوسکو رخصت کیا اور خدمتگار نے چپی شروع کی اور
قصہ خوان نے واسطے خواب عدم کے داستان چہیڑی خدا معلوم اوس تیرہ باطن کی آنکھ بند ہوئی تھی یا کہ
سفیر قضا کے انتظار مین بعینہ واہتی کہ عین شدت باد و باران مین رعد نے گرجنا شروع کیا اور طرفۃ العین مین
برق جانسوز نے آنکھین دکھلا کر میرن کی سر پر رستخیز پیدا کیا جسطرح کہ چارپائی پر لیٹا تھا ویسا ہی جلکر تودۂ
خاک ہوا اور اوس مجرم سوختہ کی رفاقت مین خدمتگار اور قصہ خوان بہی راکہ کے ڈہیر ہو گئی بموجب بیت
زینہار از قرین بد زینہار و قنا ربنا عذاب النار الغرض جب تھوڑی دیر اوس چشم زخم کو گذری اور
پانی بند ہوا جاکر لوگ اوس خدمتگار اور قصہ خوان کی بدلی کو بطور معہود جاکر جو دیکھتے ہین تو آتش گلزار کا
سیر باغ نظر آیا بعض مقربین وغیرہ کو جو لوگ اوسکی خوابگاہ کی قریب اوترتے تھی اونہین بلا کر شور و غوغا سے
مطلع کیا اونہون نے تفحص حال کیا بث معلوم ہوا کہ پانچ چھہ باریک باریک سوراخ میرن کے کاسہ سر مین
گدی کیطرف اور بدن پر بطور ضرب تازیانہ کی کبودی ظاہر ہین اور تلوار متصل پلنگ پر تھی اوسمین بہی
دو تین جگہ سوراخ ہو گئی تھے اور نزدیک لوگ کی گداختہ ہو گئے تھے اور سر کے طرف کی خیمہ کی چوب پوسیدہ

ہو گئی تھی جب یہ خبر جناب فضائل مآب حضرت شیخ محمد علی حزین کو اللہ مغفرت کرے اوسکی تمنا اوال میرن سے خود آگاہی رکہتا تھا فرمایا کہ برق اندازی عالم کی دیکہو ہو کیونکر جنبہ مین جاتی ہے
مجھ بیدر ترم تا قانی یعنے ویسا ہی ہوا جیسا کہ کہا تہا

غرق ہونا دختران بیچارہ مہابت جنگ کا بموجب حکم میرن کے دریا مین اور مشاہدہ کرنا خلق کا انتقام الہی کو تماشہ فور آور آشکارا

جب میرن نے خواجہ ہادی خان اور میر کاظم خان کے قتل سے فراغت پائی اور انکے باپ نے صداقت محمد خان ولد آغا باقر عمدہ زمیندار جہانگیر نگر اور شیخ عبد الوہاب کنبوہ کو محض گمان فاسد سے دم توپ کر دیا باپ بیٹے نے تشویشات سے رہائی پائی مگر بیٹا اسراف زیادہ مایل ہوا اکثر مرد ہلاک کرنا اختیار کیا حتی کہ بعض بعض لونڈیون اور حرم کو بہی اپنے ہاتھہ سے بضرب شمشیر ہلاک کر ڈالا اور کہا کرتا تہا کہ تصفیہ کے یہی معنی ہین کہ جس سے کچہ بہی بدگمانی ہوا اوسے حوالہ خنجر کرنا چاہیے لہذا اسنے اپنی ایجاد کے بموجب آمنہ بیگم اور گہسیٹی بیگم دختران مہابت جنگ سے بدگمان ہوکر وہ غدر علتہ کامل بہم پہونچایا یکہ حاکم جہانگیر نگر کو جسکا نام جسارت خان اور صاحب صلاح و صدائی انتہا اونکے قتل کو حکم بہیجا اوسنے درجواب لکہا کہ بندہ اونکے باپ کا نمک پروردہ اور مرہون احسان ہے یہ عمل شنیع بندہ سے نہین ہوسکتا پس حکومت جہانگیر نگر کی دوسرے کو دیجیے بندہ سے یہ امر نہین ہوگا آخر الامر میرن نے خادم حسین خان کے مقابل جانیکا ارادہ کیا کسی رفیق بدبخت کو مامور کیا کہ جہانگیر نگر جاوے اور اس بہانہ سے کہ مرشد آباد چلو زنہای مذکور کو کشتی پر سوار کر اگر معاودت کرے اور نہ آباد سے دور نکلکر اونکو غرق کردے اور جسارت خان کو لکہا کہ اون دونون ضعیفہ کو فلانے کے ہمراہ روانہ مرشد آباد کرو میرن تو عظیم آباد روانہ ہوا اور فرستادہ جہانگیر نگر کی راہ لی اور وہان پہونچکر دونون بہنون کو لیکر جب مقام دلخواہ پر پہونچا کہا کہ غسل کرکے لباس صاف و پاک پہنو لوبلکہ اپنے ارادہ سے بہی آگاہ کرا دیا اس خبر سے بڑی بہن گہسیٹی بیگم نہایت مضطرب ہولی لیکن اوسکی چہوٹی بہن امنہ بیگم نے کہا کہ عبث خوف کہاتی ہو آخر ایکروز ضرور مرنا ہوگا لیس چونکہ ہم گنہگار ہین شکر خدا کو وسیلہ نجات ہاتہہ لگا اور اپنا بوجہ میرن کے لئے ہی پر چہوڑ کر روانہ ہوتے ہین پس غسل کیا اور بجائی کفن عمدہ لباس پاک پہنا اور بجائی خوشبو کے خاک پاک سید الشہدا علیہ السلام کی بدن پر لگائی اور گناہگاری سے تائب ہوئین اور دم آخر میرن پر نفرین کرکے کہا آخر تو ہم تیری گنہگار ہین میرن کی کچہ تقصیر نہین کی اور اوسپر ہمارے خاندان کے حقوق پرورش ہین جسکو وہ فراموش کرکے ہین

ناحق مارتا ہی لہذا ہماری عرض ہی کہ اُسکے سر پر بجلی گرا تا کہ ہمارا اور ہماری اولاد کا انتقام ہووے پس بموجب طلب اور دیگر اعتقادات حقہ زبان پر لاکر غریق بحر رحمت نامتناہی الٰہی ہوئیں لوگ کہتے ہیں کہ اوسی شب کو میرن کے سر پر بجلی گری تھی اور بعض ایک مہینے کا فرق بتلاتے ہیں یعنی بسطر جیسے کہ آخر شوال سنہ مذکور کو ان بی بیوں پر بلا نازل ہوئی اور ۱۹ ذیقعدہ کو میرن پر برق گری و اللہ اعلم غرض و انتقام میرن سے معتمدین بلکہ مصاحبین سے دریافت ہوا کہ میرن نے اس سفر میں ایک بند کاغذ میں نام دو تین سو نفر کا لکھا تھا اور کہتا تھا کہ بعد فتح خادم حسین خان او ر بادشاہ کے لڑنے کے پہونچکر ان لوگوں کو صفحۂ ہستی سے مٹا کر یا برام تمام سلطنت مقیم ہونگا اور کسی بد خواہ سے کچھ اندیشہ نرہیگا خدا نے ایسا کیا کہ خود بدولت ہی مثل نقش غلط کا بیوہ ہستی سے مٹ گئے اور ہزارہا مخلوق نے اوسکے ہاتھ سے رہائی پائی پوشیدہ نرہے کہ حکیم علی الاطلاق اور خالق انفس و آفاق جسوقت کہ بندوں اپنوں کو بیچ نہایت شر اور فساد کے غرق دیکھتا ہے روا نہیں رکھتا کہ ایسی ایسی باتیں ناروا کریں اور بندگی اوسکی سے غافل رہیں پس غرور السلطان ظالموں کا او ہر اون کا کرتا ہے تاکہ تنبیہ مفسد و نکی قرار واقعی ہو لیکن ہمیشہ ظالم کو اوپر مخلوق کے پایداری حکومت نہیں ہے چنانچہ جیسا کہ مخبر صادق نے ارشاد فرمایا ہے کہ الملک یبقی مع الکفر ولا یبقی مع الظلم مضمون اس حدیث کا یہ ہے کہ بقاے قیام سلطنت کافر کی رہتی ہے اور ظالم کی حکومت ثبات اور قرار نہیں پاتی اگر بعد تنبیہ و سیاست مفسدونکی ظالم پھر رہیں اور ظلم سے باز آئیں اور دست تعدی دراز نکریں ممکن ہے کہ مالک الملک براہ مہربانی انکو قایم رکھے اور شجر حکومت ثمر ریاست دوام سے بار آور ہوا اور جو یہ حاکم مامور دست ظلم کو تاہ نکرے منتقم حقیقی ایسا جابر و زبردست ہے کہ اسکو بھی سنبھلنا دشوار ہو جاوے اور بلا کی اسکی فوراً نمودار ہووے کہ تیر دعاے مظلوماں بہت جلد نشانہ اجابت پر پہونچتا جیسا کہ مشہور ہے بیت بہت ڈراہ مظلوم نیسے ہنگام دعا ظالم چو کہ آتی ہے درحق سے اجابت پیشوائی کو بس خداوند کریم غالب اور قادر اور توانا ہے اوپر ہر چیز کے

رجوع باقی احوال لشکر میرن کا اور دیگر کوائف کا

نوروہم ذی قعدہ روز پنجشنبہ کے اول صبح کو خبر واقعہ عظیمہ کی کہ اس واقعہ آسمانی اور بلا ہی ناگہانی کی رات شب اوپر میرن کی گذری تھی کسی معتمد نے جا کر کے خبر کرنیل سیف جنگ کو کہ رئیس تمام فوج انگلشیہ اور بنا یا استظہار عساکر ہند کا سردار تھا پہونچائی اوسنے بھی بموجب صلاح معتمد و ستانیوں کے اخفا اس واقعہ کا مناسب سمجھا اور لشکر میرن کا کرنیل صاحب کے روبرو جا لب کیا آنت اور رودہ نکالکر اوسی جگہ دفن کردیا اور نقارۂ مراجعت بجا کر اوسکی لاش فیل سوار میں رکھکر اسطور سے

کیا ہوں ہو فوج کی باہر سے روانہ ہوا اور شہرت دی کہ وہ بیمار ہے لیکن لوگون پر ظاہر ہوگیا کہ مردہ کو ہودج مین کیا ہو گویا سراج الدولہ کی شہیدکا انتقام ہوا بصورت کرنیل صاحب قلعہ بتیا کی متصل پہونچکر حسب التماس وکلائے رام نراین کے توقف کیا اور وہانکی زمیندار سے بپیام انفصال معاملہ کا نہایت تاکید سے دیا اوسنے فوج انگلشی کی خوف سے انقیاد واطاعت اختیار کی اور دونون لشکر بتیا سے نکلکر کرنیل کی ریاست مین آئے اور جنازہ میرن کا طیار کرکے جلدی سے کہہ دن بہ دریائی گنگا کے کنارے پہونچایا اور وہانسے کشتی پر اوسکی لاش نہایت تعفن اور خرابی مین راج محل پہونچی جسجگہہ اوسکا اب بہی مقبرہ موجود ہے مدفون ہوا) فاعتبروا یا اولی الابصار) اور لشکر مع دیگر سرداران کے عظیم آباد پہونچکر مقیم ہوا راجہ لاج بلبہہ بنگالی جو پیشتر شہامت جنگ مرحوم کا دیوان اور اسوقت میرن کا تہا لشکر میرن کا سردار ہوا اور رام نراین تو خود عظیم آباد کا نائب تہا اور اوسکا بہائی جو میرن کی ہمراہ تہا انگریزوں

ذکر ہی مسٹر امیت کے کلکتہ جانے کا اور اوسکی بعد کرنیل سیف جنگ کی سپردا کے اور سرداران انگلشیہ کی باہم نفاق شروع ہونا

جب تک کرنیل کلیف ثابت جنگ کلکتہ مین تہا فوج اور کوٹہی کی دونون ریاست اسیکے متعلق تہین جب وہ اپنی ولایت کو قاصد ہوا کام بنگالہ اور نیز اس جماعت کی ریاست کا اس صوبہ عظیم آباد و بنگالہ وا اوڑیسہ مین جو بسبب سابق کی وسیع وعظیم ہوگیا تہا کرنیل مذکور نے مسٹر امیت کو کل ریاست کی لایق نہ سمجہکر شمس الدولہ ہنری وانسٹرٹ جو مسند راج کا صاحب کلان ہوتا کوٹہی کلکتہ کی سرداری مین تجویز کیا اور نیز کونسل مین بہی یہ رائے تجویز ہو کر مقرر ہوئی کہ بالفعل بعد ثابت جنگ کی مسٹر ہلول کو کلکتہ کا صاحب کلان کیجی بعد ازان جب شمس الدولہ آئے اس ملک کا مدار المہام ہو اور باعتبار ایام سابقہ اور نیز درجہ نوکری اور قاعدہ کلیہ کے مسٹر امیت اس عہدہ کا امیدوار تہا اس تقرری کی خبر سے مکدر ہوکر عظیم آباد بذریعہ تحریر گفتگو کرنے لگا جب ثابت جنگ ولایت چلا گیا اور مسٹر ہلول کو بہی گورنری پر بیٹہنا نہایت ملول ہوا کاروبار عظیم آباد کا چہوٹے صاحب کے سپرد کرکے عازم کلکتہ ہوا اور بعد چند روز کے کرنیل سیف جنگ بہی یہانسے چلا گیا اور شاید اس سے کوئی تقصیر ہوئی تہی کہ ریاست فوج سے معزول ہوا اور اوسکی جگہہ پر میجر کرنانگ مقرر ہوا ــ میر محمد جعفر خان میرن کی فوت سے جو حواس رکہتا تہا وہ بہی کہو بیٹہا ملک ومال فوج وسپاہ کے کاروبار مین تخلل ہوا میر قاسم خان کہ سید میر تقی خان بن امتیاز خان خالص تخلص ولایت شد امیر ای عہد گذشتہ مین دیوان بادشاہی عظیم آباد کا تہا میر جعفر خان کی دامادی مین تہا لیکن سسر داماد کی صحبت ہمیشہ ناچاق رہی اور میرن زیادہ تر ناچاقیمین ساعی تہا

اس سبب سے میر جعفر خان اکثر اپنے داماد میر قاسم خان سے راضی نہ تھا لیکن بضرورت بسبب
مورد الطاف کرنے لگا اور خدمت پورنیہ کی علاوہ خدمت رنگ پور کی اوسکو مقرر کی اور بعض
سوال وجواب کیواسطے اوسکو کلکتہ بھیجا چونکہ میر قاسم خان اپنے خاندان مین نہایت کارگزاری
اور امتیاز رکھتا تھا اصحاب کونسل سے وہ گفتگو کی کہ اپنی محبت کا نقش اونکو بوجہ خاطر مین
منقش کر دیا اور کونسلیو کے دلمین یہ بات قرار پائی کہ بہ نسبت میرن اور میر محمد جعفر خان کی میر قاسم خان کی
لیاقت سرداری کی زیادہ ہے الغرض میر قاسم خان نے جس کام کو آیا تھا درست کرکے مرشد آباد کو معاودت کی
میر جعفر خان بھی کسیقدر خوش ہوا چونکہ کوئی اولاد نہ تھی ضرورتاً میر محمد قاسم خان مرجع جمیع امور ہوا
اور اس ضمن مین بسبب مرگ میرن اور تغافل میر محمد جعفر خان کے تنخواہ سپاہ مین عرصہ بسیار
منقضی ہوا اور انکا تقاضا شدید ہوا چند بار مساجبت کرکے گذرا بعدہ دار الامارۃ کو محاصرہ کیا
میر قاسم خان نے اصلاح کرادی اور اسی عرصہ مین چند تقریبات سے میر قاسم خان کو کلکتہ جانا پڑا
میر جعفر خان اس بارہ مین پس وپیش کرتا تھا لیکن تقدیر سے نہو سکا کہ مخالفت کرے چار ناچار
مرخص کر دیا اور میر محمد قاسم خان روانہ کلکتہ ہوا اسوقت مین مستر ہری ونسترت المعروف
نصیر الملک شمس الدولہ بہادر کلکتہ پہونچے اور وہان کے گورنر ہوئے میر محمد قاسم خان چونکہ اوس
زمانہ مین پورنیہ جانے کا بھی خیال رکھتا تھا کہ فوج بھرتی کرے علی ابراہیم خان بہادر کو جنکا ذکر
خوبیونکا بسبیل اجمال مہابت جنگ اور فتح شمشیر خان کے حال مین لکھا گیا ہے اور اندنون مین
میر محمد قاسم خان کا رفیق تھا حکم دیا کہ بارادہ پورنیہ اور تالیف قلوب مردم قدیمی اور مرشد آباد کے
کر تیار ہا اور خود کلکتہ کو روانہ کیا اب بادشاہ اور کامگار خان اور بعض سوانح عظیم آباد کا بنا بر انتظام و اختصار
حال لکھا جاتا ہے

ذکر ہوا احوال عظیم آباد مین ہجر کرنک کا باتفاق راجہ رام نراین اور راجہ راجبلبھ کا
ساتھ بادشاہ اور موسیو لاس سے لڑنا اور بادشاہ کی شکست ہونا موسیو لاس کا
محصور ہونا اور دیگر حالات جو وہان پر ہوے اور تسلط پانا میر محمد قاسم خان کا
اور سرداری صوبہ مرشد آباد کے نائب شفالق العباد سے

میرن کو شروع موسم برشکال مین سوختہ خرمن حیات ہوا لیکن اوسکی فوج اس نظر سے
کہ بادشاہ اور کامگار خان سر اٹھانا موجود ہین متعینہ صوبہ مذکور ہوکر مقیم تھی ریاست اوسکی راجہ
راجبلبھ دیوان میرن سے متعلق تھی اور رام نراین خود اوس صوبہ کا نائب تھا اوسکی فوج ملازم

اوسکی ہمراہ تہی اور فوج انگلستنی بہی وہین پر مقیم تہی برسات کے سبب یہ کل فوجین جس جگہ
تہین وہین مقیم رہین اور اس عرصہ مین بادشاہ داودنگر صوبہ بہار کے قرب وجوار تک برابر سیر وشکار کرتے رہا
بدین سبب کہ اسکے لشکریون کی معاش منحصر کہیتون پر تہی اور اوسکی چارپایہ اور حیوانات ہمراہی کو بہی
چراگاہ ضرور تہا مگر مدت مدید تہا اور چونکہ صوبہ مین تسلط درست نہوا تہا باوجود سلطنت کے
مثل بنگالہ غارتگری کرتا تہا دانہ گہاس وغیرہ ماکول شرب اوسکے ہمراہیون اور چارپایون کو
مطلق ملتا تہا راجہ بنیادسنگہ برادرزادہ راجہ سندر سنگہ اور پہلوان سنگہ بسبب تسلط کامگار خان کے
عار و شرم سمجہتی کے روبرو بادشاہ کی نہین آتے تہے اور چونکہ کامگار خان کینہ دیرینہ سندر سنگہ اور اوسکے
اولاد و اقربا سے رکہتا تہا اپنی ملک کو محفوظ رکہکر اوسکے ملک کی پامالی کا روادار تہا ایکروز بنیاد سنگہ
قلعہ ٹکاری سے قلعہ گورو اجہان متعلق چہوڑ آیا تہا جاتا تہا یہ خبر بادشاہ اور کامگار خان کو پہونچی فوج مغلیہ
ملازم بادشاہ قریب ہزار سوار کے اوسکے قید کر لانیکو مقرر ہوئی فوج مذکور نے جاکر قید کرکے حاضر کیا
وہ چند روز نظر بند رہا اور والد مورخ کے نام پر الطاف و پیغام ارسال کرتا رہا کہ اگر آپکے وسیلہ سے میری رہائی ہو
اور بادشاہ نظر لطف مبذول فرمائے بندہ اپنی فوج جمع کرکے کار بادشاہی کامگار خان سے بہتر انجام دے
اور فتح سنگہ میرا بہائی جو بنگالہ مین ہے فوج جعفر خان کی بادشاہ کیطرف رجوع کرکے حاضر حضور ہو اور اگر بادشاہ
کامگار خان کی خاطر کرکے اوسکے وسیلہ پر چہوڑیگا چونکہ اس وجہ مین ہمارا ننگ وعار ہے ہمسے کچہ دولتخواہی
اور رفاقت بادشاہ کی نہو گی والد نے یہ جملہ مدارج بادشاہ کو سمجہا کر بنیادسنگہ کو رہا کرایا اور اوسنے
والد کی ملازمت کرکے انکے وسیلہ سے شرفیاب حضوری بادشاہ ہوا اور آمادہ جانفشانی اور رفاقت ہوکر
اپنی فوج کو طلب کیا اور عملہ کو حکم دیا کہ اسباب حرب اور غلہ وغیرہ سامان کی فراہمی مین کوشش کرین
کامگار خان نے بعد ایکروز کے اظہار ملال بادشاہ سے عرض کیا کہ اگر بنیادسنگہ نے اسطرح خلاصی پائی
غلام ترک رفاقت کرتا ہے بادشاہ نے دوسرے روز جب بنیادسنگہ مجرے کو گیا قید کرلیا والد اس حرکت سے
آزردہ ہوگیا اور بادشاہ سے یہ کلام سخت پیش آیا بادشاہ نے عذر کامگار خان کی ترک رفاقت کا کیا والد نے
کہا کہ کامگار خان کو اس صوبہ مین بجز آپکی اطاعت کے کوئی تدبیر نہین ہے بجز اس دردولت کے اوسکا
کہین ٹہکانا نہین ہے لیکن بادشاہ کو کامگار خان کی برہمی کا ایسا رعب چہایا تہا کہ کچہ سود نہوا والد نے
آزردہ ہوکر خانہ نشینی اختیار کی کامگار خان نے بنیادسنگہ کو رہا کرکے اپنی زیر احسان کیا اوسنے والد کو
پیغام دیا کہ اب بادشاہ مجہسے امید رفاقت نرکہے بندہ دو تین روز مین آپ کنارہ کرتا ہے آخر ایسا ہی ہوا
آخر بادشاہ نے بہادر علی خان محلی کو بہیجکر والد سے عذر خواہی کی والد نے جواب دیا کہ کامگار خان کی تسلط مین

بہار ارمغان لشکر مین محال ہی پس اب رخصت کا امیدوار ہون بادشاہ نے بہت سی دلجوئی کی اور
لاچار ہوکر رخصت دی فرمایا اگر بضرورت رخصت ہوتے ہو اچھا ہی علحدہ ہوکر جسقدر ممکن ہو ملک تسخیر کرو
اور رفقا فراہم کرکے بروقت حاضر ہو اور نیز چند ہزار روپیہ کامگار خان سے مخفی واسطے خرچ اور اعانت والد کے
ارسال کیے والد نواح جاگیر مین پہونچکر امر ماموره مین مصروف ہوا

ذکر مرشد اباد مین جلوس کرنے میر محمد قاسم خان کا اور مسند ریاست بنگالہ وغیرہ صوبجات کی تائید مالک الملک سے

جب میر قاسم خان بموجب ذکر بالا کلکتہ پہونچا اور شمس الدولہ اہنری دلنسرٹ سے ملاقات اور سلام وپیغام لیا
باہمی کلام مین میر محمد جعفر خان کی غفلت ورزی اور برہمی معاملات ملکی اور مالی اور بے انتظامی جملہ امور اور
سررشتہ فوج وغیرہ کا بیان کیا اور چند لوگون کو مانند چینی لال اور منی لال اور انکنون سنگہ ہرکارہ وغیرہ کی جو غفلت
اور عدم لیاقت خانہ کو رسے اوسکی سرکار مین مدار المہام اور مختار کار تھے شمار کرا کر انکی رسوائیان
بیان کین شمس الدولہ نے جو کہ فرقہ انگلشیہ مین عقل و دانش سے ممتاز اور نکتہ اور دقیقہ یابی مین
سرفراز تھا میر محمد قاسم خان کو لائق ملکداری اور ہوش وسلیقہ مین فائق دیکھکر اور میر محمد جعفر خان اور اوسکے
حالات مین غور رسی کرکے متردد ہوا کہ کیا کرے آخر اوسکے دلمین یہ ارادہ مصمم ہوا کہ میر محمد قاسم خان کو
نیابت کل سپرد کی وبکلیہ مختار کرئے اور میر محمد جعفر خان کی روزمرہ کو کچھ مقرر کردیجے تاکہ قاسم خان وجہ مذکورہ
بلا تامل اوسکو پہونچایا کرے اور یہ ارادہ اپنے احباب سے ظاہر کرکے مشورہ طلب ہوا رای اکثر
ارباب کونسل کی شمس الدولہ سے موافق ہوئی مگر مسٹر امیٹ جو کہ بدرجہ لاچاری کونسل کا چھوٹا صاحب
اور بعدہ مرتبہ شمس الدولہ پر تھا اور دو تین شخص اور مانند میجر کرنگ اور مسٹر السن اور مسٹر پاس کے
جو اوس سے متفق تھے اس رای سے راضی ہوئے اور چند قباحات اسمین بیان کیے اور جس امر مین
رای شمس الدولہ کی قرار پائی اوسکے برخلاف رد و قدح کرتا تھا بلکہ بذریعہ تحریر کے دونون شخص
ہمدیگر کی رای کے بابت ولایت لکھتے تھے اور ہر ایک دوسرے کی صاف رای کی شکایت تحریر کرتا تھا
اور اس باہمی نے ایک عالم کو برباد کیا جسکا حال عنقریب تحریر ہوگا القصہ جب رای شمس الدولہ کی
مصمم ہوئی میر محمد قاسم خان کو اس بشارت سے خورسند کیا اور یہ مقرر ہوا کہ شمس الدولہ خود جا کر
مرشد آباد مین اسکا بندوبست کرے قاسم خان نے خوشنود مرشد آباد کو معاودت کی شمس الدولہ نے
مع عماد الملک مسٹر ہشٹنک کہ جو انگریزون مین ابتدا سنہ ۱۱۷۴ ہجری سے آجتک کہ روز سہ شنبہ
۲۳ تاریخ ماہ رمضان سنہ ۱۱۹۴ ہجری سے کلکتہ کا گورنر اور اکثر ملک ہند کا مدار المہام ہے مع بعض

سردار اور نصف فوج انگلشی کی بنا بر انتظام امر مذکور قاسم خان کے عقب سے مرشد آباد کو
نہضت فرمائی اور میر قاسم خان نے علی ابراہیم خان بہادر کو تحریر کیا کہ نئی فوجیں بھرتی کرے
اور امیدواران وغیرہ مردم شہر کو تالیف قلوب کرکے اپنا رفیق کرلے اور اسباب تجمل سواری
قدیم و جدید سے جو کچھ مہیا اور میسر ہو اور عصا اور چھتر نقرہ موافق ضابطہ ہند کے تیار کرکے برسم استقبال
بلیاسی تک حاضر ہو خان والاشان کہ ہوشیاری اور سلیقہ کارگذاری میں یگانہ روزگار تھا
زیادہ اوس سے کہ میر قاسم خان نے خیال کیا تھا مہیا اور سرانجام کرکے استقبال کو گیا اور
میر محمد قاسم خان نے حسب خواہش اپنی جاہ و حشمت اور تجمل و شوکت سے داخل خانہ خود ہو کر
میر محمد جعفر خان سے ملاقات کی اور دوسرے روز شام کے وقت شمس الدولہ نے پہونچکر مرادباغ میں
نزول کیا اوسکی صبح کو میر محمد جعفر خان عازم ملاقات ہوا اور ایک ثلث دن گذرنے پر دریای
بھاگیرتی سے عبور کرکے مرادباغ میں پہونچا شمس الدولہ نے بعد تکلفات صوری کے راز دلی ظاہر کیا
اور جو صلاح ہوئی تھی ظاہر کی میر محمد جعفر خان نے انکار کرکے بڑا مبالغہ کیا شمس الدولہ نے کسیکو بھیجکر
قاسم خان کو بلایا اور اوس مقام پر جو کہ گفتگوئے نرم و سخت گذرا ہر چند شمس الدولہ نے چاہا
کہ میر محمد جعفر خان حسب صلاح منظور کرے اوسنے ایک نمانی اور قبل پہونچنے میر قاسم خان کے
سوار ہو کر چلا گیا وسط دریا میں کشتی سواری محمد قاسم خان کی اسکے نظر میں جلوہ گر ہوئی آنکھ
سے اوس طرف کا اشارہ کیا بدین غرض تاکہ وہاں پہونچکر کوئی فساد نہ اوٹھاوے خان مرقوم نے عداوت
سہلا کی شد بکی اوسکی بات نمانی بلکہ برسم تجاہل گویا کچھ بھی نہیں سمجھا [illegible] حرکت نکی باغ میں شمس الدولہ
کے پاس چلا پہونچا اوسنے سارا ماجرا اول سے آخر تک بیان کیا میر محمد قاسم خان نے کہا کہ یہ تو ہوا
اب میر محمد جعفر خان مجھسے بدگمان ہو کر میری جان کا خواہاں ہوگا شمس الدولہ نے جواب دیا کہ ہم لاچار [illegible]
اوسنے کہا کہ جب آپ لاچار ہیں بندہ کہ محض بیچارہ ہے کیا کرے چونکہ وقت طعام آگیا تھا شمس الدولہ
نے کہا کہ آپ ٹھہریں بعد فراغ طعام گفتگو ہوگی القصہ میر قاسم خان الگ جاکے بیٹھا اور علی ابراہیم خان
جسکو ہمراہ لیتے گیا تھا مشورہ آغاز کیا خان مذکور نے کہا کہ اول صاحب سے جو کچھ کہنا ہے کہہ لیجیے
اگر کوئی امر نہو اونسے اطلاع کرکے اسی جگہ سے اپنے ملازمین اور خزانہ کو طلب کرکے [illegible]
جانا چاہیے اور باغیوں کے طور پر باخت تاراج کرنا ضرور ہوگا چونکہ اکثر فوج آپ سے موافق ہے
اور کار آگاہ خان بھی مع بادشاہ کے متفق ہو جاویگا غالب ہے کہ اس تدبیر سے یہی کام دل خواہ حاصل [illegible]
چونکہ میر جعفر خان سے اطمینان نہ تھا یہ تدبیر درجہ لاچاری کو دلنشین کرلی فی الحقیقت مردان فوج

میر جعفر خان سے بیزار اور اسکی فرمان برداری سے اور جگت سیٹھ اور اوسکا بھائی مہاراجہ سروپ چند بھی
مخفیہ اسکا مددگار تھا خلاصہ میر قاسم خان نہایت حیران و پریشان تھا تا آنکہ شمس الدولہ نے طعام سے
فراغت پائی اور میر قاسم خان نے حاضر ہوکر کہا کہ اگر جیسا کہ معہود ہوا ہے اگر نہوا لاعلاج فساد نظر آتا ہے
شمس الدولہ یہ کلام سنکر علیحدہ ہوا اور مسٹر ہسٹنگ بہادر وغیرہ ارباب مصلحت سے و نیز مناظرات
در پیش رہے بعد گفتگوی بسیار کے یہ رای ہوئی کہ کل کے دن باتفاق میر محمد قاسم خان کو دار الامارت
جانا چاہیے اور جسطرح کہ معہود ہے انتظام کرنا چاہیے میر محمد قاسم خان بسبب اندیشہ کے جو میر محمد جعفر خان سے
رکہتا تھا اپنی فوج کو کہلا بہیجا تہا کہ اوسکی گہر سے دور مستعد و آمادہ منتظر رہیں اور عملہ کو حکم بہیجا تہا
کہ ہر ایک کو کہانا کہلوانا یہ سب امر حسب الحکم تعمیل ہوئی اب شمس الدولہ نے میر قاسم خان کو
مرخص کیا بدین قرار کہ کل اول صبح کو مع اپنی کل حاضرین ہمراہیوں کے حاضر ہو اور سرداران
فوج انگلشی کو بہی حکم دیا کہ گہڑی رات رہی فوج اور توپ تیار کرکے دار الامارہ کے دروازہ پر بجای مامورہ
مقررہ حاضر ملیں میر قاسم خان نے جب اپنی گہر جانیکا ارادہ کیا اول اوسکے رفیق کنارہ سے گہر تک
اژدحام کرکے واسطے حفاظت کے استادہ ہوئے بعدہ اوسنے دریا سے عبور کرکے سپاہ دولتخواہ کے
احاطہ میں دولت خانہ پہونچا اور تمام شب قاضی الحاجات کی درگاہ میں مناجات خوان رہا اور
تہوڑی دیر خیر طلب لوگوں کی دلجوئی میں بسر کرکے چند گہڑی استراحت پر مائل ہوا

ذکر ہے عروج نیر اقبال میر محمد قاسم خان کا معارج جاہ جلال سے اور رجوع ہونا کوکب بخت میر محمد جعفر خان کا افول اور زوال سے

جسوقت میر محمد قاسم خان کی صبح اقبال کی روشنی قریب ہوئی حسب معہود بخت بیدار کیطرح فرش
راحت سے شگفتہ اوٹھا اور مع رفقا اور ہمراہیان کی تیاری سواری کا حکم دیا جب بہت قریب ہوکر
پیش ہوئی کسوت اقبال و دلداری کو تن زیب کرکے طالع فرخ سے شگون فیروزمندی لیکر سمند اقبال پر
سوار ہوا اودہر سے قبل ورود میر قاسم خان کے شمس الدولہ ہنری ونسٹرٹ گورنر اور عماد الدولہ
مسٹر ہسٹنگ بہادر مع دیگر سرداران اور توپ اور فوج کے میدان صحن خانہ دار الامارہ میں پہونچکر
شاہراہ دربار پر اپنی لوگ مقرر کردی اور اودہر سے میر قاسم خان اسپ سوار مقابل نقار خانہ کے
جاکر استادہ ہوا پیغامبروں کی آمد و رفت شروع ہوئی ہرچند شمس الدولہ نے ہر طرح میر محمد جعفر خان کو
فہمایش کی کہ اگر تمہارا داماد تمہاری نیابت میں ملکی مالی کام کا سرانجام دے اور تم فارغ البال عیش
و کامرانی میں ایام زندگانی بسر کرو تو کچھ تمہارے لئے برائی نہیں ہے بلکہ بہبودی ہے اپنی تمہاری غفلت

کا ملک مین خلل اور سپاہ اور وظیفہ خوار مفلس ہین و دیہین مفلوک ہندو مالک ملک کردے ہین
نجیب و شریف بجان بلب ہین مگر ان باتون سے کچہہ سود نہوا اور اس جاہل مطلق نے فہمایش سردارون
انگلشی کی کچہہ نسنی اس بابمین جواب سوال مین کہ عرصہ دراز ممتد ہوا آہستہ آہستہ تلنگون کی بہیڑ بڑہ
ہوتی جاتی تہین اور توپ بہی طیار رو بدیوار دار الامارۃ تہی محمد میر جعفر خان کے رفیق جو دار الامارۃ
کے اندر اوسکی بموجب حکم حراست مین آمادہ تہے افواج انگلشی کی رعب اور ہراس سے جو کہ خدا نے
انہین ملک کے لوگون کے دلونمین مستولی کردیا ہے ہر ایک حیلہ و بہانہ سے اپنے اپنے گہرونکی راہ
لینے لگا آخر شمس الدولہ نے تنگ ہوکر کہا ہر گاہ یہہ مجہول امر معقول کو نہین سمجہتا اسکو استمرار دینا بے
کچہہ ضرور نہین جسمین رفاہ خلق کی صورت ہو تفصیل کرنا چاہیے چند سرداران انگلشی جو حاضر تہے اونہون نے
تصدیق کلام کیا اور ساتہ اسکے ہمداستان ہوے پس اوسنے میر قاسم خان کو حکم دیا کہ ہر سہ صوبہ کی
مسند ایالت پر بالاصالت بیٹہکر فرمان روائی کیجیے اور رعایاے مظلوم کی دلجوئی مین بہی مصروف ہوجیے کیونکہ
یہہ بیچارہ شرفا اور نجبا ان دو تو ہندوؤن کی ہاتہ سے نہایت تنگ ہورہے ہین اور اندرون دار الامارۃ
جو چند لوگ میر جعفر خان کے مخلصون مین رہگئے تہے اونہین بہی بدر کر کے کارخانون کے دروازون
اور نیز حرم سرا کے راستون پر تلنگون کی حراست مین مقرر کردیا اور خود داخل دار الامارۃ ہوکر
اور میر محمد قاسم خان کو طلب کر کے زیر شامیانہ کار چوبی جو دیوان عام کے ایوان مین کہنچا تہا مسند
میر محمد قاسم خان دوشنبہ کے روز دسوین ربیع الاول ۱۱۷۴ہجری کو نیابت سے گذر کر بالاصالت
ہر سہ صوبہ کی ایالت پر سرفراز ہوا اور نقارہ شادمانی بلند آوازہ کیا ہوا خواہان حاضر نے ہجوم کر کے
نذرین دکہلائین شاید شمس الدولہ نے تین چار روز تک سمرہ شتنگ عماد الدولہ کو مع افواج انگلشی کے
اوسکی حفاظت پر رکہا اور خود مراد باغ گیا اور میر جعفر خان کو جو محل سرا کے اندر اپنی عورتون اور لڑکونمین تہا
شمس الدولہ نے پیغام بہیجا کہ اگر مرشد آباد مین رہنا ہو کوئی مزاحم نہین جس مکان یا جس حویلی مین
منظور ہو اپنی اقامت کو پسند فرمائیے اور اگر کلکتہ کا چلنا منظور ہو تو بہی مضائقہ نہین ناظم معزول نے کلکتہ کا جانا منظور کیا
بجرہ اور کشتی کی درخواست کی جملہ سامان حسب خواہش مہیا ہوا اور میر جعفر خان بہ مجمعی تمام خزانہ
محال اور جواہر نفیسہ جو کہ نوادر تحفہ شجاع الدولہ اور علاء الدولہ سرفراز خان اور سیف خان اور مہابت جنگ
اور شہامت جنگ اور صولت جنگ اور سراج الدولہ کے تہے اور حرم سرا مین انہین دنون
کیواسطے منی بیگم کی تحویل مین جو کہ جعفر خان کے گہر مین میر خانہ تہی رکہتا تہا اور پارچہ ملبوس خاص
جو کہ یہہ بہی اونہین امرا کا اندوختہ تہا مع دیگر تحائف اور نوادر کے جو لوگون سے مستور تہا ہمراہ لیکر

مع عورات بہ خود لیا اور اوسکے خدم اور اطفال صغیر جو کہ تینون لڑکے اور تین لڑکیان تہین راہ
کلکتہ کی لی چند کمپنی تلنگہ کی حفاظت سے کہ ہمراہ ہو گئین دار الامارۃ مذکور مین پہنچا دیا اور میر جعفر خان نے
اوس شہر کے چوک کے متصل ایک چند زمین خرید کر کے طرح عمارت اپنی سلیقہ اور ہاتھ سے ڈالی اور
متعدد مکانات کی تعمیر کرائی اوسکی رفقا سے میرزا غلام علی بیگ حکیم بیگ نے وفاداری کی
اس فقیر اور مصر میں رفیق ہوا حقیقت تو یہ ہے کہ بجز اوسکے اور کسی دوسرے نے ہمراہی پر قدم نہ رکھا
اب بیان کا حال سنئے میر محمد قاسم خان نے اپنا خطاب نصیر الملک امتیاز الدولہ میر محمد قاسم خان بہادر
نصرت جنگ مقرر کیا اور خطاب مذکور بادشاہ سے اپنے واسطے طلب کیا اور ایک لڑکا اوسی قریب
جلوس میں حاصل ہوا تھا اوسکے مقدم کو مبارک سمجھا چونکہ علم نجوم مین بھی کسیقدر شعور رکھتا تھا
اور اس علم کے حکم پر معتقد تھا اوسکا زائچہ بڑے تنقیح سے منجمون سے بنوا کر اوسکے عروج کا معتقد ہوا
لیکن اوسکی عمر نے وفا نکی چو تین برس کا ہو کر فوت ہوا صوبہ عظیم آباد اوسکے نام مقرر کیا تھا بخطاب ملک شمس الدولہ
میر شمس الدین علیخان بہادر ناصر جنگ کا حضور سے طلب کیا اور اوسکو ہفت ہزاری قرار دیکر
چھوٹے چھوٹے ہاتھی گھوڑے مع زین و عماری مناسب قد و قامت کے آراستہ کیا اور چھوٹی
عمر کے لڑکے شاگرد پیشہ بنائے اور ہر فرقہ مین بھرتی کی گویا ایک تماشا تھا اور اپنے چچا میر ابوتراب
کو بھی کہ اول مین مرد مفلوک تھا معز الدولہ تراب علیخان بہادر صلابت جنگ کے خطاب سے مخاطب کر کے
منصب ششہزاری اور عطائے پالکی جھالردار اور علم اور نقارہ اور جاگیر اور رسالہ سے ممتاز فرمایا
اور اپنے چچا کے لڑکے کو ابو علی خان بہادر خطاب اور رسالہ دیکر عزت بڑہائی لیکن چندان
اسکا اعتنا و نہ تھا دراصل لیاقت بھی کم تھی اور چچا چند شخص خاص اور مستعد اور سرورتی کی فطرتی
نرکھتا تھا مگر ایسی حقوق دیرینہ اور تمیز دوستی کا جو لوگون کو اوس سے اور اوسکو لوگون کے
ساتھ تھا مرعی رکہتا تھا اور بقدر مرتبہ کلمہ خیر کے کہنے مین بحضور میر قاسم خان کے قصور نہین کرتا تھا
القصہ بعد تمہید و تشید مبانی عہود اور مواثیق کی جو کہ کونسل کلکتہ اور جماعۃ انگلشی سے انعقاد
اور انفصال پایا طرفین سے محرر اور مرقوم ہوا اور وضع سربرلانے کی باہم اتفاق خاص سے تشخیص پایا
میر قاسم علیخان رتق و فتق ملکداری مین مصروف ہوا متصدیون سے محاسبہ اور میر جعفر کے عملہ کے کاغذ کی
خیانت نکالنے مین مصروف ہوا ان لوگون مین بعض قدیم اور بعض جدید ملازم کردہ میرن اور میر جعفر خان
کے تہے بعض متصدیان قدیم کی بہی تالیف و ترغیب کرکے اس کام مین شریک کیا اور بعض اپنے متوسلون کو
جنپر اعتماد رکھتا تھا ناظر کیا تھا ابراہیم خان بہادر کو جو دیانت اور امانت مین یکتائے روزگار اور وفادار ہو

وفیقہ یابی میں ہوشیار تہا تنخواہ سپاہ کی کم وکیفیت میں بالتخصیص مامور کیا اور سوای اسکی اور مشکلات
امور بہی اسی پا رائے پر محول رہی ہوشیار ام نے اگرچہ ضوابط دیوانی کے درست کر کے افزد کئے تہے
مگر سخت گیر اور بد طینت تہا یہ شخص دریافت خیانت دفتر دیوانی اور بیوتات اور واقفیت خیانت دیگر متصدیوں پر مقرر ہوا
اور قدیم بخشی جو معتمد تہا میر منشی اور حافظ ابرار خان کے لقب سے نامزد ہوا اور بعض امور کا تفحص
اور تجسس اسکے بہی سپرد ہوا خواجہ گرگری برادر خواجہ پیدروس ارمنی توپخانہ کی داروغگی اور آراستگی
توپ وغیرہ اور قواعد سکہلانے پیادہ ہائے برقنداز کے حسب قاعدۂ فرنگ مقرر ہوا اور کمال تقرب ملا
گرگین خان بہادر لقب مقرر ہوا اسکا تقرب ایسا ہوا تہا کہ اوسکا دوسرا ہمخانہ میر قاسم خان میں کوئی نہ تہا
اسکے التماس کو میر قاسم خان کے دل میں وہ جگہ تہی جو آجتک کسی نوکر اور آقا میں نہیں سنی گئی
گویا شیطان کے مانند میر قاسم خان کے رگ وپے میں ایسا اثر کر گیا تہا شیخ سند علی لکہنوی جو کہ اجداد [illegible]
قصاب لکہنو سے ہیچکارہ محض تہا زمرۂ سپاہ میں درجۂ عالی کو پہونچا یہ شخص متعلق گرگین خان سے کچہہ کم نہ تہا
بعد اسکے مرنے کے بہتیجا اسکے بخشی رہا اور ہر ایک کے ہمراہ چار پانچ ہزار سوار رہا کئے چنانچہ اوسکا بہتیجا
فرحت علی کہ رسالہ میں کئی سو سوار ہی علی ہذا القیاس برکت کا بہی یہی حال تہا اور لڑکا اوسکا
محمد علی بخشی اور رئیس صاحب اختیار پانچ ہزار سوار ترک سوار کا تہا کہ بضابطہ انگلشی کے حوالدار
اور جمعدار اور صوبہ دار اور کپیدان رکہتے تہے اور اٹہارہ سوار شمشیر برہنہ کے ساتہہ ہمراہ چلتا تہا
کیونکہ اگر لڑائی میں کوئی روگردان ہو یہ برہنہ شمشیر والے بدون اجازت کے اوسکا سر اوڑا دیں
اور میرزا شمس الدین کو جوکہ ایام شباب سے میر قاسم خان کا یار اور مرد خوش اخلاق اور
ہوشیار تہا اور عظیم آباد میں قلوب مردم شہر اور لشکریوں کے رسائی تالیف کرتا تہا صاحب اور
بعض خدمات مثل ملبوس خاص اور دکانات حضور بادشاہ اور معاملہ جاگیرات مردم حضور وغیرہ پرگنات کے
مقرر ہوے اور بندہ کو مرشد آباد سے خط لکہا تہا قبل جلوس امارت کے لکہکر درخواست تنخواہ
مقرر کر کے تمنائی تہا کہ بندہ ارباب انگلشی کو ہی عظیم آباد اور شہر دیگر فرقہ مذکورہ سے جو کہ آشنا ہوں
سعی کر کے صوبداری عظیم آباد کی بہی اوسکو دلادی اور یہ خبر نہ کہتا تہا کہ یاوری بخت اوسکو نکالا کہ
تخت پر بٹہاتی والی ہے

میر محمد قاسم کا روپیہ جمع کرنا بطور مصادرہ کے مردم مرشد آباد سے اور بہم پہونچانا اسباب تجمل اور استعداد اوسکا اور کل کارخانہ کا انتظام کرکے جمعی سے آسودہ ہونا

میر محمد قاسم خان نے جب دیکہا کہ خزانہ تہی ہیں اوائل زرین متحیر ہوا جو کہ اپنی سپاہ اور نیز نوکران لطامت

اور افواج جماعہ انگلشی سے وغیرہ ہوا تھا لہذا اول بندوبست پرگنات صوبہ بنگالہ وغیرہ کا کرکے ضلع بردوان وغیرہ کو تنخواہ انگلشی مین مقرر کیا اور بعض جواہرات کو بھی انگلشی کے دین مین جماعہ مذکور کے ہاتھہ رہن کر دیئے اور موجودات سپاہ کو علی ابراہیم خان بہادر وغیرہ معتمدین نے دیکھکر دفتر بخشی گری کا تقلب اور تصرف نکالا اور شمار ملازمین کا بعد تصحیح وصحیح کے جو کچھ ثابت اور تنقیح ہوا اونکا حساب کیا اور اونکی تنخواہ کسیقدر نقد دی اور کسیقدر ماہواری کر دی اور بعض کی تنخواہ اینده پر موقوف رہی سپاہ جو کہ میر جعفر خان کے ہاتھہ سے بیجان تنگ ہوئی تھی جو کچھ مقرر اور میسر ہوا اوسی مین راضی اور شاکر ہوئے شاید جگت سیٹھ سے بھی جیسا کہ وعدہ ہوا تھا کسیقدر قرض لیکر تقاضای گوناگون سے رہا ہوا اور آینده کو اپنے مداخل اور مخارج خیال کر کے بقدر مناسب جیسے عہدہ برائی ہو سکے مقرر کی اور اکثر اخراجات بیجا کو جو بطور ملاہی اور بلاغت کی تھی لغو وعبث سمجھکر موقوف کر دئے مانند دبنہ خانہ اور بلبل خانہ اور بربری خانہ وغیرہ کی برخاست کر دیئے بعض بعض جانور رکھہ لئے اور باقی زمینداران صوبہ کو دیکر اونکی قیمت تشخیص کرا دی اور عملہ دیوانی نے اون کے وکلا سے وہ روپیہ لے لیا اور جینی لال اور منی لال اپنے خرابی اعمال کو پہونچے اون کے پاس سے زر کثیر عاید سرکار ہوا مخفی نرہے کہ میر قاسم خان آغاز طفلی سے بسبب دامادی ✦ میر جعفر خان کے خاندان مہابت جنگ مرحوم مین واجب الرعایت رہا اور شہامت جنگ کی سرکار مین مع چند سوار کے ہمیشہ بپاس خاطر روسکی سلس کے نوکر رہا اس سبب سے اوسکی آمد ورفت ہر ایک گھر اور عملہ شاگرد پیشہ اور ہر ایک کے ملازمان دولتخانہ سے اور ہر ایک جماعہ کے احوال سے بخوبی آگاہ تھا جب بہادری تقدیر سے مسند نشین امارت ہوا ہر ایک جماعہ مذکور پر جسے گمان زر اندوزی تھا کسی نہ کسی طور سے عتاب وخطاب کرکے جسکی جسقدر پونجیان اٹہین چہین لین حتی کہ بعض کسبیون سے بھی جو کہ میرن اور میر جعفر خان کی نوکر تہین اور دفتر خالصا مانی سے معلوم ہوا کہ اسقدر جواہرات اور فلان ظروف اور فلان فلان تحفہ لیگئی تہین ہر ایک کو بجنسہ بلکہ مع شے زاید واپس لیا اور کنیزان اور خواجہ سرایان خانہ مہابت جنگ اور شہامت جنگ سے بھی جو گوشہ عافیت مین بلا اتفاق شخصے بسر کرتے تھے ستیزہ کرکے جو کچھہ ممکن تھا اور غمازون نے کہا تھا فراہم لایا گویا یہ شعر حضرت سعدی کا سینہ غرض گنجینہ میں نقش کر لیا تھا اسکا ترجمہ مخشی اکبر نامہ ✦ کی ایسا نہین لیتا ہی تو ہر ایک سے کیون ایک جو چاندی ✦ کہ ہو جاوی خزانہ واسطے تیری فراہم اک بہ یک نہ کسی سے

جو ہیرانا متصدی سرکار مہابت جنگ اور پیشکار راجہ جانکی رام اور راجہ دولبہ رام کا تھا نقد وجنس اپنے گھر کی سپاہ کرکے بے ملم وکاست میر قاسم خان کے حوالہ کی وہ ایک مبلغ خطیر تھا میر قاسم خان نے تھوڑا اوسمین سے راجہ کو معاف کیا باقی خود لے لیا اور سنگت سنگہ سے راضی ہو کر اوسکی بہت عزت کرنے لگا

اور اپنے پہلو ہی مسند مین بٹہا لیتا تھا اور غلام حسین خان سے جو کہ دار وغہ دیوانخانہ مہابت جنگ اور اوسکا رفیق قدیم اور لکھا پڑھا کا مالک تھا بہت ساز و بال لیکر بدستور دار وغگی دیوانخانہ مین مقرر رکھا خلاصہ یہ ہے کہ اس صورت سی زر کثیر جمع کیا اور سپاہ کو بہی خوشحال کرکے جنہین لایق کار سمجھا ملازم کیا اور بعض کو برطرف کرکے اونکی تنخواہ دلادی

نکلنا میر محمد قاسم خان کا بیربہوم کیطرف اور لڑنا کپتان ہر دوان کا اوس مرزبوم کی زمیندار و نسے

چونکہ صوبہ بنگالہ مین کوئی زمیندار دار الملک مرشد آباد سے بجز زمیندار بیربہوم کے دعوای شجاعت نکرتا تھا اور میر قاسم خان کو باطن مین زمیندار ونسے قدیم دشمنی تھا فی التحقیقت اکثر اس فرقہ مین قابو طلب ناقص عہد سست پیمان کم فرصت کوتہ اندیش مین بجرو اندک انقلاب زمانہ کے سارے حقوق فراموش کرکے ہر بہی پر آمادہ ہوجاتے ہین اسی وجہ سے بادشاہان سلف نے کبہی انکا اعتماد نہین کیا اور اپنی عملہ کو امور جزو مین ہر پرگنہ اور ہر مقام پر مقرر رکہتے تہے تب تمام دنیا فارغ البال تہی اب کہ زمیندار مطلق العنان ہوے ہین تمام رعایا نالان ہی اور اگر ایسا ہی حال رہا اس سے بہی زیادہ ابتری کی امید ہے القصہ بدیع الزمان زمیندار بیربہوم جو دیوان جیو کے نام سے مشہور تھا اور ایام جوانی مین بلکہ کہولت مین بہی عیش و آرام میں مصروف تھا بندوبست ملک کا اپنے لڑکے علی نقی خان کے سپرد کیا تہا بعد اسکے مرشد کا اور زوال دولت خاندان مہابت جنگ کے لباس درویشی پہنا اور دوسرے لڑکے اسد الزمان خان کو جو رانی کے بطن سے تھا راج دیکر خود گوشہ نشین ہوا اور فقیر اسکی مصاحبت کرتا تھا میر محمد قاسم خان بیربہوم کے معاملہ مین کچھ اضافہ کیا چاہتا تہا اسد الزمان خان نے نمانا اور سرکش ہوگیا اسکا سبب شاید یہ تھا کہ چونکہ میر محمد قاسم خان اسی دیار مین نشو و نما پایا تھا اور زمانہ گذشتہ مین محض بیقدر تھا اور تمام دنیا اوسکو نظر حقارت سی دیکہتی تھی اندنون مین کہ عروج میسر ہوا اوسکا شان و شوکت لوگون کے دلمین کچھ نسما یا بہر حال میر محمد قاسم خان اوس زمیندار کے تنبیہ کو مرشد آباد سے عازم ہوا اور بڑہ گام مین جو شہر سے بارہ کوس پر تھا مقیم ہوا اور خواجہ محمدی خان کو جو کہ میر جعفر خان کے عہد سے عہدۂ بخشی گری رکہتا تھا مع میجر پاک انگلس اور گرگین خان ارمنی کے اوس زمیندار ناہنجار کی گوشمال کو بہیجا اور اپنے نوکرون کو تاکید کی تہی کہ قبل پہونچنے اس ملک کے اوس مقہور کا فیصلہ کرین لیکن چونکہ لشکر ہندوستانی مین سرداران سابقہ سے جو کہ نظر کردہ مہابت جنگ کی کوئی نرہا تھا فقط کمینہ ناکردہ کار میرن اور میر محمد جعفر خان کے بہرتی کئے ہوئے زنگی تہے کچھ کام نہ بنا سکے اسد الزمان خان نے اپنے باپ کے دیوان بدیع الزمان خان کو ملک سپرد کرکے خود چار پانچ ہزار سوار اور بیس ہزار پیادہ لیکر سالک دشوار گذار مین جا بیٹھا اور مداخل راہ پر محافظ تعین کردیئے اسی عرصہ مین بندہ

حسب الاشعار میجر کرنگ سالار فوج انگلشی قایمقام کرنیل کلیو سیف جنگ کے اور نیز مسٹر [illegible] صاحب مدار
کوٹھی عظیم آباد کے مسٹر امیاٹ کے غیبت مین قبل ورود مسٹر [illegible] کے واسطے پہونچانے بعض پیام زبانی کے
اور نیز واسطے لانے میر محمد قاسم خان کی بطرف عظیم آباد کے مرشد آباد پہونچکر یہ کام پہونچا صورت یہ کہ بعض
کپتان نے جو بردوان مین چند کمپنی تلنگہ کے ساتھ تعنات تھے دوسری راہ سے آکر عین غفلت مین
اسد خان کے سر پر پہونچکر اوسکی فوج کو پریشان کر دیا اور چند ضرب توپ اور شلک بندوق سے ایک گروہ
زمیندار مذکور کا مجروح و مقتول ہوا بقیۃ السیف رو بفرار ہوے توپ کی آواز سنکر افواج قاسم علیخان بھی
پہونچی دور سے لشکر ظاہر ہوا اور چند فراریان کی عقب مین جاکر اوسکی لشکرگاہ مین خیمہ زن ہوئے
اس خبر سے اپنی لشکر کی بددلی اور نامردی دریافت کی خصوصا خواجہ مہدی خان رئیس لشکر سے زیادہ
آزردہ ہوا حالا مناسب ہے کہ عظیم آباد کا حال اور اپنی آنیکی وجہ تحریر کرون ،

میجر کرنگ کا بار اوّل جنگ بادشاہ اور موسیو لاس کے برآمد ہونا اور دولتمند ہونا سردار مذکور کا رام نراین کے شورہ مختلفہ کے سبب سے اور مورخ کو بھیجنا میر قاسم خان کے پاس اور جو کیفیات کہ مورخنے وہان سے آکر میر قاسم خان سے بیان کیا اور نہضت کرنا میر قاسم خان کا راہ کوہستان سے بعجلت نہایت طرف عظیم آباد کے

سابق مین ذکر ہوا ہے کہ بعد روانگی کرنیل کلیو ثابت جنگ کے مسٹر ہلول تھوڑے دن کلکتہ کا سرانجام
اوسکے بعد شمس الدولہ پہونچا اور کونسل کلکتہ کا مدار المہام اور گورنر مستقل ہوا اوّل مسٹر امیاٹ
اور بعد مسٹر کلیو سیف جنگ مع میجر کرنگ اور مسٹر لشنٹن مع بعض دیگر سرداران عظیم آباد کو کلکتہ گیا
اور مسٹر امیاٹ خود کلکتہ کا چھوٹا صاحب تھا چونکہ مورخ کو صاحبان انگلشی سے نہایت اخلاص اور
اتحاد تھا جو کچھ کہ معین اور مقرر کیا ہوا میر قاسم خان کا بغرض خود مورخ کے واسطے براہ مدد خرچ تھا اوس وقت
تمام و کمال صاحبان انگلشی سے ظاہر کر دیا اور یہ اونکو معلوم تھا کہ چھہ لاکھہ دام کی جاگیر بندہ کی قدیم سے
پرگنہ مونگیر مین متصل قلعہ کے ہے اور میر جعفر خان نے بعد ورود بادشاہ کے اس قصور سے کہ
والد بندہ مورخ اوسکے رفاقت مین رہا ضبط کر لیا تھا صاحبان مذکور نے نظر باخلاص جو بندہ سے تھا
جاگیر مذکور کو میر قاسم خان سے واگذاشت کرا کر اوسکی دستخطی اور مہری سند مکمل کرا کر بندہ کی
نام لادی اور رام نراین کے ہاتھ سے نکالکر سپرد بندہ کی اور بندہ مورخ عاقل نے وہان جاکر
عمل دخل کیا جب برسات گذری میجر کرنگ نے بادشاہ اور موسیو لاس اور کامگار خان کے
انتظامی فساد کو عظیم آباد سے نکالکر باغ میر جعفر خان کے میدان مین لشکرگاہ کیا اور رام نراین اور راجہ بلبھہ کو

اپنی رفاقت پر مامور کیا بندہ بھی بپاس حقوق اس سفر مین شریک ہوا چونکہ سالہا سال کی عسرت کے
سبب سے اسباب سفر اور اسلحہ اور سواری وغیرہ نہ رکھتا تھا میجر کرنگ اور مسٹر جی نے ایک خیمہ
اپنی سرکار سے مقرر کیا اور گھوڑے وغیرہ بانچسان بھی مقرر کر دیے بندہ سوے انکی لشکر مین بخوبی بسر کرتا تھا اکثر
اوقات بلکہ ہمیشہ شریک مشورہ اور ہر امور مرجوعہ مین دخیل رہتا تھا جب ایک مدت اوس ورہا مین
گذری اور دونو ہندو ایک صبح اور ایک شام کو آتا اپنی اپنی ہر وقت حاضری ایک دوسرے کے برخلاف
صلاح دیتا تھا اور ہر دو صاحب لشکر اور معتبر سردار تھے میجر کرنگ وغیرہ اصحاب انگلشی انکی اختلاف رائے سے
دل تنگ ہو کر باتفاق اہالیان کونسل مخصوص مسٹر جی کے بندہ کو طلب فرما کر کہا کہ تم ہمارے دوست اور میر قاسم خان کے
بھی دوست خواہ ہو اور یہ دونون اوسکے نائب اور نوکر ہین اور ہم ان دونون کی شناخت سے عاجز آئے ہین
حیران ہین کہ کسکا کہنا قبول کرین صلاح یہی ہے کہ میر قاسم خان یہان آوے اور انکی التماس سنکر جو مناسب سمجھے
تعمیل کرے اور تمکو اوس سے جواب سوال کرنا پڑیگا راوسکو لکھا مگر کچھ سود نہوا بادشاہ اور ہوشیار اس کے
مفسدہ سے زیادہ بیر ہوم نہین ہے تم جاکر یہ سبب مدارج او سے سمجھاؤ اور اوہر لاؤ بندہ قبول کرکے
عازم ہوا میجر کرنگ نے میر محمد قاسم خان کو خطوط لکھے اور ایک خط متضمن سفارش اور حفاظت بندہ کے
میجر پاک کے نام تحریر کر دیا اور ایک بجرہ خاص مع نواڑہ دیگر بجرون بادشاہی جہانگیر نگری سے کہ اکثر میجر مذکور کے
زیر حکم تھے بندہ کی سواری کو دیا بندہ اوسپر سوار ہو کر روانہ مرشد آباد ہوا راستہ مین میجر پاک کو دیکھا
جو مدار المہام اور صاحب کلان کوٹھی عظیم آباد کا ہو کر وہان کو جاتا تھا چونکہ روانگی مین عاجل تھا ٹھہر نہ سکا
دور سے باواز بلند سلام کرکے آگے کو روانہ ہوا **القصہ** بدہ گام پہونچا امیر قاسم خان سے ملاقات کرکے
ابلاغ پیام کیا اوسنے سنکر اغماض کیا عظیم آباد کا ارادہ تھا لیکن بندہ سے بکمال عطوفت پیش آیا خیمہ علیحدہ نصب کرا دیا
اور دونو وقت کھانا بھیجتا تھا اور کمال لطف وعنایت سے ہمکلام ہوتا تھا اور چند عدد تھان از قبیل
دستار جہانگیر نگری خاصہ کے بھیجے تا آنکہ رام نراین نے گماشتہ جگت سیٹھ کی وساطت سے لکھوایا کہ غلام حسین خان
تا پٹنہ پہونچے میجر کرنگ کے حضور مین گئے ہین چونکہ نہایت اخلاص جماعہ انگلش سے رکھتے ہین اور باپ اور بھائی
اسکے ہمراہ بادشاہ کے ہین فی الحقیقت انکو دونون طرف یعنی انگلشی اور بادشاہ کے جانب سے سمجھنا چاہیے
یہ مضمون لینے وکلا کی معرفت میر قاسم خان کے گوشگذار کیے وہ خود مجسم توہم تھا سو رشبہ بھی توہم ہوا
وہ سارے التفات جو پہلے کے تھے موقوف کر دیے چونکہ میں باک لشکر مین تھا بندہ اپنے حال پر
متحیر ہوا کہ کیا کریے اگر رخصت طلب کرتا ہون زیادہ بدگمان ہو کر خدا جانے کیا ارادہ کرے اور
لشکر مین باوجود بے سامانی کے ہے دن اوسکے لطف وعنایت سے کیونکر بسر ہو گی ناچار دوجار کر ٹھہر ا رہتا

کہ سہل سا عارضہ لاحق ہوا بندہ نے اوسی عارضہ کو وسیلہ کرکے درخواست رخصت کی اوسنے ترش ہو کر کہا
عظیم آباد جانا چاہتے ہو بندہ نے اوسکا انکار کرکے مرشد آباد کا ارادہ ظاہر کیا بہ نہایت کراہت
سے رخصت دی مگر کچھ خرچ راہ نہ دیا بندہ مورخ بہزار مصیبت مرشد آباد مین پہونچکر کسی دوست کے مکان مین
منزل گزین ہوا بعد پہونچنے مرشد آباد کے تھوڑا سا خرچ معرفت خواجہ اشرف کشمیری کے جو برادران اور عزیز
بنی اعمام خواجہ واجد سے تھا اور اوس زمانہ مین میر قاسم خان کی مصاحبت رکھتا تھا بہیجا بعد چندے خبر پہونچی
کہ میجر کرنک نے عظیم آباد مین جاکر بادشاہ کو شکست دی اور بادشاہ مع کامگار خان کے پسپا ہوا
اور موشیر لاس بضابطہ ولایت انگلشیہ اور فرانسیسہ کے جو فیمابین مستمرہ رکہتے ہین باعزت قید ہوا اور بعد
چندروز کے بادشاہ کو میجر کرنک نے سفیرون کے ذریعہ سے مصالحہ مین راضی کرکے ملازمت کی اور اپنے
ہمراہ عظیم آباد لیگیا میر قاسم خان اس خبر سے مضطر ہوکر براہ کوہستان بکمال اضطرار بلیغار کرکے روانہ
عظیم آباد ہوا بندہ نے بہی ارادہ عظیم آباد کیا مگر سننے مین آیا کہ تراب علیخان اپنے چچا کو جو نایب کر گیا ہے
حکم دیگیا ہے کہ ہندوستانیان مرشد آباد کے خط عظیم آباد اور کلکتہ نجانے پاوین اور نہ کوئی شہر سے
باہر جانے پاوے بندہ نہایت عاجز و حیران ہوا آخرکار کوٹھی قاسم بازار کے صاحب کی اعانت سے مرشد آباد
سے برآمد ہوا اور عظیم آباد آیا اب تفصیل اس اجمال کی لکھی جاتی ہے تاکہ منتظرون کو دریافت حال ہونے مین تردد نہو

ذکر ہے جانے میجر کرنک کا بادشاہ کی لڑائی پر اور قید کرنا موشیر لاس کو اور مصالحہ ہونا بادشاہ سے اور میر قاسم خان کا عظیم آباد آنا بضرورت مع سپاہ کے

جب میجر کرنک نے بندہ مورخ کو بطلب میر قاسم خان کے بہیجا بعد ازان رام نراین اور راجہ بلبہہ کو مع
فوج صوبہ اور میرن کی اپنے ہمراہ لیا اور بمقابلہ بادشاہ جو کہ نواح گیا مانپور مین تھا گیا جب دونون لشکر
قریب ہوا بادشاہ نے مکرر کر خطوط بندہ مورخ کے والد کے نام متضمن طلب تحریر فرمائے اور اپنے پاس
طلب کیا تاکہ والد مع فوج فراہم شدہ کے ملحق ہو مگر انکے آنے سے قبل محاربہ شروع ہوا موشیر لاس نے
جرأت و شجاعت سے پیش قدمی کرکے قلیل ہمراہیون سے فوج انگلشیہ کا مقابلہ کیا اور جو دوسری فوج
ہمراہ تہی بادشاہ اور کامگار خان کے سر پر جا پہونچی تزلزل پڑگیا اور کامگار خان نے مجال پایداری نپائی فرار کیا
بادشاہ نے بہی اسکی متابعت کی میدان سے روگردان ہوا ہمراہیان موشیر لاس نے اس حال کو دیکھا
اور نیز اپنی قلت اور برسون کی محنت پر سب چھوڑکر بادشاہ اور کامگار خان کے ہمراہی مین قدم اوٹھایا
کپتان موشیر لاس جب تنہا رہگیا کسی اپنی توپ پر گھوڑے کے مانند سوار ہوکر آمادہ قتل ہوا اور
عار فرار اختیار نکی میجر کرنک اور کپتان نکس نے اس حال سے واقف ہوکر مع چند نفر سوار و سنگے

گھوڑون پر سوار بلا تلنگہ اور برق اندازون کے پیشتر کو قدم بڑھایا جب مونشیر لاس پر نظر پڑی گھوڑے سے اوتر کر اپنی ٹوپیان برسم سلام سر سے اوٹھائین اوسنے بھی اوسیطور سے عمل کیا اور بالکی گر گفتگو کی میجر کرنک نے مونشیر لاس کے ثبات عزم اور فرط شجاعت اور غیرت مین تعریف کر کے کہا جو کچھ حق سعی تمھاری ہے طاہر ہو التعریف تمھاری دفتر اخبار اور تواریخ مین ثبت ہوئی الحال موافق ضابطے کے کمر سے کسیج کہولو اور ترک منازعت کر کے ہمارے پاس آؤ اوسنے جوابدیا کہ ہم کمر سے کرچ نکھولینگے اسیطرحسے آؤ مین مضائقہ نہین کیا سضائقہ اطاعت اختیار کر لینگے ورنہ بذلت مین کرچ کہولنا نہوگا اپنی جان اس میدان مین نثار کرونگا جماعہ انگلشیہ نے جو اوسکی شجاعتین ماضی او حال کی دیکھی تھین اوسیطور سے راضی ہوئے اور بدستور ایک ہاتھ سے مصافحہ ہوا پالکی اپنی منگوا کر مونشیر لاس کو اوسپر سوار کرایا اوسنے فرط غیرت اور کثرت حیا سے پالکی کے پردے چہوڑ دئے تا کہ آشنا لوگ اس حال کو نہ دیکھین اس خبر کے سننے سے بعض اوسکے آشنا مانند میر عبد اللہ اور مصطفٰی قلی خان واسطے ملاقات کے آئے میجر کرنک نے عذر کیا کہ چند روز معذور رکئے کیونکہ ابھی کثرت حیا سے ملاقات کو راضی نہین احمد خان قریشی جو کہ مردیاوہ گو تھا اوسکے دیکھنے کو گیا اور بنا بر خوشی آمد کے سرداران انگلش سے حسب ضابطہ اپنے ہم عصرون کے اوسکے مکان کا استفسار کیا اور کہا لی لی لاس کہان ہے میجر کرنک وغیرہ سرداران نے اس کلمہ سے آشفتہ ہو کر نہایت تلخی اور تندی سے جوابدیا کہ ہم لوگون پیچ گوئی کا ضابطہ نہین ہے اور شجاع و جوانمردون کو زشتی سے یاد کرنا نہایت معیب ہے وہ مرد میدان رزم اور آشنائے دوستان بزم ہے اس قسم کی ہرزہ درائی ہمکو پسند نہین یہ ضابطہ بیہودہ تمہارے ملک کا ہوگا کہ مردونکا نام ہرچند دشمن ہون زشتی سے یاد کرین احمد خان خجل ہو کر خاموش ہوا ضرور تا تھوڑی دیر بیٹھکر منفعل اوٹھ گیا انگلشیہ نین سے باوجودیکہ خان موصوف سردار تھا اور ہر وقت مین اوسنے باحترام پیش آئی تھی مگر ایسی باتونسی کوئی صاحبان عالیشان ملتفت نہوا اور الحق یہ صفت اور ضابطہ رزم انکے کل نہایت خوب اور بہت عمدہ ہے القصہ بعد اس جنگ کی راو شاہزادے کو بادشاہ کے پاس بہیجکر پیغام مصالحہ اور ملاقات کی درخواست دی بادشاہ بدعقل کامگار خان کی تعلیم سے راضی نہوا اور مذکور بے نیل مرام واپس ہوا اور جا کر عرض کی کہ حضرت خود بخود مستدعی مصالحہ کے ہونگے لیکن اوسوقت اس خوبی سے میسر نہوگی ابھی ہم لوگ خود مستدعی ہین مگر اس غرض سے بھی کچھہ سود نہوا شتاب راے واپس آیا جب والد مرحوم پہونچا اور اس ماجرے سے آگاہ ہوا بادشاہ کو ملامت کی لیکن فائدہ نہوا کیونکہ کامگار خان اوسیطور پر خبط کیوا سطے مصر تھا اور کہتا تھا کہ دوبارہ لوگ جنگ کرنا چاہتے اور میر حسین خان والد اسد اللہ خان جسکا نوکر محمد قلیخان کے

حال مین ہو گیا ہے کہ کامگار خان سے متفق تھا اور والد بادشاہ کو سمجھاتا تھا کہ کامگار خان زمیندار ہے
اور اُسکے بہاگنے کا شمار نہین لیکن اسطرح کا عار و گریز سبب چھوڑنے کے موجب کسر شان خلافت ہے مناسب
یہی ہے کہ اب بہی راوشتاب راے کو طلب کیجئے اور صلح کی تدبیر فرمائیے اسی ضمن مین ابدالی نے فوج
مرہٹہ کے ساتھ جو بدار المہام سلطنت ہند کے اکثر شاہجہان نام بادشاہ بست ثانی عماد الملک کو اوٹھا کر قلعہ دہلی مین
اپنا بندوبست کیا چاہتا تھا کہ بیاک راے کو تخت ہند مین جلوس کرا دے باتفاق شجاع الدولہ اور
نجیب الدولہ روہیلہ اور حافظ رحمت اور احمد بنگش کے بعد اقامت کے نو مہینے گذرے اور مرہٹہ
گویا بالکل مستاصل ہوے ابدالی مظفر و منصور پہر کر قندہار و ہرات کو واپس ہوا انشاء اللہ تعالے
اسکا ذکر مفصل شاہجہان آباد کے احوال مین ہوگا الغرض ابدالی نے شجاع الدولہ اور نجیب الدولہ
اور جمیع افاغنہ کی سفارش کی کہ شاہ عالم کو بادشاہ بناکر اوسکی اطاعت کرین کیونکہ شاہ عالم کی بہن
اوسکے عقد مین تھی اور شاہ عالم نے بعد قتل اپنے والد کے منیر الدولہ کو بہیجکر ابدالی سے اسی امر کی
استدعا کی تھی اور منیر الدولہ نے اوسکے ہمراہ آکر وہان ہر امراے مذکور سے بخت وپز کی شاہ عالم کے
فرزند جوان بخت نامی کو بطور نایب کے قلعہ شاہجہان آباد مین جلوس کرایا اور شجاع الدولہ کو
تاکید کی کہ بنگالہ سے بادشاہ کو لاوے اسواسطے شجاع الدولہ کے عرایض بطلب بادشاہ کی بہونچے
اور بادشاہ بہی قرار مقرر ہوا کہ کامگار خان سے تنگ آیا انگلشیہ کے مصالحہ اور شجاع الدولہ کے
پاس جانے کا قصد مصمم کیا اور التماس والد کو قبول فرماکر راوشتاب راے کو رقعہ خاص لکہکر
طلب کیا شتاب راے نے بعد صلاح و اجازت میجر کرنک وغیرہ روساء انگلشیہ کے حضور مین حاضر ہوا
اور سوال جواب منقح کرکے میجر کرنک کی ملازمت کی بنیاد حضور بادشاہ مین مستحکم کر آیا کامگار خان
مصالحہ انگلشیہ خلاف اپنی مرضی کے پاکر مع لشکر اپنے ملک کی راہ لی اور بادشاہ کسیقدر مسافت
طے کرکے فوج انگلشیہ کے قریب آیا دوسرے روز جو کہ یوم ملازمت میجر کرنک وغیرہ کو مقرر تھا بادشاہ نے
اور آگے جانیکا ارادہ کیا میر حسین خان نے بہی بادشاہ کے قید کا گمان کرکے اپنی راہ لی اوسکے
آدمی عین لشکر مین منادی کرتے تھے کہ بادشاہ کو سید ہدایت علیخان بہادر اسد جنگ انگلش کے لشکر
قید مین ڈالتا ہے جسکو اپنی عزت آبرو جان عزیز ہو لشکر سے نکل چلے اکثر احمق اس صدا سے نکل گئے
اثناے راہ مین بنیاد سنگہ کے لوگون ڈنگاری سے نکلکر میر حسین خان کو غارت کیا مگر وہ بہر صورت
نکل گیا بعض لوگ یہ حال دیکہکر لشکر کو واپس آے بادشاہ کی فوج اور سواری تیار تھی کہ دو پہر گئے
میجر کرنک مقام سجاپور جو گیا سے سات کوس ہے ڈیرا اور خیمہ بادشاہی سے تھا آکر ملازمت حاصل کی بعد ازان

بادشاہ نے حسب الاستدعا اوسکے سوار ہوکر گیا کی طرف جہان لشکر میجر کرنگ کا تھا نہضت فرمائی
اور میجر کرنگ ایک میل تک ٹوپی سر سے اوتار کر بغلین لیکر رکاب بادشاہی مین پیادہ پا گام فرسا ہوا بعد ازان
بموجب حکم شاہی اپنے گہوڑے پر سوار ہوکر تنہا ہاتھی کے آگے آگے ایک تیر کے فاصلے سے چلا جاتا تھا اور
والد بندہ بادشاہ کے پشت پر مع جمیع فوج اپنے فیل پر سوار نہایت تہوڑے فاصلے سے گرم روان تھا آگہ
دریاچہ جمنی پر جو گیا سے ڈیڑہ کوس پر ہے پہونچے اور تا و بادشاہ کا لشکرگاہ وہان پر ہوا ہمہ و بنگاہ فرود کش ہوگ
اور بادشاہ مع والد مرحوم کے جریدہ مردم سواری کی ساتھ حسب استدعا میجر کرنگ کے باغ گیا میں جاکر
نزول فرما ہوا اور میجر کرنگ نے تمام اپنے ہمراہیان کو مع رام نراین اور راجہ بلبھہ وغیرہ سرداران ان دونون
ہندوؤن کو لاکر بادشاہ کی ملازمت حاصل کرائی اور ضیافت کرکے نذر اور پیشکش مناسب گذرانا والد مرحوم
مع فوج باغ مذکور کے دروازے پر سوار کہڑا رہا جب بادشاہ وہان سے برآمد ہوا والد نے اندر جاکر میجر کرنگ
وغیرہ سرداران دیگر سے ملاقات کی اور اونہون نے تواضع کی رسومات تقدیم کی اور بعد ملاقات عرصے کے
والد بھی برآمد ہوا اور مع بادشاہ کے اپنی لشکر مین آیا اور قریب نصف شب کے آکر آرام فرمایا دوسرے روز
بادشاہ نے کوچ وہانسے کرکے گیا مین خیمہ کیا بعد چند روز کے باتفاق میجر کرنگ کے کوچ کرکے عظیم آباد مین داخل ہو
لشکر بادشاہی تالاب امیٹھی پر اوترا اور فوج انگلشیہ باقی پور کی چہاونی مین اور رام نراین اپنی مقامات مین
اور راجہ بلبھہ بدستور باغ جعفر خان کے اطراف مین میر قاسم خان نے اس خبر کو سنکر براہ کوہستان بہوجپور
اور کہڑک پور سے یلغار کرکے عظیم آباد آ پہونچا اور شہر کے مشرقی طرف جعفر خان کے باغ مین مع فوج فرودکش ہوا
رام نراین اور راجہ بلبھہ نے استقبال کیا رام نراین بدستور قلعہ مین رہتا تھا اور راجہ بلبھہ مع اپنے لشکر کے
ضمیمہ لشکر میر قاسم خان کا ہوا میجر کرنگ وغیرہ سرداران انگلشیہ نے میر قاسم خان کی ملاقات بادشاہ سے
کرانی اسکا سوال جواب ہونے لگا میر قاسم خان براہ خوف یا اپنے غرور سے راضی نہوتا تھا کہ بادشاہ کے
گہر پر جاوے لاجرم صاحبان انگلشیہ کا کوٹھی مین ملازمت کی ٹہری اسمیں بہی میر قاسم خان راضی نتہا کیونکہ
میجر کرنگ سالار فوج انگلشیہ طرفدار مسٹر امیٹ اور شمس الدولہ مسٹر (؟) سے منحرف تہا القصہ انہون نے
اپنے مکان کو فرش فروش آئینہ و نقاویر سے آراستہ کیا اور اپنے کہانے کے میز پر مسند پر تکلف
بچھاکر بجائے تخت کے مقرر کیا وہان بہی میر قاسم خان والد اور دیگر ہجوم کے آنیکو راضی نہوا لاجرم
بادشاہ حسب الالتماس میجر کرنگ کے جریدہ کوٹھی مین آیا اور مسند معہودہ پر جلوس فرمایا ہر اہل انگلشیہ جمع ہوکر
دروازہ کوٹھی سے بہت دور تک استقبال کرکے پیادہ پا تخت رواں کے ہمراہ ہوکر میجر کرنگ
کو جا نشست ہوا بعد تہوڑی دیر کے میر قاسم خان آکر شرفیاب مجرا ہوا اور ایکہزار اشرفی نذر کی حضور مین کی

خلعت بیس پارچہ مالا مروارید سرپیچ جیغہ مرصع بر کلنی عقاب مرحمت ہوا بعد ازان دوسرے حجرہ مین جاکر جو مخصوص مشورہ کو ہی تھا
جواب وسوال معاملات بنگالہ اور وارداد سند خزانہ صوبجات کا انفصال ہوا تینون صوبہ کی مالگذاری چوبیس لاکھ
روپیہ مقرر ہوا بعدہ رخصت ہوکر اپنے لشکر کو گیا اور حسب تجویز سرداران انگلشیہ کے بادشاہ نے قلعہ پختہ
بادشاہی کے دولتخانہ مین نزول فرمایا میر قاسم خان ناراض تھا کہ فوج شاہی اور والد مورخ قلعہ مین رہجائے
لہذا سرداران انگلشیہ نے بادشاہ سے التماس کیا کہ اوسکے بموجب حضور سے والد کو قیام لشکر اور تالیف
واجتماع مردم کا حکم صادر ہوا اور حسب الحکم والد خیمہ بادشاہ مین مقیم ہوکر امر بامور مین مصروف ہوا
رام نراین ڈرتا تھا کہ مبادا قاسم علیخان سے موافق ہوکر رجوع ہو لہذا میر قاسم خان کو والد کیطرف سے
برہم کردیا منجملہ دو ایک خیال اوسکے کان مین پہونکی وہ خود وہمی تھا اب اور زیادہ جنون ہوا رہوا
اوسنے سرداران انگلشیہ سے کہا اونہون نے والد کو جاگیر جانے کا پیغام دیا اونہون درجواب عدم تقبیل
تا ورود حکم بادشاہ بیان کی صاحبان موصوف نے کہ فی الحقیقت صاحب عقل وفراست اور اقبال ودولت ہین
اس کلام کو پسند کرکے بادشاہ سے ظاہر کیا کہ چونکہ سید ہدایت علیخان کے لشکر مین رہنے سے میر قاسم خان ادای تعہد سے
پہلو تہی کریگا لہذا مناسب ہے کہ سید ہدایت علیخانکو حکم روانگی جاگیر ہوجای چنانچہ بادشاہ نے حسب التماس صاحبان
عالیشان کے والد کو کہلا بھیجا کہ آپ جاگیر کو جاوین لاچار والد شام کو مسٹر کرنیگ وغیرہ سرداران انگلشیہ سے
ملاقات کرکے صبح کو جاگیر روانہ ہوا انقی علیخان برادر بندہ جو بادشاہ کا رفیق دیوان تن کے نام سے مشہور تھا
اور فخر الدولہ بہادر ظفر جنگ سے مخاطب تھا اسی اثنا مین بندہ مرشد آباد وآیا کیفیت اوسکی یون ہے کہ جب میر قاسم خان
مضطرب ہوکر عظیم آباد پہونچا بندہ قبل ازین روانگی جیساکہ ذکر کر چکا ہے میر قاسم خان سے مرخص ہوکر مرشد آباد آیا تھا
اور مرشد آباد مین یہ خیال تھا کہ نہ کوئی نکل سکتا تھا نہ خط بھیج سکتا تھا بندہ کا حال مسٹر کرنیگ وغیرہ پر مخفی رہا
چونکہ رام نراین میر قاسم خان سے صاف نہ چاہتا تھا کہ انگلشیہ کو اوس سے برہم کردے اول بندہ کی بابت مین
بموجب گذشتہ کی لکھوا کر میر قاسم خان کو بندہ سے بدگمان کردیا جب بندہ عظیم آباد نہ آیا اور نہ میری خبر کسیکو پہونچی [illegible]
بہائی نے میر عبد اللہ صفوی کی کانون مین کہا کہ میر قاسم خان نے سید غلام حسین خان کو مسموم کرکے مرشد آباد مین مارڈالا [illegible]
بندہ کا محب صادق تھا اور سید علیخان برادر خورد بندہ مع اتباع بندہ کے اپنے گھر مین رہا کرتا تھا اور سید بندہ کو جسے آشنائی رکھتا
اس خبر دروغ سے آگاہ ہوئی اور دونو شدت تمام زار زار اور رقت لیا رہے دوچار ہوئی میرچ نراین برادر رام نراین نے
بدین حیلہ ممانعت کی تا کہ اوسکا نام ظاہر نہو مگر میر عبد اللہ اور برادر بندہ نے انگلشیہ سرداروں سے اسکا ذکر کردیا لیکن میرچ نراین
کا نام مخفی کیا کیونکہ میر عبد اللہ اوسکا نوکر تھا مسٹر جو اور مسٹر امیٹ سے بیدل اور شمس الدولہ سے سرگران سے تھے اور
میر قاسم علیخان سے بھی جو دوست نشان شمس الدولہ کا تھا کدورت رکھتے تھے اور اسی جستجو مین کہ جب

کوئی قصور قاسم خان کیطرف نہین ہوئے فوراً مسزادین بھر واس حرکت سے نہایت برہم ہوئے اور فرمایا کہ سید غلام حسینخان
ہمارا آشنا اور فرستادہ تھا اگر درحقیقت ایسی سرگذشت ہوئی تو میر قاسم خان سے انتقام لیا جاویگا مسٹر عبد اللہ کے
ہوش اوڑگئے اور جلد اظہار اس اختیار کا منع کرکے کہا اول خطوط سید مذکور یعنی بندہ اور صاحب قاسم بازار کو تحریر
فرمایئے بعد تحقیقات ویسا منصوبہ فرمائیگا **القصہ** اونہون نے بھی یہ مصلحت پسند کی بنام بندہ کے خط لکھے کہ
سبب توقف اور در صورت مجبوری کے اوسکی اطلاع دی اور اگر ممکن ہو صاحب کلان قاسم بازار سے جو کہ
ان دنون مین مسٹر اسٹین لک یا نس تھا ملاقات کرے اور نیز ایک چٹھی بخط ولایتی صاحب موصوف کے نام
لکھکر کسی اقربا سے بندہ کے ہاتھہ روانہ کی اور اونکا پہونچنا موجب سرور ہوا بندہ نے قاسم بازار سے ملاقات
کرکے دستک راہ اور ہرکارہ اور کشتی لیکر روانہ عظیم آباد ہوا اور مع الخیر پہونچکر دیدار احباب سے شادمان اپنے
گھر آیا لیکن میر قاسم خان کی ملازمت سے اندیشہ مند تھا کیونکہ اون دنون عجب نفاق حائل تھا قلعہ مین
بادشاہ اور ہمارا بھائی اوسکے ہمراہ اور مرلیدہر اور رام نراین جسسے آزردہ اور میر قاسم خان رام نراین کا
دشمن اور بادشاہ کے قلعہ مین ہونے سے بے اطمینان اور انگلشیہ بھی باہم سرگرم تنازع مسٹر بکوہر صاحب
مختیار کوٹھی عظیم آباد کا شمس الدولہ سے موافق اور طرفدار قاسم علیخان کا تھا اور میجر کرنیگ اور مسٹر جی
مسٹر اسمیٹ سے یکدل اور رام نراین کی حمایت مین تھا اور مسٹر جی اور میجر کرنیگ بندہ کے مخلص تھے
یہ عمل زیادہ تر موجب ناخوشی میر قاسم علیخان اور مسٹر بکوہر کا رام نراین سے ہوا اور اسی سبب سے
جو دیکھنا پڑا او دیکھا احوال بندہ یہ کہ میر قاسم خان بسبب آشنائی بندہ کے جو اصحاب انگلشیہ سے تھے اور
نیز رفاقت برادر بندہ سے بادشاہ کے حضور مین اور نیز تعارف سابقہ جو رام نراین سے حاصل تھا فقیر سے
بدگمان تھا اور رام نراین اور مرلیدہر بسبب تمام نوکری میر قاسم خان کے اس نظر سے کہ مبادا اپنے والد کو
صوبہ عظیم آباد کی نیابت میر قاسم خان اور نیز فرقہ انگلشیہ سے دلوا دے بندہ کو متہم کرتے تھے اس عرصہ مین قاسم خان
اپنی غرض مندی کو ملاقات بندہ کا مشتاق ہوا اور مکرر طالب حضوری ہوا بندہ عذر بیجا ری کرتا رہا
جب اصرار بڑہا مجبور حاضر ہوا اوسنے خلوت مین لیجا کر دلجوئی و مدارا کے بعد ترغیب جانے کلکتہ کی دی اور
فرمایا کہ مسٹر اسمیٹ رام نراین کی حمایت کرتا ہے اور تم اوسکے آشنا ہو پس وہان جاکر ایسی سعی کرو کہ
مسٹر اسمیٹ جسسے متفق ہو اور رام نراین سے منحرف ہوکر کونسل سے ایسا حکم بھیجے کہ بندہ اوسکو قابو مین
لاکر تسلط بہم پہونچاوے بندہ عظیم آباد سے نکلنے کو غنیمت جانتا تھا لیکن میر قاسم خان کی تلون مزاجی سے
ڈرتا تھا لہذا عرض کیا کہ آپکے کام جو بندہ سے ہو سکین متعذر نہین لیکن آپ کے مزاج سے جو اکثر بے سبب
منحرف ہوجاتا ہے ڈرتا ہون چنانچہ بندہ کام مین کون تقصیر جسسے سرزد ہوئی کہ آپ یکبارگی بندہ سے ناآشنا ہوگئے

ہو گئے میر قاسم خان نے جواب دیا کہ گماشتہ سیلیشہ جیسے لوگون نے تمہاری نسبت جعل ظاہر کیا بندہ نے التماس کیا کہ در انداز لوگ ہمیشہ
شیوہ رکھتے ہین مگر صاحبان دولت کو ضرور ہے کہ بدون تحقیقات کے اپنے رفقا سے گران دل ہوا کرین خلاصہ یہ ہے کہ بندہ
عہد و پیمان کر کے عازم کلکتہ ہوا اور دو ہزار روپیہ خرچ راہ کو عنایت فرمایا بندہ دوستان ہندی اور انگلشیہ سے
مرخص ہو کر عازم مرشد آباد ہوا جو تیسرے روز مرشد آباد پہونچکر ایک اقربا کے گہر پر فروکش ہوا چونکہ پہلے میرزا
تراب علیخان کو نسبت روانہ کرنے بندہ کے جانب کلکتہ اور تیار موجود کر دینے کشتی وغیرہ اسباب ضروریہ کے
اطلاع دی تہی بندہ جس امر کو کہلا بہیجتا وہ سر انجام کر کے حاضر کرتے بندہ بعد دو تین روز کے روانہ کلکتہ ہو کر
منزل مقصود مین فایز ہوا اور مسٹر اسپیئر اور جارج گری اور کپتان نکس سے ملاقی ہو کر گرم اختلاط ہوا اخبار عظیم آباد
انکی زبان سے مفصل سنا کرتا تہا

ذکر ہے جانے بادشاہ کا عظیم آباد سے بعزم اودہ لکہنو اور شجاع الدولہ کا استقبال کرنا حد صوبہ اپنے سے لب دریاے کرمناسہ تک

اس عرصہ مین کہ بادشاہ گرد و نواح مین منیر الدولہ کی انتظاری مین تاخت و تاز کر رہا تہا اور اس عرصہ مین احمد شاہ
ابدالی خود حسب طلب نجیب الدولہ اور احمد بنگش کے بارادہ استقبال مرہٹہ اور انکے روسا کی جنہون نے سلطنت کا
دعوی کیا تہا اور نیز واسطے برخاست کرنے شاہجہان نام شاہزادہ کے جسکو عماد الملک نے بعد مارنے
عالمگیر بادشاہ کے تخت نشین کیا تہا خود ہندوستان مین آیا اور نو مہینے مین مرہٹون کا کوچ مٹا کر
قندہار کو جو اوسکا دار الملک تہا واپس ہوا اور مراجعت کے وقت شجاع الدولہ اور نجیب الدولہ سفارش کر گیا
کہ شاہ عالم کو بادشاہ بنا کر اوسکے زیر اطاعت رہین اور منیر الدولہ نے اس مدت مین رفیق ابدالی رہکر
امرائے ہند کی نام رقم فرامین بشمول اطاعت حاصل کین اور اسکے رہبر و اچہی وجہ سے سفارش ہو گئی کہ بعد
مراجعت شاہ ابدالی کے نجیب الدولہ نے سلطان جوان بخت خلف شاہ عالم کو بطور نایب کے قلعہ دہلی مین
بٹہلا یا اور سکہ و خطبہ نے شاہ عالم بادشاہ کے نام سے ترویج پائی شجاع الدولہ نے اسیطرح اوسکا خطبہ و
سکہ اپنے ملک مین رواج دیا اور کسیقدر روپیہ اشرفی سکہ نو کی مع عرایض مشعر استدعائی مقدم
ارسال کئے اور احمد بنگش اور نجیب الدولہ اور منیر الدولہ وغیرہ کی بہی عرضداشت مشعر مبارکباد
جلوس تخت موروثی اور ارسال پیشکش بدستور شجاع الدولہ کے پہونچکر موجب سرور بادشاہ ہوئین
اور میر محمد قاسم خان اور جماعہ انگلشیہ کو جو ای عذر درخواست ملک اسیر خاطر خواہ فیصلہ کیا اور واسطے اسباب
جو کچہ مناسب سمجہا پیشکش کر کے بادشاہ کو رخصت کیا بادشاہ شکر خدا بجا لا کر معاودت فرما ہوئے آخر شوال
یا اول ذیقعدہ سنہ ۱۱۷۵ ہجری کو مطابق دوسرے سال جلوس کے کنارہ شجاع الدولہ کیطرف عزیمت فرما ہوا

سبب دریاچہ کرم ناسہ سے گذر اشجاع الدولہ نے انکو ملازمت حاصل کی اور پیشکش ہائے لایق گذرانکے ہمراہ رکاب اپنے صوبہ کو گیا میر محمد قاسم خان بادشاہ کیطرف سے دلجمعی کرکے رام نراین کی فکر مین ہوا اور کونسل کلکتہ خصوص شمس الدولہ کو جو اس کا محب طرفدار تھا استدعای امر مذکور کی تحریر کی اور مستر بکو یر سے بہی جو رام نراین سے بد دل تھا لکہوایا اور مستر بکو یر کو انواع انواع قسم کے سلوک کرکے راضی اور خوشنود رکہا تھا اس ضمن مین جرنیل کو جو قبل ازین میجر اور ہمراہ کرنیل کلیف ثابت جنگ کے بروقت انقلاب سراج الدولہ کے موشیر لاس کے تعاقب مین بکسر تک گیا اور بعد ازان ولایت کو چلا گیا تھا اور اس زمانہ مین مرتبہ جرنیلی اور فوج انگلشی کی سالاری پر پہونچکر عظیم آباد آیا راجہ رام نراین نے بعجلت بلایا اور بہتان دروغ اوسکے کان مین بہر دیئے اور اوسکے جاسوسون سے موافق ہوکر ایکروز تعلیم کی کہ میر قاسم خان کل ارادہ چڑہائی کا تمہارے لشکر پر رکہتا ہے تحقیق اوسنے فوجکو طیار کر لیا ہے جرنیل مذکور اس خبر سے اول صبح کو چند ہمراہیون کے ساتھ اوسکے خیمہ مین آیا اوسکو خوابمین پایا اور ساری فوجکو غافل تب تو آنے سے شرمندہ ہوا کسی اہلشی کو معذرت خواہی کیواسطے چہوڑ کر خود لشکر کو واپس آیا تاکہ وہ میر قاسم خان سے کہدے کہ ہم آپکی ملاقات کو آئے تھے آپ کو سوتا پاکر لوٹ گئے میر قاسم خان یہ خبر پاکر فوراً بیدار ہوا اور عذر خواب سے نہایت ملامت کی وہ شخص ڈرتے ڈرتے عذر خواہی کرنے لگا میر قاسم خان نے حرکت مذکورہ شکایت کرکے کونسل کلکتہ کو تحریر کیا اور جرنیل کوٹ نے کونسل مین شرمندگی پائی بخیر ولایت چلے جانے کے تدبیر بد نظر ہوئی اور رام نراین کی فتنہ انگیزی ظاہر ہوگئی بندہ چونکہ کلکتہ مین دو تین مہینے مقیم رہا میر قاسم خان کے خطوط کے حالات جو کونسل مین آئی اکثر معلوم ہوا اور اوسکے نتیجہ شایستہ ظہور مین آئے اس ضمن مین بندہ نے مختلف تقریرے درباب موافقت میر قاسم خان کے مستر اسیٹ کا استمزاج کیا مگر وہ ہان ہون کرتا رہا اور ایکروز صاف کہدیا کہ تم خوب جانتے ہو کہ مجہے رام نراین سے کچہہ اخلاص نہین بلکہ اوس سے متنفر ہون مگر جب سے شمس الدولہ اور بندہ کے درمیان مخالفت ہوئی اوسنے میر قاسم خان کی طرفداری کرنا شروع کی اور بندہ نے رام نراین اور جعفر خان کی اور اس بارہ مین ہم دونون کے مراسلات ولایت انگلنڈ اور کونسل لندن تک پہونچے اور ایک دوسرے کی تضعیف رای اور رد و قدح مین ساعی رہے اور اب بہی ہین پس اب بدون انفصال امر لاحق میر قاسم خان کا طرفدار نہین ہوسکتے کیونکہ اگر اوسکی طرفداری ہوگی تو اپنے تئین جہوٹہا اور زبون ظاہر کیگا بنابرین اگر شمس الدولہ کی گفتگو ولایت مین پذیرا ہوئی تو میر قاسم خان ہمسے رجوع نہوگا اور اگر ہماری رائے پسند ہوئی اور یہان کا اختیار ہمکو ملا اوسوقت اگر میر قاسم خان آشتی پر رجوع ہوگا کچہہ مضایقہ نہوگا بندہ نے

اوسکے نائب الضمیر میر قاسم خان کو لکھ بھیجے لیکن چونکہ شمس الدولہ کی طرف مضبوط تھی میر محمد قاسم خان کے
التماس کونسل مین قبول ہوے اور اوسکے نام حکم مجازی فیصلہ رام نراین وغیرہ مخالفین کا صادر ہوا کہ جیسا
مناسب سمجھے تعمیل کرے بندہ مورخ اس ماجرا سے واقف ہو کر مسٹر اسپٹ سے رخصت ہوا اور مرشد آباد کی راہ لی
اور چند روز بسبب چند وجہ کے مرشد آباد مین مقیم ہو کر عظیم آباد کو روانہ ہوا -

میر قاسم خان کا قید کرنا رام نراین وغیرہ مخالفون کو اور تسلط پانا صوبہ عظیم آباد مین اور جمع کرنا خزانہ بسیار کا

میر محمد قاسم خان کہ جزرسی اور فہمید کاغذ مین نہایت صاحب فہم تھا اور جملہ کاروان کو مصاحبت مین رکھا
کرتا تھا بعد پہونچنے حکم کونسل کے رام نراین سے فہمید حساب کیواسطے صوبہ کا جمع و خرچ طلب کیا اور جو روپیہ
بنام جاگیرداروں حضور کے لکھا تھا اوسکی مہری رسیدین طلب کین اور جو روپیہ کہ طلب سپاہ مین دیا تھا
اوسکے تنقیح کیواسطے اپنے عملہ کو حاضری سپاہ کے دیکھنے کو حکم دیا چونکہ رام نراین کے کام سب خیانت پر تھے
نہایت مضطرب ہوا اپنے صادق الوداد یاروں سے مشورہ کرنے لگا اور میجر کارنک وغیرہ کو ملامت کرکے
اپنی رفاقت پر نادم ہوا آخر بعض اوسکے رفقا صاحب شجاع لڑائی کے خواستگار ہوئے اور کم جرات
نامرد اطاعت و فرمانبرداری مین صلاح کار ہوئے چونکہ وہ جرات ذاتی نہ رکھتا تھا اور تقدیر بھی خراب
اعمال پر چپ لگی کوئی تدبیر ہوا خواہان پر وار کی سکے منظور نہ ہوئی مگر بعض اپنے عمدہ متصدیوں کو
مانند [illegible] رسنگہ وغیرہ کے بہکا دیا تھا کہ سررشتہ محاسبہ کم ہو جب میر قاسم خان نے اوسپر دسترس پایا
ملازمان [illegible] مانند [illegible] علی وغیرہ کو اوسپر تعین کیکہ نظر بند کیا اور خیانت کثیر اوسکے ذمہ بر آمد کرکے
اوسکے گہر کی نقد و جنس ضبط کرلیے چونکہ اوسنے اپنی دولت فراہم کی تھی سات لاکھ روپیہ نقد اور اسی
قیمت کی جنس اوسکے گہر سے برآمد ہوئی اور جو کچھ اوسکی عورتون نے اپنے معتمدون کے پاس مخفی کیا تھا
وہ علیحدہ ملا اور بیناسہ رام [illegible] جو عمدہ مہاجن اور اوسکا معاملہ دار تھا اور اوسکے خزانچی کا مصاحب بعلت
خیانت گرفتار ہو آیا اور اونکے گہر برباد ہوئے کسیقدر روپیہ اونسے بھی حصول آیا اور راجہ مرلیدہر کہ
جو رام نراین کے برابر اوسکا شریک حال تھا مع محمد آفاق کوتوال کے کہ یہ بھی کوچک مرلیدہر تھا اسیر
شکنجہ عقوبت ہوا اور گنجینہ سون کا اندوختہ برباد ہو گیا مصطفی قلیخان برادر محمد ایرج خان اپنی خبث طینت
گرفتاری مین شریک ہوا سید عبد العلی خان بندہ مورخ کے خالو جو اون دنون مین بنارس سے منظور ہو کر عظیم آباد
آیا تھا اور رام نراین کے حضور مین متوسل ہو کر بسر کرتا تھا مورد عتاب ہوا حضرت [illegible] بنارس [illegible] مقرر پایا
تھا [illegible] جو کسی کام مین مامور تھا متہم اور ماخوذ ہوا اور عبد العلیخان مذکور کو حکم خروج صادر ہوا

کہنا رس چلا جاے اسکے رفقا اور اقربا غیرہ ایک علاقہ اور کام پر تعین تہے اپنی جزا کو پہونچے خاندکو ربعد
تسلط کے داخل قلعہ ہوا اور مرلیدہر کو پا بجولان روانہ جہانگیر نگر فرمایا اور رام نراین کو مع اوسکے باقیماندہ اتباع کے
حضور مین محبوس رکہا اور شدید تفحص کرنے والے راو شتاب رائے پر تعین کیے کیونکہ یہہ بہی رام نراین کا شریک تہا
چونکہ راو ندکور متصل اور مرد با استقلال تہا مع چند رفقا کے آمادہ حفظ آبرو اپنے گہر مین بیٹہا اور چندان معاملہ وار
میر قاسم خان کا بہی نتہا لیکن چند روز بڑی تکلیف مین گذری اور میر قاسم نے رہتاس کی قلعداری کی سند اور
عظیم آباد کی دیوانی اور صمصام الدولہ کے محالات کی جاگیر اپنے نام بادشاہ سے کرالی اور اپنے قبضہ تصرف مین
لایا اور اسی عفلت سے اوسکے ساتھ محاسبہ کرتا تہا چونکہ راو ندکور کی حقوق ریاضت جو کہ خادم حسن خان کی
لڑائی مین کیے تہے انگلشی کے بار گران تہے اور اوسکی پاسخاطر بہی منظور تہی بہرصورت میر قاسم علیخان سے
نجات و لوالی اور اوسکا انفصال حضور گورنر اور کونسل کلکتہ پر موقوف ہوا اور میر قاسم خان بہی باتفاق جمیع
شمس الدولہ کے راضی ہوا اور راو موصوف مسٹر کرنگ وغیرہ کے ہمراہ کلکتہ گیا چون کہ فی الحقیقت کوئی
تقصیر اوسکی ثابت نہتی شمس الدولہ اور اصحاب کونسل نے حکم دیا کہ میر قاسم علیخان کے حدود سے نکلجاوے
اور راو مع ہمراہ مسٹر الس اور مسٹر اشٹین کے جو کوٹہی عظیم آباد کے چہوٹے صاحب ہوکر بعد معزولی
مسٹر ایلس کے آگے عظیم آباد آیا اور عظیم آباد مین مسٹر اشٹین ایک کمپنی تلنگا لیکر اوسکے استقبال کو گیا اور
چہرہ اور مسٹر کارنیاک کو اپنے ہمراہ لیگیا اور دریاے سرجو سے جسے دیوہ اور گہاگرا بہی کہتے مین اور ان
حدود عظیم آباد اور اودہ کے واقع ہے پار کراکے حدود ممالک شجاع الدولہ میں جنگ صفدر جنگ مین پہونچا کر
واپس آیا اور میر قاسم علیخان نے خوب سا روپیہ تحصیل محصولات اور لوگون کی ضبطی سے جمع کیا اور
او میر مہدی خان کو جو کہ کسی قرابت سے اوسکا بہائی ہوتا تہا سرکار تربہت کی فوجداری پر مقرر کیا اور ان دنون رام
چرادر اور راجہ رام نراین کا عامل تہا بسبب جہالت اور جرات خیالی کے آمادہ رزم و جنگ ہوا اگرچہ لیکن
مارا گیا میر مہدی خان نے فتح پائی میر قاسم علیخان ہمیشہ توپخانہ اور بندوق چقماقی فرنگی اور دیگر آلات کی درستی مین
رہا کرتا تہا گرگین خان کو اس کارخانہ کا مدار المہام اور اپنا سپہ سالار بنایا تہا بلکہ خود اوسکا تختہ گویا اوسکا ہاتہ تہا
سوائے اسکے کسی پر اعتماد نکرتا تہا اور سرداران ہندی بہی بہم پہونچا کر ہر ایک کو بجاے لایق مامور کرتا تہا
ازانجملہ اشرف و اعلی اور سب سے معزز محمد تقی خان تبریزی کور کلائی تہا جسکو بیربہوم کا فوجدار کر کے
حکم آراستگی فوج اور مردمان کار آمدنی کی بہرتی کا دیا تہا اور وہ اپنی طاقت سے زیادہ کارگزاری مین رہتا تہا
اور لایق لوگ جمع کرکے اپنی تالیف قلوب اور جہد و کوشش سے تہوڑے دنونمین فن سپہ گری مین السا آراستہ
کر دیا کہ دوسرا اوسکا ہم رتبہ اوسقدر نکر سکتا تہا فی الحقیقت سرداری کی لیاقت وہ ہنر کہتا تہا کہ گرگین خان

گرمی فروش اگر محمد تقی خان اسکے جگہ پر ہوتا ہنگام جنگ وجدال جیسا کہ چاہئے ننگ وناموس مردمی نگاہ
رکھتا باوجود قلت مقدور اور اتفاق سید محمد خان نایب صوبہ مرشد آباد اور بنگالہ سے اور نیز خودسری اور
سرکشی شیخ ہبت اللہ اور عالم خان اور جعفر خان وغیرہ جماعہ داران متعینہ جنگ انگلشیہ کے اپنا کارنامہ جعفرنیکار
بریادگار چھوڑ اور اقبال گرگین خان کا استحکام گویا متزلزل بنیاد و دولت تھا مگر میر قاسم علیخان نے کچھہ
نتیجہ مشیت ایزدی نے ایسا کر دیا تھا القصہ میر قاسم علیخان نے آرایش اسباب تجمل اور افزایش
آلات حرب اور دیگر امور ملکداری میں کوشش کرکے زمینداران مقتدر صوبہ عظیم آباد کو اپنے حضور میں بولایا کامگار خان
بخوف رفاقت بادشاہ کے کوہستان رامگڈہ وغیرہ کیطرف سدہارا اور بنیاد سنگہ اور فتح سنگہ باعتقاد عدم
مرافقت بادشاہ کے حاضر ہوئی اور پہلوان سنگہ وغیرہ زمینداران سرکار شاہ آباد جو بہوجپور کیطرف مشہور ہین
باتہام موافقت رام نراین خوف باوانش سے مطیع ہونے سے سرکشی دکہلانے لگے میر قاسم علیخان کو استقبال تنبیہ
مخصوص زمینداران کا نہایت منظور تھا لہذا اونکی سرکوبی کو عازم ہوا اول اپنے بہتیجے ابو علی خان کو اور بعدہ
اسد اللہ خان ولد میر حسین خان کو جو نہایت سفاک و بیباک تھا ملک کامگار خان کا مالک کیا اور خود بہمراہ
اور سرکار شاہ آباد کو عازم ہوا اسی ضمن میں بندہ لیکنی کالکتہ سے اکر ڈاکٹر ولیم فلرٹن کے وسیلے سے ملازمت حاصل کی
بامر السلطان و رعایت مبذول فرمائی مگر دو نہیں بسبب خفیف ورنگ کے جو بندہ سے دہان پر ہوا ملول ہوگیا
اوس ... سے شناکی ہوا اتنیدہ سے عذر خواہی کی دوبار دل اوسکا بہت کم لوگون سے صاف تھا ہرچند ظاہر مین
عذر پذیر فرمایا مگر بدالست بندہ دل کی صفائی نہوئی اسی اثنا مین والد مرحوم بدین ضرورت کہ میر قاسم علیخان
حاکم اور والد خفیف سے جاگیر اس دیار مین رکہتا ہے اور آشوب زمانہ دیکہکر بس اوسی قلیل پر راضی ہوکر
بجاہر حفظ آبرو بعزم ملاقات ناظم آیا اور میرزا شمس الدین کے توسط سے جو قدیم آشنا تھا معاینہ میر قاسم علیخان
بسبب صغر سن اور نیز نظر بہ اسکے خود جو نہایت کم تھا راضی نہوتا تھا مگر چند شرطون پر جو اوسکی عظمت کے
شایان نہین جب والد عظیم آباد آیا اوسکی نخوت پر آگاہ ہوکر اپنے آنے سے خجل و نادم ہوا بندہ نے والد کو سمجہا کر
میر قاسم علیخان کے شرائط تعظیمات پر راضی کیا طوعا وکرہا اپنی ضرورت کیواسطے قبول کیا بوقت ملاقات کی
والد نے جسقدر ادب کہ واسطے میر قاسم علیخان کے اختیار کیا میر قاسم علیخان بنظر اسکی بزرگی اور رفعت
شان کے اپنی خواہش سے منفعل ہوا اور مسند سے اوٹھکر مقدور بہت قدم پیش آیا اور معانقہ کرکے اپنے برابر
مسند پر بٹھا لیا اور مراتب خود ہی بجالا کر راضی کیا عزت و احترام بہت سا کرکے شاد کام جاگیر کو رخصت دی
ایکروز بندہ میر عبد اللہ کے مکان مین تھا کہ میر قاسم علیخان کا چوبدار میری طلب کو آیا اور ہمراہ لیگیا و خلوت مین آیا
بعد ملاقات کے فرمایا کہ ہم نے ایک خبر طلب کرنے مین بہیجے کہا کون ایسی خبر ہے جو مجھسے طلب کیجیگا جو کچھہ

ہوتا ہے اوسنے کہا کہ مونگیر کی جاگیر ہمین دو کیونکہ قلعہ سے نزدیک ہے اور قلعہ مونگیر مع وہانکے محالات کے گرگین خان کو حوالہ ہوے بسبب نہایت اتصال محالات مذکورکے ہمیشہ تمہارے عامل کو اوسکے عملہ سے اور اوسکو تمہارے عامل سے شکایت اور نالش رہیگی لہذا یہ تدبیر بہتر ہے کہ ہمین وہ اور اوسکی عوض بہتر اوس سے وام لو مورخ نے کہا جسمین سرکار کی بہتری ہو عمل فرمایئے مجھے تو غرض وجہ معاش سے ہے یہ بھی آپکی بخشش ہے اور آپ سے اگر منظور ہوگا دے سکتے ہو پس راجہ راج بلبھہ کو جو کہ اندنون مین عظیم آباد کی نیابت مین راجہ نراین کی جگہ پر مامور تھا پروانگی دی وہ لیت لعل مین ٹالتا تھا بعد چندروز کے میر قاسم خان بہوجپور اور سہسرام کیطرف چلا گیا اور اوسکا عوض کچھ نہ ملا نہایت عسرت بندہ کو ہوئی چونکہ بندہ نہایت مقروض اور بے اسباب سفر کی رکھتا تھا اوسکی ہمراہی کی اس سفر مین تاب نہوئی چند انگریز ڈاکٹر فلرٹن وغیرہ دوستان نے پروانگی اجرائے تنخواہ کی دلادی مگر پھر بھی ہان ہون مین ٹالدیا فقیر لاچار رہگیا اور وہ سہسرام اور بہوجپور کو چلا گیا

جانا میر قاسم خان کا سہسرام اور بہوجپور کو اور وہان کے زمینداروں کا شکار جی کیطرف فرار ہونا اور خان مرحوم کی بیماری اور بغور کا ظہور

جبکہ میر قاسم خان مع لشکر قیامت اثر کے پہلوان سنگہ اور دیگر زمینداران سرکار شاہ آباد پر چڑھا وہ لوگ شجاع الدولہ اور راجہ بلونت زمیندار بنارس کے ملک کی راہ لے چلے گئے اور دریاے گنگا سے اوترکر اوسپار آباد ہوئے میر محمد قاسم خان نے عملہ معتمد پرطرف یا منشی راحت خان متین مقرر کیکے خود سہسرام مین مقیم ہوا اونکہ اس مقام سے فراج مین ضروریات کی خبرگیری منظور تھی لہذا چند اشخاص مامور کئے حالات زیادہ منتقح اسکو ملا کرتے تھے راجہ سکھہ لال ہرکارہ اسکا معتمد تھا بہت سے جاسوس اوسکی برادری کے مامور تھے ملازم اور غیر ملازم اور سکنہ شہر اور زمینداروں کی خبر پہونچایا کرتے تھے متوسل ہرکارہ جو کہ بدنفس مردم آزار اور اول ہاوضمنی نوکر ہوکر پوربہ مین اپنی خلقت جبلی سے ایک عالم کو ضایع کر چکا تھا اندنون مین رفیق گرگین خان کا ہوکر حق و ناحق لوگون کو متہم کرکے گرگین خان کی معرفت اخبار مخالف مزاج میر قاسم خان کو پہونچاتا تھا اکثر غربا بیچارہ کو مع جان و مال کے راہی ملک عدم کیا اور پرانی عداوتین میر قاسم خان کے دلمین ایسی نقش ہوئین تھی کہ مطلق عذر نہوئی تھیں چنانچہ کلب علیخان اور حیدر علیخان پسران علی قلی خان فوجدار بہاگلپور کی دو تقصیرین پیر دشمن ہوا اول یہ کہ میر ابوالحسن برادر حقیقی بوعلیخان خلف نواب علیخان عموی میر قاسم خان داماد راجہ کہرگپور اوس لڑائی مین کہ راجہ مذکور سے ہوئی تھی مارا گیا دوسرے قصور یہ کہ جس وقت عمومی جرنیل کوٹ جسوقت کہ مونشیر لاس کے تعاقب مین گیا تھا ملاقات کرکے اتحاد و دوستی کیا تھا اور اسی قرینہ سے جبکہ جرنیل کوٹ عظیم آباد آیا اونہون نے بہی ملاقات کی یہ دونون قصور میر قاسم خان کے دلمین جاگزین تھے

جب بہوجپور مین متوقف اور قتل ہرکارہ اور ستیارام اور شیخ سعد اللہ اور عدم پرسش انگلشیہ سے دلیر ہوا
راج بلبھہ کو حکم دیا کہ دونون بہائیون کو قید کرے کہ بیچارہ مع پدر کے قید ہو کر تا عہد حکومت میر قاسم خان کے
بلای اسیری مین رہے طرفہ ماجرا سنیئے کہ جو لوگ راج بلبھہ کے لانیکو گئے تہے انہین لوگون نے بندہ مورخکو
راستہ مین دیکھکر خیال کیا کہ شاید دونون بہائیون مین ایک یہہ بہی ہے بندہ مورخ کی سواری کو راستہ سے
زیر حراست کرکے راجہ بلبھہ کے پاس لائے اوسنے بعد ملاقات کے جو نام و نسب بندہ مورخکا دریافت کیا
خجالت سے عذر خواہی کی اور رخصت کیا بندہ مورخ شکر الہی بجا لا کر اپنے گہر مین آیا لیکن کیا بیان کرون
کہ وہ گہڑی کسقدر خوف و وحشت مین کٹی تہی کہ خدا کسیکو بلای سخت اسیری مین نہ پہنسائے اور پنجہ ظالم سے مقیدان تیرہ بخت کو جلد رہائی دے
اللہم آمین آمین القصہ لوگ جب باندا لطہ معہود با ہمدگر رسم مراسلات اور راہ آشنائی رکہتی تہی راجہ ستیارام
متصدی جو اکثر امور عظیمہ کا مدار المہام تہا آپکو بہول گیا حسب ضابطہ ہند زیادہ اور روپیہ اختیار کی لوگون کے
کام مین رشوت لیکر جہونٹہہ کو سچ اور سچ کو جہونٹہہ کرنا شروع کیا اور شیخ سعد اللہ نام معمدار سپاہ جو کہ اکثر متوسل زمانہ
میر قاسم خان کے رام نراین کا نوکر اور پرگنات شاہ آباد مین مامور تہا اس وقت مین بسبب اطلاع رکہنے
وہان کے کیف و کم اور دیگر حالات کے محالات مذکورہ کا حاکم اور بعض اماکن کا تعلقدار تہا حسب اس سابقہ
بعض زمینداران خارجی سے رسم مراسلات رکہتا تہا اور شاید کسیقدر خلاف میر قاسم خان کے لکہا کرتا تہا
اور تین چار نفر کہ سرگروہ جاسوسون کے تہے اور ہر ایک خانہ امیری و امرای نشین سے ریاست فرقہ مذکورہ پر
ممتاز اور روے عرض التماس آستان دولت پر رکہتے تہے بالفعل سرکار میر قاسم خان مین کہ ایک
مع چند کس جماعت مین ملازم ہوے اور کار استخبار اور اخبار کے ہر طرف اور ہر مکان مین مقرر ہوئے
تصور تساوی ساتہہ اوقات سابقہ کے کر کے سہل انکاری اور دروغ گوئی سے باز نہ آتے تہے خلاصہ
یہہ ہے کہ ہر پنجکس سزای بیحساب کو پہونچے قصورات انکے اگر معلوم ہون گے انشاء اللہ تعالی آیندہ
تحریر کیے جاوینگے مقبول الروایتہ معتمدین سے اب سنا گیا کہ ان پانچ آدمیون سے کوئی قابل گردن زدنی کے
نہین ہوا بلکہ محض توہم سے بیچارے قتل ہوے شیخ سعد اللہ بغرض مندون کے کہنے سے میر جعفر خان
اور زمینداران بہوجپوریہ کے اتفاق کی تہمت سے مارا گیا اور ستیارام نے کسی زمیندار بہوجپوریہ کو خط لکہا تہا
اوسمین خبر کوچ میر قاسم خان کی روز معہود پر درج تہی پس شبہہ ہوا کہ کیون تاریخ معاودت سے
اطلاع دی اور ہرکارون کا بہی جرم اسیطرح پر ہوا جب میر قاسم خان نے اکثر شاہیر ونکے خون سے اپنے
سیاہنامہ اعمال کو سرخ کیا اس مرتبہ نزاو کا ایسا رعب چہا گیا کہ ہر ایک کے زہرہ آب ہوئے اور
دور و نزدیک انکی خونین مزاجی کی پوچہار پڑ گئی تہی ہرچند میر قاسم خان ملازمان ہندی کے معاملہ مین خود مختار تہا

مگر اسقدر خون ناحق کی نظر سے کونسل نے حفظ استفسار موجب بیجا بہیجا میر قاسم خان بعض خطوط کو جو سعد اللہ وغیرہ کی مہر سے ہاتھہ آئے تھے دستاویز قتل کرکے بعض انگلشی کے مخصوص مخصوص مگوبیر اور ڈاکٹر فالرٹن وغیرہ کو بہیجا چونکہ بندہ کو ڈاکٹر فلرٹن سے ربط تھا اونہون نے وہ خطوط مجھی دکہلائے اور میرے کہنے سے اونکی مضامین پر مطلع ہوا بندہ نے جو اونکو ملاحظہ کیا معلوم ہوا کہ ساختہ ہین اسواسطے کہ اون خطوط کی اصلاح کمال بے شعوری سے کی گئی تھی شاید کہ اونکی قتل کی دوسری وجہ تھی بعد ازان اپنے رفع بدنامی کو خطوط مہری بہم پہونچا کر اور حیلہ بنا لئے ڈاکٹر نے اوسکو بہی بندہ کی ذریعہ سے ملاحظہ کیا اور بندہ نے کہا کہ اسمین بہی جعل ہے اور کچھہ کا کچھہ بنایا ہے پہر نہین معلوم کہ وہ خط کونسل مین گئی یا نہین اور اونکی قتل کی معذرت کیونکر ہوئی اسی اثنا مین میر قاسم خان کو قلعہ رہتاس کی دید کا اشتیاق ہوا ناظر علی کو جو اپنی طرف سے قلعدار کیا تھا اوسکی نیابت پر ساہ مل کو بہیجکر اپنے ارادہ سے آگاہ کیا اور والد مرحوم کو بہی جو اوندنون بتقریب ملاقات وارد سہسرام تھا ہمراہ لیا اور بندہ کا برادر غالب علیخان بہی ہمراہ تھا اور نقی علیخان بہی باوجود ارشاد خاندکور کے رفاقت نکی الغرض بعد ملاحظہ قلعہ اور وہان کے انتظام کے معاودت کرکے سہسرام آیا اور ساہ مل کو مع تقی ہزاری کے جو قدیم سے محافظ قلعہ تھا قید کیا اور والد کو جاگیر جانیکی اجازت دی

معاودت کرنا میر قاسم خان کا بہوجپور مین اور راجہ بلبہہ کو قید کرنا اور نوبت رائے کو عظیم آباد کی صوبہ داری دینا

جب میر قاسم خان کو سرکار شاہ آباد کے انتظام سے فراغ ہوا اور سرس کٹنبہ سے بہی لشن سنگہ زمیندار پرگنہ نذکور کا مفرور ہوکر بنارس گیا میر مہدی خان بنی عم اسد اللہ خان کو سانوٹ مہہ مین چین پور اور سہسرام کی فوجداری مع شیخ محمد اکبر خان جمعدار لکہنوی کے بنابر خبرداری پہلوان سنگہ کے چہوڑا اور مرو فند کی کو مع پلٹن چار پلٹن تمباکی اور چند ضرب توپ کے بکسر مین اور میر روشن علیخان بخشی کو مع رسالہ ہمراہی بہوجپور وغیرہ مین مقرر کیا اور خود بدولت ملک نگہ اپنی سرس کٹنبہ اور امرول اور گکاری اور بہار اور بلیج وغیرہ ہوتے ہوئے عازم مونگیر ہوا لیکن قبل ازان کہ مونگیر کو روانہ ہو راجہ بلبہہ کو پاس طلب کرکے قید کیا اور مردم معتمد اوسکے ضبطی مال و متاع کو جہانگیر نگر روانہ کئے اور راجہ نوبت رائے کو عظیم آباد کے متصل پہونچکر صوبہ مذکور کی نیابت کی خلعت عطا فرمائی اور خود بکمال عزت و احترام قلعہ مذکور کو گیا اور پنجم ذی الحجہ ۱۱۷۵ ہجری کے شب کو نزول فرما ہوا اور قلعہ کو ترمیم کرکے اور کچھہ عمارت بہی بنوا کر آراستہ کیا اور بکمال عظمت و سطوت سے زندگی کرنے لگا از انجا کہ اپنے ایام دولت و اقتدار مین جملہ عورات تہبلہ بہت پائین پہتین اور اب قوت شہویہ مین نہایت نقصان آیا اور حد زوال کو پہونچی تہی لہذا اسکی تحصیل میں مصروف تھا طبیب لوگ نہایت کوشش کرتے تھے مگر کچھہ فائدہ نہوتا تھا آخر الامر معلوم نہین ہے کسکے کہنے سے خراطین کا استعمال کرکے فائدہ عظیم اوٹھایا کہتے ہین کہ اس مرتبہ وہ قوت ہوئی کہ گویا شباب تازہ حاصل ہوا

در پردہ اپنے اخلاص کیشون کو بھی اسی عمل پر ہدایت کی اور اونہین بھی قوت مذکورہ حاصل ہوئی چنانچہ اکثر
اون لوگون نے اپنی زبان سے بندہ کے روبرو اظہار کیا القصہ جب میر قاسم خان نے مونگیر مین قیام کیا
انتظام امور مرجوعہ کرتا تھا مگر چند طرف زیادہ توجہ تھی چونکہ مورخونکا شیوہ صدق مقالی ہے لہذا مقتضای مصرعہ
مشہورہ کی اکتفا کی ع عیب می جملہ بگفتی ہنرش نیز بگو اور مخشہ اکبرنامہ کا بھی شعر اسی مضمونکا تحریر ہوا شعر سب عیب کہا تو نے می وساغر کا
کچھ ہنر اور فواید کا بھی مذکور تو کر جو کچھ مشاہدہ یا مسموع ہوا لکھا جاتا ہے مخفی نرہے کہ اگرچہ میر قاسم خان کو بدگمانی لسبب ملاحظہ احوال نمکحرامی اور
بیوفائی سپاہ بنگالہ اور دورویی اور نیرنگی عموم مشاہیر اس ملک کے زیادہ تر تھی اور راحت مال اور قتل اور قید مین نہایت بیباکی کرتا تھا لیکن
معاملات ملکی کے خبرورسی اور انفصال قضایا اور عطایائے تنخواہ سپاہ وغیرہ ملازمین اور قدر دانی علما اور میانہ روی بخل وسخا اس
نادرہ وقت تھا چنانچہ ہفتہ مین دو روز بنا پر عدالت حسب ضابطہ سلف مقرر کئے تھے عملہ عدالت کے انفصال پر
اعتماد نہ کر کے خود متوجہ فیصلہ اور کشف وقایق منفصلہ مین ہوتا اور مدعی اور مدعا علیہ کا اظہار اپنے کان سے سنتا
کسی کی مجال نتھی کہ رشوت لیکر حق وباطل مین آمیزش کرے۔ اور زمینداران مقتدر کو تہ اندیش جو جانکی رام
اور رام نراین کے عہد مین غربا کے دیہات پر متصرف ہوگئے تھے جب ان لوگون نے اپنا عذر حقداری بذریعہ محضر
یا گواہی قاضی یا مفتی کے پیش کیا بعد ملاحظہ وثیقہ اور تحقیق احوال کے اوسکے نام سند مہری ودستخطی ملی اور سزا اول
ہمراہ ہوتے وہ جاگیر حقدار کو حق دلائی فقط ایک بات اس شخص کے لوازم وادراث سے تھی کہ ایام تعزیہ داری
اکثر امام باڑہ سراج الدولہ کو زیب وزینت کی آلات طلائی اور نقرہ جو کہ لاکھون کے تھے اونکو ٹکڑے کرا کر لوٹا لیا
شیخ محمد علی حزین اور میر محمد علی فاضل اور شیخ محمد حسن اور نادر حسین خان کے ارباب استحقاق سادات اور
مجاورین مشاہد متبرکہ کو مع شیئے زواید کے عطا فرماتا اور شیخ حسن مرحوم کے قرض کو جو ہیلو کی تھا اپنے گھر سے ادا کیا
تنخواہ لائق خرچ روزمرہ کو مقرر کر دی تھی اور جب شیخ اوسکو دیکھنے کو جاتا مسند علیحدہ پر اپنے ہم پہلو بٹھالتا اور احترام
وشایستہ بجالاتا اور جو کچھ شیخ کہتا بخوشی دل قبول کرتا اسیطرح سے اکثر بزرگون کی رضامندی مین ساعی تھا
اور اداے تنخواہ سپاہ وغیرہ مین کبھی کسی کی شکایت سننے مین نہ آئی ہان اسمین شک نہین کہ اوسکے خوف سے
ہر ایک کو آسودگی نہ تھی بندہ کو جب ایک مدت مخالفت مین بمقام عظیم آباد گذری الکزنڈر اکٹر فلرٹن نے کہا کہ
خانصاحب تم مونگیر کیون نہین جاتے بندہ نے کہا کہ اوسکے سطوت سے خوف کرتا ہون اوسنے کہا کہ اگر وہ
اسی جگہ پر قہر کرے کون حمایت کر سکتا ہے بہتر یہی ہے کہ وہین جاؤ شاید کچھ حاصل ہو اور ہم لوگ جیسا کہ
مستر السین نے تمسے کہا حمایت نہین کر سکتے ہین اور بنابر نام رفاقت کی اعانت تمہاری ظاہرا نہین کر سکتے
کیونکہ ابتدای تفویض معاملات ہر سہ صوبہ بجناب شجاع الدولہ وعہد و نو انگلشیہ سے ہوئے ایک یہ بھی ہے
کہ دربارہ ہندوستانی خصوص ملازمین کے کوئی حمایت اور بازپرس نکرے بندہ نے جب دیکھا کہ سچ کہتا ہے

بہر صورت ہو نا پہر جا کر شرف ملازمت ہوا اوسنے بہی لطف و کرم فرمایا اور نہایت اختلاط سے پیش آیا پہر دوسرے روز نا آشنا محض ہو گیا بندہ کو بڑی حیرت اور اندیشہ لاحق ہوئی بالضرورت عمل کلمۂ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ جو کہ کتاب الدعا شیخ علی حزین مرحوم و مغفور مین مسطور ہے شروع کر کے سلخ ماہ ذی الحجہ کو تمام کیا بدین نیت کہ خدائے تعالی بندہ کو اوسکے شر سے بچاوے اور اوسکے دولت سے بہرہ یاب فرماوے عجیب اثر دیکہا گیا مجلس عاشورہ مین اول روز نہایت مہربانی سے روبرو بولایا اور اپنے پاس جگہ دی آخر مجلس تک اختلاط کرتا رہا دوسرے روز اس گمان سے کہ اوسکی مہربانی کا اعتماد نہین دور تر جا کر بندہ بیٹہا اوسنے طلب کر کے پہر اپنے پاس بلا فاصلہ کے بیٹہا لیا اور حکم دیا کہ اسی طرز پر روز میرے برابر بیٹہا کرو اور کیون آجتک اپنا حال مجہسے نکہا بندہ نے کہا کہ جناب عالی پر سب روشن ہے اوسنے خوشخالی جواب دیا کہ عالم الغیب نہین ہون بندہ نے کہا عرض کرونگا اوسنے کہا کب بندہ نے کہا بعد عاشورہ اوسنے کہا عاشورہ مین کون کام دنیا کا بند رہتا ہے کہ یہ بہی بند کیا جاوے بندہ نے کہا کہ اس مجلس مین میری مجال نہین کہ ذکر حسنین علیہما السلام ہو رہا ہے اور بندہ کار دنیوی مین مشغول ہو اور بجز اسوقت کے اور وقت کوئی باریاب ملازمت نہین ہوتا اوسنے کہا البتہ کل اول وقت مع عرضی حاضر ہونا حسب الامر بندہ نے تعمیل کی مبلغ پانچہزار روپیہ نقد انعام دیا اور ابتدای نوکری سے تا نہایت آخر محرم سنہ مذکور کی تنخواہ دلوا دی اور آیندہ کو حکم فرمایا کہ ماہواری دیا کرو اور فرمایا کہ ہر دو روز سے مجہکو حاضر ہوا کرو اور بہ طالب علیخان میرے چہوٹے بہائی کو ہفتہ مین ایکبار سلام کو آنا ضرور ہو اور سید علیخان کو پندرہ روز کے بعد اور داروغہ دیوانخانہ کو حکم دیا کہ یہانہ مناسب ہے سید علیخان کو آنے نہ دیا بدین سبب کہ چونکہ وہ جوان اور نا اندیش تہا اور بندہ کو تجربہ کار اور بعض موقع پر کارگذار اور اپنا رازدار جانتا تہا بہر صورت باوجود فراغت کے جو بندہ کو میسر ہوئی بنا بر تقارب الگلشیہ کے اوسکے ساتہہ سب اوقات نہایت تنگی مین کٹی اور بکمال بیم و ہراس مین اوقات گذرتی تہی اسوقت تک ناظر علیخان ولد غلام حسین خان داروغہ دیوانخانہ مہابت جنگ بعد رحلت پدر کے نہین جانتا ہون کس مصلحت سے اپنے کار پر مامور اور میر قاسم خان کے دیوانخانہ کا بہی داروغہ بدستور رہا بعدہ شیخ عبد اللہ نامے جو پیشتر ہیبت جنگ کے عہد مین بنا بر اصلاح سید علیخان میرے چہوٹے بہائی ہیبت جنگ کی مصاحبت مین نامزد ہوا تہا اوسکا نوکر اور معتبر تہا اور پہر جگت سیٹہ کے رفقا مین حسب تجویز گرگین خان کے داروغہ دیوانخانہ ہوا اور ناظر علیخان برطرف ہو کر بنا بر اعمال زر اندوختہ باپ کے قید ہوا اور چند روز قبل اسکے تراب علیخان عموی میر محمد قاسم خان کا مرشد آباد کی نیابت سے معزول اور سید محمد خان جو مرد ولایت زا اور اقربائے میر قاسم خان مین تہا اوسکا قایمقام مقرر ہوا اور عسکر علیخان مغفور خلف سیف اللہ خان مرحوم صوبہ اڑیسہ صوبہ بنگالہ کے راج شاہی پر مامور ہوا اور تراب علیخان حضور مین ہو کر

ہونگے مین شہرا انہین دنونمین بہادر علیخان خلف مرزا اوارقلی بیگ واروغہ توپخانہ جلیسی مہابت جنگ مغفور
باتفاق دیگر روسای ملازم فوج سرکار اور چند پلٹن حقیقاتی اور توپ آراستہ گرگین خان کو واسطے تسخیر ملک نیپال
اور تنبیہ زمینداران کے اور تخریب قلعہ کے مامور کیا

حادثہ ہونا عبد الغنی خان اور رحیم اللہ خان اور جنتیا مین داس اور شیخ عبد اللہ

چونکہ میر محمد قاسم خان کو شجاع الدولہ پسر صفدر جنگ سے دعوی ہمسری بلکہ برتری کا تھا اور شجاع الدولہ
سلطان ہند کی وزارت اور خطاب آصفجاہی رکہتا تھا اس شخص نے اپنے واسطے بھی خطاب اشرف طلب کیا
اور بادشاہ نے قلیل روپیہ کی طمع سے منصب ہشت ہزاری مع خطاب عالیجاہی کے منشور اسکے ہمرہی مین
بہیجا اور اس خطاب سے رواج پکڑا اتنے عرصے میں نواب عالیجاہ کے نام پہ سناتا اسی درمیان مین بسبب تقدیر شیخ عبد اللہ نے
خلوت مین عالیجاہ سے عرض کیا کہ محمد علی ولد مسند علی اور اوسکے بھتیجے برکت علی و فرحت علی جو روسائے سپاہ
اور نمک پرورد حضور مین گرگین خان سے عہد و پیمان کرکے متفق ہوئے ہین اور بتوسط گرگین خان کا فوج اور
عملہ اور ارکان دولت پر ظاہر ہے فدوی نے بپاس نمک عرض حال کردیا آیندہ حضور کو اختیار ہے عالیجاہ اسکے
سننے سے نہایت بیقرار ہوا چونکہ رازداری آپکی ذات مین نتھی نزدیک وقت شام جو کہ وقت گرگین خان کی
حاضری کا تھا اوسکے آنے کے بعد آہستہ آہستہ استفسار امر مذکور کیا چونکہ اوسنے خود یہ کام کیا تھا جھٹ سمجھ گیا
اور اقرار کیا کہ بدراہ دولتخواہی آپکی جانفشانی اور کار سرکار مین تردد و کار گذاری کے لئے باہم عہد و پیمان کیا ہے
برخلاف اسکے جسنے عرض کیا ہے وہ دولت خداداد کے بنیاد گرانی مین ہے سابق سے عالیجاہ کو معلوم تھا
کہ شیخ عبد اللہ کا توسل جگت سیٹھ سے ہے اب اور بھی توہم ہوا کہ جگت سیٹھ کی ترنگ سے اپنے دشمنی بلباس
دوستی مین مجھسے کی ہے پھر بھی فوج کی تدبیر مین ہے اور گرگین خان کا وہ اقتدار تھا کہ شیخ عبد اللہ کی رخنہ اندازی سے
کم ہوا اور انہین دنونمین رحیم اللہ خان نام بھی جنابلی کو جو لشکر مین جوان معروف اور کمان سخت کو کھینچ لیتا تھا
شاید کسی دولتمند بنگالی کی بی بی سے ربط رکہتا تھا اور نیز شکر اللہ خان ولد سرفراز خان کے عشق کا دم بہرتا تھا
ایک گہوڑا بقیمت سہ ہزار روپیہ کو خرید کیا اور شکر اللہ خان کے خدمتگار کو جو واسطے اعیان لشکر اور ارکان دولت
عالیجاہ کے اپنے آقا کے خطوط دستور استدعای مخلصی جو کہ جہانگیر نگر مین بموجب حکم عالیجاہ کے قید تھا اور
خدا جانے کس سبب سے عالیجاہ مدت سے اوس سے ناراض تھا لایا تھا اوس خدمتگار کو اپنے گہر مین
مقیم کرادیا عالیجاہ نے اس خبر سے رحیم اللہ خان پر غصہ ور ہوکر حکم دیا کہ اوسکو حاضر کرین اور رحیم اللہ خان و
عبد الرسول خان برادر دوست محمد خان کی بہادری مین یکہ منزل گزین تھا عبد الرسول خان کے لڑکے
عبد النبی خان نے جو کمال عزت اور نجابت مین تھا اپنے باپ اور بہائی کو مشورہ حمایت رحیم اللہ خان کا دیا

اونہون نے عالیجاہ کے خوف سے انکار کیا تب اوسنے تنہا یہ ارادہ کیا باپ اور بہائی اوسکے قدمون پر گرے
اور ممانعت کی کہ نہایت جنگ کا مقدور نہین ہے کہ توقع عفو تقصیر کیجیے مع زن و بچے کے تمام خاندان تلف ہو جاویگا وہ
ناچار ہوکر حمایت سے دست بردار ہوا اور عالیجاہ کے لوگون نے اوسے لیجا کر جلوخانہ دیوان عام مین قید کیا
لیکن عبد النبی خان زہر کہا کر مر گیا اور اونہین دنون مین خیتامن داس نولیندہ جو صوبہ کو نظر کرم و ہوشیاری عالیجاہ کے
مورد مراحم فرما کر اوسکو مدار المہام اوس سرکار کا کیا تہا اوسکے خطوط جو بنام انگریزیداران فراری کے لکہے تہے
عالیجاہ کے جاسوسون کے ہاتھ لگے اس سبب سے ہندوی مذکور مغضوب ہوکر حضور مین آیا اتفاقاً روز یکشنبہ
کہ ایام مقررہ سلام بندہ کا تہا بندہ بہی حاضر ہوا اور عالیجاہ نہایت کروفر سے دربار عام مین بیٹہا ہوا تہا بندہ
حسب ضابطہ بعد سلام و نشست تہوڑی دیر کی اوٹہکر باہر آیا بعد نکلنے کے چوبدار نے بندہ کو لیجا کر پہر بٹہلایا ناچار بندہ
بیٹہہ گیا جب مقدمات عذرات کے فیصل ہو گئے اور عملہ رخصت ہوا ہر ایک کو حکم نشستن صادر فرمایا
اور لیپا ولان غلیہ بہی استادہ ہے اول رحیم اللہ خان کو طلب کر کے بڑے رعب سے استفسار کیا کہ بیٹہکر تجہے
منع [illegible] نہ آیا اگر اوس صورت سے سروکار نہین تو یہ گہوڑا اتین ہزار روپیہ کا ڈیڑہ سو روپیہ کی نوکری مین کیونکر
مول لیا اوسنے عذر نامسموع کرنا شروع کیے وہ اوسکا دفع کرتا گیا پہر کہا کہ شکر اللہ خان میرے دشمن کے
خدمتگار کو کیون اپنے مکان مین جگہ دی یہ نہایت اضطراب و عاجزی سے اوسیطرح معذرت کرتا گیا مگر کچھہ
قبول نہوئی حکم دیا کہ بعد ناک کاٹنے کے خر سوار تشہیر کرین اور کرم نامہ سے باہر کرو بعدہ خیتامن کو حکم دیا
کہ ہاتھی کے پیر مین باندہکر گہسٹواوین تا کہ ہلاک ہو اوسنے عذر کیا کہ یہہ خطوط جعلی ہین اوسنے فرمایا کہ تیری مہر
و دستخط موجود ہین اور تیرے خط شناسون نے بہی تصدیق کی ہے ہر چند اوسنے بہت کچھہ کہا سنا اور اوسیطرح
ہلاک کیا گیا بعد ازین برکت علی اور محمد علی کو طلب کیا جب حاضر ہوئے غصہ فرما کر کہا کہ میری بدولت تمکو
فیل اسب رسالہ بہ سبب طمطراق ملا ہے اور گرگین خان کو بہی اسی حضور سے یہ خطاب و مرتبہ ہوا ہے
ورنہ گٹھری فروش تہا تمنے کس ارادہ سے باہم گرگین خان سے عہد و پیمان کیا ہے چونکہ انہون نے قبل
از گرگین خان کے سمجہایا تہا مطلقاً خاطر ہو کر جواب دیا کہ حضور جو کچھہ فرماتے ہین درست فرماتے ہین لیکن ہم لوگون
نے کچھہ بجز حضور کی غلامی کے اپنے دلمین نہین خیال کیا ہے اگر کوئی قصور ہمسے سرزد ہو جاوے سزا دیجیے عالیجاہ نے
مکرر دریافت کیا اونہون نے وہی جواب دیا بعد ازان شیخ عبد اللہ کو جو حاضر تہا طلب کر کے کہا کہ شیخ جی
اسکا اثبات ضرور ہے تا کہ انکی سزا دیجاوے اور در صورت انکار اسکے خود مستوجب سزا ہوگے کیونکہ اگر [illegible]
گویا آپہی میری فوج کی برہمی کا منصوبہ کیا تہا شیخ نے چونکہ یہ جانتا تہا کہ کل سے روز باہم گرگین خان اور
عالیجاہ کے عہد و پیمان ہو چکا ہے اور [illegible] کوئی [illegible] سے گواہی نہ دیا گیا [illegible]

خاموش ہو گیا عالیجاہ نے تین مرتبہ اوسی سوال کا اعادہ کیا لیکن مطلق شیخ نے دم نہ مارا اور دن بھی دو پہر کے قریب آیا اور اوسوقت جلد دربار ہی پیادہ سے ہزار ہی تک حاضر تھے بندہ کی عواس درست نہ تھے کہ یا خداوندا میری طلبی کا کون سبب ہے کیا مجھ پر بھی کسی نے تہمت لگائی ہے تا آنکہ خود اوٹھا اور فقیر نے سبقت کر کے او رخلوت میں اوس سے سلام گذارش کیا فرمایا ہمراہ آؤ اوسوقت بندہ نے سمجھا کوئی دوسرا کام ہے جب اندر گیا اوسکے تحقیق بدنامی سے جو کہ نمکحرامی میں عاید حال مسٹر ملکویر کے ہوتی تھی اور ملکویر کا قصور اوسمین کچھ نہ تھا بندہ کو جلد عظیم آباد بھیجا اور اپنے گھر سے سواری تیز رو بندہ کو دی اور بندہ نے عظیم آباد پہونچکر بعد تحقیقات مدعا ہفتہ میں واپسی کی اور شیخ عبد اللہ کو قید کر کے پورنیہ میں بھیجا کہ آخر کار بروقت جنگ انگلیشیونکی بموجب حکم عالیجاہ کے بیچارہ مقتول ہوا

ذکر ہے آنے شمس الدولہ مسٹر ہنری ونسٹرٹ کا کلکتہ سے مونگیر وعظیم آباد میں اور آغاز فساد درمیان انگلیشیہ اور نواب عالیجاہ میر قاسم خان کے

بسبب فرمان مہربان تقدیر مسٹر ہنری ونسٹرٹ شمس الدولہ گورنر کلکتہ کو اشتیاق ملاقات عالیجاہ اور مونگیر اور کوٹھی عظیم آباد اور چھپرہ وغیرہ کا ہوا لیس کلکتہ سے عازم ہوا اور قاسم بازار اور مرشد آباد اور بردوان وغیرہ ہوتے ہوئے بروز دوشنبہ پنجم ماہ جمادی الاولیٰ ۱۱۷۶ہجری کو وارد مونگیر ہوا عالیجاہ قلعہ مونگیر سے بارہ کوس کہ تخمیناً چھ کوس تک استقبال کر کے کمال احترام اور اہتمام سے مونگیر لایا اور جو عمارت گرگین خان نے پہاڑی پر بنائی تھی اوسکی منزلگاہ مقرر کی اور نیز خیمہ ہائے عالی نصب کروائے اور گرگین خان وغیرہ جملہ خانسامانی کو واسطے مہمانی اور سرانجام فرمایشات کے مامور کر کے خود رخصت ہو کر داخل قلعہ ہوا دوسرے روز شمس الدولہ اوسکے دیکھنے کو قلعہ میں آیا اور عالیجاہ نے پائین زینہ عماری تک استقبال کر کے اپنے مسند پر یکجا لا بٹھایا اور نذر وغیرہ لائقہ قرینہ پیشکش کیں تیسرے روز عالیجاہ اوسکے مکان پر گئے اوسنے بھی وعدہ ضیافت لیا اور تحایف فرنگ نذر کئے اور وقت شب حسب معہود عالیجاہ کے مکان میں آکر ضیافت کہائی اور تماشائے رقص وسرود دیکھکر رخصت ہوا تین چار روز تک نادر نادر تحفہ عالیجاہ کے نذر سے گذرتے رہے ایکروز عالیجاہ نے فوج اور توپخانہ اور برق انداز قواعد دان جو زیر اہتمام گرگین خان کے آراستہ اور ادب آموز ہوئے تھے ملاحظہ کرائی شمس الدولہ نے بعد ملاحظہ کے فرمایا کہ جو فوج آپنے آراستہ اور ترتیب دی بہت درست ہے مگر واسطے جنگ مخالفین ہندوستانی کے آپکو یہ خوب خیال رکہیے گا کہ اس فوج کے زور سے انگلیشیہ کے مقابلہ کا ارادہ نکیجیے گا کہ عہدہ برائی نہو گی اور آپکی آبرو سے بالفعل تمام ہندوستان کی آبرو ہے اگر آپ مغلوب ہوئے تمام ہندوستان اہل ولایت

کی نظرین سبک اور خوار ہوجائیگا ہم لوگون کے ساتھ ہنوز زبان لٹا اور غالب ہونا چاہتا ہی جو ظفر اور فاتحانہ
جینے فیابین ہندوستانی اور انگلش کے نکالدیئے ہیں اوس ہی سے تجاوز کرینگے تاکہ اس ملک کے لوگ ہمارے اور انکی اتفاق سے
آسودہ رہین بعد ازان ایک ہفتہ قیام مونگیر کے بعد پیشتر کو روانہ ہوا اور پٹنہ پہونچکر نصیحتے کمپنی کے
بہانہ بگیر ہر انچہ باصح مشفق بگویدت بپذیر ہر چند اسی عرصہ مین میر قاسم خان نے کہا کہ تجارت نام انگلش کے اکثر
سوداگرون کا مال جاتا ہے اور ذرا سا فائدہ جو انگلشی کو ہوتا ہے میرے بڑے نقصان کا موجب ہے
لہذا ارادہ ہے کہ انگلشی سے بھی حکم لینے محصول کا دیجئے مگر محصول کمپنی معاف رہیگا شمس الدولہ نے
جواب دیا چونکہ اس فرقہ کا محصول قدیم سے معاف رہا ہے پس اسوقت کیونکر لے سکتے ہو مناسب ہے کہ ابھی
عجلت نکرو ہم بعد پہونچنے کلکتہ کے تدبیر کرکے بسبب حکم کمپنی تم جاری کرنا یہ کہکر وہ رخصت ہوگیا عالیجاہ اوسکے
وعدہ سے مطمئن ہوکر وصول محصول کا عازم ہوا اور تھوڑے عرصہ کے بعد عملہ کو لکھ بھیجا کہ انشاء اللہ تعالے
ایسا ہوگا تم لوگ خبردار رہکر تا صدور حکم محتاط رہو کہ ان لوگونکا مال جانے نپائے عمال کو حوصلہ و شعور معلوم
کہ ایسے راز کی پردہ داری کرین اور ایسا کرین جسمین الزام نہو لہذا ممانعت شروع کردی راز کہل گیا بلکہ
بعض مقامات مین جہان کہ عالیجاہ کے منافق انگلشی بہی جیسا کہ مسٹر پاٹسن اس عمال سے بیتاب ہوکر
بعض عمال عالیجاہ کو بدست آویز مزاحمت جو موجب کی تہی قید کرلیا تاکہ کونسل کلکتہ مین اونکا جرم ثابت کرکے
سزا دین اور عالیجاہ کی خفت اور اہانت کرے قبل اس سانحہ کے گرگین خان کی ترغیب سے عالیجاہ کو سفر
نیپال کی رغبت ہوئی تہی لاجرم مونگیر سے نیپال کو عازم ہوا اور گرگین خان چند روز پیشتر عالیجاہ سے چلدیا
اور قبل اسکے شمس الدولہ عظیم آباد سے کلکتہ گیا تہا عالیجاہ نے بروقت سفر نیپال کے اس سانحہ کی خبر پائی
حالا ذکر عالیجاہ کے جانب نیپال جانیکا لکہا جاتا ہے

جانا عالیجاہ کا نیپال کیطرف اور وہانسے لوٹنا بخیل مراد کے

چونکہ مشہور تہا کہ نیپال سے سونا نکلتا ہے اور نیز دولت سے مالامال ہے گرگین خان کہ ہمیشہ سے لالچی
فتح کے گہمنڈ سے نیپال کو عازم ہوا اور مردم واقف کار مانند کشامرہ اور شناسی اور فرانسیسی پادری لوگونکو
جو اودہر آمد و رفت رکہتے تہے بہم پہونچا کر اکثر وقت جو ہوشیار تہے انہیں رہنما پایا اور راہ کے تفحص و جستجو دریافت کی
کوہی سے شروع کی بعض اونمین سے جنکے مزاج مین سخن سازی اور ہنگامہ پردازی مخمر تہی متعہد رہنمائی ہوکر
تسخیر ملک کی ترغیب دینے لگے گرگین خان نے جیسے باپ دادے کبہی اس رسم ملک گیری سے آگاہ نہ تہے
بلاد نیپال کی فتح سہل داستان سمجہکر عالیجاہ کو اس سفر کا مشتاق کیا علی ابراہیم خان وغیرہ دولتخواہون نے
باہم متفق ہوکر آخر کو عرض کیا کہ اگر خواہ مخواہ یہ سفر منظور ہے انگلشی کو بہی ہمراہ لینا چاہئے تاکہ اگر فتح ہوئی تو

ورنہ اس جماعہ کو بھی موقع شماتت نملتے درصورت تنہائی ہر ایک بکر و یہ فقط جماعہ حضور پر عاید ہوگا واقعی یہ صلاح
مناسب تھی مگر گرگین خان کے سبب سے نہونے پائی القصہ چونکہ نیپال نیا فتح ہوا تھا عالیجاہ نے اوسکے
بندوبست کا بہانہ کرکے ۲۵ جمادی الثانی سنہ ۱۱۷۶ ہجری کو ورود شمس الدولہ کے پچاس روز کے بعد مونگیر کو نہضت
کرکے گنگا پار ہوا اور گرگین خان مع فوج آراستہ کے چند روز عالیجاہ سے پیشتر کوچ کرکے دس بارہ کوس آگے
نکل گیا تھا تا آنکہ عالیجاہ بتیا پہونچا اور گرگین خان پنجشنبہ کے روز پانچوین رجب سنہ مذکور کو مکوانی مین جو نیپال سے
چار منزل اودہر ہے پہونچا ارادہ کیا گھاٹی پر گذرنے کا کیا راجہ نیپال کے لوگ مزاحم ہوئے لڑائی شروع ہوئی گرگین خان کے
ہمراہیون نے جسارت کرکے ایک عقبہ سے بمشقت تمام جسمین بہت سے لوگ مجروح و مقتول ہوئے گذر کر دوسرے
پہاڑ کی چوٹی پر سکونت گزین ہوئے رات کیوقت نیپالیون نے ہجوم کرکے شبخون مارا چارون طرف سے تیر
و بندوق کی بار و مار سے اکثرون کو نیست و نابود کردیا باقیماندہ کو لاچار عار فرار قبول ہوا انجزالی تمام لشکر گرگین خان
مین جا ملے اور گرگین خان اس حال کے مشاہدہ سے نا امید ہوا اور نیز عالیجاہ کے منہ دکھلانے سے نہایت شرمندہ
خواہان مرگ ہوا نہ ٹہرنے کی تاب تہی نہ معاودت کی راہ دریا سے تفکر مین غوطہ زن تہا کہ کیا کرے یہ خبر
جب عالیجاہ کو پہونچی نہایت متفکر ہوا اصلاح ٹہری کہ گرگین خان کو طلب کرنا ضرور ہے لہذا اوسکو طلب کیا اور مکرر
فرمان تاکید صادر فرمائی گر وہ اپنی حماقت قدیم اور خجالت جدید سے معاودت نکرتا تہا عالیجاہ نے چاہا کہ کسی کو بہیجکر
اوسے واپس طلب کرے اور ایسا آدمی ہو کہ جسکا کہا وہ مانے بجز علی ابراہیم خان بہادر کے کوئی نظر نہ آیا لہذا انہین کو
حکم دیا اور خان مذکور جریدہ عازم ہوا راستہ مین جو دیکھا کہ اکثر لوگ لشکر کے مجروح زندگانی سے مایوس مضطرب الاحوال گرتے پڑتے چلے آتے ہیں مضطرب ہو کر انکو
ٹہرا کر تسلی دی کہ ہم واسطے لانے گرگین خان کے جاتے ہین تم یہان ٹہرو مقام خطر نہین ہے اسطرح کے جانے مین
تمہاری بے ابروئی اور سردار کی شرمندگی ہے چونکہ خان مذکور کی بات کا اعتبار لوگون کے نزدیک بہت تہا لہذا اقرار انکا
فرمانبری کرکے اوسی جگہ اقامت کی اور علی ابراہیم خان نے پیشتر جاکر بعد ملاقات گرگین خان کو راضی کرکے
واپس لیچلا اور عالیجاہ کے خیمہ گاہ مین آیا عالیجاہ نے فوراً طبل معاودت پر چوب دی اور عظیم آباد کو نہضت فرمائی
اسی اثنا مین خبر ملی کہ جماعۂ انگلشی نے بنا بر اخذ محصول جو غیر معمول اکثر جگہ پر وصول کیا گیا عمال عالیجاہ کو قید
کرلیگئے ہین چنانچہ مرزا محمد علی نام ایک شخص عامل جہانگیر نگری قید ہوکر کلکتہ بہیجا گیا اور اسیطرح مسٹر الس نے مہتمم کو
محالات عظیم آباد کو قید کرکے روانہ کلکتہ کر دیا عالیجاہ اس خبر سے از حد آزردہ ہوا اور اپنی آبرو انگلشی گماشتون کو
قید کرلانے مین دیکھی پس اپنے عمال اور فوجدارون کو تحریر کیا کہ جہان قابو پاوین انگلشی گماشتون کو قید کرکے
روانہ حضور کرین بعد ازین باوجود یہ ہوئے مسٹر الس مدار المہام کوٹھی عظیم آباد کے جو عالیجاہ سے نہایت عناد
رکہتا تہا راجہ نوبترائے کو لائق نیابت عظیم آباد کے نہ جانکر میر مہدی خان بہادر حاکم سرکار شاہ آباد کو بہانگی

نیابت پر تجویز کرکے طلب کیا جسوقت عالیجاہ حاجی پور پہونچا گنگا پر مقابل کوٹھی انگلشی کے پل باندھکر عبور کیا
اور مسٹر السن سے ملاقات نکرکے جعفر خان کے باغ مین مقیم ہوا اور دو روز وہان مقام کیا جب میر مہدیخان
پہونچا نیابت کی خلعت دیکر قلعہ مین چھوڑا اور راجہ نوبت راے کو ہمراہ لیکر تیسرے روز عازم مونگیر ہوا
بندہ بسبب عارضۂ بیماری کے رفاقت سے رخصت لیکر چند روز عظیم آباد مین متوقف رہا اور سید علیخان
اور غالب علیخان دونو بھائی میرے ہمراہ گئے تھے روز عالیجاہ کے کوچ کے غالب علیخان کو دیکھا
کہ لوٹ آیا جب دریافت کیا کہا کہ عالیجاہ نے فرمایا کہ تم اور سید علیخان ہمارے نوکر ہو کہ سفر مین کیون
تصدیع اوٹھاتے ہو بہتر ہیکہ عظیم آباد اپنے والد کے پاس جا رہو لہذا بندہ مورخ لوٹ آیا اور سید علیخان ہمراہ ہے
بندہ سمجھا کہ بس اب شاید منازعت انگلشی سے شروع ہوئی چونکہ سید علی اور بندہ سے بسبب تعارف
انگلشی کے چندان اعتماد نہین رکھتا بلکہ گمان ہے اپنے روبرو سے دور کیا ہو پس بہتر ہوا کہ حاضر ہوکر
امر کو خاطر دریافت کرے پس باوجودیکہ بیماری سے گھوڑے وغیرہ کی سواری کی استعداد نتھی کشتی
کرایہ کرکے مونگیر گیا اور بعد ملاقات سید علی خان سے استفسار احوال کیا اونھون نے بھی وہی حال جو غالب علیخان
نے کہا تھا بیان کیا لیکن فی الحقیقت ما فی الضمیر عالیجاہ کا نہ سمجھے اس حکم کو فقط اپنی بہبود سمجھے لیکن بندہ اندیشہ مند ہوا
تا آنکہ عالیجاہ نے پانچ چھ روز کے بعد میرزا شمس الدین کو بادشاہ اور شجاع الدولہ کے پاس بدین غرض بھیجا
کہ اگر مجھے انگلشی سے رزم و جنگ ہو بادشاہ و وزیر اتفاق کرین اس امر کا عہدنامہ لائے میرزاے مذکور کو بندہ سے
راہ و رسم اور وہ میری رازداری پر اعتماد رکھتا تھا اوسنے بندہ سے کہا کہ سید علیخان کو بخوبی سمجھا دو کہ میرے
ہمراہ ہو اثناے راہ سے والد کے پاس چلا جاوے بندہ نے کہا کیا سبب ہے کہ دونون بھائیون کو حضور سے
دور کرتا ہے جواب دیا کہ چونکہ تمپر اعتماد ہے جو کچھ واقعی ہے بیان کرتا ہون مگر تم بھی کسی کے روبرو زبان پر نہ لانا
کیونکہ اسکا افشا میری خرابی کا موجب ہوگا فی الحقیقت عالیجاہ سید علی خان سے مطمئن نہین ہے بلکہ انگلشی کا
جاسوس سمجھتا ہے لہذا ابتک نہین کہ باہمی آتش فروشی اسباب عناد مہیا ہو سید علیخان کا رہنا اپنے لشکر مین گوارا
نہین کرتا اگر تنہا اُنکو رخصت کرتا از بسکہ بدنما ہو جاتا اس لیے غالب علیخان کو بھی انکا ہمراہ کر دیا بندہ نے کہا
پس بندہ پر کیا اعتماد رکھتا ہے اس خیال سے کہ بندہ جو اسمین ہے بندہ کو کیون نہین اپنے لشکر سے دور کرتا ہے
میرزا نے جواب دیا تمکو اپنی کاربراری کیواسطے چونکہ انگلشی سے ربط و ضبط زیادہ رکھتے ہو رکھتا ہے اور نیز تمکو
بطور یرغمال تمہارے والد اور بھائیون کے رکھا ہے بندہ مورخ کمال خوف و ہراس مین تنہا اور بیکس رہگیا
اور سید علیخان کو یہ سب مراتب آہستہ سے سمجھا دیئے اور اخفاے راز کو کہکر بحفظ خدا رخصت کیا اور خود تنہا
مونگیر مین بیمار پڑا تھا لیکن عالیجاہ اپنے رفع بدگمانی کو اکثر چوبدار بھیجتا اور خبرگیران رہتا اور کہانا روز مرہ

اپنی سرکار سے ہوا تھا تا آنکہ بندہ نے غسل صحت کیا اور عید الفطر کے دن اوسکی ملازمت کو گیا نہایت مہربانی فرمائی جب اوسنے اندر جانے کو چاہا بندہ مورخ نے دروازہ تک جا کر سلام رخصت عرض کیا استادہ ہو کر چند کلمات تفضلات فرمائے اور دو دونہ پان کے اپنے خاصہ سے نکال عطا فرمائے اور کہا کیون صاحب جی برا کیا کہ اچھا جو آپکے بہائی صاحبون کو پدر بزرگوار کی خدمت مین رہنے کی رخصت دی تاکہ با آرام و فراغت بسر کرین بندہ کو اصل حقیقت معلوم تھی اوسکی گواہی پر عرض کی کہ بجز خداوند نعمت کے کون ہے کہ در بابہ اپنے ذہن پہونچے اور نوکری کی تکلیف سے نوکر کو رہا کرے پہر فرمایا کہ اول سے فقط آپ سے ہمکو آشنائی تھی انسے تو کچھ ربط نتہا بندہ نے اوسکے اس جہونٹہہ کی بہی لاچار ہوکر تصدیق کی کیونکہ بندہ کو اوائل مین برابری درجہ کیا بلکہ کسیقدر بہی اوس سے اور اوسکے بزرگ میر محمد جعفر خان اور میرن سے اوجہ تجانس مزاج کے کچھ بہی ربط و اتحاد نتہا سید علیخان اللہبہ چونکہ اکثر بنگالہ مین رہا اور مزاج کی شوخی اوسپر غالب تھی ایسے لوگون سے آشنا تھا اور انسے بہی تعارف رکھتا تھا

ذکر ہے قید ہونے بعض گماشتون انگلش کا بموجب ایمائے عالیجاہ کے اور شمس الدولہ کے خط کا آنا مشعر بعدم تعرض محصول اموال انگلشیہ سے اور منع کرنا عالیجاہ کا قبول امر مذکور سے اور معاف کرنا اخذ محصول کا جمیع تجارت پیشونکو ممالک محروسہ اپنے سے اور مسٹر امیٹ کا آنا مع دیگر کوالیف انگلش کے بطور سفارت کے کونسل کلکتہ کی طرف سے اور منازعت کا ظہور ہونا دونون جانب سے اور دیگر سوانحات کا بیان

عالیجاہ کے عملون نے جسوقت قابو پایا بعض گماشتہ انگلشی قید کرکے اپنے آقا کے پاس بہیجدیے عالیجاہ نے اونہین بعوض اپنے گماشتون کے مقید کیا بسبب جلدی کرنے عالیجاہ کے اخذ محصول مین قبل پہونچنے شمس الدولہ کے کلکتہ مین فساد بڑہگیا کہ طرفین کے گماشتہ قید ہوئے اور صلح او راشتی مین فساد آیا اور جو تدبیر شمس الدولہ نے اوسکے اجرا کی سمجہی تہی وہ خاک میں ملگئی کلکتہ کے کونسلی جمع ہوکر شمس الدولہ کو لعن طعن کرنے لگے وہ ناچار ہوکر مغلوب ہوا عالیجاہ کو لکہہ بہیجا کہ محصول تجاران ولایتی واگذاشت کرے اور نیز اسیران انگلشی کو رہائی دے چونکہ یہ مقدمہ برخلاف رضائے عالیجاہ اور حسب خواہش کونسلیہ کے تھا اسکا قبول کرنا عالیجاہ کو نہایت گران گذرا اور حاصل کرنا محصول کا بہی انکی اموال سے متعذر جانا لہذا کل محصول تمام فرقہ کے تجارون کا معاف فرمایا اور در بواتہ تحریر کیا کہ چونکہ تجار لوگ متوسلان انگلشیہ سے موافقت کرکے اپنا مال بہی اونکی شراکت سے نکال لیجایا کرتے ہین اور در صورت معافی محصول کے اکثر تجارون کی معافی سے ہان تجار قلیل البضاعت تجارتنکا توسل انگلشیون سے نہین اون سے

کسیقدر محصول داخل سرکار ہوتا ہے لہذا معاف کرنا کل قسم تجارون کے محصول کا مناسب معلوم ہوا
کیونکہ جسوقت عمدہ مہاجن اور تجار اس حیلہ انگلشی سے بیچ جاوین غربای بیچارہ کو رنج و تکلیف پہونچانا کار بیانصافی
اور فہمیدگی سے بعید ہے بادشاہ کو چاہیے کہ کل رعایا کو یک نظر سے دیکھے کیا امیر اور کیا فقیر سب خداوند
حقیقی کے پیدا کئے ہوئی ہین جو ان بیچارونپر ظلم تعدی کریگا پس خداوند بے نیاز کو کیا منہ دکھاویگا العاقل
تکفیہ الاشارۃ اور استخلاص اسیران انگلشی کے بارہ مین یہ جواب ہے کہ ابتداے انگلشی سے ہوئی ہے
جسوقت وہ ہمارے گماشتہ رہا کرکے بھیجدین ہم بھی اونکے گماشتون کو پہونچا دین جب یہ جواب کلکتہ پہونچا
جو کونسلیہ عالیجاہ کے معاہد تھے اونہون نے جمع ہو کر کہا کہ اصطلاح کے معافی محصول سے عالیجاہ کی غرض یہ ہے
کہ ہماری خفت اور اہانت کرے یعنی ہم لوگون کو فرقہ تجارون کے برابر کیا اگر اوسکو ہمسے صلح و آشتی منظور ہی
تو بدستور سابق انگلشی تجار سے محصول معاف اور غیرون سے تحصیل کرے اور ہم جانتے ہین کہ شمس الدولہ
طرفدار عالیجاہ اور ہملوگون کے اہانت اور خفت کا خواستگار ہے ہم کسی شخص کو بطور سفارت کے عالیجاہ
کے پاس بھیجتے ہین تاکہ جو کچھ اوسے منظور ہو اطلاع دے اگر ہمارا کہنا قبول ہو فبہا ورنہ ہرگز آشتی نہوگی شمس الدولہ
اوسوقت انگلشیہ کا غلبہ دیکھکر مغلوب تھا اور حسب ضابطہ اونکی راے سے برخلاف حکم نہین دے سکتا تھا
لہذا لاچار ہو کر اونکا حکم قبول کیا اور مسٹر امیٹ اور مسٹر ہی کو چند انگلشی اور ایک کمپنی تلنگہ کی ہمراہ جانسن
کپتان کے سوار بین روانہ مونگیر کیا اور شمس الدولہ نے مصحوب معتمدان عالیجاہ کے ایک خط مجمل اور مفصل
پیغام زبانی کہلا بھیجا کہ جو عہد و پیمان روز اول سے درمیان ہمارے اور تمہارے منجانب کمپنی کے ہوا ہے
اوسی پر ثابت قدم رہنا ہرگز تفاوت نکرنا بالفعل بسبب تمہارے ستانے کے سررشتہ کار میرے ہاتھ سے
نکل گیا اور دوسرے کونسلی جو تمہارے برخلاف ہین کلکتہ مین جمع ہو کر غالب ہوئے اور ہم تمہارے دوست مغلوب
قصہ کوتاہ مسٹر امیٹ حسب استدعا غالبون کے بہر ہم سفارت آتا ہے جو بات کہے گو کہ تمہاری مرضی کے برخلاف ہو
نگہداشتا اور مسٹر امیٹ کے منظور کرکے اونکو خوشنود رخصت کرنا تاکہ کچھ فساد نہ ہووے خدانخواستہ اگر رنگ
دگرگون ہوا تو میری تدبیر کچھ کارگر نہوگی اور درصورت میری نصیحت ماننے کے سب کام حسب مراد آپکے
سرانجام ہونگے اور کونسلیہ مخالف آپکے پانچ چھ مہینے مین برطرف ہو جاینگے جب یہ خط عالیجاہ کو ملا گرگین خانکو
جو کہ اعظم رفقا اور معتمد علیہ تھا بلاکر خط مذکور پیش کیا گرگین خان نے جو کہ مجسم کینہ اور مرد کہ مغرور عقل سے دور تھا
کہا کہ ہرگز اسکے مضمون پر تعمیل نہ کیجیے اب حضور اور انگلشی برابر ہین اگر اطاعت کروگے روز بروز ذلیل
و خوار ہوگے اگر جرات دکھلاؤگے روز بروز غالب اور انگلشی مغلوب ہونگے عالیجاہ اوسکا ہمخیال تابع فرمان تھا
یہی ارادہ مصمم کیا کہ انگلشی سے ضرور مقابلہ کرینگے اور انکو شکست دینگے کیونکہ ہمارے پاس بھی جم غفیر ہے

کسی کی کیا طاقت اور اصل ہے کہ ہمسے ہمسر ہو اور معلوم ہوا کہ شمس الدولہ بہادر بدخواہ ہو گیا اور جو نہ مرتبا ہی محض لغو اور پوچ

اندیشہ مند ہونا عالیجاہ کا جگت سیٹھ اور مہاراجہ سروپ چند سے اور اونکو مرشدآباد سے بلانا قید و بند مین

عالیجاہ کو اس خبر سے کہ کلکتہ مین انگریز خلاف کونسلیے جمع ہین اور نیز سامان فساد و انگلشی نظر پڑا جگت سیٹھ اور اوسکے بھائی کا رہنا مرشدآباد مین مناسب نہ سمجھا بوجہ کہ جگت سیٹھ سراج الدولہ کے معاملہ مین میر جعفر خان اور دونو ہم سے اور جعفر خان کے مقدمہ مین میر قاسم خان سے زر و مال سے شریک رہتے تھے اب کہ انگلشی کا جھگڑا اندر شروع ہوا عالیجاہ نے جو انکی طبیعت سے ماہر تھے انکی سکونت مرشدآباد مین ناپسند کی اور اپنا صرف خط لکھکر طلب کرنا مفید نہ سمجھا بلکہ خیال کیا کہ اب بہو بدگمانی سے کلکتہ جاوین اور زر و تدبیر سے مخالفون کو بہکاوین لہذا خان عالیشان + محمد تقی خان بہادر کو زہ کلانی تبریزی حاکم بیربہوم کو جو کہ دولتخواہ نیک و بہادر تھا تحریر کیا کہ جلد مرشدآباد پہونچکر جگت سیٹھ کے مکانات محاصرہ کر لیوے تاکہ وہ کسیطرف آمد و رفت کی مہلت نپائے جب مالکار امنی جو ایک بازو گرگین خان کا ہے پہونچے جگت سیٹھ کو اوسکے حوالہ کرکے رسید مہری حاصل کرے اور مالکار مذکور کو بھی تین چار پلٹن سے روانہ مرشدآباد کیا تاکہ وہان پہونچکر جگت سیٹھ کو مع اوسکے بھائی مہاراجہ سروپ چند کے باحتیاط تمام ہمراہ لائے لیکن جو نوبراور ان مذکور کے نسبت ظاہر ہین بے آدمی اور تخویف نکرے محمد تقی خان نے بموجب حکم عالی جاکر جگت سیٹھ کا گھر گھیر لیا اور پیغام دیا کہ آپ کچھ تشویش نکرین ہمین آپ کے جان و مال سے کچھ غرض نہین ہے مگر عالیجاہ نے تمہین طلب کیا ہے عزم سفر کرکے بدلجمعی تمام مونگیر کو جاو دونون بھائی بحکم ضرورت چار ناچار عازم سفر ہوئے دو تین روز بعد مالکار امنی بھی پہونچا جگت سیٹھ مع برادر خود مہاراجہ سروپ چند کے اوسکے ہمراہ ہو لیا شرف ملازمت ہو کر مورد عنایت ہوا اور حکم ہوا کہ مونگیر مین مکان اونکے بنائے جاوین بعدہ فرمایا کہ بدستور مطلق العنان رہکر دربار مین آمد و رفت کرے لیکن خفیہ لوگ حفاظت پر معین کر دئے تھے تاکہ بدون خبر کسی طرف دور بھاگنے پاوے اونہون نے چار ناچار جائے معہود ہ میر حویلی کی بنیاد ڈالی اور زمین تقدیر روزگار بسر کرنے لگے مخفی نرہے کہ جگت سیٹھ مہتاب راے اور مہاراجہ سروپ چند دونون جگت سیٹھ فتح چند کے نواسے ہین اور دولتمند تھے اور لڑکے فتح چند کے عین حیات پدر شجاع الدولہ ناظم بنگالہ کے عہد مین فوت ہو گئی اور فتح چند کی دولت انہین دونون کو نصیب ہوئی اور مہابت جنگ کے عہد مین بڑے اقتدار سے زندگی بسر کی اور اوسوقت مین ایسی دولت رکہتے تھے کہ کسی مہاجن و کہین اور ہند کو اونسے مجال برابری کی نتھی اور تمام مہاجن گویا اونکے عیال تھے ہنگامہ جنگ مرہٹہ اور اونکے اول ورود مین جو نکہ شہر مرشدآباد مین حصار نتہا میر حبیب نے

جگت سیٹھ کی کوٹھی مین قبل وصول مہابت جنگ کے لوٹکر غارت کی کہتے ہین کہ دو کڑور روپیہ فقط ارکاٹ کے نقد ہاتھ لگے لیکن جگت سیٹھ نے اسقدر نقصان کو ایک تنکے کی برابر بھی نسمجہا اور بعد لکہنے ہنڈوی کڑور روپیہ کا جو نقد انھا جو رستی کو سینتے سمجہو و بلا ملاحظہ پا پچہ کاغذ کے زر مرقومہ مہاجن بلا قیل قال ادا کر دے غالباً صحیح یہ ہے کہ انکے پاس دولت اسقدر تھی جسکا بیان مبالغہ معلوم ہوتا ہے اور ہزارون گماشتہ اور رفیق انکے بدولت مالدار ہوگئی اور اتنا کہ اونکے فوت کو برسین گذر گئین کار مہاجنی کا بسبب تسلط انگلشیون کے ملک بنگالہ مین جیسا کہ اونکو میسر تھا اونکی اولاد کو نہ رہا اسی ضمن مین آمد آمد مسٹر اسیٹ کی گرم ہوئی

مسٹر اسیٹ کا مونگیر آنا کونسل کے پیغام سے اور مارا جانا اوسکا ہر وقت معاودت کے

عالیجاہ نے میر عبد اللہ صفوی کو جسکا ذکر تقریبات مختلفہ مین ان اور اونکے اکثر ہوا ہے عظیم آباد سے طلب کیا کیونکہ میر مذکور اور مسٹر اسیٹ سے آشنائی تھی جب وہ مونگیر آیا مسٹر اسیٹ کے کوچ کی خبر مرشد آباد ہوئی بندہ مورخ ہذا اور میر عبد اللہ کو بنا بر استقبال مامور کرکے فرمایا کہ تم دونون مسٹر مذکور کے آشنا ہو دیرینہ اور باہم بے تکلف ہو اوسکے استقبال پر جاؤ اور اوسکے مافی الضمیر کو دریافت کرو کہ کس ارادہ سے آیا ہے اور بیس نفر ہرکارہ مع ایک متصدی فارسی نویس اور دو جماعہ دار ہرکاران کے ہمراہ کر دئیے اور دونون جماعہ دارون کو حکم دیا کہ لباس خدمتگار ونکا پہنکر ایک سایہ وار ہمراہ مورخ ہذا کے جاوے اور دوسرا اسی طور پر میر مذکور کی سایہ داری مین ہر وقت موجود رہے بخصوص جسوقت کہ یہ دونون انگلشیون کے روبرو ہون تاکہ اوس فرقہ سے کوئی ہمارے گہر مین آوے تو لازم ہے کہ دونو جماعہ دار اول مجلس سے برخاست نکر استادہ رہین اور جو گفتگو مین گذرین لکہکر ہر روز میرے حضور مین بذریعہ ڈاک ارسال کرین بدین حال بندہ مورخ اور میر عبد اللہ مونگیر سے کوچ کرکے گنگا پر استادہ مین پہونچکر مسٹر اسیٹ کی ملاقات کو گئے اور ہرکاران متعینہ ہمراہی کے کیفیت اوسکے گوش گذار کر دی مسٹر اسیٹ نے ہمارے ہمراہیون کے حال سے ماہر ہوکر گفتگو مین حزم و احتیاط سے پیش آنے لگا جو بات نامناسب تھی اوسکا مذکور نکرتا منزل مقام پر پہونچکر اکثر اوقات باہم صحبت اور اختلاط رہتا جو گفتگو درمیان مین آتی ہرکارہ مفصل اور بندہ مورخ ہذا اور میر مذکور مجمل لکہنے بہیجتے ایکدن بندہ مورخ ہذا نے بنا بر رفع بدنامی کے مسٹر اسیٹ سے باواز بلند کہا کہ سبب عزیمت کا کیا ہے ہم لوگ طرفین کے خیرخواہ ہین ہمین اپنے مافی الضمیر سے مطلع فرمائیے مسٹر اسیٹ نے بھی باواز بلند جواب دیا کہ صاحب ہندوستانیونکا یہ قاعدہ ہے کہ ہمارے روبرو ہماری مرضی کی باتین اور عالیجاہ کے حضور مین اوسکے دلخواہ التماس کرتے ہین اسوجہ سے ہم اپنا مافی الضمیر نہین بتلاوینگے اسی واسطے ہم خود مسافت بعیدہ طے کرکے آئے ہین تاکہ خود جو کچھ کہنا ہے روبرو عالیجاہ کے عرض کرین اور جو وہ کہے ہم سنین ہین دوسرے کے توسل کی کچھ ضرورت

نہین سے اسیطرح اکثر وقت اختلاط ہمارے اور انگلشیون سے رد وقدح ہوتا تھا تاکہ عالیجاہ ہماری طرف سے
بدگمان ہو کر مجبور اصرار نہو جسپر روز کہ یہ گفتگو باہم گذری تھی بندہ مورخ نے بھی لکھی اور ہرکارون نے بھی عرض کی
بہاگلپور مین ہم سب لوگ پہونچے تھے کہ خط عالیجاہ کا مورخ ہذا اور میر عبد اللہ کے نام بمضمون طلب صادر ہوا اوسمین
لکھا تھا کہ جبکہ مسٹر امیٹ آپسے حال دل نہین بتلاتا پس وہان رہنا محض فضول ہے چاہیے کہ قبل اوسکے آنیکے
داخل شہر ہو بندہ مورخ اور میر عبد اللہ نے مسٹر امیٹ کے پاس جاکر مضمون خط سے مطلع کیا اور رخصت ہو کر
دوسرے روز مشرف حضور عالیجاہ ہوئے

معاودت مورخ کی مع میر عبد اللہ کے اور گرگین خان سے باہم کلامی عالیجاہ کی حضور مین

راستہ مین ہرکارہ سے طلب ملتے جاتے تھے الغرض جب حاضر حضور ہوئے پرسش کرنے لگے کہ کہو کیا پیش آئی
اور کہا کر آئے ہم دونون نے جو کچھ گذرا تھا عرض کیا چونکہ میر عبد اللہ تقریر درست نہ کہتا تھا عالیجاہ اوس سے
مکدر ملول ہوئے اور ملامت کرکے رخصت کر دیا مورخ ہذا اور میر عبد اللہ دونون اپنے مکانون پر آئے اور
آرام کیا عصر کا وقت تھا کہ علی ابراہیم خان بہادر کا آدمی بندہ مورخ کے طلب مین آیا اور کہا کہ جناب عالی نے
آپکو مع خانہ کور کے طلب کیا ہے بندہ مورخ لباس درباری پہنکر ہمراہ ہوا دیکھا کہ جامہ کن حمام کے خلوت مین
عالیجاہ اور گرگین خان روبرو باہم بیٹھے ہین بندہ مورخ اور ابراہیم علیخان بہادر بھی جاکر ایک ایک گوشہ مین بیٹھے
عالیجاہ نے جو احوال کہ بندہ مورخ سے سنا تھا اوسکا اعادہ گرگین کے روبرو کیا آخر بندہ مورخ سے ارشاد کیا
کہ آگے آپ بھی جو کچھ معلوم ہے گرگین خان سے کہئے خانہ کور نے اس طرز سے کہ عالیجاہ مورخ کے کلام کو قابل
اعتماد نہین جانتا تھا کہا کہ نواب صاحب اگر کوئی خنجر سے انگلشی کا سینہ چاک کرے تب بھی اوسکا مکر دل معلوم نہوگا
بعد ازان بندہ مورخ سے متوجہ ہو کر استفسار شروع کیا بندہ مورخ نے جو عالیجاہ سے کہا تھا اوسکا اعادہ
شروع کیا دو تین کلمہ سنکر یکبار مضطرب ہو کر بولا کہ اسقدر کیون کہتے ہو ہم تین چار بات پوچھتے ہین اوسکا
جواب دو اول یہ کہ مسٹر امیٹ کا کیا ارادہ ہے اور خود چند پیادہ آیا ہے کیون آیا ہے اور نواب صاحب سے
ارادہ وفا رکھتا ہے یا دغا دوسرے یہ ہے کہ قلعہ اور فوج کی ہرکارگی کا خواہان ہے یا دوسرے طور پر تیسرے
یہ کہ جسقدر ارادہ دوستی رکھتا ہے یا خیال دشمنی بندہ مورخ نے متحیر ہو کر اوسکے منہ کو دیکھکر کہا کہ بندہ کو آپکے
سوالات سے حیرت ہوتی ہے اسیوقت آپکے حضور مین عرض کیا ہے کہ اگر کوئی انگلشی کا دل خنجر سے ٹکڑے
کرڈالے مگر باقی الضمیر پر آگاہ نہین ہوسکتا لیکن جسوقت کہ ایسا ہے کیونکر بندہ مورخ اوسکے مکنون دل پر آگاہ
ہوا ہوگا اور جو دغا کا خیال کرتے ہو یہ بھی جائے تعجب ہے کیونکہ وہ تنہا آپکے مکان مین آیا ہے وہ البتہ آپسے
اندیشہ دغا رکھتا ہوگا نہ کہ آپ ایسا خیال کرتے ہین ہرگز اس خیال فاسد کو دل عالی مین نہ لائیے اور تجسس اوسکے

ہرکارگی کے بارہ مین استفسار کرنیسے ہو ظاہر ہے کہ جو قلعہ مین آویگا بقدر شعور ولیاقت کے اوسکے کم وکیف پر
ضرور مطلع ہوگا منحصر مسٹر امیٹ پر نہین اور جو کہ دوستی و دشمنی سے دریافت کیا وہ واسطے بعض جواب وسوال کو
تمہارے پاس آیا ہے اگر اوسکے استفسار کروگے دوستی رہیگی درصورت خلاف کے خصومت کا گمان ہے
یہ کوئی بات قابل استفسار نہین عالیجاہ نے تقریر بندہ مورخ کی تصدیق کی گرگین خان جو مورخ سے ہمیشہ بددل تھا زیادہ تر
بدہوگیا پس مورخ ہذا کو عالیجاہ نے رخصت کردیا بندہ مورخ نہایت حیرت مین تماشائے روزگار تھا کہ ہمارے عصر مین
کیا کیا سپہ سالار مرجع امور ہوے ہین آخر اپنے گہر آیا صبح کو عالیجاہ نے اپنے بھائی میر لو علیخان اور راجہ نوبت رائے
کو مسٹر مذکور کے استقبال کو بہیجا تیسرے روز غرہ ماہ ذی قعدہ سنہ ۱۱۷۶ ہجری کو مسٹر مذکور مونگیر آیا جو مقام
اوسکی فرودگاہ کو معین اور اوسکے لئے خیمہ برپا ہوے تھے وہین پر آکر منزل گزین ہوا عالیجاہ ملاقات کو گیا
دونون طرفسے مراسم مدارات کے تعمیل ہوے دوسرے روز مسٹر امیٹ اور مسٹر جی اور کپتان جانسن
اور مسٹر ہلکٹن جو کہ نوجوان اور شگفتہ خاطر اور فارسی درست اور اسی ملاقات مین بندہ مورخ سے محبت
بہم پہونچائی تھی مع دو تین اور انگلشیون کے عالیجاہ کی ملاقات کو آئے عالیجاہ حسب ضابطہ چند قدم مسند سے
بطور استقبال پر بڑہکر ہمراہ لایا اور کرسیون پر جو اونکے بیٹھنے کو بچہائی گئین تہین بیٹھایا اور خود بہی کرسی پر آرام گزین ہوا
بعد تواضع عطر وپان کے خوان لباس واسطے مسٹر امیٹ کے مع اضافہ جواہر عطا ہوا بروقت برخاست کے بہی
لب فرش تک مشایعت کی پہر بکرر آمد رفت انگلشی کی ہوئی جواب سوال درمیان مین آنے باہم گرگلہ شکایت
آغاز ہوئی لیکن ہنوز مرتبہ صحبت ناچاقی مین گذرجاتی تھی اور اونکے آنیکے وقت عالیجاہ کے دربان بہی حرکت
کرنے لگے چنانچہ ایکمرتبہ مسٹر امیٹ نے اس حرکت کی شکایت عالیجاہ کے روبرو بہی کی عالیجاہ نے اپنے عدم واقفیت کی
معذرت کی لیکن وہ سمجہے گئے کہ نوکرون کی کیا مجال کہ بدون اجازت خاوند کے ایسی حرکت کرین آزردہ تو ہوئے
مگر اوسکی عذر خواہی کے مبالغہ سے چار ناچار اوسکے قول کی تصدیق کی ایکروز مسٹر گلسٹن اور کپتان جانسن
موافق ضابطہ اول صبح کو بنابر ہوا خوری اور سیر وشکار کے سوار ہوکر خیمہ سے برآمد ہوئے کچہہ دور گئے تھے
کہ عالیجاہ کے پیادہ اور سوارون کی جمعیت نے چار وطرف آکر گہیر لیا اور دور جانے سے مانع ہوئی صاحب لوگ
اس حرکت خلاف سے متحیر ہوکر بنا بر اپنے غلبہ کے درشتی سے پیش آئے عالیجاہ کے لوگ آمادہ ستیز ہوکر بندوقکے
فتیلہ روشن کرکے فراہم ہوئے ناچار صاحبان مذکور برگشتہ ہوئے بروقت ملاقات عالیجاہ سے اس امر کی
شکایت حد سے زیادہ کی عالیجاہ نے وہی عدم واقفیت کا محض عذر کیا مگر صفائی نہوئی بلکہ روز بروز رنج
بڑہنے لگا ہر روز عالیجاہ اپنے رفقا مانند علی ابراہیم خان اور مرزا شمس الدین وغیرہ سے اس بارہ مین مشورہ
کرتا تھا اور وہ سب بعد تامل سخن بنا بر عرض کرتے تھے بندہ مورخ اگرچہ صاحبان انگلش کی صحبت کی تہمت سے

مجال سخن حضور مین نہ کہتا تھا لیکن علی ابراہیم خان بہادر اور میرزا شمس الدین سے اگر گفتگوئے آشتی
اور رفع غبار کی کہتا تھا اور وہ لوگ بعینہ عالیجاہ کے حضور مین عرض کرتے تھے اور وہ بھی بعض سخن کو سمجھتا تھا
لیکن عصر کیوقت جب کرگین خان آتا ہے ایک خلوت رہتی عالیجاہ جملہ مشورہ اصحاب مذکور کے بیان کا سبب
اعادہ کرتا وہ بد عقل اولٹی پٹی پڑہاتا وہ سب مصلحت رد ہو جاتی اور صبح کو پھر اولٹی سیدہی باتین ہوتین
چنانچہ ایکمرتبہ علی ابراہیم خان نے تنگ ہو کر عالیجاہ سے عرض کیا کہ جب کہ ہم لوگون کے کلام مشورت ہر چند پسند
حضور بھی ہون لیکن بسبب ایمائے کرگین خان کے نامنظور ہوتے ہین پس اس حال مین دیگر دولتخواہون کو تکلیف
و رنج مین ڈالنا کچھہ ضرور نہین آخر جو کچھہ کرگین خان بہادر عرض کرتا ہے وہی تعمیل ہوتی ہے پس
مناسب یہ ہے کہ اس معاملہ کی باگ کرگین خان کے قبضہ اقتدار مین دیجاوے اور دیگر بندگان درگاہ کو
اس تردد سے نجات عطا ہو مگر مسٹر اسیٹ وغیرہ کو حرکات نیک سے جو لایق شان خداوندان نہین آزردہ
کرنا چاہیئے اگر مشار الیہما سے صلح و آشتی رکھنا ہے تو ایسی گفتگو کو کچھہ ربط نہین اور اگر حسب صلاح کرگین خان
عزم مجادلہ ہے تو بھی ایلچیون کو آزردہ کرنا خلاف داب سروری ہے بلکہ اسوقت مین کہ سفیر ہی مین
آئے ہین بہ نسبت سابق کے زیادہ مشمول عواطف فرمانا ضرور ہے ایسے ایسے حرکات سے نہ تو حضور کی
شوکت بڑہتی ہے اور صاحبان مذکور کی قدر و منزلت گہٹتی ہے ہان رنج تزاید ہوتا ہے جب یہ کلمات
کرگین خان کے گوش زد ہوئے رنجیدہ ہو کر دو تین روز دربار نہ گیا اسی ضمن مین کلکتہ سے ایک کشتی مملو اجناس
اور جنس کی پہونچی پانسو ضرب بندوق چقماقی بارادہ کوٹہی عظیم آباد کے بہیجین کرگین خان مزاحم ہوا مسٹر اسیٹ نے
مکرر واسطے عدم تلاشی کشتی اور رہا کرنے کے حسب معمول عرض کیا مگر سود نہوا علی ابراہیم خان نے کہا
اسقدر مین کاوش ضرور نہین اگر اتفاق منظور ہے بندوق کا کوٹہی مین جانا کیا مضائقہ ہے اگر لڑائی
منظور ہے دو ہزار نیر پانسو اور بندوق کا اضافہ چاہیئے پس جب دو ہزار سے خوف نہین ڈہائی ہزار ہونے سے
کیا ضرر ہوگا عالیجاہ نے کہا یہ بات کوئی کرگین خان سے کہسکتا ہے علی ابراہیم خان نے فرمایا اگر حضور کی
مرضی ہو کرگین خان سے کہدینا کسقدر امر ہے عالیجاہ نے اجازت دی کہ جاکر پوچھا چاہیئے اوسکی کیا
صلاح ہے علی ابراہیم خان نے قبول کیا اور عالیجاہ نے مضطرب ہو کر راجہ نوبت رائے اور علی ابراہیم خانکو
اوسکے پاس بہیجا کہ دربار مین آکر اس بارہ مین صلاح دے اونہون نے جاکر معاودہ کرگین خان نے آشفتہ ہو کر جواب دیا
کہ ہم داروغہ توپخانہ اور مرد میدان ہین مشورہ سے کیا کام مشورہ دولتخواہون سے لیا چاہیئے جب جنگ کی
حاجت ہوگی مجہے حکم ہو کہ راضی ہو کر جان نثار ہون راجہ نوبت رائے تو اوسکی آزردگی کے رعب سے
ساکت ہوا علی ابراہیم خان نے کہا کہ نواب عالیجاہ اپنے داروغہ توپخانہ سے صلاح دریافت کرتے ہین

اور ظاہر ہے کہ بدون تمہاری صلاح کے کوئی امر نہیں کرینگے پس جو لوگ آقا کے حق مین بہتر جانتے ہو
بیان نہیں کرتے گرگین خان نے علی ابراہیم کیطرف رخ کر کے جواب دیا کہ دونون ہاتھون کو لیکے ایکدوسرے کے
مقابل کر کے بولا بالفعل نواب صاحب اور انگلشی اس قسم سے برابر ہین پھر ایک ہاتھ کی انگلیان بلند کر کے دوسرے ہاتھ
کی انگلیان جھکا کر کہا کہ اگر مسٹر اسیٹ کی اطاعت نکرین اسیطرح بیرا ونپر غالب ہونگے اور اگر اطاعت کرینگے
دوسرے ہاتھ کی انگلیون کے مانند سرفرو و مغلوب ہونگے آیندہ مختار ہین دو صورتون مین جیسا منظور ہو تعمیل فرماوین
یہ لوگ وہان سے بحال گذشتہ کے عالیجاہ کے روبرو سے [illegible] ہوئے لڑائی کی بنا واستحکام ہوئی مسٹر اسیٹ نے ناچار ہو کر
رخصت چاہی اول کسی کے رخصت دینے پر راضی نتھا آخر بعد گفتگو کے حکم دیا کہ مسٹر اسیٹ اور دیگر انگلشی جاوین
مگر مسٹر چے کو بعوض میرزا محمد علی وغیرہ محبوسین کلکتہ کے مونگیر مین نگاہ رکھین بہ این وعدہ کہ جب وہ خلاص ہو کر
آوینگے مسٹر چے بھی رخصت پاوینگا مسٹر چے اپنی سعت سے راضی ہو کر مونگیر کی اقامت کو راضی ہوا اور مسٹر اسیٹ
وغیرہ بجرہ اور کشتی کی سواری پر روانہ کلکتہ ہوئے

مسٹر اسیٹ وغیرہ کا براہ دریا کلکتہ کو جانا اور مسٹر الس کا عظیم آباد مین میر مہدی خان سے لڑنا اور میر مہدی خان کا فتح پانا اور مسٹر اسیٹ کا مرشد آباد مین مارا جانا اور شعلہ فساد کا بھڑکنا اٹھنا

جب مسٹر اسیٹ نے دیکھا کہ عالیجاہ مطلق راضی نہین ہوتا ناچار کلکتہ کو بکمال غیظ و کدورت روانہ ہوا اور مسٹر الس کو تحریر کیا
کہ ہمارے اور عالیجاہ کی صحبت ناچاق ہوئی تم ہوشیار اور آمادہ کارزار رہو جو کچھ تم سے ہو سکے اوسمین دریغ نکرنا مسٹر الس
اول ہی عالیجاہ کے جانب سے غمگین تھا اب کہ یہ سمجھا کہ بمجرد پہونچنے مسٹر اسیٹ کے کلکتہ مین حکم لڑائی کا صادر ہوگا
چند روز اس انتظار مین کہ مسٹر اسیٹ حدود حکومت عالیجاہ سے گذر جائے ٹالے گیا جب کوچ کے حساب سے معلوم ہوا
کہ الحال مسٹر اسیٹ فوج عالیجاہ کے احاطہ سے باہر ہو گیا ہوگا امیر مہدی خان سے لڑنے اور قلعہ عظیم آباد کی تسخیر کا ارادہ
بالجزم کیا اور میجر کیرس کو جو سالار فوج انگلشی متعینہ عظیم آباد کا تھا چٹھی لکھی کہ آج کی رات کو مع کل فوج کے کوٹھی مین
آکر آرام کیجئے اور صبح قلعہ پر چڑھائی کر کے فتح کرنا چاہئے کوٹھی مین متعدد زینے اور خوب سے حصار پر چڑھنیکو درست کر رکھے
پھر رات گذری ڈاکٹر فلرٹن کو جو شہر کے وسط شہر مین رہتا تھا چٹھی لکھکر طلب کیا ڈاکٹر مذکور نے بحسن واقعہ رزم
سے بیخبر تھا اوٹھکر چلا آیا بعد پہونچنے کے معلوم ہوا کہ ارادہ دگرگون ہے میر مہدی خان محض بیخبر قلعہ عظیم آباد مین
جو دار الامارہ صوبہ مذکور کا تھا استراحت مین مشغول تھا اور افواج متعینہ حراست بھی بنا بر بیخبری اور بدانتظامی کے
جو کہ اب اس ملک مین مروج ہے بعض حاضر مگر گرم خواب اور ناچار اور بعض اپنے مکان مین مصروف عیش و
آرام تھے کوئی بھی ہوشیار نتھا میجر کیرس وغیرہ انگلشی مع فوج ہمراہی کے قدم بڑھا کر زینون کو دیوار حصار پر
اوس رخ کیطرف سے جو لب دریا باغ حویلی میر عبد اللہ اور کوٹھی انگلشیہ کے ہے لگا کر وقت سحر روز جمعہ دوازدہم

ماہ ذی الحجہ سنہ ۱۱۷۶ ہجری کو بالا سے حصار آیا جو لوگ محافظین مین سے جو ادہر ادہر حاضر تھے مدافعہ مین آمادہ ہوئی
اور بعض انگلستی اور تلنگون کو مجروح اور مقتول کیا باقیماندہ شہر مین آئے ایک فوج بڑے بازار کے راستہ سے ہوکر
باہین دروازہ مغربی اور قلعہ بادشاہی کے ہے اور دوسری فوج گہرکی کو دوڑتے راستہ محلہ دیوان مین ہو کر شلک نشان
آگے کو بڑہے میر مہدیخان اور فوج متعینہ شہر و حصار آواز توپ اور بندوق کی باڑہ سے بیدار اور ہوشیار ہوئے
جس ہیئت سے کہ ہوسکا مخالفون کے روبرو آئے سر رشتہ کو بیٹہ پر مقابلہ ہوا اودہر سے توپ چہرہ دار اور بندوقچی
شلک نے آتشبازی شروع کر دی ادہر سے محمد امین خان مع چند افسر کے جب مجروح ہوا اور دون کے سر اوکہڑے
میر مہدیخان اور شیخ برکت علی اور محمد خان وغیرہ کو شکست ہوئی میر مہدیخان نے دروازہ شرقی سے نکلکر مونگیر کا
عزم کیا اور شیخ برکت علی مضطرب کہرکی رانی سے باہر ہوکر چلے سر و پا دریا چادہوہ کے کنارے پہونچا
اور سراسیمہ راہ کا نباتہا محمد خان لونگلی چہل ستون کی عمارت مین آیا اور دروازہ بند کرکے مستعد مدافعہ بیٹہا اور لال سنگہ ہزاری
قلعہ پختہ کے دروازہ کو بند کرکے مدافعہ کو آمادہ ہوا اور بندوق مارتا تہا اسیطرح چہل ستون سے بہی گولی چلتی تہی
اور افواج انگلستی تمام شہر مین منتشر ہوئے فصیل اور برج شہر کے مستحکم کرلئے دروازہ شرقی سے مغربی تک سوا
چہل ستون اور قلعہ بادشاہی کے جہان لعل سنگہ اور محمد امین خان قایم تہے تمام شہر زیر قبضہ انگلستیہ آیا ودہر
جابجا تک تلنگون اور سرکارہ اور لشکر کے لچون کا ہاتہ پہونچا نہایت دلجمعی سے لوگون کو لوٹا جس گہر مین گہسے خالی
کردیا چہار دانگ چہوڑی یہ حرکت ابتک انکے لشکر سے کبہی نہین ہوئی تہی اس عرصہ مین مہدیخان فیشر دہ
آپہونچا تہا کہ دوسری فوجین مونگیر سے فرستادہ عالیجاہ جو اسکی کمک کو آتی تہین اسکو اس حال تباہ مین دیکہا
اور محمد امین خان کے قلعہ بادشاہی اور لعل سنگہ کے چہل ستون مین پایداری سنکر مع مہدیخان کے بعزم
عازم عظیم آباد ہوئی اور لب دریا سے برج درگاہ تک پہونچے اور دروازہ شرقی پر یورش کرکے جب
دروازہ مذکور جا پہونچے انگلستیون نے اپنی دو توپین دروازہ سے نکالکر خندق کے پل پر لگاوین اور
خود صف باندہکر مستعد مدافعت ہوئے میر ناصر خان داروغہ بانداران اور جعفر خان اور عالم شاہ سے
جو پیشتر مالکار ارمنی سے پہونچکر میر مہدیخان کو واپس کرلائے تہے بضرب بان اور شلک تفنگ کی فوج انگلستی
تزلزل کیا اور حملہ آور ہوئے فوج انگلستی نے گہبراکر اپنی توپین میخ ٹہوکنے سے خراب کرکے راہ فرار لی اور
اور میر مہدیخان نے مع ہمراہ سرداران مذکور کے تعاقب کیا اس خبر کے سنتے جو فوج برج و حصار پر استوار تہی
بیدست و پا ہوکر مفرور ہوئی فتح و نصرت بندگان عالیجاہ کو نصیب ہوئی جو حصار پر تہے نکالا انگلستیون نے
بہاگ کر کوٹہی کی استواری کی فوج عالیجاہ نے اوپر کی رہنہ کو فصیل پر قائم کرکے کوٹہی پر توپ اندازی شروع کی
مسٹر السن مع بقیۃ السیف فوج انگلستی کی کوٹہی سے بہی بیتاب ہوکر آخر شب کو فراری ہوکر باقی پور کی

چہاونی مین گیا اسی عرصہ مین مارکار ارمنی چھ پلٹن اور آٹھ توپ سے پہونچکر میر مہدیخان سے شریک ہوا
صبح کو مسٹر السن کے فرار سے آگاہ ہوکر سب مجموعہ متوجہ تعاقب ہوے مسٹر السن نے مطلع ہوکر شتاب
بسواری کشتی چہپرا ہوکر دریاے سرجو مین جیکے اوس پار شجاع الدولہ کے صوبہ کی حد ہے عازم ہوا رام ندہی
فوجدار سرکار سارن ایک بیقدر بنگالی تھا مگر جرأت کی ہمت بڑہائی اور بکسر کی طرفسے مسمی سمرو مع فوجکے
متحرک ہوا مسٹر السن وغیرہ انگلشیہ کی اجل نزدیک آگئی تھی باوجودیکہ دو تین پلٹن ہمراہ تھین مگر کچھہ نہوسکا
رام ندہی کے ہاتھہ مین گرفتار ہوا یہ خبر عالیجاہ کو پہونچی زیادہ تر خوشی و غرور ہوا اور گرگین خان خالی شعور کی رایکا
استحکام ہوا القصہ کسوقت میر مہدیخان کی مغلوبی سنکر میر قاسم خان کی جان اونکے ہونٹون پر آرہی تھی دو پہر رات گذری
میر ناصر وغیرہ کی پہونچنے اور میر مہدیخان کے غالب آنے اور السن کے بہاگنے کی خبر آئی جان رفتہ نے تن زار مین
استراحت فرمائی اوسیوقت نواخت نوبت کا حکم ہوا شادیانہ بجنے لگے صبح کو ملازمین آکر حاضر ہوئے چونکہ
میر عبد اللہ کو اسی اندیشہ جنگ سے عظیم آباد جانے دیا تھا کہ مبادا پاس آشنائی صاحبان انگلشی کی کرکے
اپنے گہر سے جو متصل کوٹھی کے ہے داخل کردے القصہ میر مذکور اور مورخ دونون نے باہم حضور مین پہونچکر
نذر مبارکباد گذرانی اوسنے میر مذکور سے کہا کہ تم کہتے تھے انگلشی لوگون کو زندہ کہا جاتے ہین کوئی اونکی
ربرو نہوسکیگا میر مرقوم کے اس کلام سے حواس جاتے رہے اور بندہ مورخ سے کہا تمہارے آشنا یعنی
ڈاکٹر فلرٹن نے مجہسے عجب سلوک کیا فوج کو مخفی اپنے گہر مین طلب کرکے یہ ہنگامہ برپا کرایا بندہ نے عرض کیا کہ بندہ
کس حساب مین ہے جو اون سے آشنا ہوگا ہان حضور سے ڈاکٹر کی آشنائی ہے پس ہم لوگون کو چاہیے کہ
حضور کے آشنا سے دوست اور دشمن سے دشمن رہین اگر ڈاکٹر سرکار کا دوستدار ہے ہمارا بھی آشنا ہے
ورنہ ہم زیادہ تر اوسکے دشمن ہین القصہ بعد اس خبر کے مکرر احکام اپنے عمال ممالک محروسہ مین صادر فرمائے
کہ درمیان ہمارے اور انگلشی کے اب صلح و آشتی نہین رہی جہان اس فرقہ کو پاؤ قتل کرو اور شاید مسٹر
امیٹ کے بارہ مین بھی حکم صریح لکھہ بہیجا تھا یا اسی حکم عام کا ثمرہ جو مرشد آباد مین پہونچا مسٹر امیٹ بیچارہ کو مع
ہمراہیان کے شہسوار بیگ وغیرہ جماعداران عالیجاہ نے محصور کیا ہر چند اونہون نے عجز و الحاح کیا کہ ہمین زندہ
عالیجاہ کے حضور مین بہیجدو مگر اون کشتنیون نے کچھہ نہ سنا روز پنجشنبہ ۱۰ تاریخ ذی الحجہ ۱۱۷۶ ہجری کو ہر ایک کی
گردن ماری اور اونکا سر عالیجاہ کے حضور مین بہیجا اور اوسی روز کوٹھی انگلشی کی جو قاسم بازار کے نام سے
اشتہار رکہتی ہے تاراج ہوئی

کونسل کلکتہ مین عالیجاہ کی لڑائی تصمیم ہونا اور میر جعفر خان کو ریاست بنگالہ پر لانا اور مقید ہونا
مسٹر السن وغیرہ انگلشی کا مونگیر مین عالیجاہ کے روبرو اور لڑائی ہونا محمد تقی خان بہادر کی

کٹوہ مین افواج انگلشی سے اور قتل ہونا کمال شجاعتمین عین رزمگاہ مین

جب میر محمد قاسم خان نے دیکہا کہ الحال بجز جنگ کے چارہ نہین محمد تقی خان بہادر فوجدار بیربہوم کو حکم خبرداری
اور طیاری رزم انگلشیہ کا صادر فرمایا اور میر جعفر خان اور عالم خان اور شیخ حبیب اللہ وغیرہ کو اوسکی مدد پر بہیجکر
مامور کیا اور ارشاد فرمایا کہ جب انگلشی کلکتہ سے آوین خانہ کو بقصد روبمقابلہ پر جائے اور فوج متعینہ مرشدآباد مین
پہونچکر جس سامان کی حاجت ہو سید محمد خان نایب نظامت مرشدآباد سے لیکر پلاسی اور کٹوہ کیطرف جا پہونچے
اور محمد تقی خان بہادر بہی مع افواج آراستہ کے نہضت کرکے کٹوہ مین آیا جب خبر قتل مسٹر امیٹ کی کلکتہ پہونچی
شمس الدولہ بہادر گورنر نے ایک قطعہ خط متضمن تہدید محمد خان نایب عالیجاہ کے نام لکہا خلاصہ مضمون اسکا
یہ ہے کہ مسٹر امیٹ بیچارہ کو جو سفیر ہو کر گیا تہا کس راہ سے قتل کیا یہ فعل نہین سنی ہے کہ ایلچی راز واسطے یہ
بیت بہی اس خط مین مندرج تہی ؎ بآیین شاہان در رسم کیان * فرستادگان امین اند از زیان اور یہ بہی لکہا تہا
کہ اگر حرکت زشت بلا اجازت آقا کے کی ہے تو اوسکی سزا کو پہونچیگے اور اگر بموجب حکم تعمیل کی ہے تو دیکہیے
خواستہ خداوند حقیقی سے بعد ارسال اس خط کے کونسلیون نے آتش بجان ہو کر ہجوم کیا اور شمس الدولہ کو
عالیجاہ کا حامی سمجہکر اسکے بہی عدو ہوے اتفاقا اون دنون مین شمس الدولہ بیمار تہا کہ لایق آنے کونسل کے
نہ تہا اور مسٹر ہسٹنگ عماد الدولہ بہادر جلادت جنگ کو جو کہ شمس الدولہ سے یکدل و یکزبان تہا اور
خود بہی عمائد کونسلیہ مین تہا کونسل مین پہونچایا کہ شمس الدولہ کی بیماری کا عذر کرکے جو حاجت پڑے اوسکے سوال و
جواب مین مصروف ہو جب مسٹر ہسٹنگ داخل کونسل ہوا کونسلیون نے شمس الدولہ کا حال دریافت کیا اور اوسکا
نہ آنا موجب ملال سمجہا زیادہ رنج یہ تہا (?) کہ یہ کونسل صرف عالیجاہ کے مجادلہ کو ہوئی تہی نہایت غیظ و غضب سے
خود آرائی تک سبکے لبون (?) گفتگو نامناسب نسبت شمس الدولہ اور مسٹر ہسٹنگ کے گزری مسٹر ہسٹنگ باوجودیکہ
کمال تحمل تہا مگر مسٹر ایلس کی گفتگو کی تاب نہ لایا بعد گذشتن (?) واقع ہولی (?) شمس الدولہ اس خبر سے اوسی
لباس بیماری سے کونسل گہر مین آیا اور بعد ورود مجلس کے کہا کہ کیا حکم کیا فرماتے ہو اور مرضی کیا ہے اکثر کونسلیون نے
جو مسٹر امیٹ اور مسٹر ایلس سے ہمدم و ہم نفس اور عالیجاہ اور شمس الدولہ سے ناخوش تہے اور مسٹر امیٹ کی
قتل اور مقتولی مسٹر ایلس نے اور بہی نمک افشانی کر رہی تہی شدت غضب سے بے لحاظ ہو کر بولے کہ ہماری
مرضی بغیر لینے انتقام مسٹر امیٹ اور جنگ عالیجاہ کے اور کیا ہو سکتی ہے شمس الدولہ نے در جواب لکہدیا کہ
مسٹر ایلس وغیرہ بہت سے سردار اور سوار انگلشی عالیجاہ کے قیدی ہین اس وقت اودہر سے ہماری فوج
اوسکے استقبال کو روانہ ہو یقین ہے کہ قیدیان مذکورہ کی جان بہی عالیجاہ سے دشوار ہو مناسب یہ ہے
کہ اول دم و دلاسا سے اوس سفاک کو ہاتہ سے اپنے جماعہ کے صلاح کرا دین بعدہ انتقام کو عزم جزم کرین

چونکہ اور کونسلی کو یقین تھا کہ شمس الدولہ عالیجاہ کی حمایت کرتا ہے اس تدبیر کو مکر و تزویر خیال کرکے آشفتہ ہوئے
اور در جواب اوسی کاغذ پر ہر ایک نے اپنے دستخط سے لکھدیا کہ اگر عالیجاہ مقیدون کو نقصان اور زیادہ مارڈالے
ہمکو سوائے انتقام کے کوئی عزم منظور نہین ہے ہرگز اوس سے آشتی نہین کرینگے شمس الدولہ نے کاغذ مذکور کو جو واسطے
رفع بدنامی کے دستاویز تھی اوٹھا کر اپنی جیب مین رکھ لیا اور کہا اب بلاتامل میر جعفر کے پاس جانا چاہیے
اور اوسکو بجائے عالیجاہ کے مقرر کرکے مع اپنی فوج کے بھیجنا چاہیے بالاتفاق جعفر خان کے پاس آئے اور خان مذکور کو
امارت بنگالہ کی تکلیف اور اپنے لشکر کی رفاقت کے دی اوسنے گفتگو اور تمہید بعض شروط اور قول و قرار قسمیہ کے
ارادہ لشکر جعفر خان کا درست ہوا کلکتہ سے بعزم رزم عالیجاہ کے برگشتہ اقبال برآمد ہوئے مسٹر ایلس وغیرہ
انگلستی رام نہی فوجدار سرکار سارن کے گرفتار ہوے توپ اور بندوقہائے چقماقی مع اسباب وغیرہ کے جو کچھ
کوٹھی اور باقی پور مین ہمراہ مسٹر ایلس کے تھے عالیجاہ کی سرکار مین ضبط ہوا اور انگلستیان مقید کو میر مہدی خان نے
بموجب حکم عالیجاہ کے مونگیر بھیجا اور عالیجاہ نے مسٹر ایلس وغیرہ سرداروں کو حوالہ شیخ فرحت علی کرکے سولداوان
بیچارہ کو بھی مقید کیا اور جس جگہ انگلستی اسکے عمال کے ہاتھ لگے تھے اونکو حکم بھیجا کہ زیر تیغ کرین بعضون نے
ہمراہ مترحم چندروز درنگ کیا بعد ازان جب فوج انگلستی کا غلبہ معلوم ہوا مقیدون کو چھوڑ دیا اور بعض نے جو کہ
خیرہ سر اور بیخبر و مغرب رو یہ افواج انگلستی سے دور تھے مقیدون کو زیر تیغ بیدریغ کھینچا مسٹر ایلس وغیرہ انگلستی کو
شیخ فرحت علی اور گرگین خان کے حوالات مین سپرد کرکے اوسکی حفاظت کا کمال تاکید کی انگریز ڈاکٹر فلرٹن نے
اپنی عسرت اور تکلیف کا حال بندہ مورخ کو کہلا بھیجا بندہ مورخ نے بدین نظر کہ اوسنے اوسپر بہت سے احسان
کئے ہین کوئی بات اوسکے حق مین کہنا ضرور ہوا اور یہی مقتضائے وقت مصلحت سمجھا کیونکہ گمان جاتا تھا بلکہ یقین تھا
کہ اوسکے آدمی کے آنے کی خبر جو بندہ کے پاس آیا ہے شتہ عالیجاہ کو پہونچی ہوگی اگر بندہ اس امر کا اعتبار نکرے
بدگمان زیادہ ہو جائیگا لہذا مجمل حال عالیجاہ سے عرض کیا اوسنے جواب دیا کہ تمہارا آشنا ہے اگر اسوقت مین
خبرگیری کرو کچھ مضائقہ نہین لیکن یہ کلام طنز آمیز تھا بندہ نے التماس کیا کہ مجھسے زیادہ خیالی عالی سے آشنا ہے
چونکہ اوسکی خاطرداری بہت ہوئی تھی لہذا عرض کیا کہ اگر کوئی عنایت اوسکے حال پر منظور ہو تو تعمیل کیجاوے اور اگر
سرکار اقتضا نہو تو مجھے کچھ سروکار نہین اس کلام سے متبسم ہو کر فرحت علی کو روبرو بلا کر کہا کہ ڈاکٹر کو غلام حسین خان
پیغام بھیجا ہے انھون نے چونکہ بہت دوست تھے مجھے مطلع کیا اسیطرح ہمیشہ ہوگا اور اوسکے آدمی کو کہو نگے تم اپنے
پیشخدمت کو خبر نہین ہے آئندہ احتیاط رکھو کہ کوئی وقت ضرور بات سے اوسکو تصدیع نہو لیکن
یہ بھی احتیاط رکھو کہ اوسکی آمد و رفت پیغام و سلام کی لشکریون سے نہونے پاوے کہ مبادا فتنہ تازہ برپا ہو
بندہ مورخ نے اپنی جان کا خوف کھا کر پھر کچھ نکہا اور بیچارہ انگلستی بکمال حفاظت اور احتیاط مین مردم مذکور کے

ہاتھ عالیجاہ کے پہونچنے تک عظیم آباد مین مقید رہا

ذکر سرتابی کرنے شیخ ہیبت اللہ اور عالم خان اور جعفر خان وغیرہ کا محمد تقی خان کی فرمانبری اور پیش قدمی اور خود سری کرنا انگلیشیون کی جنگ مین اور سید محمد خان نایب مرشد آباد کا نفاق کرنا محمد تقی خان سے

محمد تقی خان بہادر کہ فی الحقیقت سردار لایق ریاست و سروری تھا سید محمد خان نایب مرشد آباد سے جو مرد پوچ ہیچکارہ تھا سر فرو نہوتا تہا اور کیونکر ہو سکتا تھا کہ جوان مرد کریم خسیس لئیم کی اطاعت کرے اسی سبب سے سید محمد خان اوسکے دشمن کیطرح تھا اوسکی بلند نامی اور نیک شہرتی کے آتش حسد پر جلا جاتا تھا اندنون مین کہ خانہ انگلشیان ہیچارہ کی جنگ پر مامور ہو کر نواح کٹوہ مین پہونچا بعض اسباب اور آلات اور ادوات حرب کی سید محمد خان سے جو کہ حاکم شہر اور صاحب اختیار خدم اور اسباب کا تھا طلب کیا اوس احمق نے آرزو مین اسکے شکست پانے اور برہمی کار کی سر انجام اسباب مطلوبہ مین تعلل کیا اور اس توقف کا انجام جو اوسکی آقا کی برائی سختی نہین سمجھتا تھا تا آنکہ افواج متعینہ مونگیر سے مرشد آباد ہو کر آگے کو بڑہی تہی اب نہین کہ فوج مذکور کو بسبب نفاق سے کہ جو محمد تقی خان سے رکہتا تھا اوسکی تعمیل فرمان سے منحرف کر دیا ہو خلاصہ یہ ہے کہ جب شیخ ہیبت اللہ اور اور عالم خان وغیرہ نزدیک لشکر محمد تقی خان کے پہونچے ہر چند خان مذکور نے اونکو کہلا بہیجا کہ یکجا ہو کر باہم اتفاق رہیے مگر اونہون نے نمانا سہا گیر تہی اوسطرف علحدہ فرو کش ہوئے دوسرے روز خبر پہونچی دو پلٹن انگلشی کی ہاتہ سے جو کہ ظاہرا اوس فرقہ کے وہان کوٹھی تہی سنکر فوج مذکور نے اونپر چڑہ جانے کا ارادہ کیا محمد تقی خان کو کہلا بہیجا کہ بعض برق اندازو نسے ہماری مدد کرو محمد تقی خان نے بنا بر رفع بدنامی اور کار سرکار کے شمشیر بچہ اور جوانان منتخب جو کہ اوسکا تازہ بہم پہونچائے ہوئے تہی اور دس روپیہ ماہوار ہی کے نوکر تھے اور حسب ضابطہ ولایت وہ پاتنی اور پور پاتنی اور مناسب پاتنی انکو مقرر کر کے حسب لیاقت ہر ایک کا درماہہ پندرہ سے تیس روپیہ اور ساٹھ اور سو روپیہ تک مقرر کیا اور ہمیشہ اپنے پیش نظر اون لوگو نسے بندوق اندازی کی مشق کراتا تھا اور اونکی باربرداری کے لئے گھوڑے بیل اونٹ مقرر کیئے تھے تا کہ اونکو عذر باربرداری کا نہو خنجر شمشیر تیر اور اوسکی ساز کے کچھ کندھے نہ لیجاوین اونمین سے پانسو نفر جرار انداز مع فرامرز اپنے حیلہ کے اونکی مدد پر بہیجا اور وہ لوگ انکی متفق ہو کر پیشتر کو روانہ ہوئے اور فرامرز حسن اہتمام سے اون دونون پلٹنون پر غالب آئے اور اونکو جا نسے آگے وہین پر جا بہگایا اور خود پہونچکر ہائی کوٹ کو محصور کر لیا تا آنکہ وقت شب پلٹن بردوان وغیرہ کی فوجین اون پلٹنون کی مدد پر جا پہونچین صبح ہوتے سب مجموعی بڑی کر وفر سے برآمد ہوئے لڑائی شروع ہوئی اوسوقت عالم خان اور شیخ ہیبت اللہ وغیرہ باختہ حواس ہوئے اور محمد تقی خان بہادر کی نصیحت یاد آئی حتی الوسع غریب ہاتھ پیر ہلائے آخر الامر کنترا

جو ایرانیوں کے مقتول و مجروح ہوتے جماعہ مذکور بیتاب ہو کر فراری ہوئی جب محمد تقی خان کے لشکر کے قریب آئے
خاوندکورنے کشتیان اپنی طرف کھینچ لین انکو اوترنے کی راہ ندی تاکہ یہ لوگ میری فوج مین آکر موجب دلشکستگی
باقی فوج کے ہوون اور فوج انگلشی غالب ہو کر دو تین کوس وہان سے پیشتر کو بڑہی

ذکر جنگ کرنے محمد تقی خان بہادر تبریزی کوزہ کلانی کا اور جان نثار ہونا بتقدیر آسمانی کے

محمد تقی خان بہادر دوسرے پانچشنبہ روز پنجم ماہ محرم ۱۱۷۷ھ ہجری کو اپنے جمعیت ہمراہی کے ساتھہ سوار ہو کر میدان
کارزار مین بعزم استواری جو اس شہریار پانیپت کی عمر سے ایک رفتار تھی آیا ہمراہیون سے اپنے تسلی اور اشتمالت بسیار
فرمانکر تحریص اور تشجیع جنگ مخالفان کی کرتا ہر ایک کو وعدہ فتح پر امیدوار مراتب اعلے کیا الغرض تیغ
و تفنگ چمکایا اور ہر ایک کا البتہ دل بڑہایا کہ ہر ایک نے نقد جان سے خزینہ تن خالی کیا خاوندکورنے تاکید کرکے
فوج کی ترتیب دی جب مقابلہ ہوا توپ اندازی شروع ہوئی طرفین سے قدم قدم بڑہتے تھے نامردونکے
دل گھٹتے تھے جن جن کی موت کا وعدہ پورا ہوگیا تھا گولہ گولی توپ و تفنگ سے آلودہ ہو کر الفائے وعدہ مین
منتقل ہوئے محمد تقی خان کے دلیری سے اسکی طرف وہ چیرہ دستی ہوئی کہ بیشتر فوج انگلشی مغلوب ہوتے
نظر آئی اسی عرصہ مین محمد تقی خان کے پیرون گولی لگی گھوڑا اوسکا عدم پر لوٹ گیا یہ دوسرے پر سوار ہوا
سوار ہوا نہایت متصل مخالف سے جا پہنچا غنیم کی فوج آہستہ آہستہ پیچھے ہٹتی تھی لیکن حسب قضا بلائے ناگہان
ناگاہ دوسری گولی محمد تقی خان کے گھوڑے کو لگی اور اس راہوار نے بھی عرصہ عدم کو قدم بڑہایا اب تیسرے
گھوڑے کی باری آئی اور آگے کو بڑہا فقط خاوندکورکے پہلو سے سینہ مین گولی آکر نکل گئی اس دلاور بہادر نے
دامن فراہم کرکے کنارے پر لا انظر مخالف سے پر وہ کیا آگے کو قدم بڑہایا انگلشیون نے عین لب پانی مین
فوج کو نالہ مین بطور کمین کے قایم کیا اور محمد تقی خان نالہ کے سر پر متوجہ لورش تھا چونکہ دریاچہ مذکور پر نہر تھو
کوئی گہرا ت تجویز کرتا تھا اوسی وقت مین غنیم نے بیتحاشی ہو کر ایکبارگی باڑہ ماری اس باڑہ مین اکثر ہمراہی
محمد تقی خان کے جان نثار ہوئے جمعیت گھٹ گئی اور ایک گولی حسب تقدیر پیشانی محمد تقی خان کو عین برگی
کہ فورًا اپنے ہمراہیون کے ساتھہ دنیہ کو خود بھی روانہ عرصہ عدم ہوا باقیماندہ لشکر پر شکست آئی ہمراہ
سراسیمہ ہو کر ہر طرف فرار ہوئے انگلشیون کو فتح نصیب ہوئی انگلشیون نے اپنے مجروح کو دوا کی تدبیر ڈالکر
سپرد کیا اور خود دو تین روز متوقف ہو کر عازم پیشتر ہوا اسد محمد خان اس خبر سے مضطر ہوا اور اپنے
گرد اوکر جمع کرکے اور اسباب اور سامان عالیجاہ کا جو وہان تھا جمع کرکے فراری ہو کر لشکر عالیجاہ کی راہ لی
میرزا محمد ایرج خان سراج الدولہ کا سسرا تھا کہ مرشد آباد مین عالیجاہ کی نہایت وحشت سے محروم تھا
میر جعفر خان کے استقبال بلازمت کو دوڑا اور حسب الامر میر جعفر خان نے جھٹ پلٹ کر مرشد آباد مین

اوسکی منادی کرائی اور غود فانی العبال بلدہ مذکور کے اہالی و موالی کی تسلی کرنے لگا ۱۲ محرم سنہ ۱۱۷۷ ہجری روز یکشنبہ کو میر جعفر خان مع فوج انگلشی داخل مرشد آباد ہوا کسیقدر خفیف سا تزلزل شہر مین واقع ہوا اگرچہ لوگون نے تھوڑی سی دست بردی کی تھی میر جعفر خان چھ روز مہابت جنگ کے دولتخانہ مین جو مرشد آباد کا دار الامارہ مقرر ہوا فروکش رہا ساتوین دن سحر کو مطابق ہجدہم محرم سنہ مذکور مع فوج انگلشی بعزم جنگ باہر نکلا

عالیجاہ کو محمد تقی خان بہادر کے قتل کی خبر ملنا اور دوسری فوج کا بھیجنا اور آثار ادبار

میر قاسم خان عالیجاہ محمد تقی خان کے قتل کی خبر نواح کٹوہ اور بیرود ان مین سنکر مضطرب ہوا اور شیخ حبیب اللہ وغیرہ افواج متعینہ سابقہ کو حکم توقف رشنوتی مین دیکر اسد اللہ خان ولد سید حسین خان کو جو فوجدار تربٹ شمالی کا تھا مع شش ہزار سوار اور رسالکار اور سمرو کو مع سات آٹھ پلٹن اور سولہ توپ اور میر ناصر داروغہ باندار ان کو علی الفور فوج مذکور کی مدد کو بھیجکر حکم دیا کہ سب لوگ باتفاق میدان سوتی مین فوج مخالف سے رزم آزما ہون اور شیر علیخان فوجدار پورنیہ کو بھی جو کہ ادنی متوسلان معز الدین حسین خان ولد سیف خان مین تھا اور عالیجاہ کے وقت مین ترقی پا کر کے بخطاب صولت جنگ اور سیف خان کے تمام پورنیہ کا فوجدار ہوا تاکید ہوئی کہ عبور گنگا کر کے شریک اسد اللہ خان وغیرہ فوج متعینہ کا ہو اسد اللہ خان اور شیر علیخان وغیرہ مع فوج کوچ کر کے شیخ حبیب اللہ سے میدان سوتی مین ملحق ہوئے

میدان سوتی مین لڑائی عالیجاہ کی انگلشیوں سے اور مغلوب ہونا

روز سہ شنبہ انیسوین ماہ محرم کو مقابلہ طرفین ہوا رسالکار اپنی اور سمرو نے ترک پر صف آرائی کی اور اسد اللہ خان انکے دست راست آٹھ نو ہزار سوار اور دس بارہ ہزار پیادہ سے استادہ ہوا اور دونون فوج کے پہلو مین شیخ شیر علیخان دو تین ہزار نفر سے مستقل ہوا اور ہر فوج انگلشی جو تین ہزار سے زیادہ نہو گی صف آرا ہوئی توپ چلنے لگی فوج انگلشی قدم بقدم بڑھتی آتی تھی اسد اللہ خان کو دعوی بہت تھا اپنی فوج لیکر انکی طرف متحرک ہوکر نصف میل یا کچھ زیادہ راہ طے کر گیا اس ضمن مین فوج غنیم نے سمرو اور رسالکار پر غلبہ ظاہر کیا اسد اللہ خان مع رفقا کے بداعیہ یورش غنیم کے پہلو سے نمودار ہوا جب اسیر رائے متفق ہوئی میر بدر الدین خان سالدار نے مع اپنے رفقا کے علیحدہ ہو کر اسد اللہ خان سے کہا کہ ہم تمہاری نعرہ کے منتظر ہین جسوقت گھوڑے چھوڑیے انشاء اللہ ہم بھی پیشتر جانے یہ کہکر گوش بر آواز ہوا جب نعرہ واللہ اکبر اوس مجمع کے گوش زد ہوا اور دیکھا کہ فوج مذکور اپنی جگہ سے متحرک ہوئی تو ہر سوار ہمراہی سے دشمن پر جا گرا اور اوسکے دست چپ سے میر ناصر داروغہ نے یورش کر کے فوج غنیم پر عرصہ تنگ کیا تا نگاہ مقابل میر بدر الدین خان کے کمتر ایک پلٹن تھی لیس پا ہو کر دریا مین جو پیچھے تھا جا گرے اضطراب کے مارے نزدیک تھا کہ غرق ہو جاوین مگر پانی کمر اور چھاتی

تک سنا بعض ہمراہی میر بدر الدین کے مجروح و مقتول میدان میں گرے تیرہ نفر ہمراہ تھی بندوق کی گولی اوسکی گہوڑے کے لگی اور اوسکے بہائی کا بہی گہوڑا اوسی مقام پر گرا اور اسد اللہ خان کے پیش قدموں نے بہی اکثر کشتہ اور بعض نیم جان بسمل گرے باقیماندہ مجروحون کی تڑپ دیکہکر جرأت ہار دی دور سے میر بدر الدین کے روبرو کہڑی ہوئی اور میر بدر الدین کی روبرو ایک سد حایل ہوئی جسکا خندق پانی سے لبریز اور اوسکی مٹی روبرو بہرائی تہی یہانسے نکل نسکتا تہا کہتا تہا کہ ہر چند آواز دی اور اشارہ کیا کہ اسد اللہ خان مع سواران برق انداز کے پہونچکر تلنگون پر توپ لادی مگر اوسکی جرأت نہوئی اور سرداران انگلستی کی فرصت پاکر سر نو سے آرایش صفوف اور توپ کی کرلی اور دوسری طرف میر ناصر وغیرہ جو ہجوم لائے تھے بسبب نہ پہونچنے مدد کے کچھ نکر سکے بڑھی ویر تک مقابل غنیم کے دست بگریبان کہڑے رہے فوج مخالف جو انکے روبرو تہی حسب الحکم میجر اوسکی اپنے بندوق چہتیاں اور سنگینون کی نوکین مانند دندانہ سین کی برابر چیدین تاکہ دشمن کو اونسے گذرنا ناممکن ہو بندہ نے اس احوال کو اپنے کانون سے زبانی کرنیل گاڈرڈ اور معتمدین طرفین کے سنا جنرل گاڈرڈ جو اوسوقت میں کپتان یا لفٹنٹ تہا کہتا تہا کہ اگر جنگ سوتی میں عالیجاہ کے لوگ ہکو بعث چند روز میدان میں مصروف تگ و تاز رکہتے تو ہمارا کام تمام ہو جاتا جب تہوڑی دیر مدد کے انتظار میں گذرا اور پہنچنے مدد ہونگی پاس کوئی اپ حربہ نتہا جو اسقدر فاصلہ سے مخالف پر وار کرین ہر چند اشارہ اور آواز سے اپنی ماندون کو طلب کیا مگر کسی نے اونکی مدد نکی اس حال سے نصرت و فتح سے مایوس ہوکر کمال افسوس میں تھے کہ اسی ضمن میں کپتان نے فوج مقابل بالکار ارمنی اور سمرو مخالفون کی مغلوب و دریافت کرکے دو تین کمپنی تلنگہ کی انکی مدد و پہنچی اور اودہر جب یہ دیکہا کہ ہمارے مخالفون کی مدد کو کوئی نہ آیا جسارت کرکے حواس درست کیے میر بدر الدین اس کو دیکہکر مع رفقا کے عرصہ کارزار سے واپس ہوا باقیماندون نے بہی اوسکے پیچہا اپنی ہاتھ اوٹھایا اور میر ناصر وغیرہ جہالت کرکے وہین ٹہرے رہے اور فوج ہندا انگریزی سے جان نثار ہوئے اکا... جو غنیمت سے فرار ہو گئے تھے مخالف کی فتح ہوئی اور فوج مفرور عالیجاہ کے بدی ستانے سے قطع راہ کرکے دریاچہ او وہوا تک جو انہین دنون کو عالیجاہ نے آراستہ اور مستحکم کر رکہا تہا بہاگ کر اقامت گزین ہوئے وہان کی فوج مع جماعہ مفروریان کے یکجا مخفی ہوئی عالیجاہ کو جب خبر پہونچی نہایت

مشوش اور زرد ہونے لگا

نقل عجیب متضمن حفظ قادر قیب

کرنل گاڈرڈ بہادر جو کہ اب جنرل اور سالار فوج متعینہ صوبجات دکن اور گجرات کا ہے بندہ مورخ کے روبرو بیان کرتا تہا کہ جملہ مجروحان فوج عالیجاہ میں سے ایک شخص تہا جسکے سر پر زخم تلوار اس قدر اس سے

لگا تھا کہ وسط کاسئہ سر میں کا نکڑ دونوں شقیقہ سے نکل گئی تھی ڈاکٹر کو امید شفا نتھی بلکہ مردوں میں سمجھتا تھا
اور وہ بیہوش تھا چونکہ سانس جاری تھی لاچار اوسکو بھی زخمیوں کے ساتھ اوٹھا لائے اور زخم کو چتھڑہ سے
باندہ دیا تیسرے روز جب مجروحوں کی دید کو گیا دیکھا کہ مجروح مذکور چاق بدار یہ حقہ اوڑا رہا ہے اور جراحت
مندمل حاجت مرہم نہیں البتہ بصارت سے محروم ہو گیا ہے

خبر شکست سوتی کی عالیجاہ کو پہونچنا مال و متاع اور متعلقوں کو قلعہ رہتاس بھیجکر خود عازم جنگ ہو المال ہم و یاس سی

عالیجاہ نے جب محمد تقی خان بہادر کے قتل کی خبر سنی اس فکر میں ہوا کہ مال اور متعلقوں کو قلعہ رہتاس روانہ کرے
بہت سی عورتیں جو بضابطہ لڑائی ہند کے اوسکے مکانوں میں جمع ہوئی تہیں اکثروں کو تو نہیں قابل طلاق سمجھتا تھا
حکم دیا کہ جدہر چاہیں چلی جاویں اور اپنی بی بی بنت میر جعفر خان کو مع دیگر زنان پسندیدہ کے اور نیز مال و متاع
کشتی اور گاڑی اور ہاتھی اونٹ پر بار کر کے مصحوب میر سلیمان خانساماں اور راجہ نوبت رائے اور بعض معتمد ملازمان کے
قلعہ رہتاس کو روانہ کیا اس سبب سے تھوڑا انقلاب ملازمان قابو طلب اور نوکران بے ادب کے دلوں میں پیدا ہوا
لیکن خوف کے مارے کچھ تبدیل و تغیر بند و بست و انتظام میں نکر سکے جب خبر شکست پائی اپنی فوج کو مقام
سوتی میں پہنچنے سے مضطر ہوا قلعہ مونگیر سے بابت فوج متعینہ دریاچہ اودہوا کے نکلنا چاہا مخفی نرہے کہ دریاچہ اودہوا
راجمحل کے جنوبی پہاڑوں سے جاری ہو کر گنگا میں ملا ہے نہایت عمیق اگر اوسکے کنارے صحرائی خاردار ہے
اور بجز ایک پل کے جو عالیجاہ نے بنایا تھا کوئی راہ نہیں ہے عالیجاہ نے دریاچہ مذکور کو چند قدم پیچھے چھوڑ کر اوسکے
آگے خندق عمیق طیار کیا اور ایک سد اوسپر نہایت مستحکم بنا ہے اور کوہستان سے متصل کر دی اور علاوہ اوس
خندق کے ایک جھیل بھی پہاڑوں سے نکلکر نزدیک دریای گنگ تک ہے اور اوس خندق پر تمام پل باندہکر
سد مذکور میں بطور قلعہ کے راہ پیچ پیچ بنائی کہ آمد رفت اوسی راہ سے ہوتی ہے اسکے سوا کوئی راہ گنگا کے اوپر
عبور کو نہیں ہے ہاں اگر چاہے گنگا سے عبور کرے مگر یہ بھی در صورت مراجعت کے متعذر ہے لہذا چاہئے نہ کہ کو
عالیجاہ نے استحکام و دیگر دافعہ آلکلفتیہ کو موقع مناسب سمجھا اور افواج متعینہ کو نہایت تاکید حفاظت صادر کی اور تاریخ
سفر مقرر کر کے پیش خیمہ روانہ کیا اور احضار لشکر کو حکم فرمایا

برآمد ہونا عالیجاہ کا فوج اودہوا کی اعانت پر اور اکثر مقیدوں کا قتل ہونا

جب عالیجاہ نے کارسازی سے فراغ پایا ۲۴ محرم ۱۱۷۷ ہجری کو قلعہ مونگیر سے وقت شب بساعت مسعود نکلکر
داخل لشکر ہوا چونکہ اسکے مزاج میں سفاکی بدلالت گرگین خان کے ٹہر گئی تھی اندنوں میں بو دید حال قیدیان کرکے
اور اونکی طرف سے اندیشناک ہو کر خو الاں قتل ہوا ہر چند بیچارہ قیدیوں کے نام معلوم نہیں مگر اسقدر جانتا ہے کہ ایک گروہ

گئیر ستھا جماعہ عظماء ہی مین راجہ رام نراین ناظم عظیم آباد اور راجہ راج بلبھہ دیوان مہابت جنگ نایب ناظم عظیم آباد مع چند
فرزند و لبیند اور رائے رایان امید رام مع فرزند اور راجہ فتح سنگہ اور راجہ بنیاد سنگہ زمینداران ٹکاری اور شیخ عبد اللہ
جو پورنیہ مین قید تھا مع دیگر زمینداران اور ماموران کے قید حیات سے خلاص کئے گئے رام نراین کو بندھے سنا
کر بالو کا بڑا گھڑا اوسکے گلو مین لٹکاکر غرقاب کرایا اور شاید کہ اور لوگون کو اسیطرح دریائے عدم کے کنارے لگایا اور
جماعہ انگلشیہ کو نہایت احتیاط سے محبوس رکہا تھا ہر چند گرگین خان انکے قتل مین بہی مستعجل تھا مگر عالیجاہ کچھہ اپنی مصلحت سمجھکر
اس بارہ مین اوسکی بات نہ سنتا تھا اور سپاہ ہند بموجب اپنے ضابطہ کی کہ رکھتے ہین فرار کا وقت نازک دیکہکر تالی
کر کے لگتے ہین عالیجاہ دیدہ و دانستہ ٹالنے لگا تا آنکہ آہستہ آہستہ مع فوج کے دریائے چنپانگر پر پہونچکر مقیم ہوا اور افواج سابقہ
اور لاحقہ مورچہ اودہوا پر مستعد ہوکر سد راہ انگلشیہ ہوئے اسی جگہ مین جہان انگلشیہ کی لڑائی محمد تقی خان سے ہوئی تھی
عالیجاہ جو پاسے سر وہان شجاع تھا آرزو کی کہ کامگار خان میکن بہی اپنا رفیق ہو علی ابراہیم خان کو اس مقدمہ مین
واسطے کیا خانہ کو رسے اپنی کوشش سے اوسے حاضر کیا مصروف الیہ اوسکے لئے معاون ہوا اسفر کہ چنپانگر مین ہمراہ تھا
جب چند روز اسجگہ گذرے کامگار خان کو گرگین خان نے نالہ اودہوا جانیکو کہا کامگار خان نے جواب دیا کہ وہان بہی
احتیاج سے زیادہ فوج محض بیکار بیٹھی ہے اگر مین بہی گیا او نہین شریک ہوجاؤنگا بہتر یہی ہے کہ کوئی رئیس دولتمند
اونکی سرداری مین جاوے تا کہ حاضرین اوسکے زیر حکومت کار سرکار مین مصروف ہون اس جواب سوال مین
طول ہوا کامگار خان نے رنجیدہ ہوکر کہا کہ تمنے ابہی جنگ نہین دیکھی بندہ جو کچھہ مناسب حال دیکھتا ہی کہتا ہے
گرگین خان نے آزردہ ہوکر عالیجاہ سے شکایت کی اور کہا کہ کامگار خان حسب اشعار علی ابراہیم خان کے
جنگ اودہوا کو نہین جاتا ہے عالیجاہ نے اسکی تعلیم بموجب علی ابراہیم خان سے اس بارہ مین چند کلام اشارتاً و کنایتاً
خلاصہ یہ کہ کامگار خان قضیۂ نامرضیہ کے انتظار مین لڑائی کو نہین جاتا ہے یہ ارادہ رکھتا ہی کہ اگر نوعدیگر ہو جاوے تو
لشکر کو غارت کرے گرگین خان کہتا ہے کہ شاید آپکے حکم کا انتظار رکہتا ہے علی ابراہیم خان نے عرض کیا کہ اسکی
تدبیر آسان ہے بندہ کو خبر دیکرکے کامگار خان کو جو منظور ہو حکم کیجیے عالیجاہ عذر خواہ ہوا اتنے علی ابراہیم خان نے
جو سوال جواب گرگین خان اور کامگار خان کے درمیان مین گذرے تھے بیان کئے عالیجاہ نے بہی رئیس
مطاع کا جانا واسطے لشکر اودہوا کے مناسب جانا اور کہا کوئی سے علی ابراہیم خان نے التماس کیا کہ بجز
گرگین خان کے دوسرے کو یہ مرتبہ حضور نے نہین دیا ہے الا شاید کہ وہ نجائے عالیجاہ نے کہا کیا وجہ علی ابراہیم خان
ملتمس ہوا کہ اچھا امتحان لیجئے عالیجاہ نے جب گرگین خان کو تکلیف سفر دی اوسنے جواب دیا کہ احوال
اودہوا کا جو کچھہ ارشاد ہوتا ہے واقعی ہے اور مینے بہی سنا ہے مگر بندہ نے اپنا پیر حضور کے پیر مین باندہا ہے
اس دار و گیر مین حضور کو تنہا نہین چھوڑتا بہر صورت گرگین خان نہ گیا اور کامگار خان کو علی ابراہیم خان نے واسطے

فتح بدنامی اپنے سر کے بیہودہ جانے پر راضی کیا تاکہ وہ وہان جا کر مصدر شورش ہوا اور افواج انگلشی کو پریشان
کرکے بسبب اس کے تقدیر پورنیہ تھی قبل اسکے پہونچنے کے اوسپر ہوا کا فیصلہ ہوگیا اور شدت برسات اور طغیانی دریا اور ندی
اور جھیل وغیرہ سے جو بنگالہ مین بکثرت ہین تمام تاری کی راہ مسدود ہوئی چپاولی کی فرصت نپائی اور بعد شکست اوسہوا کے
کارگذار خان لوٹکر اپنی جگہ پر آیا اور لشکر عالیجاہ مین مل سکا اسی وقت مین کہ عالیجاہ دریا چینیا کے پر مقیم تھا نجف خان
جو اقربائے میرزا محسن برادر صفدر جنگ ہی اور اوس نجف خان صدر الصدور ایران اور بالفعل سپہ سالار سلطان ہند اور امیر الامرا تھا
شجاع الدولہ ولد صفدر جنگ کے نفاق سے عاجز ہوکر مع چند رفقا کے نکلکر عالیجاہ کے پاس آیا اسنے اسکو
وفادار ارکے کمک اوسپر ماسور کیا

نکلنا میر روح الدین خان بہادر کا لشکر عالیجاہ سے بلا اطلاع اور فتح کرنا ضلع پورنیہ کو

اس حیص بیص مین میر روح الدین حسین خان بہادر سپہدار جنگ خلف سیف خان بن امیر خان صوبدار کابل
جو ہمراہ عالیجاہ کے مونگیر پہنچا مگر وجہ لائق نہین پاتا تھا کبھی تھوڑی سے خبرگیری ہوتی تھی جس کے سبب سے نہایت
عسرت مین اوقات کٹتی اور اسباب بیچکر اوقات گذاری کرتا تھا تا انکہ فرصت پاکر کشتی مختصر کہ بہم پہونچائی
اور ملاحون کو انعام دیکر راضی کرلیا اور کنارون گنگا کے گوشون مین رفاقت عالیجاہ کے نام سے رہ کیا تھا
اور عالیجاہ کا انجام کار دیکھ رہا تھا تا گہان کل وہ مستوفیے بے خبر پورنیہ کو گیا اور پوشیدہ تاریکی شب مین
محمد بیگ اپنے باپ کے میرزادے کے گھر جا اترا اوسنے اپنی جان اور سپہدار جنگ کا خوف کہا یا
عالیجاہ کی دہشت سے ڈرکر اپنے سکان مین کیا بلکہ پورنیہ مین اوسکا رہنا نامناسب سمجھکر کہا کہ چلے جاو سپہدار
اوسی کشتی پر سوار ہوکر دریاچہ کو جو قدیم مین جو آبادی پورنیہ سے چار پانچ کوس دور تھا اور اوسی جگہ دریاچہ
مذکور نہر سونرا سی جو اسکے نیچے جاری ہے ملا تھا اوسی دریا کے کسی گوشہ مین جا بیٹھا مع دو تین خدمتگار کے
نام تبدیل کرکے پانچ چھ روز بسر کی اور بعض ہرکارون کو مقرر کیا کہ ہرا و سپاہ کی لڑائی کا حال قبل اسکے کہ
اوسکی خبر آشکار ہو مجھے پہونچانا جسوقت انگلشی مخالفان اوسپر غالب ہوئے اور نوکران عالیجاہ کی
شکست ہوئی اول اسکے خبر روح الدین حسین خان کو پہونچی اسوقت مین شیر علیخان فوجدار پورنیہ وارد ہوا تھا اوسپر
پورنیہ جا لے اوسکے ہی دو بہائی چند لوگ سے دار الامارۃ کے دروازہ پر خس و خاشاک کیطرح پڑے تھے
اور زر خطیر قریب دو لاکھ روپیہ کے کشتیون پر بار کیا اور واسطے ارسال خرچ لشکر کے سپہدار جنگ کی کشتی کی
قریب فرودگاہ تھا اور چند پیادہ اوسکے محافظ تھے سپہدار جنگ خبر شکست مذکور پاکر سر شب میرزادہ
کے گھر آیا چونکہ اوسکا باپ تیس برس وہان کا حاکم اور صولت جنگ کے عہد مین اوسکا دادا دیوان تھا دونون
صورت سے مخدوم راجہ اوس شہر کا تھا اور ہزارون آدمی خاندان عمدہ کے اسکے باپ کے نوکر اور

مرہون احسان راضی وخوشنود رہے تھے اپنے وہان پہونچکر اکثر دوست و آشناؤن کو جنپر اعتماد تھا طلبی
فرماکر ہر ایک سے کہا کہ جو کوئی آپ کے ہمراہ صاحب جرات اور مسلح ہو آج کی شب ہر ایک کو میرے پاس لانا چاہئے
تاکہ صبح بفضل خدا اس ضلع کے سند ایالت بزیب افزا ہون دوست لوگ چارطرف دوڑے اور یاران معتمد کو فراہم کرکے
حاضر کیا صبح ہوتے ایکسو نفر کم وبیش حاضر آیا اول نماز کیوقت گوردیال سنگہ کو جو کہ اوسکے خاندان کا نمک پروردہ تھا اور
اوسوقت مین پورنیہ کا کارگذار متصدی تھا طلب کیا وہ کچہری مین حاضر ہوا پہر وہ آنے کے اوسے قابو مین لاکر معتمد کو
سپرد کیا اور خود سوار ہوکر بیخبر دار الامارۃ کے دروازہ پر آیا پہرہ کو جو کہ نمک پروردہ اسکے باپ کا تھا
لکہا وکر ہاتھ پکڑکر سپہدار جنگ کے روبرو لائے اوسنے بجز اطاعت اور گذرانتی نذر مبارکباد کے کوئی تدبیر نکی
سپہدار جنگ نے دار الامارۃ مین جلوس فرماکر حکم شادیانہ دیا حسب الحکم تعمیل ہوئی اہالی موالی حاضر ہوکر نذر
مبارکباد دینے لگے اوسیوقت معتمد لوگ بہیجکر خزانے کی کشتیان طلب کرلین اور ہرکارہ کے ہمراہ کسی معتمد کو
مع خط مبارکباد کے میر جعفر خان اور فرقہ انگلشیہ کے حضور مین روانہ کیا چونکہ میر جعفر خان کو ابہی عالیجاہ سے
لڑنا باقی تھا اس امر کو غنیمت سمجہکر سند اپنی نیابت پورنیہ کی اوسکے نام لکہہ بہیجی سپہدار جنگ باوجود اقتدار سند آرا ہوا

اور نائب اوسکا بعہدہ نیابت نظامت مظفر جنگ کی برقرار اور بحال رہا

ذکر جنگ اودہوا اور فتح انگلشیہ اور عالیجاہ کے شکست پانیکا

عالیجاہ کی فوج بطور استقامت دریاچہ اودہوا پر مقابل انگلشیہ کے واسطے تخمیناً چہ ہم توپخانہ اور برق اندازونکا حد سے
زیادہ ہوا اسد اللہ خان اور بالکا برابہی اور اہل پلٹون مع توپ اور بندوق چقماقی اور محمد تقی خلف اکبر علیخان
تلنگہ پاسی اور عالم خان اور میر جعفر خان اور شیخ ہیبت اللہ اور میر حبیب علی نجفی اور بعض فوج و رسالہ محافظ تھے
لیکن گذر مخالف دشوار سمجہکر اکثر اوقات خصوص وقت شب نہایت غفلت رہتی تھی اکثر لوگ جو نام سرداری اور
کسیقدر سرداری رکہتے تھے شراب نوشی اور تماشاے رقص اور عیاشی مین مصروف تھے اس عرصہ مین مرزا نجف خان
جب وارد ہوا بعض لوگ رفقاے میر مہدی خان برادر اسد اللہ خان سے اور بعض اپنے ہمراہیون سے اور نیز عالیجاہ کے
ہمراہیون سے منتخب کرکے ہمراہ لئے اور سورج ہال اودہوا پر جاکر واسطے کوہستان سے راہ بہم پہونچا ایک جہیل سے
پایاب راہ جو کہ سد یورش انگلشیہ تھی پیدا کی اور وقت شب اور صبح کی وہان سے نکلکر عین غفلت مین لشکرگاہ
انگلشیہ مین جاکر خیمہ گاہ میر جعفر خان کا لوٹا اور اوسکے لشکر مین سراسیمگی ڈالی اور میر جعفر خان مضطر ہوکر کشتی پر سوار ہوا
چاہتا تہا کہ اپنی کشتیون کا لنگر اوٹہا دے ہوکہ بعض فوج انگلشیہ نے پہونچکر تدارک کیا اور میرزا نجف خان پہ دست بردی
کرکے اپنی جگہ کو لوٹا اور اسیطرح تک و تاز جو بکر رہی انگلشیون کو راہ کی تلاش ہوئی کہ یہ لوگ کہان سے آتے ہین
ناگاہ ایک سوار اور فرقہ انگلشیون کا قبل اس ہنگامہ کے اپنے گروہ سے فراری ہوکر ملازم عالیجاہ ہوا تہا اور

موافق ضابطہ مستمرہ کے جب وہ انکے ہاتھہ پڑ جاتا مارا جاتا وہ شخص اس راہ سے ماہر تھا انگریزات کو بنا بر
احتیاط اوسی راہ سے جا کر نشان بتا آیا اور خود جہیل کے کنارے آکر زبان انگریزی مین فریاد زن ہوا کہ
بندہ فلان ہے اگر میرا جرم معاف ہو رہنمائی کر کے تم لوگون کو مورچہ پر پہونچا دون بعض سردارون نے آواز پہچانی
اسکو پہچان اور قسم سخت سے امان کا پیمان کیا بعد وجھی اوسنے آنکر ملاقات کی اور ایک شب مقرر ہوئی کہ وہ انکے ہمراہ
جائے اوس عرصہ مین زینہ وغیرہ اسباب یورش درست کر لیا منتظر ہو رہے وہ شخص ایک ثلث رات گذرنے
پر پہونچا اور پلٹن گران ڈیل جسکا لفٹنٹ اونڈونین کرنیل گاڈرڈ تھا اس کام پر مامور ہوئی اور علامت جا پہونچنے
مورچال پر باہم یہ مقرر ہوئی کہ جب وہ پلٹن وہان پہونچے مشعل مہتابی روشن کرے پلٹن گران ڈیل نے توشہ دان
اور بندوق کو سر پر رکھکر آدھی رات گذرنے پر اوسی کی رہنمائی سے جہیل کو عبور کرنا شروع کیا اغلب کہ اوسکا پاٹ
ایک میل سے کم نہو گا اوس تاریک شب مین کمر اور سینہ تک پانی نبھاتے ہوئے اوس مورچہ مذکور پر پہونچے محافظ
خواب غفلت مین تھے انگلشیون نے زینہ لگا کر اوپر چڑھے کوئی نفیر تو از بیدار ہوا چاہا کہ دم مارے مگر جو لوگ اوپر
پہونچ گئے تھے اونہون نے بزخم سنگین اوسکا دم توڑ دیا جب کس قدر لوگ اوپر چڑھ گئے صف آرائی کر کے مشعل
مہتاب روشن کی افواج انگلشی جو پل اور دروازہ کے مقابل منتظر تھی انکا بجرد روشن ہونے ہجوم مشعل معلوم
التہاب نائرہ جنگ وجدال مین مصروف ہوئی توپ و گولہ کی شلک بندیان شروع کردین اوسوقت اس پلٹن نے
مخالفین مفت بہت کو بندوق شلک دبا لیا پہلے فیر مین گروہ کثیر مع محمد تقی خان کے مکینا شی کے شروع اور اکثر مقتول ہوئے اور
بہت سے عالی خاندانی بہادری سے فوج مقتول ہوا جو کوئی خواب غفلت سے بیدار ہوا خبر فرار کیطرف متوجہ ہوا احوال
بقیۃ السیف کا اس درجہ کو پہونچا فوج انگلشیہ جو دروازہ کے روبرو تھی اندر آکر مسدود متفرق لوگون نے
اس کراہیت مین دریاچہ مذکور کو سبیل کیا بعض نے شناوری کرکے سلامت نکل گئے بعض غریق گرداب فنا ہوئے سرداران
انگلشیہ کے اس سراسیمگی کو دیکھکر اپنا پہرہ پل پختہ دریا پر استادہ کیا فقط شمرو اور مالکار جو پیشتر چلے گئے تھے
محفوظ رہے باقی اوس خلق کثیر سے جو نہ آیا بحکم سنتری یعنی ادہین نگہبان پہرہ کے گھوڑا اپنا چھوڑ کر نہایت ذلت سے
سلامت چلا جاتا مرزا نجف خان نے چند ہمراہیون سے کوہستان کا راستہ پکڑا اور اسد اللہ خان پیادہ پا
دو میل گام فرسا ہوا بعدہ گھوڑے پر سوار ہوا پیش قدمان بعرصہ فرار نے مع اسباب کے قطع راہ کی اور
پس ماندون نے بڑی مشکل سے رہائی پا کر مع ہرا ور دو دوست لشکر عالیجاہ تک پہونچے شب دوشنبہ ۲۶
ماہ صفر ۱۱۷۷ ہجری کو یہ یورش ہوئی تھی اور چار گھڑی دن نکلا عالیجاہ کی فوج کو شکست ملی دوسرے
پانچویں روز اس شکست کی خبر عالیجاہ کو ملی اور عالیجاہ کی کہ شکست ہوئی تمام دن تو چار ناچار نہایت
پریشانی اور افسردہ دلی مین کاٹا رات کو حسب صلاح کرگین خان لڑائی سے واپس ہونا مناسب جانا

تھوڑی سی رات رہے عالیجاہ بے اسکے کہ کسیکا منہ دیکھے مونگیر کو سدھارے ہوا اوس گھڑی لاچار اپنے آقا کے پیچھے مونگیر چلا آئی عالیجاہ نے یہان دو تین روز مقام کرکے جو قلیل اسباب قلعہ مین تہا ہمراہ لیا اور موجودات سپاہ کے بنظر اپنے اقتدار اور نیز امتحان اطاعت کے ملاحظہ کرکے بعد اطمینان فارغ البال ہوا اوسوقت علی ابراہیم خان بہادر نے التماس کیا کہ دربارہ رہائی اسیران انگلشی کے پیشتر جو عرض کی تھی قبول نہوئی اب بہی اگر رہائی دیجاوے بڑی نیکنامی ہے اگر یہ نامنظور ہو تو مردون کو رکہکر عورات کو لسواری بحیرہ باحترام بہیجو اوس کے پاس بہیجدیجئے اوسنے آزردہ ہوکر جوابدیا کہ گرگین سے کہنا چاہیئے جب اوس سے کہا گیا وہ رنجیدہ ہوکر بولا کہ اسوقت گفتنی نہین ہے اور کچھ متوجہ نہوا اب علیخان نام عربی کو جو نواح لغداد سے نہایت بزدل ایکدنامرد اور احمق گرگین خان کے رفقا مین تہا مونگیر کی قلعداری مین مع دو پلٹن کے مقرر کرکے عظیم آباد کو نہضت کی مستر السن اور مستر جی اور مستر لشنٹن وغیرہ کو ہمراہ قید لیگیا راہ کی صعوبت مخصوص نالہ رہوا کی لایق بیان نہین جسکی کیچڑ اور دلدل مین کیا رو بدل ہوا اکثر لوگ فی بایدلیتہ عبور پل کے جو کشتی کا نہ بنا تہا اور نیز رکہہ رہے جو موجب ہلاک اکثر حیوانات تہا اراجہ پلش روی تہا ہندہ یوسف علیخان مرحوم خلف غلام علیخان مغفور اور میر سطار جی اور میرزا باقر اور میرزا عبد اللہ باہم متفق ہوکر سبقت کرکے پل سے عبور کرکے اور ایکروز وہان متوقف ہو دوسرے رات کو جسکی تاریخ یاد نہین سانحہ عظیم برپا ہوا اور وہ سانحہ قتل گرگین خان تہا جو یکایک واقع ہوا اور وہ اپنی بدباطنی کے مکافات مین گرفتار ہوکر ہلاک ابدالکو راہی ہوا

گرفتار ہونا گرگین خان رو باہ نشان کا اجل کی چہپٹ مین اور آزاد ہونا قید ہستی سے اور قتل ہونا جگت سیٹہہ اور اوسکی بہائی اور جماعہ انگلشیان مقید کا بموجب حکم عالیجاہ

گرگین خان جو کہ تمام عالم کی دشمنی اپنے دل مین رکہتا تہا اور اپنی کو جماعہ انگلشی کا مقلد جانتا تہا چاہتا تہا کہ اطمینان اور اطمینان مین یکسیان ہمراہ رفقا کے رعب و سطوت سے بسر کرے اور یہ نہین جانتا تہا کہ انگلشیہ نے کس سبب سے یہ لوازمون بہم پہنچہ دست قدرت پایا ہے اور صنو الہا موضوعہ انکا کسیقدر طبیعت مین اس قوم کے بمنزلہ اصلیت کی ہوا ہی مہر محکم ہان مخلوق تقلید کی بہت سی فرق مین بیچارہ اپنی جسکی باپ دادا ہمیشہ تجارت پیشہ رہے اور دو روز کی دولت بہم پہونچاکر کیونکر ممکن تہا کہ غیر قوم کے اداب کا تقلید کرسکے یہ وہی مثل ہے کہ لگا کوا چلنے ہنس کی چال ۔ تو بہولا اپنی بہی وہ چال بچال ۔ القصہ عالیجاہ رہوا سے دو تین کوس پر جا کر منزل گزین ہوا اور گرگین خان حسب عادت معہود تمام لشکر کے پیچہے اپنے خیمہ مین تہا ناگہان دو تین ترک سوار نے جو اوسکے ساختہ اور پرداختہ تہے اپنی تنخواہ مین کچہ طلب کیا اوسنی تند و تلخ جواب دیا ترک سوارون نے نیرنگی زمانہ کی دیکہکر تقاضا بشدت کرنا شروع کیا حضرت کو یہہ لا خیال دماغ مین موجود تہا بولا اوسکے کوئی حاضر ہے انکو پہرہ مین لیجائے انہون نے فرصت وقت پاکر جب تک خود قید ہون دو تین ہاتہہ ایسے گرگین خان پر صاف کئے اور جلد اپنے گہوڑون پر سوار ہوکر جنگل کی راہ پکڑی اسکی مرگ کی

خبر مشتہر ہوئی مالکار ارمنی نے قاتلوں کو گولی کے صدمے سے دور یا کر دو تین توپ چہرہ دار فیر کرائیں اوسکی آواز
عالیجاہ کے لوگوں کے کان میں آئی سمجھ رہے تھے کہ لشکر گرگین سے انگلشیوں نے مقابلہ کیا اور عالیجاہ بھی [illegible]
فیل سوار ہو کر میدان کارستہ لیا گرگین کے لشکر میں ایک شور قیامت ہو رہا تھا عالیجاہ کے بھی لشکر میں اوسکا اثر گیا
مردم لشکر مخصوص متصدی اور بازاری بدون دریافت حال کے رو بفرار ہوئے ارادہ کیا کہ پل رہو اسی عبور کریں
اور ایکدوسرے سے پیچھے ملازمان اور بازاریان نے آنا شروع کیا جو لوگ کہ پیشتر ہملوگوں کے ساتھ آکر خیمہ زن تھے ان
تازہ واردوں کو دیکھکر مضطرب ہوئے اسی ضمن میں شام ہوئی اور تمام فراریوں کا ازدحام ہو گیا عمدہ لوگ مشعل کی
روشنی میں چلے آتے تھے بندہ کے رفیق مخصوص یوسف علیخان اور میرزا باقر گھبرا کر مفروریوں کے پاس استفسار
ماجرا کیواسطے آدمی بھیجے ہر ایک یہی جواب دیتا تھا کہ کہنے کی بات نہیں ہے اس کلمہ نے اور بھی مضطرب کر دیا چونکہ
کسی شخص کو اصل ماجرا سے خبر نہیں اور عالیجاہ کے خوف سے اپنا اندیشہ نہیں بیان کر سکتا تھا بس وہی بات کہتے تھے
کہ جائے کلام نہیں برابر عام کا ازدحام ہوتا جاتا تھا پل مذکور رہ گذار آخرت کا نمونہ ہو رہا تھا بر وقت عبور فیل وارابہ کے
باہم کشتیاں پل کی جو ٹکراتی تھیں توپ کی سی آواز جسطرح دور سے آئے لوگوں کے کانمیں پہنچتی تھی اور یقین ہوتا تھا
کہ توپ کی لڑائی ہو رہی ہے اور یہی خیال تھا کہ انگلشی آپہنچے اونہوں نے جنگ توپ شروع کی ہے تا آنکہ
یوسف علیخان کی یہ رائے ہوئی کہ [illegible] کس قدر رہنا چاہیے یا کسیطرف کو چلا جانا ضرور ہے بندہ اور میر [illegible]
مانع ہوئے جب قریب نصف شب کے گذری اور کسیقدر آشوب کم ہوا بندہ نے ایک معتمد کو بھیجا اور سمجھا دیا
کہ پل پر کھڑے ہو کر منتظر رہو جب کبھی لشکر کا سوار عبور کریں کچھ دور مشایعت کر کے اوس سے دریافت کرے کہ
کیا ماجرا ہے اوسنے حسب فہمایش تعمیل کی جسوقت پالکی محفوفہ مع دو سوار کے پہنچی آلی چند قدم ہمراہ جا کر سوار سے
دریافت کیا اوسنے احوال کو نقل کر کے کہا کہ گرگین خان کی لاش ہے بموجب حکم عالیجاہ کے دفن کرنیکو
لئے جاتے ہیں اس خبر کے سننے سے مطمئن ہو کے ہملوگوں نے شب بسر کی صبح کو عالیجاہ بھی آیا اور اودہی مقام پر خیمہ زن ہوا
دوسرے روز پیشتر کو چلا اور قصبہ بارہ کی منزل میں جگت سیٹھ اور مہاراجہ سروپ چند کو قتل کرایا اور عظیم آباد کی
متصل جعفر خان کے باغ میں جا اوترا اور اوس عرصہ میں اوسکا استحکام کیا کہ محمد امین خان کو مع فوج حراست پر چھوڑا
جب چند روز گذرے اور خبر آئی کہ جماعہ انگلشی قلعہ مونگیر میں متصرف ہوئی شدت غضب سے سمرو کو حکم دیا کہ
اسیران انگلشی کی گردن مارے اوس سنگین دل نے باوجود اسکے کہ انکے مذہب کا تھا کسی طرح تخلف
عیسوی میں [illegible] اکراہ قبول کیا اور آخر ماہ ربیع الاول یا اوایل ماہ ربیع الثانی ۱۱۷۷ ہجری کو مکان حاجی احمد
ہر اور مہابت جنگ جہان قید ہی تھے اور اب وہ مقام قبرستان فرقہ مذکور کا مشہور ہے [illegible] دست و پا کو اور
بندوق [illegible] ہلاک کیا [illegible] آیا کہ اس [illegible] وقت میں بھی انگریزیوں نے مستقل [illegible]

لشکر جان بحق ہوئے اور یہ بھی سنا گیا کہ دو تین روز قبل اس واردات کے بعض مخصوص لوگون سے خدا اون بندہ
حقایقی اور نوسدان کے ہوئے تھے اور کہتے تھے کہ اگر دستہ چانفطون سے لشکر نکل جاتے ورنہ با ابرو انگریزون کو
ہلاک کر جان دیجیے غرض کہ بجز ڈاکٹر فلرٹن جو انگریز عمدہ اور امرا کا معالج ہوتا تہا اور عالیجاہ کے دوستون مین تھا کوئی زندہ
نہ بچا بندہ شب اول کی صبح کو دربار گیا الا قیدیون کے قتل اور ڈاکٹر کی سلامتی سے آگاہ تھا بعد سلام اور تہوری
دیر کے جب رخصت ہوا عالیجاہ نے ٹھہرا کر کہا کہ تمہارا آشنا آیا ہے بندہ چونکہ بے خبر محض تھا متحیر ہوا کہ کون آشنا
اور کہان سے آیا ہے پہر اونہون نے کہا کہ خیر جاؤ مگر ہم طلب کرینگے بندہ بخوف علی ابراہیم خان کے خیمہ کے پاس اپنے
خیمہ مین مستعد آ بیٹھا تہوڑی دیر بعد چوبدار آکر لے گیا میرے پہونچنے کے بعد تہوڑی دیر مین ڈاکٹر کو بلباس ہندی لائے اونہون
چند روپیہ نذر دکہلائے عالیجاہ نے نامنظور کرکے کہا کہ ہمارے تمہارے یہ رسم نہین رہا اور بعد معانقہ کہا کہ اپنے
آشنا کے پاس بیٹھو وہ میرے پاس بیٹھ گیا عالیجاہ نے کہا کیون صاحب یارون سے چوری اور دوستون سے دغابازی
اپنی فوج انگلشی کو بیمارون کے حیلہ سے گہر مین رکہا اور بروقت ہماری لڑائی کو نکالا ڈاکٹر نے کمال دلیری جواب دیا
کہ مینے ہرگز ایسا نہین کیا مرنے سے مین ڈرتا نہین مجھے بھی قتل کیجیے مگر اتہام ہے اسے اگر ثابت ہو آپ بھی اپنے قتل کو
راضی ہون عقیدتمند خان برادر امیر خان عمدۃ الملک زندہ اور حاضر تہا اسکا گہر ڈاکٹر کے دیوار بدیوار تھا ڈاکٹر نے کہا
یہ ہمارے ہمسایہ ہین انسے تحقیق فرمائیے چونکہ یہ بات محض بے اصل تھی خانمذکور نے گواہی دی پہر آغاز مدارات
فرمایا اور کہا اگر کلکتہ کا ارادہ ہو تشریف لیجائیے اگر میری ہمراہی مین راضی ہو تو قیام کیجیے ڈاکٹر نے ہمراہ ہوشیاری
کلکتہ کے جانے سے انکار کیا عالیجاہ جانتا تھا کہ شاید وہ جو شمس الدولہ کے پاس پہونچے صورت صلح کی پیدا ہو بندہ کو کہا
کہ تنہائی مین سمجہا دو بندہ ڈرا کہ ایسا ہو تنہائی کے سمجہانے سے بندہ کسی امر خلاف مرضی مین متہم ہو لیکن ناچار
سایہ سراپردہ مین ڈاکٹر کو لیجا کر اوسکی مرضی بیان کی اوسنے سنکر ہو کر کہا کہ اب مصالحہ باوجود قتل مسٹر امیٹ کے
ممکن نہین علاوہ اسکے کل ایک جماعہ انگلشی کا قتل ہوا بندہ نے آکر یہ جواب عالیجاہ سے کہدیا عالیجاہ نے ڈاکٹر کو
خلوت مین بلایا اور بندہ اور علی ابراہیم خان کو شریک مشورہ کیا ڈاکٹر نے کہا کہ اب صلح ہرگز ممکن نہین اول تو خود
فوج جو راہ مین ہے مجھے نہین چہوڑتی اور کاشکے اگر پیشتر نکل گیا تو قتل مسٹر امیٹ کا ایسا نہین ہوا جو صلاح کی
نوبت آنے دے جب عالیجاہ ناامید ہوا فرمایا کہ خیر آپ جہان چاہئے قیام کیجیے خلاصہ یہ ہے کہ اسکا رہنا شہر مین
مصمم ہوا علی ابراہیم خان کو حکم ہوا کہ کوئی مکان تجویز کردے اور ہر چند محافظ مقرر تا کہ آمد و رفت باہمی
کسیکی نہ ہونے پادے اور حاضری لیجائے ڈاکٹر نے میرزا ہمت علی کی ضمانت دی بعد ضمانت کے
محافظ لوگ اوسکے دروازہ سے اوٹہا لئے گئے اور ڈاکٹر مطلق العنان ہوا عالیجاہ نے قلعہ
مونگیر کے فتح کی خبر سنکر عظیم آباد کے غرب رویہ قصبہ پہلواری مین جاکر خیمہ زن ہوا اور فتح مذکور اسطرح پر

ہوئی کہ جب انگلشی وہان پہونچے غریب علیخان نامرد قلعدار دوہی روز مین ڈر گیا اور یہ طمع کی کہ انگریز ہاتھ لگے
قلعہ انگلشیون کے سپرد کر دے اگرچہ ابراہیمیون کو اس بیغیرتی سے انکار تھا کیا انگلشیون نے یہ خبر پائی چونکہ استمزاج
عالیجاہ کی جلدی تھی تھوڑا سا روپیہ دیکر قلعہ لے لیا اور اپنا قلعدار وہان مقرر کیا جب اور بھی متصل آئے عالیجاہ
پھلواری سے قصبہ بکرم کو جو سرائے شہر سے گیارہ کوس تھا اور بعد ویرانی اب مہاراجہ کلیان سنگھ ولد مہاراجہ
شتاب رائے نے آباد کیا تھا جا پہونچا ہمیشہ دروازہ مغربی کی راہ سے جسکی حفاظت اسکے ملازمان کے ہاتھ مین تھی
اور بندی لبریز دشمن کا عبور شہر مین بعذر تہا دشمن کی خبر لیا کرتا تھا اور اسباب اور سامان واسطے اعانت چار سال
عظیم آباد کے بھیجتا تھا اور انہین دنون مین احمد خان قریشی کو جو رام نراین کے عہد عزل سے مورد عتاب تھا
مشمول عواطف فرما کر بلازم کیا اوسکی جاگیرات بھی واگذاشت کی اور کچھ نقد بھی بطور مساعدہ کو لطف فرمایا میر
ابو ولد میر قدرت الدین شاہ شکر اللہ قادری جو کہ اچھا بے روزگار اور بسبب اختصاص میر جعفر خان کے اسکی
نظر سے گرا ہوا تھا اوسکے تقرب مین اگر چاہتا تھا کہ کریم خان کی جگہ پر مقرر ہو مگر اوسکی عشر عشیر مرتبہ پر پہونچکر
مستمر بذہر حرب وجدال ہوا اور ملازمان عالیجاہ اوسکا تقرب دریافت کرکے اوسکے [illegible] تھے شاید کہ فرصت دیکھ
عالیجاہ سے کہا کہ ڈاکٹر کو علی ابراہیم خان کے حوالات مین رکھنا مناسب نہین عالیجاہ نے کہ ہم تو تمہاری علی ابراہیم خان سے
کہا دیتھا کہ ڈاکٹر کو دوسرون کے حوالات مین رہنا چاہیے خانہ کو رسے نے عرض کیا کہ حضور کو یاد نہین بندہ نے بروقت
اوٹھال ضمانت کے ڈاکٹر کے مکان سے اپنے لوگ اوٹھا لئے تھے اب جو صلاح ہو گی عمدہ ہو گی اور ڈاکٹر کو بھی
اس حال سے اطلاع دی ڈاکٹر اس تبادل محافظان سے بدگمان ہوا اور لوگ بہم پہونچا کر اپنے دروازہ پر
متعین کرکے سمجھا دیا کہ مردم میر ابو کے دخل نہ پاوین اور اون سے کہا کہ بدون حکم حضور کے ہم نہ اوٹھینگے میر ابو نے
اس کلام کو ہرکارہ متعینہ شہر اور اپنے آشنا جاعہ داروں سے جبرا لکھوایا کہ علی ابراہیم خان کے لوگ ڈاکٹر کو
نہین چھوڑتے کہ میر ابو کے لوگ محافظ ہون عالیجاہ بسبب تشویش کے خشونت تو نکر سکا مگر کارپردازون کو
علی ابراہیم خان سے درپیش کیا اسنے جواب دیا بندہ نے اوسوقت جیسا کہ عرض کر دیا ہے اپنے آدمی بلائے
تھے اور ڈاکٹر کو باختیار خود رہا کر دیا تھا ہمارے آدمی وہان کوئی نہین اور جو لوگ اپنے تئین ہمارا ملازم
بتلاتے ہین اونکو پکڑ لاوین تا کہ میر ابو کے لوگ وہان اپنا کام کرین ڈاکٹر نے ولندیس کی کوٹھی مین جا کر
ایک کشتی مخفی بہم پہونچا لی اور اوسکے ملاحون کو انعام کثیر اس امر مین دینے پر راضی کیا کہ اوسکو حاجی پور مین
فوج انگلشی مین پہونچا وے اور مع میر راحت علی خان کے سوار ہو کر راہی ہوا چونکہ عالیجاہ کی
طرف سے دریا کی محافظت تھی کہ کوئی اسطرف دریا سے اودھر بلا کسیطرف نجانے پاوے لوگون نے
جب کشتی دیکھی اور معلوم ہوا کہ ڈاکٹر جاتا ہے شور مچایا جب تک اودھر کے لوگ کشتیون کے لنگر اوٹھاوین

اور اوسکے نزدیک پہونچین تو اکثر نصف دریا طے کر گیا اودہر سے مردم افواج انگلشی نے جو ایک کشتی
اپنے جانب آتے دیکھی سوار کشتی ہوکر اوسکے حمایت کو آپہونچے اودہر کے لوگ ڈر کر واپس آئے اور ڈاکٹر
سلامت جا پہونچا جب یہ خبر عالیجاہ کو پہونچی علی ابراہیم خان سے متہم ہوا اگرچہ موقع کاوش نتہا ❊❊❊❊

فوج انگلشی کا قلعہ عظیم آباد فتح کرنا اور عالیجاہ کا بادشاہ و وزیر کی طرف رجوع ہونا

افواج انگلش عظیم آباد پہونچکر راستہ بازار شرقی سے بیرون شہر آکر حویلی مین جو پشتہ میرزا خلیل کے نام سے
معروف اور اب گنج مشہور ہے توپین لگادین اور قلعہ بادشاہی کی دیوار جو گل و خشت سے بنی ہوئی
کہنہ تھی منہدم کردی اول صبح تھی کہ توپ اور قنبارہ کے ضرب سے محافظان مقابل کو دور کرکے داخل شہر ہوئی
میر ابو علیخان برادر چچازاد عالیجاہ اور میر روشن علیخان بخشی برادر میر مہدی جو چند ہزار سوار سے قلعہ کی
مدد پر مقرر تھے اول شام تو ایک شمشیر جا کر مہدی گنج اور بیگم پورہ سے داعیہ عبور رکھتے تھے کہ یکایک انگلشی
تلنگہ بعد غلبہ اور بہگانے محافظان قلعہ کے دروازہ مغربی سے کسیقدر برآمدہ ہوکر نمایان ہوئی اودہر
وہ لوگ کہ پاس ہوئے نزدیک شاہ مجنون کے تکیہ کے پہونچے تھے بمجرد مشاہدہ تلنگہ بلا دریافت کثرت اور
قلت کے رو بفرار ہوئے اور اس اضطراب سے پسپا ہوئے کہ بعض ہمراہی غرقاب و ہلاک ہوئے اور بعض نے
کیچڑ اور دلدل مین پہنسکر شربت مرگ نوش کیا روشن علیخان بخشی بہی اوسی دلدل کیچڑ مین گہوڑے سے گرا
اور جو نا گزیر تھی نکل گیا اور اس فضیحت سے داخل لشکر ہوا عالیجاہ نے ناسازی زمانہ سے لاچار ہوکر اکلیجا نے کا
صلاح کار ہوا اور قصبہ بکرم سے محب علی پور آیا یہان پر میر عبد اللہ بالفعل زن و فرزند و مال کے سبب خبر لشکر سے جدا ہوا
اور ہزار خرابی اکابر ون سے جان بچاکر نکل گیا اسیطرح اکثر قالو طلب لوگ اپنی اپنی راہ لگے احمد خان قریشی
جو حسب ضابطہ ہر دو رایان زمانہ کے نوکر تھا کہا کرتا تھا کہ نجیب لوگ عالم رفاقت مین جینین اور جانین کرتے ہین
لیکن اب تین سال سے عالیجاہ سے کدر تھا بعد ورود منزل شمشیر نگر کے رسد کے پہونچانے پر مامور ہوکر
اول سے مراد و نگر کو گیا اور عالیجاہ شمشیر نگر سے شیخ پورہ کے مقابل جو موضع افغانی ہے دریائے سون کو
پایاب عبور کرکے تلی تہوک آبادی تاجران عراقی مین مقیم ہوا اور مال اور اسباب اور متعلقون کو قلعہ
رہتاس سے طلب کیا میر سلیمان خانسامان متقد علیہ کے خلاصہ اموال اور نقود اور جواہر کو مع
اوسکی بی بی اور دیگر لواحقین کے لاکر داخل لشکر کیا اور اسی جگہ پر میرزا نجف خان ہونا اور وہ ہوا سے
کوہستان کا راہگیر ہوا تھا اکہ ساتہین سے لاکر داخل لشکر عالیجاہ ہوا ہر وقت شورہ اختلاف
رائے ظاہر ہوا میرزا نجف خان جو کہ شجاع الدولہ کے مزاج دیدہ سے آگاہ تھا اوسکے پاس
جانیکو راضی نتہا کہتا تھا کہ اودہر جانے سے بہتر یہ ہے کہ ہم ملتان کے قلعہ رہتاس میں جا کر

اور مجہہ ناسور جنگ انگلشی سیجے تاکہ فوج منتخب کر کے انگلشیون سے گرم جنگ ہون مجال آرام اور فرصت انتظام
مذون تاکہ جس کا نصیب یاور ہو جلوہ گر ہو عالیجاہ عدم موافقت آب ہوای رہتاس اور نیز دیگر چند وجوہ سے اس مصلحت کو
نہین پسند کرتا تہا میرزا نجف خان نے کہا کہ اگر یہ صلاح نامنظور ہے براہ تبدیل کہنڈ عازم دکہن ہو جیے اور دکہنیونکی
موافقت سے چارہ کار کیا جاوے عالیجاہ دوری راہ اور اپنی اجنبیت اور نیز اونکی بدمزاجی سے جو اکثر لوٹ مار
کرتے ہین اس تدبیر پر بہی راضی نہوا بادشاہ اور شجاع الدولہ سے رجوع بہتر سمجہی اور خطوط میرزا شمس الدین کے
بہی اسی رائے مین آئے اور میر سلیمان نے بہی اپنی غرض کو اسیطرف دلالت کی میرزا نجف خان اس رائے سے
عازم ترک رفاقت تہا ہنوز کوئی نتیجہ نہوئی تہی کہ عرضی احمد قریشی کی بدین مضمون کہ فرقہ انگلشی مجب بجلی اورہ تک
پہونچکے مفتوح مطالعہ ہوئی اس خبر دروغ سے عالیجاہ کو نہایت تشویش ہوئی اسی مضمون مین دوسری عرضی
خانہ کور کی پہونچی کہ انگلشیون کی ایک فوج جلد براہ کنگ سے بہیجنا چاہتے تاکہ زینہ مین پہونچکر سد راہ لشکر ہو
اور ادہر اپنے محالات کے زمینداروں کو اشارہ کر دیا کہ اوسکے لشکر کے اسباب پس ماندہ وغیرہ پر متصرف ہون
اونہون نے حسب الایما کارروائی شروع کی ادہر لشکر کے فراریون نے متوحش خبرین پہونچا دین
عالیجاہ نے باضطراب تمام باوجودیکہ ارادہ قیام رکہتا تہا اور اوسوقت پہر دن چڑہا تہا مگر لاچار کوچ فرمایا
والد مرحوم نے از راہ شفقت بندہ کو طلب فرمایا کہ اب رفاقت کا موقع نہین لازم کہ ہمارے پاس
آکر رہو چونکہ بندہ کی جو آشنائی صاحبان انگلشی سے تہی اسی باعث سے عالیجاہ سرگران تہا لیکن فقیر نے
بپاس رفاقت علی ابراہیم خان بہادر اور میرزا باقر اور میرزا عبد اللہ کے یا نہ بلکہ کسی امن آرامگاہ کے ترک رفاقت
نامناسب جانی عالیجاہ شام کو سہسرام پہونچا صبح وہان سے بمقام ساتوٹ مہنا دریائے درگاوتی کے کنارے
گیا افراد مین جو لوگ تنخواہ پاتے تہے وقت شب طالبان تنخواہ نے بسبب نہ پانے تنخواہ کے بقدر پنسے سخت کلامی کی
شور برپا ہوا ایسی طالبان تنخواہ نے ہائے ہوئے مچائی لشکر مین ایسا شور اوٹہا کہ عالیجاہ مضطرب ہوا کر خیمہ کے دروازہ تک
ننگے پیر آنکلے کہنے لگا کہ ظاہر مین اس غوغا کا کوئی سبب نہین شاید کہ نمک حراموں نے کوئی شورش کر
رکہی ہے خیر خدا کو اچہا کرنا منظور تہا وہ شور رفع ہوا اوسکے صبح کو ڈیڑہ لاکھ روپیہ نقد اور پانچ ہاتہی
میرزا نجف خان کو جو شجاع الدولہ کے پاس جانے کو راضی تہا دیکر رخصت کیا اور خود
دریای کرمناسہ پر منزل گزین ہوا اسی عرصہ مین میرزا شمس الدین کا خط مع عہدنامہ مہری اور
دستخطی شجاع الدولہ کے جو قران کی سوگند پر تہا پہونچا اور عالیجاہ کہ باعث ایسے ایسے فساد اور امور
بیہودہ کے کہ سوہان اوسکی جان اور پریشانی فنا کا ہر دم تہا اور اس سبب سے خواب و خور یاد سے فراموش
ہو چکے آخر الامر نجات اور خلاص اپنا اسی مین دیکہا کہ کرمناسہ سے کچہ کوچ کرکے [illegible] مین جو داخل ملک شجاع الدولہ تہا لنگر جا ڈالا

عبور کرنا عالیجاہ کا دریاے گنگ سے اور وہاں متوقف ہو کر میر سلیمان خانساماں کو شجاع الدولہ کی پاس بہیجنا

عالیجاہ انگلشیون کے تعاقب کے خوف سے بنارس کے متصل پانچ چھ کوس پر مقیم ہوا اور بندہ
دوستون سے رخصت ہو کر بنارس آیا اور حضرت شیخ محمد علی حزین سے مشرف پابوس ہوا اور اپنے
خالو سید عبد العلی خان بہادر کے مکان میں رہا اور تا چند روز کے بعد لشکر میں بہی آمد و رفت کرنا شروع کیا
گاہ گاہ عالیجاہ کے حضور میں بہی جاتا تہا ایکروز عیحومین رفاقت مین فرمایا کہ صاحب آپکے والد اور
بہائی انگلشیون کے ساتھ خوش و خرم ہین آپ کیون میری ہمراہی مین تکلیف کرتے ہین انہین کے
پاس چلے جاوین بندہ نے بیدل ہو کر عرض کیا کہ بندہ نے آپکی رفاقت مین کوئی خیانت نہین کی اور
انگلشیون کے ساتھ وفاق پوشیدہ و پنہان اور راہ ظاہر و باطن مراسلات و جاسوسی کے نہین رکہتے اور میرا
پیشہ نہین ورنہ سب لوگ بلا اجازت آپکے راہ سے اودہر بہاگے بندہ کا بہی کوئی مانع نہ تہا بآرام تمام
اور بلا خرچ اپنے باپ کے پاس جا سکتا تہا مگر نجابت اور اخلاص نے نہ چہوڑا کہ ایسی زشت حرکت
کرون لیکن آمد و رفت دربار بند کر کے شیخ محمد مذکور کی خدمت مین اکثر رہنے لگا اور بعض اوقات
علی ابراہیم خان وغیرہ دوستان شفیق کی رفاقت مین

ذکر خیانت میر سلیمان کی عالیجاہ کے ساتھ اور چوری الہی العفو کیسے جواہرات کا ارکان

اکثر نقود اور جواہر گران بہا کی تہیلیون ہر جو سفید کرپاس کی تہین اور ہمراہ سواری زنانہ کے
سیاہون مین رکہکر لیجاتے تہے میر سلیمان خانساماں ہر وقت لیجانے اور بنارس کے مع بیگم عالیجاہ کے
اور نیز ہر وقت معاودت کے آگاہ اور مختار تہا شہرت ہوئی کہ ہر وقت لانے اسباب کے
قلعہ رہتاس سے خیانت کی جواہر نفیس بیش قیمت لکہو کہا کا چرا لیا اور عالیجاہ کو اوسکے شمار اور جانچ
اور محاسبہ کی فرصت نہ تہی اس سبب سے مختل ہو اخذہ کی بہی نہ میر سلیمان ایسے نوکر سے رکہتا تہا
اور میر مذکور اون دنون مین فقیرانہ لباس سے عالیجاہ کے روبرو گریبان افسوس کہ شکن ان
اٹہا ہوا تہا کہ آپکو کیونکر اس آنکہ سے بد حالت دیکہونگا تا آنکہ جو شخص شجاع الدولہ کے طرف سے
عالیجاہ کی دلجوئی کو آیا تہا اوسکے ساتھ شجاع الدولہ کے پاس برسم سفارت گیا کہتے ہین کہ وہان جا کر
راجہ بینی بہادر اور علی بیگ خان اور میرزا ابراہیم سے جو ایام طفلی سے وزیر مذکور کا اتالیق تہا مع دیگر معاملہ
اور ارکان دولت کے بخشی سالار جنگ کے جو میرزا شمس الدین کے توسل سے عالیجاہ کا مربی ہوا تہا
ربط پیدا کیا اور ہر ایک کو مال خیانت سے تواضع کر کے اپنی ضمانت کا وسیلہ مستحکم کر کے مع تحریر دلجوئی عالیجاہ
کے پاس آیا اور قبل اسکے آنیکے میرزا شمس الدین بہی مع رفقاے وزیر کے جو نہایت بلطافت اور استمالت مین تحریر تہے

لیگیا تھا اور میرزا نجف خان کو تبدیل کیا تھا ہو سے ملت کو بلند کیا ان سے لوگون سے اپنی قوت و تقویم
اسکے اپنا رفیق بنا لیا عالیجاہ نے ابتدا سے میر سلیمان اور میر [illegible] اپنی دلجوئی [illegible]
ہر طرف لوگون کے عازم لشکر وزیر و بادشاہ ہوا بندہ نے ترک رفاقت کرکے [illegible] مین اعانت کی کیونکہ
بنا بر ناخوشی مزاج میر جعفر خان کے جو عالیجاہ کے رفقا سے تھے اور رہنا اوسکا کہ ہم باہم میر اور نیز [illegible]
لوگ وزیر کی اعانت عالیجاہ کو دستے ہین [illegible] تمام دور از حزم [illegible]
[illegible] خصوص امرا اور [illegible] نہایت [illegible] وزیر اور بادشاہ
بہی عالیجاہ سے [illegible] وعدہ مدد اور اعانت کے کرتے رہے اور میر انگلشیون سے بہی معاملہ ہو یا تھا
چنانچہ راو شتاب رائے کو جو اول شجاع الدولہ کا نوکر تھا بعدہ راجہ بینی بہادر کی رفاقت مین رہکر بازمان
دولت عالیجاہ کے لیہہ لیگیا اور اب بہی راجہ مذکور کے رفقا مین تھا اور بینی بہادر بنا بر رجوع میرزا شمس الدین
جانب سالار جنگ کے اور عدم مداخلت اوسکے اس کام مین اور نیز اپنے شعور سے جو اس مآل اندیشی مین
رکہتا تھا اور اسی سبب سے بہ منزل حصول مراد عالیجاہ اور بموجب تحریص معاملہ میر جعفر خان اور انگلشیان
کا تھا واسطے انفصال [illegible] معاملات کے مع خلعت نیابت و مہربانی کے بہیجا جو لوگ [illegible] طرف سے اپنا اپنی
حصول مدعا کی بازار گرم کرتے تھے میر جعفر خان نے راو شتاب رائے کے وسیلہ سے ایکہزار روپیہ بہیجکر
عبد العلیخان بندہ کے خالو کو بدین سبب کہ عالیجاہ اوس سے پہلے [illegible] آیا و سے بنا بر رفاقت راو [illegible]
مدد کیا تہا طلب کیا اور مورد لطف فرمایا اور اونہین دنون مین والد بندہ مع دیگر برادران بندہ کے
میر جعفر خان کے لشکر مین بضرورت آیا اور ملاقات کی لیکن اس سبب سے کہ عالیجاہ نے [illegible]
التفات کیا تھا میر جعفر خان چندان [illegible] ہوا

ذکر پہونچنے عالیجاہ کا متصل لشکر شجاع الدولہ کے اور ملاقات کرنا اوسے اور آنا وزیر اور بادشاہ کا عالیجاہ کی ضمانت پر مقابل انگلشیہ کے [illegible]

چونکہ بادشاہ اور وزیر الممالک شجاع الدولہ بہادر الہ آباد کیطرف تھا عالیجاہ بہی حسب الطلب اودہر کو
راہی ہوا اور بعد ورود قریب لشکر و شہر کے تین کوس کا فاصلہ باقی رہتا شجاع الدولہ مع دس بارہ ہزار
سوار آراستہ کے استقبال کو آیا عالیجاہ اوسکے آنے سے مطلع ہوا اپنی پلٹنون کو آراستہ سر دروازہ سراپردہ سے
پانچ میل تک دورویہ استادہ کیا اور خیمہ نہایت رفعت اور شوکت مین برپا کیا اور سرداران عالیجاہ اور عمایدین بہی
لباس پر تکلف سے حاضر تھے جب وزیر آیا دروازہ کے اندر [illegible] استقبال کیا [illegible]
سلام ہوا باہم معانقہ کیا اور باتفاق ایک مسند پر جلوہ افروز ہوئے وزیر نے کلمات تسلی [illegible] کر بادشاہ کی ملازمت

اپنے ہمراہ استدعا کی عالیجاہ نے اکیس خوان ملبوس مختلف القماش اور خوان جواہر نہ واہرا در اقبال کوہ
فیل پیشکش کیئے اور باتفاق وزیر کے ملازمت شاہی کو گیا وزیر نے عالیجاہ کو اپنے ہاتھی پر سوار کرایا اور
بعد پہونچنے لشکر کے مستفیض ملازمت شاہی ہوئے اور اپنے اپنے لشکر کو دونو صاحب واپس آئے دوسرے روز
عالیجاہ وزیر کے بازدید کو روانہ ہوا اوسنے بھی مغلیہ ملازم کو حکم دیا تھا کہ لباس سقرلاتی پہنکر اور بندوق در دست
دستہ دستہ سر دروازہ سے جہان تک گنجایش ہو استادہ ہون حسب الحکم تعمیل ہوئی اور ارکان دولت
بھی اپنی اپنی خدمت پر حاضر تھے جب عالیجاہ داخل سراپردہ وزیر ہوا وزیر نے لب فرش تک استقبال کیا
اور عالیجاہ کا ہاتھ پکڑکے اپنے مسند پر برابر بٹھایا اور نہایت اشفاق سے ابدا فرمائی کہ صوبجات بنگالہ اور
عظیم آباد انگلشیون سے چھوڑاکر تمہارے حوالہ کر دونگا بعد چند روز کے عالیجاہ نے بصحابت علی ابراہیم خانکے
یکدست زیور گران بہا جو لاکھون کا مال تھا واسطے والدہ شجاع الدولہ کے بھیجکر اونکو خوشنود کیا اور اپنی والدہ
بنایا چونکہ شجاع الدولہ کو انفصال معاملہ بندیلہ اور تحصیل مالگذاری بعض پرگنات الہ آباد کی منظور تھی اور راجہ بینی بہادر
کو پیشتر بھیجکر منتظر حصول مراد تھا مگر بندیلہ مطیع نہوتے تھے اور خیال مدت مدید کا اوس جوار مین تھا اور عالیجاہ
نہضت شرقی کو وزیر سے جلد خواستگار تھا اور انگلشیون کو فرصت دینا مناسب نہ جانتا تھا وزیر الممالک نے
عذر معاملہ مذکور کا بیان کیا عالیجاہ نے کہا کہ اگر اسی کا انتظار ہے مخلص کو ارشاد ہو تا کہ کار سرکار کا انصرام کرکے
جلد واپس آوے وزیر نے قبول کرکے رخصت فرمایا عالیجاہ جمنا اوتر داخل ملک بوندیل کھنڈ ہوا چونکہ توپہاے
بسیار بوضع فرنگ اور فوج قواعددان ہمراہ تھی بینی بہادر سے پیشتر پہونچکر ایک قلعہ فتح کرلیا اور اوسکے عمدہ قلعہ کے پاس
جا پہونچا چونکہ میرزا نجف خان اسکا ممنون احسان تھا اور بندیلون نے ترتیب فوج عالیجاہی کے برخلاف رویہ
دیکھکر راضی باداے زر واجبی ہوئے اور میرزا نجف خان کے وسیلہ سے معاملہ نے انفصال پایا اور وصول زر معینہ سے
اطمینان حاصل ہوا عالیجاہ شاد کام معاودت ہوا اور لشکر وزیر سے آکر ملحق ہوا اب سفر شرقی کا ارادہ مصمم ہوا اواسط
ماہ رمضان ۱۱۷۷ الہجری کو وزیر و بادشاہ اور عالیجاہ بنارس میں خیمہ زن ہوئے بندہ کو تخمیناً پانچ مہینے بنارس میں
گذرے تھے کہ اس لشکر کا ورود ہوا اور دوستون کی ملاقات ہوئی کیونکہ عالیجاہ آخر ربیع الثانی یا اوایل
جمادی الاول میں شکست پاکر بنارس آیا تھا اور ماہ مبارک کا اوسط یا آخر تھا کہ مع وزیر و بادشاہ کے
داخل بنارس ہوا گیارہ لاکھ روپیہ وزیر الممالک کا مقرر کرکے تعین کیا کہ جسوقت بارادہ تسخیر صوبجات
شرقیہ کے گنگا پار ہوکر حدود عظیم آباد مین داخل ہون ابتداے سر روز ورود اوس سرزمین سے روپیہ مذکور
ماہوار ہی لیا کرے اور اس معاملہ مین جسطرح سے ہوسکے لے بچایئی اور منتظر لطیفہ غیبی رہے
کہ کیا پردۂ غیب سے ظاہر ہوتا ہے

فوج انگلشی مین منازعت ہونا و فتح رامنگر اور اون لوگونکا وہان سے آکر سرکار وزیر مین نوکر ہوتا

موسیٰ مدک فرانسیس مع اپنے ہم قومون کے رفاقت انگلشی مین تھا اور میر جعفر خان نے عالیجاہ کی لڑائی مین
فوج سے انعام کا وعدہ کیا تھا جسوقت کرمناسہ پر بعد انقطاع تعاقب عالیجاہ کے مقامات ہوئے ایفاے وعدہ کیا
زر موعود پہنچا مدک مذکور کو مع اپنی قوم کے اوسی روپیہ کے بابت انگلشی سے جھگڑا ہوا حتی کہ مخالفت کی نوبت پہنچی
مدک مذکور اپنی قوم کے ایکسو کئی نفر تھا مع ایک ضرب توپ یا شاید بلا توپ بندوق چقماقی لیکر کرمناسہ سے
قبل ورود وزیر کے بنارس مین اور بعد روانگی عالیجاہ کے لشکر وزیر کو بلونت سنگھ زمیندار بنارس کے ملک مین آیا
اور افواج انگلشی نے چند میل تعاقب کر کے بنا بر احتیاط کے کہ ایسا نہو کہین وزیر سے جھگڑا اوٹھ کھڑا ہو لوٹ ہی
سے گئے آخر الامر جماعہ مذکور مع سردار موسیٰ مدک کے ملازم شجاع الدولہ ہوئی تینون لشکر یعنی بادشاہ و
وزیر و عالیجاہ کی سردار شیخ مرحوم کی خدمت مین حاضر ہوا کرتے تھے جناب شیخ مرحوم کے کلام کے خواہی
مخالفت جنگ انگلشی بباعث نہونے انتظام فوج او فقدان قواعد جنگ کے معلوم ہوتے تھے اور بندہ کو بھی رفاقت سے
مانع تھا کبھی کہتا تھا کہ اس جماعت سے کوئی امر کی کارروائی متصور نہین ہے منزل گروہی کر کے عنقریب
معاودت کرینگے بندہ کو آرزو سے پہونچنے ایاکن مالوفہ کے خدمت شیخ مین نہ رہنے دیا بہرحال دریاے گنگا پر
کشتی کا پل باندھکر عبور کیا اور بعد اندک توقف کے متحرک ہوا اور راجہ بلونت سنگھ زمیندار بنارس
جو کہ مرد عیار اور اپنے فرقہ مین جرار اور اسقدر مالدار تھا کہ لوگ اوسکے اندوختہ کا حساب کڑوڑ ونسے
زیادہ بتلاتے تھے ہرگز اسوقت تک شجاع الدولہ اور نیز اوسکے والد کے حضور مین حاضر نہوا تھا
اس سفر مین باعتماد قول راجہ بینی بہادر کے جسکا وسیلہ سید نور الحسن خان بلگرامی ہوا تھا اور نیز
ضمانت کل سرداران لشکر خصوص عنایت خان ولد حافظ رحمت روہیلہ اور راجہ بینی بہادر کے
حاضر ہو کر مشرف کورنش ہوا اور اوسکی رفاقت مین شامل ہوا اور تین ہزار سوار اور کئی ہزار پیادہ ساتھ
ہمراہ لے اس لشکر کے انبوہی اسقدر تھی کہ جہانتک نظر کام کرتی تھی مردم فوج کی دیتی تھی لیکن
بے خبری سردار اور عدم حفظ و ربط سے مین لشکر مین ایک دوسرے کو مار ڈالتے غارتگری کرتے
تھے اور کوئی پرسان نتھا کوچ کے وقت جو لوگ ذرا بھی لشکر سے دور ہو جاتے ناگاہ اہل لشکر انہین
قطاع الطریقی کرتے بلکہ مار ڈالتے لیکن لشکر کیا تھا گویا شہر تھا ان ایک جگہ سے دوسری جگہ
متحرک تھا جو کچھ دار السلطنت شاہجہان آباد مین جو ہند کا چشم و چراغ ہے میسر تھا اوس لشکر مین بھی
موجود تھا بعض ہوشیارون نے وزیر کو سمجھایا کہ انگریزون سے لڑنا اس ملک کے قاعدہ
سے مقرون صلاح نہین کیونکہ سمجھے یہ لوگ صف باندھکر استادہ ہوئے گویا سد سکندر ہوگئی اگر وہ

ہزار ہوں پچاس ہزار اوسکے مقابل نہیں ہو سکتا مناسب وہ کہ چونکہ جیاولی مدت سے حضور کی
معمول ہے اور ملازمان رکاب نے بھی اس فن میں مشق پہونچائی ہے جوانان خوش اسپہ معتمد
اور سرداران جانفشان منتخب ہمراہ لیجئے اور مخدرات کو مع بہیر و بنگاہ کے اس جگہ چھوڑیے باقی
فوج سے الگ کر لیجئے اسکے کہ جنابعالی کی شہرت ہو جسپر یہ فوج انگلشی ہر جا اسوقت متنزل ہوکر بہت
جاتے ہیں دوڑنا چاہیے اول صبح قبل اسکے کہ مستعد ہو کر راہی ہوں اونپر چڑھائی کرنا چاہیے اگر اونکی جمعیت
پریشان ہوئی فتح و نصرت ہی ورنہ جا بجا اونپر تنگی لائی ہوا اور اسباب بیس باندہ جلاکر اور توپ ارابہ
خراب کرکے تمام روز اونکا تعاقب کرکے رات کو صدمہ شبخون سے دو تین منزل گزین ہوجیے اسطرح
حصار عظیم آباد تک پہونچا کے جائیے اگر اسی رہروی میں انکا خاتمہ بالخیر ہوا فبہا ورنہ متعرض قلعہ نہوجیے
سبب اسکا ہے کہ مع جمعیت لایق بمقام کیجیے اور بعض فوج کو سردار شجاع ہوشیار کے ہمراہ سرکار سارن کیطرف
یا کہ آرہ کے مقامات سے عبور گنگا کرا کر مامور کیجے اور ہر جانب کے لایق عمال تجویز کرکے خلعت و سند
دیکر رخصت دیکر حکم دیجیے کہ دلجوئی اور حسن سلوک میں ساعی ہو کر کسی رعایا کو رنجیدہ نکریں اور محالات
مذکورہ کا بندوبست نہایت تخفیف میں کریں تاکہ زمیندار اور رعایا کی تالیف قلوب ہو اور لوگوں کو متشوش
نکرکے تمام قلمرو بنگالہ میں جو بہت دور نہو عمل و دخل کریں اور ایک فوج عظیم آباد کیطرف چھوڑکر اوسکو تعینہ
اوپر بھی عمال سفر کے جاویں اور دریا کے دونو طرف دونو فوجیں گشت کناں رہیں تاکہ جو کشتی شہر
عظیم آباد کو عازم ہو جسطرف سے ملاح لیے جاتے ہوں اوسیطرف کی فوج آوے کشتی کو غارت کرے
اور غلہ وغیرہ سامان رسد حصار عظیم آباد میں داخل نہونے پاوے اسصورت میں اس فرقہ کو
اضطراب کمال صادر ہوگا اور بجز کلکتہ بھاگنے کے اور حصار عظیم آباد کے چھوڑنے کے کوئی
تدبیر نہ کرسکینگے بعد ازان جو کچھ مناسب ہو عمل فرمائیگا و نیز برگشتہ وقت میرکو یہ تدبیر کہ فی الحقیقت
راست تھی دلپسند نہوئی اور دربارہ جنگ کے جو کوئی کچھ تدبیر یا صلاح عرض کرتا ہرگز اوسکی نسنتا
چونکہ ابدالی کی لڑائی دیکھی تھی اپنے تئیں اوسکے مقلد و عین جانتا تھا اور جواب دیتا تھا کہ جنگ کو
میری رائے اور سلیقہ پر چھوڑنا چاہیے چونکہ جماعۂ انگلشی اور انکی فوج نہایت کم اور تشنہ سفر برسات
اور عالیجاہ کی لڑائی کی تکلیف کھینچے ہوئے خستہ حال تھی اور شجاع الدولہ کی فوج جرأت اور شجاعت میں
مشہور تھی اسکی لڑائی میدان میں مناسب نجانی حصار عظیم آباد میں محصور ہو کر مرنا مناسب سمجھکر مع میر محمد جعفر خان کے
ملک سے نکال اضطرار راہ عظیم آباد کی لی اور شجاع الدولہ مع بادشاہ اور عالیجاہ کے خوشی و خرم
داخل حدود عظیم آباد ہو کر منزل بمنزل قطع راہ کرتا تھا اور اوسکے لشکر کے غارتگر لشکر کے پانچ پانچ

کوس تک علامت آبادی کی نہ تھی سے عموم خلایق کو اسقدر ایذا پہونچائی کہ بیچارے جسقدر وزیر و
بادشاہ کے ورود سے خوش ہوئے تھے اوسیقدر عاجز ہوکر انگلشی کے دعاگو ہوئے کیونکہ اس فرقہ سے
ایسا ظلم نہیں ہوا اور کسی مفلس کو ضرر نہیں پہونچتا تھا جسوقت ورود لشکر کا بکسر مین دریائے سون کے
کنارے ہوا اسباب چونکہ مدت سے آرزو خواہ ملاقات والدہ کا تھا احوال لشکر اور اونکی بیباکی کا فراموش کرکے
چھ پالہ کی سواری سے دو تین خدمتگار اور گاو باربردار کے ساتھ روانہ حسین آباد جو محل التمغا کا دار الملک ہی
ہوا جب دریا سے پار ہوا محمود خان اپنے رفیق کو مع دو تین نفر اور دیگر باربردار کے چھوڑ کر خود بیشتر کو چلا
سو قلع شیخ پورہ مین جہان کے رہنے والے لشکر شاہ و وزیر کے غارت سے گانون خالی کر گئے تھے پہونچا
اثر دھام سا دکہلائی دیا گہوڑون کا ہنہنانا سنکر تعجب ہوا کہ یہان گہوڑے کہان سے آئے آدمی
کیونکر رہ گئے ہین اوسوقت یاد آیا کہ لشکر کے قطاع الطریق ہین حسیر بیشتر کو چلا دو تین کوس راہ طے کی تھی
کہ ایک غبار عالمگیر اور اوسکے اندر سنان کی چمک درخشان نظر آئی زیادہ حیرانی ہوئی بعدہ دیکھا کہ
ہزارون مویشی اور قریب دو تین سو سوار مغل اور افغان درانی کے جو وزیر کے ملازم تھے اونکے پیچھے
چلے آتے ہین بندہ اوس جنگل مین اپنی اور اپنے رفیق کی جان کو ڈرا اور گاو باربردار کو بہی اونکا تحفہ سمجھا
خیال آیا کہ ابہی دور ہین شاید مجہے دیکھا ہوگا کنارہ دریا سے اوتر کر بیچ کی طرف سے ریگ سوہن مین
کنارہ پکڑ کر اپنے ملک کو جانا چاہئے کہ باربردارون کو حکم دیا یہ لوگ ہمراہ نوکر تھے انکی افسر نے منع کیا
اور کہا کہ جب ہمنے اونہین دیکھا ہے اونہون نے ہمین ضرور دیکھا ہوگا اس حرکت کو ہماری نامرادی
خیال کرکے زیادہ دلیر ہونگے پس مناسب یہ ہے کہ اونکے روبرو نکل چلیے بندہ نے سمجہا کہ سچ کہتا ہے
اسکی صلاح کو پسند کیا چلتے گا ماسکہ لوگ ناوان [illegible] بطرف [illegible] جب نزدیک ہر کرکے آ پہونچے ایک مغل نے
صف سے باہر آکر فتیلہ روشن کو تیار [illegible] بندوق پر رکھکر میری طرف فیر کرنا چاہا اور کہا تو کون ہے
اور کہان جاتا ہے بندہ نے بہی دلیرانہ جواب دیا کہ تجہے کیا کام ہے وزیر الممالک نے واسطے لانے
سید ہدایت علیخان بہادر اسد جنگ کے جو کہ مرد عمدہ اور صاحب جاگیر و امین قلعہ رہتاس ہین
رہتاس بہیجا ہے لہذا ہم ان کو جاتے ہین اوسنے کہا کہ یہ دوسرا کون ہے یہی جواب دیا ہمارا
رفیق اور باربرداری ہمارے پیچھے آتی ہے یہ کہکر روبراہ ہوا اوسنے میری دلیری کا جواب سنکر
میری گفتگو کو صدق جانا اور اپنے ارادہ سے باز رہکر واپس ہوا اور میرے مال اور رفیق سے کچھ
تعرض نہ کیا بعد ازان نصف میل پر ایک دستہ ملا مگر اوسنے کچھ چہیڑ چہاڑ نکی مگر چارون طرف سے
دیہات روشن جلتے ہوئے اور دہوان چہایا نظر آیا جب پانچ میل راہ طے کرکے موضع [illegible] مین پہونچے

لیکن گانوین ویرانی ایکدو پاسبان نظر پڑے اونسے دریافت کیا کہ اور آگے بھی غارتگرون کے قدم بڑھے
ہینے جوابدیا کہ یہین تک آئے اور دیہات کو لوٹ مار جلا کر لیگئے بندہ نے کہا دوسرے دیہات مین
غنیم پہونچا ہوگا وہ بولا کہ وہان سے بھی پیشتر کو جاوینگے تھوڑی دیر وہان ٹھہر کر آگے روانہ ہوئے اور حسین آباد
پہونچکر دو روز مقام کیا والدہ وغیرہ کو دیکھکر مع سید علی خان اپنے بھائی کے لشکر کو معاود ہوا لشکر
اوسوقت محی علی پورہ سے گذرا تھا چورون کے خوف سے بڑی مشقت مین راستہ کٹا جماعۂ انگلشی
اور میر محمد جعفر خان نے شہر مین پہونچکر اپنی فوج کو جریدہ کیا اور بارادۂ مزاحمت چند کوس اردو سے
آگے بڑھے اور آپ مین تاب اور تحمل مقابلۂ فوج شجاع الدولہ کی نپا کر واپس ہوئے اور عظیم آباد آکر
بعض توپ کو برج حصار پر لگادیا خود پچپہاڑی کے سد دریائی دجلہ پر جو اکثر برسات مین شہر پر محیط ہو جاتا تھا
منزل گزین ہوئے بطور مورچال کے قایم کیا اور ایک توپ بھی پچپہاڑی ٹیلہ پر چڑھائی اور میر محمد جعفر خان کو
مع ہمراہیان ہندی کے سد مذکور پر مگر شہر سے جنوب رویہ جگہ دی اور اپنی چند کمپنی تلنگہ کی اوسکی محافظت پر
چھوڑی گویا میر جعفر خان کی انگلشی پشت پر مستقل تھا شجاع الدولہ شہر آباد لے کے بسبب طغیانی کے لشکر
کیواسطے کنارہ دریائے سون کا پکڑ کر راہ راست عظیم آباد کی چھوڑ پہلواری مین عظیم آباد کے چار کوس پر
منزل گزین ہوا اگرچہ اس منزل مین کنوئین کی کثرت تھی مگر پھر بھی پانی کی قلت اور بہی کوئین تعمیر ہوئے
ظاہرا ایکروز رہکر دوسرے روز کی صبح کو بارادۂ جنگ مع عالیجاہ اور کل سپاہ کے سوار ہوا

لڑنا شجاع الدولہ کا انگلشی سے اور دریافت کرنا اسکے احوال کا اور چند روز توقف کرنا لڑائی مین اور لوٹنا بکسر کو اور چھاونی کرنا وہان اور بدعہدی کرنا عالیجاہ سے

شجاع الدولہ مع فوج کے جو مور و ملخ کے مانند بیحساب تھی سوار ہوکر شارع عام سے جو تالاب بیٹھی پور
اور لہانی پور اور مقبرۂ پیر عالیجاہ او سکے راہ پر واقع تھا پیشتر گیا اور بینی بہادر مع راجہ بلوند سنگھ کے
وزیر کے دست راست اندک فاصلہ پر اور عنایت خان ولد حافظ رحمت روہیلہ بالکل پہلی بہیت اور
بیر بلی وغیرہ کا مع دو تین ہزار روہیلہ اور گساٹین ہمراہ پانچ چھ ہزار رنانگہ کے وزیر کے قول مین تھا اور عالیجاہ
مع پانچ پلٹن کے جو سمرو کی سرداری مین مع توپ و فوج انگریزی اور بندوق چقماقی کے آراستہ تھین
اور پانچ چھ ہزار سوار بھی ہمراہ رکہتا تھا بینی بہادر کے دست راست مگر بڑے فاصلہ سے تخمینا ڈیڑھ کوس
مقابل پچپہاڑی اور مورچہ جعفر خان کے واقع تھا ایک گولہ کی تفاوت سے دور جا کر استادہ ہوا بندہ
جو کسیکی نوکری کا سررشتہ نرکہتا تھا اسپ سوار ہمراہ دوستی علی ابراہیم خان بہادر اور میرزا باقر
اور میرزا عبد الله کے ہمراہ عالیجاہ کی فوج مین تھا جہان چاہتا تھا جا کر تماشا دیکھتا تھا تا آنکہ

شجاع الدولہ آبادی خارج شہر کی عمارت کے پناہ مین آہستہ آہستہ آکر متصل میدان علی باغ راہ مہر
حسین خان مرحوم کے نمایان ہوا اور توپ وہان کی لڑائی شروع ہوئی اور وزیر کی فوج کے خسارت کرکے
قدم بقدم آگے کو بڑہا انگلشیہ کے طرف سے بہی متواتر گولہ برس رہا تہا اور دو گولہ ایک توپ کا برج کے
سمرو کے طرف جو البتہ جسقدر کہ وہ پیشتر عالیجاہ سے صف آرا تہا اوسکی فوج مین پہونچے اور سمرا ہی
تلنگہ زخمی ہوتے تہے اور کبہی گولہ اوسکی فوج کے اوپر سے نکل جاتا تہا میدان مین گرتا تہا شتر سوار
شجاع الدولہ کا عالیجاہ کے پاس پیغام لایا کہ بندہ انکے عدو سے گرم ستیز ہے تم وہان کہڑے کیا کرتے ہو
آگے یورش کرو اور اگر تاب نہین سمرو کو مع توپ اور تلنگہ کے معین کرو تاکہ ہمارے پیشتر جاکر توپ اندازی کرے
اور اطراف سے سوار لوگ حملہ کرین عالیجاہ نے بغیر جواب کہلا بہیجا اور نہ خود گیا نہ سمرو کو بہیجا
وقت ظہر تہا کہ گوشائین نے حملہ کیا انگلشیون نے بہی باڑہ مارنا شروع کیا اور ایک تلنگون سناسی کا
خاک ہلاک پر گرا مغلوب ہوا بندہ نے جو عالیجاہ کے لشکر سے لوٹ کر اوسکے اور بینی بہادر کی فوج
کے درمیان مین تماشا کر رہا تہا دوستون سے کہا کہ اگر بعد شلک کے پہر توپ انگلشی کی صدا ہو
غلبہ انگلشیان جاننا چاہئے اور گوشائین کی شکست درصورت خلاف فتح و ظفر کے بہی برخلاف ہے
اسی انتظار مین تہے کہ بعد دو ایک شلک کے پہر توپ کی آواز آئی اور شجاع الدولہ کی فوج باہم
جمع ہوئی بعد دو گہڑی کے عنایت خان ولد حافظ رحمت روہیلہ مع فوج وزیر اور سمراہیون کے یورش آور ہوا
اور اسیطور پر بعد آواز شلک ہم توپ کے منتظر ہوئے بعد لمحہ کے چند آواز توپ کی گوش زد ہوئین
اور مہدی گنج کے طرف والے برج سے بہی گولہ اندازی شروع ہوئی پہر فوج شجاع الدولہ نے جمعیت
کرکے تین گہڑی دن باقی رہا تہا کہ تیسری بار یورش کی اور جو کچہہ اوسکے لوگون مین تاب و توانائی تہی
خرچ کرکے صفوف انگلشی مین زلزلہ ڈالدیا یعنی انگلشی کے دل طنبور جہین سے لئے آلا انگلشیون نے
بڑا استقلال کیا برابر شلک مارتے رہے جسکی تاب فوج وزیر کو نہوئی پسپا و الٹے ہوئے
لیکن بلوند سنگہ اور بینی بہادر اپنی جگہ سے نہ ہلے مگر شیخ دین محمد جمعدار بیٹا شیخ مبارک کا کام آیا
اور میدان جنگ مین دنیا سے راہی ہوا اور بندہ نے اپنی آنکہون سے دیکہا کہ ہوا لی مشرق کے
جہہ کے لشکر وزیر کے روبرو آنے لگے اول مغرب کی تہی یہ ہوا بدلی کہ انقلاب کا اشارہ تہا
اوسیوقت دیکہتے ہین کہ تیسری باڑہ کے بعد انگلشی لوگون نے اپنی توپ کو جسجگہ تہی وہان سے
پیشتر بڑہا لیگئے اسی عرصہ مین وزیر کا شتر سوار عالیجاہ کے پاس آیا اور انکے کاہلی اور عدم
یورش کی ملامت کرنے لگا اور کہا کہ اب تو دن تمام ہوا وقت جنگ نہین ہے بہتر و بندگاہ کو

واپس ہو چکی کل تدارک مافات مین مصروف ہوئے عالیجاہ نے اسکو بھی اطلاع دیکر واپس کر لیا
شجاع الدولہ اسسے پیشتر چھ مہینے آگیا تھا عالیجاہ نے قصد راستہ طے کیا ہوگا کہ شام ہوئی
ظاہرا ایک کپتان مع دو تین کمپنی کے برآمد ہوا جب معلوم ہوا کہ عالیجاہ ادہر کو آ رہے چونکہ انگلشیونکو
عالیجاہ سے نہایت عداوت تھی پس ایک بارہ بار ہی سمت قربان چہول جو پیچھے رہ گئے تھے اس
حیات کو دیکھکر مضطرب بے اختیار فراریون کے طور پر اپنی جگہ گئے بندہ خود عالیجاہ سے
پیشتر غافل تھا اسوقت کہ سب سپاہ اور ہجوم سپاہ تھا معلوم نہوا کہ عالیجاہ کب اپنے خیمہ مین
داخل ہوا بندہ جو ستارہ کہ مغربی اول شام کو طلوع ہوا تھا اوسکو لحاظ کرکے طرف لشکر کو چلا جاتا تھا
تا آنکہ خیمہ مین جا پہونچا صبح کو سواری وزیر کی غیر مشتہر ہوئی لیکن کچھ ظہور نہوئی بعد دو روز کے دعمل کی خبر آئی
کہ وزیر کے عاید ہوا اور بعض کمپنی بھی کہ اس لڑائی مین گولی کہائے تھے جنکی شہرت دنبال کے نام سے
کردی بعد تشفی کوچ کرکے دریا کے پن پن جنوبی حصار عظیم آباد کے طرف خیمہ کیا ہر روز تازہ خبرین
اوڑا کرتی تہین کبھی یہ کہ میر جعفر خان کے مورچال سے یورش ہوگئی کبھی مشرقی شہر کے جانب سے
حملہ واقع ہونے کی خبر اوڑتی تھی اور وزیر چند سوارون کے ہمراہ حسب ضابطہ دیرینہ شہر و مورچال مین گشت کرتا تھا

وزیر کا لشکر انگلشی مین محصور ہونا اور فضل الٰہی سے رہائی پانا

ایکروز چند سوار انگلشی مع میر مہدی خان کے جو عالیجاہ کے لشکر سے جاکر انگلشیونکے متفق ہوئے
تھے لشکر اپنے حصار اور وزیر کے لشکر کے گرد گہومتے تھے اور چند بہرہ تلنگہ کے بھی ہمراہ تھے وزیر سے
کہ نہایت جریدہ مع چند نفر کے جنگل مین گہوم رہا تھا دوچار ہوا طرفین سے نادانستہ ارادہ دست برد
ہوا اور باہم طعن اور ضرب تیر و تفنگ کی بطور قراولی عمل مین آئی جب کسیقدر نزدیک ہوئے میر مہدی خان نے
وزیر کو پہچانکر سوار انگلشی کو جو کہ شاید میجر کرنک تھے اطلاع دی اور فوج دیگر نہایت جلد شہر سے
طلب کرکے وزیر سے مشغول آویزہ رہا جب فوج جدید شہر سے آگئی کمپنی وزیر کے ہمراہیونین سے
دوڑ کر لشکر وزیر مین خبر پہونچائی کہ وزیر انگلشی کے غلبہ مین محصور ہوگیا وزیر نے اپنے تئین تہلکہ مین
پاکر باہر نکلنا غنیمت جانا اور نہایت دانائی سے عطف عنان کرکے باہر نکل گیا لیکن جب خبر
لشکر مین گئی عجب انقلاب ظاہر ہوا عالیجاہ مع اپنے رفقا اور کل رفقاے وزیر کے جسقدر کہ حاضر ہوسکے
نہایت جلد مدد کو جا پہونچا اور اسکو راہ مین پاکر باہم گرم ملاقات کی القصہ اسیطرح سے دو ایکروز
گذر گیا وہ ایک مہینا گذرا برسات قریب آئی شجاع الدولہ کی یہ رائے ہوئی کہ الحال حصار کے قریب
اقامت بہتر نہین بلکہ سر مین جو مقامات صوبہ عظیم آباد سے لب گنگ مقابل غازی پور متعلقہ وزیر کے جسکا قبضہ

راجہ بلونت سنگہ زمیندار بنارس کو بہی سکونت واجب ہے بعد برسات دیکہا جاویگا لاجرم بموجب حکم مقام
مذکور مین اچہاونی کی والد بہی بنظر ملازمت وزیر و بادشاہ کے لشکر مین حاضر تہا اور بندہ نے عالیجاہ سے
دلگیر ہو کر بادشاہ کی ملازمت مین ہمراہ والد بسر کرتا تہا تا آنکہ اکبر پور سے دریائے سون کو پایاب عبور کرکے
لب دریا پر چندرہ روز تک خیمہ گاہ رہا اور وہان سے قصبہ آرہ دار الملک بہوجپور مین لشکر آیا والد وہان سے
بازگشت جاگیرات کو مصمم ہوئے اور بندہ نے بہی بوجہ بیداد و ضایع لشکر رفاقت مناسب نجانی
چونکہ پیشتر سے تعرض انگلشیہ خصوص ڈاکتر فلرٹن نہایت مرتبہ دوست تہا اور شجاع الدولہ کی لڑائی مین
اوسکے خطوط بندہ کو آتے تہے اور اوسنے مکرر لکہا کہ بادشاہ کو اون لوگون سے موافق کر دون
بندہ نے والد سے عرض کیا کہ اگر یہ صورت ہو موجب ممنونی جماعہ انگلشی کی ہوگی وزیر کا حال معلوم ہے
کہ قبح دور ہے پس اس صورت مین اگر انگلشیون سے رابطہ ہوجائے دور مصلحت سے نہو گا اور
یہ بہی معلوم ہے کہ اوسکو بادشاہ سے اتفاق کرنا مدعا ہے پس اگر بادشاہ کو بہی منظور ہو تو شقہ لکہوا دیجیے
والد نے باتفاق منیر الدولہ کے بادشاہ سے سلسلہ چہیڑا چونکہ بادشاہ بسبب خودسری وزیر کے اوسکے پاس
رہنے کو راضی نتہا فوراً راضی ہوا شقہ خاص دستخط مفصل سے لکہکر اشارہ دیا کہ یہ شقہ اسی قابل یعنی بندہ کے
معرفت پہونچیگا قابل قبول ہے اور اسکے معرفت کے سوا اگر دوسرے کے ذریعہ سے کوئی شقہ پہونچے
تو سمجہنا کہ بپاس خاطر وزیر وغیرہ کے تہا ورنہ ہوا غرض بادشاہ کی اس تحریر سے یہ تہی کہ راو شتاب راے کے
درمیانی نہو کیونکہ وہ وزیر کے متوسلون اور بینی بہادر کے رفقا مین تہا اور بندہ کو بہی تاکید کی کہ اس
رقعہ کا مضمون افشا نکریگا بعد حصول رقعہ بندہ مع والد لشکر سے نکلکر عظیم آباد کو چلا والد مرحوم
حسین آباد کو روانہ ہوا اتفاق وقت کو دیکہئے اوسی زمانہ مین ڈاکتر فلرٹن کو میجر کرنگ سالار فوج انگلشی سے
نہایت درجہ کی نفاق ہوئی جسکا بیان نہین ہو سکتا عجب بندہ مع شقہ شاہی قریب عظیم آباد آیا
اور ڈاکتر کو اطلاع دی اوسنے سردار فوج کو مطلع کرکے اپنے ہرکارہ مع ہرکارہ ان سردار مذکور کے
مع رقم مزاحمت بنام محافظان راہ جو کہ اکثر کپتان مع فوج بر سر راہ آبادی شہر کے مقرر تہے بہیجکر
بندہ کو طلب کیا بندہ اسکے گہر جاکر حال نفاق مذکور پر مطلع ہوا تاکید کر دی کہ اسکا مضمون سادہو رام کو
جو وکیل راو شتاب راے کا ہے معلوم نہو ورنہ بڑی قباحت واسطے بادشاہ اور منیر الدولہ اور نیز بندہ کے
ہوگی ڈاکتر نے کہا بندہ حتی الوسع اخفا کریگا لیکن میری رائے پر تعمیل ہونا اب ناممکن ہے غرضکہ
دوسرے روز میجر کرنگ نے بندہ کو طلب کیا اور نیز میر جعفر خان کو بہی بلایا اور آخر روز بندہ اور
ڈاکتر نے جاکر میجر اور میر جعفر خان سے ملاقات کی اور شقہ دیا اوسنے شقہ کو سر پر رکہکر کہولا اور تنہائی مین

میر جعفر خان اور میر جی نے سنا اور مضمون پر مطلع ہو کر بندہ کو جواب دیا کہ فی الحال بادشاہ با اختیار خود نہیں بلکہ تابع فرمان وزیر ہے اس حالت مین تم اوسکی فرمان بری نہین کر سکتے اور علی الزعم ڈاکٹر کے نسبت محبت پورا جیہ شتاب رائے سے رکھتا تھا اسا دہو رام کو طلب کر کے مضمون شقہ سے مطلع کر دیا اور اوسنے اوسکی نقل راجہ شتاب رائے کو بہیجدی اور بندہ کو رخصت کر کے درجواب شقہ عرضداشت لکہی بندہ نے جواب بطور پر لطف کر کے عرضداشت مذکور کو معرفت بادشاہی جاسوسون کے بہیجدی اور خود والد کے پاس حسین آباد چلا گیا

میرزا باقر اور میرزا عبد العلی ہمراہین والد کے ہمراہ حسین آباد چلے آئے اور اسی جگہ برسات آخر کی

بد عہدی کرنے شجاع الدولہ کا لوٹ لینا عالیجاہ کو اور بے گناہ قید کرنا

بندہ نے حسین آباد مین عالیجاہ کی اسیری سنی مفصل بعد چند روز کے زبانی علی ابراہیم خان کے بروقت معلوم ہوا کہ وہ شیخ ہوتا ہے اول شجاع الدولہ اور عالیجاہ باتفاق محاصرہ عظیم آباد مین تھے گیارہ لاکھ روپیہ دیا چاہی تھا جو شہر گیا تھا کہ باہوار ہی بلدگا عالی جاہ نے دیکہا کہ بسبب قلت روپیہ اور کثرت تقاضائے وزیر کے ہر مہینے مین اسکے دام سے نکلنا دوبھر ہے لہذا یہ تدبیر کی کہ وزیر کو پیغام دیا کہ بندہ کو جانب مرشد آباد کے رخصت فرمائیے تاکہ وہان جاکر بعد بندوبست تحصیل کر کے عمل انگلشیہ کے انتظام مین خلل انداز ہون بالفعل انکی فوج بہی کم ہے نہایت متوحش ہونگے اور چونکہ اوس طرف کے حاکم اور ریاست کا حال مجہی بخوبی معلوم ہے یہ کام بہ نسبت دوسرے متوسلان سرکار کے بخوبی انصرام کر دونگا پیغامبر علی ابراہیم خان تھا وزیر نے کہا اگر عالیجاہ دغا و دہو اسکی کیا صورت ہو گی اوسنے جواب دیا کہ عالیجاہ کو بجز دربار دولت کے اور جائے پناہ کہان ہے خلاصہ یہ ہے کہ خیال دور از کار مین اگر کہا کہ اگر تم ضامن ہو اور بطور اول کے میری پاس حاضر ہو کیا مضائقہ علی ابراہیم خان نے جواب دیا البتہ بندہ حاضر ہے مگر زرمہود کا ضامن نہین ہان جہان عالیجاہ کے عمال جاوین سرکار کے سزاول بہی ہمراہ ہون جو تحصیل ہو حضور مین ارسال کرتے رہین وزیر نے کہا ایسا نہین ہو سکتا ہے علی ابراہیم خان نے جواب دیا جو مرضی ہو وہی بہتر ہے مگر اسوقت مین اس کام کا نیک و بد حضور کے ذمہ عاید ہوگا کیونکہ وہ حضور کے بہروسے حاضر در دولت ہوا ہے اب وہ فکر کرنا چاہی کہ ابروے سلطنت رہے وزیر ہر چند قوت متفعلہ نہ رکہتا تھا مگر یہہ بہی متوثر ہوا فرمایا کہ ہم اور لوگون کو مقرر کرتے ہین علی ابراہیم خان نے کہا بہتر ہے غرض تو حضور کی آفرائش اقتدار سے ہے وزیر نے اسے رخصت کیا اور وہ کام فراموش ہوا لہو ولعب مین مصروف ہوا اور علی ابراہیم خان نے جواب پیام عالیجاہ کو پہونچا دیا

موافق ہونا میر سلیمان خان اساتان بلازم عالیجاہ کا وزیر سے اور عالیجاہ کی خرابی دولت

میر سلیمان قبل اسکے میرزا ابہلو اور بینی بہادر وغیرہ ارکان دولت وزیر سے موافق ہو گیا تھا

یکبار ترک لباس بہانہ گوشہ گزینی اور عالیجاہ سے اوسکے گہر جاکر نہیں [illegible] پہلو ابھی لیکن اس [illegible]
بیوقت اور بے سبب کا کب تک علاج ہو سکتا تھا ۔ فی رنجش ہوا کرتی ہے ہر دم اوسکے [illegible] سے
رسا بتلا دو کیونکر ایسے روٹھے کو مناتے ہیں اکثر باہم عالیجاہ سے رنجش کیا کرتا تھا اور عالیجاہ اوسکے
سکرات سے بدمزہ ہو کر اپنی مجلس میں اوسکا شاکی ہوتا اور کہتا کہ فلانے وزیر جو بنی بہادر کے سر پر پیچ
دیکہا تھا وہ ہمارے گہر میں تھا شاید وہیں سے لیگیا کیونکہ تحویلدار تھا تاکہ فلانی انگشتری فلانے کے ہاتھ میں تھی
ایسی ایسی باتیں میر سلیمان تک پہونچتیں باعث مزید رنج ہوتی تہیں تاآنکہ ایکروز عالیجاہ کے لشکر سے اوٹھکر
میرزا ابہلو اور علی بیگ خان نسقچی ملازم وزیر کے نواح میں جا ٹہرے القصہ پانچ چہہ روز اس واقعہ کے وزیر کا
پیغام تقاضائے تنخواہ میں عالیجاہ کے نام آیا عالیجاہ نے عذر تنگدستی کہلا بہیجا مگر اکثر وقت وزیر کی
ناہنجاری کہا کرتا تھا علی ابراہیم خان بالغ تھا کہ اکثر لوگ مانند میر ابو وغیرہ کے جو عالیجاہ کے نوکر
اور بوجہ پاس رفاقت وزیر تھے ان باتوں کو وزیر کی خدمتمیں پہونچاتے اور اوسکی طبع حیلہ جو کو بہڑکاتے
تھے آخر وزیر نے کہلا بہیجا کہ بادشاہ آپ سے بقایائے صوبہ بنگالہ وغیرہ طلب کرتا ہے اور نیز محصل لوگ
مقرر کرتا ہے آپ جلد فکر کریں عالیجاہ نے علی ابراہیم خان کو طلب کرکے واسطے سوال جواب وزیر کیجا
اوسنے حضور وزیر میں جاکر عرض کیا کہ عالیجاہ باسید اعانت حاضر ہوا جو کچھہ میسر تھا اوسکے پہونچانے میں
دریغ نہیں کیا الحال تہیدست ہے اور تقاضائے بادشاہی بموجب خیال بالی بنی بہادر کو حکم فہمید
صادر فرماویں جو اسکے ذمہ برآمد ہوگا اوسکے ادا میں قاصر نہوگا اور اگر محض بموجب ہو امیدوار ضمانت ہوں
اوسنے آزردہ ہوکر جواب دیا کہ مجہسے کیا غرض تم جانو اور بادشاہ جانے بنی بہادر کون ہوتا ہے ہم کل
شکار کو جاتے ہیں بادشاہ کو اختیار حاصل ہے جو چاہے کرے اوسنے یہ جواب عالیجاہ کو پہونچایا
اور بروقت مشورہ یہ عرض کیا کہ اگر زر سرکار میں ہو وزیر کی مرضی کرنا چاہیے ورنہ خود تنہا جاکر کہنا چاہیے
کہ ہم آپکے توقع ضمانت پر آئے ہیں جو کچھہ چاہیے فرمائیے

عالیجاہ کا ترک لباس کرنا اور وزیر کا پہر تکلیف پوشاک دینا

عالیجاہ نے بعض مصاحبین سفاہت کے بموجب صلاح کے بلا اندیشہ دوسرے روز کہ تاریخ ۹ ماہ
ذی الحجہ [illegible] ہجری کی تہی اول صبح کو پیرہن و رہرو کلاہ بر سر ترک جلوس مسند کیا اور صحن خیمہ میں
بوریا بچھا کر بیٹہا ہمراہیوں مقربوں نے بہی جو عقل سے خالی تھے قریب بیس نفر کے لباس رنگین
درویشی زیب تن کرکے تمام لشکر میں انگشت نما ہوئے یہ خبر وزیر کو پہونچی موجب فکر ہوئی
کیونکہ فقیری عالیجاہ کی اسکی رفاقت میں موجب بدنامی تھی بنابریں نویں ذی الحجہ کو کہ یوم عرفہ تھا

علی بیگ خان کو عذر خواہی اور دلجوئی کو اپنی طرف سے اور نیز اپنی ماں بی بی صفدر جنگ دختر برہان الملک نواب بیگم کے طرف سے بھیجا اوسنے پہونچکر رنگین ملامت اور شیرین عذرات اون دونون کے طرف سے کیئے عالیجاہ اوسقدر تقریر مین سلیقہ نہ رکھتا تھا جلد علی ابراہیم خان کو طلب کیا خان مرقوم نے اس تبدیل لباس کی خبر سنکر بلحاظ بدگوئیون کے اگرچہ ترک لباس نکیا مگر پیرہن اور دستار مختصر سے آراستہ ہوکر دربار مین حاضر ہوا عالیجاہ نے کہا تمکو نواب وزیر نے طلب کیا ہے علی ابراہیم خان اوسی نیت سے علی بیگ خان کے ہمراہ ہوکر وزیر کے دردولت کو روانہ ہوا عالیجاہ نے کہا اسی لباس سے وزیر الممالک کے پاس جاوگے اوسنے جواب دیا جب آقا کی یہ صورت ہے بندہ کو بجز اس لباس کے کیا ضرورت تکلف ہے اوسی طرح سے ہمراہ علی بیگ کے حاضر خدمت وزیر ہوا وزیر نے خاطر بشمار کرکے تغیر لباس عالیجاہ کا موجب استفسار کیا اور اپنی گفتگوئے سابق سے معذرت کی فرمایا بادشاہ نے ایک بات کہی تھی اوسکو مینے ظاہر کردیا اوسکو تدبیر معذرت کرنا تھا یا تبدیل لباس کرکے مجھے بدنام کرنا علی ابراہیم خان نے جواب دیا کہ آپکے پاس باسبب عنایت اور اپنا خانہ اسپ سمجھکر آئے ہین جب بادشاہی پیغام سے حضور نے آگاہ کیا چونکہ بغیر حضور کے کوئی جائے امن نتھی اور حضور نے اوس مین کد کی ناچار دنیا سے ہاتھ اوٹھایا وزیر نے بنی بہادر سے کہا کہ اب تم علی ابراہیم خان سے گفتگو کرو وہ دونون گوشہ مین جاکر اپنے اپنے مقدمہ کی پیروی مین گفتگو کرنے لگے بنی بہادر چاہتا تھا کہ کسیطرح ذمہ عالیجاہ کے تحویل مبلغ ثابت کریگی علی ابراہیم خان راضی نہوکر بکمال استغنا اپنے آقا کی ترک دنیوی بیان کرتا تھا بعد تھوڑی دیر کے وزیر نے پوچھا کیا طے ہوا بنی بہادر نے کہا دونون طرف کی گفتگو سخت ہے وزیر نے خانذکور کو خیمہ خاص مین بلاکر جو کچھ پوچھنا تھا پوچھا اور جو کچھ کہ بنی بہادر اور علی ابراہیم خان سے سوال و جواب ہوئے تھے سنے اوسکے بعد کہا اس وضع سے جو عالیجاہ نے اختیار کی ہے میری بڑی بدنامی ہے مجھے کیا کرنا چاہیے خانذکور نے کہا کہ عالیجاہ کو بدرجہ لاچاری یہ امر پسند ہوا ہے اب جو کچھ مناسب ہو آپ بندوبست فرمائیے وزیر نے کہا ہم بخوبی سمجھے تم جاکر عالیجاہ کو اطلاع دو ہم بھی آتے ہین علی ابراہیم خان نے یہان سے جاکر تمام امور عالیجاہ سے ظاہر کیئے اور کہا کہ وزیر الممالک بھی آتے ہین ہنوز یہ کلام نہ کہنے پایا تھا کہ وزیر بھی آپہونچا اور عذر خواہی کرنا شروع کی اور عرض کیا کہ اس لباس درویشی کو دور فرمائیے اور لباس روزمرہ مثل سابق کے پہنئے عالیجاہ نے منظور فرمایا اور بسبب اشعار اوسکے عمل نہ کیا

وزیر کی تحریک سے سمرو وغیرہ کا عالیجاہ سے تقاضائے تنخواہ کرنا

بعد دو تین روز کے سمرو نے مع اپنی پلٹنون کے حسب ایمائے وزیر عالیجاہ کے خیمہ پر بنابر تنخواہ محاصرہ کیا

چونکہ روپیہ تنہا اسشرفی اندر سے منگوا کر دلا دین اس ماجرا کے بعد عالیجاہ سے سمرو کو پیغام دیا کہ اب بہت آدمی نوکر رکھنے کا مقدور نہیں پلٹن اور علاقہ توپخانہ کو برطرف کرکے توپین اور بندوق جتنا قی خانساما فی مین سپرد کر دو اور دو پلٹن رکھلو چونکہ یہ ٹکڑا اوم وزیر سے متفق ہو گیا تھا جواب دیا کہ اب توپ و بندوق اوسکی ہین جنکے پاس ہین اور خود وہان سے مع پلٹن وزیر کا ملازم ہو گیا

قید ہونا عالیجاہ کا وزیر کے ہاتھ سے

چونکہ شب موسیٹ جنتیل فرانسیس جو پیشتر عالیجاہ کا ملازم تھا اور بعد برطرفی وزیر کا ملازم ہوا تھا علی ابراہیم خان سے نہایت دوستی رکھتا تھا پانچ چھہ آدمی اپنے ہمقوم ہمراہ لیکر آیا اور علی ابراہیم خان سے کہا کہ کل وزیر کی فوج عالیجاہ کے ستیزی کو آویگی خدا معلوم اوسوقت کے دار و گیر مین تم پر کیا گذرے اگر یہ لوگ تمہاری حفاظت مین رہین کوئی معترض نہو سکیگا علی ابراہیم خان نے بعد شکرگذاری اخلاص کے کہا کہ یہ امر مجھکو نازیبا ہے جب کہ عالیجاہ کو وہ بلا ہوگی بندہ بہی کسیکی ضمانت نہین چاہتا دوسرے دن پہر دن چڑہے فوج وزیر کی سوار ہو کر خیمہ عالیجاہ کو قاصد ہوئی جب سوار ہوئی دوبارہ موسیٹ جنتیل اپنی فوج سے علیحدہ ہو کر خانمذکور کے پاس آیا اور سخنان دیروزہ کا اعادہ کیا اسنے بہی وہی جوابدیا ناچار وہ گریان و زار لوٹ گیا اور فوج وزیر نے خیمہ گاہ عالیجاہ کو محصور کرکے حرم سرا اور دیگر کارخانجات مستحکم کر لئے جو سردار کہ اس کار ناہنجار پر مامور ہوا تھا وہ عالیجاہ کے خیمہ مین گیا اور اوسکو ہاتھی پر سوار کرا کر خود بموج کے عقب سوار ہوا اور اپنے لشکر مین لیجا کر بجائے مہود محبوس کر دیا

محبوس ہونا علی ابراہیم خان کا بموجب حکم وزیر اور رہائی پانا بسبب تقدیر

آخر روز چند سوار وزیر کے بانیت چیت علی ابراہیم خان بہادر کے خیمہ پر آئے ہوئے و کہلا دی خانمذکور کو معلوم ہو گیا کہ بیرے و اسطے آئے ہین بس چند بہیزون کو جو اوسکی خدمتین حاضر تھے اور بستر بیماری پر سور ہے تھے جگا کر کہا کہ یہ لوگ ہماری تلاش مین آئے ہین بس جو چاہے نکلجائے اس کلام سے ہمنشین لوگ اپنی راہ لگے مگر میر شطاری اور ثابت خان اور خواجہ عبد اللہ اور واجد علی خان اوسکے رفیق حال رہے تا آنکہ سواران مذکور آپہونچے اور اوسکی حراست مین ٹہرے قبل اس واقعہ کے ایک شخص علی ابراہیم خان کا دست گرفتہ برہان خان نام جمعدار افغان نے جو کہ کسیقدر طالب علمی اور فراست رکہتا تھا اور اپنے تئین فدائیان خانمذکور مین جانتا تھا ظاہر کیا کہ جو کچہہ دشمنون سے پوشیدہ رکہنا منظور ہو میرے حوالہ کرو علی ابراہیم خان نے کہا کہ بجز دو فیل اور چند شتر کے کوئی چیز میرے پاس نہین انکو جسطرح سمجھو نگاہ رکہو اوس صدیق صداقت شعار نے کہ کسیکو اپنے موافق سچا نہ جانتا تھا اون ہاتھی اور اونٹون کو لیکر اپنی راہ لی کہ پہر پتا نہ لگا القصہ علی ابراہیم خان عین بیماری مین حیران اور قدرت پروردگار کا نگران تھا اور سب رفقا عالیجاہ کے وزیر سے موافق ہو گئے تھے مگر حافظ اسرار خان

منشی اور بعض متقدمی قید ہوکر مردم وزیر کے حوالات مین تھے کسی سے دو دستخان حاضرین سے
علی ابراہیم خان سے کہا کہ وزیر کو عرضی لکھیئے اوسینے دو کلمہ اپنے حال کے لکھکر بھیجے اوسوقت وزیر
محل مین تھا لیکن چونکہ ابراہیم خان کو بسبب آرمیدگی مزاج اور حسن اخلاق کے خداوند تعالی نے
محبوب القلوب پیدا کیا تھا حرمسرا ے وزیر کی نگاہبان جو عورات تہین اور ہر وقت پہونچانے
زیور جواہر وغیرہ کے جو اوسکی ہان کو لیگیا تھا شناسا تھین اوسکے حال سے نہایت رنجیدہ ہوئین اور
عرضی وزیر کو پہونچا دی خواجہ سرا نے وزیر کی طرف سے آکر سوارون کو تاکید کی کہ دور سے ناظر رکھیے اوسکو
نگرین اور عرضی مین دستخط کیئے کہ آپ سے تعرض نہین چند امور آپ سے دریافت کرنا ہین دلجمعی رکھیے
دوسری صبح کو سواران رسالہ شجاع قلی خان نے جو میان عیسی کے نام سے مشہور تھا آکر کہا کہ تمہین
وزیر طلب کرتا ہے علی ابراہیم کرتہ اور دستار سے دربار مین بسواری پالکی روانہ ہوا سواران ہمراہی
جو کہ شفتہ مزاج تھے کبھی اسکی پالکی جانب مجلس عالیجاہ کے لیجاتے اور کبھی کسی اور طرف جب دو تین بار
ایسی حرکت ہوئی خان مجبور نے کسی آدمی کو بھیجکر شجاع قلی خان سے کہلا بھیجا کہ ناحق سواران ہمراہی دق
کرتے ہین جہان ارشاد ہو حاضر ہون اسنے کسیکو بھیجکر تاکید کی کہ سوارون کو تہدید کرکے خانصاحب کو ہمارے
پاس لاوے وہ وہان سے دشنام دہان آپہونچا علی ابراہیم خان کو نوبت تمام دیوانخانہ وزیر مین جہان
کہ میرزا امانی ولد وزیر کا مکتب تھا لیگیا شجاع قلی خان اور بینی بہادر اور موسیو جنتیل اور یاقوت خان ناظر
وغیرہ یکجا حاضر تھے موسیو جنتیل نے دور سے خانمذکور کو دیکھکر تعظیم کو کھڑا ہو گیا اور لوگ بھی اوسکے ساتھ
استادہ ہوگئے اور خانمذکور کو بعزت بٹھلایا تکلفات رسمی وغیرہ سے گفتگو کی دوا نکہا نے پیر بلغم ظاہر کیا بعد
حکیم محمد خان کے پاس آدمی بھیجا اور دوا اور غذا کی فکر مین ہوئے خانمذکور نے عرض کیا کہ اب دن تھوڑا ہے
دوا خوری کا وقت نہین فردا تکلیف کیجیگا بعدہ حضور وزیر مین لیگیا اوس جگہ سہیل علیخان خواجہ سرا
داروغہ فیلخانہ اور حافظ اسرار خان منشی وغیرہ عملہ عالیجاہ کے وزیر کے حضور مین استادہ تھے خانمذکور
حضور مین پہونچکر ایک اشرفی نذر دکھلائی اور بلا اجازت بیٹھ گیا جماعہ مرقومہ سے بینی بہادر اور شجاع قلیخان
اور یاقوت خان بھی بیٹھے وزیر لباس ولایتی ہاتھ مین کمال رعونت سے سر بر آرا تھا علی ابراہیم خان
کی طرف رخ کرکے کہنے لگا کہ کیون صاحب تمنے امیر قاسم خان سے کیا برائی کی تھی جو اوسنے پٹنہ پہاڑکی
کی لڑائی کے روز ہم وسے کہا کہ جسوقت بعد فتح ہماری سواری اوسکے روبرو سے معاود ہو تمپر وہ فیر کری
علی ابراہیم خان نے عرض کیا کہ مجھے آگاہی نہین افسوس کہ اوسکے واسطے آپنے یہ تکلیف اوٹھائی اپنے
دار الملک سے اوسکی مسند نشینی کو اوسقدر رنج کیا اور وہ آپ کے حق مین ایسا تجویز کرے وزیر نے

اور یہ بہی کہا کہ جو شخص جواب مین الزام دے اور نیز لوگون کی نادانی ظاہر کرے اوسسے معارضہ کرانا بجز فضیحتی کے کوئی ثمرہ نہ دیگا وزیر نے رخصت معاودت صادر کی علی ابراہیم خان نے شجاع قلی سے کہا کہ دس بارہ آدمی شکستہ حال ہمراہ ہین اور اطراف ولیوانخانہ مین آرام خاطر میسر نہین اگر عنایت فرمائی جاوے اپنی چہاونی مین جگہ دیجیے شجاع قلی خان کے دروازۂ حرم سرا پر جاکر اسکی بہی اجازت حاصل کی اور اپنے ہمراہ لاکر جگہ دی اور نہایت تواضع اور دلجوئی سے کارفرما رہا ڈیڑہ مہینے تک کہ زندہ رہا کوئی دقیقہ دلجوئی کا نچہوڑا اور عالیجاہ مال جہان تک عورتون اور خواجہ سرایون وغیرہ ملازمین کی جدوکوشش سے معلوم ہوگیا وزیر کی ضبطی مین آیا ہان کسیقدر جواہرات گران قیمت جو قبل اس سانحہ کے عالیجاہ نے شیخ محمد عاشق کی معرفت نجیب الدولہ کے ملک مین پہیجدئے تہے باقی زنگی اور پریشانی مین کام آئے اسکی عورتون مین اگر کسیقدر لونڈیون اور دلالہ کی وساطت سے ملازم معتمد نے مخفی کی ہون احتمال ہے مگر صاف معلوم نہین

روانہ ہونا میر سلیمان کا واسطے لینے قلعہ رہتاس کے اور واپس آنا وہان سے نہایت ندامت اور یاس سے

جبکہ عالیجاہ اسیر چاہ ادبار ہوا تب میر سلیمان نے انگوٹہی سلیمانی ہاتہہ مین لیکر نزدیکی خدمت وزیر کی بہم پہونچائی اور لوسیلہ مقربان کے ظاہر کیا کہ یعقوب کمیدان فارس قلعہ رہتاس میرے متوسلون مین اور ساہ مل متصدی وہان کا قلعدار بہی میرا دست گرفتہ اور مال وغیرہ سب معلوم فدوی کو اگر حکم ہو تدبیر کرکے قلعہ مذکور حوالہ وزیر کردے وزیر تواسطرح کی خواہش اور جستجو کی میر مذکور کو مور د مراحم کرکے حسب استدعا چند تحریر بنام میر رحیم خان حاکم سہسرام اور ساہ مل اور یعقوب وغیرہ کے تحریر کردین میر سلیمان باعتماد محبت سابقہ کے جو کہ دنیاداروں کو لبسبب تقاضائے وقت کے ہوتا ہے رہتاس آیا اور میجر منیر سردار فوج انگلشی نے جو کہ بادشاہ انگلشی کا ملازم اور تازہ وارد اسطرف کو بنا بر مقابلہ وزیر کے عظیم آباد آیا تہا ایک خط بندہ کے نام بوساطت ڈاکٹر فلرٹن کے لکہہ بہیجا کہ اگر قلعہ رہتاس ہاتہہ تمہارے تئین ملجاوے موجب مزید دوستی منظور ہے بندہ نے راجہ ساہ مل سے جو کہ پیشتر سے وہ ہمارے زیر احسان اور اوسکے اقربا ہماری جاگیر سے قرب رکہتے تہے پیرا کہا اور سمجہایا کہ انگلشی غالب ہین عنقریب وزیر مغلوب ہوگا اگر اپنا بہلا چاہتے ہو قلعہ انگلشیون کو حوالہ کردو کہ تمہارے اور تمہاری اولاد کے حق مین بہتری ہو وہ شخص خود بہی عقیل تہا میری حقیقت کو پہونچکر میری گفتگو اور میر سلیمان کی غرض کو خوب سمجہا اور میر مذکور کو چلتا کہلا بہیجا اور مجہے پیغام دیا کہ کسی سردار انگلشی کو مع فوج کے جلد طلب کرو اور اپنے مطالب ایک کاغذ پر لکہہ بہیجے کہ اسپر واسطے میرے اطمینان کے دستخط کرا دو بندہ نے ڈاکٹر اور میجر سمرو کو لکہکر جرنیل گاڈرڈ کو جو اوسوقت کپتان اور نواح

لکہا رہی ہین تھا طلب کیا اور ساہمل کے مطالب پر دستخط بہی کرا منگائے اور اپنے واسطے سے وہ قلعہ
دلوا دیا میر سلیمان نے کپتان کے پہونچنے کی خبر پاکر لشکر وزیر کو واپس ہوا اور میری بدی شجاع الدولہ کے سے عالی

جانا بندہ مورخ کا عظیم آباد کو ڈاکٹر کے پاس اور شکست وزیر کی خبر پانا بکسر مین

بندہ مورخ اس خیال سے کہ مبادا وزیر بندہ سے مزاحم ہو نہایت اندیشناک تھا اسی ضمن مین ساہمل اور کپتان کی
باہم صحبت ناچاق ہوئی ساہمل قلعہ سے نکل آیا اور بندہ کو ملاقات لکھکر التماس کیا کہ میرے ہمراہ عظیم آباد چلکر
الفاسے عہد کرا دو ورنہ صریح مجھپر ظلم کرتے ہو بندہ نے قبل اسکے ملاقات ماجرا اپنا ڈاکٹر مذکور کو لکھکر متوقع
خطوط شمس الدولہ اور خط وکیل والد مرحوم کہ متضمن آرزو کی خاطر وزیر بندہ کو اور نیز حضرت والدہ مرحومہ کو
بھی پہونچا تھا بھیجکر وہان کے جانے کی اجازت طلب کر لی تھی بندہ نے والد سے قیام جلیل آباد کی قباحت اور
عظیم آباد کی عمدگی کا موجب عرض کرکے کہا کہ اگر وزیر اس بارہ مین کچھ پرسش کرے ظاہر کرنا کہ ہان فلان
شخص یعنے بندہ میرا لڑکا ہے مگر مدت سے میری اطاعت سے دور اور جماعہ انگلشی سے نزدیک ہے
اوسکے فعلون سے مجھے کچھ مدعا نہین بموجب آیہ وافی ہدایہ (لا تزر وازرۃ وزر اخری) اگر وزیر فتحیاب ہوگا تو آپکو
تو عذر ہوگا بندہ ہمراہ انگلسی کے اپنا مقدر دیکھہ لیگا اگر انگلشی پر وزیر غالب ہوئے ہر اینہ موجب بہبودی ہے
پس مرخص ہوکر مع ساہمل کے روانہ عظیم آباد ہوا وہان پر پہونچکر احوال روانگی جعفر خان جانب کلکتہ اور
مرشد آباد کے اور انتقال کرنا اسکا راہ مین اور میجر سمرو کا آنا اور سرکار سارن سے تلنگونکا پکڑ لیجانا کپتان بکیو
لشکر بلونتیکیطرف اور پھر اسکا رہائی پانا دست تلنگون سے اور پہونچنا میزاری بعقول کو تلنگونکا بسبب گرفتار
کرلیجانے بکیو لی کے اور خبر ماننا میجر منیرو کو جناب شجاع الدولہ کی اور جواب وسوال کرنا جماعۂ انگلش سے اور
اور مغلوب ہونا جماعہ مذکورہ کا بندہ کو بخوبی معلوم ہوا انشاء اللہ تعالی صفحات آیندہ مین کمال وضاحت سے
مشروحاً درج کریگا

روانگی میر جعفر خان کی قبل اس جنگ کے کلکتہ اور مرشد آباد اور انتقال کرنا جہان گذران سے

جب شجاع الدولہ اور عالیجاہ اور بادشاہ عظیم آباد کے محاصرہ سے اوٹھکر بکسر مین ٹہرے اور برسات
آپہونچی میر جعفر خان واسطے سوال و جواب اپنے مقدمہ کے قاصد کلکتہ ہوا اور اپنے بہائی میر محمد کاظم خان کو
جو مرد بیباک و بےنکذات تھا اور قبل ازین صوبہ عظیم آباد کی نیابت کرتا تھا فصاحت سے جسکو اپنے دانستہ مین
اپنا جانشین مستند کیا اور مہیرج نراین پسر اور راجہ رام نراین نایب صوبہ عظیم آباد کو جسکو عالیجاہ نے
غرق گنگا کرایا تھا باوجودیکہ بےلیاقت تھا صوبہ مذکور کا دیوان اور مدار المہام مقرر کیا اور خود
رہگرائے کلکتہ ہوا شاید مہیرج نراین کو اقتدار دینا فقط منظور عنا وعالی جاہ کے تھا اسیطرح جو لوگ

عالیجاہ سے کہ موردِ مہر اوسکے تھے اسلیئے منسوب ہوئی بلکہ شہر بزرگ زادہ بنگالہ اور عظیم آباد کے جو کہ عالیجاہ کے
ملازم تھے جعفرخان راضی نہ تھا کہ وہ لوگ اپنے گہرون کو بساوین چنانچہ میرزا باقر اور میرزا عبد اللہ
خافین آقا میرزا ئے مرحوم اور یوسف علیخان ولد غلام علیخان وغیرہ اطراف عظیم آباد اور بنگالہ مین
حیران پریشان رہتے تھے تا آنکہ میر جعفرخان مرا اور اس پریشانی سے چہٹ کر وہ لوگ اپنے اپنے گہر وطن آئے
اور جو لوگ کہ عالیجاہ کے مزدور تھے وہ میر جعفرخان کے مشغول تدارک تھے القصہ خانہ کور کلکتہ ہوکر
مشغول سوال وجواب ہوا چونکہ شمس الدولہ بہری ولسٹرت گورنر اسکی کمینگی اور نادانی سے خوبی
ماہر تھا نہین چاہتے تھے کہ اوسکو مرشد آباد مین مطلق العنان کرین کہ مبادا وہان کے سکان کو آزار پہونچا
لہذا اوسکے سوال جواب کو ہان ہون مین چہوڑ رکہتے تھے ہرچند چاہا کہ نندکمار جیساکہ دیوانی مین
صاحب اقتدار تھا اوسیطرح اسکے ہمراہ کلکتہ سے آئے چونکہ اس ہندو کی بدخوئی شمس الدولہ کو معلوم تھی اور
جانتا تھا کہ بطور سابق اسکے اغوا سے میر جعفرخان موجب اضرار عالم ہوگا راضی نہوتا تھا تا آنکہ میر جعفرخان
ہزار چاپلوسی سے مرخص ہوکر مرشد آباد آیا لیکن نندکمار نہ آنے پایا جب مرشد آباد پہونچا چند بطور الوالع
حیلہ پردازی سے کونسل کو لکہے اور بعض کو اسطیون کو راضی کر لیا مگر شمس الدولہ نے حسب صلاح وقت
اسکی نوبت مرشد آباد کی گوارا کی لیکن بموجب تحریر کے ایک کتاب تبالی نندکمار نے مرشد آباد پہونچکر
ایسا اقتدار پیدا کیا کہ محمد رضا خان نائب ... کا اور ... شتاب رای ... کا دایا ... اسکا ... ہوا
میر جعفرخان سے زیر اطاعت ہندو ... ہوکر ... لوگون ... جہانگیر ... موقوف کیا اور جسکو
حسب ایماے اس ہندو کے نالکار سے کے مقید کیا یہانتک کہ ... انگلشی سے خوف کہا کہ میر جعفرخان نے اوسکو رہا کیا
اسی ضمن مین میر جعفرخان بیمار ہوا روز بروز مرض کی شدت ہوتی گئی ہرچند کہ دوا دارو مین کچھ تقصیر نہوئی مگر
موت کو قریب آچکی تہی اصلاً فائدہ نہوا آخر الامر بموجب آیۂ کریمہ کل نفس ذائقة الموت چودہوین ماہ شعبان
روز سہ شنبہ سنہ ۱۱۷۸ ہجری کو اس جہان فنا سے کوچ کیا معتبرین سے سنا گیا کہ دم آخر کریت کوٹ کی مورتون کا پانی
ٹہیرا کا حسب تجویز نندکمار کے نوش کیا مگر اجل نے وہین گلا دبایا دم اوکہڑ گیا فاعتبروا یا اولی الابصار مقام غور ہے
ای صاحبان بینائی دیکہو آخر موت نے نچہوڑا مگر ایمان ہاتہ سے مفت مرتے وقت کہا کہ اس کافر کے کہنے پانی کریٹ کوٹ
ننگا کر نوش کیا ہے بیت لپندست اگر بشنوی ہی وگر خار ہمن ندروی (اعاذنا اللہ وجمیع المومنین من تحیر مرا
الغرض افواج شجاع الدولہ کی جسارت اور دلیری کی شہرت سنکر میر جعفرخان صلح کرنا بہتر سمجہتا تہا لکن شاید
انتخاب الگلشیہ کی انتظار ... کوئی امر مانع تجارت نہو خواہان صلح کے صوبہ عظیم آباد کے دینے سے علاوہ صوبہ
بنگالہ کی مالگذاری مین کسیقدر اضافہ سے پیش آوین مگر شجاع الدولہ کو ... سوا ... اپنی ...

روبرو ہوتا تھا اور صاف اتنا کہ باوجود تمام جاہ و نوکر اور توپ و سرانجام عمدہ اور فوج کے آپ محض بے شعور تھا
بلکہ دولتخواہون کے نصایح سے منفور آخر اوسکی بدولت ثمرہ اوسی جہالت اور خودپسندی کا چکھنا پڑا اب یہان پر
ایک حال عجیب وغریب لکھتا ہون کہ بالفعل بہت ہی مروج زمانہ ہے کہ جسکسیکو کچھہ اندک بہی مقدور ہوتا ہے
اپنے سے بہتر کسیکو نہین سمجھتا اور یہی جانتا ہے کہ جو کچھہ ہون سو مین ہون مجھسے بہتر کوئی نہوگا اور طریقہ بزرگونکو
کہ اپنے کو ذرۂ ناچیز بے قدر سمجھتے تھے اختیار کرنا اپنا کسر شان جانتے ہین اور اپنی قلب ماہیت اور مسوغیت کو
کہ سراسر لغو وبیہودہ ہے جملہ انبیا و اولیا و حکما و علما وغیرہ کہ بہترین مخلوق و افضلترین خلق عالم ہین بہتر و
خوبتر جانتے ہین اور رسوم و روش واہیہ اور مہملہ اپنے کو غلبہ ودیگر طریقہ گذشتگان اکابر کو برا سمجھکر طعن و
تشنیع سے زبان درازیان کرتے ہین سبحان اللہ کیا مقام ہے اور ولیسے جای غور ہے کہ جب واسطے افضل مخلوق
اور عاقل ترین کائنات والاصفات صاحب وحی کو یہ حکم ہوا کہ شاورھم فی الامر ایسے محمد بدون مشورہ
یارون اپنے کے کوئی کام نکر اور جب مسافرت کرے پہر اپنے مالک پر بہروسہ اور توکل کرکے انصرام کار مین
مشغول ہو اور ایسا ہی زمانہ سابق سے ہوتا آیا ہے کہ جملہ شاہان والا اقتدار ون واسطے مشورہ کے
ایک جماعہ ذوی شعور وافی العقل کافی الفراست مقرر رکھتے تھے کہ مدام اچھے برے مین سد راہ ہو کر
بطریق صواب وامان فہمایش کرتے رہین چنانچہ سکندر ذوالقرنین نے مشرق سے مغرب تک حکمرانی کی
اور روز بروز ترقی ہوتی گئی مدار کار اپنے وزیر ارسطو حکیم پر رکھتا تھا چنانچہ نظامی علیہ الرحمۃ نے کہا ہے ؎
ہمہ کار شاہان گیتی پژوه ٭ ز رای وزیران پذیرد شکوه ٭ اور دوسری جگہ پر یون کہا کہ ؎ نگردد
بکے مرغ بر بام زن ٭ کارسطو نبودے بران رائے زن ٭ اب اس زمانہ ناہنجار مین ایسا ہو گیا ہے
کہ جو کوئی ادنی ترین مردم حسب بخت وطالع دولت کو پہونچتا ہے اور بزور بازو اقبال پر ترقی کرتا ہے
پس آپ کو تمامی عالم مین فایق اور بہتر شمار مین لاتا ہے اور فضایل اور کمالات اپنی ذات مین کل
کائنات سے افضل اور اعلی سمجھتا ہے اور کسی کو قابل خطاب اور مشورہ نہین جانتا ہے بلکہ عار و
ننگ اپنا تصور کرتا ہے ہرچند دوست اور ہمنشین اوسکا ارسطو فطرت اور افلاطون طینت ہو اور
براہ فہمایش عرض کرے ہرگز التفات اوسکے قول کی طرف نہو اور ہر بار ایسا زبان پر آتا ہے کہ
ہم عقل اور دانائی مین لاکھون اور ہزارون سے افضل اور بہتر ہین اور لوگون کو اگر دس حصہ
عقل ہے تو ہمکو صد حصہ اپنے قیاس پر سمجھہ لینا چاہئے پہر ہم کسی سے مشورہ کرین گے ایسا خبط و
جنون نے آپکے دماغ مین جگہہ لی ہے کہ اگر جالینوس اور لقمان بہی آئے تو اس فسادون کی دوا ناممکن ہے
پس ایسے لیسے سبب ناواقفیے کہ اپنی کو دانایون مین شمار کرین بربادی ہوتی ہے اور ابتری منہ دکھاتی ہے

ذکر میجر کرنیگ کی معزولی کا بسبب آجانے میجر منیر و ملازم بادشاہ انگلستان کے اور کلکتہ پہونچکر فوج بنگالہ کی سرداری پر مامور ہونا اور جناب وزیر کو انجام پہونچانا اور کپتان نکولی کی سرکشی

ہنوز میر جعفر خان زندہ کلکتہ مین تہا کہ میجر منیر و جہاز متواتر پہونچی جنگی پر کسی تقریب سے وارد کلکتہ ہوا چونکہ اصحاب
انگلشی درازی مدت جنگ وزیر سے یہ خیال کرتے تھے کہ میجر کرنیگ کی کم جراتی سے ہوا ہی اور اس جماعہ کا
ضابطہ ہے کہ جس جگہ ملازم کمپنی ہو اور کوئی سردار نوکر بادشاہی وہان وارد ہو جب تک وہ وہان رہے
ملازمین کمپنی اوسکی فرمان برداری مین حاضر رہین شمس الدولہ وغیرہ کلکتہ کے کونسلیون نے میجر منیر کو فوج
عظیم آباد کی سرداری مین تجویز کرکے مرخص کیا میجر کرنیگ اس خبر سے راہی کلکتہ ہوا اور عظیم آباد پہونچکر
ریاست فوج حاصل کی تہوڑے دن گذرے تھے کہ کپتان نکولی کو چند ولایتیون کے مع ہمراہیان تلنگہ
قید کرلیا اور ارادہ کیا کہ اوسکو مع توپ کے راجہ بلونت کے پاس لیجاوین راجہ مذکور حسب الامر وزیر
لب دریائے سرجو پر جو کہ گہاگہرا اور دلوہا کے نام سے مشہور ہے غازی پور کے سرحد پر گورکہپور کی حدود کے
متصل بنابر خبرگیری ملک وزیر اور مزاحمت دخل اور تصرف انگلشی کے ممالک محروسہ مین اقامت
رکہتا تہا اور کپتان مذکور بہی اوسکے مقابلہ کو اوسی حد پر لب دریا مقیم تہا کپتان مذکور نے
معاملہ مذکورہ کے دیدہ سے فوج ہمراہی کی نہایت مدارات کی اور یہ حال میجر منیر کو جو اوسکے اور تلنگون کے
فیمابین گذرا تحریر کیا میجر و اطلاع اوسنے تلنگون کی دلجمعی اور دلاسا کو لوگ روانہ کئے اور خود ایک
پلٹن سولدار و ولایتی لیکر بسبیل یلغار دوڑکر کپتان سے قریب آپہونچا اور ہمراہیونکو دلاسا اور تسلی
کیواسطے تلنگون کے پاس بہیجا تہا اور کپتان خود بہی جوکہ ناواجب بہی تہا اوسکے کرنے مین مصروف
رہتا تہا چون کہ اقبال انگریزون کی مدد پر تہا اور تلنگون کی اعانت مین ادبار کا اظہار تہا باوجودیکہ
بہت سی مسافت کرکے راجہ بلونت کے لشکر کے قریب جا پہونچے تھے سوا عیددارا سے مستمال ہوکر متوقف
ہوگئے تھے اور میجر منیر نے پہونچکر بضابطہ معہود اونکے قواعد سے حسب منشا قیدیون کو گرادیا تلنگون کو سولدارونسی
مجبور کرایا اور اونکی ہتہیار و قبضین لیکر اونکی جمعیت توڑدی اور دس دس بیس بیس نفر اوس گروہ کا
ہر پلٹن مین داخل کیا اور دوسری پلٹنون کے لوگ نکالکر اوسیقدر نئی پلٹن آراستہ کرلی اور کپتان کی
سرداری مین مقام مذکور کو بہیجے اور پچیس آدمیون کو جو سرغنہ فساد ہوئے تھے واسطے عبرت
دیگر لوگون کے توپ دم کردیا ایک سپاہی انہین مین تہا قبل فنا گہڑی بہر کی اور مہلت لیکر پرستش آفتاب
وغیرہ کی اور اوسی سرزمین کی مٹی اوٹہاکر زیب پیشانی کی اور کمال استقلال سے زیر توپ آیا جیسا کہ
کہا ہے اللہ تعالیٰ نے (کل حزب بما لدیہم فرحون) جب تک شجاع الدولہ کی طرف سے قریب قریب عقل و

دالنش کے سوال جواب ہوتی رہی اصحاب کونسل انگلشی کو اختیار حل عقد ہر امر کی تہی حکم جنگ کا ساتہ اونکی
میجر سمرو کو نہین دیتی تہی جب اوسکی خطوط عجیب وغریب کے دور از قیاس آنی جانی لگی انہون نے آخر صفر یا اواسط ربیع الاول
۱۱۷۷ ہجری مین کو حکم جنگ میجر مذکور کے نام صادر کیا میجر منرو نے چند روز سر انجام اسباب ضروری مین مصروف ہوکر
عزیمت بکسر سے کی

آنا میجر منرو کا دریائے سون سے ہیر کو لو ہیرا اور وزیر سے بعد لڑائی کی فتح وفیروزی پانا

اواخر ربیع الاول یا اوایل ربیع الاول کو جنگ وزیر پر مامور ہوا اپنے لشکر کے لوگ منتخب کرکے
کل سوار و پیادہ و جوان وغیرہ قلمبند کرکے اور سب کے موافق غلہ وغیرہ دس روز کے واسطے ہمراہ لیا اور
صاحبان کونسل عظیم آباد سے کہا کہ اسقدر مدت مین فتح ہوگی اور غلہ کی حاجت نہین یا فتح اور شکست جو ہونا ہے
ہو لیگی یہ کہکر راہی ہوا منیر و سے اللہ نام ایک شخص عظیم آباد کا رہنے والا جو کہ وزیر سے پرگنہ بہیا وغیرہ متعلقات
سرکار شاہ آباد کا عامل تہا جب وہ اس ہیبت انگلشیہ سے باہر ہوا اپنی فوج مغلیہ کو قراولی اور چپاولی
پر بہیجا اور ایک توپ کلان کو پیشتر دریا کنارہ فوج انگریزی کے مقابلہ کو بہیجی تہی واپس طلب کی چونکہ
برسات کی وجہ سے کیچڑ و دلدل بکثرت تہا اثنائی راہ مین بعض جگہ دلدل مین اوسکے پہیے ایسے دہنس گئے کہ
نکلنا دشوار ہوا وزیر نے چند دس ہزار سوار مروانے سے آکر اوسکو نکالا اور ہمراہ لیگیا کثرت غفلت سے
اس درجہ تہی کہ کچھ فکر سر انجام حرب وجنگ اور ملاحظہ توپخانہ اور دیگر ضرورہ و صلاح رزم وجنگ سے
مطلق خبر نہ تہی لہو ولعب مانند چوپڑ کہیلنا کبوتر اوڑانا ہی معمول تہا گویا اپنے ملک مین باطمینان سیر وشکار کو
آیا تہا تا آنکہ سرحد دریاچہ تہوڑا سے تا دریائے گنگ پر نوالی لڑائی کا ارادہ اوسکی پناہ مین رکہتا تہا
تا آنکہ میجر منرو آپہونچا تین کوس کے فاصلہ سے کسی جہیل کے کنارے خیمہ برپا کیا اور وہ جہیل دونون لشکرونکے
درمیان مین واقع تہی تیسرے روز وزیر نے فسخ ارادہ کرکے اوس حد کو چہوڑ دیا بعد ہی انہدام اوسکی باہر نکلا
فوج مغلیہ وغیرہ ہمراہ وزیر اور شجاع قلی خان مع ہمراہیان چہ سات ہزار سوار و پیادہ کے پشت پر موشیر مدک
اور سمرو کے متعین ہوئے اور راجہ بینی بہادر نایب صوبہ اودہ والہ آباد اپنے مورچہ پر لب دریا متصل
کہنڈہرون کے ٹہیرا اور سمرو اور موشیر مدک آٹہ توپ ولایتی اور آٹہ پلٹن تلنگہ کی ہمراہ مقابل فوج
انگلشی کے ہوا شجاع قلیخان اسکے پشت پر تہا اور وزیر دست راست اور بینی بہادر دست چپ
متصل دریائے گنگ توپ کی لڑائی شروع ہوئی طرفین کے لوگ مجروح و مقتول ہونے لگے وزیر نے
مع فوج مغلیہ کے یورش کیا درانی اور مغلیہ ہمراہی منرو پر لوٹ پڑی خوب اوسکے بہیر و بنگاہ مین قتل
وغارت کی سمرو اور موشیر مدک کی توپ اندازی اور تردد سے فوج انگلشی تنگ حال ہوئی میجر منرو

ہوا دیا اس حال کے اور نیز رسد ہولی جہیل اور کیچڑ لوڑ ولدل کے یورش نہین کر سکتا تھا لہذا تہوڑی فوج انگاکیطرف
روانہ کی اوسنے بینی بہادر پر حملہ کیا شیخ غلام قادر وغیرہ لکہنوی جو بینی بہادر کے ہراول تھے زیر دیوار
کہنڈرون کے مخفی تھے انگریزی تلنگے اونکی نگاہ سے پوشیدہ جاتے جاتے جب آبادی کے کنارے پہونچے
ڈہیلون سے اونکو مارنا شروع کیا شیخ غلام قادر مع ہمراہیون کے اوسوقت خبردار ہو کر مستعد جنگ ہوا
جب تک یہ صف آرائی کرین تلنگون نے حسب ضابطہ صف آرا تو تہی ہی حسب تعلیم اپنے کپتان کے برق اندازی
شروع کردی شیخ زادے بہی بقدر تعاقب مستعد تفنگ اندازی ہوئی لیکن چونکہ دفعتاً یہ معرکہ ہوا تہی الوسع
جواب تفنگ ندے سکے وو ایک باڑہ سے جو انگریزی تلنگون نے کی انکا کام تمام ہوگیا شیخ غلام قادر وغیرہ
مع اپنے سپاہیون کے جب چاپ رہرو عدم ہوئے بزدلے جو باقی رہے اپنی راہ لگے راجہ بینی بہادر نے
غالب خان سے کہا کہ اب کیا کرنا چاہیے خانمذکور نے کہا اگر ابرو درکار ہو جان نثاری کیجے ورنہ فرار بہتر ہے بینی بہادر نے
آبرو کا لحاظ کیا اوسنے کہا بسم اللہ اور پیادہ ہونے کا اشارہ کیا غالب خان مع اپنے متبنی وحید الدین خان کے
پیادہ ہو کر بڑہا بینی بہادر کو جان دینا گوارا نہوا میدان سے منہ موڑ گیا میر وحید الدین خان نے اس
بے اعتنائی بینی بہادر سے باپ کو آگاہی دی غالب خان اپنے آقا کو اس حال مین دیکہکر گہوڑے پر سوار ہو کر
درپے راجہ سالک کے راہ فرار لی

باہر جانا شجاع قلی خان معروف بمیان عیسی کا موشیر بدک کے پشت سے اور برہمی انتظام اور شکست پانا اوسکا فوج وزیر سے باوجود ظہور غلبہ حسب تقدیر کے

شجاع قلی خان نے آواز بندوق سنکر تلنگون اور شیخ زادگان بینی بہادر سے حسب عادت کا گمان کر کے
اپنی آبرو کو ڈرا کہ مبادا ایسا ہو کہ بینی بہادر قلعہ فتح کرلے کہ موجب میری ناک کٹنے کا حضور کے روبرو ہو
فرط اضطراب سے بلا ادراک حال بینی بہادر کے پشت موشیر بدک سے نکلکر آگے بڑہا روبرو دلدل تہا
وہان سے گذرنا مشکل ہوا علاوہ اوسکے دیوار آتشبار کے روبرو کسکی یہ مجال تہی کہ جاوے جمیع
رفقائے معتمد سے چوکہ چہہ سات ہزار کے قریب تہے تہوڑے لوگون نے ساتہ دیا اسکے آگے بڑہنے سے
موشیر بدک اور سمرو کی توپ اندازی موقوف ہوئی کیونکہ شجاع قلی خان دونون صفون کے درمیان
حایل ہوا ادہر تو اوسکا لحاظ مانع تہا اودہر سے انگلشیون نے دہوین اوراد ہی شجاع قلی خان چند رفقا کے
ہمراہ نہایت مشکل سے کیچڑ ولدل سے گذرا انگر انگلشی کی باڑہ نے انہین پچہاڑ دیا بیچارے ایک غلام کو
پیش قدمی کر گئے جو ہمراہی بچے وہ بہاگ کر جان بچا گئے اور میدان مین جو لوگ کہڑے تہے اونہین بہی
انتہا اضطراب دکہلا کر ہمراہی مین اوٹہایا اور بینی بہادر کے مقابل سے گذر کر داخل لشکر وزیر ہوئے

الا بخت سپید ار تھی کہ سکو تاب قیام نرہی آدمی کا کون شمار تھا زمین چل نکلی تھی اور وہ اٹھون نے
یہ ہراسیمگی دیکھی تھی کہ اسی سے لشکر وزیر کے لوٹنے مین معروف ہوئے تھوڑی دیر وزیر امید لگائے رہا
بعد ازان جب ہمراہیون نے ترک رفاقت کی خود بھی سب ان سے کنارے ہوا جملہ اسباب اسکا
اور اسکے ہمراہیون کا ما سنہ اشراف اور سوداگران وغیرہ کے فوج انگلشی کے ہاتھہ لگا اکثرون نے بھی توپ خانہ اور
ہو سکے ہاتھہ لگا وہ دبا بیٹھے بڑی لوٹ ہوئی درحقیقت لشکر شجاع سے تھوڑا بعد اکثر جیادہ دریا
تھور امین جا کر کیچڑ دلدل سے درماندہ ہو کر تلنگون کی بارہ سے دریاے عدم کے کنارے اترے
شجاع الدولہ نے قبل اس لڑائی کے ایک دن پیشتر عالیجاہ کو قید سے نکالا ایک ہاتھی بنگلہ دیکر
مرخص کر دیا تھا یہ بھی فضل خدا ہوا کہ دشمن نے ایسے وقت مین سواری دی جسکے وسیلہ سے ایسی تہلکہ سے
سلامت نکل گیا اور قدرت پروردگار قدیر ملاحظہ ہوئی ہے عدو بھی مہربان ہوتا ہے جب فضل الٰہی ہو *
اوسی رات کو جسکے صبح شکست ہوئی علی ابراہیم خان نے رہائی عالیجاہ کی خبر پاکر اوسکو پیغام دیا کہ میرے پاس
تشریف لائیے اور بندہ کے پاس ایک عمدہ گھوڑا مع ہزار روپیہ نقد کے موجود تھے اور اس نظر سے
بھیجا نہین کہ مبادا وزیر خبر پاکر درپے تدبیر ہو اگر ارشاد ہو روانہ کرون عالیجاہ نے کہلا بھیجا کہ آفرین
تمہارے پاس مروت کو مگر اسوقت مناسب نہین ہر وقت طلب کیا جاویگا اتفاقاً اوسی شب کو وہ خیال جاوہ
ملا کر وقت شکست عالیجاہ بھی فراریون کے ساتھہ نکل گیا علی ابراہیم خان بہادر نے اسباب وغیرہ
اپنے بھائی علی قاسم خان کے ہمراہ ایک روز قبل اس شکست کے پل دریاے تھوراسے عبور کرا دیا تھا
جہان کہ لشکر بادشاہی تھا خود جریدہ رہگیا تھا بروقت فرار پل پر پہونچا مگر کثرت عبور سے اول تو راہ
عبور کی نملی دوم پل بھی شکست ہوگیا تھا ناچار تھوڑی دور چڑھائی کیطرف جا کر دریا مین گھوڑا ڈالا اور تیرا پار لگا اور
فراریون مین جا ملا دیکھا کہ فوج انگلشی نے پہونچکر چہرہ وار توپ فراریون پر مارنا شروع کی اور انکیطرف سے
بندوق کی باڑہ ہونے لگی پس بار فرار بھی رہے سہے ہوش اور گئے نہایت خرابی سے فرار ہوا کچھہ
توپ و بندوق سے قبر خالی کر گئے کچھہ گوارون کے حلہ مین کام آئے باقیماندہ نہایت بے ترتیبی سے جان بچا کر
بھاگے اور آگے جاکر جمع مفروریون مین جا ملے وزیر نے مع متعلقون کے الہ آباد کی راہ لی اور میر قاسم خان
لنگان لنگان چھہ سات کوس بنارس سے آگے مقیم تھا اور بینی بہادر حسب الحکم وزیر کے واسطے ہمراہ لیجانے
بادشاہ کے لب گنگا محاذی بنارس جہان کہ خیمہ شاہی تھا مقیم تھا علی ابراہیم خان اسکے لشکر کے متصل
پہونچکر دریا کنارے مع دس بارہ رفقا کے دم راست کرنے کو ٹھہر گیا اپنے بھائی کے خیمہ کو دریافت
کرتا تھا غالب خان کا خدمتگار جو اسوقت بینی بہادر کا رفیق تھا اپنے خاوند کو دیکھکر غالب جنگ کو خبر دیکا

خان مذکور نے اوسکو بینی بہادر سے رخصت چاہی راجہ نے فرط اشتیاق سے کہا کہ علی ابراہیم خان کون ہی
جسکی آرزو آپکو اسقدر بیتاب کر رہی ہے اسنے کہا کہ ملاقات پر اوسکے محامد دریافت ہو جاوینگے بینی بہادر نے
آکر خان موصوف کو دیکھا اور اوسکی تقریر سنتے ہی مشتاق مصاحبت ہوا غالب جنگ سے کہا کہ ہمارے پاس بہی
لایا خان مذکور نے آکر علی ابراہیم خان سے ملاقات کی اور بعد اظہار احوال علی ابراہیم خان کو اپنے ہمراہ
راجہ کے پاس لیگیا اوسنے مصاحبت مین استدعا کی بہتون نے بہی بمقتضائے وقت منظور کیا چونکہ وزیر
راجہ کا پوشیدہ بجانب پادشاہ کی تاکید کر رہا تھا اور بادشاہ کہ وزیر سے دلگیر ہی تھی خواہان ملاقات انگلشی تھا
اور انگلشی بہی راہ و رسم مراسلات کے بادشاہ سے کرتے تھے اور چونکہ کمپنی کیطرف سے یہ حکم تھا
کہ ملک ہند فتح کرین وزیر سے بہی صلح چاہتے تھے اور اسی سبب سے بینی بہادر کی ملاقات کے طلبگار تھے
اسی عرصہ مین راجہ مذکور نے بادشاہ کی اقامت دیکھکر مع لشکر کے عبور دریائے گنگ کیا

ذکر بادشاہ اور انگلشی کی ملاقات اور باہم متفق ہوکر عبور گنگا کرنا بینی بہادر کا ملاقی ہونا جمایۂ انگلشیہ سے بنابر مصلحت وقت وزیر نے

جب بینی بہادر گنگا پار ہوا بادشاہ نے مع منیر الدولہ کے فارغ البال ہوکر انگلشیون کو طلب کیا یہ تو چاہتے تھے
جھٹ پٹ آنکر مشرف سلام ہوئے اور باتفاق گنگا پار ہوئے وہان بینی بہادر کو بہی بلایا اوسنے علی ابراہیم خانکو
بہی شریک مشورہ کیا آخر الامر ملاقات کی ٹہری اور جمایۂ انگلشی نے وزیر کی صلح بشرط تفویض کرنے
میر قاسم خان اور سمرو کے بیان کی چونکہ بینی بہادر عالیجاہ سے ناراض تھا اور اپنے آقا کی سلامتی
اس امر مین دیکھی قبول کرکے عرض کیا کہ سمرو تو صاحب فوج ہے اوسکا ملنا البتہ دشوار مگر عالیجاہ کو
اگر وزیر نے منظور کیا کچھ دشوار نہین بعد گفتگو رخصت ہوکر اپنے ہمرازون کو ماجرائے گذشتہ سے
آگاہ کیا علی ابراہیم خان نے کچھہ سن گن اس مقام سے جو پائے پاس حق نمک عالیجاہ کو جو بینی بہادر کے
لشکر سے پانچ چھہ کوس پر تھا مطلع کیا اوسنے اطلاع پاتے ہی جلد الہ آباد کی راہ لی اور وہان پہونچکر
جسطرح خدا کی کارسازی ہوئی اپنے عیال و اطفال کو جنہین وزیر نے محبوس کیا تھا ایک اپنی راہ پکڑی اور
روہیلہ کی عملداری مین جا کے مقیم ہوا احوال اسکا تا انتقال اسکے جب جگہہ پر کہ احوال شاہجہان آباد
وغیرہ کا لکہونگا انشاء اللہ تعالے مذکور بالضرور کمال وضاحت سے بیان کرونگا —

باقی حال وزیر کا اور تدبیر کی بیرونقی تدبیر کا

شجاع الدولہ نے اسوقت مین بجز اسکے کوئی راہ نہ دیکھی کہ اپنے نائب سے انگلشیہ پلٹنون کو ولایت
مین جانے بعض شہرون اور قصبون کو لکہنؤ اور فیض آباد بھیجکر تاکید کی کہ متعلقون کو زر و جواہر خزاین وغیرہ سے

حافظ رحمت کو پہلے ملک میں جسی جان پہچان رکہتا تہا لیجاوین اور بریلی مین ٹہرین اور خود بہی جلد الہ آباد کو آیا
اور اپنی مال اور بال بچے کو لیکر ملک افاغنہ کو چلا گیا الہ آباد کی قلعداری علی بیگ خان کے سپرد کی اور قلعہ
چنارہ مین شیخ جیشی کو مستعد کیا بعد آنے بینی بہادر کے اوسکا مشورہ جو کہ درباب مصالحہ انگلشیہ کے
تہا باعتبار اعانت افاغنہ اور ملہار مرہٹہ کے نامنظور کیا اور اوسکو لکہنو کی رخصت دی اس نظر سے کہ
بینی بہادر ظاہرداری مین انگریزون سے ملا رہا تاکہ اوسکا عمل صوبہ مین رہے اور خود ملک بنگش مین باوجود
عداوت احمد خان بنگش کے جسکا سبب دفتر سوم مین معلوم ہوگا جاکر حافظ رحمت اور احمد بنگش وغیرہ سرداران
افاغنہ اور غازی الدین خان عماد الملک سے جو کہ اتفاقا وارد تہا مشورہ کنان ہوا ہر ایک نے ملہار مرہٹہ کے
اعانت کی امیدوی جو کہ ہیراناد کہن کا سردار اور بالاجی راو سپہ سالار اور صوبہ شاہجہان آباد کا الکاندار
اور صوبہ اوسکے نام سے مشہور تہا اور اوسوقت کالپی اور گوالیار کے اطراف مین تہا لیکن احمد شاہ
ابدالی کی لڑائی مین اس قوم کی دولت و عافیت زایل ہوگئی تہی شجاع الدولہ نے اپنے معتمد لوگ اوسکے
پاس بہیجکر استمداد کی اور وعدہ انعام کثیر بشرط فتح تحریر کیا اوسکو روپیہ کی تمنا تہی آکر ملحق ہوا اور افاغنہ کو
ہرچند بموجب اونکے وعدہ کے چاہا کہ شریک ہون مگر وہ حیلہ و بہانہ مین ٹالا کئے کہ بہت اولا اور بہت اسباب
انشاء اللہ تعالی ہم شریک ہونگے اپنا وعدہ بہولے نہین اگر آپ اطلاع نہ بہی دیتے تو بہی ہم آپکے شریک ہوتے

آنا راجہ بینی بہادر کا دوبارہ لشکر انگلشیہ مین اور دغابازی کرنا

راجہ بینی بہادر نے حسب تحریر بالا روانہ لکہنو ہوکر راجہ شتاب رائے کو تحریر کیا کہ شجاع الدولہ حسب شرائط
انگلشیہ کے صلح کو راضی نہین سمجھ تو ملنا دشوار ہے اور عالیجاہ ہاتھ سے نکل گیا مگر بندہ اوسکے انجام کار کو
اچہا نہین سمجہتا قصد ملازمت انگلشیہ ہے چونکہ شتاب رائے معتمد علیہ فرقہ انگلشیہ کا تہا اور نیز ممنون نمکخوار
بینی بہادر لہذا اسکی خدمتگذاری غنیمت جانی میجر منرو و نیز کرنیل کی شکست دیکر بنارس تک تعاقب کیا تہا
اور جلد تر صفر جانے کے کام کو واپس آکر میجر کور کو فوج کی سرداری پر چہوڑا مگر اوس سے چند روز مین
ایسی کوئی تقصیر ہوئی ریاست لشکر سے معزول ہوا اور میجر کرناک جو سابق مین نوکر اور ملازم کمپنی تہا سرداری
اور خطاب جرنیلی جسکو برگ ڈیر جنرل کہتے ہین پاکر آیا تہا اسکو اور شتاب رائے سے اختصاص تہا
رائے مذکور نے راجہ بینی بہادر کا ارادہ جنرل موصوف سے ظاہر کیا اوسنے خط بنام بینی بہادر کے
کمال احترام سے لکہکر اور شتاب رائے کے وسیلہ سے طلب کیا بینی بہادر نے آکر ملاقات کی
اپنی دانائی سے طرفین کو راضی رکہا اور کسیقدر حل و عقد معاملہ اسکے سپرد کی مین آیا جنرل کہتا تہا
کہ جسوقت تم اپنے متعلقون کو عظیم آباد یا بنارس مین مقیم کراؤ اوسوقت دلجمعی سے دونون صوبہ کے

معاملات تمہارے اختیار مین کر دین اور وہ اس بارہ مین حیلہ کرکے وقت ٹالتا تھا تا آنکہ شجاع الدولہ نے راؤ ملہار کو موافق کرکے بعزم جنگ انگلشی کوڑہ کے اطراف مین آیا بینی بہادر کسی فقیر کا معتقد تھا اوسنے وعدہ فتح کیا کہ مجھکو کیا کرنا چاہئے اوسنے کہا کہ انگریزون کا آنا ہوا کا جھونکا تھا کہ آیا اوڑ گیا بینی بہادر اس ایمائی بیان پر قائم ہوا اور آوشتاب رائے نے خبر اجتماع راؤ ملہار اوشجاع الدولہ کی سنکر بینی بہادر سے کہا کہ اگر تمکو اونسے ملنا ہو تمہین صاف کہدیجئے تاکہ بندہ انگلشی سے کہکر تمکو رخصت دلا دے آپ بخوشی خاطر تشریف لیجاوے اور اگر یہانپر مقیم رہئے جسمین ہماری بدعہدی ہو وہ نکیجئے کہ بیر النقصان اور آپکی بدنامی ہو بینی بہادر نے اپنی بدطینتی راو مذکور سے اخفا کی اور منتظر وقت رہا جسوقت تمام بندوبست بعض محالات صوبہ کو لشکر انگلشی مع دو رسالہ تلنگہ کمپنی انگلشی کے جو ہمراہ میں تھی لکھنو کو عازم ہوا اور اپنے متعلقون کو لیکر وزیر کے لشکر کو چلا تلنگون نے مزاحمت چاہی مگر اپنی قلت اور اوسکی کثرت سے مجبور رہے وہ لشکر وزیر مین جا ملا علی ابراہیم خان جو بسبب بیماری کے حصار پرتاب گڈھ مین تھا لے نہری کے سبب سے جو اس عزیمت مین راجہ بینی بہادر کے نہایت حیران ہوا اور راجہ بینی بہادر کی عورت نے حسب مقدور رضا ان مذکور کے رفع مایحتاج وغیرہ ضروریات حاضر رہی آخر الامر وہ شخص نہایت تکلیف مین وہان سے چلدیا الہ آباد آنہر اہ چند مجبر کرنا کی خبر بذریعہ نافت بینی بہادر کی سنکر شتاب رائے سے کچھ بولا مگر شتاب رائے مجبور اس خبر کے حاضر حضور متحیر ہوکر عرض پیرا ہوا کہ الفائے عہد بینی بہادر کا بندہ ضامن تھا اور اوسنے ایسی حرکت کی اگر کونسل سے کوئی اعتراض آپ پر ہو بندہ کو روانہ کونسل کیجیگا کیونکہ قصور تمام اسپے جنرل وغیرہ اس خلوص شتاب رائے سے رضامند ہوئے اور اوسکی دلجمعی فرمائی تا آنکہ شجاع الدولہ مع ملہار مرہٹہ کے عازم جنگ انگلشی ہوا

فوج انگریزی کا قلعہ چنارہ کی تسخیر کو جانا اور فتح نہ پانا

سرداران انگلشی نے قبل اس سانحہ کے راجہ بلونت سنگھ رئیس بنارس کو بوسیلہ راو شتاب رائے اور سید نور الحسن بلگرامی کے جو کہ اول مین رفیق اور ملازم شجاع الدولہ اور بینی بہادر کا تھا دلجمعی کرکے اپنا رفیق بنایا تھا اوسکے کہنے سے قلعہ چنارہ جو دریائے گنگ کے کنارے پہاڑ پر بنارس سے دس کوس جنوب رویہ واقع ہے فتح کرنا چاہا پس ایک فوج کو مع میجر اور چند کپتان اور لفٹنٹ اور سارجن کے قلعہ مذکور پر بھیجا چند توپ بھی ہمراہ تھین میجر مذکور نے پہونچکر اول رعب سلطانی دکھلایا بعدہ شرر افشانی پر آیا محمد بشیر خان جو وزیر کا مقرب اور قلعدار تھا نہایت نامور و تمالیان اوسکے ہمراہی حفظ قلعہ مین ثابت قدم تھے اور محمد بشیر خان کو وزیر کے پاس روانہ کردیا چند روز قلعہ سے لڑائی رہی آخر کار انگلشی نے دیوار حصار ایکطرف سے خراب کردی اور شب تاریک مین یورش کیا جب پہاڑ پر

جرنیل قلعہ پر جانے کا عزم کیا مگر سپاہیون کو حکم دیا کہ شگافہاے افتادہ دیوار پر چڑھ جاوین قلعہ والے انکی آہٹ پاکر مستعد مدافعہ ہوئے بندوق کی باڑہ سے اکثر لوگون کو مجروح کر دیا اکثر لوگون کو پیچ و تاب پیدا ہوا غلطان فلطان آگرہی ہاتھ جیسے درہمی کی پائے ثبات اوکھڑ گیا ناکام واپس آئی اور بعد تہوڑی دیر کے پیچ کو نہایت پوشیدگی سے لشکر مین اوٹھا لائے اوسوقت وہ بیہوش تہا تہوڑی دیر مین عالم فانی سے کوچ کر گیا جنرل نے جب یہ خبر سنی اور نیز متقدمی وزیر سے آگہی پائی اس فوج کو واپس حضور مین بلا لیا اور باتفاق بعزم مقابلہ وزیر و مرہٹہ کے پیشتر کو چلا بعض فوج کے سرداران انگلشی کو میجر استبرٹ کی سالاری مین لکہنؤ بہیجا تاکہ وہان پر ضابط ہو کر اطراف حدود اودہ سے باخبر رہین اور محمد اکبر خان کو وہان کی کوتوالی پر راے شتاب رائے کی تجویز سے مقرر کیا اور جنرل کرنگ کل فوج اور شتاب رائے اور میرزا نجف خان کو ہمراہ تسخیر الہ آباد کو عازم ہوئے میرزا نجف خان قلعہ مذکور کے کم و کیف سے مطلع تھا حصار مین جسدم پشتہ تھا علاوہ جنرل نے وزیر کی توپین جو لوٹ پائی تہین اوسی طرح چڑہا دین دیوار توڑ دی علی بیگ خان وغیرہ جو وزیر کے روبرو وہان کے قلعہ دار تھے لاچار ہو کر امان خواہ ہوئے قلعہ تسخیر ہو گیا راو شتاب راے اونکی مال و آبرو کا سواے مال وزیر کے ضامن ہوا اور اونکو قلعہ سے نکال دیا علی بیگ خان وغیرہ ملازمان وزیر مرخص ہو کر اپنے آقا کے پاس سدہارے اور راو شتاب راے نے باتفاق اور اعانت راجہ بلوند سنگہ کی دونون صوبہ کا بندوبست حضور اودہ کا جیسا کہ ممکن تھا کیا اکثر محالات مین عمال مقرر کئے اکثر لوگ فوج عالیجاہ سے مانند میر روشن علی خان اور شیخ درخت علی مع برادران او بہ شہسوار بیگ تورانی قاتل سنتر اسیٹ کو ملازم کر کے متعین صوبہ و محال کیا جب نہضت وزیر کی خبر تحقیق ہوئی جنرل بہادر مع راو شتاب راے اور میرزا نجف خان کے عازم مقابلہ ہوا اور عمال کو مع فوج توپ کے جا بجا چہوڑا الحق شتاب راے نے بندوبست صوبہ مین باوجود عمل دیرینہ وزیر کے جو کہ عہد سعادت خان برہان الملک سے تھا برہم کر کے اکثر جگہ کا انتظام کیا لیکن بعض ملازمان کی نمکحرامی اور ناحق شناسی مانند زمینداران وغیرہ خصوص راجہ بلوند کے ہیچ اس امر کے نہایت موید تھا

دوسری لڑائی وزیر کی باتفاق راو ملہار مرہٹہ کی انگلشی سے اور مغلوب ہونا

جب راو ملہار نے وزیر سے شریک ہو کر اجابت دعوت کی وزیر پیشتر کو چلا اکثر جماعہ افاغنہ نے جنکا وعدہ رفاقت تھا قدم نہ رکہا عماد الملک چند لوگ سے ظاہر امداد کو پہونچکر تماشائی تھا صاحب مقدور رکہتا تھا اور نہ اسکے ہاتھ سے یہ کار برآمد ہوا فی الحقیقت جب دونون لشکر سے باہم ملاقات ہو گئی اور جانبین سے زد و خورد نمایان قوم مرہٹہ کہ آواز اور صدمہ توپ سے آگاہ نہ تھے گہبرا گئے اور لفلین جہانگیر کو

اور آمادۂ فرار روبرو ہونے مین میدان شہر یعنی پہر گئے القصہ کوڑہ کے اطراف مین مقابلہ قیامین ہوا
ہلکی سی لڑائی مین مرہٹہ کے ہاتھہ پیر ڈہیلے ہو گئے سیدہا گوالیار تک بہاگا چلا گیا وزیر بہی ہمراہیون کے حرام
عدم ولدہی سے بازپس ہوا اسیوقت کہ فوج انگلشی صوبۂ آلہ آباد سے بعزم مقابلہ بیچ کرنگ ہوئی تہی بعض
افواج مرہٹہ نے بموجب اپنے ضابطۂ مستمرہ کے فوج انگریزی کو میدان مین محاصرہ کر کے اپنے تنگ و تاز
سے تشویش کر رکہا تہا چنانچہ اکثر تیہ راو شتاب رائے چند لوگون سے محصور ہوا قریب تہا
کہ مرغ روح اس کشمکش سے اوڑجاے مگر کیا خوب بہادری کی داد دی اپنے ہاتھہ سے زور تیر وغیرہ اپنی آبرو
قایم رکہی تا آنکہ فوج انگریزی نے کمک پر آکر اس وار و گیر سے رہا کیا کہ الحق راو شتاب رائے اکثر اوصاف
سے موصوف تہا اور اس زمانے مین اکثر رؤسا سے ممتاز اور اکثر اعیان بکریت سے طمطراق مین فوق رکہتا تہا
انشاء اللہ المستعان اور حال اسکی شجاعت اور دلیری اور شہامت کا جہان پر کہ اسکی نیابت کا حال کہ صوبۂ عظیم آباد مین
حکومت رکہتا تہا عنقریب بیان کرونگا اوسی ذیل مین یہہ بہی حال بکمال وضاحت سے حوالہ قلم ہوگا
علی ابراہیم خان بہادر نے آلہ آباد سے حسب تجویز بینی بہادر کے جانا کہ لشکر وزیر مین جا کر بینی بہادر سے
ملحق ہو چند کوس ہی شہر سے برآمد ہوا تہا کہ وزیر کی شکست مکرر کی خبر سنی اور واپس ہو کر مدت تک
اوس گرد و نواح مین پوشیدہ رہا تا آنکہ جب وزیر و انگلشی سے صلح ہو گئی وہ گوشہ گزین ظاہر ہو کر
مرشد آباد و آیا ذکر اسکا مظفر جنگ نایب نظامت مرشد آباد کے ذیل مین انشاء اللہ تعالیٰ تحریر ہوگا
القصہ وزیر نے دوسری بار شکست کہا کر فرخ آباد کی راہ لی افاغنہ وغیرہ سے چارہ کاری کی
جستجو کرنے لگا ہر ایک مصلحت بہی دیتا تہا مگر چونکہ دلی بات تہی پذیرا سے وزیر ہوئی تہی آخر الامر
احمد خان بنگش خلف محمد خان غضنفر جنگ نے باوجود عداوت دیرینہ کے بمقتضاے جوانمردی صاف
صاف شجاع الدولہ سے کہدیا کہ جماعۂ افاغنہ سے امید اعانت رکہنا محض توہمات ہے مفت مین
اپنا روپیہ امید و توقع مین برباد کرتے ہو ہر وقت سے یکے نقصان مایہ دوم شماتت ہمسایہ کا معاملہ ہوگا
پس میرے نزدیک مناسب ہے کہ چند معتمدان ہمراہی کے ساتھہ دشمن پر دوڑ کرو اگر حیات
مستعار باقی ہے فتح و فیروزی حاصل ہے ورنہ با آبرو جان نثار ہو جئے اور اگر یہ نامنظور ہو تو تنہا
انگلشی کے پاس چلے جاو چونکہ اونکا کام عقل و دانش مندی سے خالی نہین ہوتا ہے یقین کہ دربے
[illegible] بلکہ تمہارے خاندان کی عزت و شان کے دیکہنے سے یقین کہ تمہے باعزت پیش آوین
[illegible] فتح قلعہ الہ آباد اور شہر دوسری شکست سے وزیر فتح و فیروزی سے نہایت دلگیر ہوا
اور محافظان چنارہ نے بہ [illegible] قلعہ سردار انگلشی کے حوالہ کردیا یعنی انکین سے [illegible]

اور بعض شجاع الدولہ کے پاس چلے گئے

وزیر کا حسب نصیحت احمد خان بنگش کے سرداران انگلشی سے صلح کرنا

وزیر نے صلاح احمد خان بنگش کی درست پائی چند ندیمون کے ہمراہ پالکی پر سوار ہوکر لشکر انگلشی کو روانہ ہوا اوس بارہ سوار سے زیادہ ہمراہی مین تہا جب تہوڑی دور رہ پہونچا جنرل کرناک کو خبر ملی کہ وزیر اس طرز سے آتا ہے متحیر ہوکر بہ تحقیق خبر مع راو شتاب رای وغیرہ چند سرداران کے استقبال کو روانہ ہوا وزیر نے جنرل کو استقبال مین آتے ہوے دیکہکر پالکی سے اوتر معانقہ کیا اور جنرل نے مع کل سرداران اور راو شتاب رای وغیرہ کی نذر دکہلائی اور پیادہ پا ہمراہ ہوکر اپنے خیمہ مین لایا ضیافت کی طیاری ہوئی ادب و آداب مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نفرمایا وزیر نے بعد طعام و استراحت خوشی و خورم اپنے خیمہ گاہ کی راہ لی اور دو تین روز مین بوسیلہ راو شتاب رای کے فیمابین مصالحہ ہوا جمع ہوکر ایجاب انگلشی کے جمیع اپنے ملازمین طلب کرکے حاضر کرائے لشکر جنرل اور وزیر نے باہم گر آمد و رفت ہوئی تہی راو شتاب رای دونون طرف کی رضامندی مین ساعی تہے ہان وزیر کی خدمت زیادہ منظور تہی اور بمقتضائی نمکخواری کے قبل اس سانحہ کے ملازمان شجاع الدولہ مین رفاقت بینی بہادر سے کرتے تہے قاسم خان کہ عظیم آباد سے منسلک تہا اس باعث سے عزت وزیر کو وجہ ہمت اپنا سمجہتا تہا اور بیچ اس انصرام مراہم کر سعادت دارین حاصل کی اور مورد تحسین دوست و دشمن ہوا

قرار وزیر و انگلشی کا بیان اور وزیر کا اپنے صوبہ کو جانا

اسپر صلاح قرار پائی کہ شجاع الدولہ پچاس لاکہہ روپیہ جو اوسکی لڑائی مین خرچ پڑا انگلشیہ کو دئے نصف نقد اور نصف صوبہ پر تنخواہ کردی اور جو کچہہ اوسکے صوبہ سے تحصیل ہوا ہو وہ مجرا سے اور صوبہ الہ آباد مخصوص واسطے بادشاہ کے او بادشاہ وہین پر اپنی معاش کرے اور میرزا نجف خان بہادر جو کہ رفیق بادشاہ اور انگلشیان ہوا تہا ملازم بادشاہ رہکر لاکہہ روپیہ سالیانہ منجملہ مالگذاری بنگالہ کے پایا کرے اور ایک فوج انگلشی بادشاہ کی اعانت پر الہ آباد مین رہے اور کوئی ایک انگلشی وزیر کی خدمت مین بطور درمیانی کے رہے مگر اوسکے فعل سے کچہہ غرض نہین اس عہد کے بعد طرفین کے دوست و دشمن برابر دوست و دشمن سمجہے جاوین اور ہر ایک کی مدد اور کمک پر وقت ضرورت حاضر رہین اور جسکی مدد پر جاوین اوسے خرچہ فوج مدد دینا ہوگا اور راجہ بلونت سنگہ زمیندار بنارس جو بنا پر رفاقت بادشاہ اور انگلشیہ کو وزیر کے حضور مین مقرر ہوا تہا اوسنے قصور انگلشیہ سے معاف کرا کے وزیر کی خدمت مین اپنی ضمانت سے مقرر کرایا عہد نامہ مذکورہ طرفین کے مہر و دستخط سے مزین ہوا اب وزیر کو ادائے زر معہود نقد کی فکر لگی کہ ادا کو کی اضطراب پیدا ہوا

بیگانگی کرنا وزیر کی والدہ و اقربا وغیرہ کا ادا ے زر مین اور کام آنا اوسکی بی بی کا

وزیر کو ادا ے زر معہودہ کی فکر ہوئی ہر ایک اپنے رفقا سے بموجب اوسکی دست رسی کی تکلیف زر دیتا تھا
اور اسیطرح اپنی والدہ اور ساس اور بی بی اور سالون سے متکلف ہوا اور یہ لکھا کہ بعد ادا اسقدر زر کی
میری رہائی ہوتی ہے سنا گیا کہ ہر ایک شخص نے جیسی توقع کیا تھا اور فی الحقیقت اسکی زر مجوزہ کے
ادا کی طاقت رکھتا تھا کسی نے نصف اور بعض نے ثلث اور بعض نے ربع کا اقرار کرکے بھیجدیا حتی کہ
اوسکی مان اور سالے اور غلام اور ملازم بہی اسیطرح مسلوک ہوئے مگر ہان اوسکی بی بی نے جسقدر نقد اور
جواہر اور طلا اور نقرہ کے ظروف تھے اور اوسکی لونڈیون کے پاس جو تھا حتی کہ ناک کی نتھ مع موتیونکے
شوہر کے واسطے باوجود ممانعت خوش آمد گویون کے بہیجدیا اور ناصحون کو جواب دیتی تھی کہ جو کچھ میرا ہے
وہ وزیر کی سلامتی تک چاہیے اوسکے بعد یہ اسباب وغیرہ میرے کسی کام کا نہین درحقیقت اگرچہ عورت تہی
مگر واہ رہی اوسکی ہمت مردانہ اور حق شناسی اور پاس وفا اسی مقام پر یہ کہتا ہے ع زن خوب فرمان بر
پارسا ۔ کند مرد درویش را بادشاہ ۔ شجاع الدولہ بہی بعد امتحان کے جو کچھ اوسکی مصارف ضروریہ
سے بچتا اپنی بی بی کو حوالہ کرتا ع چہ مردے بود کز زنے کم بود ۔ القصہ بعد سر انجام ہونے زر موجودہ کی
باقی کے واسطے جواہر گران بہا بعد تشخیص قیمت کے انگریزون کی رہن کردیا اور اپنے اہل وعیال کو حافظ
رحمت خان کے ملک سے طلب کرلیا اور قلعہ چنارہ کو قلعہ الہ آباد کے عوض مین انگلشیہ سے لے لیا
اور بادشاہ کی خدمت مین ایک کو نایب وزارت اور ایک کو نایب فرانسیسی دیکر خود صوبہ فیض آباد کو روانہ ہوا
اس مقام کی نیو برہان الملک سعادت خان نے ڈالی تہی اور شجاع الدولہ نے تکمیل وترمیم کی باقی
احوال اسکا اور شاہ عالم بادشاہ اور عالیجاہ کا دفتر سوم مین لکہا جائیگا اب وضع اور انتظام ملک کا
جو انگلشیہ نے اجرا کیا لکہکر یہ دفتر ختم کیا جاتا ہے

روزنامچہ دوست جلوس کرنے نجم الدولہ کا بنگالہ کی ایالت پر تجویز ارباب کونسل کلکتہ سے اور جانا شمس الدولہ ہنری ونسٹرٹ کا اپنے ولایت کو اور آنا لارڈ کلیف ثابت جنگ کا نایب انگلنڈ اور روانہ الملک لندن سے اس ملک کی انتظام کو اور رفع شورش فساد اوجہالات بسبب میر قاسم خان کے اس ضمن مین وارد ہوئے

جب میر جعفر خان جہان فانی سے گذرا اور شمس الدولہ ہنری ونسٹرٹ گورنر کلکتہ نے سنا کہ لارڈ کلیف
ثابت جنگ کو صوبہ بنگالہ اور عظیم آباد کا اختیار ملا وہ ولایت انگلنڈ سے آتا ہے اپنا رہنا نامناسب سمجھکر
قبل اوسکے آنے کے روانہ انگلنڈ ہوا بقیہ اصحاب کونسل کاروبار کرنے رہے بعد مرنے میر جعفر خان کے

قرار پایا کہ نجم الدولہ معروف بمیر پہلوری بڑا لڑکا میر جعفر خان کا جو منی بیگم کے بطن سے تھا باپ کی جگہ مسند آرا ہوا اور اوسکا خطاب نواب کول سے موافق صلاح کار ہندا ہو جب یہ تجویز ہو لی تھی مسٹر لیٹن صاحب مرشد آباد اور مسٹر جانسن صاحب کلان ہر دو ان سے مرشد آباد مین آکر اپنے سامنے اوسے مسند نشین کیا اوسنے کسیقدر دونون صاحبون کی تواضع کی نجم الدولہ چیدروز ناظم تقدر اور ننند کمار دیوان مدار المہام تہا میر محمد کاظم خان برادر میر جعفر خان ناظم عظیم آباد کا اپنے بہتیجے کی نیابت پر مقرر ہوا اور راجہ دہیرج نراین چہوٹا بہائی راجہ رام نراین کا دیوان مدار المہام اور راوشتاب رائے دیوان بادشاہی مقرر ہوئے لیکن جماعۂ انگلشی سے نہایت موافق مخصوص بیجر کرناک سے شجاع الدولہ نے نبابر مصلحت کے پرگنہ ماہول جسکا حاصلات ایک لاکہہ روپیہ کے برابر تھا نواح اعظم گڈہ اور جون پور مین بطور جاگیر کی اوسکو عطا فرمایا تہوڑی مدت اسی صورت سے منقضی ہوئی کہ ننند کمار بسبب آرزوی گورنر مسٹر ونسٹرٹ شمس الدولہ بہادر کے حسب الطلب کونسل کے کلکتہ گیا لیکن اپنے عہدہ سے معزول نہ تہا اوسکے عملہ کام کرتے تھے شمس الدولہ نے اوسکے عیوب کی مجلد کتاب بناکر اپنے بہائی جارج ونسٹرٹ ہوشیار جنگ بہادر کو دیا کہ گیا تھا کہ جب لارڈ کلیف آئے اور کونسل مین بیٹھے اوس کتاب کو اونکی مجمع مین پڑہے اس سبب سے ارباب کونسل ننند کمار کو کلکتہ سے باہر نہین جانے دیتے تھے اور وہ اس انتظار مین تھا کہ لارڈ کلیف آئے کیونکہ جب وہ لارڈ مذکور کرنیل اور سراج الدولہ کا زوال اور میر جعفر خان کا اقبال سنا منشی اور مقرب اوسکا تھا جانتا تہا کہ ہر وقت اوسکے ورود کے ترقی پاویگا تا آنکہ لارڈ کلیف بہادر ثابت جنگ آئے اور ہوشیار جنگ نے وہ کتاب حرف بحرف گوش گذار کئے ہرچند ننند کمار منظور نظر لارڈ کلیف بہادر ثابت جنگ تہا مگر شمس الدولہ نے ایسی چالاکی کی تہی کہ لارڈ کلیف کی نظر سے ماند سہر شک

ننند کمار گرا اور عہدہ سے معزول ہوا کلکتہ سے جانیکی اجازت نہ ملی

ذکر محمد رضا خان کا عروج مراتب اعلی پر بہ تقدیر

بعد معزولی ننند کمار کے محمد رضا خان خلف حکیم ہادی خان عقیلی شیرازی جو میر جعفر خان کے دوسری عہد مین چکلہ جہانگیر نگر کی نیابت رکہتا تہا بیاوری تقدیر مورد الطاف لارڈ کلیف ثابت جنگ ہوا اور سفارش سے نجم الدولہ کی نیابت اور کل صوبہ بنگالہ کے حل وعقد معاملات مین نامزد ہوا اور محمد رضا خان بہادر مظفر جنگ کا خطاب پایا اور آہستہ آہستہ خطاب معین الدولہ مبارک خان خانسامان کا پایا نوبت اور ماہی مراتب اور حکم سواری پالکی کا حاصل کیا چونکہ لارڈ کلیف بموجب خبر انقلاب ممالک بنگال اور عظیم آباد کے اور نبابر استقبال میر قاسم خان اور انتظام ملک کے مقرر ہوا تہا اور یہ امر

ولایتیون کے نزدیک دشوار تھا لہذا ایسا مرتبہ بڑھا کہ یک بارگی کرنیلی سے مرتبہ لارڈی کو جو لقب
اور خطاب ولایت انگلنڈ سے پہونچا اور یہان کے کل کارخانجات مین اسقدر قوی اختیار ہوا کہ آجتک
کسی گورنر کو نہین ملا مگر نواب گورنر جنرل عماد الدولہ بہادر مسٹر ہسٹنگ جلادت جنگ جسکا مرتبہ
لارڈ کلیف سے بھی برابر ہو گیا اور ہند و ولایت مین کوئی شریک نہ تھا لارڈ کلیف بسبب امر مذکورہ کے
مانع رائے کونسل تھا لہذا اسکو خواہ انگلشی یا ہندی ہوا اپنے دلمین ملال آتا تھا اور بنابر اظہار اپنے اقتدار
کے اول جانسن اور مدلٹن کو چھیڑا کہ نجم الدولہ کی مسند نشینی بہتر ہوئی مگر اس سے روپیہ لینا بے حساب اور
بے جا تھا یہ سرکار کمپنی کرنا چاہئے دونون سرداریکو خدمت سے مستوفی ہو کر جوابدہ ہوئے کہ ہمین
کمپنی کی نوکری مین آپ کی اطاعت اور فرمان بری ضرور تھی اب ہمنے ترک نوکری کی تمہارا حکم ہمپر
نہین ہے اگر کچھ اور دعوی ہو سرکار بادشاہی مین عرض کرو اور جو کہ درباب ایصال زر سرکار
کمپنی کے فرمائے ہوا اوسکا جواب یہ ہے کہ جب آپ وہ روپیہ جو نجم الدولہ کے باپ سے لیکر سراج الدولہ کے
بعد ریاست پر منتقل ہوا تھا داخل کمپنی کردینگے ہم بھی یہ روپیہ داخل کردینگے لارڈ کلیف بسبب
مستوفی ہوجانے کے اونکو تعرض سے لاچار خاموش ہوا جانسن تو ولایت گیا اور مدلٹن بعد استعفا کے
چند مدت تک ہند مین تجارت کرتا رہا اور پھر نوکر ہو کر بڑا صاحب مرشد آباد کا تھا کہ اوسکی موت نے
آگھیرا موضع پیتی متصل شاہ آباد جو بیچ مین راہ عظیم آباد اور مرشد آباد کے ہے مرا اور کوہ پیتی پر
مدفون ہوا اوسکی قبر دور سے دکھلائی دیتی ہے اس شخص کی مروت اور ترحم کی شہرت ہے
یقین ہے کہ ایسا شخص ہوگا فہم و عقل مین ڈاکٹر ولیم فلرٹن وغیرہ اور جرات اور ہوشیاری جنگ مین
کرنیل گاڈرڈ اور دانائی اور پاس حقوق اخلاص اور آشنائی اور معاملہ فہمی اور خبر ورسی اور
معاملات فہمی مین ہوشیار جنگ جارج ونسٹرٹ اور حسن اخلاق مین بے نظیر مسٹر اندرسن
اور مسٹر امیت ممتاز ہین اور رشک اماثل اور اقران ہین اور بھائی مسٹر اندرسن کا بھی سنا جاتا ہے
کہ برادر بابرا اور بلکہ بعض علوم مخصوص ہندسہ مین بھائی سے بڑھکر ہے مثل انکے ان اشخاص مین کمتر دیکھا گیا

ذکر خودکشی مسٹر بلرس اور مطعون ہونا اوسکا

مسٹر بلرس جو عظیم آباد کا صاحب کلان تھا بسبب قلت شعور کے تتبع مسٹر مدلٹن اور مسٹر جانسن کا
کر کے کمپنی باغ سے جو کہ باقی پور مین ہے اور اون دنون مین ہر صاحب کلان وہین پر رہتا تھا
بڑے کروفر سے سوار ہو کر قلعہ مین آیا اور میر کاظم خان کو عظیم آباد کی نظامت دیکر کسیقدر صرفہ
بہم پہونچایا اور بعض ہندوون کی مصاحبت مین رہنا ظاہرا بعض حرکات نامناسب کا مرتکب ہوا تھا

کہ لارڈ کلیف کا اقتدار سنکر بدپرس کو ڈر ا اور اوسنے ہاتھہ کرچ مار کر مر گیا اور باغ باقی پور مین
مدفون ہو کر اپنی قوم مین مطعون ہوا اور جنرل کرنک جو کہ سابق سے لارڈ کلیف کا دوست تہا اسوقت مین
مصدر حل و عقد جمیع امور ہوا چونکہ ڈاکٹر اور جنرل مذکور سے اول دوستی اور آخر مین بد اتفاقی ہو گئی تہی
کچہ سوچا کر ڈاکٹر فلرٹن کو برطرف کرادیا ڈاکٹر بیچارہ ناکام دوستون سے مرخص ہو کر ولایت گیا اور وعدہ اوسکا
چند سطرون پہر کر گیا تہا کہ پہر واپس نہ آیا اللہ تعالے جہان رکہے خوش و خرم رکہے ——

الہ آباد جانا لارڈ کلیف کا اور ملاقات شاہ عالم بادشاہ اور شجاع الدولہ آصف جاہ سے اور حاصل کرنا سند دیوانی خالصہ سہ صوبہ بنگالہ اور اوڑیسہ اور عظیم آباد کا اور انقلاب بند و بست

لارڈ کلیف نے بعد ورود کلکتہ اور آگاہی بعض امور ضروریہ کے الہ آباد کی نہضت کی وزیر الممالک شجاع الدولہ بہی
فیض آباد سے حسب استدعا لارڈ او نیز التماس راو شتاب راے کے قاصد الہ آباد ہوا اور میرزا کاظم
نام ایک شخص کو جو ولایت تک گیا اور حسن رضا خان نواسہ حاجی احمد خان ولد جواد خان مرحوم کا داماد تہا
اور میر قاسم خان کی حکومت مین علی ابراہیم خان بہادر کی دستگیری سے پرگنہ سہسرام اور چین پور کا
عامل ہوا تہا لارڈ مذکور جو ہنگام اقامت ولایت کے اوس سے آشنا تہا اسوقت مین اوسکے حال پر راضی ہو کر
ایک لاکہ روپیہ عطا فرما کر اپنا مصاحب بنایا ظاہرا یہی شخص واسطے سوال جواب دربارہ تحصیل عروج
محمد رضا خان کے ہوا چونکہ محمد رضا خان راو شتاب راے کی شراکت مطلقا نہین چاہتا تہا اور
یہ چاہتا تہا کہ بادشاہ اور وزیر کے حضور مین بہی راو مذکور کا واسطہ نہو میرزا کاظم اس مہم کا بہی متکفل ہو
لہذا اس امر کی تقریب جنرل نے مخفی لارڈ کلیف سے کی اور میرزا سے مذکور اسی امید پر لارڈ کے ہمراہ گیا
اور لارڈ کلیف نے بروقت پہونچنے عظیم آباد کے میر کاظم خان ہمراہ میر جعفر خان اور راجہ دہیرج نراین
اور راو شتاب راے سے ملاقات کرکے قدر افزائی ہر ایک کے عقل و شعور کو میزان تجربہ مین تولا
راو شتاب راے کو لائق واسطہ پا کر ہمراہ لیا میر کاظم خان کو مرد سادہ لوح دیکہا دہیرج نراین کی
بطمع دنیوی اوسکے حقوق فراموش کرکے اوسکی بیقدری کار دنیا مین ظاہر کی اور نیابت عظیم آباد کا
اپنے واسطے خواہان ہوا لیکن لارڈ نے اس سفر مین عزل و نصب مناسب نہ سمجہا راو شتاب راے کو
ہمراہ لیکر روانہ ہوا جب الہ آباد پہونچا بعد حصول حضوری بادشاہ اور ملاقات وزیر کے جو مقصد
کہ چاہتا تہا ظاہر کیا اور سہ صوبہ کی دیوانی کا فرمان وزیر اور بادشاہ سے اپنے نام چاہا

چون کہ وزیر اور بادشاہ وہ لوگ اس جماعت کے مغلوب ہر طرح سے تھے چار ناچار قبول کرکے سند تحریر کردی
اور چھبیس لاکھہ روپیہ تینون صوبہ کی مالگذاری مقرر ہوئی کمپنی کی مہر سے قبولیت لکھکر دفتر شاہی مین داخل کردی
اسطرحکا امر عظیم بدون کسی توسل کے نہایت سہولیت اور آسانی سے کہ خرید فروخت خر بار بردار اور
اسپ راہوار کے بھی ایسی جلد ممکن نہین ہوگیا لارڈ نے اپنی دار الحکومت کلکتہ کو معاودت کی اور
کرنیل اسمتہ کو جو بعد جانے لارڈ کے ولایت مین جنرل ہوا سردار فوج انگلشی کرکے الہ آباد مین
بحضور بادشاہ چھوڑا لیکن فی الحقیقت وہ حاکم تھا اور بادشاہ محکوم وہ قلعہ مین رہتا تھا اور حضرت
بیرون چھاونی مین جو کہ خود تعمیر کرائی تھی جنرل نقارہ نوبت بادشاہی کے دہون دہون سی جو قلعہ مین تھا
ناخوش ہوا نوبت نوازون کو ممانعت ہوئی پیچھے سے کہ ہر کراہنج روز نوبت اوسنے القصہ راقم کتاب اپنے
حسن سلیقہ اور ملاقات بیانی اور دو تنخواہی کمپنی اور اصحاب کمپنی کی رفاقت سے منظور نظر لارڈ ہوا
میر کاظم خان امید لیتہ سے محروم ہمراہی مین واپس آیا اور علی ابراہیم خان بہادر جو کہ وزیر اور بینی بہادر
کی رفاقت مین عزت اور احترام سے بسر کرتا تھا لیکن غربت مین بے بار برداری کے رنج سے مکدر رہتا
میرزا اسے مذکور نے لحاظ حقوق خانہ مذکور کے جو کہ زمانہ عالیجاہ مین آپسکے ساتھ کئے تھے مرشد آباد بلاکر
لارڈ سے ملاقی کرایا اور علی ابراہیم خان نے بسبب الفت یاران اس شہر کے قبول کیا اور مرشد آباد
پہونچکر رفقائے منظور جنگ مین منسلک ہوا اگرچہ کمال عزت مین بسر کرتا تھا مگر جیسا کہ چاہیے قدر دانی
نہوتی تھی لارڈ کلیف نے عظیم آباد پہونچکر میر محمد کاظم خان کو صوبہ داری سے معزول اور راجہ دھیرج نراین کو
مقرر کیا اور میر کاظم خان کیواسطے لاکھہ روپیہ سالیانہ مقرر ہوا وہ راج محل اکبر نگر مین جو اوسکا مولد اور وطن تھا
سکونت گزین ہوا اور اپنی حسن نیت سے کمال نیکنامی مین بسر کی لارڈ کلیف چند روز عظیم آباد مین رہکر
کلکتہ کو روانہ ہوا جب وہان پہونچا انصرام مہام مین مشغول ہوا مسٹر سکس کو صاحب کلان اور شریک
انتظام ملکی اور مالی کا چکلہ جہانگیر نگر مین جسارت خان مرحوم کا کیا اور چکلہ بردوان کو ہندیون کی شراکت سے
لیکر دو تین روسائے معتمد ولایت کے حوالہ کیا۔ میر رفیع الدین حسین خان بہادر سپہدار جنگ خلف
سیف خان بن عمدۃ الملک امیر خان جو بدار کابل کو تعیینے بر وقت روانگی لارڈ کے جانب الہ آباد کے
جو عین برسات مین ہوئی تھی بسواری کشتی سورج گڑھی پہونچکر اپنی ملاقات سے خوش کیا تھا ملک پورنیہ
کی حکومت بدستور بحال رکھی اور اوسکی مالگذاری بنگالہ کے زمانہ مین حسب دستور سابق مقرر ہوئی
لیکن نہایت کم ظاہرا زیادہ پانچ چھہ لاکھہ روپیہ سے نتھی لیکن غفلت ورزی سپہدار جنگ سے اور
نمک حرامی عسکر علی خان اوسکی میرزاؤ کے سبب سے بعد دو تین سال کے اوسکے قبضہ اختیار سے نکل گیا

ذکر اسکا انشاء اللہ تعالے تحریر کیا جاویگا اور جو جاگیرات اور التمغا اور املاک لوگون کی مہابت جنگ کے عہد سے مقرر تہین اور کسیکو اونسے تعرض نہین رہا اصحاب انگلشیہ نے بہی اوسیطور سے واگذاشت کردی کسی نے متعرض نہوئے یہ سبب فضل خدا اور احسان انگلشی سے ہے ورنہ کوئی امیر بہی اس دیار کا اس ملک مین کیا بلکہ آسمان کے نیچے کہین زیست بسر نہین کرسکتا تہا اور تغیر تغیر اور تبدل بادشاہ اور اوسکے متصدیان خیانت پرست کی آفت سے نجات ملی انگلشیون نے یہ بنا ڈالی کہ جو قطعہ جسکا قبضہ مین ہے اوسکے بعد اوسکے آل اور اولاد کے نام برقرار اور بحال رہیگا شکر خدا ہے کہ ہنوز یہی قاعدہ سلوک ہے اور آئندہ کو بہی امید ہے

یہان ذکر نجم الدولہ کے انتقال کرنے کا اور سیف الدولہ اوسکے بہائی کا جلوس فرمانا

جسوقت کہ لارڈ کلیف الہ آباد کے ارادہ سے مرشد آباد پہونچا اور بلدہ مذکورہ سے کوچ کرکے صادق باغ مین نزول کیا نجم الدولہ اور مظفر جنگ بنابر مشایعت باغ مذکور تک آئے اور بعد رخصت کرنے کے اپنے گہر معاودت ہوکر پہونچے نجم الدولہ کو ہیضہ ہوا بائیسوین ذیقعدہ سنہ ۱۱۷۹ ہجری کو اس دار فناسے چل بسا اوسکا چہوٹا بہائی سیف الدولہ جلوس فرما ہوا یہ شخص حسن خلق اور رافت مین فرد تہا چند روزہ حکومت مین نیکنامی سے جان فشان ہوا اگرچہ صاحب اقتدار نتہا مگر جہانتک دسترس ہوتا کوتاہی نکرتا

راؤ شتاب راے کو نیابت عظیم آباد کی ملنا

الہ آباد سے جب لارڈ کلیف معاودت ہوا شتاب راے کو حکم ہمراہی صادر ہوا اوسنے چند وجوہات سے چند روز کے بعد وعدہ حاضری کیا چونکہ والد بندہ بنابر رفع روزگار کے قلیل جاگیر مین راضی ہوکر گوشہ گزین تہا مگر پہر بہی ملاقات حاکم وقت کی جو تازہ مسند آرا ہوتا بنا بر حفظ وسلاست وداِیکہ ہتہ کرتا تہا نظر برین لارڈ کلیف کی ملاقات کو عظیم آباد آیا چونکہ آنا جانا نہایت جلدی مین واقع ہوا او قبل پہونچنے والد کے وہ عظیم آباد سے اول نکل گیا تہا لہذا والد مرحوم نے چاہا کہ سید علیخان بندہ کا بہائی کو جو رابعہ بیگم محمد رضا خان کی ساس سے رابطہ اتحاد رکہتا تہا راو شتاب راے کی ہمراہ مرشد آباد پہونچے لہذا ایک قطعہ خط مشعر اظہار مضمر اور التماس اعانت انجاح مرام کے دربار انگلشی کے اور نیز روانگی فرزند بنابر حصول بعضے سند کے ناظم بنگالہ کی مہر سے لکہکر اوسکا استمزاج کیا اوسنے مردمی اور وقت شناسی پر نظر فرماکر اقرار انجاح مرام جواب مین رکہا

چند روز کے بعد جب ارادہ کلکتہ گیا مرلیدہر ہرکارہ جو کہ مرد عیار اور مدت سے رکن عمدہ نظامت عظیم آباد کا تہا تہ مدعا سے رسائی کرکے راو مذکور کے ہمراہ ہوا راے مذکور نے اوسکو شراکت انتظام مہام نظامت کی تکلیف دی اوسنے بنظر رفع بدنامی بڑی بے پروائی سے اول عذر کیا مگر مسیج تہوا شتاب رای وجع مفاصل کے عارضہ مین جو بسبب مادہ آتشک کے ہے مبتلا ہوا لارڈ نے اپنا ڈاکٹر اسکے علاج پر مقرر فرمایا اور اوسنے بخوبی علاج کی عجیب یہ کہ ایسے مرض شدید کو جو نہایت شدت مین تہا جس دوا مین کہ سیماب تہا و نوبۂ تقہ کے پہونچون تک استعمال کرانے سے مطلق زایل کردیا راو موصوف نے دس ہزار روپیہ ڈاکٹر کو انعام دیا بعد شفا کے خطاب مہاراجگی اور بہادری اور اضافہ منصب پنجہزاری اور لبت پنج ہزار روپیہ ماہواری ور ماہہ اخراجات نظامت اور پنجہزار روپیہ ذات خاص علاوہ جاگیر کے جو عظیم آباد مین تہی اور شراکت مہیرج نراین اور مستر بدلش صاحب کلان کوٹہی عظیم آباد سے سرفراز ہوا اور مہر سیف الدولہ ناظم ہر سہ صوبہ کی اسکے سپرد ہوکر رخصت اور معاودت بلی والد کے امور خواہش مرشد آباد مین سید علی خان بندہ کے بڑے بہائی کی سعی سے اور منیرزابعہ بیگم کے حسن سلوک سے درست ہو گئی تہی کہ مہاراجہ شتاب راے بہی مرشد آباد پہونچا

ذکر رحلت کرنے والد مورخ کا اس جہان فانی سے بموجب آیہ کریمہ کل نفس ذائقة الموت

اندنون مین بندہ ڈاکٹر فلرٹن کی سفارش سے مسٹر سیج کی رفاقت مین جو کہ عمدہ روسای انگلشیہ کوٹہی بنارس کا مدار علیہ تہا اوس شہر مین آیا اور حضرت شیخ محمد علی حزین کی خدمت مین مشرف ہوا والد قصبۂ حسین آباد اپنے بسائے ہوئے مین مع متعلقون کے رہتا تہا ناگہان سہل سا عارضہ تپ لاحق ہوا سنا گیا کہ مادہ دماغی ہوکر سرسام ہو گیا لیکن چندان حواس مین خلل نہ تہا بیماری کے بارہوین روز پنجشنبہ تاریخ سوم جمادی الثانی سنہ ۱۱۶۷ ہجری کو اول روز رنگر اسکے عالم بقا ہوکر اوسی قصبہ مین مدفون ہوا اللہم اغفر لہ وارحمہ والحقہ بآبائہ الصالحین اس واقعہ کی خبر بمقام بنارس مین بندہ کو بلی والدہ ماجدہ اور برادر مہربان میرے تقی علیخان وغیرہ کے خطوط بندہ مورخ کے طلب مین آئے بندہ مورخ لاچار بترک رفاقت مسٹر سیج کرکے عازم حسین آباد ہوا سیج مذکور راضی نہ تہا بندہ مورخ کی جدائی منظور نہ تہی کہتا تہا کہ تہوڑی مدت میرے سفر آخرت مین باقی رہی تمنا ہے کہ دم والپسین تک تم میرے پاس سے جدا نہو مگر بندہ مورخ کی کم نصیبی اور والدہ وغیرہ کی اضطرابی نے نہ چہوڑا اور سچا اور ہی ارشاد ایسے بزرگوار کی نہوئی کہ اس دولت بے بہا سے سرفراز ہوتا مگر قسمت کا تدارک

کچھ نہین ہو سکتا ہے بہیت تہیدستان قسمت راچہ سود از رہبر کامل ✿ کہ خضر از آب حیوان تشنہ مے آرد سکندر را ✿ بہرحال بندہ مورخ حسین آباد پہونچا اور واقعہ والا کی خبر مرشد آباد پہونچی مہاراجہ شتاب راے اور سید علی خان مدت تک مرشد آباد مین رہے بحالی جاگیر کی سندین بندہ کا نام حاصل کر کے عازم عظیم آباد ہوئے

عظیم آباد مین مہاراجہ شتاب راے کا آنا اور دہیرج نراین کا براہ حماقت ولتنگ ہونا

جب مہاراجہ شتاب راے وارد عظیم آباد ہوا از راہ دانائی اور عقلمندی فیصلہ معاملات کیواسطے قلعہ بادشاہی مین دربار داری مقرر کی تاکہ نہ اپنا گہر ہو نہ دہیرج نراین کا اور مقرر ہوا کہ وقت معین پر صاحب کلان انگریزی کرسی پر جلوس کرے اور اوسکی کرسی کے روبرو مسند طویل بچہے جسکے ایک طرف دہیرج نراین مدعی نظامت اور دوسری طرف مہاراجہ شتاب راے بیٹھے اور ایک ایک تکیہ دونون کے لئے رکھے جاوین جو سند اور پروانہ لکھا جاے دہیرج نراین معمولی طور پر دستخط یعنی اوسکے حاشیہ پر کرے اور مہاراجہ ممدوح اوسکے پشت پر بازپر مہر سیف الدولہ کی اپنے قلم سے کلمہ (دیدہ شد) تحریر کرے دہیرج نراین کو تو غرور نظامت اور رام نراین کی برادری کا تہا اور چند روز خود تنہا بر سر کار رہکر اپنی مہر لگاتا تہا اور چونکہ ناظر حال کو ولی دستر انہا کا مون تک خیانت عہد ماضی کی طرح سے کیا کرتا تہا یہ قاعدہ اوسپر گران گذرا لیکن لاچار تہا لہذا ہمیشہ صحبت ناچاق اور افزایش نفاق ہوتی تہی عملہ نظامت بہی دو حصہ ہوئے تہے نصف مہاراجہ کے متوسل اور نصف دہیرج نراین کے ہمراہ رہے مہاراجہ شتاب راے نے جب کاغذات دیوانی ملاحظہ کئے معلوم کیا کہ بندوبست صوبہ مین بڑی خیانت ہے اور ہر معاملہ مین ہزار ہا بالا بالا مقدار انہ دہیرج نراین سے ہے مگر اسکا اظہار نامناسب جانا اور مستاجر ہو کہ تہید گنجایش اضافہ کے بہم پہونچاے اور دہیرج نراین سے کہا کہ یا تو عمال سابق سے یہی معاملہ لکہوا لو یا انکو معزول کر کے اونکی عوض مین انہین مقرر کرو چونکہ دونون صورتون مین نارسائی اور خیانت دہیرج نراین کی ظاہر ہوتی اوسکی رسوائی کا موجب ہوتا تہا اور تعہد خرچ صوبہ مین بہی چونکہ بڑا غایلہ تہا شتاب راے نے دہیرج نراین سے بطریقہ مستعدین نصیحت فرمائی کہ یہ روپیہ کس طور سے داخل خرچ کرنا چاہئے تاکہ اظہار راز نہو جاے مراسیہ ہر شتاب راے کا شریک ہوا چونکہ پیشتر سے واقف اسرار تہا اسرار دہیرج نراین کا اظہار کرتا تہا وہ احمق اسی قدر اپنے حقوق پر کہ راجہ رام نراین جنرل کرنگ

اور مسٹر امیث کی دوستی مین مورد عتاب عالیجاہ ہو کر بیدم ہوا مغرور تھا اور مہاراجہ
شتاب رائے نے انصایح کیا بلکہ اپنے وکلا اور نکی رائے نہ سنتا تھا اور یہ سمجھتا تھا کہ انگلشیہ کو اسقدر
پاس خاطر نہوگا کہ بنابر قتل ہونے اوسکے بھائی کے صوبہ عظیم آباد کی جاگیر اوسکو دیدین تاکہ جو چاہے
سو کرے بہرحال یہ راز آہستہ آہستہ کھولتے کھولتے لارڈ کلیف اور جنرل کرناک وغیرہ روسای
انگلشیہ کے گوش گذار ہوا اول بذریعہ خطوط کے دہیرج نراین کو خواب غفلت سے بیدار کیا
کہ بموجب اطاعت مہاراجہ راو شتاب رائے کے ادا سے زر باقیات کرے وہ ہرچند معذرت
لکہتا تھا تا آنکہ لارڈ کلیف کو خدا معلوم کس سبب سے عزیمت ولایت درپیش ہوئی اونکے سرپہ
عہد و اقرار شجاع الدولہ کے درباب چند امور کے مخصوص مقدمہ راجہ بلونت سنگہ بین کئے
جسکی جواب سے شجاع الدولہ ابین نہ تہا اور شجاع الدولہ کو بہی اوس سے اکثر کام تہے لہذا اقرار ہوا
کہ مقام موضع چہپرا مین ملاقات ہوگی بہو لہذا لارڈ کلیف کلکتہ سے اور شجاع الدولہ فیض آباد سے
اور منیر الدولہ آلہ آباد سے بادشاہ کی نظارت مین اور راجہ بلونت سنگہ بنارس سے روانہ موضع مذکور ہوئے

آنا لارڈ کلیف اور شجاع الدولہ اور منیر الدولہ اور راجہ بلونت سنگہ کا موضع چہپرا مین اور معاتب ہونا راجہ دہیرج نراین کا

جب لارڈ کلیف ثابت جنگ بہادر عظیم آباد کے قریب آیا مہاراجہ شتاب رائے استقبال کو گیا
اور دہیرج نراین جو ہمیشہ اپنے خیال عزیمت اور اقتدار مین رہا کرتا تہا بڑے کر و فر سے بدون اسکے
کہ فکر ادا ہے مبلغ واجب الادا کرے واسطے استقبال کے برآمد ہوا جیونہین وہ سپاہ دونون کی
سواری لارڈ اور جماعۂ انگلشیہ کی نگاہ مین آئی چونکہ قبل ازین دہیرج نراین کے نام یہ خطوط صادر
ہو چکے تہے کہ بدون ادا ے زر باقی کے ملاقات کو نہ آوے لارڈ کلیف نے آشفتہ ہو کر کہلا بہیجا
کہ دہیرج نراین کو حضور مین آنے کو مانع ہو اور ایک قدم نہ بڑہ سکے فرستادہ نے تعمیل حکم کی
دہیرج نراین کو جبراً واپس کر دیا اور ایسے مجمع عام آشنا اور بیگانہ مین جو کہ بتقریب استقبال
حاضر تہے خفت عظیم اوسکو حاصل ہوئی مہاراجہ شتاب رائے حاضر حضور ہو کر بشرف ملازمت
اور مورد عنایت ہوا دہیرج نراین نے قرین ندامت ہو کر جسطور ہو سکا روپیہ سرانجام کر کے دخلیابی کیا
اور باتفاق عبور گنگا کر کے ہمرکاب لارڈ کلیف اور جنرل نے مع مہاراجہ شتاب رائے بجاے معہود پہونچا
اور ماہ محرم سنہ ۱۱۷۹ ہجری مین شجاع الدولہ اور منیر الدولہ اور لارڈ جنرل اور راجہ بلونت سنگہ کا اجماع ہوا

اور بعد عفو تقصیر راجہ بلونت سنگہ اور تقرر چوبیس لاکہہ روپیہ مالگذاری اوسکے سرکار شجاع الدولہ مین
اور عہد اور پیمان حفظ وغیرہ کا مقرر ہوا اور عہود و مواثیق وزیر اور بادشاہ کے اور انگلشیہ کے
درمیان بین وزیر اور بادشاہ کے تہے انگلشیون کی گواہی سے اور راجہ بلونت سنگہ اور وزیر کے مجددا
مقرر ہوئی اور باہم تحفہ تحایف گذرے وزیر نے بعد ملاحظہ قواعد سولداوان ولایتی اور عطای چند ہزار
روپیہ انعام کے رخصت ہوکر اپنے مرکز دولت کو راہی ہوا اور راجہ بلونت سنگہ بہی بعد ادای پیشکش
لایق کے رام نگر کو جو لب دریاے گنگ محاذی بنارس واقع ہے روانہ ہوا اور منیر الدولہ بہی خوب
کامیاب واپس ہوا اور مہاراجہ شتاب راے نے احوال اختلاف اور خیانت اور نارسائی عملہ
سابق کے لارڈ کلیف سے عرض کی او کہا کہ اس روپیہ کا وصول راجہ دہیرج نراین اور اوسکے عمال
متوسل سے بدون سختی کے متعذر ہے اور چونکہ بندہ اوسکے بہائی کا ممنون احسان ہے اسقدر مبالغہ
درباب وصول زر کے نہین کر سکتا مناسب یہ ہے کہ بعد تشریف لیجانے مرشد آباد کے مظفر جنگ کو
جو نایب صدر اور مرجع کل معاملات ہے چند روز کے واسطے ادہر تشریف لاے اور بعد بندوبست
یہان کے واپس معاود ہو الارڈ نے التماس قبول کیا اور ہور عطوفت بے پایان کرکے مرشد آباد کو
عازم ہوا اور دہیرج نراین کی عدم لیاقت اور خیانت ورزی اپنے دلمین خیال کرکے ارادہ کیا
کہ اسکو معزول کرکے راجہ شتاب راے کو بذات تنہا مقرر کرے بالفعل یہ امر پوشیدہ رکہا ۞ ۞

جانا لارڈ کلیف کا کلکتہ اور مرشد آباد اور بہیجنا محمد رضا خان مظفر جنگ کو عظیم آباد کی معاملہ کیواسطے

لارڈ کلیف نے بعد پہونچنے مرشد آباد کے محمد رضا خان بہادر مظفر جنگ کو واسطے بندوبست کے
عظیم آباد بہیجا محمد رضا خان مظفر جنگ نے عظیم آباد پہونچکر عملہ دہیرج نراین کی چشم نمائی کی نظربند فرمایا
اور بعض شخصون کی تالیف قلوب کرکے استفسار خیانت کی اور نیز بعض عمال مانند سماہل اور
محمد تقی خان ولد فایز علی خان اور محمد اشرف کشمیری وغیرہ کی زجر و توبیخ بہی کی سماہل کو سزا لایق
بد فعلی سے سرفراز کرکے قید کیا اور محمد تقی خان اور محمد اشرف خان کشمیری کو مہاراجہ شتاب راے کی
قید سے چہڑا کر آدہے زر کو مدت معینہ کر ادی اور دہیرج نراین بوجہ ظہور خیانت اور عدم لیاقت کی
اپنی قدر و منزلت سے معزول ہوا اور اوس کے ذمہ کا روپیہ اوس کے محاصل جاگیرات سے
مجرا کیا گیا بدین تفصیل کہ تا وصول زر سرکار تہوڑا سا خرچ پایا کرے باقی کل زر بمد بقایاے سرکار

داخل خزانہ نظامت ہو بندہ کی خیانت سید عبد العلی خان بہادر شجاع جنگ موسومی کے سبب منظور نظر ہونے میر جعفر خان اور اوسکے بہائی میر کاظم خان کے اور نیز اس نظر سے کہ وہ میر ج مزاین سے رجوع ہوتا تھا منشاء وہی مذکور کو اسکا خدشہ تہا اپنے ایام اقتدار میں اور عزل میر کاظم خان کی جو چند روز رہا تھا بزرگ مذکور کو باوجودیکہ راجہ اور اوسکا باپ اور بہائی نمک پروردہ خاندان تہے مقتضائے تنگ ظرفی کے سرکار شاہ آباد سے معزول کرا دیا تہا اور اوس کے متصدیان کو بہانہ محاسبہ سے قید کیا تھا بعد اس کے عزل کے محمد رضا خان بہادر مظفر جنگ اور مہاراجہ شتاب رای نے معاملہ مذکور کو باوجودیکہ محض ہیچ تہا فیصلہ کرکے فارغ خطی لکھدی اور خیانت مذکور راجہ بیگم کی قدردانی سے اوسکے حسب الطلب محمد رضا خان بہادر مظفر جنگ کے ہمراہ عازم مرشد آباد ہوا مظفر جنگ نے بعد انتظام حسب رائے مہاراجہ شتاب رائے کے عزیمت مرشد آباد کی اور راجہ مذکور تنہا صوبہ عظیم آباد کے انصرام میں کلکتہ کے صاحبان کونسل سے مقرر ہوا چونکہ مسٹر ملٹش اور لارڈ کلیف سے ناچاقی ہوئی مسٹر مرقوم الصدر ملازمی کمپنی سے مستعفی ہوا اور مسٹر یوف اوسکی جگہ پر آنکر مہاراجہ شتاب رائے ہوا اور مرشد آباد میں محمد رضا خان بہادر مظفر جنگ کے ساتھ مسٹر سکسن معین ہوا اور لارڈ کلیف بعد دلجمعی تمام کے عازم ولایت ہوا

لارڈ کلیف اور جنرل کرنگ کا ولایت جانا اور شمس الدولہ کے تقصیرات اور تصرفات سے کاغذ ہمراہ لیجانا اور مسٹر ورلس کا کلکتہ کی گورنری پر مقرر ہونا

لارڈ کلیف نے اپنے ایام اقامت میں چاہا کہ شمس الدولہ بہادر کے تقصیرات اور تصرفات کا اگر کچھ ثبوت اور ظہور ہو ولایت کے کونسلیون کو دکھلا دے اور اوسکا تدارک جو اوس نے کیا ظاہر کرے چونکہ اہل دنیا کے کام ہمیشہ احسان فراموشی رہے ہیں خصوص اس زمانے میں غرض مدعی کو جملہ دانائی سے مافوق جانتے ہیں کسی کی دوستی پر اب اعتماد نہیں کرنا چاہئے ۵ یار اغیار ہو گئے واللہ کیا زمانے کا انقلاب ہوا ٭ طرفہ یہ کہ جن کے واسطے یہ شیوہ اختیار کرتے ہیں اوسی کی نظر میں ٭ کم عزت اور بے اعتبار ہو جاتے ہیں دیکھئے چند لوگ جو دست نشان لارڈ مذکور کے تہے اور نمک خوردہ احسان شمس الدولہ بہی تہے باتفاق ہندکمار کے جو شمس الدولہ سے بد تہا

مصدر جنگ ہوئے اوس کی تقصیرات درست کرکے لکھا دین اسقدر حال چونکہ کمال شہرت
پذیر نہایت بندہ مورخ کے گوش زد ہوا بہ تفصیل اور تحقیق معلوم نہین کیونکہ ان لوگون کا حال
تحریر کیا بلکہ خاص کو کم ظاہر ہوتا ہے القصہ لارڈ کلیف اور جنرل کرنگ مسٹر ورلس کو گورنر اور
جنرل اسمتھ کو سالار کل فوج مقرر کرکے عازم ولایت ہوا مظفر جنگ نے بادشاہ کی حضور سے
جو الہ آباد مین انگلشی سے مختلط تھا اپنے واسطے خطاب خان خانانی اور مدار الملک معین الدولہ
مع پالکی جھالردار کی طلب کر لیا اور نیز مہاراجہ شتاب راے نے خطاب ممتاز الملک بہادر منصور جنگ سے
اور ماہی مراتب اپنے واسطے منگا یا اور عیش اور نشاط مین زندگی بسر کرنے لگے

ذکر ہے عروج مظفر جنگ اور مہاراجہ شتاب راے کا عالی مراتب پر اور جان بحق ہونا سیف الدولہ کا اس جہان فانی سے

سنہ ۱۱۸۱ ہجری مین مہاراجہ شتاب راے واسطے ملاقات مسٹر ورلس گورنر جدید کے عازم کلکتہ ہوا
بندہ بھی اوس کے حسن سلوک کا ممنون تھا ساتھ گیا مسٹر ورلس نے بخوبی عزت و احترام سے ملاقات کی
اور مقرر ہوا کہ مہاراجہ شتاب راے اور مظفر جنگ اور جسارت خان بہادر ملکی کام جو موجب دولت
خواہ عزت سمجھین تعمیل کرین لیکن ہفتہ مین دو مرتبہ جو بات ہو انگلشی سے جو اونکا شریک ہوا اطلاع کرکے
سمجھا دین اور اونہین دو روز مین امور متعلقہ اوس انگلشی کے حضور مین [illegible] اور جمع و خرچ حاصلات کا
ہر جانب سے انگلش مذکور کے دستخط سے مزین ہوا اور بعد [illegible] کے [illegible] دستخطی [illegible] دفتر خانہ کمپنی
مقام کلکتہ مین داخل کرین اور معاملات عدالت یعنی انفصال مقدمات رعایا کے نقل ہون کار
امر کا دارومدار جزویات امور مین جو کچھ مناسب اور حق سمجھے فیصل کرے لیکن امور کلیہ ہفتہ مین دو روز
سواے روز کچہری مذکور کے بحضور نایب اور انگلشی شرکت دار کے انفصال ہون اس ضمن مین
انگلشی بھی واقف معاملات ہوتا جاتا تھا جیسا کہ انکا قاعدہ ہے کہ جو امر با قاعدہ جو ارباب معاملہ کچہری
زبان سے سنتے ہین کتاب سادہ مین لکھتے ہین وہ لکھا کرتا تھا تا آنکہ مسٹر ریوف بھی سنہ ۱۱۸۳ ہجری مین
قاصد ولایت ہوا اور مسٹر الکسندر اوسکی جگہ پر آیا اور بجاے مسٹر سکس کے مرشد آباد مین مسٹر
بیچر معین ہوا اور اس سال کے آخر سے آثار قحط اور علت وبائی ظہور پکڑا اور ماہ ذیقعدہ مین

سیف الدولہ اور اوسی قریب مین اوسکا بہائی اشرف علی خان اور فتح اللہ خان مظفر جنگ کا
سالا اور اوسکی بی بی اور حاجی اسمعیل کی بی بی مظفر جنگ کی سالی کہ یہ تینون آخرین اولاد ہا
رابعہ بیگم تہین آبلہ کی بیماری مین فوت ہوئی ہے دونون علت اوسوقت سے شروع ہوئین اور محرم
سنہ ۱۱۸۴ ہجری مین زور پکڑکر تین مہینے تک جانستان رہین خلق کثیر اس بلا مین جان بحق ہوئی اور ماہ
ذی حجہ سنہ ۱۱۸۳ ہجری مین مبارک الدولہ تیسرا لڑکا میر جعفر خان کا بعد فوت اپنے بہائی سیف الدولہ
مرحوم کی نظامت بنگالہ پر مامور ہوا اور مظفر جنگ کی تجویز سے علی ابراہیم خان بہادر اوسکی دیوانی
یعنے نظامت بنگالہ پر اور چوبیس لاکہہ روپیہ اوسوقت مین واسطے ناظم بنگالہ کے سرکار کمپنی سے
مقرر تہا مامور ہوا کاروائی اور فیض رسانی ظاہر کین مظفر جنگ عجب حرکات عجیبہ اور خصایل غریبہ رکہتا ہی
جب مبارک الدولہ بعد نشینی نظامت کے چاہا کہ منی بیگم کی کسر شان کرے باوجودیکہ باہمد کر
عہد و پیمان دوستی رکہتا تہا ببو بیگم مادر مبارک الدولہ سے پیغام کرکے اوسیطرح کے عہد و پیمان
کرلیے اور اتحاد پیدا کیا اور ببو بیگم کو یہ ترغیب دی کہ منی بیگم سے کاوش کرین منی بیگم زردار اور شعور مند
بہی تہی اس حرکت سے آزردہ ہوکر خاموش ہوئی گفتگو کرنا مناسب نجانا خاموش ہوئی چندروز ببو بیگم کا
اقتدار رہا ان دنون مین سرداران انگلشی اس ملک کے امراسے مصاحبت اور موافقت کرنے لگے
مر انگلیش کہ جس سے آشنا تہا وہ اس امیدوار کا خیال کرتا تہا ہر ایک کو ضوابط قواعد سے آگاہ ہوتا تہا اور واسطے دیگر
انگلشی کو جمع کرتا جاتا تہا ہر ایک کو مغل اور ہندی کی آشنائی سے یہی مدعا تہا جو لوگ ان کے عہد مین مدار المہام ہوئے تہے
اسی خوف سے کہ مبادا اور لوگ کوئی ایسا ضابطہ اور قاعدہ ظاہر کرین جس سے ہم لوگ متہم خیانت ہوکر
اپنی قدر و منزلت سے جاتے رہین ہر خشک و تر جو ظالم لوگ کینہ سے کرتے جاعہ انگلشی کے روبرو
فیصل ہوتے تہے جب کہ میجر کے روبرو ایک فیصلہ ہوا امر امید ہر اوس تحصیل مین حاضر تہا جو کہ خاین اور
مضطر تہا واسطے اوسے جرمانہ کے بطور شکرانہ کے کسیقدر مطعون کیا مسٹر ہنول جو عقل سے خالی تہا
متعجب ہوکر بولا کہ حق بجانب اوسکے مین خیانت اور بے باکی کی راہ سے روپیہ جمع کرتا ہے اس سے جرمانہ لینا
بہتر ہے لیکن دوسرے شخص سے جو محقق ہے بجز کسیقدر اثبات باطنی کے الزام لگاتا کیا ضرور امید ہر وغیرہ
جوابدیا کہ یہ کار اس ملک کے موافق ضابطہ ہند ہے کچہہ نیا ایجاد نہین کرتے مسٹر ہند کو خاموش ہوا اور اظہار
کراہت فرمایا لیکن آثار رکا جمع دنیا طلبونکو بہر صورت خوش آتا ہے یہ جماعہ کہ معروف تحصیل ہے کب تک ایسی ایسی
ولایت سے ممنون کئے جاوین اب تک کہ پردہ از روی کار سے اٹہا جو بات کہ موجب بدنامی ہو ہنوز نہین اوٹہی
مگر اوضاع معاملہ اور نارسائی ہندیان سے جو اہل انگلش کے حضور مین ہے البتہ خلق کو رنج ہوتا ہے

اگر اندک بھی اپنے کان اوپر انکے ستم رسیدہ اپنی داد کو پہونچکر آسودہ ہون خلاصہ کوئی اون لوگون مین سے جو
کمپنی سے وظیفہ و تنخواہ مشہور رکھتے قباحت امور کے اظہار اور حسن احسان عموم رعایا اور ترویج ضوابط وغیرہ مین کچھہ تساہل
فی الجملہ کتب نوشتہ اصحاب انگلشیہ ہین کسیقدر بطوالت ظاہر کیے اندک اندک بعض مطالب پر انگلشیہ آگاہی
پانے لگے چونکہ تیز ذہن رسا طبیعت بہت ہین اور خداوند تعالے نے ہندوستان مین اس جماعت کو بنابر
تنبیہ ظالمان کے بھیجکر اکثر روسا پر فتح و ظفر دی ہند کے خورد و کلان مین سے کسیکو مد نظر مین نہین ہے

مقرر ہونا ضلعدارون کا فرقہ انگلشیہ سے بنگالہ اور عظیم اباد کے مفصل مین اور تقسیم ہونا ہر صوبہ کا چھہ ضلع مین اور ہر ضلع مین کونسل مقرر ہونا اور معزول ہونا میر روح الدین حسین خان بہادر سپہدار جنگ کا محمد رضا خان کی کاوش نہانی سے

میر روح الدین حسین خان بہادر سپہدار جنگ خلف الصدق سیف خان نے شعبدہ بازی فلک سے ناگہان حکومت
پورنیہ پائی چونکہ مرد لاابالی عیاش خود رائے تہا غرق دریاے لذات ہوا رات دن مستی و بیخبری مین بسر کرنے لگا
اپنے باپ کے پیرزادے مسمی آقا عسکر علی کو جو پوتا شاہ مصطفی قلی مرشد سیف خان اور شاہ شکر اللہ قادری کا تہا
عسکر علیخان کے خطاب سے اپنا نایب اور مدار المہام بنایا یہ شخص نہایت مکر و فریب مین اوستاد تہا غنیمت کو
اپنی رضا جوئی مین پاکر جو چاہتا تہا کرتا تہا جو لوگ اوس سے رجوع تہے اونسے کاوش کرتا تہا اور انعام رقاصان
و قوالان و نقالان اور نیز بعض ندماے روح الدین حسین خان مین تعلل نکرکے خاطر کو راضی رکہتا تہا اور رعایا
اور سپاہ اور عملہ نظامت مرشد آباد کا بنابر تاخیر وصول زر معاملہ کے ناخوش سپہدار جنگ سے شاکی تہے کبھی کبھی
اوسکے ہواخواہ دو کلمہ اطلاعی لکھہ بھیجتے تہے اور حاضرین مین سے بھی اگر نایب سے بیخوف ہو غنیمت کی بیداری خواب
غفلت مین ساعی ہوتے تہے لیکن کچھہ سود نتہا خود اوسکے نایب کے دشمن ہوجاتے تہے تا انکہ ایکمرتبہ حسین قلیخان
خواجہ سرای سیف علی خان عمو سپہدار جنگ سے کچھہ گفتگو بیچ ہوئی جسکے سبب سے اوسنے عسکر علیخان کو تغیر کرا کر خود
نایب ہوا اور چند روز فی الجملہ درستی انتظام کی صورت ہوئی تہ سپہدار جنگ کہ دنیا سے بیخبر تہا اور خدا معلوم کیون اوس سے
تعشق رکہتا تہا بمقام دلجوئی مین اگر حسین قلی خان کو معزول اور اوس نامعقول کو مقرر کیا خانخانان منظفر جنگ
جو کہ مانند دیگر صاحب اختیاران نام آور کے نہین چاہتا تہا کہ بانتد انگلشیہ مین دوسری نام آورون کا نشان رہے
تاخیر نکرسکے مالگذاری پورنیہ کی بعد مراد اوسکے خبر کونسل کلکتہ مین دیکر سپہدار جنگ کا تغیر کرایا اور براے سرشت گذر
اسکو معقول بالالاش مذکور کیا اور پانچہزار روپیہ ماہواری کے حساب سے ساٹھ ہزار روپیہ سالیانہ سپہدار جنگ
کا مقرر ہوا جب اس امر کو ایک سال گذرا اسوجہ سے راے کو بعینہ تغیر و تبدیل کیا اور اوسکی جگہہ پر

رضی الدین محمد خان وہان کا حاکم مقرر ہوا انبار ظلم عمال اور کثرت مصارف سے کہ جو کہ ہر سال پانچ چھ آدمی انگلشی عمدہ بعد تحصیل لا انتہا کے اپنی ولایت کو راہی ہوتے ہین لاکھون روپیہ نکل جاتا ہے اور فراوانی غلات اور اوسکی ارزانی سے جو کہ قلت انسان وحیوان سے نسبت فقدان فرقۂ سپاہ کے خصوص سواران ہندی کے جو فقط بنگالہ اور عظیم آباد مین رہتے ہین مع فوج نظامت اور زمیندار ان اور امیدواران کے البتہ کم سے کم اسی ہزار سوار سے تھا اور اب فقط عنقا کا خیال رہگیا ہے ہر محال کی جمع گھٹنے لگی اور قحط مین جو بیشمار بنی نوع اور ذی روح ہلاک ہوسے موجب ویرانی ہوا اراضی اگر افتادہ ہوئی اور جسقدر کہ تخم ریزی ہوتی ہے اوسکا بھی کوئی خریدار نہین شورہ اور افیون اور ابریشم اور پارچہ سفید ساختہ انگلشی اسی صوبہ میں نہ تھا سنا ہے اشرفی بطور کیمیا اور روپیہ عنقا تھا اکثر بنی نوع متحیر تھے کہ روپیہ کیا شے ہے اور اشرفی کسکا نام ہے

مستعد ہونا جارج ونسٹرٹ کا برآمد خیانت ہندکو اور مقرر ہونا اضلاع کا

اول شروع ۱۱۸۵ھ ہجری یا آخر ۱۱۸۴ھ ہجری مسٹر ورلسٹ گورنر عازم ولایت ہوا اور مسٹر کرٹیر گورنر کلکتہ مقرر ہوا بعد ازان بملاحظہ معاملات اور تحقیقات سے جو رسمی ضوابط مالگذاری کے ایسی رای کونسل ہوئی کہ اونمین سے ایک شخص ہر ضلع کو اوے اور زبان کا حال دریافت کرے کہ حکام ورعایا و زمیندار و راجہ کی با ہمدگر کیا کارروائی اور رعایا سے کون کون رسوم اور امورات کئے جاتے ہین اور کس کس نام سے روپیہ تحصیل ہوتا ہے لاجرم اس کام پر ہوشیار جنگ بہادر ونسٹرٹ مامور ہوا جو کہ ہندوستان کا آشنا اور مرد برگزیدہ تیز فہم تھا آخرکار یہ شخص ضلع و سب ضلع پورین آیا اور اپنی حسن شعور سے اکثر امور پر ماہر ہوا جیسے ملک بنگالہ کی خیانت ارباب کونسل کو معلوم ہوئی ارباب کونسل نے بدگمان ہوکر معاملات راجہ شتاب رای سے بھی ایسی ہی جانے لہذا بنا ہی ڈالی کہ تقسیم ضلع اور نیز ضلع بجائے ایک کونسلیہ کے جو مظفر جنگ اور مہاراجہ اور جیا رت خان کو ہر ایک رہتا ہے دو تین انگلشی امیدوار کو کہ ہر ضلعہ کے کونسل میں بھرتی کرین از انجملہ ہوشیار جنگ مع مسٹر پالک اور عظیم آباد کے بڑے صاحب اور مہاراجہ شتاب رای کے ضلع عظیم آباد کے کونسلیہ مقرر ہوگے اور تقسیم ضلع کی یون ہوئی ضلع کلکتہ ۔ ضلع بردوان ۔ ضلع راج شاہی مرشدآباد ضلع جہانگیر نگر ۔

ذکر ہوشیار جنگ اور مسٹر پالک کی عظیم آباد آنے کا اور مہاراجہ شتاب رای کی سرگذشت

جب آمد آمد ہوشیار جنگ کی خبر اور تقرری کونسل کی ہر ضلع مین مشتہر ہوئی جن لوگون کے دل مہاراجہ شتاب رای کی

وگرگون بچے اونہین امیدین ہوئین اگرچہ مہاراجہ ممدوح کے حسن اخلاق سے بہت کم اوس ضلع مین ایسے لوگ
تھے لیکن بمقتضای طبایع اکثر وسیے التہاب نایرہ فساد کے ہوسے راجہ موصوف اگرچہ واس حال داغ خیانت
سے آلودہ تھا اور اوسکی نیکو خدمتی کے روبرو اگر اوسیا آندک تقصیر ہوئی ہو کچھ حقیقت نرکھتی تھی لیکن بنابر تخالف
قومیت اور بیگانگی وضع اور زبان کے گونہ تشویش تھا تاآنکہ ہوشیار جنگ پہونچا اور مہاراجہ نے فتوحہ تک استقبال
کیا اور بعد ملاقات اپنے ہاتھی کی سواری مین واپس لایا فتنہ جویون نے ملاقات کرکے گرم بازاری فساد شروع
کردی لیکن چونکہ شتاب رای مرد غیور اور آلودگی سے دور تھا بجاے خود مستقل رہا جس مقدمہ مین ہوشیار جنگ
استفسار کرتا یا جو کاغذ طلب کرتا اوسکے دینے مین مضایقہ نکرتا اور جواب شافی سے ہوشیار جنگ کو مجال الزام نہ
تاآنکہ ہوشیار جنگ اوسکی دیانت داری کا مداح ہوا باہم راہ مصادقت کشادہ ہوئی مہاراجہ نے بھی صلح محبت کو ...
کی تواضع اور تکلفات عرفیہ کرنے باہم گرم گفتگو ہوے لیکن اور مسٹر الکسنڈر پھرول اور مسٹر جگل صاحب کلان
ہوا اور چند سے یہ بھی موقوف اور مسٹر بارول آیا چونکہ مسٹر بارول ولایت مین زبردست وسیلہ اور نیز خود عقل و
سے بہرہ یاب تھا ہوشیار جنگ سے علیحدہ رہتا تھا اور مہاراجہ شتاب رای کو اپنی طرف رجوع اور ہوشیار جنگ سے
اتفاق کو چاہتا تھا مہاراجہ نے عدم تقصیر ہوشیار جنگ کی بیان کرکے کہا بغیر کسی وجہ معقول کے بندہ اس
عزیز سے کنارہ کش نہین ہوتا اور اسصورت مین آپکو مجھسے کیا امید رہیگی چونکہ مسٹر بارول تند مزاج تھا
اسکی معذرت سے ناراض ہوا بعد چند روز کے عماد الدولہ مسٹر ہستنگ بہادر جلادت جنگ جو حسن تحریر اور
دانش و فرہنگ مین بے نظیر و یکتا تھے حسب الحکم ولایت کلکتہ مین پہونچا اور بارول کی نام حکم معاودت
کلکتہ اس نوید سے صادر ہوا کہ کل ہند کے پانچ مدار المہام مقرر ہوئے لہذا مسٹر بارول معاودت کلکتہ ہوا اور
ہوشیار جنگ صاحب کلان عظیم آباد و باتفاق چار کونسلیہ کے مقرر ہوا وہ نام مسٹر اسٹوفنس اور مسٹر ڈورونز
اور مسٹر الون لا اور مہاراجہ شتاب رای تھے

آنا عماد الدولہ مسٹر ہستنگ بہادر جلادت جنگ گورنر کلکتہ کا بلدہ مذکور مین کمال جاہ و حشم سے اور انقلاب عظیم کا برپا ہونا

جبکہ لارڈ کلایو ولایت گیا اور ایک صیرات شمس الدولہ کی کونسل مین مذکور ہو چکین وہ نہایت بردباری اور
ہوشیاری مین منتخب تھا جیسا کہ کہتے ہین کہ ولایت مین بھی اوسکا مثل نہین ممکن خیر اوسنے روپیہ اسپ
کرکے ہر ایک کو خاموش کر دیا اور یہین سنتے ہین کہ لوگون نے عالیجاہ کو انگریزی فوج اون کا مارا جانا اسکے طرف جاید
کیا اوسنے دریجہ اسپاہی کا غذ جو کلکتہ کے کونسل مین ہر وقت آشفتگی کونسلیہ کے عین بیماری مین جا کر لکھا
تھا اور اوسکی پشت پر اوسکا جواب بمضمون اصرار محرمیت جنگ دیگر کونسلیون نے لکھا تھا اور اپنے دستخط

اپنی جیب مین رکھہ لیا تھا اسوقت مین بحضور کونسل ولایت پیش کیا اور کہا ملاحظہ کرو یہ بندہ کا قصور ہی یا دیگر
ارباب کونسل کا جو کہ اب میری بدی پر آمادہ ہین ولایتیون نے کاغذ دیکھکر اسکی راے پر آفرین کی اور ایک قصور یہ ظاہر
کیا تھا کہ تجارت نمک کی بدون ہرج اولیجانے دور دراز کے عظیم فایدہ رکھتے تھے اوسنے افکی اور ہندیون کو حوالہ کی
شمس الدولہ نے اقرار منفعت کرکے لکھا کہ ہر قسم کی تجارت کے فایدے اور ملک بھی کمپنی کے حصہ مین ہے
اور وہان بھی ہر پنج فرقہ یعنی نوکری پیشہ اور اہل حرفہ اور تجار اور رعایاے کشتکار اور فقرا وغیرہ ہین اونمین سبھی
لاکھہ سے زیادہ نوکر تھے کہ کمپنی کے عہد مین موقوف ہوئی اور ہزارون لوگ تجارت پیشہ تھے اونمین کمپنی بھی ایک
سوداگر تھی جانا ہر قسم کی تجارت مخصوص کمپنی ہوئی وہان کے اشراف کی نوکری جو سوارون مین تھی بالکل موقوف
ہوگئی اسقدر تجارت اونکے واسطے [illegible] چھوڑ دی ہے تاکہ وہ لوگ کاروبار سے جوان ہوکر ہمارے ظلم سے دشمن ہوجاوین
ہمیشہ وقت [illegible] ہوجاتا ہے یہ کلمہ عقلاے کونسل کو پسند ہوا در حقیقت ٹھیکہ داری اور سرورکی اور راجا بت
رانی کیا عمدہ نقص ہے کہ رعایاے بیچارہ کو ظلم تعدی سے ہلاک کرتا ہیت اگر رعایا قیدیر دانسته [illegible] وگرنہ غافل تشدی
افسوس افسوس ہے جب کہ شمس الدولہ بدگویون پر غالب ہوا اصلاح اہل کونسل یہ قرار پائی اس سے بڑھ کر
کوئی منتظم اوس ملک کا نہوگا امداد بحولی کرکے شمس الدولہ کو بنا بر انتظام صوبہ مذکورہ روانہ کیا اور اوسکو
متعاقب چند احکام روانہ کیے تقدیر کے کھیل دیکھیے اسکا جہاز راستہ مین واللہ اعلم کدھر جا لگا کہ اوسکا اثر
نقش بر آب ہوا خبر نکلی جب یہ خبر ولایت پہونچی تجویز ہوا کہ اب شمس الدولہ کے برابر بجز عماد الدولہ مسٹر
ہسٹنگ بہادر کے کوئی نہین پس اسی کو مقرر کرنا چاہیے اون دونون مین یہ شخص از کان کہن کار از صاحب
تھا پس اسکو حکم بھیجا کہ جلد تر کلکتہ آوے اور اپنی بہین حاجت حل وعقد امور جانے اور حسب الارقام ایک
پاکٹ کے جو موسومہ شمس الدولہ روانہ ہوا تھا جسطرح جانے تدبیر کرے اور دوسرا حکم کلکتہ بھیجا کہ جو
پاکٹ موسومہ شمس الدولہ روانہ ہوا ہے تا ورود مسٹر ہسٹنگ بہادر کے محفوظ رہے یہ دونون حکم بجاے خود
پہونچے مسٹر ہسٹنگ مندراج سے کلکتہ آیا تین مہینے تک مسٹر کرٹیر کے دوسرے درجہ پر جو گورنر تھا رہا
اور روز و شب ملاحظہ کاغذات معاملات اور پاکٹ مرسلہ ولایت کا کیا جب تین مہینے گذرے عماد الدولہ
گورنر ہوا بعد چندے حکم صادر ہوا کہ مسٹر گرام صاحب کلان مرشدآباد محمد رضا خان بہادر مظفر جنگ مدار المہام
معین الدولہ نائب خان اور ممتاز الملک مہاراجہ شتاب راے کو بہرہ مین کلکتہ لاوے اور یہ حکم مسٹر گرام صاحب
کلان مذکور اور مو شیا جنگ صاحب کلان عظیم آباد کے نام اس اخفا سے بھیجا کہ کسیکو اطلاع
نہوے لیکن ثقات سے سنا گیا کہ جان گرام جو کہ مظفر جنگ سے اخلاص دوست تھا اور کہتا تھا کہ جس وقت
مظفر جنگ کی حفاظت مین میری سعی پیش نہ گئی مہاراجہ شتاب راے کو جسکی نسبت ولایت کا حکم بتقید کرنیکو

نہ آیا تھا اپنی حسن تقریر اور تدبیر سے اسکو بھی شریک کیا اور حکم گورنر بہادر کا دونون کی قید مین برابر پہونچا دیا اللہ تعالے اس بلا سے بموجب سے بچا وسے

جانا مظفر جنگ کا پہرہ مین مرشد آباد سے کلکتہ کو اور بعد چندی شتاب رای کا اوسی تسلسل مین جانا

مسٹر گرام صاحب کلان مرشد آباد کسی اپنے ہم قوم کے گھر مین رات کو کھانا کھا رہا تھا کہ ناگاہ اوسی مجلس مین شقہ گورنر صادر ہوا اور قبل برخاست کے اوٹھ گیا اور وہان سے رقعہ کپتان کو تحریر کیا یہ خبر بذریعہ ہرکارہ کے مظفر جنگ کو اوسی وقت ملی بنا بر اقتدار گردش روزگار کا خیال نکر کے فقط باغ مین فارغ البال خواب استراحت مین تھا تھوڑی رات باقی تھی کہ کپتان مع ایک پلٹن ہمراہ مسٹر اندرسن کے آگے متصل باغ مذکور استادہ ہوا اور اول صبح کو مسٹر اندرسن نے چند خدمتگار کے ہمراہ دروازہ پر آکر نواب کی ملاقات کر کے ابلاغ پیام گورنر کیا اور کہا کہ تسلی رکھنا چاہیئے کسی امر مین آپ سے تعرض نہین مگر حکم صادر ہوا ہے چونکہ نواب مذکور تاب سرکشی نرکہتا تھا تن بہ تقدیر ہوا کپتان نے اوسکے ملازمین کا پہرہ اوٹھا دیا اور اسنے تلنگون کو ہر جگہہ پر محافظ کیا اور کہدیا کہ اگر اسکے لوگ تمسے کچھہ تعرض کرین تو کپتان سے اطلاع کرنا خلاصہ وہ کہ کوئی سبے ادبی مظفر جنگ سے ظاہر نہوئی بعد ازین ایک لفٹنٹ اوسی پلٹن کا مع ایک کمپنی کے مظفر جنگ کی مکان پر شہر مرشد آباد مین کہ تو تعمیر تھا آیا اور اپنے پہرہ اوسکے دروازہ پر بیٹھا دیے لیکن کسی چیز سے تعرض نکیا عجب طرح کا انقلاب ہوا منی بیگم جو مظفر جنگ سے غبار رکھتی تھی شادان ہو کر اوسکے شکست مین ساعی ہوئی لیکن بمقتضاے فطرت اور قتوت جبلی نے اوسکی نجات مین ساعی ہوئی اور چند کام ایسے کئے کہ مردان کار دان سے ناممکن تھے اسطرح نواب گورنر جنرل بہادر سے بکرو ریکہر جنرل کلاورن سے ملی اگرچہ مقام اندیشہ تھا مگر بامجبوری یون نہوسے لبعد معزولی مظفر جنگ کے خود متصدی امور نظامت ہوئی اور مبارک الدولہ کی اتالیق ہوئی اعتبار علیخان خواجہ سرا کو جو کہ موتمن الدولہ کا غلام ہے نائب نظامت کیا منی بیگم اگرچہ نجیب اور خاندان شرفا سے نہین لیکن ہوشیار اور مستقل مزاج وغیرہ کی ہوری ہے اکثر کامون مین استقرار رہا تھی اگر نائب معقول اور ہوشیار تھا مستقل نظر کرتی خود بیرون بار ہکسے اکثر جواب سوال سنتی اور اوسکی مشورہ سے کام رہا ہوتی ریاست مرشد آباد کی اور اخبار معاملات نظامت کا جو بالفعل ہو کوئی اوسکی اختیار سے باہر نکر سکتا تھا لیکن باعتبار شعور کو اعتبار علیخان کے جو نہایت زشت اور بے شعور تھا کار فرما ہو کر ناظم مذکور کو بیچ اوسکی والدہ ببو بیگم کو اپنے قالو مین لائی اور ببو بیگم کو باوجودی منی بیگم اوسکی باپ کی پروردہ تھی خواجہ سرای مذکور کی صلاح سے

ہیں مبارک الدولہ کے صنایت اپنا دست نگر اور محض بے اختیار رکھتی تھی ورحقیقت مبارک الدولہ بہی لیاقت
رکہتا تہا تا آنکہ بعد شدت عظیم کے اونکو فرح نصیب ہوئی اسکا بیان انشاء اللہ تعالی عنقریب حوالہ قلم ہوگا

جانا مظفر جنگ کا کلکتہ کو اور نیز مہاراجہ شتاب رای کا اوسکے پیچہے اور انگلشیون کا خود اختیار ہونا

مظفر جنگ حسب مذکورہ بالا بیرہ انگلشی مین بتاریخ ۲۴ بیستچوتہین محرم ۱۱۸۶ ہجری کو روانہ کلکتہ کیا ایک خلق
کثیر نے براہ زمانہ سازی یا پاسی تک مشایعت کی اسقدر لوگ متوسلین سے ہمراہ گئے کلکتہ گیا اور دریای
قلزم بے پایان ہے اور شہر سے باہر ساحل پر چونکہ مظفر جنگ منسوب کمپنی تہا زیادہ تر بے اتفاقی اسکی مقدمہ
مین ہوئی سوال وجواب ملتوی ہوا مسٹر جان گراہم نے جو مظفر جنگ سے آشنا اور مہاراجہ شتاب رای سے
سے بیگانہ تہا کوشش کرکے یہی حکم تیار کیا بہرہ شتاب رای کا واسطے عظیم آباد کے بہیجا چونکہ راجہ مذکور اپنی
حسن خلق اور سلیقہ کاردانی اور کارگذاری سے ہر ایک کو خوشنود اور راضی رکہتا تہا ہوشیار جنگ جانچ
ونسٹرٹ نے اسقدر رعایت کی کہ اس حکم کا اظہار نکیا مگر دو تین دن کو تاکید روانگی فرمائی یہ معاملہ اوائل ہوا
آخر ماہ صفر سنہ مذکور مین واقع ہوا ایک مہینے کا فاصلہ مظفر جنگ سے ہوا راجہ شتاب رای بتاریخ
مقرر بجرہ پر سوار راہی کلکتہ ہوا ہوشیار جنگ نے کہا کہ واسطے حفاظت کے ایک کمپنی ہمراہ مہاراجہ صاحب
کو رہے اور صوبہ دار مخفی مامور ہوا کہ عظیم آباد کی حد سے باہر نکلا اوسکی سواری کے بجرہ مین سایہ وار ملازم رہے
اور کوئی امر سلام وغیرہ فرمان بری مین بے ادبی نکرے اسیطرح کلکتہ پہونچا وسے راجہ مسطور اسیطرح
سے کلکتہ پہونچا اور مقام مامور پر استقامت گزین ہوا دونون کے سوال وجواب کی کیفیت بندہ کو معلوم
نہین ہوئی بروقت دریافت درج ہوگا بعد ایک دو مہینے کے مرشد آباد اور عظیم آباد کے ارباب کونسل
کے نام حکم اطلاعی معزولی راجہ شتاب رای اور مظفر جنگ کا صادر کیا گیا اور ارباب کونسل اونکی جگہہ پر مقرر ہوئی
دوسرے روز اول وقت ہوشیار جنگ نے اعیان شہر اور ارکان دربار کے حضار کا حکم دیا کہ قلعہ بادشاہی مین
حاضر ہون اور خود جانا گوانسلیہ کی جا کرکے حجرہ مین ہمہ کونسلیہ کے بیٹہا اور اوس حکمنامہ کونسل کا فارسی مین
ترجمہ کرکے برآمد ہوا اور دربار عام مین منشی سراج الدین محمد خان نے ترجمہ مذکور آواز بلند پڑہا وہ مضمون یہ تہا
کہ مہاراجہ شتاب رای کاردیوانی خالصہ سے معزول اور عظیم آباد کے ارباب کونسل اوسجگہہ مامور ہوئے چاہیئے کہ
عمال محالات خالصہ صاحبان مذکور سے رجوع کرین اور مہاراجہ موصوف کو امور نظامت مین بحال اور
برقرار جانین تب سے صاحبان کونسل خالصہ کے کاروبار مین بلا شرکت نائب ہندوستانی کے
کار فرما ہین اگرچہ اس سے پیشتر بہی بعد فوت ہونے میر جعفر خان کے مختار انگلشیہ رہے ہین الا فی الجملہ اعتبارات

مظفر جنگ اور شتاب رای بھی رکھتے تھے اور بعد چند سال کے یعنی ابتدای ورود گورنر ہیسٹنگ بہادر کے جو ۱۱۸۶
مین واقع ہوا اتفاق کہ ماہ محرم ۱۱۹۰ ہجری مین ارباب کونسل معاملات ملکی و مالی مین بلا شرکت و نیابت
ہندوستانی کے مختار ہین مگر چند متصدی جو کہ مظفر جنگ اور مہاراجہ کے ملازم تھے نوکر اور فرمان بردار
ارباب کونسل کے ہین اور کلکتہ مین دولبھ رام کا لڑکا بنام دیوان خالصہ اور فی الحقیقت تابع مسٹر کرنل
اور ہیر انگلشی کے جو دیوان خالصہ ہو مقرر ہے آیندہ خدا جانے کیا ہو بعد ازین شروع ۱۱۹۲ ہجری مین خیالی رام
کلکتہ گیا اور محالات صوبہ عظیم آباد کو اپنے نام اور کسیقدر بنام کلیان سنگہ ولد مہاراجہ شتاب رای کے مستعمرہ کرالایا اور پھر دیوانی [illegible]
عظیم آباد کی میں بگڑ نفاق ہوا اسواسطے رام اور خیالی رام تھوڑے زمانہ مین اسیر و ذلیل ہو کر بے اعتبار ہوئے اور کلیان سنگہ نہایت [illegible]

ذکر آنی عماد الملک مسٹر ہیسٹنگ بہادر کا مرشد آباد و بنگالہ کو اور وہان سے کلکتہ کی سعادت اور رہائی پانا مہاراجہ شتاب رای اور مظفر جنگ کا اور فی الجملہ مہاراجہ کا اقتدار پانا مگر محروم و مایوس ملک عدم کو سدہارنا اور مظفر جنگ کا اوقات ایلچی الحال بسر کرنا

جب مظفر جنگ اور شتاب رای بیڑہ انگلشی مین وارد کلکتہ ہوئے عماد الدولہ مسٹر ہیسٹنگ نے بنابر اطلاع و انتظام
معاملات بنگالہ کے مرشد آباد کو نہضت فرمائی بموجب حکم ولایت کے دس بارہ کونسلی کو جو واسطے انتظام
بہار اور بنگالہ کے مقرر تھے موقوف کیا اور اوس کام پر کہ پانچ آدمی مع عماد الدولہ کے گورنر کمیٹی مقرر ہوئے
چار آدمی تھے ایک مسٹر بارول تھا جو ۱۱۸۴ ہجری مین ولایت گیا اور تین آدمی ہو انکا نام بندہ کو معلوم
نہین اور کونسلی دس بارہ ادمی بدستور سابق کارخانہ تجارت کمپنی مین مقرر رہے لیکن تابع ارباب کمیٹی کے
الغرض گورنر اخیر ماہ ربیع الاول ۱۱۸۷ ہجری مین تنہا مع بعض ارباب کمیٹی کے وارد مرشد آباد ہوا اور
دو تین مہینہ کے روز مرشد آباد مین رہکر بعد بند و بست معاملات اور عزل و نصب بعض عملہ بتوسط مظفر جنگ کے
راہی کلکتہ ہوا ارباب نظامت کا درماہہ مع ناظم کے جو چھپن لاکہ [illegible] ہزار روپیہ [illegible] کہ خرچ کا تھا
[illegible] کو اسی نظر سے کہ مبارک الدولہ [illegible] کا [illegible] کیا [illegible] روپیہ واسطے کارخانہ عمارت اور درماہہ مردم واجب الرعایت
جو ہمیشہ ملازم اور مورد مراحم رہے ہین اور نیز واسطے میر جعفر خان کے اقربا و عورات مدخولہ اور بعض اولاد مہابت جنگ اور
اسباب تجمل اور عملہ ضروری کے واسطے کمیٹی سے مقرر ہوا اور اسیطرح کچھ تھوڑا سا واسطے بعض
عظیم آبادیون کے نایب [illegible] کر کے مقرر کیا چونکہ کلیان سنگہ کے درماہہ مین ان لوگون کی تنخواہ شریک
نہین بلا ہرج ماہ بماہ پاتے ہین اور جو لوگ ناظم کے شراکت مین طلب دار ہین دو تین برس مین بغیر
اور تبدیل اونکا ہوتا ہے باہم نفاق اسقدر ہے کہ ایک دوسرے کی در پی تخریب رہتا ہے چند شریف

وظیفہ خوار ہمیشہ عاجز و محروم رہتے ہین پچیس ۲۵ پچیس مہینے تک کی تنخواہ سرکار مین باقی ہے اور یہ حیلہ و حجت
کہ اون لوگون سے کہا کہ اگر گذشتہ کی فارخطی لکھہ دو آئیندہ ماہواری ملا کریگا اور کبھی غایلہ کیا کہ اسقدر ماہواری
دینگے باقی ماندہ کا مقدور نہین ہے غربا بیچارہ اس زمانہ مین کہ کبہی وسیلہ معاش نہین خصوص نوکران قدیم
مشاہرہ سے محروم ایسے خراب حالت مین بسر کرتے ہین خدا کسی کو نصیب کرے اور سردار معدلت شعار
مانند ناظم اور نائب اور کمپنیات اور عمائدین مقدور کو کچھہ بہی نظر ترحم نہین جسقدر روپیہ کہ مقرر ہے اگر یہ بہی
اون بیچارون کو ملے تو ایک گونہ موجب آرام ہو افسوس کہ لاکھون روپیہ فضولی مین خرچ ہوتا ہے اور
کار نیک کی طرف رجوع نہین ہوتے القصہ بعد فراغ امور ضروری کے گورنر کلکتہ کو واپس ہوا روز
سہ شنبہ چہبیسوین ماہ جمادی الثانی یا سولہوین ماہ مذکور ۱۱۸۶ھ ہجری کو راہی ہوکر کلکتہ پہونچا اوسی وقت
مظفر جنگ اور شتاب رای کی حاضری کا حکم ہیسٹینگ نے دیا ایک کونسل مین شتاب رای اور دوسری مین
مظفر جنگ جایا کرتا تھا

رہائی پانا مہاراجہ شتاب رای کا گرفتاری سے

چونکہ شتاب رای کا خدات آلودگی سے پاک تھے اور کوئی خلل بہی نہ تھا بسبب مظفر جنگ سے اسکا
سوال و جواب جلد فیصل ہوا کہ ایک برس لگ گئے اس سوال جواب مین گذرے اوبہ اعفالی کو زہر وغیرہ
ارباب کمیٹی نے خیرخواہی اور دلجوئی کرکے اس مضمون کا ایک وثیقہ بہیجدیا کہ مہاراجہ شتاب رای کے
کی نسبت عدم دیانتی کا گمان ارباب کمیٹی وغیرہ فرقہ انگریزیہ کو ہوا تھا بعد تفتیش اور تحقیق کے کچھہ بہی امر
خیانت کا غیر دولتخواہی اور حسن اخلاص کسی پر ظاہر نہوا یہ سلوک نالایق جو اوسکے نسبت ہوا نہایت بیجا تھا اور
خلعت فاخرہ و نیز جواہر دیکر بدستور سابق شریک کونسل عظیم آباد کرکے رخصت کیا اوسی زمانہ تک ہوشیار جنگ کار
عظیم آباد سے موقوف ہوکر کلکتہ آیا تھا اور اوسکی جگہ بہی مرشد مقرر ہوا تھا مہاراجہ شتاب رای فرط غیرت اور
اختلاف آب و ہوای کلکتہ سے بیمار ہوا ضعف معدہ کے آثار پیدا ہوئے رفتہ رفتہ اسہال ہوگیا جب کلکتہ سے رخصت کی اکثر
عظیم آباد پہونچنے تک بمقتضای اتحاد اور بعض اہالی ہر دو ان سے بطرف اقتدار استقامت پا اور بہادگل لوگ پیشوا استقبال کو
آئی مہاراجہ نہایت ضعیف اور حقیر ہوگیا تھا گھر پہونچکر انگریزونکا جسقدر رواج تھا اوسیقدر بیتابی ہوا تھا اور حق یہ ہے
تھا کیونکہ نوکری اور رفیقی مین انگلشیونکے ساتھہ اس شخص کے برابر کوئی دوسرا نہ تھا مظفر جنگ کی رہائی بہی اسکی بعد ہوئی جسکا بیان کیا جایگا

انتقال کرنا مہاراجہ شتاب رای کا دار فانی سے عالم جاودانی کو

جب راجہ شتاب رای عظیم آباد آیا بمقتضای غیرت اپنی جان سے بیزار تھا اور قضا بہی نزدیک آئی تھی مرض اسہال سے

کثرت کی اور بہر ہزتوٹ کیا ہون مزاجی سے نفع اور نقصان کا امتیاز جاتا رہا چنانچہ مولوی فیض علی طبیب کہ جو بالفعل عظیم آباد مین بے نظیر ہین متوجہ معالجہ ہوئے اور کچھ آرام بھی اوسکی حسن تدبیر سے معلوم ہوا بعض خوشامدگویان ناحق شناس نے اونکے مشورہ مین فقیر کو جملہ نقصان ہوشیار جنگ سے ظاہر کرتے تھے اور اوس زمانے مین فیض علی میری رفاقت مین تھا لہذا واسطے اظہار خیرخواہی کے طبیب مذکور کے معالجہ سے مانع تھے بعد ازان جب کہ اضطراب سے رجوع ہوا اور واسطے مجہول الاخبار کو لیا تو سے ہوا اونکے تبعیت مین طبابت منع کیا اور اوسنے بھی اپنا نقصان اور فایدہ نہ سمجھا چند روز ترک دوا کیے طبیعت پر چھوڑ دیا بعد ازان کونسل کی سماجت سے ڈاکٹر کو معالج بنایا ڈاکٹر نے تنقیہ معدہ کا مناسب سمجھا مسہل تجویز کیا معدہ نہایت ضعیف ہو رہا تھا اب اور بھی ضعیف ہوا قوت ماسکہ اور ہاضمہ کی بالکل زایل ہوئی —

عماد الدولہ مسٹر ہسٹنگ کا جانا بنارس مین واسطے ملاقات شجاع الدولہ اور انتظام عظیم آباد کی اور سپاہ ننگ لوٹ جانا کلکتہ کو

بعد ورود راجہ شتاب رای کے عماد الدولہ بہادر بنا بر ملاقات شجاع الدولہ کے عازم بنارس ہوا اور پندرہویں ربیع الثانی کو مرشدآباد آیا اور ماہ مذکور کی آخر ماہ جمادی الاول کے شروع ۱۲۰۰ ھ ہجری کو عظیم آباد پہونچا چاہتا تھا کہ مہاراجہ مذکور کو ہمراہ لے اور وہان سفر آخرت کی دہن لگی ہوئی تھی عذر بیماری کا کہلا بھیجا گورنر وزیر عظیم آباد مین رہکر بنارس گیا اور شجاع الدولہ سے ملاقات کی اور راجہ چیت سنگہ ولد راجہ بلونت سنگہ زمیندار بنارس کی ملاقات جسکے باپ کو مرے چند روز ہوئے تھے شجاع الدولہ سے ملاقی ہوا اور بنا راج کا اوسکا استحکام دیکر رخصت ہوا اور تنبیہ معاودت عرض کیا اسی عرصہ مین آخر شہر جمادی الثانی سنہ مذکور کو راجہ شتاب رای نے اس جہان سے کوچ کیا اگرچہ اسکو اور نیز اسکے لڑکے کے عقاید ہنود کے مطابق نہ تھے بلکہ حضرت اسلام کی طرف زیادہ تر مایل جیسا کہ تھا بنا بر رسم قوم ہنود کے اوسکو جلا دیا گورنر عظیم آباد پہونچا اور چند ایام بنا بر رفع بدنامی کے کہ شتاب رای کو سزا قید نہ پائی جائے راجہ کلیان سنگہ ولد راجہ شتاب رای کو اگرچہ لیاقت اس منصب کی بسبب کم سنی کے نہ رکھتا تھا باپ کی جگہ مقرر کیا اور جاگیر اور درماہہ بحال رکھا علاوہ اسکے کسیقدر واسطے اسکی مان کے بھی زیادہ کیا لیکن پچیس لاکھ روپیہ درماہہ نظامت جو اوسکے اختیار مین تھا موقوف کر کے اسکا سند دولت اختیار کو نسل مین رکھا اور لوگون کی تنخواہین قرار جداگانہ مقرر کردین

راجہ شتاب رای کے بیٹا ہونے کا بیان

یہ شخص قوم کایستہ سکسینہ سے تہر والا شاہ آباد کا تھا مصاحب الدولہ ولد محمد امین خان عمدۃ الملک امیر الامرا

نمک پروردہ ہے اور آقا سلمان گرجی کے ملازمان مین سے ہے گرجی مذکور صمصام الدولہ کا غلام اور اوسکی گھر کا معتمد علیہ
اور میر سامان تھا اول یہ شخص کم تنخواہ پر نوکر ہوا آخر کار اپنی حسن کارروانی اور نیکو خدمتی سے اپنے آقا سلمان کے گھر کا مدار المہام
اور صمصام الدولہ کے سرکار مین صاحب اختیار ہوا جب صمصام الدولہ جان بحق ہوا اور شاہجہان آباد مین انقلاب بسیار
پیدا ہوا اسنے اپنا رہنا وہان نامناسب دیکھا دیوانی صوبہ عظیم آباد کی مع محالات جاگیر اپنے صاحبزادہ کو جو کہ پرگنہ پلیچ
اور مالدہ مین تھی لیکر اسطرف آیا اور حسب مذکور بالا اسکے صاحب اختیار ہوا نہایت ہوشیار متصدی معاملہ دان چیزوں قیمتیہ
اکثر اوصاف سے موصوف تھا بندہ کی دانست مین کل رؤسای پلیچ اور ہندوستان سے جو اس زمانہ مین موجود تھا
اور باوجود متصدی گری کے شجاعت و دلیری سے بھی خالی نہ تھا اور باوجود کمال عروج اور تقرب وزیر و شاہ مطلق
نخوت نہ رکھتا تھا ہر ایک شخص اور شریف کے ساتھ نہایت تواضع اور فروتنی سے پیش آتا تھا ہر ایک کا مطلب بآسانی
حاصل کراتا اگر کسی کا مدعا مخفی ہوتا اوسے زبانی تقریر سے کہ حسن کے ساتھ رخصت کرتا اور باوجودیکہ کثرت کار سرکار
سے ایک تلث رات گذرنے تک فرصت نہ تھی مگر کبھی دلشکستہ نہوتا اور کبھی کوئی سخت کلمہ اوسکی زبان سے نہ سنا گیا اور چیزوں
جزرسی اور قدر قیمت شناسی ہر چیز کی نہایت مدرک تھا اور ہر قیمتی جنس جو ہر ولایت کی ہر ایک کو موافق مرضی اسکے لیتا تھا بقدر
معاش نہایت بہ سہولت تھا جنس وغیرہ دور دراز سے جہان کیفیت بہتر آتی تھی منگوایا کرتا تھا اور مجرد آنے صاحبان
ناموس کے اونکی مہمانی مین مصروف ہوتا اور شادی وغیرہ مین جب لوگونکی ضیافت کرتا تھا اوسکا دسترخوان
رونق مقابلہ رکھتا تھا خود بھی حاضر ہوکر علاوہ طعام خوش غذا چاشنی شیرین زبانی کا ذائقہ چکھاتا تھا شرم حیا
اسقدر تھی کہ اوسکے مقربین نے بھی کبھی نہ دیکھا اور نہ مطلع ہوئے کہ کسوقت اپنی معشوق کے پاس گیا اور کب
برآمد ہوا اس شخص کو ایک اپنی ہمقوم عورت سے نہایت تعشق تھا اپنی بی بی سے جو راجہ کلیان سنگہ ہوانی سنگہ
کی مان تھی کچھ تعلق نہ رکھتا تھا اس اقامت گاہ سے دور اوسکو علیحدہ ایک مکان دیا ہوا تھا اور سالہاے دراز بسر ہوتا
تھا لیکن اوسی طرح سے کہ کمتر کسی کو اطلاع ہوتی اکثر لوگ صاحبان عمدہ انگلشی سے موافق ہوکر کار تجارت کمپنی مین
مشغول ہوکر برسون عدو رہا اور جب کچھ اتفاق ہوا اونکے اپنے منہ کی کھائی اور آخر اسی کی حمایت سے
بچے تھے جو شخص شاہجہان آباد سے آتا تھا ہر صورت اوسکے ساتھ رعایت کرتا چونکہ خرچ زیادہ تھا اسلیے اسطرح
قلیل سا روپیہ مقرر تھا اور باقی روپیہ مین اختیار تصرف نہ تھا اگر ممکن ہوتا کسیقدر اوسکا درماہہ مقرر کردیتا کہ ماہ
بماہ اوسکو ملا کرتا تھا در صورت عدم امکان کے کارہاے معین پر تعینات کرتا اور وہان سے کچھ حاصل کرا دیتا
اگر یہ بھی نہو سکتا اپنے پاس سے زاد راہ دیکر رخصت کر دیتا شیخ شرف الدین محمد پوتا شہید اول شیخ سعید شہید محمد مکی اعلی اللہ
درجتہم فاضل متبحر تھا رہنے والا تھا بوجہ احتیاج اور ہندوستان کو امرا کی بخشش کا حال سنکر اسی برس کی عمر مین بنگالہ
آیا اور قریب ایک برس کو مرشدآباد اور ہوگلی مین بسر کرتا رہا باوجودیکہ نایب اور ناظم دونون حضرت سلمان اور زردار تھے

پہر کچہہ بہی اوسے نظر کی لاچار شیخ جی اودہ اور لکہنو اور آلہ آباد کو عازم ہوئے اور پہر ہماییسی عظیم آباد کو گئے کسی تقریب
کی بہی ملاقات اوس بزرگ سے ہوئی اور بندہ نے اوسکی ملاقات تقریب مہاراجہ شتاب رای سے کی باوجودیکہ بیمار وتہا
مگر بجبر و استماع احوال بلا تعصب سوار ہوکر اوسکے پاس آیا اور مع دو ایک خدمتگار اور میر قوام الدین خان کے اوسکی حضور مین
جاکر سلام کیا ہر چند شیخ جی نے مسند پر بیٹہنے کو کہا مگر شاید ادب کی راہ سے مسند پر تو نہ بیٹہا مگر گوشہ گیر ہوکر بیٹہا اور تہوڑی
دیر کے بعد وعدہ ضیافت لیکر واپس ہوا جس شام کو وعدہ آنے کا تہا مسند تکلف بچہائی اور خود جاکر گوشہ سقیفہ پر بیٹہا اور
لوگونکو کہہ دیا جب تک وہ یہان رہین تم لوگ نہ آؤ بعد نماز مغرب یک بندہ کے ہمراہ آیا مہاراج نے زینہ تک استقبال
کرکے مسند پر بیٹہایا بکمال خوبی باہم گفتگو ہونے لگی شیخ مذکور نے خوش ہوکر کہا کہ ہم جاتے ہین حق تعالی تجہہ اخلاق کو
تعین دیا ہی کل مسلمانونکو عطا کرے جو کہ اسکی زبان عربی تہی مہاراج جی نہ سمجہتے تہے بندہ نے ترجمہ کرکے سنا دیا
مہاراج مذکور نے اپنی عدم لیاقت کا اقرار کیا اور دو خوان پارچہ عنایت کئے اور بعد رخصت کسی معتمد کے ہاتہہ ایکہزار روپیہ
کا توڑہ بہیجا کہ بندہ سے پوشیدہ شیخ جی کے حوالہ کیا ایکمرتبہ ایک شخص مہاراجہ شتاب رای کے آشنایون مین سے جو کہ
منجملہ اقربای راے رایان ناگرمل دیوان خالصہ بادشاہ ہندوستان سے تہا بتقدیم رسم گیا جو نا ہے ہنود مین بعد وفات
والدین کے رواہی عظیم آباد ہوا بوقت رخصت خط سفارش کے درخواست بنام راجہ شتاب رای کے کی ناگرمل نے کہا کہ تمہین
بہی وہ پہچانتا ہے اور یہ کام ہمارے گروہ مین عمدہ ہے یقین کہ کچہہ قصور نکرے اور مجہے خیال ہے کہ میری تحریر سے خلل ہو
کیونکہ اوسکی القاب لائقہ حال کی لکہنے سے مجہے عار ہے اور اگر قرینہ سابق سے لکہون وہ رنجیدہ ہوگا چونکہ مہاراجہ شتاب رای
ہر ایک جگہہ کے اعیان وارکان وبزرگان سے مستدعی رہا کرتا تہا کہ جہان جو امر قابل اطلاع ہو وہ کرین اور
بلا جبر ونقصان کے تحریر کرین اور ہر ایک کے ساتہہ اوسکے عوض مین خدمت واجبی ماہواری کیا کرتا تہا یہ خبر بہی
اوسکو معلوم ہوئی بعد ملاقات کے اوسنے اشتکار کیا کہ آپ سا دوست تشریف لاوے اور راے رایان دو کلمہ خیریت فرح سے
ہمکو یاد نکرے مقام عبرت ہے اوسنے کہا چونکہ مجہی سے خدمت مین بندگی تہی حاجت تحریر تہی شتاب رای نے
جواب دیا ایسا نہین ہے چونکہ وہ بہی مرد ہوشیار تہا سمجہہ گیا کہ اصل مطلب سے مہاراج آگاہ نہین اوسنے کہا بس مہاراج
پر خود ظاہر ہی حاجت اظہار نہین بعض مقربین نے مانند راجہ خیالی رام اور میر قوام الدین خان کے جو حاضر تہے اس
معاملہ کو سمجہے بعد جانے اوسکے کے دریافت کیا مہاراجہ نے جو کچہہ اخبار سے معلوم ہوا تہا اظہار کیا اور کہا انشاء اللہ
اسکا تدارک بخوبی کرتا ہون مگر یہ بہی کسی نے نسمجہا کہ اصل غایت کیا ہے جس وقت کہ وہ رخصت ہوا تو افصح لائق
راے کے ناگرمل کے نام باوجود بخیر ضی عرضی نہایت فروتنی مین لکہی بدین مضمون کہ عنایتنامہ والا کا اصدار ہونا موجب
افتخار فدوی ہے بمقدار ہی امید اشفاق بزرگانہ سے یہ ہے کہ دور افتادگان حضور کو بامر اور رقعہ جات یاد فرمایا کرین اور تحفہ جات
قیمتی دس بارہ ہزار روپیہ کے مانند عطر اگر اور قسم لباس سفید بنگالہ اور دندان فیل ہیرا پارچہ پلنگ اور ولائتی گہڑیان اور

شمعدان بلورین اور آئینۂ کلان وغیرہ نمونہ فرنگ اوسی مصاحب کے ہمراہ ابلاغ کیے تاکہ مل اس گفتگو اور سلوک
اور تحریر کے ملاحظہ سے نادم ہوا اور درجواب معذرت تحریر کی اور اپنی مجلس مین کہتا تھا کہ اس عزیز نے اپنی فراست ہی
اور تمیز سے باوجود بعد مسافت کی مجکو خجل کیا آخر سنہ ۱۱۸۳ ہجری مین دو تین برس کی لغایت قحط و غلا کی شروع ہوکر اواسط سنہ ۱۱۸۴
ہجری تک گرم رہی شتاب راے نے نہایت غمخواری کل اعزہ اور غربا کی فرمائی بدین تفصیل کہ جس سال یہ بلا ظاہر
ہوئی بنارس مین کسیقدر ارزانی تھی تیس ہزار روپیہ اس کام کیواسطے مقرر کرکے ملا خان ملازم کو حکم دیا کہ مہینے مین
تین مرتبہ دس دس روز کے بعد بنارس سے غلہ خرید لایا کرین جب عظیم آباد مین آوے وہین کے نرخ سے یہان بھی
فروخت کرین اسی طور سے جب تک قحط رہا خرید فروخت غلہ کی جاری رہی جن لوگون کو خریدنے کی طاقت نہ تھی اونکو
لوگونکو باغ مین تین چار مقام بطور قیدیونکے رکھا ہر جگہہ پیادہ اور داروغہ اور عملہ مقرر کیا اور پختہ کہانے اور جنس غلہ
مع ظروف گلی اور ہمیشہ بٹتی تھی اور چند خرچ مرہ فی نفر واسطے خرید تمباکو و بنگ افیون وغیرہ کے جسکو جسطرف میل ہو
ہر روز مقرر کیا بلاناغہ ہر روز ملا کرے اس حال کو دیکہکر بہی انگلشیون اور رئیسون نے بہی ایک خیرات خانہ مقرر کیا
اور اسی ترکیب سے ایک خلق کثیر جانبر ہوئی مرشدآباد مین ان باتون سے کچھہ بہی ظہور نہوا بلکہ کہتے ہین کہ باوجود اہتمام
مظفر جنگ کے بعض اوقات مین غلہ محض نایاب ہو جاتا تھا اور عمدہ لوگ باسید میر سلیمان خانسامان وغیرہ کے
جو اس کام پر مامور تھے اول تو انتظام نہین کرسکتے تھے اور اگر اچہا تاکہین سے غلہ ہاتھہ لگا سرکاری پیادون کی
معرفت روانہ کرتے تھے مظفر جنگ کے مقرب خصوص راجہ امرت سنگہ جو اپنے آقا کے ساتھہ معشوقانہ ناز رکہتا تھا سپاہیون
سے وہ غلہ چہین کر اپنے گہر مین رکہتا تھا تاکہ زبردست لوگ زبردستونسے چہین لیجاتے تہے اسکا تدارک کوئی نکرسکتا تھا
اسکا بہی جواب مظفر جنگ سے کمیٹی مین طلب ہوا تھا واللہ اعلم ہر سال ولایتی میوہ سوداگران میوہ فروش
کی وسیلہ سے لیکر واسطے روساے انگلشیہ اور عظماے بنگالہ کے بہیجتا تھا اور عظیم آباد کے مشاہیر اور عمدہ لوگونکو دو دو تین
تین بہیجا کرتا تھا جب دیکہا کہ اکثر اسطرح بہیجے محروم رہتے ہین علاوہ اوس مقرری کے تہوڑا سا روپیہ اور میوہ فروشون کے
نام مقرر کیا کہ اونکا میوہ الا کہ بازار مین بیچین جسکا دل چاہے وہ خریدے اوسکا باقی ماندہ آپ لے لیتا تھا تاکہ
میوہ فروشون کو نقصان نہو اور بعض قوم اہیونکو شاہجہان آباد اور لاہور سے روپیہ بہیج بہیج کر طلب کیا اور انہیں
عظیم آباد مین اونکو ٹہرا کر حکم دیا کہ جس جگہہ زمین لائق دیکہو وہان تخم افشانی میوہ جات کی کرو تخم سردہ اور خربزہ
وغیرہ ترکاریون کا لکہنو اور اکبرآباد اور کابل سے منگواتا تھا اور اوسکے ہمراہ لوگونکو بہیجا کرتا تھا انگور فشکرا اور
کو کہ شاہجہان آبادی اوسکے عہد سے ہونے لگا اب نہایت افراط سے ہوتے ہین انگور خوش مزہ کبہی روپیہ کا تین سیر
اور کبہی دو سیر اور کبہی چار سیر بکتا ہے ملتا ہے اور کبہی کبہی بازار مین بہی آتا ہے عقیدہ مسلمانی بہی رکہتا تھا خصوصاً
تعزیہ حضرت سید الشہدا امام حسین علیہ السلام کا بال عزت سے اوٹہاتا تھا اور گیارہون ماہ رمضان کو جو دن شہادت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کا ہے

پکار کر نیاز و لا الٰہ کو قسیم کیا کرتے یعنی بین اکثر اوسکی زبان سے علی کا نام نکلتا تھا قسم بھی اکثر واللہ باللہ کی کہاتا تھا سال مین ایک مرتبہ حضرت
شاہ مردان علیہ السلام کا دسترخوان نہایت تکلف سے کرتا کسی نے ایک دن کہا کہ انتظار نشان ہوگا کہ تاب یا کسی چیری خیر کیون نہین
کرتے اوسنے جواب دیا کہ ظاہر ہونا اس قسم خوارق عادات جناب شاہ ولایت سے دور نہین اور نذر کا قبول معجزہ طلب نہین کرتا ایسے
امور کے پیچھے پڑے مجھے اپنی اعتقاد سے غرض ہے دوسری یہ کہ ایسے کامو نمین کسی کا اوس حضرت پر سلوک ہتا کرنا سر بعدم احتیاط
و بے ادبی کا نشان ظاہر نہو پرے اسواسطے راہ طعنہ کی ہوگی کہ اس ہندو نے اپنا سمجھا کہ شاید انکی نشان کا تابع ہوا ایک روز
واسطے استقبال جنرل اسمتھ کے بمقام باہرہ کو جاتا تھا سکندرہ پور مین بطرف پشت تہانہ وہانکے جو مکان معروف خیمہ گاہ وارد ان
کا ہے خیمہ گاہ اوسکا ہوا صبح کو جب گھوڑا سوار ہوکیا در خیمہ پر حاضر ہوا ملازم اور ہمراہی راستہ کے دونون طرف صف بستہ با سلام حسب ضابطہ
استادہ تھے بندہ مورخ خیمہ مین جا کر اوسکے ہمراہ بر آمد ہوا مہمان تھانہ مذکور نے عرصہ خالی پایا فرصت دیکھکر جس وقت وہ
سوار ہوا چاہتا تھا عرض کیا کہ یہ جگہ مہادیو کی ہے اور آج پورنماشی روز حضرت ہے ہم لوگون کو کچھ ملا چاہیے
جواب دیا کہ جو کوئی اس مکان کی زیارت اور اس آستانہ کی خدمت کو آیا ہو اوس سے سائل ہو مجھسے کچھ غرض
نہین باوجود بہت سے کے ایک جنبہ دیا اور سوار ہوکر اپنی راہ لی اور پھر دیکھا کہ فقرا ہندو آثنا ے راہ مین سائل ہوئے مگر محروم
گئے اور فقیر مسلمان نے تصدق حضرت علی سوال کیا ایک روپیہ دیا اوسکے رفقا ے محرم راز سے دریافت ہوا کہ اکثر اوقات اور
کلکتہ کے سفر مین ہجوم تہانہ کا راہ مین سے بعض رفقاء ہمراہی مستعد زیارت پرستش گاہ مذکور کے ہوئے تھے مگر
یہ معذرت خواہ ہوکر سو دو سو روپیہ پرچہ کر رخصت کر دیتا تھا کہ میرے طرف سے بھی تم زیارت کر لے آنا اگرچہ حویلی نہایت تکلف
سے اپنے واسطے ہوائی لوگون نے کہا کہ جاگیر خیر مہمان کو اس مکان مین تکلیف الطعام دینا چاہیے جواب دیا کہ میر اکبر نا پاک ہوگا
اگر ضرورت ہو تو روپیہ لے لو گھر کا کنارہ بھیجا ضروری کر دو ایام قحط مین جا بجا خاطر ملیہ ہے اور براہمن کبھی پاس اور سر دار
کو کسی برہمن کے پاس گیا اوسنے راجہ کا آنا اور اوسکا انتظام علیم سمجھا بنا بر یہ دیا تھا [illegible] سے کہا کہ ہمارا
آپکے طالع کو بموجب بندہ نے ایک نام تجویز کیا ہے جسکا وظیفہ آپ کیا کرین راجہ نے کہا ایک ورد کرتا ہون یہی
وہی کافی ہے اوسنے پوچھا کہ وہ کیا ہے راجہ نے کہا اللہ برہمن نے براہ آمیزش جواب دیا کہ رام اور رحیم مین کچھ فرق نہین
اوسنے کہا ہے لفظ رام مین تولد ذات کا توہم ہے اور اللہ مین تنزیہ ہے اور الوہیت کسی کی نہین ایسے طریقون سے معلوم
ہوتا ہے کہ مہاراجہ اعتقادات ہنود سے سروکار نرکھتا تھا واللہ اعلم لیکن چونکہ مراعات یار و آشنا کی منظور تھی تو کسی کے
مال و چیز مین بنا بر حفظ اسنے آبرو کے دخل نہین کرتا تھا اور زر خاص اوسکے خرچ کو وفا نکرتا تھا کیونکہ بعض اوقات
زنگا نیون کو بھی رعایت کرنا ہوتی تھی اکثر جہان ایک یا دو نفرا کا کام ہوتا دس دس نفر بھیجتا اور اوسکی حاصلات کو
نہایت کم داخل دفتر کرکے باقی اپنے جود و عطا کہتا وہ ہم یہ کہ ارباب جاگیر اور املاک سے بہانہ کرکے کہتا تھا کہ فلان
انگلشی تمہاری سند دیکھا چاہتا ہے اور جس کسی سے رعایت منظور ہوتی ہر ایک کو کلا سے اسناد اور وثایق طلب کرکے

حوالہ کسی اپنے متصدی کے کرکے جبر و تعدی سے بلا سبب کسیقدر روپیہ بقدر حاصل ہر ایک سے لیتا جب
اسیطرح سے روپیہ حاصل ہوجاتا اوسی شخص واجب الرعایت کو دیتا بہرحال خوشنودی اشخاص مذکور
منظور تھی غضب خدا کو یہ اس امر کے سہل سمجھتا تھا تصدیق ہوا کہ مہاراجہ سیتاب رائے نے اپنی آنکھوں
سے ملاحظہ کیا کہ جو کوئی شخص ناحق خلق خدا کو رنجیدہ کرتا اور یہ دیکھتا کہ ناحق اس بیچارہ کو ستاتا ہے اور اوس سے
مروت ہوئی کچھہ نہ کہتا اور بعدہ اوسکو کسی بہانہ سے اپنے پاس بلاکر زر بلا سے بیشمار سے مالامال کر دیتا

رہائی پانا محمد رضا خان مظفر جنگ کا اور بسر کرنا ایک مدت کلکتہ میں بذریعہ امیدواری اور آخر لاچاری میں راضی ہونا

مظفر جنگ اس دار و گیر میں نہایت مضطر اور بیبس ہوگیا تھا کیونکہ اکثر عملہ خائن اور خود بھی بیخبری کی وجہ سے
کسیقدر متہم تھا امرت سنگہ اوسکا دیوان نہایت بے شعور اور کاغذ فہمی سے نہایت دور اور لوگ اسکی زشت خوئی
سے گریاں تھے اسوقت میں ہر ایک نے اپنی راہ لی امرت سنگہ نے بحیلہ اور تخویف اظہار بعض اسرار کے فارغخطی لیکر
کسی مکان میں واقع کلکتہ جا بیٹھا مگر علی ابراہیم خان بہادر نے باوجود عدم اطلاع کاغذات معاملات سنوات پیر
نوکری کی شرم سے کمر ہمت چست کی اور تھوڑی مدت میں ہر ایک دقیقہ اور ہر قسم کے کاروبار سے ماہر ہوکر
متعہد وکالت ہوا اور نند کمار کے سوالات کے جوابات کا بھی متعہد ہوا اور اوسکی کینہ وری سے نہ ڈرا اسقدر یہ
سے سنا گیا کہ بہت عمدہ عمدہ جوابات بجز تسکین دیگر ہر ایک کا منہ بند کر دیا سامعین کو بجز تحسین و آفرین
کے کچھہ کہتے نہ بنا اور مظفر جنگ نے اسکی تقریر کے بدولت پچیسویں ربیع الاول سنہ ۸۵ ہجری کو رستگاری
پائی اور دوسری ربیع الثانی سنہ مذکور کو اوسکے دروازے سے پہرے اوٹھائے گئے مظفر جنگ
اس امید سے کہ شاید بمانند شتاب رائے کے بدستور شریک کونسل مرشدآباد ہو کلکتہ میں
مقیم رہا اور مفت خوران کلکتہ نے جنمیں اکثر عملہ بعض اصحاب انگلشی کے کونسل کا ہے اسکو دام
فریب میں پھنسا کر ہر روز ایسے کلمات سے خوش رکھتے تھے کہ آج فلان صاحب ایسا کہتے تھے اور کل ایسا
فرماتے تھے فلانے کو ولایت سے یہ خبر آئی ہے اور فلانے نے فلانے سے ایسا سنا ہے مظفر جنگ ایسے اخبارات کو
سنکر امیدوار ہوا اور مخبروں کو اپنا ہوا خواہ سمجھکر اونکے حسب اشتعار اکثروں کو روپیہ بھی دیا اس
سبب سے زیر بار اور مقروض ہوا اور اوس زمانہ میں سمجھول نواب سفر بیت اللہ کے کلکتہ آکر مظفر جنگ
سے متوقع اعانت چاہتا تھا مگر اوسے توفیق نہوئی تھی صرف اس امر کا تھا کہ بندہ کی جاگیرات اپنے عامل
بجاگیر کے سپرد کیے اور اوسکا عامل میرے قرضہ کا عامل سے ضامن ہوجائے اور میری مصالحت

جاگیر سے اوسکو دیوے اور زر ریاست فاضل دیوان امانت رکھے تاکہ مہاجن کو قرض باقی نہ رہے اوسی
زمانہ مین کہ بندہ پیشکار رہ بیس دن کلکتہ مین رہا اور مظفر جنگ کی صحبت مین تھا بندہ نے اوسکی زبانی
سنا کہ ہر دو گھڑی مین علی ابراہیم خان کی مدح کرتا تھا اور کہتا کہ اگر تمام عمر اس محسن کی شکرگذاری اور خدمت کرون تو
عہدہ واجبہ سے باہر نہین ہوسکتا ہون اور انشاء اللہ تعالی ایسا ہی ہوگا اکثر قبلہ کہتا تھا اکثر کہتا کہ اگر ہم رفقا
لاکھون خوردہ ونوش کرسکے پہلے سے اگر احسان ہے تو علی ابراہیم خان کا ہے سو درم ناخریدہ ہون اسکا غلام ہو
میرا باپ اور بھائی ایسا نکرتا جو اس سے ظہور ہوا کہ عام صحبت مین مردم شہر لحظہ اوسکا دم بھرتا تھا —

آنا جنرل کلاورن اور کرنل منسن اور مسٹر فرانسیس رؤساے کمیٹی اور گورنر سے منافقت ہونا اور بارول کا گورنر سے اتفاق

مظفر جنگ اپنے حصول تمنا کی انتظار مین تھا کہ جنرل کلاورن اور کرنل منسن اور مسٹر فرانسیس باہم بدار الہام
کمیٹی اور نیز واسطے تحقیقات معاملہ گورنر ہیسٹنگز اور مسٹر بارول کی بادشاہ اور کمپنی کی طرف سے اواسط شعبان
١١٨٨ ہجری مین پہونچے دو آدمی یہان کے سردار دونین ایک گورنر اور دوسرے مسٹر بارول منجملہ کمیٹی کے
رہے کیونکہ وہ تینون فرستادہ بادشاہ اور کمپنی کی بنابر تحقیقات تقصیر گورنر کے مقرر ہوے تھے اور جنرل کلاورن
ولایت کے اہل دول اور بادشاہ انگلنڈ کی ملازمین مین تھا اور کرنل منسن امیر ریاست کل فوج کا بعد
وصول جنرل کلاورن کے مرتبہ گورنری پر رکھتا تھا اور مسٹر فرانسیس دوسرے درجہ جنرل کلاورن پر باہم متفق
تھے عجیب طنطنہ اور دبدبہ رکھتے تھے ہنگام ملاقات نذر تک سے جو کہ ضابطہ ہندوستانی ہے نہین لیتے تھے حتی کہ
ڈالی بھی رد فرماتی تھے گورنر کے معاندون کو باخود موافق کرلیا چنانچہ نندکمار کو جو شمس الدولہ اور لاٹ کلیب
اور نیز اسوقت مین عماد الدولہ مسٹر ہیسٹنگز کا مغضوب النظر تھا مقرب بنایا اسکی وسیلہ سے اکثر لوگ لالچی
فسادی بامید اقتدار اصحاب ثلثہ مذکورہ سے متوسل ہوے اور تحقیقات امور مخفی کی شروع ہوگئی اور
ان پانچ آدمیون مین ناچاقی صحبت اور اختلاف رائی کمال درجہ کو پہونچی سخت تشویش طرفین کے
متوسلون کو ہوئی حتی کہ فیمابین جنرل اور مسٹر بارول کی طمانچہ بندوق سے حسب ضابطہ خانہ جنگی ہوئی دونو
آخر کو یعنی گورنر اور بارول یکدل رہے اور تین آدمی ایکطرف جنرل کی طرف بسبب کثرت اصحاب کی جو تین آدمی
تھے گورنر سے جو دو نون تھے غلبہ ہوا اکثر امور موافق راے طرف جنرل کی کئی جاتی تھے چنانچہ گوران نام ایک انگلشی صاحب کلان
مرشدآباد اور مسٹر مدلٹن صاحب کلان عظیم آباد اور فوک نام صاحب کلان بنارس اور مسٹر بریستو صاحب کلان لکھنؤ جنرل کا
کی تجویز سے مقرر ہوے اور بہار [illegible] الدولہ [illegible] بیگم [illegible] حاضر ہو کر گوران کو ملازمین [illegible] توسل
جنرل [illegible] ربیع الاول ١١٨٩ ہجری کو [illegible] اور [illegible] منی بیگم اور [illegible]

خواجہ سرا سے باہر ہوا خواجہ سرا سے مذکور کا تغیر ہوا لیکن چونکہ منی بیگم زردار اور مقتدر ہو سکتا ہے ہمیشہ
مبارک الدولہ بطمع وراثت اوسکے اختیار مین رہا اور وہ یون کہتی ہے کہ اگر مجھسے ٹیڑہی پڑے اپنے
مال و زر فقرا اور تمہارے بیگانون کو دیتی ہون فی الحقیقت مبارک الدولہ کا یہ حال ہے نہ تو کوئی
اوسکی سطوت سے ڈرتا ہے اور کوئی اوسکی دولت سے توقع رکھتا ہے اور وہ بھی چندان امور دنیاوی
سے توقع نہین رکھتا جس سے لوگون کو اندیشہ ہو لہذا جو شخص جو چاہتا ہے سو کرتا ہے اوسکو کسی سے
تعرض نہین بجز اپنے مصارف کے کچھہ نہین چاہتا اسی وجہ سے اب تک منی بیگم کا تسلط بدستور اور
نیابت نظامت کی اغلب اوقات انقلاب مین ہے اسی سال مین اونتیسوین ۲۹ جمادی الاولی
کو میر محمد حسین فاضل جو کہ نہایت تیز طبع زود فہم ہے بشوق تحصیل علوم ہمراہ مسٹر الیٹ کی انگلنڈ
کو روانہ ہوا اور اکثر تحقیقات علوم کی کرکے خصوص علم ہیئت اور مفردات اور مرکبات ادویہ خواص
اکثر اشیا اور معرفت اجرام علوی جیسے کواکب و افلاک اور بعض صنایع دیگر مانند تشریح ابدان وغیرہ کے جسقدر مدت
قیام مین میسر آیا تحصیل کرکے اور اوسکا ترجمہ کرکے ۱۱۹۲ھ ہجری مین واپس مرشدآباد آیا اور
یہان لوگون سے ظاہر کیا امراے نادر روشناس سے کسیکو توفیق نہوئی کہ تھوڑا سا روپیہ
خرچ کرکے اپنا نام مشتہر کرے اور وہ شخص اون علوم کو اسکے نام سے صفحہ روزگار مین
پایدار کرے گورنر بہادر کہ جو کہ شعور و ہوشیاری اور دانائی اور کارگذاری مین نادرہ روزگار تھا
تسلیم و اغماض سے کارفرما ہوکر ضروریات مین توجہ نامناسب جانی ارادہ کیا کہ اول اپنی برطرفی کا
کرکے جنرل کی نادانی ظاہر کرے اور ان باتون کو جو ان کی تحقیق مین نندکمار کو سزا دے بعد ازان تدارک بھی کیا
کرے اور امور پرداخت جنرل کو درہم کرے لہذا مدت تک جنرل کی جوابدہی کرکے راستی اور نفاق کی درستگی کا

معارضہ کرنا نندکمار کا گورنر ہسٹنگس بہادر سے اور سزا پانا

بعد ازان اکثر عیوب نندکمار کے آشکار کرکے ثابت کیے منجملہ اوسکے چند عیب تھے کہ یہ شخص
ہر ایک کے دستخط کرتا ہے اور ہر ایک کے نام کے مطابق مہر اپنے پاس رکھتا ہے اور تمسک
اور خطوط جسکے نام جس قسم کا چاہتا ہے درست کرتا ہے اور منجملہ تمسکات کے ایک تمسک
مہری بلا قید اسطرح کا تھا جسکا روپیہ سرکار کمپنی سے لیکر تصرف کر لیا تھا ان امورات
کی تحقیق مین گران جوری مقرر ہوئی گران جوری اسکو کہتے ہین کہ بارہ ۱۲ آدمی معتمد انگلشی مقرر
ہوتے ہین اگر مدعا علیہ اوسکو قبول نکرے تو دو مرتبہ اوسکے انکار سے بدلے جاتے ہین پہلے تیسری
مرتبہ پھر کچھہ انکار و اقبال نہین سنا جاتا بارہ ۱۲ آدمی ہوتے ہین لاجرم یہ مقرر ہوا کہ تجویز کرین

اوراوس وقت کوئی اون سے نہین مختلط ہوسکتا کہ مبادا کچھہ لالچ دیکر سے رہائی کراوے
القصہ یہ گران چوری مقرر ہوئی مدت تک گرم بازاری رہی تا آنکہ نندکمار واجب القتل ثابت ہوا
بیچارہ بالکل مقرر وہ وہی خلق تھا اگرچہ وہ ایک لوگون سے احسان بہی کیا تھا مگر عجیب بیباک
خدا نا ترس مردم آزار تھا بہرحال اوسکی سزا مقرر ہوگئی چونکہ جنرل نے اوسکے دلنشین کردیا
تھا کہ کوئی تجھسے کچھہ نہین کرسکتا اگر زہر واثر تک لیجاوین ہرگز خوف دلمین نکلا بہرصورت گورنر کی قصور ثبوت
کرنا علاوہ اسکے خود بہی مزاج مین صلابت رکھتا تھا ثبوت قصور گورنر مین کوتاہی نہ کرتا تھا اور گورنر
اوسکے تقصیرات کا اثبات کرتا تھا ان دونون آدمیون کے سوال وجواب وسخط الکاتبی سے لکہی گئی
جسکی کتاب اس جماعت کے لوگون مین مشہور ہے القصہ جب تقصیر ثابت ہوئی ساتوین جمادی الثانی
سنہ ۱۱۸۹ ہجری کو نندکمار کی جان سے مقررہ پر پہانسی ہوئی اور اوسکا نقد وجنس تعلقہ ہوکر اوسکے لڑکے
راجہ گورداس کے حوالہ ہوا کہتے ہین کہ باون لاکہہ روپیہ نقد اور اسیقدر نقد وجنس حساب مین
آیا اور نندکمار کی بنائی ہوئی مہرین جو لوگون کی طرف سے بنالین تہین برآمد ہوئین —

جنرل کلاورن سے مظفر جنگ کا موافق ہونا اور اوسکا مرشدآباد کی عدالت فوجداری پر مامور ہونا وغیرہ کا بیان

جب جنرل کلاورن کے غلبہ کا آثار پیدا رہا مزاج مظفر جنگ خفقانی کا جو تلون سے خالی نہین تھا
جنرل سے آمیزش کرنے لگا علی ابراہیم خان بہادر مآل اندیشی سے مانع ہو کر کہتا تھا کہ ابہی جسطور سے
گذرتا ہے گذران کرنا چاہیے گورنر نے آپکی آبرو بخشی کا احسان فرمایا ہے احسان فراموشی نکرنا
چاہیئے دیکہنا چاہیے کہ انجام کار کیا رہا اگر جنرل مختار ہوتا ہے تو اوس سے کچھہ بدی نہین کی کہ
وہ دشمنی کریگا بلکہ وہ بہی تمہارے ثبات مزاج سے راضی ہوکر رعایت مناسب کریگا مگر مظفر جنگ
جو کسیقدر خود رائے نا سخن شنو تھا اس مصلحت کی طرف چندان ملتفت نہوا اور جنرل مذکور سے توسل
پیدا کیا گورنر نے اس سبب سے افسردہ خاطر ہوکر اوسی جنرل پر چہوڑا جنرل نے اوسکو واسطے
مبارک الدولہ کی نیابت اور فوجداری کا اسکی جبرگیری اور تدارک قطاع الطریق اور چورون کی
اور انفصال مقدمات فوجداری اور تحریر اور رسائل سے مراد ہے تجویز کی اور بہت سا روپیہ درماہہ
عمال کا مقرر کیا اور نواب کو مع اولاد واتباع کے کونسل سے خلعت دلاکر بیسوین رمضان
سنہ ۱۱۹۰ ہجری مین رخصت کیا دوم شوال کو مرشدآباد آیا ساکنان شہر نے بہرصورت اسکی اطاعت کی

اور وہ فرشادہ دولت پیشکش ہوا دہم ذی الحجہ سنہ مذکور کو اپنے لڑکے محمد زکی خان ولد محمد حسین خان
اپنے بھتیجے کے ساتھ بیاہ دی اور اپنے فرزند کلان بہرام جنگ کو حاجی اسمعیل کی صبیہ سے جو کہ
دونون دختر زادہ رابعہ بیگم کی تھی ۲۲ ماہ مذکور کو نکاح پڑھایا اور ۲۳ جمادی الثانی سنہ ۱۱۹۰ ہجری کو
رابعہ بیگم عطاء اللہ خان کی بی بی حاجی احمد کی لڑکی نے رحلت کی اور اوسکے گھر کی رونق جاتی رہی
اگرچہ عیوب و فجور مین متہم اور مشہور تھی مگر بہت سی خوبیان رکھتی تھی قبل بیماری سے بیشتر جملہ
معاصی سے توبہ کی تھی اور بیماری مین پھر نئے سر سے توبہ کی اور لوگون کو گواہ کیا اور دم آخر تک کلمہ
طیبہ اور تعریف وحدانیت الٰہی اور نبوت خاتم الانبیا اور منقبت اوصیای رسول سرور اور نادم اپنے
گناہون پر راہی ملک بقا ہوئی رب ان تعذبھا فانھا امتک وان تغفر لہا فانت ارحم الراحمین اور اوسیوقت تاریخ ۲۷
ماہ شوال کو زلزلہ عظیم آیا جو پچاس سال سے ایسا شدید زلزلہ نہ آیا تھا اور مظفر جنگ علی ابراہیم خان بہادر کو
جو زیر بار منت اور احسان کے تھا دیوانی نظامت پر مقرر فرمایا اور نایب فوجداری ہر چکلہ بھیجے
از انجملہ عظیم آباد مین نذر باقی بیگ بلخی مقرر ہوا لیکن نیکنام رہا اور اصحاب انگلشی مع تمام رعایا کے
راضی اور خوشنود رہے مظفر جنگ نے مبارک الدولہ کے مقربین سے خشونت کرکے بعض کو
خفت پہونچائی اور مبارک الدولہ سے کچھ ممانعت بھی نہو سکی تا بحمایت کیا ہو چنانچہ بعد عزل اعتبار علیخان
خواجہ سرا کے جو کہ خادم علیخان ولد خادم حسین خان جو کہ اکثر اخلاق مین باپ کیطرح تھا چند روز
مبارک الدولہ کا مدار المہام ہوا تھا مظفر جنگ کے بالتفاقی سے برطرف ہوا اور مبارک الدولہ نے
باوجود عہد و پیمان کے دم نہ لیا مظفر جنگ نے چند روزہ اقتدار مین بڑا تسلط کرکے زبان زد جمہور ہوا
اسی اثنا مین خیانت پیشہ لوگ جو کہ زر نظامت کو خوان یغما سمجھے تھے اور علی ابراہیم خان بنابر اندیشہ
نہ خود لیتا تھا نہ دوسرون کو لینے دیتا تھا اونہون نے مظفر جنگ کے مزاج کو علی ابراہیم خان ایسے
احسان فراموش سے منحرف کر دیا اور فیما بین ناچاقی کر روا ہوئے اور سخن چینون نے مظفر جنگ کے دل مین
اپنا نقش جمایا مصرعہ چراغی راکہ دود دی ہست و سر زود در گیرد ہے اول کنایتاً شکایتین خانمذکور سے شروع کین اور پھر
اپنے مجالس مین بطور طعنہ و تشنیع کی گفتگو کرنے لگا چونکہ وہ اس قبیل سے تھا کہ صاحبون ہندو
شعر کہنا نہین جانتا اس باعث سے لباس اور دستار ہندوستانیون کا زیب تن اپنے کے نہین کرتا
تاکہ دعوے عقل اور شعور کا کرون یہ قاعدہ ہندوستانیون کا ہے کہ پڑھے نہ لکھے نام محمد فاضل مگر
جامہ بست مکلف در بر اور عمامہ بر سر کہ ہم بھی شاعر بیعدیل ہین اور عالم بے نظیر اگر ایک لفظ کے معنی
دریافت کرے یا پوچھے کہ اس شعر کا کیا مطلب ہوا اوسوقت عالم بے نظیر اور شاعر بے عدیل

صاحب کے ہاتھہ پاؤن پہول جاوین بجز سکوت کچھہ بن نہ آسکے الغرض یہ سب باتین طعن وطنز کی
اپنے زعم مین گویا علی ابراہیم خان کو کہتا تھا چونکہ حق تعالے نے علی ابراہیم خان کو ہر امر رفتار گفتار مین
برگزیدۂ روزگار کیا تھا او طبیعت موزون تھی کبھی کبھی اشعار بھی کہتا تھا مظفر جنگ ایسے امور سے
محض محروم تھا اسکی زیبائی موجب رنج مظفر جنگ ہوئی تھی اوسکے عزل کا بہانہ ڈہونڈہ رہا تھا
اتفاقاً اوسوقت مین نئی بیگم دختر رابعہ بیگم نہایت زشت کردار بدکار تھی بموجب سابقہ عادتہاے
ہند کی چند عورتین فحش اور لونڈیان حرامکار جمع کرکے اونکو تعلیم رقص اور رود وسرود کی کراتی تھی
صحبت لغو وبیہودہ اکثر ہا کرتی تھی اوسنے علی ابراہیم خان سے راہ کمرکشادہ کی شکر احسان کے بہانہ سے
جو کہ اسنے مظفر جنگ کے ساتھہ کئے تھے لہذا خان مذکور کو بہائی صاحب اور بہائی جان ایسے ایسے
کلمات کہا کرتی تھی چونکہ چندان پردہ دار نتھی علی ابراہیم خان سے بہی بے پردہ ملاقاتین اور ضیافتین
ہونے لگین اور اوس مجلس مین بعض مخصوصان مظفر جنگ بہی شریک اور اوس محفل کے
مخصوصیات پر آگاہ ہوتے تھے تا آنکہ بیگم مذکورنے علی ابراہیم خان کی رغبت ایک کنیز رقاصہ پر پائی
اور اوسکے اختلاط کی ترغیب دی اور کہا کہ یہ میری لونڈی ہے مینے تمہین معاف کیا اور دیگر عورات
شریک حال بہی اس بارہ مین اصرار ومبالغہ کرتی تہین کہ کچھہ مضایقہ نہین اور وہ جسکی لونڈی ہے
وہ تمہین عطا فرماتی ہے پس اسقدر پرہیز کیا ضرور ہے مرشدآباد مدتون سے حکم ولایت لوطیہ
رکہتا تھا اور ہنوز اسی رنگ پر ہے کیونکہ کمتر اشخاص کو یہان کے رہنے والو مین عزت وناموس کا
پاس ہے بلکہ دولتمند لوگ زیادہ تر اس بارہ مین بہتر سبب مفلسون کو ترغیب دیکر آمادہ کرتی
تہی اور بمقتضاے کلام الناس علی دین ملوکہم کو اس فعل نے رواج پایا تھا شاید کہ چند غریب
وشریف کی عصمت رہی ہو ورنہ مشاہیر مقتدر کو اکثر اسی علت مین مشغول دیکھا ہے جسقدر ہین
یہان وضیع وشریف ہین خوار ورسوا ہین اور ہر دو کثیف ہین خلاصہ یہ کہ علی ابراہیم خان باوجود کثرت شعور اور پرہیز کے راضی ہوا
سچ ہے بموجب قول مخبتی اکبرنامہ کے عشق کی ہین گی ایسے حال بہت ہین او محبت کہی کمال بہت ہین کبہی سبحہ کو یہ کرکے زنار
کبہی زنار ہو وہی سبحہ کا تار شاید دو تین مرتبہ کنیز مذکور کو اپنے پاس طلب کیا ہو کہ ابراہیم خان مذکور پر تہمت ہی ہوئی ہو
بہرحال مظفر جنگ نے اسی فعل کو دستاویز کیا اور خان مذکور سے برہم ہوا ظاہرا محضر آراستہ کیا
کہ فلان شخص میرے ناموس مین پردہ در ہوا ستاری اس محضر کی کہ بجز افشا و رسوائی فائدہ نرکہتی تھی
شاید بخوف انگشت نمائی اور رفع بدنامی کے ایسا امر کیا ہو کہ کوئی نکہے کہ ایسے رفیق سے جدائی بموجب کیون ہوئی بہرصورت
مظفر جنگ نے اس مقدمہ کی شکایت دربار عام مین مکرر بیان کی ۱۶ سولہوین ماہ صفر ۱۱۹۱ ہجری کی

مین علی ابراہیم خان کو عہدۂ دیوانی مبارک الدولہ سے معزول کیا اور اپنے لڑکے بدرام جنگ کو
مبارک الدولہ کے حضور مین لیجاکر خلعت دیوانی عطا کرائی علی ابراہیم خان نے گوشہ نشینی کرکے
آمدرفت دربار اور بازدید یار و احباب سے کنارہ پکڑا اسی عرصہ مین مظفر جنگ نے انکی خان کا اقتدار
تہا جو کہ مظفر جنگ کے رفقا مین نہایت دخیل تہا رضی الدین محمد خان کی کسی بی بی کو اپنے عقد
نکاح مین لایا اس تقریب سے جسوقت کہ رضی الدین محمد خان کسی غرض سے عازم مکہ ہوا ایک
تمسک متضمن اپنی وراثت کے اوسکو لکہدیا اور اپنا وصی کیا تہا آخر فسخ عزیمت کرکے اور تہوڑی مدت کو
مر گیا بہت سا روپیہ اور مال اور خسر زادہ وغیرہ چہوڑ مرا سید محمد خان نے اوسی تمسک کی دستآویز
سے قابض ہوکر اوسکی عورات اور اطفال کو زیر قبضہ کیا اور بعد چندے وسیلہ اوٹہاکر اوسکی
کسی بی بی جو اوسکے لڑکے کی مان کے سوا تہی اور سب عورتون سے محبوب تر اور مالدار تہی اپنے
نکاح مین لایا اور اوسکے مال و اسباب مین متصرف ہوا لوگون کو تقرر وصی سے اسقدر ناگوار
ہوئی کہ ہنگام رحلت صدر الحق خان کے اسعد اللہ خان خبیث چاہتا تہا کہ صدر الحق سے کہکر
سید محمد خان مذکور کو وصی کرادے اور صدر الحق نے بہی چاہا کہ اوسکے کہنے کا پابند ہو مگر اوسکی
عورت نے فریاد کی کہ مین زن پیر اور بیچارہ نہین ہون مجہو وصی نچاہیے ہرگز راضی نہوئی تا آنکہ
صدر الحق خان نے ترک ارادہ کیا عجب تر یہ ہے کہ اس انکار سے حکیم جی ناحق ناراض ہوے
بتاریخ ہفتم رجب ۱۱۹۱ ہجری کو مظفر جنگ نے اپنے بہائی محمد علی کی بی بی کو اپنے عقد نکاح
مین سرفراز فرمایا محمد علی خان اسکے ایام دولت مین اسلام آباد اور رہوگلی اور
پورنیہ کی حکومت مین رہا اور پورنیہ مین ہی مرا تہا غیر وہ عورت بسبب ہونے دو فرزند اور زر
و مال کے راضی بمناکحت نتہی مگر دربانیون نے دم دلاسا دیکر ایسا لاسا لگایا کہ دام مین پہنسگئی
کہتے ہین کہ ایام نیابت نظامت اور جمیع معاملات مین جب کہ اقتدار مظفر جنگ کا تہا اوسکی
اقربا وغیرہ کی مستورات آمدرفت رکہتی تہین اس سبب سے بعض بعض پر نگاہ پڑتی تہی اور نیابہ
وصال بعض عورات کے جو اسطرح کی تہین سعی کرتا تہا ورنہ ترک کرتا اگرچہ شہرت اس امر کی بہت اور
اکثر عورات کو سوال و جواب سنے گئے مگر اوسکا رکہنا نامناسب سمجہا کہتے ہین کہ اونہین دنون مین
چونکہ محمد علیخان کی عورت بنا بر مراتب اکثر اسکے گہر مین آتی تہی مظفر جنگ کا میلان خاطر ہوا اسلیے
بموجب شرع کے اوسکے ساتہ نکاح کرلیا العہدہ علی القائلین والراوئین —
جہگڑا اوٹہنا فیما بین گورنر عماد الدولہ مسٹر ہیسٹنگس بہادر اور جنرل کلاورن کے

اوراوسی زمانہ مین جنرل کا جان بحق ہونا

جب گورنر جنرل کے درمیان سخت جھگڑے اوٹھے دونون کی تحریرین متضمن شکایت بھار گیر ولایت کو
بحضور کمپنی جاتی تھین اور وہان سے جوابات آتے تھے جنرل کے تیسرے سال ورود کو جن دنون
کرنل منسن مرا تھا ایک قطعہ خط ولایت سے آیا جسمین گورنر جنرل کو ولایت جانیکی تحریر تھی اور اوسمین
لکھا تھا کہ جسوقت گورنر ولایت آسے بعد خود جنرل کو گورنر کرکر آوے اور دوستان جنرل
نے لکھا تھا کہ اب گورنر ولایت کو آتا ہے کلکتہ کی گورنری ہمکو مقرر ہوئی جنرل نے انتظار کیو سطے خط
گورنر جنرل کا لکھا تھا کہ حکم گورنری میرے واسطے آگیا اور کونسل گھر مین آکر مسند گورنری پر بیٹھا گورنر
نے اس بارہ مین اوسکو احمق بنا کر مجرم کیا اور جنرل اپنی تیزی مزاج سے نادم ہوکر جواب ناملایم
کرنا شروع کئے گورنر جنرل نے حسب ضابطہ عملہ عدالت بادشاہی کو طرفین کے سوال و
جواب کے فیصلہ مین قرار دیئے اونہون نے گورنر کے حق پر نظر لطف دیکھی جنرل کو معتوب کیا
اور اوسکی بات کا اعتبار کہو گیا اور گورنر جنرل بہادر اس طور سے اپنے عہدہ پر قایم رہا جنرل خجل
ہوکر خانہ نشین ہوا اور بیمار ہوکر مضمحل ہوگیا اور اونہین خطوط مین چونکہ گورنر کو ولایت سے حکم
انعقاد محبوبہ و لخواہ کی نسبت صادر ہوا تھا گورنر جنرل نے اپنے کتخدائی کی محفل ترتیب دی اور
سب سے اول جنرل کو اوس مجلس مین بولایا اوسنے کثرت ملال اور ضعف حال سے انکار کیا
گورنر خود اوسکو جاکر بڑی سماجت سے لایا محفل شادی مین چونکہ بڑی دیر تک ٹھہرا بعد معاودت
کے مرض نے ترقی پکڑی ناتوانی کا زور ہوا اور خود ڈاکٹر خاص جنرل کے مداوا کو ولایت سے ہمراہ
لایا تھا معالج ہوا جنرل نے ہرچند حقنہ کو منع کیا مگر اوسنے مبالغہ کرکے حقنہ کا عمل کیا اور مجرد
حقنہ کے اوسکی جان نکل گئی اور اسکے مرنے سے مسٹر فرانسیس کی طرف سب ہوگئے اور گورنر
کیطرف قوی ہوئے ہرچند مسٹر ہویلر نے جو کرنل منسن کی جگہہ پر آیا فرانسیس سے موافقت
اور آشتی کی لیکن اسکی طرف نے بنا برلیاقت رنگی گورنر اور اوسکے ہوشیاری کی قوت بنائی
بمجرد مرنے کرنل منسن کے جرنل کی طرف ضعیف ہوسے اور سرداران جرنل جو برخلاف گورنر
کے تھے بدل دیئے گئے ملخص یہ ہے کہ مسٹر برسٹو لکھنؤ سے اور فوک بنارس سے اور شیخ عظیم آبا
سے اور گوران مرشد آباد سے بدلے گئے مسٹر مڈلٹن واسطے لکھنؤ کے مقرر ہوکر گیا اور بنارس
مین مسٹر گرام اور مسٹر لا عظیم آباد کا صاحب کلان ہوا اور مرشد آباد مین مسٹر بیبر کی مدار المہامی

اور راجہ گوروداس جو بعد کشتہ ہونے اپنے والد کے بپاس خاطر جرنل کے مبارک الدولہ کا دیوان ہوا تھا اور بعد ازان بپاس رضا جوئی جرنل کے بنگالہ کے خالصہ کی دیوانی پر باوجود عدم لیاقت کی سرفراز ہوا تھا بعد انتقال جرنل کے بلکہ بعد مرنے کرنل منس کے معزول ہو کر خانہ نشین ہوا تھا حسب الاستدعاے منی بیگم کے مبارک الدولہ کے نظامت کی دیوانی پر مقرر ہو کر اوسط جمادی الثانی سنہ ۱۱۹۲ ہجری مین پہونچا اور مظفر جنگ کو اس واقعہ سے نہایت افسردگی ہوئی کہتے ہین کہ گورنر بسبب خیدا وصاف مظفر جنگ کے اسپر اعتماد نکرتا تھا لہذا عہدہ فوجداری اور عدالت سے جو بسعی جرنل کے بعوض نیابت دیوانی مبارک الدولہ کے پائی تھی معزول اور صدر الحق خان مقرر ہوا اگرچہ معلوم تہا کہ صدر الحق خان سے کارروائی نہین ہوتی لیکن چونکہ یہ شخص ابتداے ورود گورنر سے اسکے آستانہ پر رجوع ہوا اور باوصف انقلاب کیطرف کو متحرک نہوا لہذا اوسکو لیاقت سے زیادہ مرتبہ پر سرفراز فرمایا اور مبارک الدولہ کی دیوانی کے واسطے راجہ گرداس کو چندروز پیشتر بھیجکر مظفر جنگ کو موقوف کر دیا اور مبارک الدولہ کو لکھا کہ تا ورود صدر الحق کے مظفر جنگ کی عہدے کے عمل فوجداری کو اپنے زیر فرمان مقرر رکھے منی بیگم جو کہ اسدن کی خواستگار تھی سرگرم امور مرقومہ ہو کر خواہان ہوئی کہ صدر الحق خان کو بھی نیابت سے مانع ہو اگر ممکن ہو فوجداری اور عدالت بھی اپنے قبضہ مین کرے اسواسطے اپنے دیوان خانہ کو کلکتہ بھیجا اور گورنر سے درخواست پیش کی اور امتناع نیابت مین بنام صدر الحق کے نہایت ساعی ہوئی چندروز طرفین سے سوال جواب رہے آخر جو منظور گورنر تہا درکسیقدر پاسخاطر منی بیگم اور مبارک الدولہ سے مقرر ہوا اور تاریخ چھبیس ۲۶ جمادی الثانی کو صدر الحق خان وارد مرشد آباد ہوا چونکہ مرد سادہ اور ضعف پیری بھی زیادہ تھا قیام وقعود اور آمدرفت دربار اور حضور مبارک الدولہ مین ایسی حرکات ظاہر ہوئی جو اوسکی خرافت پر دلیل تھی اس سبب سے لوگون کی نظر مین محض سبک دکھائی دیا آقا محمد علی نام مغل ولایتی نژاد کو کہتے ہین بعد لینے کسیقدر روپیہ کے فوجداری عظیم آباد اور آقا عبد الرحیم کو عدالت پر مقرر کیا تھا فوجدار مذکور نے چندروز کی حکومت کرکے وہان کے عزیزون کو ناراض کرکے آپ بدنام ہوا

شروع ہونا منازعات کا درمیان انگلشی اور سرداران دکھن کی اور ظاہر ہونا مکر فرنساوی کا

بالاجی راو بعد انتقال راجہ ساہو کے اوسکے ملک کا مالک ہوا اسکا ذکر مفصلاً احوال دکھن مین

جسقدر کہ بندہ کو معلوم ہوا انشاء اللہ تعالی ضرور بالضرور وقایع نگار قلم کریگا تاکہ ناظرین کو حقایق حالیسے آگاہی ہو جب وہ راجہ بیمار ہو کر مرا اوسکا لڑکا قایم مقام ہوا رگہنا تہہ را و برادر بالاجی راو کو بالاجی کی فرزند سے جو بعد پدر کے فرمان روا ہوا تھا جھگڑا اوٹھا کر مقید ہوا اور مکر و فریب کر کے برادرزادہ مذکور کو مار ڈالا اور اوسکی جگہہ آپ جانشین ہوا سرداران ملازم مین اختلاف ہوا بعض رگہنا تہہ راو کی طرفدار ہوے اور اکثر نے فرزند بالاجی کی بی بی کو جو حاملہ تھی سردار بنایا اور جھگڑا کر کر رگہنا تہہ کو مغلوب کر کے پہر قید کیا بعد ازان بطور رضی رگہنا تہہ راو اتفاق و آشتی کیا اور وہ فرصت پاکر نکلا اور انگلشی سے جو کہ کوٹہی بمبائی مین رہتے تھے جا ملا اور اوسکی حمایت مین جا بیٹھا اکثر جابے دشوار گذار بلکہ ایک ملک ہند کا اسطور سے انگلشی کے قبضہ مین آیا کہ ایک ملک کے دو سردار باہم جھگڑے ایک انمین ملا اور وہان کی راہ روش سے آگاہ کیا اور اپنے متوسلون کو متفق کر کے اور انگلشی نے اپنے دلخواہ اول چند قرار کر لیے اور اوسی موجب چندے روز تک اوس ملک کی وضع اور ضابطہ اور قواعد پر آگاہی بہم پہونچائی اور اس مدت مین اپنی توج کی مضبوطی کرتے رہے بعد ازان آہستہ آہستہ اوس ملک مین دخیل ہوئے ہین اگر وہ حاکم سردار ہوشیاری سے حسب مرضی قدم رکھتا ہے اوس سے ریاست اوسکی نہیں چہوٹی اوسکی اولاد کی ناخلفی ظاہر ہو تو ملک چہین لیتے ہین اور اپنے قبضہ میں لاکر تاکہ بدنامی کا دہبہ نہ لگے ہر طور پر ایسا کام کرتے ہین کہ نقض عہد کی بدنامی نہو القصہ صاحب بینا نے یہ حال گورنر عماد الدولہ مسٹر ہشٹنگ بہادر سے ظاہر کیا قوم فرانسیس اور انگلشیہ کے سابق سے مخالفت رہی ہے خصوص اسوقت مین مردم امریکا کی اعانت سے تر و تازہ ہو گئے اور امریکا ملک قوم انگلنڈ مین چار سو برس سے بوضع انگلنڈ جا بسے ہین اور مطیع شاہ انگلنڈ مین پانچ چار برس سے زیادہ نہین گذرے کہ بسبب معمول سے زیادہ طلبی اپنے بادشاہ سے منحرف ہو کر زیادتی و سرکشی کی تھی اور باہم جنگ کر کے بادشاہ پر غالب ہوئے فرانسیسون نے بنظر عداوت سابقہ امریکا والون کی مدد مناسب سمجھی گولہ باروت توپ وغیرہ سامان جنگ کا اونکو پہونچایا تو پہر بادشاہ انگلنڈ باوجودیکہ صلح باقی تھی رنجیدہ ہوا اور فرانسیسون سے بہی لڑائی شروع ہوئی اور جماعہ انگلشی کو ہندوستان مین اکثر جگہہ پر خاطر جمع ہوئی کسیقدر اندیشہ مرہٹہ اور حیدر نایک کا دلمین کہٹکتا تھا کیونکہ حیدر نایک نے قبل ازین بارہ برس مین ہوئی ہین کہ دکن مین انگلشی سے جنگ کر کے غالب ہوا تھا اور مرہٹہ چونکہ بہاگنے کی لڑائی کے پابند ہین ایک ایک دن مین دس دس مرحلہ مرتے اور بہاگتے ہین اسی سبب سے انگلشیہ اونکی بہی لڑائی کو دشوار جانتے ہین

اور یہہ بھی معلوم تھا کہ حیدر نایک کو فرانسیسیون سے راہ رسم ہے لہذا عماد الدولہ گورنر ہسٹنگ بہادر
نے مصلحت جانی کہ راؤ رگھناتھہ راؤ سے موافق ہوکر مرہٹہ سے آویزش کرے اور چاہا کہ فوج
انگلشی رگھناتھہ راؤ کی اعانت مین دکن جاوے اور اوسکو ہمراہ لیکر سرداران مرہٹہ کی صلح
حاصل کرے اور رگھناتھہ راؤ کی مصلحت پوری کرے اگر وہ اطاعت کرین رگھناتھہ راؤ اور
اوسکے مخالفین سے عہد وپیمان نبابر موافقت خود اور عدم اتحاد فرانسیس کے حاصل کرے
اور اگر سرکشی کرین رگھناتھہ راؤ کے مخالفین کو مقہور کرین کیونکہ جانتا تھا کہ رگھناتھہ راؤ مرہٹہ
اور سردار زادہ سے البتہ اوس سے موافق ہوجاوینگے چونکہ ہندوستان کی بڑی بڑی لڑائیان
دامن شاہجہان آباد تک بفضل خدا فتح ہوگئین تہین جانتے تھے کہ بعد تابع ہوجانے مرہٹہ
کے حیدر نایک کو بھی مطیع کرنا کچھہ بات نہین ہے بعد اسکے بدون اندیشہ فرانسیس وغیرہ کے تمام
ہند پر متسلط ہوکر آرام دل بسر کرنا چاہیئے یہہ رائے خالی از آفت سے نہ تھی کیونکہ فرانسیس
سے قدیم عداوت اور اب جنگ امریکہ کی وجہ سے مزید ہوگئی تھی اور جو وہ رشک ہند کر کے چند ہزار
آدمی سے مع حیدر نایک اور مرہٹہ کے سواحل ہند مین آئین اور شورش برپا کرین تدارک
دشوار ہو پہر مرہٹہ وغیرہ کی یاری کام نہ آویگی اور اوسوقت مین خود رگھناتھہ راؤ آرزومند اور
رفاقت پسند کا خود آپسے بلتچی ہوتا ممکن تھا کہ نقش اس مدعا کا واسطے انکے درست بیٹھتا اور
فتوحات دیگر بھی میسر ہوتین اور تمام ہندوستان بے ہرج مرج فتح ہوجاتا غلاصہ یہ ہے کہ گورنر
نے نظر مذکورہ بالا عزم دیگر مصمم کیا مشہور ہے کہ مسٹر فرانسیس اور مسٹر ہولیر نے جو کہ منجملہ
اصحاب کمیٹی تھے یہہ رائے ناپسند کی اور یون مصلحت فرمائی کہ اسی قدر ملک مین جو حاصل ہے
قانع ہون اور شاید کہ حکم کونسل ولایت بھی اسی سلامت روی پر تھا گورنر بہادر نے کچھہ
نسنا خود تنہا اس کار مین متوجہ ہوا اوسوقت شروع ۱۱۹۲ھ ہجری تھے بندہ کسی اپنے کام کو
عظیم آباد سے ہمراہ کرنل کاوڑ کے جو لکھنؤ سے آزردہ ہوکر اپنے سوال وجواب کو کلکتہ جاتا تھا
قاصد شہر مذکور ہوا کرنل ابہی مرادسی محروم پہرا اور متعین ہوا کہ جو لشکر الہ آباد اور لکھنؤ سے مہم دکن کو
جاتا ہے اوسمین رہے اور بیچارہ راہی دکن ہوگیا اول تو کرنل اس حکم سے آزردہ دوسرے
بندہ مورخ کو بھی تشویش ہوئی کیونکہ اسیطرح کے سلوک کا امیدوار تھا اور اوسکے چلے جانے
کی بعد خواہش وہ بسبب عدم التفات ارباب کونسل کے نہ میسر آئی اور ذکر اسکا اس باب مین لکھنا
نامناسب ہے کیونکہ ہر ایک شخص ایک مزاج پر نہین ہوتا ہے ناحق شکایت شہرے کی جو سمجھہ کر

تقاریر مین لکہا تہا میسر ہوا سے خواہی نخواہی ہوگا وہ کچھہ لکہا لفتیریمین ہے اور کونسل کی ناراضی
کا سبب یہ ہے کہ لشکر مذکور کی سرداری کرنل لسلی کو مقرر ہوئی اس سے اوسکا تابع ہونا پڑا اور
کرنل کاڈرڈ اوسکے ساتھہ بہت یاور وہ لیاقت سرداری سے عاری تہا مگر کیا کرتا ضابطہ کا پابند ہوا بندہ
نے بپاس دوستی عرض کیا کہ یہ ارادہ امر عظیم ہے لیکن کثرت غرور سے چونکہ متواتر فتوحات ملک
اس جماعہ انگلشیہ کو میسر ہوئی تہین نہایت آسان سمجھکر جوابدہ ہوا کہ ہماری دو پلٹن کل ہندوستان
کیواسطے کافی و وافی ہین یہ خاموش ہوا اور کرنل مذکور حسب الحکم روانہ آگرہ آباد ہوا تا کہ وہان سے کالپی اور بوندیلکہنڈ
اور توابع برار اور اورنگ آباد ہوتے ہوئے دکن جاوے اور مقتضائے یہ تہا کہ لشکر آمادہ ہو مع رگہناتھہ راو
کی بجاے سعین یکجا ہوکر باتفاق رگہناتھہ راو کے ساعی ہون حسب الحکم کونسل تعمیل کرین یہ امر بسبب
جو کہ نہایت راست گفتار تہا ناگپور کی ایلچی گری مین معین ہوا تا کہ نئے سرے سے وعدہ ارسال کرنے
زر موجودہ کا مودہوجی وغیرہ اولاد رگہوجی بہونسلہ سے کرلے اور اوسے راضی کراسے ناگپور فلان رگہو بہونسلہ
کا دار الملک ہے مہابت جنگ سے بعد جنگ صلح کا ذکر ہوا تہا اور اوسی شہر پر انگلشیہ بہی قابض
تہی مگر اپنا غلبہ دیکہکر اوسے زر مجوزہ مقررہ مہابت جنگ مین حال ہوں کرتے تہے تہوڑا سا ادا کرکے
باقیماندہ امروز فردا مین ٹالتے تہے غرض اس پیغام سے یہ تہی کہ مبادا لشکر دکن سکے قرابت
کرکے بنگالہ اور عظیم آباد مین فساد نہ برپا کرین چونکہ رگہو اور اوسکی اولاد جو کہ راجہ ساہو کے
بنی اعمام اور اوسکی جانشینی کے مدعی تہے اور بالاجی راو بعد فوت راجہ مذکور کے اپنی لیاقت
سپہ سالاری سے قابض ہوگیا اور اونکو مسند نشین کیا بنا بران بالاجی راو کی اولاد اور اوسکے
سرداروں سے یہ ناراض تہا لہذا مودہوجی اوسکے بہائی وغیرہ تجدید عہود سے راضی ہوگئے
کچہہ فساد نہوا چونکہ عین برسات مین مسٹر الیٹ نے راہ طے کی اور نیز اجل گہات مین لگی تہی
اثناے راہ مین سفر آخرت در پیش ہوا اوسکا بہائی مسٹر اندرسن جو ہمراہ تہا اوسکی پیغامبری
کرکے عظیم آباد کی راہ سے بنگالہ اور کلکتہ کو واپس ہوا بندہ جو گورنر جنرل ہسٹنگس بہادر سے
آشنا اور حصول مدعا کو ہمراہ کرنل کاڈرڈ کے کلکتہ گیا تہا تین چار مرتبہ ملاقی ہوا ایک مرتبہ گورنر جنرل
بہادر نے پوچہا کہ آپ کبہی دکن گئے ہین بندہ نے کہا نہین لیکن کسیقدر وہان کے حال سے آگاہ
ہون کرنل گاڈرڈ سے معلوم ہوا کہ اوسکا ارادہ میرے نوکر رکہنے کا ہے لیکن دو کام جو اول یہ ہے
کہ بطور میر منشی کے رہین اور ہر کاغذ کا مسودہ اسکی اصلاح جو فرین او مرتب ہو دوم دکن کی ایلچی گری
بہی معین رہی بندہ بسبب ایلچی گری بسبب ضعف پیری اور دوری وطن اور مجبوری خدمت والدہ کی

الکار کیا کرنیل کاڈروسے نے بندہ کو مسٹر الیٹ کے سپرد کیا اور خود روانہ ہو گیا اس عزیز نے پندرہ روز میں
گورنر کا خط لکھایا اور نیز اپنا خط عظیم آباد کی کونسل کے نام متضمن سفارش قوی لکھکر مجھے رخصت کیا
اور بندہ کی مراد حاصل ہوئی اسی عرصہ میں مسٹر اندرسن کو کونسل کلکتہ کی سرداری پر طلب کیا
اور مسٹر گولڈنگ ولایت گیا اور وہ مقدمہ بندہ کا درہم ہوا باقی احوال دکن کا عنقریب تحریر ہوگا بالفعل
کسیقدر روداد کلکتہ او بنگالہ کی تحریر ہوتی ہے

رحلت کرنا بنی بیگم دختر رابعہ بیگم کا اور نیز صدر الحق خان کا واقعہ ہونا

بنی بیگم دختر رابعہ بیگم کہ ذکر اسکا حالات علی ابراہیم خان میں گذر چکا ہے ۱۲ شعبان ۱۱۹۳ ہجری میں
مظفر جنگ کی حویلی میں جان بحق ہوئے اسکو عارضہ ملیشا بکثرت تھا کسی نے دوا سے حبس دمی
جسکے ذریعہ سے کل مجاری طبعی مسدود ہوگئی آخر وقت جب بخارات رویہ سے دل و دماغ گھیر لیا
مظفر جنگ نے دوا سے مقوی قلب و دماغ کی کھلائی کچھ سود نہوا دنیا سے سفر کر گئی اسکا مال بکثرت
تھا ظاہر میں بنا بر رفع فساد زیر مہر مظفر جنگ ہوا بروقت تقسیم سنا گیا کہ کچھ مال اور جواہرات مشہورہ
نہ دیکھے گئے والعلم عند اللہ الخبیر البصیر اور صدر الحق خان مسن اور دائم المرض تھا ایکسال چار مہینے ۲۵
روز نامزد کے واسطے حکومت فوجداری کی اونیسویں ذیقعدہ ۱۱۹۳ ہجری کو جہان فانی سے گذرا
مخفی نرہے کہ صدر الحق خان گجراتی ہے اپنے باپ کے ہمراہ شاہجہان آباد آیا جب باپ مرا اور شاہجہان آباد
میں بہبودی کی صورت نظر نہ آئی عازم مرشد آباد ہوا یہاں آکر صلابت جنگ کا نوکر ہوا بعد صلابت جنگ کے
مظفر علیخان کا داروغہ عدالت ہوا بروقت آشوب [illegible] کی سفیری میر کیا تھا اور طرفین سے مورد عتاب ہوا
فقیر لیاقت نام و نشان ہوا [illegible] میں اوسی حالت سے رہا مظفر جنگ
کی عہد میں ہوا گلیور کی حکومت پائی [illegible] متغیر ہوا بروقت ورود گورنر جنرل ہسٹنگ بہادر کے
ورود دولت کو اپنا مامن جانکر قرار پکڑا فوجداری [illegible] پایا اور آخر کار کچھ تھا [illegible] دگرش راہی ملک بقا ہوا

مبارک الدولہ کے تجویز خدمات میں درنگ ہونا اور آخر کار مظفر جنگ سے رجوع ہونا

چونکہ گورنر جنرل وضع مظفر جنگ کی ناپسند کرتا تھا اور منی بیگم بھی اوسکے اختیارات نظامت سے
ناراض تھی اور مبارک الدولہ کبھی اسطرف کبھی اوسطرف تھا اس نظر سے تجویز خدمات مذکورہ میں

موقت ہوا گورنر جنرل ہسٹنگ بہادر بڑا قدر شناس ہے اوسنے علی ابراہیم خان کو فی الحقیقت اوسکے
انتظام سے رکھنا تجویز کرکے استمزاج کیا اور مسٹر بیر صاحب کلان مرشداباد بہی ہوا وسکا دوست
صادق تھا لامکر استشارہ کیا اور نیز علی ابراہیم خان کو بہی متضمن استمزاج تحریر کیا علی ابراہیم خان نے
بنا بر اختلاف رای کمیٹی اور اپنی اجنبیت کے عذر معقول کرکے مسٹر بیر اور گورنر جنرل کو راضی رکہکر
انکار صاف کیا کیونکہ جانتا تہا کہ صاحب لوگون کا بناے کار چند لوگون کی استرضا پر ہوتا ہے اور
اختلاف رای بہی چندان پایدار نہین کیونکہ یہ کام مین اہل کمیٹی پابند ہین اور یہ مجمع دس اشخاص یا
آدمی کا ہوتا ہے ضرور ہے چند روز رہے اور حفظ آبرو کرسکے با طمینان بسر کرسکے اور بالحال
بسبب اختلاف رای اور تخلل رای ارباب انگلشیہ کے متعذر ہے اور قطع نظر حفظ آبرو کے
خطر عظیم اس شخص کی نسبت سے ہے کیونکہ جسوقت کوئی ناخوش ہوا عذر اجاسکے کہ وہ اسنے عہد
حکومت مین کیا بلا نازل کی ہے اور کسقدر سبب اس ملک کی خرابی اور ہلاکت ولایت کا یہی اختلاف
ہو جیسا کہ اب سرداران انگلشیہ مین واقع ہوا اور یہی سبب ہین انشاء اللہ تعالی خاتمہ مین بیان ہوگا قضیہ
کہ گورنر بہادر نے منی بیگم سے بہی جو مظفر جنگ کی حکومت سے ناراض ہے تحریر کرکے بہیجا اگر اپنا عہدہ
چاہتے ہو علی ابراہیم خان کو راضی کرو تاکہ اوسکے اعتماد پر تکو تفویض ہوا اسی نظر سے منی بیگم اور
مبارک الدولہ نے از حد سماجت کی اور کہا اگر تمہے اندیشہ ناک ہو تو ہمکا یہ لکہدین کہ کوئی امر بدون
تمہاری اجازت کے نکرینگے اور اگر اندیشہ صرف زر کا ہو تو ہمارا ذمہ ہے لکہدین کہ جسوقت حاجت ہو
ہم ادا کرین مگر علی ابراہیم خان نے قبول نکیا

ذکر پہونچنے حکم ولایت کا مشعر تفویض فوجداری مظفر جنگ کو اور سعی ہونا اوس بارہ مین مسٹر ڈوکرل اور مسٹر فرانسیس کا

مسٹر جان برسٹو کہ جوان ہوشیار اور بعد فوت شجاع الدولہ وقتیکہ جنرل کلاورنگ
کے اقتدار مین اوسکی حمایت سے صاحب اختیار اور مختار کار صوبہ اودھ و الہ اباد اور ولایۃ الملک اوسکی
اولاد کا تہا اور آصف الدولہ اور اوسکے نائب مختار الدولہ کی غفلت و بیخبری سے ملک بنارس
وغیرہ جو راجہ بلونت سنگہ کے لڑکے کے قبضہ مین تہا کمپنی کیواسطے خاص مخصوص کر دیا بعد فوت
جنرل مذکور کے گورنر نے اوسکو معزول کر دیا برسٹو مذکور نے بعد معزولی کے جو کہ روپیہ بہی تحصیل
کیا اور سرکار کمپنی بہی انجام دیا تہا اپنی ولایت کو روانہ ہوا تاکہ اپنے کام وہان سے درست کرائے

اگرچہ قبل اوسکی روانگی کے جنرل وغیرہ نے اوسکی کارگذاری کا حال سفارش آمیز تحریر کیا تھا
اور تقریب مین حکم ولایت مشعر تحسین و آفرین صادر ہوا اب کہ وہان پہونچکر سرے سے اوسکی حسن خدمتی
بیان کی اپنے واسطے اور نیز مظفر جنگ کی بحالی فوجداری کا حکم اجرا کرا کر ہمراہ لایا چونکہ مختاریات دکن مین
بعض افواج انگلشیہ کو معلولی ہوئی تھی مسٹر وڈ کرنل نے جو پیشتر ضلع پورنیہ کا مدار المہام تھا اور اب
بعد فوت مسٹر الیٹ کے دیوان خالصہ ہے اور مظفر جنگ اس سے متوسل ہے مسٹر فرانسیس سے
گورنر بہادر کو سمجھایا کہ یہ وقت ہر کسکے منازعت کا نہین ہے بعد انتظام اعدا کے سمجھ لیجیو مسٹر بارول
جو گورنر سے موافق اور متعہد تھا کسی غرض سے عازم ولایت ہوا بالضرورت درمیان فرانسیس اور گورنر
کی بشرط بعض رضا جوئی فرانسیس کے صلح و آشتی ہو گئی اور شروط مین تقرری مظفر جنگ کی
عہدہ فوجداری اور نیابت نظامت پر تھے کہ گورنر نے منظور کی اور مظفر جنگ خدمات مذکورہ پر
۲۲ ماہ صفر ۱۱۹۲ ہجری مین مامور ہوا ایک معتمد سید محمد خان کے نام زبانی جو مظفر جنگ کا اعلیٰ مقرب
ہے اوس حصول مدعا کے لئے حضرت واہب العطایا سے نذر و نیاز کیا تھا بلکہ کسی مصحف مجید کی پشت
پر لکھا تھا کہ اگر اس خدمت پر سرفراز ہون بارہ ہزار روپیہ نذر خدا ارباب استحقاق کو ایثار کرے تعجب
ہے کہ ایک سال حصول تمنا کو گذرا اور ایفائے عہد نکیا اور سید محمد خان کو حکم تھا کہ بعد فتح کی ادای
نذر مین غفلت ہو تو تم ادا سے نذر کرانے مین زبردستی کیجیو اب باوجود کہ سید مذکور نے چند مرتبہ
یاد دہی کی کچھ سود نہوا عذر کیا کہ مبارک الدولہ کی ضیافت اور نشاط باغ کی تعمیر وغیرہ درپیش ہے
اس باعث سے ابھی نہین دے سکتا اور سید کی دلجمعی کی کہ تم اپنے حق سے ادا ہوئے اب
میرے سپر بار ہے دیکھیے کب تک حق تعالے وسعت خرچ عطا کرتا ہے سبحان اللہ کیا لالچ کی دنیا
بنا ہر دارے ہی نوع کے مزاج ہی کی نوع پر ہین اور اتابک علی ابراہیم خان باوجودیکہ ہزارم حصہ
مظفر جنگ کا نہین ہو سکتا مگر وہ اوری بلند ہمتی کہ بڑے بڑے سردار خوشامد کرتے تھکگئے اور اوسنے
نامنظور کیا یہ فضل خداوند کریم سے ہے القصہ قبل اسکے بیالیس ۴۲ روز ہوئے کہ محمد ایرج خان ولد محمد قلیخان
سراج الدولہ کا خسر کہ ذکر اسکا مجملاً حالات مہابت جنگ مین گذر چکا ہے ۹ تاریخ محرم شروع ۱۱۹۴
ہجری کو رحلت فرما ہوا اور ۴ ربیع الاول کو احترام الدولہ میر کاظم خان برادر میر محمد جعفر خان عموی
مبارک الدولہ جو راج محل مین رہتا تھا وہ بھی جہان فانی سے چل بسا راج محل مین یہ بیماری اوسکو
لاحق ہوئی تھی جبکہ اسنے اپنا حال روز بروز بحال دیکھا مرشدآباد مین واسطے دوا دارو کے چلا آیا
ہر چند کہ دوا علاج مین کسیطرح کی کوتاہی نہین ہوئی لیکن اجل نے نچھوڑا باپ کے مقبرہ مین دفن ہوا

یہ شخص اخلاق حمیدہ اور اوصاف پسندیدہ رکھتا تھا مگر چونکہ موقوف تھا گویا کہ مصداق حدیث شریف
اس پر دلالت رکھتا ہے کہ صاحبان بہشت اکثر احمق ہی ہوتی ہیں اللہ اوسکو بخشے اور اوسپر رحم کرے

کونسل عظیم آباد کا موقوف ہونا بہ تعہد مہاراجہ کلیان سنگہ اور راجہ خیالی رام کا

اوسط ۱۱۹۳ہجری میں مسٹر ابوئلا صاحب کلان عظیم آباد برخاست ہوکر بدراج ہوتی ہوئے
ولایت کو گیا اور مسٹر گلیول یہان کام کرتا رہا مسٹر ینگ بجملہ کونسلیون کے بہ نسبت تندمزاج
تھا مگر نہایت ہوشیار اور طرفدار سخت تھا اسکا دیوان رام لوچن بنگالی ایکطرف تھا اور مسٹر ینگ
اسکی راے تجویز کرتا چونکہ یہ شخص مسٹر بارول سردار کمیٹ کا متوسل تھا اور گورنر جنرل اسکی
پاسخاطر زیادہ کرتا تھا اس سبب سے یہ غالب تھا اور ضلع عظیم آباد کے معاملات مین ایسا صاحب اقتدار
تھا کہ جو چاہتا کرتا تھا راجہ خیالی رام نے بعد جانے مسٹر ابوئلا کے ضرورتاً اس سے موافقت کی اور
بوعدہ زر کثیر کے خوشنود کرکے مدار المہام معاملات پرگنہ چین پور اور سہسرام اور سرس کتنبہ کا
ہوا اور پرگنات مذکور مین جاکر مصروف کار ہوا جب حسب وعدہ زر موعودہ نہ پہونچا مسٹر ینگ ناشگفتہ ہوا
اور رام لوچن چونکہ دیرینہ عدو راجہ کا تھا اواسط سال مذکور مین کاوش کرنے لگا اور اسکے عناد سے
راجہ آبرو کو ڈرا چاہا کہ کلکتہ جاکر گورنر بہادر سے رجوع ہو لیکن اسکے کینہ ورزی سے نکلنا مشکل تھا
لاجرم بارسال عرایض گورنر بہادر کو اپنے حال سے مطلع کیا اور یہ بھی عرض کیا کہ اگر بنابر طلب حضور
ہو دولتخواہیان افت کرے چونکہ مہاراجہ کلیان سنگہ ولد مہاراجہ شتاب راے جو کہ بسبب اپنی
غفلت کے اقتدار سے محروم ہوکر کونسل سے محروم تھا لہذا کونسلیون سے ناخوش ہوکر راجہ خیالی رام
کی اعانت مین اسنے بھی تحریر تصدیق کی گورنر جنرل نے اس دریافت حال سے حکم حاضری صادر فرمایا
راجہ مذکور عازم کلکتہ ہوکر بعد ملاقات مورد عنایت گورنر بہادر ہوا اور معاملات عظیم آباد کا حال اور
رام لوچن کی خیانت وزری کی کیفیت ظاہر کی گورنر جنرل نے بمجرد التماس راجہ خیالی رام کونسلیون کو
معزول فرمایا اور کل معاملات صوبہ عظیم آباد کے اسکی راے پر تفویض ہوئے راجہ مذکور نے لحاظ
باستحقاق سابقہ مہاراجہ شتاب راے ضلع مذکور کی مدار المہامی کی سند مہاراجہ کلیان سنگہ
کے نام اور نیز بعض اوسکے پرگنہ کے تعہد کا حکم جاری کردیا اور بعض پرگنہ کی سند اپنے واسطے لکھاکر شمار
کی ابتدا سے ۱۱۹۵ہجری سے کونسل برخاست ہوئی اور دونون راجہ منتظم ہوئے خلق اللہ کو
بمقتضای ہم قومی اور یکتائی حکم کے ایک گونہ امید رفاہ ہوئی لیکن بمقتضای گردش فلکی بجز درد و دا

راجہ خیالی رام سے مزاج کلیان سنگہ کا بعض ورانداز دن نے منحرف کرادیا اور سب حق جانفشانی راجہ خیالی رام کا خواب وخیال ہوگیا اور اوسکی شکایت گورنر کو لکہنا شروع کی اور یہان بہی صاحب قلان مسٹر کلیول سے اوسکی بدبیان کرنے لگے گورنر بہادر جو کہ دانا سے روزگار تجربہ شعار تہا وہ چند صحبت مین راجہ خیالی رام کی لیاقت دریافت کرچکا تہا اور مہاراجہ کلیان چند کو بہی خوب پہچانتا تہا لہذا اوسکی بدباطنی کا کچہہ خیال نکیا اوسکے واسطے مہاراجہ کلیان سنگہ کے نیابت کی خلعت بہیجدی مخفی نرہے کہ اس زمانے مین راجہ خیالی رام باوجودیکہ کاذب اور ساقط الاعتبار ہے مگر پہر بہی غنیمت بعض اخلاق شائستہ سے آراستہ ہے اسکے مانند بہی اس زمانہ مین پایا دشوار ہے چند روز قبیل لکہنی اس تاریخ کی ایک بزرگ ولایت نژاد وارد عظیم آباد ہوا جس روز آیا تہا اوسیدن آدہی رات گذرنے پر شب حیات کی صبح ہو گئی خفیف سا درد شکم عاید ہوا صبح ہوتے عملہ فوجداری ضبطی مال مردا کو تشریف لائے اوسکے چار چہوٹے لڑکے بے مان کے تہی خانسامان بخوف بازخواست راہی ہوگیا بیچارہ باپ کے مرتے عملہ فوجداری کے جہگڑے سے مضطرب ہوکر باپ کی لاش سے لپٹ کر زار زار رونے لگے راجہ خیالی رام نے خبر پاتے ہی ننگی پاؤن آیا یتیمون کی تسلی کی لاش کو دفن کردیا اور اطفال مذکور جولاوارث تہے اپنے گہر لاکر پرورش کرائی اور مثل اپنی اولاد کے سمجہتا تہا جب وہ سیانے ہوے معلم واسطے تعلیم کے نوکر رکہا اللہ تعالے ایسی توفیق ہرایک کے رفیق کرے

فوج انگلشی کی سرداران دکن سے لڑائی باہمد کر کی سخت آزمائی

اس جنگ کی تفصیل مشہور ہے بندہ بہی جو سنتا ہے درج کرتا ہے بندہ عظیم آباد مین تہا کرنیل گاڈرڈ کی جسارتون کی خبر اخبار سے مین آنی شروع کیا جاتا ہے کہ جب کرنیل گاڈرڈ الہ آباد پہونچا خبر نہضت لشکر کی کالپی کو سنی بس عجلت کرکے جبٹ جا بلا سرداران انگلسی نے اوس نواح کی زمیندار اور بوندیلکہنڈ کے راجاؤن کو عہد وپیمان سے موافق کرکے راستہ صاف کرلیا تہا جب چند منزل کالپی سے بڑہے کرنل کونسلی کی بیخبری سے راہ بہولے ایسے جنگل مین جا پڑے جہان پانی کا نام مطلق نتہا عین تابستان بلکہ آخر برسات کی شدت اور حرارت اوس جنگل مین ایسی تہی کہ طایر وہم کے اونشون پر آب تہا اوس حرارت کدہ مین تین چار سردار انگلشی اور سو سے زیادہ تلنگا اور دس بارہ سوار اور ولایتی ہلاک ہوگئے باقیماندہ سردار وغیرہ کرنل کونسلی کی غفلت سے بحضور ارباب کمیٹی کلکتہ شاکی ہوئے اور کرنل گاڈرڈ نے لکہا کہ ہمارے اوسکے صحبت موافق نہین

نے مجھے اس سفر سے معاف فرمانا چاہئے اور دیگر سرداران نے کرنل کونسلی کی شکایت مین کرنل گاڈرڈ
کو نتاہج لکہی کہ اگر سلامتی لشکر اور دشمن پر فتحیابی منظور ہو کرنل گاڈرڈ کو سرداری عطا فرمائی جاوے
گورنر اور ارباب کمیٹی نے کونسلی کو معتوب اور معزول کیا اور کرنل گاڈرڈ کو سردار فوج بنایا
حسب اتفاق قبل ورود تحریر معزولی کے کارکنان تقدیر نے اسکی معزولی کا حکم سر پر حکومت روح
وتن سے صادر فرمایا اور اوسکی تعمیل ہو چکی تھی الغرض لشکر کی سرداری مسٹر گاڈرڈ کو ملی کرنل
موصوف نے زمینداران راہ اور تالیف قلوب ہمراہیان اور جواسیس کی کرکے آگے قدم بڑہایا اور
بوندیلکھند کی فوج کو جو دو مرتبہ مزاحمت برائے شکست دیہی اور دشمن کے ملک سے بدون آگاہی
راہ گھاٹ کے پانچ چھ ہزار برق انداز اور آٹھہ دس توپ وغیرہ سامان جنگ سے بکمال استقلال
گام فرسا ہوا اور دو تین مہینے کی راہ کا نگر جاے معہودہ پر لشکر بمبئی مین جا پہونچا جنرل گڈنگ اس
غرور سے کہ کرنل گاڈرڈ کی جمعیت سے زیادہ ہمراہی رکہتا تھا جنگ مرہٹہ پر سبقت کی اور مغلوب ہوکر
مع کل فوج کے مفقود الاثر ہوگیا یہ بڑی شکست فاحش انگلشی کو ملی باقی ماندہ لشکر مذکور نے
مانند جنرل گڈنگ وغیرہ نے عہد وپیمان کرکے واپس اپنے قلعہ کو ہوئے کرنل گاڈرڈ نے اس حال کو
سنا اور اپنے لشکر کی درماندگی پر خیال کرکے بندر سورت کے حصار مقبوضہ انگلشی مین آسودہ ہوا
چند روز برابر آرام گزین رہا اور احوال ارباب کلکتہ کی خدمتمین عرض کیا گورنر نے جنرل گڈنگ
کی صلح نامنظور کی کرنل گاڈرڈ کو حرب مرہٹہ پر مامور کیا جسوقت کہ کرنل مذکور بندر سورت مین تھا
عماد الملک متنفنی جسکی بربادی ہولی ہند کی سلطنت سے ادہر آیا تھا ادہر لوگون کو جو کسیقدر پاس ایمان
رکہتے ہین بے اتفاقی کرکے بہگا دیا ناچار جب کل ہند مین کہین جگہہ نپائی باراده مکہ وارد بندر سورت
ہوا مگر مخفی بعض جواہرات فروخت کرنے کو نکالے تب ظاہر ہوا اور کرنل گاڈرڈ نے اول اسکے بارہ
مین گورنر جنرل مسٹر ہسٹنگ سے استفسار کیا تھا اول نامنظور ہوا بعدہ بنظر اوسکی فتنہ پردازی
اور نیز اس حال سے کہ شاید اسکی ہاتھہ سے کچھہ بر آمد مدعا ہو حکم آیا کہ رفیق بنالیوے پس کرنیل گاڈرڈ
ہمراہ لیکر کچھہ روزینہ بھی مقرر کردیا اور رگھناتھہ راو نے فتح گاو کنوار کو جو سرداران عمدہ
مرہٹہ کا سے ہے رفاقت انگلشی کی دعوت کی اور بوعدہ عطا فرمائی گجرات کے اوسکو راضی کرکے
شریک کرلیا اور باہم متفق ہوکر گجرات کی تسخیر کو چلے ۱۱۹۳ہجری مین بر آمد ہوے اول وہان کے
محافظان قوم مرہٹہ کو اطاعت وفرمان برداری کی رہنمائی کی اوسنے نمانا لڑائی کو آمادہ ہوئے
چند ایام مین حصار احمد آباد گجرات فتح ہوا اگرچہ بعد فتحیابی کے قاعدہ انگلشی قتل عام کا نہین ہے

ملک گجرات مین چونکہ مرہٹہ باہم شریک تھے کسیقدر لوٹ اور مار دونون طرفسے ہوئی اور کرنل گاڈرڈ نی
ظاہرا حسب وعدہ گجرات فتح کرکی گاوکنوار کو عطا فرمایا اور اوسکا تھانہ بٹھا کر جنگ مرہٹہ کو متوجہ ہوا۔

رانا سے گوہد کا سرکار انگلشی سے مدد خواہ ہونا اور سرکار کو منظور ہونا

چند روز کے بعد رانا سے گوہد کے وکلا بطلب مدد وکلاء انگلشی کے گورنر جنرل بہادر مسٹر ہسٹنگ صاحب
سے رجوع ہوئے اور کسیقدر فوج طلب کی اسکا یہ سبب ہوا کہ رانا سے مذکور کو مدت سے مرہٹون
کی آویزش درپیش تھی اوسوقت جو انگلشی کو اونکے مدافعہ مین دیکھا چاہا کہ انکی مدد سے بعض
اپنے قلاع اور ملک اونکے ہاتھون سے نکالے اور اپنا حق قدامت انگلشی پر ثابت کرے گورنر نے
اس راجہ عمدہ کی رفاقت غنیمت جانی پس کپتان پاپہم کو مع تین پلٹن فوج اور تفضل حسین خان
اتالیق انتظام الملک مرزا سعادت علیخان ولد شجاع الدولہ کو رانا کے پاس واسطے رسالت
اور استمالت کی روانہ کیا ان لوگون نے وہان جاکر قلعہ گوہد کو جو رانا سے مذکور کا گھر تھا انکے اطمینان
کی واسطے زمیندار مذکور سے قبضہ مین لاکر دوستی کے لباس مین مسخر کر لیا۔

بندہ مورخ کا کلکتہ اور بنگالہ مین آنا اور دریافت اخبار دکہن کرنا

بارہوین ربیع الثانی ۱۱۹۴ ہجری کو بندہ مورخ بنابر انفصال معاملہ خود کلکتہ آیا اور حسب تقدیر
بنگالہ اور مرشدآباد ہوکر کلکتہ پہونچا وہان جو کچھ حال معلوم ہوا تحریر کرتا ہے کہ سرداران مرہٹہ پونا اور
ستارہ کے جو صاحب اختیار ملک راجہ ساہو اور رام راجہ کے ہین جب دیکھا کہ انگلشی ہمارے بیخ کنی
آمادہ ہین باہمدگر متفق ہوگئے اور فتح گاوکوار کو جو کہ کرنل گاڈرڈ کا رفیق ہوا تھا اور اولاد رگھوجی
بہوسلہ کے جو مہابت جنگ کے عہد سے حکام بنگالہ سے مصلح ہین اور اب مسٹر الیٹ اور برادر
مسٹر اندرس کے درمیان ہونے سے گورنر سے موافق ہوگئے تھے ملایمت کرکے اپنی طرف کھینچا
اور وجوہات مناسب سے اپنا رفیق کر لیا کرنل نے جب فتح گاوگوار کو ۱۱۹۴ ہجری کے اوسط مین
منافق پایا اور موسم برسات آپہونچا تھا اور مرہٹون کے محاصرہ کے سبب سے غلہ وغیرہ مایحتاج
بہت کم میسر آتا تھا اپنا وہان ٹھہرنا مناسب نہ جانا نہایت صعوبت سے خیبر دورہ راہ چالیس پچاس
دن مین طے کرکے بندر سورت آیا اور یہان صورت آسودگی اور طیاری اسباب مین مصروف ہوا
اور فتح گاوکوار نے مفت مین قابض گجرات ہوگیا اور مع فوج بجاے مناسب اقامت گزین ہوا اور غیرہ

رگھو بہوسلہ ولد موہوجی جسکا نام جمباجی تھا سرداران پونا کی ترغیب سے اپنے دار الملک ناگپور کلان
سے مع فوج لائق کے جگرناتھ اور کٹک مین جاکر چہاونی ڈالی اور اوسکے وکلا گورنر جنرل کی روبرو
اظہار اخلاص کرتے تھے لیکن باوجود اسکے گورنر نے براہ احتیاط فوج انگلشی کو مقابل فوج مرہٹہ
کٹک اور نیز حفاظت دریاے آمدرفت بنگالہ وعظیم آباد کے لئے تعین کی —

ذکر مجملاً احوال حیدر نایک اور جانا اسکا طرف مندراج کے اور غالب ہونا محمد علی خان صوبہ دار ارکاٹ پر کہ وہ بہی مثل آصف الدولہ اور مبارک الدولہ کی بہت ذیشان انگلشیہ کا تھا اور تسخیر کرلینا حیدر نایک کا تمام ملک ارکاٹ کو سواے قلعہ مندراج کی

یہ شخص اول اول اوسکے سا ملازم سرکار فرانسیس کا تھا نایکی سے بڑہتے بڑہتے صوبہ دار کمیدان ہوا
بعد ازان راجہاے دکن کی نوکری مین صاحب اقتدار ہوا پہر راجہ ملیبار کا نوکر ہوا اور اوسکے وزیر کو
کسی تقریب سے ایک دن کہلی خزانے مارڈالا اور خود دیوان ہوا راجہ بدستور زندہ رہا اور ایک
ہو جوہے حیدر نایک نے اسکے بعد ایکمرتبہ نظام علیخان ولد آصفجاہ نظام الملک حاکم دکن کی مدد
جنگ انگلشی مین دی تھی مگر نظام علیخان کی شکست ہوئی اور نظام علیخان بموجب جہالت کے
چاہتا تھا کہ اوسی میدان مین جان دی مگر اسنے زبردستی میدان سے عطف عنان کیا اور اوسوقت
یہ شرط ہوئی کہ تمہارا تدارک کیا جاویگا بعد چند روز کے دوبارہ انگلشیون سے ہہر اجب بعقد شکست
پائی اس مرتبہ انگریزون نے تعاقب کیا اوسکے ملک مین جا پہونچے انگلشی کو مابین راہ مین
راہدارون اور قلعدارون سے لڑتے بڑہتے راہ ملتی تھی اور اوسنے جلد پہونچکر زاد وا سباب چہوڑکر
ہمراہ جریدہ فوج لیکر یلغار کیا اور فوج انگلشی پر پہونچکر شکست عظیم دی جب باقیماندہ انگلشی
درست ہوکر مقابل ہوئے نظر سے غایب ہوا اور ایک طرفۃ العین مین بے خبر کرکے آگرا اور قلعہ مندراج
کو جو خالی تھا گہیر لیا وہان کے صاحب کلان نے بدرجہ مجبوری صلح کی پہر وہ اپنے ملک کو جاکر ترتیب
سامان مین مصروف ہوا اور مرہٹہ سے شکست کہائی اور پہر درست ہوکر مرہٹہ پر چڑہا مرہٹون نے
آخر اوسکے خوف مین آکر نظام علیخان سے متفق ہوے نظام علیخان نے چند ہزار سوار کا لیخان
کی سرداری مین اور پچیس ۲۵ ہزار سوار مرہٹہ اس امر پر مامور فرمائے جب یہ اوسکے ملک مین پہونچے
حیدر نایک ان سے مقابل ہوا اپنے حوصلہ سے زیادہ دیکہا ہمیشہ چند میل کے فاصلہ پر پڑا رہا کیا
جب اقامت چاہی جلد ارد وغیرہ کثرت سے ہمراہ تھے اوسی جگہ سنگر اور مورچال بنا اور توپین لگا

تقسیم ہو جاتا تھا مرہٹہ کو تاب نتھی کہ حملہ کرتے آخر کو صلح کی ٹھہری بہت سا روپیہ مرہٹہ او نظام علیخان
اور کالنجان مذکور کو دیکر بلا ٹالی دس بارہ برس تک خوب آرام کیا اور زرنار خان فرمان روائے
ایران سے تحفہ تحایف بھیجکر راہ رسم پیدا کرلی اور خوب سا روپیہ بھیجکر چند ہزار سوار مغلیہ وہان سے
طلب کیے اور جزیرہ سورت کی فرانسیسون سے راہ و رسم پیدا کرکے اونکے ذریعہ مین غیر عملی
فرانسیس سے مراسلات پیدا کیے اور یہان بہی اچھے اچھے گھوڑے جمع کیے جسے بارگیر کہتے ہین چند
ہزار سوار کو رزم سواری کی تعلیم کی اور دیگر سواران ہندی اور ولایتی وغیرہ کے تعلیم و تلقین
حرب و جنگ باآئین قواعد فرنگ کرتا تھا پہر پہر اسکی مشق کرتا تھا تماشات سو ضرب توپ انگریزی وضع
کی ہمراہ تہی برقنداز ہمہ و سب قواعد دان ہمراہ ہوئے تین چار کرور کا ملک تھا جو ملیبار اور مرہٹہ سی
مسخر کیا بندوبست ایسا تھا کہ اوسکا بڑا لڑکا بہی جو کہ اوسوقت سپہ سالار تہا مجال عدول حکمی نہین
رکہتا تہا اورون کا کون شمار ہے ایکروز حکم دیا تھا کہ سات گہری رات گذرنے پر فلان جا روانہ ہو
اتفاقاً یہ منجبر ہوگیا تھا نو گہری پر جانے کا اتفاق ہو مجبر و سواری حیدر نے اسکو بلا کر زیر تازیانہ کیا
سواران مغلیہ تازہ وارد سے کہا کیا تم تازہ وارد غریب الوطن ہو اور ہمنے اپنے کام کو بلایا ہے
چاہیئے کہ با ہمدگر متفق رہکر ہمرے ملازمان ہندی سے بہی موافق رہے مگر وہ لوگ اپنی کثرت سے
مغرور کسی ہندی کو خیال نکرتے تھے و واکثر تنبیہ خانہ جنگی کی اول تو اسنے پند و نصیحت کی لیکن دوبارہ
اونکے دو تین سردارون کو ہاتھی کے پیر کے نیچے کھڑا کرکے ہلاک کرا دیا اور رعب ہوگیا درحقیقت
اسکی سی مقدرت کسی سردار ہند کو میسر نہین واللہ اعلم ارادہ اسوقت مین کہ مرہٹہ کو انگلشی سے
منازعت درپیش ہوئی پیغام دیا کہ اگر مجھسے صلح کرو تو مدد کرون اونہون نے غنیمت جانا منظور کیا
مگر دو شرط سے اول یہ کہ ہمارے پاس آکر شریک ہو دوم یہ کہ عدم صورت مذکور مین ارکاٹ
مسخر کرو حیدر نایک نے فتح ارکاٹ قبول کی ـــ

حیدر نایک کی لشکر کشی فتح ارکاٹ پر اور پہرنا فوج انگلشی سے

حیدر نایک اواسط ۱۱۹۴ ہجری مین مع فوج ظفر موج روانہ صوبہ ارکاٹ ہوا جب چالیس پچاس کوس رہ
گیا اپنے لڑکے کو مع فوج کے یلغار کرکے بہیجا اور آبادی مندراج اور عمارات محمد علیخان وہان کے
صوبہ دار کی متصرف ہوگیا شہر سے کچھ تعرض نکیا ہان باغات و عمارات انگلشی خراب اور سوخت کردیے
اور اس جماعہ سے جسے پاتا قید کرتا تا آنکہ جنرل منرو جسنے ایام ہجری مین شجاع الدولہ کی لڑائی ماری تہی

اوراب کرنل ہوکر مندراج کے قلعہ اور کوٹھی مین مقرر تھا قلعہ سے مع سولہ ضرب توپ اور باروت
گولہ وغیرہ سامان اور دس پلٹن تلنگہ کے ہمراہ لیکر بارادۂ جنگ باہر نکلا حیدر نایک نے اوسوقت مین
لڑکے کو حکم دیا کہ اوسجگہ سے متحرک ہوکر فوج انگلشی کو میدان مین لاوے اوسنے یہ حکم تعمیل کیا
اور جنرل منرو نے فوج آراستہ سے ایک پلٹن کو مع کپتان اور چند لفٹنٹ اور سارجن اور دو ضرب
توپ کے حکم دیا کہ دو تین کوس پیشتر مع فوج جاوے اور خود عقب سے روانہ ہوا جب وہ دس بارہ
کوس قلعہ سے دور رہا حیدر نایک نے اپنے فرزند سپہ سالار کو مع فوج لاانتہا کے برسم پیشین کترکی مین متعینا
کہتے ہین روانہ کرکے حکم دیا کہ اول دو پلٹن پیشتر قدم زن ہوکر اوسپر جاوے بعد ازان منتظر صدور حکم ثانی ہوکر حسب الحکم
پدر کار فرما ہوا پلٹن مذکور سے جا بہرا کپتان نے اسکے مقابلہ مین اپنے ہمراہی کم پائے اگرچہ لڑکا تھا
لڑنا شروع کیا مگر جنرل منرو کو اطلاع دی کہ مدد ضرور ہے اول فاصلہ دور کا تھا دوسرے پہر دن چڑھا تھا کہ
لڑائی شروع ہوئی جب تک قاصد جاوے دوپہر ہوگئی پہر دن رہے جنرل نے وہان سے چار پلٹن
کمک پر روانہ کین اسکے آنے تک شام ہوگئی شب کو باتفاق ہر پنج پلٹن یکجا ہوکر آسودہ ہوئین نایک نے
جب ادہر کے مدد آنیکی کیفیت سنی اپنے داماد کو مع دیگر کمک پر بھیجا صبح کو لڑائی شروع ہوئی فوج
انگلشی نے غلبہ مخالف دیکھکر قدم جمایا لڑتے ہوئے عقب کو چلے آتے تھے نایک کی فوج جدہر سے
قابو پاتی بان وغیرہ سے دہوئین اوڑاتی ادہر تو یہ آگ روشن تھی ناگہانی بلاسے باروت خانہ انگریزی
مین کہین سے آگ لگ اوٹہی ایک دہماکے مین مشتعل ہوا کچھ سیکڑون نرہا جلکر ہوائی ہوگیا اوسکے
متصل کا جم غفیر اوڑ گیا افواج حیدر نے محیط گھیر لیا اول امان دینے لگی انگلستان غیرتمندی قبول نکیا
اودہر سے حکم ہوتے سارے تہ تیغ بیدریغ ہوئے تین چار کمپنی نے بہاگ کر یہ خبر جنرل کو پہونچائی اگرچہ
جنرل کی شجاعت سے تعجب آتا ہی مگر سنا گیا کہ تمام رات مارے دہشت کے اوس میدان مین
دل دونیم رہا صبح ہوتے رہوار صبا رفتار پر سوار ہوکر قلعہ کو سدہارا راستے مین کہین دم نہ لیا فوج
بھی افتان وخیزان ہمراہ تھی حیدر نایک کی فوج شہر مین داخل ہوئی قلعہ مندراج انگلشی کے
اختیار مین رہا کہتے ہین کہ چند روز مین محمد علیخان قلعدار ارکاٹ کا قلعہ اور نیز قلعہ پہلچری جسکو انگریزون
نے فرانسیسون سے فتح کیا تھا مفتوح ہوا اسحق بین کوٹھی جو مسکن انگلشی تھا اسی طرح پر فتح
کر پایا کہ وہان کے تلنگون اور انگلشیون سے منازعت ہوئی ملازمین نے آقا کو قید وقتل کیا اور
حیدر نایک کے واسطے یہ بھی مفت حاصل ہوگیا

لڑنا جنرل منرو کا فوج حیدر نایک سے ثانی اور ثالث مرتبہ اور اول

جنگ کا حاصل ہونا

جنرل منرو اس قسم کی شکست سے دوست و دشمن کا مطعون ہوا جب تک کہ یہ خبر کلکتہ پہونچی درمیان جنرل
اور مسٹر فرانسیس کے ایسی منازعت ہوئی کہ نوبت جنگ شروع ہوئی آخر رجب تا اول شعبان کو حسب الاتفاق
کسی باغ میں تنہا باہم تفنگچہ سے لڑائی کی مسٹر فرانسیس مجروح ہوا اسکے پہلوی راست پر گولی لگی
لیکن پردہ بچا رہا کہ چند روز میں چاق و تندرست ہو گیا اسی عرصہ میں جنرل کوٹ جو ملازم بادشاہ اور سپہ سالار
کل اورن کے کل فوج کا رئیس ہے لکہنو سے اور مسٹر وو کرنل پردو ان سے آئے گورنر اور مسٹر فرانسیس
کی باہم واسطہ صلح ہو کر دونون کو کونسل گہر لائے اور جنرل فوج انگلشیہ اور غلبہ نایک اور سفر دری خزانچی
اور جنرل کاڈرڈ کی قلعہ بسی کے گہیرنے کو کلکتہ پہونچا اور کلکتہ سے ایک پاکٹ بھی آیا جہاز جانے کیا
خبر لگی کہ گورنر اور کل انگلشیہ نہایت مشوش ہوئے اور تحصیل زر اور آراستگی فوج میں ساعی ہو کر
مندراج جانے کے سکامن ہوئے اور بنگالیان مالدار سے کرور روپیہ کے قریب سود ی قرض لیا بندہ بھی
اون دنون وارد کلکتہ تھا اور گورنر سے ملاقی ہوا تھا اوسنے بندہ کی تسلی کرکے وعدہ حصول مدعا کیا تھا
لیکن کل امور سے فرصت ملاقات متواتر کی نہ پہونچی جنرل کوٹ بنا بر قلت زر اور فوج کے عذر کرتا تھا
آخر سرانجام زر قرض سے ہوا اور جنرل کوٹ چار پلٹنون سے جو جمع ہوئیں تہیں آمادہ سفر مندراج ہوا
باوجودیکہ چہ سات پلٹن قلعہ مندراج میں تہی جسوقت جنرل پہونچے تمام فوج مندراج اور پلٹن
ہمراہی جنرل کے دس بارہ پلٹن ہو جائینگی اسقدر نایک کے مقابلہ کو کافی ہین کیونکہ اس جماعہ
انگلشی کو اپنے حسن تدبیر اور شجاعت پر نہایت بہروسہ ہے ایسی شکست کہا کے بہ جنرل منرو کی
ملامت کرتے ہین اور ہر کام میں اونکو تجہل کرتے ہین بہر صورت جنرل کوٹ چون کہ سالار کل فوج
کمشنر متعینہ ہند کا ہے اور امور حرب اوسکے ذمہ ہے اواسط ماہ رمضان ۱۱۹۴ھ ہجری کو بسواری
جہاز روانہ مندراج ہوا اور بندہ گورنر کے عدم التفاتی سے مرشدآباد کو واپس ہوا اور یہ بھی اندیشہ ہوا
کہ کلکتہ کے حرشہ کے مفسدہ پردازی میں اپنے عیال و اطفال کے جو مرشدآباد میں غریب الوطن
ہو رہے ہین اوس شہر کا حاکم ایسا نہین کہ غمخواری عام خلائق اور حفظ ناموس رعایا اوس سے
متصور ہو ناظم اور نائب دونون اس صفت سے معرا ہین اور انگلشی خود چندان ادہر والتفات
ملتفت نہین ہفتم شوال کو مرشدآباد آیا اور پانچوین ذیحجہ کو مرشدآباد پہونچا تھا کہ اخبار مختلفہ سنی گئی
جو کہ تحقیق معلوم ہوا وہ یہ ہے کہ جنرل منرو جب شکست کہا کر قلعہ مندراج آیا اور ہر ایک کا مطعون ہوا

اور فوج حیدر نایک کی نزدیک قلعہ کے جاگزین ہوئی اور خارج شہر کی آبادی اپنے قبضہ مین لائی صلاح دیکھی کہ کسی وقت بیخبر اس فوج متصلہ قلعہ پر جا گرے شاید کہ کچھ بن آوے پس ہزار سوار کو بیچ پلٹن کرانڈیل کے اول روز باہر بھیجین چونکہ حیدر نایک اس فرقہ کی جنگ سے آگاہ اور خود بھی جفاکش تھا ہر دم طیار و آمادہ رہا کرتا تھا اسکی فوج بھی طیار تھی جنگ ہونے لگی اور امداد شروع ہوئی وہ دونون پلٹن محصور ہو گئین باہر نکلجانے کا راستہ نپایا اور یاس نیکنامی کا کرکے آخر آخرت کی راہ لی فوج حیدر نایک کے حصہ مین فتح آئی جنرل اسٹیرونے چند روز کے بعد تعین جنرل کوٹ سے مندراج پر سنا اور اپنی جان کو ڈرا کہ مبادا یہان پہونچکر کس طرح پیش آوے لہذا جو کچھ فوج تھی جمع کرکے کچھ حفظ خزانہ کو قلعہ مین چھوڑی اور باقی فوج ہمراہ لیکر مع توپ و نقارہ بعزم جنگ برآمد ہوا اور ہی حیدر نایک کا لڑکا مع فوج شائستہ مقابلہ پر پہونچا جنگ عظیم ہوئی اور پھر بھی حسب تقدیر حیدر نایک کے فرزند نے فتح پائی اور انگلشی باقیماندہ داخل قلعہ ہوئے سنا گیا کہ حیدر نایک قلعہ کی لڑائی نامناسب جانتا تھا اور کہتا تھا کہ فوج کو تین چار گز زمین کیواسطے رائگان و ضائع نکرنا چاہیئے اگر خدا نے ہمین فتح دی تو انگلشی کب تک رہینگے عجیب تر یہ کہ لوگ کہتے ہین چونکہ قلعہ مندراج دریاے شور پر واقع ہے اوسمین آب شیرین مطلق نہین اور کنوئین ہر چند بہت ہین مگر تیس ہزار آدمی کے قریب جو اوس قلعہ مین فوج و رعایا سے اوسکے مصارف کو تین چار مہینے سے زیادہ وفا نہین کرتا کیونکہ وہ قلعہ کچھ چھوٹا تو ہی نہین بلکہ ایک شہر کا حصار ہے آب شیرین آبادی خارج شہر سے لیجاتی تھی ہر چند عالم فارغ البالی مین شاید بطور نہر کے بنا لیا ہوگا آب مزاحمت دشمن سے نہین لیجا سکتی تھی خدا معلوم یہ تمام خلق کثیر کیونکر بسر کرتی ہوگی —

آنا جنرل کوٹ کا مندراج مین اور حیدر نایک سے لڑکر مغلوب ہونا اور مسٹر فرانسیس کا
بنا بر عدم موافقت گورنر کے عین جنگ سے ولایت جانا

جیسا کہ پیشتر لکھا گیا ہے ابتدا سے ورود جنرل کلاورن اور کرنل منس اور مسٹر فرانسیس سے گورنر کی صحبت کسی سے موافق نہوئی ہمیشہ باہم منازعت رہی لیکن جب مادے کسی نے طبیعت کی اندازہ بعد خانہ جنگی کے جنرل کوٹ اور مسٹر ڈوکرنل کی سعی سے صورت صلح و آمیزش درمیان گورنر اور مسٹر فرانسیس کے ہوگئی تھی لیکن بعد روانگی جنرل جو مندراج کو ہوئی مسٹر فرانسیس جو کہ مدت سے خواہان چند امور تھا اور ایک بھی اوسمین سے منظور گورنر نہوا تھا پھر نئے سر سے منافقت ہوئی منجملہ انہی خواہش کے ایک نہ تھا کہ مسٹر برسٹو کو حکومت لکھنو کی بالذات دیجاوے اور اس بارہ مین حکم ولایت ہو

اچھا تھا اور دیوانی ضلع کلکتہ کی رام چندر راے کو جو گنگا گوبند کے نام مقرر ہے اور نندکمار کے لڑکے کو دیوانی خالصہ کی اور شاید اوسکا بھی مدعا اسیطرح کے ہونگے گورنر جنرل نے ایک بھی منظور نکیا چونکہ پیشتر سے کدورت تھی مانع جنگ مرہٹہ ہوا تھا ناگہان یہ فساد جنگ اور شکست یابی انگلشیہ نے ظہور پکڑا اور دو تین فوج تمام اور مع سرداران کے کام آئی اور روپیہ بھی اسقدر خرچ پڑا کہ خزانہ میں نشان زر نرہا اور قرض کی نوبت ہوئی جو کہ بنگالیون سے لیا گیا اور ولایت سے ارادہ تسخیر دیگر اقالیم کی ممانعت تھی مسٹر فرانسیس نے اسطرح کی تقصیرات وہندگورنر کے بہت سے ایک کتاب میں درج کیے اور آخر ذیقعدہ ۱۱۹۴ھ ہجری کو روانہ لندن ہو گورنر اگرچہ پیشتر سے اقتدار میں وحدانیت رکھتا تھا اور اب کہ سواے مسٹر ویلر کے کوئی دوسرا شریک نتھا صاحب اختیار کل کاروبار میں ہو گیا دیکھیے انجام کار اونٹ کس کل بیٹھتا ہے بندہ مرشدآباد سے چھبیسوین ۲۶ ماہ ذیحجہ سنہ مذکور کو روانہ ہو کر راج محل کے متصل پہونچا اور وہان بر تقدیم رسم عاشورہ کے لئے مخصوص مقیم رہا نہم ۹ ماہ محرم ۱۱۹۵ھ ہجری کو کسی معتمد سے سنا گیا کہ پنجم ذیحجہ کو جنرل کوٹ مع فوج ہمراہی اور مصنوعی اور ساز و سامان کے قلعہ سے برآمد ہو کر نایک سے نزدم آور ہوا اور جنرل مذکور کیطرح مخذول و مغلوب ہو کر قلعہ کو واپس گیا افواج حیدر نایک کے بڑے غلبہ سے حصار کے باہر تمام صوبہ ارکاٹ پر قابض ہے آیندہ سے تا دوست کرا خواہد وبیاش بکا بشد ۔۔

کرنل پارس قلعہ دار کلکتہ کی روانگی مین دیر ہونا جانب مندراج کے اور مرہٹہ ہاے گک کا حال

انگلشی فوج کپتان پامر کی سرداری سے رانا ے گوہد کی اعانت کو گئی تھی چند روز وہان آسودہ ہو کر اوسکے قلعہ مین براہ اطمینان دخیل ہوئی اور دیگر قلعجات کی فکر مین ہوئی اور رانا سے بھی ہر جگہہ کا حال استفسار کرنا شروع کیا رانا نے جوابدیا کہ جملہ مقامات سے جاے امان میری قلعہ گوالیار ہے جو جابجا مشہور ہندمین ہے مدت تک سلاطین بابریہ قابض رہی اس سبب سے بادشاہی قلعہ کی نام سے مشہور ہوا ہے چونکہ سلطنت ضعیف اور مرہٹہ قوی ہوے قلعہ دارون بادشاہی کی غفلت و بیخبری دیکھی اور مرہٹہ کے لالچ مین آیسے کسیقدر روپیہ لیکر قلعہ مذکور حوالہ مرہٹہ کردیا اوسیوقت سے مرہٹہ کے تصرف مین ہے اور یہ معاملہ احمد شاہ پسر محمد شاہ بابری کے عہد مین ہوا چونکہ راجہ گوہد نیابر قرب گوالیار کے جو قلعہ گوہد سے تیرہ ۱۳ کوس ہے ہمیشہ وہان کا خواہان رہا اور اوسکے اطراف کے فراز و نشیب سے بخوبی ماہر تھا شاید کہ اوس قلعہ مین ایک راہ مخفی پہاڑ کیطرف اور اوسیطرف دیوار حصار کی

پشت تھی راجہ سے لیے یہ مدراج بھی سرداران انگلشی سے ظاہر کئے اور نیز واقعہ کارون کو حاضر کیا بعدہ جب
سرداران انگلشی نے پردہ پردہ مین زینہ قابل حصار مذکور کے تیار کر لئے اور ایک روز کسی دوسرے لڑائی کا
اشتہار دیکر مع لشکر نہضت کی جب پانچ کوس کے فاصلہ پر قلعہ گوالیار کے جا پہونچا لشکر کو وہین چھوڑا
اور اول شب جریدہ مع زینہ راہ لی اور آخر شب قریب پہونچکر زینہ لگا لگا کر قلعہ پر جا پہونچے محافظین قلعہ
مین آتشبازی کرنا شروع کیا جس وقت کہ ہزار دو ہزار آدمی اس قوم کا داخل قلعہ ہوگیا دس ہزار غفلت پیشہ
کیا کرسکتے ہین قلعہ دار نے بخوف بازپرس آقا کے جان نثاری کی اور ایک روایت یہ بھی سنی گئی ہے
کہ منجملہ پاسبانان قلعہ کے ایک شخص نے انکی اعانت کی کہ بہرحال قلعہ مذکور قبضہ انگلشی مین آیا بندر کلکتہ
مین تھا کہ خبر پہونچی اور توپ مبارکبادی کی شلک ہوئی سنا گیا کہ مہاجی سیندھیہ جو کہ عمدہ سپہ سالاران دکہن
مین صاحب اختیار صوبہ مالوہ اور اوجین اور گوالیار کا تھا اسی برسات مین بعد جانے جنرل گاڈرڈ کے
بندر سورت کو صوبہ مذکور مین آیا اور برسات بسر کی اور بعد برسات آجتک اطلاع نہین کہ سردار مذکور
جنرل گاڈرڈ کے مقابلہ کو جو قلعہ بسی کا محاصرہ کئے ہوئے تھا گیا یا تدارک گوالیار کیا قریب و جوار مرشدآباد
کالپی کوڑہ اٹاوہ کی مرکوز خاطر رکہی اور ادہر فوج انگلشی ہے جو کہ متعین گوہد ہے اور کرنل کمک کے ہمراہ جو کہ
براہ کوہستان عازم مالوہ اور اوجین کا اسی برسات مین ہوا تھا مستعد ستیز و آویزش ہے بعد ازین واضح ہوا کہ بنابر
کثرت خرچ جو لازمہ فوج کشی ہے اور نیز صدمہ قحط و غلا سے جو کہ مرہٹہ کا یہ دستور ہے کہ مقابلہ سے زیادہ مانع پہونچنے رسد وغیرہ مانکو
کی فوج مخالف مین ہوتی ہین اور نیز مشاہدہ بد اتفاق راناے گوہد کے قصبہ سے اوسکی اعانت سے مایوس ہو کر قلعہ گوہد اور گوالیار
اوسکی قبضہ مین چھوڑا تجویز کی کہ مرہٹہ سے صلح کرین مہاجی سیندھیہ بھی راضی ہوا سردار فوج انگلشی حملہ کا نیوا اور کوڑہ پر کر سرحد
آگرہ آباد دیر ہیا دلی قبول کی اور واسطے طے ہونے معاہدہ کے ہنوز منتظر ہین دیکہئے کیا ہوتا ہے لیکن سیندھیہ راناے گوہد سے
بدین وجہ کہ اوسنے انگلشی سے قلعہ گوالیار مسخر کرا دیا ناراض ہوا چاہا کہ اوسکے قلعجات پر متصرف ہو کر اوسکے ملک کی تسخیر کا
عازم ہوا لاجرم یہ بات ویلن گرہ ہو گئی کہ اسکا انہدام بناے دولت مین ساعی ہو کہ آجتک اوسکے ملک کی تاخت و تاراج و تسخیر قلاع مین
مصروف ہے اور اس داستان کے لکہنے کے وقت راناے گوہد کے ہاتہ مین بجز قلعہ گوہد اور گوالیار کے کچہہ نہین رہا اور
فوج مرہٹہ محاصرہ کئے ہوے جان سے تنگ کر رہی ہے آخر بعد سخت لڑائیون کے واقعہ ۱۱۹۹ سنہ
ہجری کو راناے گوہد نے عاجز ہو کر سیندھیہ سے رجوع کیا اور قلعہ رانا اور کل ملک سیندھیہ
کے تصرف مین آیا اور سیندھیہ نے چار مہینے قبل اس معاملہ کے قلعہ گوالیار بھی فتح کیا راجہ چیت سنگہ
بھی جو گورنر سے دغابازی کر کے مغلوب ہوا تھا مہاجی سیندھیہ کے زیر حمایت ہے اور اوسکی توقیر
بسیار کرتا ہے دیکہئے انجام کیا ہوتا ہے احوال جنرل گاڈرڈ بہادر کا بخبر معلوم اور جو اخبار مختلف سنی گئی اوسکا

لکھنا نا مناسب ہے اگر زندگی ذوفا کی بشرط تحقیق خبر درج صحیفہ ہوگی لیکن بروقت جانے جنرل گورٹ
کی گورنر سے ایسا عہد ہوا تھا کہ دوسری فوج سنگین کٹک اور جگرناتھ اور گنجام اور سیکاکول کے
اطراف سے کرنل پارس کی سرداری مین جو کہ عمدہ سردار کلکتہ سے جنرل مذکور کی اعانت کو خشکی ہوکر
جاویگی کیونکہ مرہٹہ بنظر عہود سابق وحال کے سب اپنے خیرخواہ ہین کوئی مزاحم ہمارے عہود کا نہوگا جب
برسات گذری اور افواج انگلشی ہر طرف سے طلب کرلی اونکی روانہ کرنے کا ارادہ مصمم کیا کسی
اصحاب انگلشی نے بموجب حکم گورنر جنرل کے تین لاکھ نقد اور چند تحفجات مانند زیور مرصع اور ملبوس
فاخرہ کے لیکر ہمراہی وکیل جنباجی کے جو کہ رگھو بہوسلہ کا نبیرہ اور سالار لشکر کٹک مین وارد تھا
حسب الحکم گورنر شقہ عہد ہمراہ لیا اور جنباجی کے استمزاج دریافت کرنیکو پیشتر چلا اوسنے بصد خوبی تحفہ
لیا اور سوال کے جواب مین گویا ہوا کہ اس فرقہ کا قول و قرار بسبب اوس شکوک کے جو کہ حکام بنگالہ
اور اولاد شجاع الدولہ کے کیا ہے نہایت اشتہار سے لائق اعتبار نرہا اور قطع نظر اس سے ہم سرداران
عمدہ دکھن کے مانع مرضی ہین خصوص صلح وجنگ مین اونہین کی راے پر ہمارا مدار ہے اور ہمکو تمہاری
فوج کی رہگذر ذاتی مین اختیار نہین بلکہ بموجب اونکے حکم کے ہم سد راہ بلکہ مستعد جنگ وجدال ہین
سنا گیا کہ گورنر جنرل اس خبر سے ماہر ہوکر پیغام دہ ہوا کہ آپ لوگ سابق سے ہمسے عہد صلح رکھتے ہین
اب رفاقت کیون نہین اختیار کرتے اور تین لاکھ روپیہ مدد خرچ ماہواری سوائے تحفے کے جو سابق
تھی مقرر ہے لیجیے اور رفیق فوج ہوکر عازم دلہن ہوجیے جنباجی اور اونکے باپ نے قبول کرکے کہا کیا مضائقہ
بشرطیکہ بقایائے زر جو تھے جو قریب سات لاکھ کے ہوگا ادا کرو گورنر نے اس استدعا سے اور نیز آئندہ
ذ اتفاقی کی علامت سے یہ امر نامنظور کیا اور کرنیل پارس کا جانا اس وجہ سے ملتوی رہا افواج
انگلشی بموجب سابق کے قلعہ وصوبہ بنگالہ اور عظیم آباد کے رخنون اور راستہ مین موجود ہین اور افواج
جنباجی اپنے حدود پر گٹک مین طرفین وقت کے منتظر ہین اسکے بعد واضح ہوا کہ مرہٹہ ناگپور نے بعد
وصول زر جو تھے تمام وکمال مع دیگر تحائف کے بسبب عداوت سابقہ سرداران برا ہمہ پونا کی جنباجی
اوٹھکر باپ کے پاس چلا گیا اور کرنل نبارس مع فوج شائستہ گنجام اور سیکاکول ہوتے مندراج
چلا اور قلعہ مذکور مین پہونچکر باتفاق جنرل کوٹ کے مکرر لڑائیان نائب سے کین گھبرایش بر کچھ نہوئی
اوسی قلعہ مین بیٹھے رہے حیدر نائب سنہ زادسی طور پر مسلط ہے ایکبار کرنل پارس نے جہاز کی
سواری مین کلکتہ آکر بہت سا روپیہ بطور مدد گورنر وغیرہ سے لیکر مندراج واپس گیا اور پھر
جنرل کوٹ بیمار ہوکر کلکتہ آیا اور کرنل پارس وغیرہ قلعہ مندراج مین ہین اور مشہور ہے کہ گرانی غلہ

مایحتاج کی اوس قلعہ مین بدرجہ اشد سے اصحاب انگلشیہ کے استقلال کو دیکھے کہ تین برس گذر گئے اور ہنوز مستقل ہین قلعہ نہین چھوڑا

بعض احوال اور خصلت مبارک الدولہ اور مظفر جنگ اور منی بیگم اور ببو بیگم کا بیان ✤

مبارک الدولہ جو تہا لڑکا میر جعفر خان کا اسوقت مین بائیس ۲۲ برس کی عمر ہے صاحب خلق لوگون سے بارادہ محتاط خانہ بزرگان کے عورات کی عزت و حرمت بہت کرتا ہے اور حد سے زیادہ غربا پر رحیم ہے لیکن تقسیم اوقات نہین لہو و لعب مین مصروف دین و دنیا سے غفلت ہے نہ کوئی اوسکی دوستی سے شاد نہ دشمنی سے سرگرم فریاد اوسنے اوسنے غلام اور ملازم اوسکے باپ کے روبرو جو چاہتے ہین کئی خلاف موقع ہزارون کا انعام ہے ایام بارش مین عوام ہند کا یہ تماشا ہے کہ کاغذ کی کشتیان ان جنکو بیڑہ درختان امرود آویزان اور اوسپر چراغ روشن دریا مین چہوڑتے ہین اور پلندہ بنا کر ستہ کو دیتے ہین تاکہ حضرت خضر کی نیاز کرے سراج الدولہ احمق بہی اس ملت کا بانی ہوا اسقدر بڑی کشتی جسپر صد ہا سوار اور بعملہ روشنی اوسپر بار تہے ہزارون کشتیان روشن اور چہنپا پر روشنی دریا مین چہوڑین تمام رات یہی تماشا رہا تا انکہ اوسکے سلیع لوگون نے پہ سبب سمجہا مبارک الدولہ بہی باوجودیکہ اوسکی شوکت مین چہارم حصہ بہی نہین ہر سال دس پندرہ ہزار روپیہ اس کام مین خرچ کرتا ہے اس جہت سے یارون کے پیٹ بہرتے ہین باوجود دعوی اسلام کے باوجود عدم معمول مشاہرہ کے پانچ چہہ ہزار روپیہ ہر سال تہوار دیوالی مین صرف ہوتا ہے اور تہوار ہولی تو خود جملہ امراے ملاہی پسند کو مرغوب ہے اس تہوار مین حسب مقدرت خرچ کرتے ہین اور مردم ہزل و ظرافت بڑے بڑے آدمیون کو نام لیکر گالیان سناتی ہین اندنون مین بندہ مرشدآباد گیا تہا اور مبارک الدولہ کی اولاد کا ختنہ ہوا اس تقریب کے خلعت وغیرہ مین پینتیس ۳۵ ہزار روپیہ خرچ ہوا اور پہر بہی گرسنہ لوگون کی فریاد الامان اسمانتک پہونچتی تہی منجملہ اسکے فیل و خلعت و پالکی اور جیغہ اور سرپیچ مرصع مع پر کلگی اور مالا مروارید کے بسباوت مند خان ناظر محل ببو بیگم والدہ حضرت کو عنایت ہوا اور کوئی نسمجہا کہ ناظر مذکور کو اس تخصیص مین کیا دخل تہا اسیطرح سب مصارف ہین چند گانیو الیان بخشش قرار پدرا ہہ کی بڑی عزت و احترام سے ملازم ہین جسطرح کہ ایام گذشتہ کے سلاطین مولوی اور فضلا کو رکہتے تہے اندنون مین روشن خان ولد شریف خان قوال جو عالیجاہ کے عہد مین داروغہ ارباب نشاط تہا شہر سے مرشدآباد مین آکر اوسی عہدہ پر بحال ہوا اور ایک شمشیر بیش قیمت اور دوشالے ملبوس امراسے مخلع ہوکر اقرباے معظم کے ہمسر ہوا ببو بیگم اگرچہ

کا نائب الدیوان کے سر رشتہ میں تھی لیکن باوجود دولت کے زنان کی تہیہ سے بالکل واضع پیش آتی تھی اور
قبیلہ پروری رکھتی تھی اقربا بلکہ روشناسون کے ساتھ سلوک نمایان کرتی تھی اور منی بیگم اگرچہ ببو بیگم
کی اتباع اور اوسکے والدین کی پروردہ تھی اور ببو بیگم کے باپ نے منی بیگم کو میر محمد جعفر خان کا منظور نظر کیا
تھا لیکن ببو بیگم کو میر جعفر خان کی ہمخوابگی پر تقدم ہے یہ عورت نہایت باشعور لیکن مغرور اور طرفدار تھی
جسکو نوکر رکھا اوسکے برطرفی کی روادار ہوتی ہان کوئی ایسا جرم عظیم سرزد ہو جیسا کہ اندنون میں جب
بندہ وارد مرشدآباد تھا سنا کہ کوئی عورت اوسکی لڑکیون کی تعلیم پر مقرر ہوئی تھی اوسکی لڑکی کی شادی
شروع ہوئی ہر قسم کے اسباب وغیرہ کی امانت کی اسیطرح اعتبار علیخان خواجہ سرا کو اور حکیم
عسکری کو بھی ایسا کچھ سرفراز کیا کہ دوسرے وزرا کے سر سے نیاز کر دیا اسیطرح اولاد زمن کے حق میں بجا نہ کیا تھا مظفر جنگ
اگرچہ کمسن سال تھا لیکن مرد سلیم پاک اور لائق اگر چند سال اس سے پیشتر جب کہ نیابت بنگالہ اور
نیابت خالصہ پر مقرر تھا کہتے ہین کہ ارباب علم و فضل کا نا قدر شناس تھا اکثر وقت گنجفہ و چوسر میں مشغول رہتا تھا
اور مجلس میں زیادہ تر فضول گوئی اور قصہ خوانی سلاطین ماضیہ میں مصروف رہتا اسکی اولاد اور بیرو
باوجود محاصلات جاگیر وغیرہ کے ہمیشہ مقروض اور مصروف تعمیر ہر چند بہت سی عمارت موجود اور
نیز مقروض لیکن فضولی نہین چھوٹی قرض دوام جسطرح ہو سکے لینا ضرور ہے اور اسی سبب سے
بدنام ہے اسکی اولاد بموجب حکم پدر اپنے تئین افضل الناس جانتے اور بزرگان زمانہ کے روبرو
سرفرو ہونا معیوب سمجھتے ہین دونون لڑکے حضرت کے باوجودیکہ انگریز وغیرہ تجمل سے
زیادہ نہین رکھتے اور ہروقت سواری تیس چالیس لوگون سے زیادہ ہمراہ نہین رہتے پھر بھی حسب الطافہا
غرور اور خودبینی کو آپکو آصفجاہ کا ہمسر جانتے ہین مقدور قوی نہین کہ مصاحب نوکر رکھیں ایسے
جو کوئی گیا اوسکو گفتگوے لاطائل سے پریشان کرتے اور اوٹھنے نہین دیتے ہین اور باوجود اس
اختلاط کے اوسکو حقہ پیتے پاس تو کر سکے بیٹھنے کی روادار ہین اس سبب سے لوگون نے اونکے پاس جانا
ترک کر دیا ہے اسکا بھائی محمد حسین خان نیک اور فاضل اور طبیب ماہر کامل ہے اور اسکا لڑکا محمد زکی خان
داماد مظفر جنگ جوان مودب نیکو خلق قابل ملاقات ہے بندہ اونکا قدردان واعتماد الملک علی نقی خان
جو نیز عم مظفر جنگ اور اسحال داماد سے خالی کیفیت سے نہین اور دیگر اشخاصون کی طرح مغرور نہین —

بعض عادات و رسوم انگلستان کا بیان جو کہ معاملات مالی میں مروج ہین اور اسی وجہ سے اس دیار میں فلاکت کا آنا

کمپنی چند آدمیون کی جماعت کو کہتے ہین لہذا فرقہ سپاہ میں بھی چند لوگون کو کمپنی کہتے ہین اول سو نفر

برقنداز کو کمپنی اور اونکے سردار کو صوبہ دار کہتے ہین اب کل پچپن نفر کی کمپنی ہوتی ہے اور اوسکے سردار کو
صوبہ دار اور ایک ثلث کے سردار کو جماعہ دار اور بارہ نفر کے سردار کو نایک اور چند نفر کے افسر کو
حوالدار کہتے ہین اور دس صوبہ دار مع اپنے جماعات کے ایک پلٹن مین ہوتے ہین اور انکے
افسر کو کمیدان کہتے ہین ان پر کپتان ہوتا ہے جسکے اختیارات مین نصب و تغییب تبادلہ تقسیم
تنخواہ دکرتی و دستار کمربند ہتیار اور معاینہ صفائی وغیرہ ہے کپتان کو اس ایک پلٹن مین بڑا
فائدہ ہوتا ہے گویا کہ ایک جاگیر ہے جو کپتان مرکوز خاطر سردار ہوا وہ پلٹن اوسکے نام ہو جاتی ہے
یا کہ اپنی تنخواہ پاتا ہے سپاہیان ولایت جو ذیل ہین اول سولجر و عہدہ سارجن اور شریف ہین اول انسن
بعدہ لفٹنٹ بعدہ کپتان بعدہ میجر بعد ازان کرنل بعد ازان جنرل ہوتے ہین اس سے بڑھکر کوئی عہدہ
نوکری سپاہیان کی نہین ہے اور اس فرقہ علیحدہ تہا لوگ جو صاحب اختیار معاملات اور ریاست
ہوتے ہین اونکے مراتب کا نام بندہ کو معلوم نہین عموما ہر ایک کو کرانی کہتے ہین اور نوکرون کی رتبہ
کی تقدم و تاخر لگی ہے جو اول نوکر ہوا اوسکی ترقی بہی اول ہوتی ضرور ہے اور افسری ہر ایک کے مرتبہ سے
افسری ہر ایک کی اسیطرح سے منسوب ہین مقدم موخر نہین ہو سکتا مگر کسی غفلت اور تقصیر سے اور بہر اوسکا
بر طرف ہونے کے افسر کو تقدم ہوتا ہے اور ممکن ہے کہ کوئی لفٹنٹ ہلا ہو سکی کپتان اور میجر کے
ایکبارگی بسبب فوت ہو جانے یا مستعفی ہونے چند لوگون کے مرتبہ کرنیلی حاصل کرے اسیطرح
کرانیون کے فرقہ مین بہی ہے کمپنی جو کہ اسوقت مین بنام دیوان خالصہ ہر صوبہ اوڑیسہ بنگالہ و عظیم آباد
مین ہے چند اصحاب انگلشی سے غرض ہے جو لندن کے متمول رہنے والے لوگ ہون لندن بادشاہ
انگلشی کا دار الملک ہے اول ان لوگون نے حسب الحکم کمپنی ولایت کے بادشاہ سے ملک بنگالہ مین تجارت
ہندوستان کی بہت برسون سے یہ تجارت جاری تھی جو چاہتا تھا کرنل کمپنی ہوتا تھا کہ اسوقت تک
رہے ہے اور اسپہ سراج الدولہ کے عہد سے اوسکی حسن کارگذاری اور میر جعفر خان اور دولہم کی
مالک ہو ہوسے اور دیگر مقامات سے حاصل کرکے کل ہند کی سرداری حاصل کی انکے بادشاہ کو انکی
اصطلاح مین کنگ کہتے ہین بادشاہ انکا اگرچہ نافذ الامر ہے مگر بدون مشورہ ارباب کونسل کے کوئی
حکم نہین کرتا اور اگر کرے ہرگز جاری نہو اور ارباب کونسل اوسی ملک کے امرا ہین اور اصحاب کونسل چند
لوگون سے مراد ہے جو کہ اوس ولایت کے شہرون سے چند منتخب لوگ جمع ہون اور عنان اختیار
معاملہ اونکے قبضہ مین دیوے جاوے اور وہ گویا وکالت کرتے ہین تا کہ جو امر بادشاہ اور اوسکے امرا
تجویز کرین اوسکو رعایا کی بہبودی مین خوب جانچ کر قبول کرین جو وہ لوگ پسند کرین وہ سب کو

کرنا پڑے اور جس امر کو منظور کرے وکیل لوگ اونکو اطلاع دین اوسکی بجا آوری مین اونہین صفدر بشو
جب قواعد منتظم اچھے ہین مگر ولایت مین یہان بھی ہین مگر ابتک یہان کے لوگون کیواسطے اور یہان کی
مالگذاری کو ضوابط اور قواعد شنیدہ کا انتشاع کرکے جو کچھ متصدیان دست نشان سے سنا ہی اور
کتاب مین درج کرلیا ہے اور اسقدر حق اور صواب جانتے ہین اور اوسکی بنا نہین دریافت کرتے
یا کہ عمداً تجاہل کرتے ہین خلاصہ یہ ہے چونکہ یہانکے لوگون سے راہ اختلاط نہین ہے یکدیگر کے حال سے
آگاہ نہین چند اشخاص ہر شش ضلع کے کمیٹی اور کونسل کے ملازم ہین مگر وہ لوگ بے غرض نہین
اور عموم خلق کی گفتگو اور مصاحبت صاحبان انگلشی کو ناگوار بندہ متاخرین کے ضوابط و قواعد جو اپنی
غرض کو چھپا کر اختراع کئے ہین درج کتاب کرتا ہے تاکہ دیکھنے والون کو امر حق و باطل پر اطلاع
ہو جاوے شاید کہ اللہ تعالے اونکو توفیق رفیق دے کہ بروقت حکومت خلق خدا کو ایذا نہو وے اور
حق و باطل کو سمجھین کہ خلق خدا کو اطمینان حاصل ہو اور اسکے حق مین دعا سے خیر کرین اور بندہ
بموجب حدیث شریف اَلدَّالُّ عَلَی الْخَیْرِ کَفَاعِلِہٖ شاید کہ خدا وند کریم اپنے فضل و کرم سے بندہ کی بخشش
فرمائے واللہ ولی التوفیق —

ذکر وجوہات احوال کہ بیشتر کے برخلاف جاری ہین اور کسقدر رحم کو پہونچین

یہ ظاہر ہے کہ حسب تقسیم ملک ہر قطعہ زمین کا اثر اوسکے ساتھ مخصوص ہے بلکہ اوس ایک سرزمین مین بھی
بوجہ عرض و طول اطراف کے اختلاف ظاہر عقلمند کو اس ثبوت کیواسطے کچھہ دلیل و برہان کی
حاجت نہین اگر جملہ ملک و زمین ایک حال پر ہوتا رنگ انسان اور پہل اور غلہ اور معادن اور نباتات اور
حیوانات وغیرہ ایک کا ہوتا جملہ بلاد سے ہندوستان سے نہایت وسیع ہے یہان کے لوگون کی اوضاع
اور رسومات ابتدا سے دوسرے ولایت سے برخلاف رہی اور جبتک حکام وقت یہانکے
مناسب طور پر سلوک نہون ہرگز انتظام رفاہ اور اسایش خلق ممکن نہین چونکہ یہ ملک زحل سے
متعلق ہے اگر یہان کے لوگ بسبب فطرت ضعیف العقل و کم طاقت اور ہمیشہ بخیر لشکرکشون کے
مغلوب رہے ہین لیکن جب کسی بادشاہ نے یہان فتح پائی بعد زجر و توبیخ لازمہ کے ہر ایک کی دلجوئی
اور حفظ ناموس اور اپنے دربار مین بار دیتے تھے وزیر امیر اعلیٰ سے ادنے تک اوسکے حضور مین
اپنی لیاقت ظاہر کرتے اور بہرہ مند ہوتے ہر ایک کی پرورش حسب لیاقت ترقی مرتبہ پر ہوتی تھی
تمام رعایا سے شفقت پدری فرماتے غبار ملال کسی کے دل مین نہ آنے دیتے تھے اور ہر ایک کو لواز

واجارسے دیکھیے سے شاہجہان بادشاہ کے عہد تک یہ سلسلہ امن وامان کا جاری رہا عالمگیر اورنگ زیب
کے عہد سے بسبب اوسکی کثرت حرص وطمع کے فساد ظاہر ہوئے لیکن اوسکی شجاعت اور ہوشیاری سے
کوئی خلل ضوابط منتظمہ مین نہونے پایا بعد ازان رفع بدنامی کے لیے جو باپ کی قید اور بھائیون
کی قتل سے عاید ہوئی تھی ارباب علم کو جمع کیا تاکہ لوگ اوسکو اسلام پرور سمجھین اور اس سبب سے ہی
اون لوگونکے وہ جور وستم ہوئے جنکا ذکر دفتر اول کے اخیر مین درج ہے اور اونکا سبب لوگون کی
زبان پر جاری ہے فرخ سیر کے زمانے مین جو بالکل ہیچ و پوچ تھا رشتہ چند دیوان قطب الملک
ذی اقتدار یا امور سلطنت مین حصہ دار ہوا شعلہ قدیم عالمگیر کا پھر تیز ہوا سرکارات اور پرگنات اور [illegible]
خالصہ کے اجارے کے رسم [illegible] روز بروز ویرانی ملک اور بے آرامی خلق خدا اور
نقصان ہونا رہا یا حکام وقت سے شروع ہوا تاکہ عدالت [illegible] کافور ہوئی [illegible]
ملی روپیہ کی فکر ہوئی جسطرح سے ہاتھ لگے اگرچہ وہ ارباب علم ہوئے ایسی تدبیر کوئی [illegible]
نہین پاسکتی کیونکہ فریب کی گاڑی ڈکملا کر لوگون کو بہاتے ہین سبب لگا فسانہ ملکی [illegible] کا ظہور
ہوا سلاطین بیخبر کے عہد آئے بے شعور کار ندے برسرکار ہوئے رفتہ رفتہ جہالت کی تاریکی ایسی
چھا گئی کہ اب اوسکی صلاح ناممکن ہے اور اب ملک ویران اور خلق کی جان اونھون پر اکثرون کو
زیست ناگوار ہے ان دنون مین دانایان فرنگ کو عزم تسخیر ہندوستان مصمم ہے اور نیز اکثر بلاد پر مسلط ہین بسبب
اجنبیت کلی اور عدم آگاہی رسوم عادات ہند کی صنعت انتظام نہین ہوسکے اور بسبب تقرب صاحبان
انگلشی کے مردم ہند سے آمیزش نہین ہوتی ملکہ اوسکے برعکس ہوتا ہے روز بروز احوال ہندیان پریشان
و ویران ہوتا جاتا ہے عنقریب انکے وجوہات بیان کرتا ہون اول یہ ہے کہ اس فرقہ انگلشی کو نہایت
بیگانگیت اس ملک کے راہ و رسم سے ہے اور نیز ضوابط تحصیل خراج اور قواعد بندوبست ملکداری
سے ہے کیونکہ انکے ولایت مین زمیندار مالگذار کہ خراج شاہی بسال بسال عاید سرکار بادشاہی
کرے مطلقاً نہین اس فرقہ کے عقلا سے بندہ نے بخوبی سنا کہ ظرف اور دریچہ اور مکانات اور ظروف وغیرہ
سے کسیقدر بطور محصول کے لیتے ہین اسیطرح یہانکے جزا و سزا اور ربیہ وغیرہ مین سب ایسے
جرم ہین کہ یہان کے دانست مین عظیم اور اونکے نزدیک خفیف ہین اور بعض بالعکس اور بعض رسوم
انگلشی ایسی ہین جو یہان کبھی نہوئین مثلاً مردم شماری اور لوگون کا جمع خرچ کہ کتنے پیدا ہوئے
کتنے مرے کتنے باقی رہے اسیطرح بہت سی باتین انکی ہین چونکہ ایسے امور کی عادت نہین
پس چاہتے ہین کہ یہان سے خراج لین دوم یہ کہ اکثر ضوابط کو اختیار کرکے اپنے دفترون مین زیر قلم

کرلیاہے اور ہر ضابطہ مین کسیقدر وصول روپیہ کے تعہد کیے ہین اور یہ سارا فساد مردم بے ایمان کی
بدولت ہوا جو اونہون نے اپنی شوم طبعی سے کیا اور اونہون نے فرض کرلیا فرخ سیر کے وسی
ایسی ہی شوم طبعی رکہتی تہی پس اس جماعہ نے کہ تازہ وارد اور ہر طرف سے بیخبر ہی اظہار مرام
خودغرض کو تسلیم کیا بلکہ بعض ضوابط کہ گزرہ کو ترک کردیا چنانچہ حکام اسلام کے ایام مین وہ لوگ رواج
فواحش ناپسند کرتے تہے خصوص شب جمعہ کو روادار تہے کہ کوئی مرتکب مباشرت یا کہ فواحش
کا ہو اور دربارہ عجایز کہ جنکے لئے نکاح ہون جائز نہین رکہتے تہے لہذا اسکی سزا جرمانہ مقرر کیا اور حکم تہا
کہ اگر احیانا کوئی ایسی عورت ظاہر ہو اوس سے جرمانہ لیا جاوے خصوص جمعہ کی شب کو زیادہ تر
سخت جرمانہ ہو اور اس امر پر داروغہ مقرر تہا اوسکو اس جرمانہ کا اختیار دیا گیا تہا اور نقارہ نواز اوسکے
زیر اختیار تہے بدون اوسکی اجازت کے کہین بجاوین اور غیر از منفعت مذکور کی اوسکی سپرد
تہی اس مین یہ مصلحت تہی کہ ہر ایک مجالس شادی مین حسب اقتدار کے نقارخانہ وغیرہ طلب کر
نہ کہ بوالہوسی کرکے فضول خرچی پر کمر باندہے مدت سے شوم طبع نے جا و کرکے اصلی غرض تحصیل
زر سے کرلی ہے اصحاب انگلشی نے اسے موقوف کردیا اسطرح کیا عجب کہ اکثر قواعد مستحسنہ
کو قبایح سے مطلع ہون اور رفع کدورت کرین بندہ بانفعال چند امور ذکر کرتا ہے قاضی واسطے
اجراے احکام شرع کے مقرر تہا کہ بلا حیف ومیل ہر ایک کے معاملے فیصل کرے اور سرکار بادشاہی
سے مشاہرہ اور جاگیر بقدر خواہش کے پاوے مجال نہ تہی کہ ایکدرم بہی بطور رشوت کسی سے
لیوے اگر احیانا کسی نے ایسی حرکت کی مورد عتاب سلطانی او ننگ مسلمانی ہوکر تمام زمانے مین
مطعون ہوتا اور ہمیشہ کو اس کام سے محروم ہو جاتا بادشاہ بہی غصہ وغضب کرتا اور دنیا وعقبی مین لعنت
وملامت کیا جاتا اب مدت سے میران کی اصطلاح قضا یا مین مقرر ہوئے اجارہ اوسکا ہوتا ہے
جور وستم کہ کسی مذہب مین کسی نے نہین سنے ظاہر ہوئے ہین مفصل مین عوام مسلمانون کو
قضات نے ایران ظلم وجور سے ڈراتے اور کسیقدر لیتے دیتے ہین گویا انہین بدبختون کی شان مین یہ آیہ
کریمہ نازل ہوئی ہو رَبَّنَا اَرِنَا الَّذَیْنِ اَضَلّٰنَا نَجْعَلْهُمَا تَحْتَ اَقْدَامِنَا لِیَكُوْنَا مِنَ الْاَسْفَلِیْنَ اور وہ مخترعات اسقدر
مضبوط ہو گئین کہ اسکا انحراف کرانا مشکل جملہ مخترعات سے ایک یہ ہے کہ اگر کوئی غریب مسلمان مرے
جب تک نایب قاضی نہ آوے اور قاضی کا مقررہ اوسکو نہ پہونچے اعتقاد کرتے ہین کہ اوس میت کی
روح اوسکی گہر سے باہر نہین جاتی اور اگر اوس شخص کے ورثا سے وجہ معین باعث کم مقدوری
کی ادا نہو سکے تو مع عیال واطفال اسقدر نجس وناپاک ہے کہ اوسکے مقوم اوسکا خورد ونوش

ناگوار کرتے ہین اور اگر دیا نہین دیتے تب وہ لاچار ہوکر چوری ڈکیتی یا قرض وام سے
قاضی کی خدمت کرتا ہے اور بلا سے بے ایمانی سے رہائی پاتا ہے یہی رنگ ختنہ پسر اور نکاح
دختر مین ہے کہ حد بلوغ ہوکر رسوم نکاح اور ختنہ سے محروم رہتے ہین جب تک نذرانہ قاضی
کی فکر نکرین کار مذکور کی تعمیل متعذر ہے اور جبکہ جس معاملے جی چاہتا ہے قاضی کو رشوت دیتا ہے
کہ یہ کار میرا اسطور پر کر دو وہ قاضی مفت خور حق کا باطل اور باطل کا حق کر دیتا ہے اور اسی قبیل سے بہت
باتین ہین کہ ذکر اسکا طول لاطایل ہے

صدر الصدور وغیرہ صدر ہای ہر صوبہ اور سرکار کا بیان

اسوقت مین واسطے امتحان قضات اور تحقیقات احوالات کے ارباب استحقاق مقرر ہوتے تھے
تاکہ کوئی جاہل قاضی نہو اور دین و ایمان سے بے خبر نہو اور کسی عاجز غریب کی املاک لیکر غیر مستحق
کو مستحق نبناوے اور جنہین جاگیر ملتی ہے اونسے متغلب نہوسکے الحال کام صدارت کا کیا پوچھنا ہے
نعوذ باللہ یہ ایک طرفہ عجب تماشا ہزارون مسکین بیجرم کا خون اپنے ذمہ لیا الحمد للہ کہ یہ امر اظہر من الشمس ہے
گورنر بہادر نے بعد شکایت اور ان کے مظالم کی اطلاع کی جو کچھ قلیل وجہ سلاطین اور ناظمان عدالت
نے جاری کئے تھے بحال رکھے اور جو کچھ ان بدبختون نے بڑہائی تھی یعنی وجہ مرسومات صدارت کے
جو ایکہزار آٹھ سو کئی روپیہ تھے پینتیس ہزار گنہ تھے وہ معاف کردئے خداوند تعالی اپنا فضل کرے کہ
گورنر بہادر وغیرہ سردار ہفتہ مین دوبار یا ایک بار واسطے پرورش احوال مظلومان بیکس کے مقرر کرین تاکہ خلق خدا اسی
بلا ہای عظیمہ سے رہا ہو داروغہ عدالت اور عملہ اسواسطے مقرر ہوئے تھے کہ ہر ایک غریب و غربا کی رسائی حضور امرا اور سلاطین
مین مشکل سے ہوتی ہے پس وہ لوگ جا بجا تعین ہیں اول روز سے ایک ثلث روز تک بیٹھکر گوش بر آواز غربا رہین جو کہ
حاضر ہوکر کسیکی شکایت کرے اگر مدعا علیہ مرد مستحض اور اوسکا طلب کرنا اوسکی قدر کو لائق نہو اوسکو وکیل ورنہ اوسکو
طلب کرکے طرفین کا اظہار لیتے تھے اگر کوئی خفیف بات ہوئی باہم صلح و آشتی کرادی و صورت امر عظیم کے گواہ
اور شہادت اور قسم وغیرہ وجوہات متعددہ سے خوب دریافت کیا اور پہراون مدعی اور مدعا علیہ کو مع کاغذ تحقیقات
حضور شاہی مین جو کہ ہفتہ مین دوبار اسواسطے ہوتا تھا لیجاتے اور احوال عرض کرتے تھے بادشاہ اور ناظم جو وہانکا
حاکم ہوتا فیصلہ کرتا تھا اگر اوس مابین یہین فیصلہ نہوا اجلاس دیگر مین عدالت ہو جاتی تھی الحال وہ عدالت
منافع کی ہوگئی لوگ اوسکی نوکری کو پیشکش اور نذرانہ دیتے ہین کہ عہدہ ملے اور حاکم جسکو
چاہتا ہے یہ کام اوسکو حوالہ کر دیتا ہے چندروز قبل ازین داروغہ وغیرہ عملہ اس عدالت کی

جائز اور تحصیل سے دریا بہر دار رکھتے اوسکے صاحب خدمت اور عملہ مثلاً لوگ پیادہ وغیرہ میں زر خطیر
جمع کر لیتے تھے اور کوئی نہین پوچھتا تھا عدالت مین تحصیل زر کی کیا وجہ ہے پیشتر کے لوگ خدا کی ڈر سے
حق تلفی نہین کرتے تھے اور امراے سلاطین تحقیق جس سے بیدین لوگون کو بر سر کار نکرتے تھے جس کسیکو
خداترس صالح پاتے اوسکی سماجت کر کے اس کام پر مقرر کرتے اس نیت کے فیض سے رشوت لینا
عین کفر سمجھتے تھے الحال جملہ صفات حمیدہ سے درگذر کر بعض حکام اس قسم کے لوگون سے جو یا ہین
ناحق انہین کا نام کارگذار اور انہین کو ہوشیار جانتے ہین (فاعتبروا یا اولی الابصار) پیشتر
غربا کی رسائی حضور پادشاہ میں نہایت آسان تھی اگرچہ یا تا کسی پر ظلم ہوتا … کی
راہ سے پادشاہ کے پاس آتا اور اپنی داد پاتا تھا چونکہ کسیقدر خصیصہ ہوتا اپنے قوی ظالم سے … الحال احوال
امرا لوگون کو گورنر اور انگلشیون سے رسائی نہین اور ارباب انگلشی یہان کے لوگون سے بہت کم ملاقات
کرتے ہین اگر دو ایکمرتبہ کسی صاحب مقدرت کو کسی کے توسل سے ملاقات میسر ہو چونکہ زبان انکا تو
اس دیار کے اخبار سے نہین رکھتے اور عملہ بھی نہین چاہتے کہ ہمارے کشف راز ہو اور اسرار اعمال ان
پاوے ایسے لوگ اون کیسے خلق اللہ کا کیا انجام حال ہوتا ہے کیونکہ احوال اس وقت کے حکام کا یہ ہے کہ کسی
کام پر توجہ نہین کرتے اور ایک شخص کو نائب اپنا کر دیتے ہین خواہ وہ اچھا ہو اور خواہ برا کچھ مطلب نہین
ہر چند کہ یہ کار نہایت مشکل ہے بکمال غور سے کرنا چاہیے اور عملہ پر اعتماد کرنا لازم نہین جیسا کہ کہا ہے
بدیوان چند از فریاد او + کہ شاید زدیوان بود داد او + مگر یہ لوگ کچھ اصل نہین سمجھتے جس شخص کو کہ مقرر
کر دیتے ہین اوسیکے کہنے پر اعتماد رکھتے ہین الحمد للہ کہ ۱۱۹۵ ہجری کے آخر مین داروغگی عدالت اور فوجداری
کی ہندوستانیون کے ہاتھ سے نکل گئی اصحاب انگلشی اس امر پر مامور ہوے فی الجملہ ایذا اور تصدیع
خلق اللہ کی کسیقدر خفیف ہوئی مگر چونکہ وہی عملہ مردم آزار نیابت اور بیعت کے سلسلہ مین ہر و زیر
کار ہے کسیقدر رجحان آتش در کاسہ پدید آرہے محتسب واسطے تحقیقات سنگ ترازو اور نکالنے غبن اور خیانت
ترازو اور تقرر نرخ غلہ وغیرہ کو مقرر تھا تا کہ فروشندہ نرخ مقررہ سے تجاوز نکرین اور ان لوگون کے
اختلاف کی سزا اوسی سے متعلق تھی تا کہ لوگ بازارون مین مست و لایعقل نہ پہرین اور شہر کے
مسافران کو مشت گوئی یا دیگر حرکات سے آزردہ نکرین اور بیچاری صاحب عصمت بے بیان
گلی کوچہ کی آمدرفت مین جو اکثر فحش ہوتا ہے انکی بدزبانی سے بچی ہین الحال جو رسم کہ مقرر تھی اوس سے
زیادہ لیتے ہین اور ایک شہر بلکہ ایک بازار مین دو تین دکان کی تفاوت پر نرخ کا فرق ہے اور
اسی طور پر بہتون کا حال ہے اور تمام بازار مین میکدہ اور گوشہ بلکہ عین راہ مین کمینہ لوگ مشرف

خصوص خدمتگار او خانسامان خلاصی تلنگہ ہرکارہ اپنے مالک کے اعتماد پر چونکہ اہل انگلشیہ کا اقتدار ہے مست و شرشار گھومتے پھرتے ہین اور متوالی صورت بنا کر بھلے مانسون کو تکلیف پہونچاتے ہین کہ ان بیچارون کو راستہ سے گذر کر اپنے مکانون پر جانا دشوار ہوتا ہے او کہتی ہین کہ ای اللہ تو ہمکو ان کمبختون کے ہاتھ سے نجات دے کہ مع الخیر اپنے مکان کو پہونچین وقایع نگار و سوانح نگار و ہرکارہ واسطے تحریر اخبار ہر صوبہ اور ہر کار اور محلہ کے مقرر تھے جو کچھ وہان معاملات ہوتے تمام دن کے شام کو اور تمام رات کے صبح کو لکھکر بحضور بادشاہ ارسال کرتے دار وغہ اوسکا خلاصہ حضور مین عرض کرتا اور ان لوگون کی عرضی مخصوص بادشاہ اپنے ہاتھ سے کھولتا اور ہر ایک کا جواب لکھتا بادشاہ کو ہر ایک کی حسن نیت اور ضمیر معلوم ہو جاتے کہ کون کسکے ساتھ کیسا ہے اور کیا چاہتا ہے اور وہ اسکا کسقدر نیک و بد واقع ہوا اگر معلوم ہوتا کہ اہل اختیار شاہزادون یا امراے عالی وقار سے اتحاد رکھتے ہین اونکو فورا اس عہدہ سے دوسری جگہہ بدل دیتے چنانچہ عالمگیر کا رقعہ اسدخان آصف الدولہ کو وزیر اپنے کے نام تحریر کیا اس مقام پر بجنسہ درج ہوتا ہے او اس معنی پر گواہی دیتا ہے

مقابل صورت رقعہ عالمگیر

فرزندزادہ محمد معز الدین سفارش فلان وقایع نگار نوشتہ چیزی برای او تجویز وا ورا از ان کار تغیر باید نمود کہ این وقایع نگار وقایع نگار نماند سه چون اغرض آمد ہنر پوشیدہ شد * صد حجاب از دل بسوی دیدہ شد

مضمون رقعہ عالمگیر

فرزندان کہ مزاج شناس می باشند سفارش وقایع نگاران و امثال آنہا نمیکنند حسب التماس رعایتی با او بعمل آمد اما از ان کار تغیر شد آئندہ ارتکاب چنین امور نباید نمود القصہ چونکہ ملکداری مین عموم عباد کی اطلاع احوال سے خبرداری ضرور ہے اور غرض اس سے یہ ہے کہ آسایش خلایق ہو لہذا چار آدمی اس کام پر مقرر ہوتے تھے وقایع نگار سوانح نگار خفیہ نویس ہرکارہ تاکہ اگر کوئی خیانت کرے تو دوسرے کی تحریر سے واضح ہو در صورت اختلاف اخبار کے بعد تحقیق احوال مختلفہ خاین اور کاذب کی سزا ہوتی عہدہ سے برطرف کیا جاتا تھا الحال بلاد عظیم اور ہر قصبہ اور دیہات مین نوکران بنیدار اور عمال اور بعض مفتری اپنے تئین نوکر سرکار ظاہر کرکے انواع انواع قسم کا ظلم و فساد کرتے ہین اور کوئی پوچھتا بھی نہین باقی کسکا نام ہے فوجداران ثانی مرتبہ ناظم سے دوسرا درجہ ہے بعض فوجدار

کارہاے سلطانی مین تنہا ایسی جانفشانی کرتے کہ صوبہ داران ناظم سے تفوق کر جاتے اور بہ ورود [illegible]
سلطانی ہوتے یہ لوگ ہر صوبہ مین بقدر اوسکی وسعت اور کثرت زمینداران مفسد کے مقرر ہوتے
تھے بعض انمین سے ہزاری منصب ذات اور کئی سو سوار اور بعض ہزار و پانصدی اور بعض دو ہزاری
اور بعض دو ہزار پانصدی اور چند سہ ہزاری اور چہار ہزاری منصب ذات اور بقدر لیاقت و وجاہت
کار سرکار کے سوار اور جاہ و حشم نقارہ و علم رکھتے تھے اور بجاے معہود رہتے تھے اور عملہ بادشاہی
مانند منصبداران اور بخشی اور سوانح نگار اور خفیہ نویس اور ہرکارہ اور قاضی اور مفتی اور صدرالصدور
اور محتسب اور دیوان اور داروغہ کچہری حقیقی مرو بہہ اور پیادہ ہاے برادری وغیرہ اپنے اپنے کام پر معین
تھے کسیکی تاب نتھی کہ اوسنے نوکر بادشاہی کو برطرف یا معزول کرے اور مقدمات مالی اور رفاہ عملہ
دیوانی مین مانع دیوان بادشاہی اور منصبدار اور بخشی سکے تھے اور لشکرکشی وغیرہ تادیب و تنبیہ مفسدان
مین تابع فرمان فوجدار تھے فوجدارون کو اختیار تھا کہ زمیندار وغیرہ فوج مقرر نکرنے پاوین یا کارآلات
رزم مانند بندوق توپ وغیرہ سے آراستہ کری یا کوئی قلعہ کسی قلعہ کی مرمت نکرنے پاوے اگر احیاناً
یہ امور کسی نے بہم کر لیے ہون تو فوراً اوسے حکم دے کہ برطرفی فوج کرے اور صورت عدم تبدیلی کے
فوراً گوشمالی دے ایسا بند و بست کرے کہ پھر اوسکا اختیار نہو اگر پھر سرکشی کرے اوسکو خارج کرے
اپنے ملک مین جگہہ ندے اگر قید ہو جاے حضور مین روانہ کرے یا کہ وہین رکھے جیسا یہان سے
حکم صادر ہو تعمیل کرے خلاصہ یہ ہے کہ مفسدون کی بیخ کنی کرے اگر مفسدون کی کثرت ہووے
اور فوجدار اوس نواح کا تنہا گوشمالی نکر سکتا تھا اور فوجدار لوگ اوسکی مدد [illegible] کسی
مفسد کو مجال نتھی کہ خالصہ بادشاہی یا کسی زمینداران کی جاگیر وغیرہ مین دست درازی کرے
محال دارالحکومت سے فوجدارون تک بندہ کو چندان اطلاع نہین بعض متفرق محالات کی
یاد ہے اونکے ذکر مین چندان فائدہ نہین لیکن اسامی محالات فوجدار نشین صوبہ بنگالہ اور عظیم آباد
کی خوب معلوم ہین اور انکا ذکر بھی مناسب ہے لہذا تحریر ہوتے ہین آٹھون سرکار صوبہ عظیم آباد
کی سرکار شاہ آباد – رہتاس – بہار – مونگیر – چنپارن – سارن – ترہٹ – حاجی پور –
فوجدارنشین رہے ہین یہان کے فوجدار لوگ مع عملہ و فعلہ نوکر رکھتے پانسو سا [illegible] سوار چار ہزار دو ہزار
سو رہے ہین اور یہ سب فوج وغیرہ بادشاہی ملازم رہے ہین اگر کوئی امر عظیم درپیش ہوتا اپنا
منصب چھوڑکر ناظم صوبہ کے پاس حاضر ہوتے بلکہ حوادث عظیمہ مین وہ تمام صوبہ کی ناظم ہو باہم
متفق اور نیز و یکجا تھے مع فوجداران ماتحت کے جمع ہوکر اوسکا تدارک کرتے تھے اور اگر اس کوئی

زیادہ کوئی مہم ہوتی بادشاہ روز مرہ بذریعہ اخبار ہر جگہہ کے کوائف سے مطلع ہوتا رہتا تھا بعض امرای عظام اور شاہزادہاے والا مقام کو فوج گران اور سامان بیکران سے روانہ کرتا اور ان لوگون کی تمام حکم استقلال و پایداری ثابت فرماتا اور یہ لوگ جسطرح ممکن ہوتا بصلاح ہمدیگر پایداری کر کی کار سرکار مین جانفشانی اور مردمی کرتے تھے اگر کوئی قصور کرتا مورد غضب سلطانی ہوتا صوبہ بنگالہ مین بھی شاید دس فوجدار نشین مقام تھے کہ تفصیل انکی یہ ہے ــ اسلام آباد ــ چٹگاون ــ سلہٹ ــ رنگپور ــ رانگامالی ــ قلعہ جلال گڈہ ــ پورنیہ ــ راج محل اکبرنگر ــ راج شاہی ــ بردوان میدنی پور ــ بخشش بندر ہوگلی ــ محالات مذکورہ مین فوجداران بادشاہی اور جہانگیر نگر مین ناظم مع عملہ و فعلہ سلطانی کے رعایا کی کام روائی مین مصروف رہتے تھے خلق خدا مصروف دعاے بقاے دولت شاہی رہتی تھی قریب ساٹھہ برس سے کہ سلطنت سست ہوئی اور بادشاہ کم جرأت اور امراے نمکحرام ظاہر ہوے ہر جگہہ کے ناظم بمنزلہ بادشاہ ہو گئے لیکن ضوابط بادشاہی کی تتبع سے یہ لوگ بھی بدستور انتظام ملک محروسہ اپنے مین ایسا مصروف رہے کہ پھر بھی خلق خدا کو راحت اور کمتر لوگون کو دقت رہی تا آنکہ ان تینون صوبہ پر مہابت جنگ متسلط ہوا چونکہ یہ شخص اقربا اور رفقا بکثرت رکھتا تھا اور اکثر اونمین سے ہوشیار اور صاحب اقتدار اس ملک کے مدار المہام اور مختار رہے اور خود بھی بکمال شجاع اور دانا تھا سلوک فرزندانہ کرتا تھا ہر ایک اوسکا متوسل بجاے فوجداران کی مقرر اور تابع فرمان تھا اور اس ملک کے رہنے والون پر نہایت شفقت فرماتا تھا مہابت جنگ اور قبل اسکی شجاع الدولہ اور سلاطین سابق بمقتضا ے ریاست کے متعصب نہ تھے خلق اللہ کو یکسان نظر سے دیکھتے تھے اور ہنود وغیرہ مخالفین مذہب کو بقدر لیاقت اقتدار اور اختیار دیتے تھے چنانچہ متصدی وغیرہ انکے ہفت ہزاری اور ناظم صوبہ اور سالار فوج وغیرہ رہے ہین اور ہر شخص نے اوسکی دولت سے بہرہ اوٹھایا فی الحقیقت بادشاہ کو چاہیے کہ اوسکے مرتبہ کے برابر ہو لازم ہے کہ ترجمہ ظل اللہ پر نظر کرے جسطرح کہ خداوند برحق کو سایہ عباد پر نظر ہے وہ بھی پیروی کرے اور بعض تعصب مذہبی درگذرے اس ملک کا حاصلات اسی ملک مین صرف ہوتا تھا اس سبب سے ملک کی آبادی تھی بدین وجہ اسکے زمانہ دولت مین خلق خدا فارغ البال زیست کرتی رہی تا آنکہ مہابت جنگ راہی ملک بقا ہوا اور اوسکے تینون بھائی اوسکے قبل مر چکے تھے سراج الدولہ اور میر جعفر خان ایسے مغرور دین سے دور پیدا ہوے لوگ بھی ویسے ہی بیہودہ کار آئے عدل و انصاف کے ضابطہ برباد ہوے امسال کہ اصحاب انگلشیہ نے تاسناح حال فوجداری اور آئین سابق سلاطین کے اپنے قلم و محروسہ مین مقرر کیا ہے محض بے سود بلکہ موجب ازدیاد ظلم اور

تصدیع ہے خصوصاً جہان کہ مقامات فوجدارہین جو کام کرنا چاہیے وہ مطلق نہین ہوتا زمیندار لوگ عمدہ
اپنے اپنے مقامات پر مختار اور مدار المہام جمیع امور کے ہین اور وہ سرکار انگلشی مین مورد عطوفت
بر خلاف دستور ماضی کے ہین قتل و غارت سے باز نہین آتے فوجدار کی مجال نہین کہ اونپر حکومت کرے
یا داد خواہون کا انصاف اونسے دلاوے یا جسکا مال وہ لیگئے ہین استرداد کرے اب فوجداری اسکا
نام ہے کہ جہان مقام سکونت فوجدار ہے وہان کے لوگون سے روپیہ حرام کا جمع کرین اندیشہ باز پرس
تو مطلق رہا نہین صاحبان انگلشیہ کو جانتے ہین کہ ہندوستانیون سے ملتفت نہین اور ہندیون کی
جنرل گورنر وغیرہ صاحب اختیار کی خدمت مین رسائی ہے ہر طرف سے دلجمعی حاصل ہے فوجدار لوگ
خلق اللہ کو ناکام اور اپنی بدنامی مشہور کرا دیتے ہین ظاہرا جو کام کمیٹی کلکتہ اور گورنر جنرل کی پیشگاہ
سے حکم ہے وہ بھی دو تین ہین کہ بلاد مشہورہ اور قلمرو کمپنی مین رہزن ڈاکو نہ آنے پاوین انکی سزا کرین
اور تفصیل مین بھی کوئی غارتگری نکرنے پاوے اور دزدی اور غارتگری اور زنا اور خون ناحق کا تدارک
انکے ذمہ ہے اسقدر کام مہابت جنگ کے عہد مین اور نیز بیشتر شہرہای عمدہ مین کوتوال اور اہل عمل
مین عمال ان فوجدارون سے ہزار درجہ بہتر انجام دیتے تھے انہین اور سابق کے عمال و کوتوال
مین بھی فرق ہے کہ سابق والی آقا کے خوف سے مجال ظلم و ستم نرکھتے تھے اور یہ لوگ بیخوف جو
چاہتے ہین کرتے ہین خصوص اون لوگون سے جو انسے رجوع نہین اگر ایسا تا کوئی نالش گورنر جنرل
تک پہونچی ان لوگون کے مربی بخوف باز پرس کے وسیلہ اوٹھا کر اور اوسکے دروغگوئی کی اثبات
مین روپیہ خرچ کر کر نہین فرصت دیتے کہ مظلوم داد پاوے خیر اب کچھ حال اس وقت کا
جو اصحاب انگلشیہ کی ضوابط مین ہے بیان کرتا ہون شاید کہ پسند گوش ہوش ہو اول یہ کہ جسوقت
سے یہ تینون صوبہ تسخیر ہوے کوئی مالک نہین یعنی ایک شخص جسکے نسلاً بعد نسلاً وراثت ہو بلکہ
گویا فرقہ انگلشی مالک ہین کیونکہ کمپنی ایک آدمی نہین بلکہ بہت سے لوگ ہین اور وہ بھی معین
نہین جو کہ مالدار ہے روپیہ داخل کر کے داخل کمپنی ہوا اور اوسکی طرف سے بھی ایک شخص معین
یہان کا حاکم اور مالگذار نہین چنانچہ اس بیس برس مین زیادہ پانچ چھ سات لوگون سے گورنر ہو چکے
ہین اور جو شخص کہ گورنر بھی ہوتا ہے وہ بھی اپنا اختیار نہین رکھتا پانچ آدمی کمیٹی کے مختار اور
مرجع کار ہین اور یہ لوگ ہمیشہ باہم تنازع اور اپنے عزل و نصب کے اندیشہ مین رہا کرتے ہین
دوسرے یہ بات ہے کہ بے مالک کا گھر آباد نہین ہوتا او بسبب بے مرمتی کے چندروز مین ویران ہو کر
گر جاتا ہے تب ایسا ملک وسیع جب مالک نرکھتا ہو کیونکہ آباد رہ سکتا ہے اور مالک کے سود جو

سوگا اپنا فایدہ چاہیگا اوسکی خرابی کی پروا نکریگا اور یہہ نہین چاہتا کہ غیرون کے فایدہ مین اپنا نقصان کرے
ہان اندیشہ بازپرس اگر ہے تو اسقدر محتاط رہیگا کہ بدنامی سے بچے اسقدر ہی کہ گورنر تھا والدولہ سے پیشتر جو صاحب
ذی کوشش کی دوسرے کی مجال نہ تھی احوال اتباع بھی اسیطرح پر ہے اسیطرح پر پانچ چھہ کونسلی
ہر ضلع مین رہتے ہین اور باہم متنازع وہانکا حاکم بھی تنہا مستقل نہین بلکہ مدت مدید سے رشتہ کی امید بھی
نہین ہمیشہ عزل نصب پر کان لگائے رہتا ہے اور علاوہ اسکے اگر باہم کچھہ جھگڑا ہوا گورنر یا کمیٹی کو لکھیں
وہان سے حکم طلب کرین ارباب کمیٹی گورنر کا یہ حال ہے کہ کل نام اونکے اخبار مین ہے جملہ امور عظیمہ کی تدبیر
اور تسخیر ملک اور اوپر پرورش مخالفین اور ہر سہ صوبہ محروسہ کی مالگذاری اور ولایت کی تحریرات اور جوابات
کی تدبیرات اور تحریر حساب اور سرانجام مایحتاج کمپنی اور فہمید حساب مداخل مخارج وغیرہ انکی تفویض
ہے فیصلہ واردون کے جواب کی فرصت کہان اگر کچھہ ضرورہی ہوا اور فرصت ملی لکھدیا ورنہ یونہین وہ معطل
رہتا کہ ہر قسم کی رای کو نسلیہ ہر شخص ضلع کے متفق ہوے خواہ مناسب ہو یا نہ وہی تعمیل ہوتی ہے اگر
ایک شخص مقرر ہوا وہ یہ سمجھے کہ یہان کی نیک بد کی جوابدہی میرے ذمہ ہے البتہ رات دن اوسکے
انتظام سرانجام مین ساعی رہیگا اور کونسل اور کمیٹی کی تقرری مین ایک دوسرے پر تہمت رکھتا ہے
کوئی اپنا الزام نہین پسند کرتا دوسرے پر ڈالتا ہے زمانہ سلطنت مین جو وقت دوسری ولایات کی
فوجین یہان آئین تھین اونمین جنہین ارادہ اقامت تھا قتل و غارتگری کرکے اپنی راہ لی اور جنہین
منظور ہوا مقیم ہوے اس ملک کو اپنا مرکز دولت ٹھہرایا باشندون کے ساتھہ رعایت لطف و
مدارات فرمایا اور رعایا کی آسایش و بہبودی مین ساعی رہے تا آنکہ زمانہ دراز گذرا اور توالد و تناسل
ہوا اور زبان ہندی کر کے واقف ہو کر اونکی اولاد یہان کے لوگون سے برادرانہ پیش آنے لگی باوجودیکہ
اہل ہند اکثر مسلمانون سے بسبب اختلاف مذہب کے پرہیز و اجتناب رکھتے ہین مگر کثرت اختلاط سے
ایک دوسری رسم و وضع مین دست و گریبان ہوئے اور وحشت نفرت درمیان سے جاتی رہی انس و
محبت کا رجوع ہوا باہم شیر و شکر ہو گئی اولاد رئیس کی شاہزادہ کے نام سے مشہور ہندو مسلمان سکے
بزرگ سمجھے گئے اور ہر شخص اونکی اطاعت مین حاضر ہوا اور شاہزادون نے اس ملک کو اپنا ملک
جانا رعایا کو بجاے اولاد پرورش کرتے رہے تا کہ مقابلہ اور آئین جملہ احوال سے ہون جنابہ سے
اسی حسن سلوک کے نتیجہ اور رعایا سلوک کی قدر کہ ہاے شاہزادہ عالی گوہر جو بادشاہ ہمارے عہد کا ہے کہ جنگ
پرجا ہندو انگلشیہ سے دیکھا اور سنا اول جب شاہزادہ موصوف کی آمد آمد ہوئی اور نیز عظیم آباد
مین کہ ہم ہولئے ناصر رعایا سے شہر پہلے اسکے کہ کوئی احسان اونکا دیکھا ہو یا کسی نے خوان کرم اونکا چکھا ہو

ذائقہ و لذت پایا ہو بپاس انعام و آرام سابقہ کہ آبا و اجداد اوسکے سے دعاگوے فتح و ظفر تھے جب وہ
پہونچا اور اوسکے لشکر اور امرا کے ہاتھون سے ظلم سرزد ہوے اور اوسوقت مین انگلشیون کا نہایت
اہتمام تھا کہ کوئی ہمراہی انکا کسیکو آزار نہ دے اور جسجگہہ انکا سردار لشکر جاتا ممکن نتھا کہ کسی پر ظلم ہو
تمام خلق کو بندہ نے دیکھا کہ شاہزادہ مذکور کی دوبارہ سہ بارہ کی آمد آمد مین بہر نفرین بادشاہ اور دعا سے
انگلشی کرتے تھے الحال کہ بے اتفاقی صاحبان اور اونکے حکام کی جور سے جان بلب ہو رہے ہین
احوال سابق کے برعکس ہو گیا ہے بعض ارباب انگلشیہ کے سرکار مین ہر کارہ جس قوم کا ہو وا قوم
دیوان خانہ اور مدار علیہ اکثر امور کا ہوکر اول خود اعزہ مرام کو رنجیدہ کرتا تھا اگر کسیکو کچھہ دیا تو غیر کسیقدر
راضی ہو گیا اور اوسکی ملاقات کا روا دار ہوتا ہے ورنہ کیا مجال کہ صاحب تک رسائی ہو وہ ترجمان
زبان کیا برا امر ہے جسکے وسیلہ سے انسان کے دل کا حال معلوم ہوتا ہے اکثر انگلشی یہان کی زبان
اور ہندی اونکی زبان نہین سمجھتے اس سبب سے اکثر اوقات جو لوگ غرضمند ہین صاحبان مذکور
کی عدیم الفرصتی سے ہندیون کی مصاحبت عالم تصویر ہے دونون جانب سے کچھہ سود صحبت نہین
پہونچتا جو کہ ہندی زیادہ محتاج ہین اکثر مستغنی ہین اگر دیوان یا منشی کو واسطہ بنا وین گویا دو تین آدمیون
ماہر کیا یہ بھی ایک سبب دل کشیدگی کا ہے یہانکے رسم و طریق راہ روش سے بخوبی آگاہ ہو جاوے
اور یقین ہے کہ وہان کے کام بہ نسبت بیگانہ اجنبی کے بہتر اور بخوبی سرانجام کرے اور چونکہ کل مایحتاج
بطور اپنے ولایت کے رکھتے ہین اس نظر سے اکثر اہل حرفہ مفلوک اور تحصیل قوت لا یموت سے
عاجز اور لاچار ہین کیونکہ مالک اور حاکم تو یہ ہین یہ بیچارہ کسکا دروازہ جھانکین ہان چند لوگ مانند معمار
و نجار و آہن گر وغیرہ بھی کسیقدر اس فرقہ کے عہد مین خوش ہین باقی کل پیشہ دار نہایت مفلس
نوبت بگدائی پہونچے ہین اکثر جلا وطن ہو گئے بعض حب وطن مین گرفتار حسرت و اندوہ ہین
اور اسوقت اس پریشانی مین کہ رات کے کھانے کا ڈول نتھا کہ کہ علاوہ فوجداری کی آفت بانند ہوئی
جو اب بھی شکر ہے کہ ہندیون کے ہاتھہ سے فوجداری نکل گئی سبب یہ ہے کہ انگلشی کے قبضہ مین
فوجداری گئی ہے کسیقدر تخفیف باعث اور موجب امنیت سے ہے میسر ہو سابق بھی اس ملک
مین یہ ضابطہ تھا کہ جو شخص جس کام مین کامل ہوتا اوسکو ویسا ہی کام ملتا تھا دنیا بکار ہو رہی
تھی اب اہل انگلشی مین اسکی پابندی کچھہ ضرور نہین بلکہ مدار رخ نوکری اور پاس رعایت پر
خیال سے ہر چند محض اجنبی اور نالائق کا ہو اور یہ بھی لحاظ نہین کہ ایک شخص کسی جگہہ پر مقرر ہو
اور وہان کے کل وجوہات و اطراف سے آگاہ ہوکر لیاقت کے قریب پہونچا ہو اوسی وقت وہ معزول

اور دوسرا مقرر ہوتا ہے اور نیز چونکہ آمد و رفت ولایت کی بہی جاری ہے اور ایک جگہ استقامت کی امید
نہین ہے عدم مہارت اور بے خبری معاملہ رہتی ہے اور پہر یہ کہ بیاں لکہا زبیہ انگلنڈ وغیرہ کو جایا کرتا ہے
ان دونون باتون مین انتظام کا بڑا خلل ہے پیشتر یہان کا رویہ نہین رہتا تہا کبہی ایسا ہوتا ہے کہ ایک شخص نے
برسون محنت کرکے مہارت کار کی پہونچائی امیدوار مرتبہ حکمرانی کا ہوا نا گہان دو تین آدمی تازہ وارد
بیخبر بحض نے پہونچکر اسکا مرتبہ لے لیا اور وہ کاردان بیچارہ محروم آخر وہ ولایت کی راہ لیتا ہے جب یہ جز
جانشین ہوئی یار لوگ آپہونچے اور چہوٹہ بیچ کی سیر باغ دکہلا کر مرجع کار ہوئے کامون کو ضائع اور درہم
برہم کرنے لگے جب تک یہ تازہ وارد اپنے ہمنشینون کے حال سے ماہر ہون افسوس ہے اگر اچہا تا کوئی
کاردان بہی نہین درمیان مین رہا تو بہی کام تو کونسل پر ہے ایک کے کہنے سے کیا ہوتا ہے باقی تین چار
بیخبر کب اوسکی تصدیق کرتے ہین جیسا کہ گورنر جنرل کو ہنگام ورود اور جنرل کلاورن وغیرہ کو پیش ہوا تہا
چونکہ کونسل جسکا موجد سنت شورا ہی ہے جو خلیفہ ثانی نے درباب تقرر خلیفہ کے اختراع کی تہی اور
اوسکی غرض جریان امیر المومنین کے مرتبہ خداداد سے تہی اور مطلب چند اصحاب کی راے سے
اگر اختلاف ہو چند بر راے کی کثرت ہو اوسے قبول کرتے ہین در صورت تساوی کے طرفین پر چون کہ
صاحب کلان بنا بر رفعت مرتبہ کے دو شخص کے برابر ہے جسطرف وہ ہو وہی بات مقبول ہوئی چنانچہ
شورے مین عبد الرحمن تہا یہ ضابطہ اگرچہ عمدہ ہے لیکن رشتہ طمع کا درمیان مین کوئی غرض نہو
اور الحال یہ امر نہین اور نہ شورے مین تہا انسوا سیاسی امور کا یہہ خلیفہ مین چاہیئے کہ ہر جزویات اور
بدیہیات مین قرار یہ ہے کہ جسقدر امور دو تین روز تک صاحب کلان کے حضور مین التماس کرین وہ
ٹہیرین بروز کونسل پیش ہون اور ارباب احتیاج کے وکلا حاضر ہون اون مین سے جو فیصلہ ہوا
اوسکا جواب صادر ہوا اور نہ کونسل آئندہ پر امیدواری رہی اگر ایسا ہوا کہ بعض صاحب صاحب کو غناوتی
دو ایک ایک جانب ہو گئے اور دو تین طرف دیگر اب امیدواری مین گذرنے لگا اچہا تا کوئی کامیاب
اور اگر جایب اور ہا سر ہوتا ہے چون کہ زمانہ سابقہ مین ایک شخص کاردان احوال اشخاص سے
واقف کارگذار فرمان روا ہوتا تہا اور دو تین عہدہ رکہتا تہا مجرد التماس دادخواہ کے مطلب سمجہکر
اوسیوقت حکم فیصلہ صادر ہوتا تہا برسون امیدواری نہین کرنا پڑتی تہی اس جماعہ کے ابتداے
حکومت مین بہی کہ ایک صاحب کلان اور ایک نائب کارگذار مانند مہاراجہ شتاب راے وغیرہ کی
مقرر تہا بہر صورت احتیاج مرام انجام ہوا تہا اگرچہ مانند زمانہ سابق کے نقوص سے خالی نہ تہا
لیکن بہر صورت کام تو وقت ضرورت بر الکل جاتا تہا چنانچہ ہر وقت معزولی مہاراجہ

مذکور کو جارج و نسطرت ہوشیار جنگ صاحب کلان تھا اور مرجع معاملات ہوا بندہ نے عرض کی کہ
مہاراجہ شتاب راے دونون وقت قریب دو پہر اور ثلث شب تک متوجہ فیصلہ ارباب حاجت رہتا
تھا بلا تامل حاجتمندون کی رفع حاجت ہوتی تھی الحال کسطرح پر اونکا تدارک منظور ہی فرمایا
کہ مانند مہاراج کے مجھسے دربار نشینی اور معاملہ شنوی نہین ہو سکتی الا جسکو عرض ہو مجھے اطلاع
کرے حال دریافت کر کے تدارک کیا جاویگا بندہ نے کہا درباریون کو حکم ہو کہ ہر ایک کا عرض حال کیا کرین
اسی سبب سے اسیوقت تاکید فرمائی چونکہ نافذ الامر ہوشیار کارگذار تھا دیوان و منشی وغیرہ کی تعلیم و
تلقین کا کبھی پابند نہوا جیسا کہ کہتا تھا کرتا رہا تب سے یہ حال بند ہوا اور مرجع کار عظیم ہوا لوگون کو آزار
پہونچنے لگا مگر چندروز مسٹر ایون لا نے بھی مستغیثون کے آنسو پونچھے ولیکن امید کیا ہو سکتا ہے ولا ہر ہے
کہ ایک آدمی کی استرضا آسان ہے الا بندہ بہت لوگون کی دلجوئی جو سے ارباب کونسل اور اونکے
ماتحتون کے ہوتے ہین ایک عاجز سے ناممکن ہے چنانچہ مہاراجہ شتاب راے کی معزولی کے چندروز
بعد جب عید رمضان آئی اعیان شہر اور ارکان دولت نے بطور رسم نذر بسیار لیا اور کہا حسب ضابطہ ہند ہے
اہل کونسل کو دی ہوشیار جنگ نے اس حال کو بہو تحمل قبول کیا کہ ہر ایک روپیہ یا اشرفی نذر دیتا تھا
اب اوسے پانچ چاہیے لاجرم عید الضحی مین حکم دیا کہ فقط ایک نذر صاحب کلان کو کافی ہے اور کسیکو نہین
اور اسی طرح پر عمل ہوا لیکن بعض خوشامد پسندون نے باوجود ممانعت صاحبان دیگر کے مکانات پر
جا کر نذر دکھلائی اور اوسوقت اورون کو اقدام کرنا پڑا کہ مبادا یہ گمان کرین کہ ہندوستانیون سے
ہین کہ خوب سمجھا یا نہین اختلاف اصحاب انگلشی وضع دربار مین پیشتر حکام ہندوستان ہر کام
تقسیم اوقات کرتے تھے جسکے تعمیل مین فرق نہوتا تھا اوسمین دو قسمت تھے اول کار ملکی و
مالی دوم مقدمہ عدالت و داد و ہی ان دونون کیواسطے ہفتہ مین دو دن مقرر تھے باوجود شان
و شوکت خداداد کے دونون روز کچہری کر کے بارعام دیتے تھے اور ہر ایک حاجتمند کی حاجت
رفع ہوتی تھی اور بادشاہ بھی اپنے ملک اور عملہ کی حقیقت سے آگاہ ہوتا تھا اکثر اوقات کبھی کبھی
اپنے ملک مین دورہ کرتے تھے اور ملک رعایا کا حال اپنے آنکھ اور کان سے دیکھتے سنتے تھے
اسیطرح دو روز عدالت مین بیٹھ کر فریاد سنتے اور داد دیتے تھے اور خلق اللہ کے اژدحام اور
غوغا سے دل تنگ نہین ہوتے تھے اور اصحاب انگلشی جیسا کہ اوپر کہہ گیا ہے بارعام اور ہجوم
انام سے نہایت افسردہ دل ہین اور اسی سبب سے یہان کا حال اوسی طرح جاتا رہا مستور اور
بعض عمال انکے فرمائشات سے محروم و مایوس رہتا اگر کوئی وقت مقرر کرین تو دربار عام ...

انکی عرض مین اگرچہ خالی ہرج سے نہین لیکن طرفین کو اکثر مفید ہے اسی ملاقات اور مصاحبت مین
فایدہ شناسائی اس ملک کے لوگون کا ہے جسکو چاہین اوسکا مرتبہ امتحان کرین اور ہر ایک سے
حسب حال سلوک کرین اور جسکو لائق کار سمجھین اوس سے اپنے کام لیوین لیکن پہلے متمتع ہونا لوگونکا
حصول منفعت سے سلاطین سابق جو بعد تسخیر ملک ارادہ توطن کرتے تھے ممالک مقبوضہ اور
اوس حاصلات کو اپنا خالصہ کرتے تھے بلکہ اوسمین بہی یہان کے لوگون کے مشاہرہ اور جاگیر
اور املاک وغیرہ نکال وہی بھی باقی دیگر وجوہ حاصل اور مداخل کو پرورش خلق کے واسطے چھوڑ دیتے
تھے مسلم و ہنود ہر شخص جاگیرات عمدہ پاکر اور بہی ترقی کے امیدوار رہا کرتے تھے بعد اظہار خیرخواہی
کی مراتب عظمی پر فایز ہوتے تھے کچھہ ترقی ہم قومی پر بہی تجارت وغیرہ مین ہر چند کروڑون کا فائدہ تھا
مگر خلق اللہ کیواسطے واگذاشت کیا تھا اوسپر مطلق التفات نتھا لاکھون آدمی سوار و پیادہ کی زمرہ
مین سلاطین و امرا کے پیشگاہ سے پرورش پاتا تھا الحال تھوڑی سے آدمی جاگیر اور ملک اور التمغا مین
وجہ قوت پاتے ہین اور اوسمین بہی بسبب اقتدار عمال اور زمینداران مفسد اور مستاجران ظالم
کی نقصان ہے جیسا کہ اہل املاک کے احوال مین ظہور اللہ بیگ وغیرہ کی تعدی کا ذکر ہوئے الحمد للہ
کہ ایک برس کی مدت مین جو اہل املاک مین کیئے گئے گورنر جنرل بہادر کی فیاضی سے وہ بلا دور
ہوئی اور تھوڑے سے لوگ تلنگون کے زمرہ مین پرورش پاتے ہین انہین دونون صوبہ مین
چالیس پچاس ہزار سوار تھے اور کئی ہزار تجار اپنے پیشہ سے فارغ البال تھے اب سوارون کی نوکری
تو بالکل موقوف اور ہر قسم کی تجارت مخصوص کمپنی ہوگئے بلکہ ارباب انگلشی خواہ ملازم کمپنی ہون
یا نہون سب تجارت پیشہ ہین ہان اکثر سرداران سپاہ کہ اس کام سے پرہیز رکھتے ہین جسوقت حکام
ذی اقتدار تجارہ ہون رعایا سے بیچارہ کیونکر اس کام سے فایدہ پا سکتی ہے ہزارون اہل حرفہ بنابر عدم
رجوع اہل انگلشیہ کے اونکی صناعت کی طرف وجہ معاش سے محروم ہین اور یہان کے صاحب ہنر فرنگکو
بوجہ مذکورہ دسترس نرہا کہ ان لوگون کو نفع دے سکین محال حیرت اور محض قدرت الہی ہے کہ اکثر
اہل حرفہ یہان کے اس حال مین زندہ مع عیال و اطفال کے اوقات بسر کرنے لگئے ہین اگرچہ ہزار سوار
سرداران مشہور کے رسالہ مین مانند شیخ معز الدین خان لکھنوی اور احمد خان جزاوری لیرخان وغیرہ کہ
ہندوستانی روپیہ پر نوکر سرکار کمپنی رہین اور جو ملک کہ تسخیر ہوا ہوا اوسمین ملازم کرین اکثر محاربات
خصوص اوس لڑائی مین جو کہ سکھہ اور مرہٹہ سے واقع ہو ترک سوارون سے بہتر جانفشانی کرینگے
اور انکی وات سے اس ملک والون کو بہی فایدہ پہونچنا امید ہے اور بہر دیگر فوائد بہی مانند افزایش

آبادی اور توفیر حاصلات ملک وغیرہ کی بھی متصور ہے سالقین اقتدار یا زمینداران کا اور اعتماد کرنا اوپر اس جماعت کے یہان کے بادشاہان خردمند ون گذشتہ کا یہہ مقولہ تھا کہ زمیندار لوگ قابو طلب کوتہ اندیش بے ادب محض ہوتے ہین اور انکے قول اور فعل کا کچھہ اعتبار نہین ہے اور جو شخص کہ انکی باتون پر اعتماد کرے وہ بڑا بے وقوف ہے اور نہایت نگران انکے حال کے رہتے تھے تاکہ اس فرقہ خود غرض کو مجال تمرد اور سرکشی کرنے کی نہلی کیونکہ یہہ سب لوگ اکثر خلق خداوند کریم کی ایذا رسانی مین مصروف اور مشغول بدل و جان رہتے ہین قطاع الطریقی رہزنی کہ بڑی قتل و غارت اور مسافر لوٹنا ملک کو ویران کر دینا اور مالگذاری مین جسارت کرنا اور علی ہذا القیاس جو جو باتین کہ غیر مناسب ہین انہین سب کی ذات سے وقوع مین آتی ہین پس انکی گوشمالی کے لیے فوجداران عالیشان اور عملہ داران مقتدر مقرر ہوتے تھے اور وہ لوگ اوپر قول اور فعل ان فساد پیشہ کا اعتماد نرکھتے تھے و نسئلہ التوفیق انہ خیر صاحب و رفیق سعدی علیہ الرحمۃ نے کیا خوب کہا ہے ۔ خداترس را بر رعیت گمار ✻ کہ معمار ملک است دانا سے کار ✻ بد اندیش تست آنکہ خونخوار خلق ✻ کہ نفع تو جوید در آزار خلق ✻ ریاست بدستِ کسانی خطاست کہ از دست شان دستہا بر خداست ✻ نکوکار پرور نہ بینید بدی ✻ چو بد پروری خصم کار خودی ✻ پس ان لوگون گذشتہ کو خیال اسباب کا بہت رہتا تھا کہ خلق خدا کو رنج نہ پہونچے اور اوپر ان اشعار کے عمل رکھتے تھے اور یہہ سمجھتے تھے کہ اگر ہم خلق خدا کو آزار دینگے ایسا نہو کہ خداوند کریم ہمسے اس سلطنت کو چھین لے اور نہ معلوم کہ کس کس عذاب مین گرفتار فرماے یہانپر ایک حال عجیب و غریب لکھتا ہون کہ بالفعل مروج زمانہ ہے کہ جس کسیکو کچھہ بھی مقدور ہوتا ہے اپنے سے بہتر کسیکو نہین سمجھتا اور جانتا ہے کہ جو کچھہ ہون تو مین ہون مجھسے بہتر کوئی نہوگا اور طریقہ بزرگونکو کہ اپنے تئین ذرہ بیمقدار سمجھتے تھے اپنا کسر شان سمجھتے ہین اور ماوراء ان بزرگون کے رسول مقبول سید کائنات علیہ افضل الصلوۃ اعقل الناس فخر موجودات کہ صاحب وحی تھے جناب حکیم خبیر کے فرمان سے کہ شاورہم فی الامر مامور تھے اور کوئی امر بغیر مصلحت جناب باری کی نفرماتے تھے اور اوس وقت کی لوگ بھی جو کام کرتے تھے بغیر صلاح آنحضرت کی نکرتے تھے اور یہی حال گذشتہ سلاطین کا تھا کہ ہمیشہ ہر کام کو سمجھکر اور صلاح کرکی انجام دیتے تھے اور یہہ لوگ جو فی زماننا موجود ہین جو کار کہ چاہتے ہین خود روی سے کرتے ہین مطلب کلام خدا سے نہ حدیث سے غرض نہ گذشتہ لوگونکی افعال پر خود اپنے کو ارسطو عصر سمجھتے ہین جو چاہتے ہین کرتے ہین اگر کوئی عالم کچھہ سمجھائے ہرگز نہین مانتے اگرچہ وہ کیسا ہی سچا ہو اور کہتے ہین کہ جسکے پاس وہ سمجھ ہوتا ہے اوس سے ایسی ہی باتین خوشامد کی کرتے ہین کہ خدا نے یون کہا ہے اور رسول نے یون کہا ہے اور یون ارشاد فرمایا ہے ہم خود عقلمند ہین بلکہ انکو عقل سکھا دیتے ہین سبحان اللہ کیا عقل ہے اور کیا انصاف ہے جو بیج اس ہند کی رایج ہے خصوصاً الحال اور بھی زیادہ تر دکھائی دیتی ہے اور برخلاف زمانہ سابقہ اور ضابطہ ارباب فائقہ کے

زمینداران اس ملک کو سرداران انگلشیہ نے اپنی ملک کے ضابطہ سے گروئین ہر ایک شریف و نجیب اور ملک
اور ولایت کو جن جن شہر اگر زمین یا دو بیگہ کوس زمین کا ایک زمیندار یا دوار تی الحال گذرا اوقات کرتے ہین
اور باہم ساتھ ایک دوسرے کے برادرانہ سلوک رکھتے ہین یہان کے زمینداروں کو معزز اور صاحب شخصیت
آبرو ملک سمجھا ہے اور اوسکو زمینداری کے کاروبار کا اختیار دے دیا ہے اونہون نے تمام ملک
کو ویران کر رکھا ہی اور بیچارہ شرفا و نجبا کو تنگ کر کے منتظر فرصت بیٹھے ہین کہ اگر کہین سے فتنہ و فساد
اوٹھے فوراً باغی اور غایب اور غاسر ہو جاوین اور بالفعل انکو دست ضربا دیکھکر دم دبا سے اپنی
کارروائی کر رہے ہین اور ارباب انگلشیہ اونکے مفاسد دلی پر آگاہ نہین ہین یا شاید اور کوئی مصلحت
ہو گی کہ وہ ہمین نہین معلوم ہے آٹھوین یہ ہے جیسا کہ پیشتر بھی ہم لکھ آئے ہین بلکہ گورنر اور ارباب
کمیٹی صدار جواب ملتمسات مردم اور وہ احکام کہ درباره انہون کے ساتھ اصحاب کونسل اور اضلاع اور
دیگر اتباع بسبب مرجوعات کثیر کے نہایت درنگ کرتے ہین یہ بھی موجب پریشانی عوام ہے اور اگر
کوئی شخص اس کام کو بیٹھ کر نیکو سیوقت مخصوص پر معاملہ ہوئے ان اصدار احکام مین ابتری نہو اور
رفاہ رعایا ہوتا ہے اور کچھ انگلشیہ کی ظاہر اقباحت بھی نہین معلوم ہوتی ہی واللہ الموفق والمنۃ للہ تعالی
کہ بعد تحریر سطور ہذا کے خود اس کام کے واسطے کمیٹ مقرر ہوئی اور کسیقدر انتظار کاربار روش
ارباب حاجات سے دور ہوا نوین جیسا کہ گذارش ہوا کہ بیچ سر انجام کار کے کارروائی ضرور شرط ہے
اور نہ مراتب نوکری و رفیق پروری اگر پاس مراتب نوکری ہی انگلشیہ کاردان سلیم النفس ہوشیار ہر ضلع مین
مقرر ہون اول احوال اونکا دریافت کیا جاوے ہرگاہ کہ لایق کار ہون اونکو مامور کرین اور اونکی ساختہ
اور پرداختہ کو معتمد علیہ جانین اور ہر ضلع کے واسطے دیوان کارگذار معتمد مقرر ہو بطور قانون گوئی کہ
اسلام شاہ نے ہر پرگنہ مین مقرر کیا تھا اب ایسا ہی انقلاب کونسل مین بدون تقصیر معزول نہو چونکہ ارباب کونسل
جاوید ہین اور کارگذار مذکور نوکر جاہی کہ نوکرانہ طور پر رہے اور صاحبان کمیٹی اوسکو دولتخواہ سمجھکر اوسکے صلاح اور مشورہ
کو معاملات مین سنا کرین نہ کہ اوسکو فاعل مختار بنا دین اور اوسکا کیا دہر الیسند طبع ہوا اگر کارندین ایسے امور سے
رفاہ کہان بلکہ رنجش خلق خدا اور بدنامی حکام متصور ہو اور مدام شب و روز کیا ظاہر کیا باطن پوشیدہ نگران حال
ہر ایک ایک کارندگان و مامور رہین اور دیوان اور منشی وغیرہ کو مرجع معاملات نکرین جیسا کہ
حاجی ونسٹرٹ ہوشیار جنگ بہادر کے عہد مین تھا جسوقت کہ کوئی خیانت اس نوکر کارگذار سے ظاہر
ہوا اوسکی جزا و سزا القید جرم سنگین کرین کہ دوسرون کو جو کہ اس عہدہ پر مقرر
ہین عبرت ہو اور جب بنا ہی مشورہ کونسل ہو کثرت سے زیر کرین اور دو تین آدمی مشورہ کرین کیونکہ کثرت

ارباب حکومت سے موجب اضطراب رعیت اور عدم عہدہ برائی بیچارہ مستغیث کے باعث ہو گئے
اور وہانکے متصدی اور عملہ و فعلہ فوجداری کے تقرر مین تفحص کامل کیا جاوے جو کوئی معاملہ دان
کار شناس عام کا خیرخواہ ہو مقرر کیا جاوے بلکہ جیسے اب مقرر ہین ایسے فوجدارون کی کچھ حاجت
نہین ہے کوتوال لائق کم آزار شہر کیواسطے اور مفصل مین عمال کافی ہین اور جسوقت کہ یہ مقرر ہون
اندیشہ رسائی مردم کا کمینہ تک اور خوف بازپرس معاملات کا ضرور ہوگا یقین ہے کہ اس تدبیر سے خلق خدا
انواع بلا سے رہا ہو جہانداری اور سروری کی حقیقت عیان ہو دوسرے یہ امور معدلت اشتمال کہ خلق اس
ملک کی عموماً رعایائے انگلشی ہے اور بغیر خدا اور اونکے رحم کے سوا کوئی حامی نہین رکھتے لازم ہے
کہ اپنے ملازمین اور ہم قوم کی جانبداری حسب آئین سلاطین عدالت قرین کے منظور نکرین کہ
دنیا و دین کی نیکنامی اور خوشنودی خدا کا موجب ہے اور اس کام کے عمال ہر ایک عملہ و فعلہ سے
کم آزار اور رضا جوئی خدا مستدین بے طمع جیسا و بجز رضائے حق تعالے اور اطاعت آقا کی کوئی امر منظور
نہوا اور جب ایسے ایسے لوگ مشہور ہون مشاہرہ اونکا بقدر گذران اوقات کے میسر ہوا کہ فکر معاش سے
فارغ البال مع عیال و اطفال کے بے لوث و رشوت و طمع بسر کرین شکر خدا کا یہ کام [illegible] سپرد
انگلشی ہوگیا دار و غہ ہای ہندی کے ہاتھ کوتاہ ہوئے اور بندگان خدا کو اطمینان میسر آیا گیا ہو عین
عفو جرایم بہت کم لوگ معصوم ہون گے انسان سہو و نسیان سے مرکب ہے اگرچہ ہر جگہہ جزا و سزا
لحاظ کیجاوے کمتر لوگ سیاست سے محفوظ رہ سکتے ہین اوس ملک کے غافلون پر خیال کرنا اور ہر ایک
کی مرتبہ پر لحاظ فرمانا ضرور ہے کیونکہ ہر جگہہ کے لوگ حسب عادت پیرو ہوتے ہین اور وحشت نہین کرتے
لیکن اونکے سوا غیر پر آفت ہے خصوص وضع عدالت انگلشی باوجودیکہ آدمی ملازم اونکا عدالت فضول
مین دستگاہ رکھتا ہے مگر ایک عمر منتظر رہنا چاہیے اور بالفعل کچھ نہین سمجھہ مین آتا کہ کیا ہوگا مجرد دعوے
کی خواہ جھوٹھہ ہو یا سچ اگر مدعا علیہ وثیقہ ضمانت دعوے سے دونے روپیہ کا داخل نکرے بیچارہ فوراً قید
ہو جاوے اگر ضامن بہم نہ پہونچا اور معاملہ کا فیصلہ نہو چاہیے بارہ برس تک اگر قضیہ وارسے یا نہ قید رہے
اور واسطے ترجمہ عرایض کے بزبان انگریزی صرف کتنی اشرفیان خرچ ہوتی ہین باوجود اس تمام خرابی کے
مردم ہند کو چاہیے کہ مجرد احضار حاکم عدالت کا نامہ کے واسطے جواب دعوی کے حق ہو یا باطل یا فقط
گواہی یا فقط اسقدر کہ کبھی اوس معاملہ کو سنا ہے یا جس صورت سے مطلع ہو اگرچہ گواہ نہو چاہیے کہ عیال
و اطفال کو فقر و فاقہ مین چھوڑ کر اوس شہر غیر موافق مین جاوے اوسکے پہونچنے تک اگر عدالت کا موسم بدلا
یا کہ حاکم عدالت خود تبدیل آب ہوا کے لئے دوسری جگہہ گیا تو چاہیے کہ مہینون وہان پر اپنی زندگی کے دن

بہرا کرے خدا معلوم اسس مصائب پر کیا نوبت او سپر گذرتی ہوگی بار ہا یہین حملہ فعلہ معینہ پر اغما د کرنا خصوص
جسوقت کہ انہین یا انکے شہر کا سے کوئی شخص نالشی ہو خاصکر امور عظیمہ مین مانند قتل و خون یا عرض
ناموس یا مقدمہ مال ایسی اسصورت مین ممکن نہین کہ مظلوم وادیا وسے چاہئیے کہ گورنر بہادر
اور ارباب کینسٹ اور حکام ضلع جسکے روبرو شہر سیدہ حاضر ہو کارہای عمدہ کو چھوڑ کر
اسکی طرف متوجہ ہوئے اور بغور تحقیقات مدعی اور مدعا علیہ کی کرکے فریاد رسی اور
دادخواہی کرے اور بلا رو و رعایت کے انفصال مقدمہ کرے واللہ
ولی التوفیق ~ مرا د ما نصیحت بود گفتیم * حوالت با خدا
کردیم و رفتیم * اللہ کا احسان کہ جلد دوم

ترجمہ سیر المتاخرین

بساعت فرخندہ اشاعت

تمام ہوئی فقط

تمام شد